مجموعۂ اوراد

مکتوباتِ شریف

تاج العارفین قطب الاقطاب

حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۴۶ھ

ناشر

حضرت شیخ عبدالنبی شامی ٹرسٹ

۱۸۶۔ شادمان ۲ ○ لاہور

تحفہ [redacted] برائے

حضرت علامہ [redacted] محمد عبدالستار احمد السیفی الحنفی

از جناب فضیلۃ الشیخ

الاستاذ پیر محمد عابد حسین السیفی الحنفی

مہتمم جامعہ حبیبیہ رضویہ لاہور کینٹ

التاریخ - ۱۸-۹-۹۶ء

marfat.com

Marfat.com

مجموعۃ الاسرار

مکتوباتِ شریف

تاجُ العارفین قطبُ الاقطابؒ

حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۴۶ھ

ناشر

حضرت شیخ عبدالنبی شامی ٹرسٹ

۱۸۶۔ شادمان۔۲ ○ لاہور

marfat.com

Marfat.com

عُرس مُبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۵ء کے موقعہ پر روضۂ مُبارک کا بیرونی منظر

حضرت شیخ عبدالنبی شامی رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف ہے کہ ہندو اور سکھ شدید اختلافات کے باوجود آپؒ کے عُرس مُبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۵ء کے موقع پر مشترکہ طور پر رسم چادر پوشی ادا کر رہے ہیں۔

Marfat.com

عُرس مُبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۵ء
کے موقع پر تمام مذاہب کے
لوگ رسمِ چادر پوشی ادا کر
رہے ہیں۔

عُرس مُبارک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۵ء کے موقعہ پر لنگر خانہ کا ایک منظر۔

Marfat.com

محمد حسین قادری، حاجی عبدالمجید چشتی نعت خواں ہمراہ لالہ بنارسی داس چیئرمین ایم سی شاہجہانی اور جتندر کمار بہل (جنہوں نے بموقعہ عرس فوٹو گرافی کی) حضرت تاج العارفین کے مزار پُرانوار پر نذرانہ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔

گورشرن سنگھ شامی آڈیٹر ریلوے (درمیان) جو ۱۸ برس بطور متولی خدمات سرانجام دیتے رہے، جنہوں نے روضہ مبارک کی چار دیواری از سر نو تعمیر کروائی اور گرل لگوائی۔ انکی وفات ۲۹ ستمبر ۸۳ء کو ہوئی اور وہیں مدفن ہوئے

Marfat.com

مجموعۃ الاسرار

مکتوباتِ شریف

تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب

حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۴۶ھ

ناشر

حضرت شیخ عبدالنبی شامی

۱۸۶۔ شادمان۔۲ ○ لاہور

marfat.com

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب ——— مجموعۃ الاسرار
مصنّف ——— تاج العارفین حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندیؒ
مُترجِم ——— پروفیسر مشتاق احمد بھٹی ایم اے
تقریظ ——— سیّد نفیس الحسینی نقشبندی (نفیس رقم)
تعارف ——— صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی
کتابت ——— ذاکر حسین و محمد عاشق ندیم قادری
فوٹو گرافی ——— جتندر کمار بہل کھتری پنجابی باغ
دہلی (بھارت)
ناشر ——— صاحبزادہ حاجی محمد سلیم شامی نقشبندی
تعداد اشاعت ——— ایک ہزار
تاریخ اشاعت ——— اپریل ۱۹۸۶ء
مطبع ——— قومی پریس، ۵۰، لوئر مال، لاہور
ہدیہ ——— مبلغ یک صد روپیہ
بار ل

ملنے کے پتے

(۱) صاحبزادہ حاجی محمد سلیم شامی نقشبندی، مکان نمبر ۳۶، گورو سٹریٹ نمبر ۹،
رام نگر، لاہور ۱ پاکستان۔

(۲) صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی، قومی پبلشرز ۵۰ لوئر مال لاہور۔
فون: ۵۵۰۰۶

(۳) شیخ عبدالرحمٰن شامی، سکیلز مین، صنم بلڈنگ مزنگ چونگی، ۳۷ فیروز پور روڈ، لاہور
فون: ۴۱۴۵۲۰ ۴۱۸۵۸۷ ۴۱۵۴۹۳

marfat.com
Marfat.com

فہرست مکتوبات شریف

	مکتوب فارسی نمبر	صفحہ	مکتوب اردو نمبر	صفحہ
تقریظ	—	—	—	۱
اظہارِ تشکر۔	—	—	—	۵
سوانح حیات حضرت تاج العارفین عبدالنبی شامی رحمۃ اللہ علیہ۔	—	—	—	۷
حضرت شیخ عبدالنبیؒ اور اُن کے مکتوبات پر ایک اجمالی نظر	—	—	—	۱۵
شجرۂ سلسلۂ عالیۂ نقشبندیہ	۱	۲۷	۱	۴۲۵
راہ سلوکِ طریقۂ نقشبندیہ	۲	۲۹	۲	۴۲۶
حضرت مخدوم زادہ محمدؒ کے نام چھ لطائف کا بیان۔	۳	۳۴	۳	۴۳۰
ایک حدیث قدسی کی تحقیق۔	۴	۴۴	۴	۴۳۸
حضرت سید عبدالرشید جہان آبادیؒ کے نام، توحیدِ وجودی اور توحیدِ شہودی کی تفسیر۔	۵	۵۱	۵	۴۴۴
حدیثِ قدسی "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں" کی تحقیق میں۔	۶	۵۵	۶	۴۴۷
حضرت محمد سعیدؒ کی طرف سے چند سوالات، اور اُنکے جوابات۔	۷	۶۰	۷،الف	۴۵۱
	۸	۶۱	۷،ب	۴۵۲
حضرت میر علیم اللہ کی طرف سے تخلیقِ عالم کے متعلق سوال،	۹	۶۳	۸،الف	۴۵۴
اور اس کا جواب۔	۱۰	۶۶	۸،ب	۴۵۷
ہر دوار اور خانۂ کعبہ کی تحقیق کے سلسلے میں حضرت علی احمد سہارنپوریؒ کی طرف سے مکتوب اور	۱۱	۷۱	۹،الف	۴۶۱
اس کا جواب۔	۱۲	۷۴	۹،ب	۴۶۴
اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے بارے میں۔	۱۳	۸۳	۱۰	۴۷۲

marfat.com

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
صفات کے ساتھ صفات کی قابلیتوں کے متعلّق۔	۱۴	۹۰	۱۱	۴۷۸
منفی صفات کے بیان سے۔	۱۵	۹۰	۱۲	۴۷۹
مرتبۂ صفات اور کمالاتِ صفات پر غیب الغیب کے نام کا اِطلاق۔	۱۶	۹۱	۱۳	۴۷۹
اِحاطۂ ذاتی کی تحقیق کے متعلّق سوال اور اس کی تحقیق۔	۱۷	۹۴	۱۴/الف	۴۸۲
			۱۴/ب	۴۸۳
شریعت کے بعض "عقائد پر یقین" رکھنے پر گفتگو۔	۱۸	۹۸	۱۵	۴۸۵
کلام اللہ کی حقیقت کا بیان۔	۱۹	۱۰۴	۱۶	۴۹۱
حضرت پیر دستگیر سیّد آدم بنوریؒ کے ایک قولِ منظوم کی تحقیق۔	۲۰	۱۰۹	۱۷	۴۹۵
حضرت محمّد صادق جالندھریؒ کے نام، اِس عقیدہ کے متعلق کہ اِنسان فاعلِ مختار ہے۔	۲۱	۱۱۵	۱۸	۵۰۰
حضرت میاں شیخ محمّد فاضلؒ کے نام۔	۲۲	۱۲۲	۱۹	۵۰۶
حضرت میاں عبدالکریم وزیرآبادیؒ کی طرف سے چند تحقیقی سوالات۔	۲۳	۱۲۴	۲۰/الف	۵۰۹
اور ان کے جوابات۔	۲۴	۱۲۵	۲۰/ب	۵۱۰
دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی رُویت کے عدم وقوع کا بیان۔	۲۵	۱۲۹	۲۱	۵۱۳
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے اِس قول کی تحقیق کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔	۲۶	۱۳۵	۲۲	۵۲۱

marfat.com

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
مومنوں کی اِقسام۔	۲۷	۱۴۲	۲۳	۵۲۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام مراقبہ اور سکوت کے متعلق۔	۲۸	۱۴۶	۲۴	۵۳۱
نُورِ محمدی پر اظہارِ خیال۔	۲۹	۱۴۸	۲۵	۵۳۴
آیتِ کریمہ "آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔" کی تشریح۔	۳۰	۱۵۳	۲۶	۵۳۹
نمازی کی اپنے رَب سے مناجات کے متعلّق۔	۳۱	۱۵۵	۲۷	۵۴۱
میاں محمّد اشرف کے نام، نمازِ جُمعہ کی فرضیّت۔	۳۲	۱۵۷	۲۸	۵۴۳
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام میاں غلام رسولؒ کی تربیّت۔	۳۳	۱۶۰	۲۹	۵۴۶
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام، خواہشِ ملاقات۔	۳۴	۱۶۱	۳۰	۵۴۶
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام میاں علی محمّدؒ کے متعلّق۔	۳۵	۱۶۲	۳۱	۵۴۷
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام "واسطہ" کا بیان۔	۳۶	۱۶۳	۳۲	۵۴۸
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام، اِسراف کے متعلّق۔	۳۷	۱۶۴	۳۳	۵۴۹
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام، محبّت و صدق پر اظہارِ خیال۔	۳۸	۱۶۴	۳۴	۵۵۰
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام، مدّت سے اطلاع نہ آنے پر۔	۳۹	۱۶۶	۳۵	۵۵۲
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام، کہ قوم کا شریف ترین آدمی وہ ہے جو متقی ہے	۴۰	۱۶۷	۳۶	۵۵۲
حضرت میاں محمّد اشرفؒ کے نام، کہ صدق کا ایک ذرّہ ہزاروں برس کی عبادت پر بھاری ہے۔	۴۱	۱۶۷	۳۷	۵۵۳

marfat.com
Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، خواہشِ ملاقات۔	۴۲	۱۶۸	۳۸	۵۵۴
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، کہ اپنے وقت کو اہلِ حرص و ہوا کی صحبت میں ضائع نہ کرو۔	۴۳	۱۶۸	۳۹	۵۵۴
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، کم کھانے اور کپڑے کی کمی کے بارے میں۔	۴۴	۱۶۹	۴۰	۵۵۵
حضرت میاں محمد مکملؒ کے نام، تخلیقِ نور کی اولیت اور روحِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔	۴۵	۱۶۹	۴۱	۵۵۶
حضرت میاں محمد مکملؒ کی طرف سے چند سوالات اور اُن کے جوابات۔	۴۶	۱۷۰	۴۲ الف	〃
	۴۷	۱۷۱	۴۲ ب	۵۵۷
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، طلبِ عتاب کے بارے میں۔	۴۸	۱۷۲	۴۳	۵۵۹
حضرت میاں اللہ دادؒ کے نام، حضرت جیوؒ کیلئے لباس اور خادموں کو ٹوپیاں بھیجنے پر۔	۴۹	۱۷۳	۴۴	۵۶۱
حضرت اسفندیارؒ کو نصیحتیں۔	۵۰	۱۷۵	۴۵	۵۶۲
حضرت میاں محمد صادقؒ کے نام، کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایمان اور یقین سے بہرہ ور کریں۔	۵۱	۱۷۶	۴۶	۵۶۴
حضرت میاں محمد قاسمؒ کے نام، کہ جو محبت وہم کی وجہ سے ہوتی ہے، اُسے تعلقات پر رتی بھر غلبہ نہیں ہوتا۔	۵۲	۱۷۷	۴۷	۵۶۴

marfat.com

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
میاں حافظ عیسیٰؒ کے نام "حدیثِ قدسی" میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں، اسلیئے خلق کو پیدا کیا" کی تحقیق میں۔	۵۳	۱۷۸	۴۸	۵۶۶
ایک عزیز کے نام، رُوح کے بیان میں۔	۵۴	۱۷۹	۴۹	۵۶۷
ایک عزیز کے نام، کہ سالک کے کام کی ابتدا، لذّت پانے سے اور اِنتہا، اُس کا مشاہدہ ہے۔	۵۵	۱۸۱	۵۰	۵۶۸
سُلوک کے مراتب کے بارے میں چند سوالوں کے جوابات	۵۶	۱۸۵	۵۱	۵۷۲
ایک عزیز کے نام، پانچ لطائف کے بارے میں۔	۵۷	۱۹۲	۵۲	۵۷۹
ایک عزیز کے نام، ؎ چوں کہ بے رنگی اسیرِ رنگ شد موسیٰؑ با موسیٰؑ در جنگ شد چوں بہ بے رنگی رسی کا نداشتی موسیٰؑ و فرعون دارند آشتی				
کی تشریح !	۵۸	۱۹۲	۵۳	۵۷۹
فنا فی الشیخ کی تربیّت کے متعلّق۔	۵۹	۲۱۸	۵۴	۶۰۲
فضیلت مآب مشیخیت پناہ شیخ مُحمّد اکرم جیوؒ کے نام۔	۶۰	۲۱۹	۵۵	۶۰۳
جنابِ سرورِ کائنات حضرت مُحمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور ایک عرضداشت۔	۶۱	۲۲۰	۵۶	۶۰۵
سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خادمِ روضہ کے نام۔	۶۲	۲۲۲	۵۷	۶۰۶
حضرت پیر دستگیر سیّد آدم بنوریؒ کے نام۔	۶۳	۲۲۳	۵۸	۶۰۷

marfat.com

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
فضیلتِ مآب شیخ موسیٰؒ کے نام، قرآنِ مجید اور حدیثِ قدسی کے الفاظ کی قرابت کے بارے میں۔	۶۴	۲۲۳	۵۹	۶۰۸
حضرت اللہ دینؒ کی طرف سے سوال،	۶۵	۲۲۶	۶۰	۶۱۰
اور اِس کا جواب۔	۶۶	۲۲۶	۶۱	۶۱۱
حضرت حاجی محمد امینؒ کے نام وصولِ نظری اور وصولِ قدمی میں فرق۔	۶۷	۲۲۹	۶۲	۶۱۴
حضرت پیر دستگیر سیّد آدم بنوریؒ کے ارشادِ الہامی کی تحقیق۔	۶۸	۲۳۱	۶۳	۶۱۶
حضرت حاجی الحرمین محمد امینؒ کے نام، حقّ الیقین، عین الیقین اور علم الیقین کا ذکر۔	۶۹	۲۳۴	۶۴	۶۱۸
اللہ تعالیٰ کے کلام کی قرأتِ سبعہ کی تحقیق۔	۷۰	۲۳۵	۶۵	۶۱۹
"تحیّر فی ذاتِ سواہ"۔	۷۱	۲۳۶	۶۶	۶۲۱
حضرت میاں عبدالہادیؒ کے نام، چند مسائل۔	۷۲	۲۳۷	۶۷	۶۲۲
حضرت میاں عبدالہادیؒ کے نام عنین (نامرد) کے بیان میں۔	۷۳	۲۳۹	۶۸	۶۲۴
اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی تحقیق اور متفرّق مسائل۔	۷۴	۲۴۰	۶۹	۶۲۴
ایک عزیز کے نام حضرت مولانا رومؒ کے بیت کے بیان میں۔	۷۵	۲۴۴	۷۰	۶۲۸
صاحبزادہ میاں عبدالمجیدؒ کے نام۔	۷۶	۲۴۵	۷۱	۶۲۹
حضرت میاں محمد فاروقؒ کے نام، آفات سے نجات کا بیان۔	۷۷	۲۴۶	۷۲	۶۳۰
ایک عزیز کے نام، حق تعالیٰ کے بارے میں۔	۷۸	۲۴۷	۷۳	۶۳۲
فضیلت مآب محمد اکرمؒ کے نام۔	۷۹	۲۵۰	۷۴	۶۳۴

marfat.com

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
فضیلت مآب محمد اکرمؒ کے نام، مرتبہ خلوص کے حقائق کے بارے میں۔	۸۰	۲۵۰	۷۵	۶۳۵
حضرت محمد فاروقؒ کے نام، اقسامِ واسطہ کے بارے میں اور				
حضرت شیخ عبدالحقؒ محدث دہلویؒ کے اعتراض کا جواب۔	۸۱	۲۵۲	۷۶	۶۳۷
ایک عزیز کے نام، اقسامِ اولیاء اللہ کے بارے میں۔	۸۲	۲۵۹	۷۷	۶۴۲
حضرت شیخ محمد اکرم درویشؒ کے نام، جو اُن دنوں				
مکہ معظمہ میں سکونت رکھتے تھے۔ مفقود و معدومِ توجہ				
کے بیان میں۔	۸۳	۲۶۲	۷۸	۶۴۵
حضرت شیخ عبدالغنیؒ کے نام، اُس حدیث کی تحقیق میں کہ				
میں "احمد بلا میم" ہوں۔	۸۴	۲۶۳	۷۹	۶۴۶
فضیلت مآب شیخ عبدالغنیؒ کے نام، چند سوالات				
کے جوابات۔	۸۵	۲۶۵	۸۰	۶۴۸
حضرت میاں اللہ دیںؒ کے نام۔	۸۶	۲۶۶	۸۱	۶۴۹
حضرت میاں اللہ دیںؒ کے نام، اس امر کی تحقیق میں، کہ				
ہر شے میں دِل ہوتا ہے۔ اور قرآن کا دِل "سورۂ یٰسین"				
ہے۔	۸۷	۲۶۶	۸۲	۶۴۹
حضرت صوفی بلندؒ کے نام، "کُنْ فَیَکُوْن" کے				
بارے میں۔	۸۸	۲۶۸	۸۳	۶۵۱
حضرت حافظ عیسیٰؒ کے نام، چند سوالات کے جوابات۔	۸۹	۲۷۰	۸۴	۶۵۳

marfat.com

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
سالک کے قبض و بسط کے بیان میں۔	۹۰	۲۷۲	۸۵	۶۵۵
حقائق آگاہ حضرت میر محمدؒ کے نام، "معروف و منکر" میں فرق کا ذکر۔	۹۱	۲۷۳	۸۶	۶۵۶
حضرت میر محمدؒ کے نام اقسامِ عبادت کے متعلّق۔	۹۲	۲۷۵	۸۷	۶۶۵
فیض عام و خاص کے بیان میں۔	۹۳	۲۷۹	۸۸	۶۶۳
رُوح کے بارے میں حضرت خواجہ بزرگؒ کے قول کی تحقیق۔	۹۴	۲۸۱	۸۹	۶۶۵
حضرت خواجہ فیض اللہؒ کے نام، فنا فی الشیخ کے بارے میں۔	۹۵	۲۸۲	۹۰	۶۶۶
حضرت خواجہ فیض اللہؒ کے نام، چند واقعات کی تعبیریں۔	۹۶	۲۸۳	۹۱	۶۶۷
حضرت خواجہ فیض اللہؒ کے نام، تغیّرِ واقعات کے ضمن میں۔	۹۷	۲۸۴	۹۲	۶۶۸
ایک عزیز کے نام، چند سوالات کے جوابات۔	۹۸	۲۸۴	۹۳	۶۶۹
ایک سائل کے نام، شہودِ اوّل، شہودِ ثانی اور شہودِ ثالث پر شُبہات کے متعلّق۔	۹۹	۲۸۵	۹۴	۶۶۹
ایک سائل کے نام، چند سوالات کے جوابات۔	۱۰۰	۲۸۷	۹۵	۶۷۱
حضرت میاں محمد کاظمؒ کے نام، صدائے ہُویّت کے اِستفسار کے جواب میں۔	۱۰۱	۲۸۸	۹۶	۶۷۲
ایک عزیز کے نام، تجلّیِ ذاتی اور تجلّیِ صفاتی میں فرق کے بیان میں۔	۱۰۲	۲۸۹	۹۷	۶۷۳
ایک عزیز کے نام، "حامد" اور "محمود" پر اظہارِ خیال۔	۱۰۳	۲۹۰	۹۸	۶۷۵
چند اہم واقعات کی تعبیر۔	۱۰۴	۲۹۱	۹۹	۶۷۵

marfat.com

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
چند مزید واقعات کی تعبیر۔	۱۰۵	۲۹۳	۱۰۰	۶۷۸
حضرت فیض اللہ بیگ لاہوریؒ کی طرف سے سوال اور اُنکے جواب۔	۱۰۶	۲۹۸	۱۰۱	۶۸۳
حضرت فیض اللہ بیگ لاہوریؒ کے نام، مراقبہ کی تعلیم کے بارے میں۔	۱۰۷	۳۰۱	۱۰۲	۶۸۵
ایک عزیز کے نام، نفسانی و شیطانی خطرات کے بارے میں حضرت سیّد آدم بنوریؒ کی تحقیق۔	۱۰۸	۳۰۲	۱۰۳	۶۸۶
اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کا دوست ہے۔	۱۰۹	۳۰۳	۱۰۴	۶۸۸
ایک عزیز کے نام، "وہ اللہ ہی ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں" کی تشریح۔	۱۱۰	۳۰۳	۱۰۵	۶۸۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے فیض کا ظہور عام و خاص ہے۔	۱۱۱	۳۰۶	۱۰۶	۶۹۱
ایک عزیز کے نام، کہ عالم کو موہوم کہنا غلط ہے۔	۱۱۲	۳۱۰	۱۰۷	۶۹۴
ایک عزیز کے نام، حقیقتِ عالم کے بارے میں۔	۱۱۳	۳۱۲	۱۰۸	۶۹۷
حضرت صوفی بلندؒ کے نام، کہ حق علم سے معلوم ہوتا ہے۔	۱۱۴	۳۱۵	۱۰۹	۶۹۹
فضیلت پناہ شیخ خان محمدؒ کے نام، مال کے نقصان کے متعلّق۔	۱۱۵	۳۱۸	۱۱۰	۷۰۱
فضیلت پناہ شیخ خان محمدؒ کے نام، ولایتِ انبیاءؑ کے متعلّق	۱۱۶	۳۱۸	۱۱۱	۷۰۲
حقائق آگاہ حضرت محمد نافعؒ کے نام، تحقیقِ تسمیہ کے متعلّق۔	۱۱۷	۳۲۱	۱۱۲	۷۰۵
ایک عزیز کے نام، لطائف کی سیر کے متعلّق۔	۱۱۸	۳۲۵	۱۱۳	۷۰۹

marfat.com
Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
ایک عزیز کے نام لفظ "اللہ" کی تشریح۔	۱۱۹	۳۲۸	۱۱۴	۷۱۲
حضرت میر محمدؒ کے نام، "وعدۂ الٰہی" اور "وعدۂ لوحی"	۱۲۰	۳۲۹	۱۱۵	۷۱۳
حضرت میر محمدؒ کے نام "قلب" کے بارے میں۔	۱۲۱	۳۳۰	۱۱۶	۷۱۴
ایک عزیز کے نام "مقامِ محمود" اور "مقامِ نصیرا" کے متعلق۔	۱۲۲	۳۳۳	۱۱۷	۷۱۷
ایک عزیز کے نام، مراقبۂ فقرا کے متعلّق۔	۱۲۳	۳۳۴	۱۱۸	۷۱۸
عالی قدر بیگم جیوؒ کے نام، طریقۂ وظیفہ پر گفتگو۔	۱۲۴	۳۳۵	۱۱۹	۷۱۹
حضرت صوفی بلندؒ ساکن جلال آباد کے نام، ذات و صفات کے بارے میں۔	۱۲۵	۳۳۷	۱۲۰	۷۲۰
حضرت میاں محمدؐ نافعؒ کے نام، حروفِ مقطّعات۔	۱۲۶	۳۳۹	۱۲۱	۷۲۲
حضرت میاں محمدؐ نافعؒ کے نام، واردات سلوک کے بارے میں۔	۱۲۷	۳۴۱	۱۲۲	۷۲۴
حضرت میاں محمد اللہ دینؒ کے نام، کہ صورتِ متخیلّہ صرف خیال کی تراش خراش ہے۔	۱۲۸	۳۴۳	۱۲۳	۷۲۶
حضرت میاں گل محمدؒ کے نام، خوف کو دور کرنیکا طریقہ۔	۱۲۹	۳۴۴	۱۲۴	۷۲۷
حضرت میاں گل محمدؒ کے نام، ذکر کے متعلّق۔	۱۳۰	۳۴۶	۱۲۵	۷۲۹
حضرت میاں گل محمدؒ کے نام۔	۱۳۱	۳۴۶	۱۲۶	۷۳۰
ایک عزیز کے نام، کہ عالموں کی تفصیل کا علم صرف حق تعالےٰ کو ہے۔	۱۳۲	۳۴۷	۱۲۷	۷۳۰

marfat.com

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
حضرت میاں عبدالقادرؒ کے نام، دُنیا کے اندر رویتِ باری کا عدم وقوع۔	۱۳۳	۳۵۴	۱۲۸	۷۳۷
فضیلت مآب شیخ مُحمّد اکرمؒ کے نام، حضرت سیّد آدم بنوریؒ کے رسالہ "دربیان اصطلاح" کے متعلق۔	۱۳۴	۳۵۷	۱۲۹	۷۴۰
حضرت حاجی خُداوادؒ کے نام 'عجز' کے بیان میں۔	۱۳۵	۳۶۵	۱۳۰	۷۴۷
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، اُن کے خواب کی تعبیر اور "بیعِ سلم" کے بارے میں۔	۱۳۶	۳۶۷	۱۳۱	۷۴۹
حقائق و معارف آگاہ حضرت حاجی مُحمّد امینؒ اور حضرت حاجی خداوادؒ کے نام اُن کے خوابوں کی تعبیر۔	۱۳۷	۳۶۷	۱۳۲	۷۵۰
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، اِستدعائے توجّہ کے جواب میں۔	۱۳۸	۳۶۹	۱۳۳	۷۵۱
فضیلت مآب شیخ عبدالہادیؒ کے نام، "تَخَلّقُوا بأخلاق اللہ" کے بارے میں۔	۱۳۹	۳۷۰	۱۳۴	۷۵۲
حضرت نُورحسینؒ کے نام، آیتِ کریمہ۔ "والّذین فی قُلُوبِھِم مَرَضٌ فَزَادَھُمُ اللہ مَرَضًا"	۱۴۰	۳۷۱	۱۳۵	۷۵۴
حضرت حاجی خُداوادؒ کے نام، کہ حال کے دو سرتبے ہیں۔	۱۴۱	۳۷۲	۱۳۶	۷۵۵
حقائق آگاہ شیخ عبدالقادر جہاں آبادیؒ کے نام، نماز کے مراتب۔	۱۴۲	۳۷۴	۱۳۷	۷۵۶

marfat.com
Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
اخلاص مندوں کے واقعات کے جواب میں۔	۱۴۳	۳۷۶	۱۳۸	۷۵۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، کہ قلب جسے شیطان نے استعمال کیا ہے، کس طرح اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لائق ہو سکتا ہے۔	۱۴۴	۳۷۷	۱۳۹	۷۵۹
حضرت ولی محمدؒ کے نام، اُن کے حال کے بارے میں۔	۱۴۵	۳۷۹	۱۴۰	۷۶۰
حقائق آگاہ حضرت میاں عبدالقادرؒ کے نام، نمازِ پنجگانہ کے متعلّق۔	۱۴۶	۳۸۰	۱۴۱	۷۶۲
حضرت اللہ دینؒ کے نام، کہ ہر شخص پر اُس کی عقل کے مطابق توحید واجب ہے۔	۱۴۷	۳۸۱	۱۴۲/الف	۷۶۳
حضرت اللہ دینؒ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ پر عتاب کے متعلّق۔	۱۴۸	۳۸۲	۱۴۲/ب	۷۶۴
حضرت میاں اللہ دینؒ کی طرف سے سوال کا جواب۔	۱۴۹	۳۸۴	۱۴۳	۷۶۵
خانصاحب میر نعمت خاں کے نام، بے کیفی کی حقیقت۔	۱۵۰	۳۸۴	۱۴۴	۷۶۶
میاں رُستم خاں کے نام، وارداتِ قلب۔	۱۵۱	۳۸۵	۱۴۵	۷۶۷
حضرت محمد یارؒ ساکن غلزئی کے نام، "گردش" اور "ورزش" کے بارے میں۔	۱۵۲	۳۸۷	۱۴۶	۷۶۸
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، مقبروں پر بدعت۔	۱۵۳	۳۸۹	۱۴۷	۷۷۱
حضرت ہدایت اللہؒ کے نام، اللہ، رحمٰن اور رحیم کی تشریح	۱۵۴	۳۹۰	۱۴۸	۷۷۱

marfat.com

Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو نمبر	صفحہ
حضرت میر جمال اللہ مفتیؒ جالندھرؒ کے نام، چند مسائل،	۱۵۵	۳۹۱	۱۴۹	۷۷۲
حضرت میاں محمد افضلؒ کے نام، بعض سوالات کے جوابات بروئے حدیث طلب کرنے پر۔	۱۵۶	۳۹۲	۱۵۰	۷۷۴
حضرت ہدایت اللہ خادمؒ کے نام کہ "نمازِ اشراق کس طرح پڑھی جائے"۔	۱۵۷	۳۹۴	۱۵۱	۷۷۵
ایک عزیز کے سوال پر تناسخ کے بارے میں۔	۱۵۸	۳۹۵	۱۵۲	۷۷۶
ایک عزیز کے نام، صاحب اِستدراج کفّار کی صُحبت سے منع کرنے کے لئے۔	۱۵۹	۳۹۷	۱۵۳	۷۷۸
حضرت میاں یار علیؒ کے نام، "عارفِ کامل و واصل" کے متعلّق۔	۱۶۰	۳۹۹	۱۵۴	۷۸۰
نواب عبدالصمد خاں کے نام، علم کی تاکید میں۔	۱۶۱	۴۰۱	۱۵۵	۷۸۲
حضرت میاں صوفی بلندؒ کے نام، مرتبۂ شہود کے متعلّق۔	۱۶۲	۴۰۲	۱۵۶	۷۸۳
عنائیت اللہ خاں وزیر کے نام، ادائے حقوق کی طرف توجّہ اور عدالت کرنے کے متعلّق۔	۱۶۳	۴۰۶	۱۵۷	۷۸۶
حضرت حافظ محمد عیسیٰؒ کے نام، نمازوں کی حفاظت۔	۱۶۴	۴۰۷	۱۵۸	۷۸۷
حضرت میاں محمد اشرفؒ کے نام، ایک واقعہ کا جواب۔	۱۶۵	۴۰۸	۱۵۹	۷۸۸
حضرت میاں شیخ عبدالغنیؒ کے نام، طلبِ خیریّت کے متعلّق۔	۱۶۶	۴۰۸	۱۶۰	۷۸۸
ایک عزیز کے نام، "العلم نقطہ وکثر الجاہلون" کا بیان۔	۱۶۷	۴۰۹	۱۶۱	۷۸۹

marfat.com
Marfat.com

مضامین	مکتوب فارسی، نمبر	صفحہ	مکتوب اُردو، نمبر	صفحہ
حضرت حافظ محمّد عیسیٰؒ کے نام، "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قالوا بلیٰ" کے بارے میں۔	۱۶۸	۴۱۳	۱۶۲	۷۹۲
ایک عزیز کے نام، ممنوعہ امور کے متعلّق۔	۱۶۹	۴۱۴	۱۶۳	۷۹۳
حضرت میاں اللہ دینؒ کے نام، "نایافت کی حقیقت"۔	۱۷۰	۴۱۵	۱۶۴	۷۹۴
عزیزوں کے نام، "جَلوَت" اور "خَلوَت"	۱۷۱	۴۱۵	۱۶۵	۷۹۵
حضرت حاجی صُوفی عبدالکریمؒ کے نام، "حضُور در حضُور"۔	۱۷۲	۴۱۷	۱۶۶	۷۹۶
حضرت صوفی عبدالکریمؒ کے نام، "تقدیرِ مُعلّق اور تقدیرِ مُبرَم" کے بارے میں۔	۱۷۳	۴۱۹	۱۶۷	۷۹۷
مرثیے اور تاریخ ہائے وصال	—	۴۲۰	—	۷۹۹
تاریخِ ہائے وصال کی تشریح	—	—	—	۸۰۲
صحت نامۂ اغلاظ	—	—	—	۸۰۵
شجرۂ سلسلۂ نقشبندیہ احسنیہ	—	—	—	۸۱۹
آپؒ کے بارے میں حقیر الشیخ حکیم میاں عبدالغفور عرشی قادری عفی عنہٗ کے تاثرات۔	—	—	—	۸۲۳
اغراض و مقاصد حضرت شیخ عبدالنبیؒ شامی ٹرسٹ	—	—	—	۸۳۱

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید نفیس الحسینی

تقریظ

مشائخِ طریقت کے سلسلۂ رُشد و ہدائیت میں اُن کے مکتوُبات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تمام ہی سلاسلِ تصوّف میں اس کی روشن مثالیں پائی جاتی ہیں۔ برّصغیر میں حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ مُنیریؒ (م ۷۸۲ھ)، خواجۂ دکن حضرت سیّد محمد گیسُو درازؒ (م ۸۲۵ھ) اور حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی (المتوفی بعد ۸۲۵ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ کے مکتوُبات کو تقدّمِ زمانی حاصل ہے۔

نقشبندی مشائخ نے مکتوُبات کے ذریعے سلسلۂ ابلاغ و تبلیغ کو سب سے زیادہ فروغ دیا۔ حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے مکتوُبات سلوک و تصوّف کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ ان کے بعد اُن کے اخلافِ کرام نے بھی اپنے مکتوُبات میں عرفان و معرفت کے دریا بہائے ہیں۔ تاریخِ تصوّف میں ان مکتوُبات کو سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ بعد کے مجدّدی مشائخ نے بھی مکتوُبات کی روایت کو باقاعدگی سے جاری رکھا۔

زیرِ نظر کتاب "مجمُوعۃُ الاسرار" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ مکاتیب سلسلۂ احسنیہ مجدّدیہ کے جلیل القدر شیخ حضرت شیخ عبدالنبی شامی قُدّس سِرّہٗ کے بحرِ عرفان و تصوّف کے لُولوئے آبدار ہیں۔ حضرت شامیؒ اپنے وقت کے آفتابِ عالمتاب تھے۔ "نُزہۃ الخواطر" میں لکھا ہے:

"شیخ عبدالنّبی نقشبندیؒ اپنے زمانے کے قوی النسبت بزرگ تھے۔ اُنکی ولایت اور جلالتِ شان پر اُس زمانے کے بزرگوں کا اتفاق ہے۔ سلسلۂ احسنیہ نقشبندیہ

marfat.com
Marfat.com

میں سالکانِ طریقت کی تعلیم و تربیت میں انہیں کمال حاصل تھا۔ وہ جلیل القدر رہنمائے طریقت تھے۔ اپنے مریدوں کو راہِ سلوک کی منزلیں طے کرا کے معرفت کے اعلیٰ مدارج پر پہنچا دیتے تھے۔"

"حضرت شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلویؒ نے "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں اُن کا ایک مکتوبِ لطیف نقل کیا ہے۔ انہوں نے "فصوص الحکم" کی شرح بھی لکھی تھی۔ اگرچہ انہوں نے علومِ عربیہ حاصل نہیں کئے تھے، لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُن پر علم و معرفت کے دروازے کھول دیے تھے۔"

"وجیہ الدین اشرف لکھنویؒ نے "بحرِ ذخّار" میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالنبیؒ ابتداً بیس ہندو کھتّری تھے، جو شیخ عبدالوہاب قادریؒ کے دستِ حق پرست پر اسلام لائے۔ مدتوں اُن کی صحبت میں رہے اور فیض حاصل کیا۔ پھر وہ شیخ عبداللہ سلطان پوریؒ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ وہ شیخ حاجی محمد شریف متقی شاہ آبادیؒ کے خلیفہ تھے، جو حضرت سیّد آدم بن اسماعیل بنوریؒ کے فیض یافتہ تھے۔ جب شیخ عبداللہ سلطان پوریؒ حجاز تشریف لے گئے تو شیخ عبدالنبیؒ نے اُن کے خلیفہ شیخ طاہر عالمپوریؒ کا دامن تھام لیا، اُن سے فیض یاب ہوئے اور شرح "فصوص الحکم" لکھی۔ شیخ عبدالنبیؒ نے علم سلوک و معرفت پر بہت سی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔" (نزہتہ الخواطر ج ۶، ص ۱۷۰-۱۷۱)

حضرت شیخ عبدالنبی قدّس سرّہٗ اپنے زمانے میں مرجع خاص و عام تھے۔ حضرت شاہ محمدؒ غوث لاہوریؒ جیسے بلند پایہ شیخِ طریقت بھی آپ کا شہرہ سن کر کسبِ فیض کے لئے خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنے "رسالۂ سلوک" میں جس کا ترجمہ اردو میں "اسرار الطریقت" کے نام سے شائع ہو چکا ہے، آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

marfat.com

Marfat.com

"لاہور کی طرف دوآبہ میں سیام چوراسی نام ایک گاؤں میں میاں شیخ عبدالنبیؒ طریقہ نقشبندیہ میں ایک نومسلم بزرگ رہتے تھے۔ کسی تقریب سے لاہور میں تشریف لائے۔ میں بھی دو بار اُن کی زیارت کے لئے گیا۔ ہمیشہ شغل میں رہتے۔ بڑے ہی کم گو اور مُوثّر تھے، چنانچہ اکثروں کو ان کے فیضِ صحبت سے اثر ہوا۔ ان کی مجلس میں بہت کم گفتگو ہوتی تھی۔ مراقبہ کے سوائے اور کچھ کام ہی نہ تھا۔ مجھ کو خلوت میں ان کی خاص صحبتیں میّسر ہوئیں۔ ذاتِ بحت کی نسبت توجّہ کرتے تھے۔ چنانچہ وہ بے خودی اور بے رنگی کی نسبت غلبہ کرتی تھی۔ اس نسبت اور دیگر شغل اور مراتبِ ذکر کی اجازت فقیر کو دی۔ اس کے بعد کچھ مدت تک وہ نسبت غالب رہی اور اس کے بعد کبھی کبھی غلبہ کرتی رہی"

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی حضرت شیخ عبدالنبی شامیؒ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے جو حضرت شیخ کے علوِ مرتبہ پر دلالت کرتا ہے۔ شاہ صاحبؒ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں:

"اب تھوڑی روش طریقہ احسنیہ کی جو شیخ آدم بنوریؒ سے منسوب ہے، ذکر کرتا ہوں۔ اس ضمن میں مکتوب شیخ عبدالنبیؒ سیام چوراسی کا جو اس زمانے میں طریقہ احسنیہ کے مقتدا تھے اور سب اس طریقہ والوں کی، کیا خاص اور کیا عام، اُن کی طرف توجّہ تھی اور اس طریقے کے جمہور اس امر پر متفق ہیں کہ سالکوں کی تربیت میں اس طریقہ کی روش میں ان کا قدم راسخ تھا، ایک عزیز صالح نے مکّہ معظّمہ میں ذکر کیا۔ ہم نے اُن کے پاس سے لکھ لیا"

(الانتباہ ص ۸۴)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری عقیدت و عظمت سے حضرت شیخ عبدالنبی

marfat.com
Marfat.com

قُدّس سِرّہٗ کا مکمّل مکتُوب نقل کیا ہے:

قیاس کُن زگلستانِ من بہارِ مرا

الغرض حضرت شیخ عبدالنّبی شامی قُدّس سِرّہٗ کے مکتُوبات علم و حکمت اور سلوک و معرفت کا انمول خزانہ ہیں۔ صدیوں سے یہ "گنج مخفی" نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا آرہا تھا۔ اس دُرِّ مکنُون کو منظرِ عام پر لانے کی سعادت کریم کارساز نے حضرت شیخ عبدالنّبی قُدّس سِرّہٗ ہی کے ایک صُلبی فرزند جناب مُحمّد سلیم شامی کے نام لکھی تھی۔ چنانچہ ان کی سعیِ مشکور سے "مجمُوعۃُ الاسرار" کا واحد نسخہ بالعکس طبع شدہ اہل قلب و نظر کی خدمت میں پہنچ رہا ہے۔ جناب مُحمّد سلیم شامی صاحب نے افادۂ عام کے لئے "مجمُوعۃُ الاسرار" کا ترجمہ کرا کر عوام النّاس پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ جس کے لئے وہ تبریک و تحسین کے مستحق ہیں۔ یہ ترجمہ فاضل مکرّم جناب پروفیسر مشتاق احمد بھٹّی صاحب کی ذہنی کاوش کا عمدہ نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

۲۹، رجب المرجب ۱۴۰۵ھ
بمطابق
۲۱، اپریل ۱۹۸۵ء

احقر نفیس الحسینی
۱۷۷/۳ کریم پارک، لاہور

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اظہارِ تشکّر

تاج العارفین، قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی المعروف باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے عقیدت اور محبت میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ اُن سے نسبی تعلق بھی ہے اور قلبی بھی۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے۔ آپؒ کے تذکرے میں دِل نے زیست کا مزہ پایا ہے۔ میں نے اپنے بزرگوں سے سُنا تھا کہ حضرتؒ کے مکتوبات کا قلمی نسخہ محفوظ ہے۔ اِس کی تلاش میں لگا رہا اور بالآخر میری کوشش کامیاب ہوئی۔ صاحبزادہ منظور الاسلام شامی سے اِن مکتوباتِ گرامی کی ایک قلمی نقل دستیاب ہوگئی۔ میں نے اِسے بصد منّت اُن سے حاصل کیا اور فوٹو سٹیٹ کاپی صاحبزادہ سعید اقبال شامی کے سپرد کر دی تاکہ اس کا ترجمہ کرایا جا سکے اور پھر اُسے کتابی صورت میں شائع کر کے تشنگانِ علم و معرفت کی پیاس بجھانے کا انتظام ہو۔

افسوس بوجہ تبادلہ موصوف یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ مجھے ایک بار پھر مکتوبات حاصل کرنے کی کوشش کرنی پڑی۔ قلمی نسخے کے حامل اُسے ایک آن بھی اپنے سے جُدا کرنے پر تیار نہ تھے لیکن ہزار جتن کر کے میں نے اُنہیں آمادہ کیا کہ اسے چند دنوں کے لئے میرے سپرد کر دیں۔ ایک بار پھر فوٹو سٹیٹ کاپی تیار کرائی۔ اِس بار صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی سے رابطہ قائم کیا۔ اُن کے تعاون سے اسلامیہ کالج جالندھر کے سابق پروفیسر جناب مشتاق احمد بھٹی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بھٹی صاحب نے مکتوبات کو اُردو کا قالب دینے کا بیڑا اُٹھایا۔ ایک سال تین ماہ کی محنتِ شاقّہ سے انہوں نے یہ مہم سر کر دی۔ مکتوبات نے اُردو کا جامہ پہن لیا۔

marfat.com
Marfat.com

اِس کے بعد عالمِ اِسلام کے مایہ ناز خطّاط الحاج سیّد انور حُسین نقشبندی (نفیس رقم) صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے ذاتی دلچسپی لے کر اپنی نگرانی میں کتابت مکمّل کرائی۔ اُن کے دو شاگردوں، ذاکر حُسین صاحب نے خُوشنویسی اور مُحمّد عاشق ندیم صاحب نے ابتدائی صفحات کی خُوشنویسی، اغلاط کی دُرستی اور کاپی جوڑائی کا کام انجام دیا۔ صاحبزادہ محمّد اسلم شامی صاحب سابق ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ ویلج ایڈ نے کتابت شدہ مُسودے کی دُرستی میں میرا ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ اِن تمام حضرات کو اِس محنت کا اجر عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے کہ اُس نے اپنے خاص فضل و کرم سے مجھے توفیق بخشی کہ پانچ سال کی محنت اور لگن کے بعد اِن مکتُوباتِ گرامی کو منظرِ عام پر لاؤں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ تین صدیوں کے بعد پہلی بار یہ خزانہ منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ آج مجھے اتنی خُوشی نصیب ہوئی کہ اس سے پہلے کم ہی ہوئی ہو گی۔

صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی نے اپنے چھاپے خانے سے اِن مکتُوبات کی طباعت کی ہے اور کوئی معاوضہ وصول نہیں کیا۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اُنہیں اِس کارِ خیر کا اجر عطا فرمائے۔ میں اس ایڈیشن کے ایک ہزار نسخے "حضرت عبدالنبّی شامیؒ ٹرسٹ" کی نذر کر رہا ہوں، تاکہ اِس کی آمدنی اِس ٹرسٹ کے مقاصد کی تکمیل کے کام آئے۔

میری اَب یہی تمنّا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلنے اور آپؒ کے مشن کی لگن میں اپنی زندگی گزار دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صاحبزادہ حاجی مُحمّد سلیم شامی نقشبندی
مکان نمبر ۳۶، گورو سٹریٹ نمبر ۹
رام نگر، لاہور ۱۱ (پاکستان)

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوانحِ حیات حضرت تاجُ العارفین عبدالنّبی شامیؒ

حضرت شیخ عبدالنّبی شامی رحمۃ اللہ علیہ کو اہلِ نظر اور اہلِ دل قُطب الاقطاب بھی سمجھتے ہیں اور تاجُ العارفینؒ بھی۔ شیخ المشائخ بھی اور سُلطان الاولیاء بھی۔ آج بھی مشرقی پنجاب کے معرُوف قصبے شام چوراسی کی رونقیں انہی کے دم سے ہیں۔ اُنہیں اس دنیا سے رخصت ہوئے صدیاں گزر چکیں، لیکن آج بھی اُن کی روشنی سے دیدہ و دل منوّر ہو جاتے ہیں۔ اُن کی اولاد برصغیر پاک و ہند میں پھیلی ہوئی ہے اور آپؒ کی نسبت سے شامی کہلاتی ہے۔

حضرت شیخؒ نے ایک ہندو گھرانے میں آنکھ کھولی۔ والد کا نام لالہ دیوان بوہڑہ مل (بہل کھتری) تھا۔ شامی خاندان کے بڑے بوڑھوں نے اپنے بڑے بوڑھوں سے اور ان کے بڑے بوڑھوں نے اپنے بڑے بوڑھوں سے سُنا ہے کہ لالہ بوہڑہ مل کے ہاں جس روز یہ برکت نازل ہوئی، رمضان المبارک کی ۲۹ تاریخ تھی اور ۱۰۲۸ھ کا سن۔ اُس دن آپؒ نے دُودھ نہ پیا۔ بتایا جاتا ہے کہ آپؒ مادر زاد ولی تھے۔ اس لئے روزہ رکھا ہوا تھا۔ کوئی یہ مانے یا نہ مانے، کہ اس کی کوئی باقاعدہ مضبوط سند نہیں ہے، اس کو تو بس سنتے چلے آئے ہیں، لیکن اِس حقیقت سے اِنکار نہیں کیا جا سکتا کہ غیر مسلم گھرانے میں آنکھ کھولنے والے اس بچّے کو پروردگار نے اسلام کی دولت سے مالا مال کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ نہ صرف اس کا سینہ اس نُور سے منوّر ہونا تھا،

marfat.com
Marfat.com

بلکہ آس پاس بھی کفر کی ظلمتیں اس کی بدولت پاش پاش ہونی تھیں۔ حضرت کی تبلیغی مساعی اور مبارک زندگی نے بے شمار زندگیوں کو بدل ڈالا۔ بے شمار بستیوں کو اللہ کے پاک نام سے متعارف کرایا اور بے شمار دِلوں کو دولتِ دنیا سے بے نیاز کر دیا۔

دیوان لالہ بوہڑہ مل محکمہ مال میں کار دار تھے اور شام چوراسی سے مالیہ وصول کر کے خزانہ سرہند میں جمع کرانے لے جایا کرتے تھے۔ اولادِ نرینہ نہ تھی، اس لئے اُداس اور مغموم رہتے تھے۔ ایک بار سرہند پہنچے تو ایک فقیرِ باکمال کی شہرت سُنی۔ لالہ جی اُن کے چرن چھونے جا پہنچے کہ فقیروں اور ولیوں کو ہندو تک اپنا سمجھتے اور اُن سے فیض اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لالہ جی پہنچے تو بزرگ نے بڑی عزّت سے بٹھایا اور بشارت دی کہ تمہارے ہاں ایک سال کے بعد ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ ایک سال بعد حضرت اس دنیا میں تشریف لے آئے۔ لالہ بوہڑہ مل جس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرتؒ کا نام بھوپت رائے رکھا گیا۔ کچھ ہوش سنبھالا تو والد نے پڑھنے کے لئے مکتب میں ڈالا۔ آپکے استاد ایک مسلمان صالح اور متقی بزرگ تھے۔ اُن سے گلستاں، بوستاں، پڑھنے لگے۔ آج آپ دیکھتے ہیں کہ مسلمان بھی اپنے بچوں کو مشنری سکولوں میں تعلیم دلاتے ہیں اور اس پر پھُولے نہیں سماتے۔ چند برس پہلے تک یہ عالم تھا کہ ان سکولوں میں بائیبل کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی اور مسلمان طلبہ بھی بائیبل پڑھتے، اُسکی تلاوت کرتے اور اُسے حفظ کرتے تھے۔ یہ اثرات انگریزی حکومت کے تھے۔ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب مسلمانوں کی حکومت اس برِصغیر پر ہو گی تو اس وقت اس کے اثرات کیا ہوں گے؟ اس وقت غیر مسلم بھی جدید تعلیم حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے سامنے زانوئے تلمذّ تہ کرتے تھے اور مسلمانوں کی کتابیں پڑھ کر پھولے نہیں سماتے تھے۔

marfat.com

Marfat.com

جدید تعلیم حاصل کرنا معزز اور باوقار ہونے کی علامت تھا۔ اس لئے بھوپت رائے ایک مسلمان مولوی صاحب کے سپرد کئے گئے۔ جس طرح آج کل انگریزی کی اہمیت ہے اس وقت فارسی کی تھی۔ ایک روز سبق پڑھتے پڑھتے ان اشعار پر پہنچے ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
محال است سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰؐ

(جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کے خلاف چلا، وہ ہرگز منزل کو نہ پہنچ سکا۔ اے سعدی، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی پیروی میں سلامتی کا راستہ ملنا محال ہے۔)

بھوپت رائے کا دل یہاں اٹک گیا۔ وہ بار بار استاد سے پوچھتے کہ "راہِ صفا" کیا ہے، راہِ مصطفیٰؐ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اصرار شروع ہوا کہ اس راستے کی تعلیم دی جائے۔ مولوی صاحب سخت اُلجھن میں پڑ گئے۔ وہ مضطرب تھے کہ لالہ بوہڑ مل اور ان کے اعزّہ کا ردِ عمل کیا ہوگا۔ اُدھر بھوپت رائے کے دل میں عشقِ مصطفیٰؐ کا چراغ جل چکا تھا۔ چھوٹی عمر ہی میں بھوپت کی شادی موضع سری گوبند پور کے ایک بڑے کھتری گھرانے کے فرد، لالہ رامان مل کے ہاں ہو چکی تھی، لیکن ان کا دل بے قرار تھا۔ اس کو کسی اور کی محبت کی لو لگ چکی تھی۔ مُصِر تھے کہ اُستاد صاحب باقاعدہ کلمہ پڑھا کر مسلمان کر لیں تاکہ بُتوں کی بندگی سے نجات حاصل کرنے کا اعلان کر دیا جائے۔ استاد گومگو میں تھے، سود و زیاں کا حساب کرنے میں لگے تھے۔ اِدھر یہ حالت تھی، اُدھر بھوپت رائے کے دِل کی دنیا بدل چکی تھی۔ وہ جان چکے تھے کہ

ع برتر از اندیشۂ سُود و زیاں ہے زندگی

marfat.com
Marfat.com

اِسی عالم میں رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کلمہ پڑھایا اور بھوپت رائے کو عبدالنّبیؒ بنا لیا۔

ع محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی

اُن کے استاد کو بھی (خواب میں) حکم دیا گیا کہ اپنے شاگرد کی خواہش کا احترام کریں اور اس کے نام کی تعلیم دیں، جس نے کل جہانوں کو تخلیق کیا ہے۔

عبدالنّبیؒ نے باوآز بلند بتوں سے ناطہ توڑنے کا اعلان کیا، تو ہر طرف آگ سی لگ گئی۔ والدین سراپا غضب، سُسرال والے بے چین و مضطرب، اعزّہ و اقرباء، برادری والے، سب ہاتھ ملنے لگے۔ پہلے تو سمجھانے کی کوششیں ہوئیں اور قبولِ اسلام کو "بچگانہ غلطی" قرار دے کر اصلاح کے لئے جان لڑائی گئی۔ سُسر نے ایک نصیحت آموز خط لکھا، لیکن سب تدبیریں کسی کام نہ آئیں۔ عبدالنّبیؒ نے پھر بھوپت رائے بننے سے انکار کر دیا۔ اپنے سُسر کے نام پیغام بھجوایا ؎

تھالی بھن رکابی تے چونکا بھن میت
آکھیں سوہرے رامے نوں ساڈی اللہ نال پریت

شام چوراسی ہندو اکثریت کا علاقہ تھا۔ یہاں عبدالنّبیؒ پر زندگی اجیرن کر دی گئی پس ہجرت کا پروگرام بنایا کہ

ع ہے ترکِ وطن سُنّتِ محبوبِ الٰہی

ایک دن اپنے اُستاد کے ساتھ یہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ کپورتھلہ ریاست میں واقع سلطان پور میں حضرت حاجی عبداللہ صاحبؒ کی خدمت میں جا حاضری دی۔ کہتے ہیں، جب آپ سلطان پور کے قریب پہنچے تو اس وقت حاجی عبداللہ صاحبؒ کہیں باہر جانے کے ارادے سے پالکی میں سوار تھے۔ حاجی صاحبؒ نے پالکی ٹھہرانے کا حکم دیا

marfat.com
Marfat.com

اور کہا کہ رُک جاؤ! مردِ خدا آرہا ہے۔ خُدّام حیران ہوئے، لیکن کچھ نہ بولے۔ تھوڑی دیر بعد نوجوان عبدالنّبیؒ وہاں پہنچ گئے۔ حاجی صاحبؒ انہیں ساتھ لے کر واپس ہوئے۔ وہ بیعت کرکے سلسلۂ نقشبندیہ سے منسلک ہو گئے۔ حاجی عبداللہؒ حضرت آدم بنوریؒ (خلیفہ امامِ ربّانی مجدّد الف ثانیؒ) سے بیعت تھے اور اُن کے نامور خلفاء میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت آدم بنوریؒ کے خلیفۂ اعظم حضرت محمّد شریف مُتّقیؒ سے تربیت پائی اور حضرت آدم بنوریؒ سے بھی فیض اٹھایا۔ حضرت محمد شریف مُتّقیؒ نے انہیں باقاعدہ خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔

حضرت شیخ العالم سیّد حاجی محمد طاہر عالمپوریؒ، حاجی عبداللہ سلطان پوریؒ کے خلیفۂ کامل تھے۔ حاجی صاحبؒ نے نوجوان عبدالنّبیؒ کو مزید تعلیم اور تربیت کے لئے شیخ العالمؒ کے سپرد فرمایا۔ اس نوجوان نے اس یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہوکر تاجُ العارفینؒ کا لقب پایا۔

آج ہمارے ہاں جُز وقتی تعلیم کا جو نظام رائج ہے، وہ پڑھے لکھے جاہل پیدا کر کے معاشرے میں پھینکتا جا رہا ہے۔ آج کا علم، عمل سے پیوست نہیں ہے۔ کسی مدرسے، کالج اور یونیورسٹی کو طالب علموں کی تربیت سے کوئی سروکار نہیں۔ جو ادارے اقامتی ہیں، وہ بھی کسی درسگاہ کی بجائے ہوٹل سے زیادہ مماثلت رکھتے ہیں۔ لیکن شیخ عبدالنّبیؒ کی تربیت جس یونیورسٹی میں ہوئی، اس کے چانسلر حاجی عبداللہ سلطان پوریؒ تھے۔ اس میں تعلیم کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے زیادہ تربیت پر زور دیا جاتا تھا۔ ہندوستان میں صوفیائے کرام اور علمائے کرام اسی طرزِ تعلیم کے بانی تھے۔ اُن کی خانقاہ میں شریعت کا علم بھی تقسیم ہوتا تھا اور طریقت کی معرفت بھی عطا ہوتی تھی۔

کئی سال گزر گئے۔ اب عبدالنّبیؒ ایسا چراغ تھے، جس کو انگنت چراغ روشن کرنا تھے۔ علم اور عمل کا بیش بہا سرمایہ لے کر انہوں نے واپس شام چوراسی کا رُخ کیا تاکہ

marfat.com
Marfat.com

اور کہا کہ رُک جاؤ! مردِ خدا آرہا ہے۔ خُدّام حیران ہوئے، لیکن کچھ نہ بولے۔ تھوڑی دیر بعد نوجوان عبدالنّبیؒ وہاں پہنچ گئے۔ حاجی صاحبؒ انہیں ساتھ لے کر واپس ہوئے۔ وہ بیعت کرکے سلسلۂ نقشبندیہ سے منسلک ہو گئے۔ حاجی عبداللہؒ حضرت آدم بنوریؒ (خلیفہ امامِ ربّانی مجدّد الف ثانیؒ) سے بیعت تھے اور اُن کے نامور خلفاء میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت آدم بنوریؒ کے خلیفۂ اعظم حضرت محمّد شریف مُتّقیؒ سے تربیت پائی اور حضرت آدم بنوریؒ سے بھی فیض اٹھایا۔ حضرت محمد شریف مُتّقیؒ نے انہیں باقاعدہ خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔

حضرت شیخ العالم سیّد حاجی محمد طاہر عالمپوریؒ، حاجی عبداللہ سلطان پوریؒ کے خلیفۂ کامل تھے۔ حاجی صاحبؒ نے نوجوان عبدالنّبیؒ کو مزید تعلیم اور تربیت کے لئے شیخ العالمؒ کے سپرد فرمایا۔ اس نوجوان نے اس یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہوکر تاجُ العارفینؒ کا لقب پایا۔

آج ہمارے ہاں جُز وقتی تعلیم کا جو نظام رائج ہے، وہ پڑھے لکھے جاہل پیدا کر کے معاشرے میں پھینکتا جا رہا ہے۔ آج کا علم، عمل سے پیوست نہیں ہے۔ کسی مدرسے، کالج اور یونیورسٹی کو طالب علموں کی تربیت سے کوئی سروکار نہیں۔ جو ادارے اقامتی ہیں، وہ بھی کسی درسگاہ کی بجائے ہوٹل سے زیادہ مماثلت رکھتے ہیں۔ لیکن شیخ عبدالنّبیؒ کی تربیت جس یونیورسٹی میں ہوئی، اس کے چانسلر حاجی عبداللہ سلطان پوریؒ تھے۔ اس میں تعلیم کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے زیادہ تربیت پر زور دیا جاتا تھا۔ ہندوستان میں صوفیائے کرام اور علمائے کرام اسی طرزِ تعلیم کے بانی تھے۔ اُن کی خانقاہ میں شریعت کا علم بھی تقسیم ہوتا تھا اور طریقت کی معرفت بھی عطا ہوتی تھی۔

کئی سال گزر گئے۔ اب عبدالنّبیؒ ایسا چراغ تھے، جس کو انگنت چراغ روشن کرنا تھے۔ علم اور عمل کا بیش بہا سرمایہ لے کر انہوں نے واپس شام چوراسی کا رُخ کیا تاکہ

marfat.com
Marfat.com

وہاں کے بے نواؤں اور تہی دامنوں کو بھی اپنی کمائی میں حصہ دار بنائیں۔ شیوۂ پیغمبری یہ ہے کہ حقیقت کو اپنے تک محدود نہ رکھا جائے، عام کیا جائے، ہر ہر دل کو اس سے متعارف کرایا جائے۔ عبدالنبیؒ نبیؐ کے غلام تھے، اس سُنّت کو کیسے نہ اختیار کرتے۔ ان کی تربیت کرنے والے بھی داعی تھے اور انہوں نے اپنے طالب علموں کو داعیانہ لگن لگا دی تھی۔

عالمِ شباب میں جس بستی، جس علاقے اور جس سرزمین نے عبدالنبیؒ کے لئے خود کو تنگ کر دیا تھا، ان کو اپنے درمیان دیکھنا گوارا نہ کیا تھا، اَب جبکہ وہ تاج العارفینؒ تھے، معرفت کا مے خانہ کھولنے اسی جگہ پہنچے۔ اپنوں کو مستفید کرنا، اپنوں کو تباہی سے بچانا، اپنوں کو آگ سے محفوظ کرنا ضروری تھا۔ وہ اپنوں کے درمیان پہنچے۔ جو غیر بن چکے تھے۔ اپنے علم کی طاقت اور کردار کی برکت سے نہ صرف اُن کو اپنا بنایا بلکہ غیر بھی اُن کے ہو گئے۔ دُور دُور سے لوگ اُن کی شہرت سُن کر آتے اور انہی کے ہو جاتے۔

ہندو جوگی، شعبدے اور کرامات دکھاتے تھے اور سادہ لوح لوگوں پر ہندو مت کی صداقت کا سکّہ بٹھاتے تھے۔ تاجُ العارفینؒ کی دھوم سُن کر بہت سے جوگی آئے، لیکن اُن کے شعبدے تاجُ العارفینؒ کی کرامات کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔

کرامات رُوحانی سائنس کے طالب علموں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہیں۔ جن لوگوں کو اس سائنس کی ہوا نہیں لگی، وہ کرامات ہی سے اِنکار کرنے کو توحید کا تقاضا قرار دے بیٹھتے ہیں۔ اِن بے چاروں کی علمی بے بسی پر ترس کھانا چاہیئے۔

مشہور ہے ایک بار ہندو جوگیوں کا ایک گروہ تاجُ العارفینؒ کی تبلیغی سرگرمیوں کا زور توڑنے کے لئے آیا۔ حضرتؒ کو خبر ہوئی تو اُن سے ملنے پہنچے۔ کھانے کا وقت تھا۔ اُن جوگیوں کو کھانے کی دعوت دی۔ انہوں نے قبول کر لی، آپؒ نے دائیں طرف

marfat.com

Marfat.com

دیکھا۔ فوراً ہر ایک کے سامنے روغنی روٹی میں رکھا ہوا ایک ایک سیر حلوہ آ گیا۔ جتنے آدمی تھے، پانی سے بھرے ہوئے اتنے گلاس بھی ظاہر ہو گئے۔ یہ دیکھ کر جوگیوں کی ہمّت جواب دے گئی اور کسی کمال کا مظاہر کرنے اَور دوسرے ہم مذہبوں کو بچانے کے بجائے خود کلمہ پڑھنے لگے۔ پندرہ افراد نے اُسی وقت حضرتؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

کہتے ہیں ایک بار جوگیوں کی ایک اور ٹولی اُدھر آئی۔ بڑا جوگی ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ شیخؒ پہنچے تو وہ اپنے ایک بزرگ کا واقعہ بیان کر رہا تھا، جو اپنے آپ کو کئی اجسام میں پیش کر سکتا تھا۔ ایک وقت میں کئی سو مقامات پر اُسے دیکھا جاتا تھا۔ اس کی تیرہ سو بیویاں تھیں، وہ ایک وقت میں ہر ایک کے پاس پایا جا سکتا تھا۔ تاجُ العارفینؒ نے فرمایا، جوگی میاں اس میں کیا کمال ہے، ذرا اُوپر دیکھو۔ دیکھا تو درخت کے ہر پتّے کے ساتھ ایک عبدالنّبیؒ کو موجود پایا۔ اُس نے گھبرا کر نیچے دیکھا تو آپؒ وہاں بیٹھے ہوئے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اِس پر جوگیوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ تیرہ نے اُسی وقت کلمہ پڑھ لیا۔

تاجُ العارفینؒ کی سب سے بڑی کرامت اُن کی شخصیت تھی۔ جو اُن کے پاس آتا، اُن کا ہو جاتا۔ ہزاروں افراد اُن کے حلقے میں شامل ہوئے۔ سینکڑوں کو باقاعدہ تربیت دی۔ اُن کی خانقاہ نے اس علاقے کی قسمت کو بدل ڈالا۔ انہوں نے طویل عمر پائی۔ اگست ۱۶۱۹ء میں اِس دنیا میں تشریف لائے تھے۔ ۱۱۴ سال گزار کر اگست ۱۷۳۳ء میں رخصت ہوئے۔ ہجری حساب سے اِس سرائے فانی میں آپؒ کا قیام ۱۱۷ سال ۵ ماہ اور ۲۳ دن رہا۔

آپؒ کے مکتوبات کا قلمی نسخہ خاندان کے بعض افراد کے پاس محفوظ چلا آ رہا تھا۔ وہ اب شائع ہو رہا ہے۔ اِن مکتوبات سے آپؒ کی علمی عظمت اور کمالِ نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

آج بھی شام چوراسی (مشرقی پنجاب) میں آپؒ کا مرقدِ مبارک مرجعِ خلائق ہے۔ لوگ دُور دُور سے آتے اور نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ وصیّت کے مطابق تدفین کے بعد قبر کچی بنائی گئی۔ اس پر کوئی مقبرہ نہ بنوایا گیا۔ برسوں یہی عالم رہا، مگر اَب عالم دوسرا ہے۔ بزرگوں کے نام کی قوّالی کرنے والے اُن کی تعلیمات کو بھول گئے ہیں۔

صاحبزادہ مجیبُ الرحمٰن شامی

marfat.com

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالنبیؒ اور اُن کے مکتوبات پر ایک اجمالی نظر

؎ نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

۱۔ عقلیت پرستی کے اس دور میں لوگ ایسی باتوں کو رجعت پسندی اور دقیانوسیت کہتے ہیں، جو ان کے عقلی معیار پر پوری نہ اُترتی ہوں اور جن کی عقلی توجیہہ نہ کی جا سکتی ہو لیکن مندرجہ بالا شعر علامہ اقبال جیسے شخص کا ہے، جس نے علومِ مغرب میں انتہائی دسترس حاصل کی، عقلیت کے فریب کو سمجھا اور پھر عقل کی تنگنائی کے اسیر ہو کر نہ رہ گئے، بلکہ اُنہوں نے عقل اور عشق، دماغ اور دل کی حدود کے درمیان امتیاز برتا۔ یہی امتیاز دین کے دو پہلوؤں، یعنی شریعت اور طریقت میں ہے۔ اہلِ شریعت اور اہلِ طریقت میں وہی فرق ہے، جو ملازم اور عاشق میں ہے۔ ملازم کسی غرض، کسی آرزو میں حکم کی تعمیل کرتا ہے، جبکہ عاشق رضا کارانہ کسی معاوضہ و اجر کی تمنا و توقع کے بغیر حکم کی تعمیل میں اپنی جان لڑا دیتا ہے۔ اِس عظیم الشان فرق کے پیشِ نظر اللہ تعالےٰ بھی اُن سے حسبِ مراتب سلوک کرتا ہے۔ شریعت اور طریقت میں کوئی تضاد نہیں۔ طریقت شریعت کا اگلا قدم ہے۔ اِس لئے اہلِ طریقت کا تعلق اللہ تعالیٰ سے خاص ہوتا ہے، جسے ہم عقل پرست اور منطقی لوگ نہیں سمجھ پاتے۔ یہی لوگ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں۔ اِنہی لوگوں کے بارے میں اقبال مرحوم کا ایک اور شعر ہے۔ ؎

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ غالب و کار آفریں، کارکُشا، کارساز

marfat.com
Marfat.com

۲- یہ لوگ اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں، اور لوگوں کو بھی ویسی ہی زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اللہ کے اِن بندوں کی زندگیاں سراپا تبلیغِ دین ہوتی ہیں۔ برِصغیر ہند میں اسلام کی روشنی اِنہی نفوسِ قُدسیہ کی بدولت پھیلی۔ اسلام کا یہ صوفیانہ سلسلہ ایسا ہے، جو اپنے قول و فعل سے اکثر و بیشتر دل کی توجّہ کو جذب کرتا ہے اور دل کے ذریعے دماغ پر اثر ڈالتا ہے۔ اِن لوگوں کی باتیں سرُورِ ایّام سے پُر اسرار بن جاتی ہیں اور عام آدمی کی سمجھ سے ماوراء ہونے کی وجہ سے خود وضاحت طلب بن جاتی ہے۔ اُن کے اقوال و افعال کرامتیں بن جاتے ہیں اور پھر جو باتیں سراپا دلیل ہوتی ہیں، دلیل طلب بن جاتی ہیں۔ وہ لوگ جو صرف عقل و خرد کی رہنمائی کے عادی ہوتے ہیں، نہ سمجھتے ہوئے ان کا اِنکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ کسی شئے کے نہ سمجھنے سے اس کا وُجود کالعدم نہیں ہوتا۔

۳- حضرت شیخ عبدالنّبیؒ بھی انہی نفوسِ قُدسیہ میں سے ہیں، جنہوں نے اسلام کے نُور سے روشنی پائی اور اس سے مستفیض ہو کر نہ صرف اپنے زمانے میں خلقِ خدا کو اسلام کے نُور سے فیض یاب کیا۔ بلکہ آج بھی ان کا فیض جاری ہے۔ اُس زمانے میں مادیت کا اتنا زور نہیں تھا کہ رُوحانیت دب جاتی۔ دنیا کی محبت نے ابھی عوام کو آخرت سے اتنا غافل نہیں کیا تھا۔ معاشرے کے اندر خوش حالی اور سکھ چین تھا۔ زندگی اتنی تیز نہیں تھی کہ اِنسان کو اپنی ذات کے بارے میں بھی سوچنے کی فرصت نہ ملے۔ فکرِ معاش اُس وقت بھی تھی اور بعض دفعہ معیشت کی تنگی بھی ہوتی تھی، لیکن اسلام کے احکام کی سادگی نظروں سے اوجھل نہیں تھی۔ دنیا کی ہوس نے خلقت کو ابھی اِتنا گرفتار نہیں کیا تھا۔ تسلیم و رضا، قناعت و سادگی، شرافت و نیکی، وفا و ایثار وغیرہ کی صفات کے حامل لوگ بکثرت تھے۔ اس نے آپؒ کی صحبت و تعلیم سے ایک دنیا نے فیض اٹھایا اور زندگی میں سکون و اطمینانِ قلب پایا۔

۴- اللہ تعالےٰ کی قدرت کے کرشموں کا کیا کہنا۔ آذر بت پرست کے گھر میں ابراہیمؑ بُت شکن پیدا ہوتے ہیں، اور حضرت نوحؑ نبی کے ہاں نافرمان بیٹا جنم لیتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالنّبیؒ بھی اپنے

marfat.com

Marfat.com

علاقے کے ایک ہندو بُت پرست کاردار کے ہاں تیس اگست ۱۶۱۹ء کو مغل شہنشاہِ جہانگیر کے زمانے میں موضع شام چوراسی ضلع ہوشیار پور بھارت میں پیدا ہوئے، لیکن سلامتی طبع کی بدولت انہوں نے عہدِ طفولیت میں ہی اسلام کی حقانیت کو قبول کر لیا۔ اُس دور میں فارسی سرکاری زبان اور عربی علمی اور دینی زبان تھی۔ چنانچہ آپؒ نے مروّجہ علوم کی تحصیل مسلمان علماء اور صوفیا سے کی اور انہی کی بدولت اسلام کی دولت سے فیض یاب ہوئے۔ آپؒ نے دینی مسائل کو ان کی سادہ و پاکیزہ شکل میں سیکھا اور مدت العمر علمائے عصر اور اولیائے زمانہ کی خدمت میں حاضر رہے اور پھر تبلیغِ دیں میں ہمہ تن مصروف و مشغول ہو گئے۔

۵۔ آپؒ کی کوئی مستقل تصنیف اس وقت ہمارے پیشِ نظر نہیں، لیکن آپؒ کے وہ مکتوبات "مجموعۃ الاسرار" جو آپؒ نے اپنے عقیدت مندوں، خادموں اور عام لوگوں کو لکھے، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلام کے چشمۂ صافی کو کسی حالت میں گدلا نہیں ہونے دیا۔ آپؒ چار واسطوں سے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کے مرید تھے، چنانچہ آپؒ نے بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرح مکتوبات کے ذریعے مختلف مسائل کی تفہیم کی اور ہر قسم کی بدعت و ضلالت کے خلاف جہاد کیا۔ یاد رہے کہ یہ وہ دور تھا، جب اسلام ہندوؤں کی زندگی پر گہرا اثر ڈال رہا تھا اور اسلام کی سادگی اور حقانیت نیز سیاسی غلبہ سے متاثر ہو کر ہندو بہت بڑی تعداد میں اسلام اور اس کی تعلیمات کو قبول کر رہے تھے۔ لیکن مناسب تربیت نہ پانے سے ہندو ذہنیت کے اثرات سے ابھی چھٹکارا نہیں پا سکے تھے۔ چنانچہ آپؒ نے خالص توحید کی تبلیغ کی اور شرک کی ہر صورت کو مذموم ٹھہرایا۔ آپؒ کے انہی فارسی مکتوبات کا اُردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔

۶۔ آپؒ کا زمانہ مغل شہنشاہوں کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ آپؒ نے جہانگیر (۱۶۰۵ ـــــ ۱۶۲۷) سے لیکر محمد شاہ (۱۷۱۶ ـــــ ۱۷۴۸) تک کا زمانہ پایا۔ اس طرح آپؒ نے آٹھ بادشاہوں کا زمانہ اور ـــــ ۳۰ اگست ۱۶۱۹ء سے ۲۲ اگست ۱۷۳۳ء تک طویل عمر پائی۔ آپؒ کے مکتوبات پر سیاسی اثرات کا کوئی سایہ نہیں ملتا، لیکن مریدوں اور عقیدت مندوں کے

marfat.com
Marfat.com

سُوالات اور جوابات سے اُس وقت کے معاشرے کی زندگی کی جھلکیاں ضرور ملتی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت کا معاشرہ کن مسائل سے جو زیادہ تر نفسی اور رُوحانی نظر آتے ہیں، دوچار تھا اور آپؒ نے اُن مسائل کو حل کرنے میں کیا کاوش کی۔ مریدوں کا یہ سلسلہ سارے ملک میں، بلکہ بیرونِ ملک بھی پھیلا ہوا نظر آتا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپؒ کی شہرت صرف اس وقت کے متحدہ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ باہر بھی تھی۔ دُور دراز کے لوگ مُراسلت کرتے اور اس طرح تشنگیِ رُوح دُور کرنے کی تدبیر کرتے۔

۷۔ آپؒ کے بیشتر مکتُوبات تصوّف و الٰہیات کے بارے میں ہیں۔ جو مسائل حضرت علی ہجویریؒ کے زمانے میں ابھی سادہ تھے، صدیاں گزر جانے کے بعد پیچیدہ اور مبہم ہو گئے تھے۔ مختلف قسم کی موشگافیوں کا سلسلہ لامتناہی ہو رہا تھا۔ چنانچہ آپؒ نے سلوک کے رہ نوردوں کو عرفانِ حقیقت کی مختلف منزلیں طے کرنا سکھایا۔ آپؒ نے تصوّف کے مختلف مسائل کی تعلیم دی۔ ان مسائل میں زیادہ تر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، جمال و جلال، شاہد و مشہُود، غیب و حضور، نُور و ظلمت، وحدت الوجُود و وحدت الشہُود، جبر و قدر، تقلید و تحقیق، امر بالمعروف و نہی عن المنکر صحتِ جسمانی اور صحتِ روحانی وغیرہ ہیں۔ آپؒ نے ان کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے اور کسی قسم کا ابہام پیدا کئے بغیر انہیں صاف کیا ہے، اِن مکتُوبات میں آپؒ نے سالکِ راہ کو مختلف منزلوں کے نشانات و مقامات سے آگاہی بخشی ہے۔ سلوک کے باریک اسرار و رموز سمجھانے کے علاوہ شریعت کے تمام مسائل بھی بیان کئے ہیں اور ان کی حکمت بھی سمجھائی ہے کہ شریعت، طریقت میں داخل ہے اور کسی حالت میں بھی شریعت کی قید سے آزاد نہیں ہوا جا سکتا۔ چنانچہ اس طرح آپؒ نے دینِ حق کی تبلیغ کی ہے۔ آپؒ نے اتّباعِ شریعت اور ترویجِ سُنّت کا کام احسن طریقے سے انجام دیا۔ حتیٰ کہ وہ اوراد و وظائف، جو آپؒ نے مریدوں کی ریاضت و عبادت کے لئے تجویز کئے، کتاب و سُنّت ہی سے اخذ کئے۔

۸۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح جسمانی بیماریوں کے مختلف طریقہ ہائے علاج ہوتے ہیں،

marfat.com

Marfat.com

کہیں طبِ اسلامی ہے، کہیں آیور ویدک، کہیں ایلوپیتھی اور کہیں ہومیوپیتھی، اس طرح رُوحانی بیماریوں کے علاج کے بھی کئی طریقے ہیں۔ تصوف کے مختلف سلسلے بھی روحانی امراض کے مختلف علاج ہیں۔ آپؒ نے اس ضمن میں حضرت مجددِ الف ثانیؒ کے طریقۂ نقش بندیہ کو اپنایا اور اس کے ذریعے لوگوں کو دین و دنیا کی تعلیم دی۔ یہ علم نہ صرف حصولِ آخرت کے لئے، بلکہ کسبِ دنیا کے لئے بھی ہے۔ چنانچہ اِن مکتوبات کی روشنی میں ہمیں ایک ایسے معاشرے کی فضا ملتی ہے، جو سادہ و پاک ہے۔ جس میں تصنّع اور بناوٹ نہیں، جس میں شرک اور بدعت کا زور نہیں، جس میں اسلامی مسائل اجماعِ امت کے مطابق ہیں۔ انہوں نے اپنی کوئی الگ راہ نہیں نکالی۔ انہوں نے حضور رسالت مآبؐ کے نقشِ قدم پر چلنے ہی میں سعادت سمجھی اور اسی کی تلقین کی۔ اُن کی تعلیم کا یہ پہلو آج ہمارے لئے بہت روشن مشعلِ راہ ہے، جب کہ ارضِ خداداد پاکستان کے اسلامی معاشرے کو فرقہ واریت کا زہر مسموم کر رہا ہے اور دو رکعت کے امام اپنی غرض کے تحت سادہ لوح مسلمان معاشرے میں بس گھول کر عوام کو اسلام ہی سے بدظن کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے مکتوبات میں دین کا کوئی ایسا رُخ پیش نہیں کیا، جو کتاب و سُنّت کے خلاف ہو۔ انہوں نے کتاب و سُنّت سے ایک قدم بھی انحراف نہیں کیا۔ یہ ان کا بہت بڑا کمال ہے۔ ان کے عقیدت مندوں کی کثیر تعداد بھی اِسی راہ پر گام زن نظر آتی ہے۔ ان عقیدت مندوں میں صرف عام لوگ ہی نہیں، بلکہ خواص، حتیٰ کہ حاکمانِ وقت اور امرائے عصر بھی شامل ہیں۔ حضرت مجددِ الف ثانیؒ کی طرح آپ کا بھی خیال تھا کہ ایک صاحب اقتدار کے اخلاق کی اصلاح کا مطلب اس کے ماتحتوں اور زیر دستوں کی اصلاح ہے، چنانچہ آپؒ نے اپنے پیر و مرشد کی پیروی میں اسی طریقے کو استعمال کیا، اور اسلام کو کتاب و سُنّت کی روشنی میں پیش کیا اور کسی قسم کی بدعت کو روا نہ رکھا۔

۹۔ ظاہری علوم کے علاوہ آپؒ کو اللہ تعالیٰ نے باطنی علوم سے بھی نوازا اور آپؒ نے تصوف کے سلسلۂ نقش بندیہ پر عمل پیرا ہو کر خلقِ خدا کی رُوحانی پیاس کو بجھایا۔ اس دَور کے لوگ روحانیت

marfat.com
Marfat.com

کی قدر نہیں کرتے۔ وہ رُوحانی پیاس کا مطلب نہیں سمجھتے اور اس لئے پریشان خاطر اور بے اطمینان رہتے ہیں اور زندگی کو صرف مادی ضروریات پورا کرنے کا نام دیتے ہیں۔ صوفیائے اسلام نے بدن اور رُوح کے تعلقِ باہمی کو آخرت کا تصوّر دے کر نہایت عمدہ طریقے سے واضح کیا ہے۔ بدن سواری ہے اور رُوح اس کا سوار۔ ہم لوگ سواری یعنی بدن کی ہر طرح خاطر مدارات کرتے ہیں، اُسے اچھا کھلاتے، اچھا پلاتے اور اچھا پہناتے، غرض اُسے ہر طرح کی آسائش مہیا کرتے اور ہر طرح خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن اس کے سوار یعنی رُوح کی کوئی فکر نہیں کرتے، سواری زور آور اور فربہ ہوتی جاتی ہے اور رُوح کمزور اور دُبلی اور اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ سواری مُنہ زور ہے اور سوار بے چارہ اس کے آگے بے بس و لاچار ہے۔ چنانچہ سواری، سوار پر سوار ہے۔ اس صورت میں اسلام کہاں اور رُوح کا اطمینان کہاں۔ انسان کی رُوح بے چین ہے اور خود انسان ہر طرف ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔

۱۰۔ حضرت شیخ عبدالنبیؒ نے جہاں بدن کی ضروریات سے انکار نہیں کیا، وہاں آپؒ نے رُوح کی پرورش اور تربیت پر بھی زور دیا ہے۔ آپؒ نے اپنے مریدوں کو جہاں عبادات و مراقبہ کی تلقین کی ہے، وہاں کسبِ معاش کی بھی ترغیب دی ہے، رُوح کو بدن کی ضرورت ہے اور پھر حدیثِ مبارکہ بھی ہے کہ ایک طاقت ور مسلمان کمزور مسلمان سے بہتر ہے۔

۱۱۔ تصوّف کا سلسلۂ نقشبندیہ اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس میں ہاؤ ہُو اور ہنگامہ آرائی کا وہ عالم نہیں جو بعض دوسرے سلسلوں میں پایا جاتا ہے۔ اس میں نہ ترکِ دنیا ہے نہ حُبِّ دنیا۔ دین و دنیا کا یہ خوشگوار امتزاج انسان کی زندگی میں اطمینان و آسودگی لاتا ہے، اور ایک مسلمان اس راہ پر چلتا ہوا روحانیت کے اعلیٰ مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں اسلام کی تعلیمات سے سرِ مو انحراف نہیں کیا جاتا۔ اس طریقے میں نہ چلّہ کشی کی ضرورت ہے نہ ہاؤ ہُو کی۔ نہ گانے بجانے کی اجازت ہے نہ قبر پرستی کی۔ اصول و فروع میں یہ طریقہ شریعت سے قریب ترین ہے۔ یہ خالص توحید کی تعلیم دیتا اور اس پر عمل کی تلقین کرتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۱۲۔ آپؒ نے قابلِ فہم اور سادہ زبان میں تصوّف کے اسرار و رموز بیان کئے ہیں اور انہیں کتاب و سُنّت کی روشنی میں واضح کیا ہے اور کوئی ایسی بات نہیں کی، جس کی سند کتاب و سُنّت میں موجود نہیں۔ آپ کے نزدیک تصوّف عین دین ہے اور کتاب و سُنّت کی عملی صورت منطق و فلسفہ کی وجہ سے جو اُلجھنیں انسانی ذہن میں پیدا ہوئی ہیں، آپ نے انہیں دُور کرنے کی سعی فرمائی۔ اس معاشرے میں ایسی اُلجھنیں عام تھیں، جو تمدنی ترقی کے ظہور اور مختلف مذاہبِ فکر کے میل جول کا نتیجہ تھیں۔ آپ نے اس گرد و غبار میں اٹی ہوئی توحیدِ خالص کو نکھار کر پیش کیا اور متذبذب لوگوں کو اسلام کی حقّانیت سمجھائی۔

۱۳۔ آپؒ چونکہ مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے مسلک کے پیرو تھے، اس لئے آپؒ نے مسائلِ تصوّف کو انہی کے ارشادات کی روشنی میں سمجھا۔ آپؒ نے اپنے دَور میں حضرت مجدّدؒ کے نظریہ وحدت الشہود کی بڑھ چڑھ کر تبلیغ کی۔ وحدت الوجود کے نظریے نے اسلامی تصوّف کو مریضانہ مزاج دے دیا تھا اور اس مریضانہ فکر کی وجہ سے اسلام کی توانائی میں سیاسی اور معاشرتی طور پر کمزوری آگئی تھی۔ یہ نظریہ جو ہمہ اوست کہلاتا ہے اور اکثر صوفیا کے نزدیک بہت مقبول پایا جاتا ہے، پہلے پہل محی الدین ابن عربی نے پیش کیا تھا۔ اس نظریے نے عالمِ اسلام کے ایک بہت بڑے حصّے کو سخت متاثر کیا تھا۔ اس کی تردید میں حضرت مجدّدؒ نے "وحدت الشہود" یا "ہمہ از دست" کا نظریہ پیش کیا۔ اس نظریہ کو ایک عام سادہ مثال میں یوں پیش کیا جا سکتا ہے کہ وحدت الوجود کے نزدیک مصوّر اور تصویر ایک ہی ہیں۔ جب کہ وحدت الشہود کے مطابق تصویر مصوّر کی بدولت ہے اور مصوّر الگ وجود رکھتا ہے۔ مصوّر تصویر سے جلوہ گر ہے، لیکن تصویر مصوّر نہیں۔ آپ نے وحدت الشہود کی نہ صرف اشاعت کی، بلکہ دونوں نظریات کے درمیان تطبیق کی۔ آپ نے وضاحت کرتے ہوئے یہ کہا کہ وحدت الوجود راہِ سلوک کی آخری منزل نہیں، بلکہ وحدت الشہود سے نیچے کی منزل ہے۔ آخری منزل وحدت الشہود ہے۔ اس طرح آپؒ نے وحدت الوجود کی تغلیط

marfat.com
Marfat.com

کی بجائے اُسے بھی راستے کی ایک منزل قرار دیا اور کہا، جو لوگ سلوک کی منزلیں طے کرتے ہوئے وحدت الوجود کی منزل پر اٹک جاتے ہیں، وہ نورِ کامل کے عرفان سے محروم رہتے ہیں۔ وحدت الشہود سلوک کی اعلیٰ ترین منزل ہے اور سالک کو اس تک پہنچنے کی سعی کرتے رہنا چاہیئے۔

۱۴۔ اِسی طرح تصوف کا ایک اور مسئلہ جبر و قدر ہے، جس کی وجہ سے مسلمانوں میں خاصا اضطراب پایا جاتا ہے۔ تصوف کے بعض سلسلے صرف جبر کے قائل ہیں اور بعض قدر کے۔ آپؒ نے اتباعِ سُنّت میں ان دونوں کے درمیان کی راہ بتائی اور اس بات کی تعلیم دی کہ انسان بعض معاملات میں مجبورِ محض ہے اور بعض میں آزاد اور ان آزاد معاملات ہی کے بارے میں پرسش ہو گی اور سزا و جزا کا اطلاق ہو گا۔ آپؒ نے وضاحت کی کہ بعض معاملات ایسے ہیں، مثلاً موت جن میں تقدیر ٹل نہیں سکتی، لیکن بعض معاملات میں یہ ٹل سکتی ہے۔ انسان کو یہی سمجھ کر دعا اور دوا کرنی چاہیئے کہ معلوم نہیں یہ معاملہ کس طرح ہے، اگر ٹلنے والا ہے تو دعا دوا کارگر ہو گی، اور اگر ایسا نہیں تو پھر صبر و رضا کا شیوہ اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ نظریہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق، بے حد صحت مند اور معاشرے کے لئے جاں فزا ہے۔

۱۵۔ آپؒ کے مکتوبات شروع سے آخر تک اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہیں اور چونکہ مختلف افراد کو مختلف حالات و واقعات میں تحریر کئے گئے ہیں، اس لئے ان میں دین کے مختلف پہلوؤں میں رہنمائی کی گئی ہے یہ گویا بکھرے ہوئے دل آویز پھول ہیں جو نہایت حکمت سے ایک لڑی میں پرو دیئے گئے ہیں۔

۱۶۔ آپؒ کے سوانح نگاروں نے آپ سے بہت سی کرامتیں منسوب کی ہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامات خود نمائی کے لئے نہیں، بلکہ یقین افروزی کے لئے ہوتی ہیں۔ جیسے پھول میں خوشبو کہ خود بخود پھیلتی ہے۔ آپ ان کرامتوں کو مانیں یا نہ مانیں، لیکن ان لوگوں کی تعلیمات اور خدمتِ خلق سے اِنکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کرامتیں جو کسی وقت فریقِ مخالف کے لئے باطل شکن دلائل ہوتی تھیں، آج خود دلیل

marfat.com

Marfat.com

طلب بن گئی ہیں۔ اہل دل اور اہلِ نظر کے لئے ان کی افادیت ہے اور وہ اس سے روحانی سُرور اور دلی اطمینان حاصل کرتے ہیں، لیکن ظاہر ہیں لوگوں کو ان کے امکان سے محض اس لئے انکار نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ ان کے عقلی معیار پر پوری نہیں اترتیں۔ آخر سب انبیاء کو کم و بیش معجزے عطا ہوئے تھے۔ کرامتیں اسی قبیل کی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ایسے محیرالعقول اعجازات سے نوازتا ہے اور اس وقت کے لوگ ان اثرات کو قبول کرتے ہیں تو اعتراض کی کیا ضرورت ہے۔

۱۷۔ ہمارے لئے اُن کی تعلیمات اور اُن کے اعمال نقوشِ راہ ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہم اُن کے نقوشِ پا پر چل کر دین و دنیا کی فلاح حاصل کریں۔ کیا عجب کہ اس سے مستنیر ہو کر ہم بھی دوسروں کے لئے مشعلِ راہ بن سکیں اور اس طرح دیے سے دیا جلتا رہے۔

پروفیسر میاں مشتاق احمد بھٹی
بی اے (آنرز) ایم اے۔ ایم او ایل

marfat.com
Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com
Marfat.com

بطورِ تبرّک

فرمان واالشان جناب رسول مقبول بنام سلطان مقوقس

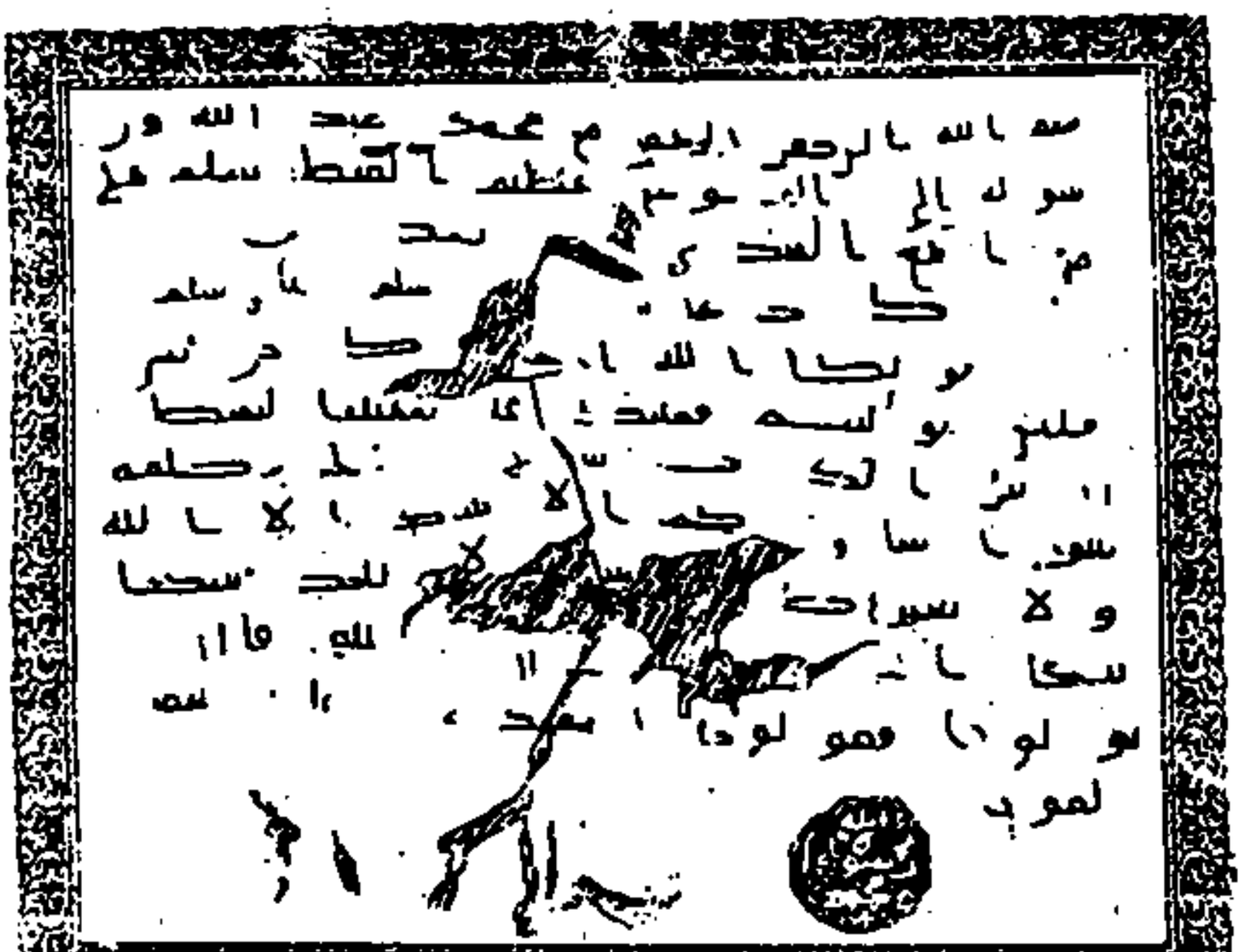

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من محمد عبد اللہ ورسولہ الی المقوقس عظیم القبط سلام
علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک
مرتین فان تولیت فعلیک ما علی القبط۔ یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا
وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا ارباباً من دون اللہ
فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ○

نامۂ مبارک کی اصل

یہ اس مبارک خط کا چربہ ہے جسکو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۶ ہجری میں حاطب بن ابی بلتعہ عمرو بن امیہ ضمری سے ہاتھ بھیجا کر سرزمین قبط کے بادشاہ مقوقس کے پاس ارسال فرمایا تھا۔ یہ مبارک خط ایک فرانسیسی سیاح نے سفر قبط میں اسکندریہ کے شہروں میں سے ایک کرجا میں ایک قبطی راہب کے پاس سے خریدا تھا اور سلطان عبدالمجید خان والی دولت عثمانیہ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا اور ہدیۃً پیش کیا۔ سلطان نے اسے نہایت عقیدت سے دیگر تبرکات نبوی کے ساتھ قسطنطنیہ میں رہنے کا حکم صادر فرمایا۔ تب سے اسکا عکس ہندوستان میں بھی پہونچا اور اسکے ایک عکس سے ہمکو بھی دولت حاصل ہوئی جسنے ہزاروں مسلمانان اسلام کو فائدہ پہونچایا ہے اور نقل مطابق اصل کہنے کی جہاں تک تحقیق کی گئی تو فقط لکھنے کی جہاں تک تحقیق کی گئی تو فقط لکھنے کی جہاں تک تحقیق کی گئی تو فقط

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب اول در بیان سلسلہ عالیہ حضرات طریقہ نقشبندیہ حسینیہ قدس اللہ السریم

بعد الحمد والصلوۃ فقیر عبد النبی ساکن قصبہ سیام سلوک طریقہ
حضرات نقشبندیہ قدس اللہ سبحانہ برہم اولا از خدمت کامل
مکمل حضرت حاجی عبد اللہ سلطانپوری اخذ نمود بعد وفات ان
از حضرت حاجی شیخ محمد طاہر عالم پوری قدس سرہ تمرا اخذ نمود
کہ خلیفہ اجل کامل مکمل حضرت حاجی عبد اللہ بودند وہم از پیر صحبت محقق
رفیق میاں محمد جان ساکن قصبہ میانی بہرہ مندی یافت و ایشان
نیز از خلفاء کامل مکمل حضرت حاجی عبد اللہ چیو ہستند و ہر دو عزیز
یعنی حضرت شیخ حاجی محمد طاہر و حضرت محمد جان بواسطہ از
حضرت قطب دوران حاجی عبد اللہ سلطانپوری کمال درجہ معرفت و حقیقت
حاصل نمودہ اند و حضرت حاجی عبد اللہ چیو اخذ علم طریقت از عوت

marfat.com
Marfat.com

زمان حضرت حاجی محمد شریف جیونموده اند والیشان بواسطه از
خلیفة الرحمن حضرت قطب الاقطاب شیخ آدم بنوری والیشان
بعد سیر سلوک در طریق قادریه وچشتیه وغیر ذلک از حضرت مجدد الف ثانی
غوث صمدانی حضرت احمد فاروقی المعروف بسرهندی والیشان از
کامل مکمل حضرت خواجه محمد باقی والیشان از کامل مکمل حضرت مولانا
خواجگی امکنگی والیشان از خدمت کامل مکمل حضرت مولانا درویش محمد
والیشان از کامل مکمل حضرت مولانا محمد زاهد والیشان از کامل مکمل حضرت
خواجه عبد الاحرار والیشان از کامل مکمل حضرت مولانا یعقوب چرخی
والیشان از خدمت اجل اکمل شیخ المشایخ حضرت خواجه بهاء الدین
نقشبند قدس سرهم والیشان از خدمت کامل مکمل حضرت سید کلال
والیشان از کامل مکمل حضرت خواجه بابا سماسی والیشان از خدمت
کامل مکمل حضرت خواجه شاه علی رامیتنی المشتهر بعزیزان والیشان
از حضرت کامل مکمل حضرت خواجه محمد عارف ریوگری والیشان از حضرت
کامل مکمل حضرت خواجه عبد الخالق غجدوانی والیشان از خدمت کامل مکمل
حضرت خواجه یعقوب یوسف همدانی والیشان از خدمت کامل مکمل حضرت

marfat.com
Marfat.com

شیخ ابوعلی فارمدی طوسی و ایشان از خدمت کامل مکمل حضرت
خواجه ابوالقاسم گرکانی و ایشان از خدمت کامل مکمل حضرت ابوالحسن
خرقانی و ایشان از خدمت کامل مکمل حضرت سلطان بایزید بسطامی
قدس سره و ایشان از خدمت کامل مکمل حضرت جعفر صادق رضی الله عنه
و ایشان از خدمت کامل مکمل حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر و ایشان
از خدمت کامل مکمل حضرت سلمان فارسی رضی الله عنه و ایشان از خدمت
حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی الله عنه و نیز بواسطه از خدمت حضرت
رسول مقبول صلی الله علیه و آله وسلم مکتوب دوم در سیر سلوک لطایف سته
نقشبندیه اینست بسم الله الرحمن الرحیم بدانکه شروع سلوک در طریقت
اول از ذکر خفی لطیفه قلبی است و لطیفه قلبی زیر پستان چپ دو انگشت است
در این لطیفه تکرار اسم ذات مفرد باید و هم صورت لفظی این اسم منظور
نظر در مضغه دل میکند اما بنحوی که در تکرار این اسم منظور نظر بتعین ذات
جامع کمالات بکیفی مخصوص باشد در نیمه تربیت استعداد سالک فنا
و بقا روی خواهد داد و آنچه ضروریست لذت و جمعیت در ذکری باید که پیدا
شود و حب غلبه کند بعده بنفی و اثبات بحبس دم میفرمایند و ثمره

marfat.com
Marfat.com

این نفی تعلق و نسبت و قوت ذکر قلبی نیز دست میدهد بعد ازین
ذکر لطیفه روحی بطوری که در قلب گفته میفرمایند مقام لطیفه روحی زیر
پستان راست است دو انگشت تجلیات و فنا درین مرتبه بنوعی دگر است
اگر دست دهد و الا جمعیت و لذت مطلوب است که ضروریست بعده
ذکر لطیفه سری در سینه و ذکر لطیفه خفی در پیشانی و ذکر لطیفه
اخفی در دماغ میفرمایند تجلیات و فنا این مراتب بحسب استعداد
سالک رو میدهد و انچه ضروریست در قلب و روح گفته شد چون لطایف
اسم الله نور پذیرند از امر لطایف میگویند بعده نظر جامعیت
را اخفی تا قدم در هر فرده وجود بذکر میفرمایند و چون هر ذره وجود را ذاکر
یافت این را ذکر سلطان می نامند گاهی ذکر سلطان چنان غلبه میکند
که نظر او فتد و هر چه بسمع رسیده شود و هر چه حاس و متخیله ذوق
تعلق گیرد ذکر اسم الله را از انجا خواهد یافت بعده اگر سالک مستعد
ارواح مر لطیفه بیاد و نسبت اسمی مبدل میشود بنحوی که اسم الله را
هر لطیفه ملک در کلیه خود محض بصوت نورانی و صفاتی یابد در مرتبه
یاد داشت نیز نفی و اثبات کلمه طیبه میفرمایند و اما ضرب حبس دم

marfat.com

Marfat.com

باشد یا نباشد اما نفی و اثبات بسم الله مثل یاد داشت میکنند
چون این مرتبه بحرف و صوت بعضائی و حضور نوری اسمی دست دهد ذکر جهری
تمام شد مگر بضمن ذکر روحی خصوصیت این طریقه اینست که سالک
در این مراتب تعلیمیه جذبه مرکب امور سلطیه و لاطایل نشود محض متابعت شرعیه
عقیده بعبادت مستغرق باشد و اگر در این مرتبه بسبب ظهور عجائبات
مغلوب میباکی شد این تمام را ظل ولایت خاصه گویند بعده شروع
در ذکر لیست که بجوهر روح متضمن مراتب جهری تعلق دارد الحضور اسمی است
بی لفظ و حرف در جهت و مکان و فوق و تحت چنانچه لایق جناب اوست
این را حضور اسمی یاد داشت اسمی شهود اسمی خوانند خصوصیت این طریقه
درین مرتبه تنزیه محض بحضوری کیفی مشهود محض است اگرچه در طرق دیگر
مبتلای توحید وجودی و عینیت میکرد چنانچه کلام شیخ محی الدین
این عربی قدس سره و متاخرین دیگر ازین خبر میدهد در این مرتبه تصرفات
بحسب استعداد سالک رو میدهد قطع از ما سوی الله در عین شهود مطلوب
و استغراق تمام است و تنزیه محض بعنای ذات و صفات خود بوراء
حضرت مطلق و اصل این مرتبه را تا زمانی که تنزیه دست دهد منظور نظر ما طی

marfat.com
Marfat.com

است وحصول باقی است ولایت خاصی ماند وہمین ولایت را
در اصطلاح حضرت ایشان قدس سرہ ولایت صغری میفرمایند
چون بفضل اللہ سبحانہ توجہ داشتم که از تصرفات خیال است
مفقود گشت ویقین یافت مشرف شدم بولایت اخص میفرمایند
چون در ولایت اخص توجہ معدوم نیست بلکه بسبب مجہول الکیفی
خود مفقود است لہذا کیفیات غیر معلوم است لہذا این ولایت را
ولایت مجہولہ مینوامند سالک بقدر قوت کار نفل عام موجود گشته
از سعی کار تا انجا رسانیده فضل خاص میباید تا مظہریت علم واجبی
بمراتب علم او وانکشاف حقیقت انسانی عطا فرمایند تا اطلاع بر توجہ
مخفی یافته ازین مرتبہ عروج نماید وبه توجہی حقیقی که موقوف بنظور علم حضوری
بجناب قدس وحضور علمی است مشرف گردد این زمان توجہ معدوم خواهد
وتوجہ خود را حاضر جناب بی کیف حقیقی یقین صرف خواهد یافت بعدہ
معلوم خواهد شد که این حضور من بی علم عادی من بحضور علم
واجبی است که عالم جمیع اشیاء به بی توجہی است در مراتب حقیقت
انسانی اگر بفضل اللہ سبحانہ حضور بحضور شرکت خفی مرشد کامل دست دہد

marfat.com
Marfat.com

فضل محض است والا بتعلیم مرشد بنظر باطنی عروج از مراتب تحتانیه نموده
اطلاع بر حقیقت انسانی خود خواهد یافت که این مرتبه اول این شخص در من
فرادل به بجایی محض در تبع قدم اول محمدی صلی الله علیه وآله وسلم است و اهل
این مرتبه حضوری و حضور علمی را بهره وری از کمالات ولایت انبیا خوانند و تفکر
جنابچه مظهریت صفت العلم لنکسب نصیب شده همچنین بمظهریت جمیع صفات
واجبی اجمالا یا تفصیلا تمامی صفات خود را متصف خواهد یافت و یقین لی توجهی
بحضور محض خود را و غیر خود را ذاتا و صفاتا مظهر کمالات ذاتیه واجبی باطلاق
و بکینی صرف لی شاید تشبیه خواهد یافت و نظر لو بعین حضور ذات بی کیف
بطرف مظهریت غالب خواهد آمد چون در این مرتبه غالب وصول صفات است
بس بفضل خدا اگر معلوم کردند که ذات بذات بقابلیات ذاتیه
خویش علیم است و بصیر و سمیع الی غیر ذالک و صفات همین و بالبیات
ذاتیه او نیته لدنیه یقین او ربی توجهی محض در عین ملکه و تحقیق مظهریت
مروج کرده بحضور صرف ذات جامع قابلیات ذاتیه بحقیقتنا یافت
مشرف گشت بجای علم بالله ایمان بالله حاصل شد درین وقت از
کمالات خاصه نبوت محمدی علیه وآله وسلم بهره مند خواهد شد

marfat.com
Marfat.com

واصل ذات جامع صفات خواهد بود عزیزمن سیری بکمالات
ولایت انبیا و نبوت انبیا علیهم الصلوات والسلام کنان است
که وقت و باریکی این مراتب از نسخه نکات الاسرار واضح میشود اگر
خواهند تفصیل این از انجا طلبند ذلک فضل الله یوتیه من یشاء

مکتوب سیوم در تبیین اقسام سته مرتبه سلوک و ترتیب آنها

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی خصوصاً علی نبیه محمد والہ واصحابہ
اجمعین بدان ارشدک الله تعالی چون طریقه جسنیه در طریقه نقشبندیه
اقرب الی الوصول است و سالکان را تفصیل آن ضروریست
پاره بطریق اجمال در پنج سطر ترقیم می یابد باید دانست چون طالب
صادق بتوفیق الله سبحانه متوسل بعزیزی از بزرگان این طریقه میشود اولا
او را استخاره میفرمایند و طریق استخاره اینست که بعد نماز عشا چون
وقت خفتن شود و تکلم معاش نماند وضو تازه کند بعد وضو یکبار
استغفر الله ربی من کل ذنب واتوب الیه بصدق تمام بخواند بنیت آنکه

marfat.com
Marfat.com

از جمیع تقصیرات بدنی و روحی انچه از من وجود آمده است توبه کردم
سر نو مسلمان شدم بعده برخواسته در رکعت نماز استخاره را آغاز کند
که در رکعت نماز استخاره میخوانم تا حق تعالی مرا مرتبه بعبودیت قبول خود بواسطه
حصول رضای خود محکم دارد در رکعت اول با فاتحه اینرا الکرسی یکبار
که در رکعت اول با فاتحه انا انزلناه یکبار بخواند و بخشوع تمام خود را حاضر
دیکبار در اری بردارد بعده اتمام نماز بکند و یکبار در رکوع بخواند بعده
سر بر دیکبار کلمه تحمید بخواند بعده بتمام عجز و انکسار دست برداشته دعا
بخواند بعده چون جواب غلبه کند بر زمین بخسبد و اگر معذور است اختیار
دارد بعده انچه در خواب از بشارت ظاهر شود بمرشد ظاهر کند
و اگر در روز اول بشارت نیابد تا سه روز استخاره میکرده باشد
یا انکه بعد استخاره نظر بر قلب خود کند اگر قلب خود را بعد استخاره در انعقاد
همان محکم می یابد که قبل ازین بوده همین بشارت است پس مرشد را باید که
در خلوت بتسلیم ذکر اسم الله نماید که اسم ذاتی است بهر طریق که زبان
خود را کام جنباند و نظر خیال بر قلب صنوبری انداز د و نظر ظاهری بسته دارد
قلب صنوبری زیر پستان چپ است قدری دوانگشت و نیم بسوی شکم

بطریق

marfat.com
Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com
Marfat.com

marfat.com
Marfat.com

marfat.com
Marfat.com

حق یابد این زاد راه اصلاح این طایفه توحید وجودی میگوید
واکر اغیار اکم کردد مشاهده جمال ذوالجلال وراء اغیار حاصل شود
واغیار از نظر انداخت توحید شهودی میخوانند باید دانست
که این هر دو مرتبه در ولایت خاصه که ولایت اولیاء است
رو مینماید و پیش ترین که از تجلیات غیره در سیر طالب تا یافت
اسمی پیش می آید در ظل ولایت اولیا بود اکرچه اصحاب ولایت
اصل ظل آن ولایت کمال تمام دارد اما بنوز وصول مطلوب
حقیقی کلی تلبس اغیار باشد بیشتر بیشتر میدارد آن تا تلبس
را باید که بر این تجلیات مستولی (illegible)

marfat.com
Marfat.com

marfat.com
Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

من حیث حقیقتہ نافیت حق دون حق است و در وسط ایمرتبہ
خلوصیست و اطلاع بر حقیقت خلو حقیقت عین اطلاع است بر حقیقت
مظہریت صفات خود مر صفات واجبی را در ایمرتبہ اگرچہ میداند کہ بعلم
او تعالیٰ عالم ہستم و بہ بصر او بصیر و بقدرت او تعالیٰ قادرم الی غیر ذلک
اما نہ حقیقت نسبت صفات با ذات او تعالیٰ کما حقہ این عارف را
مفصلاً و علماً ظاہر نگشتہ پس چون خواہد دانست کہ صفات او تعالیٰ
را بہ ذات نامدکہ عالم بعلم و بصیر بہ بصری غیر ذالک و نیز لفظ تعالیٰ
بذاتہ علیم است و علم قابلیت ذاتیہ ذات است و ذات بذاتہ
بصیر است بصر قابلیت ذاتیہ اوست کذالک فی جمیع الصفات فی الاطلاق
نسبت و غیریت باطلاق محض پس عالم حق است خود بخود سبحانہ و تعالیٰ
حق است سبحانہ و این عارف را بحر مظہریت تا مر ذاتیہ و صفاتیہ و کمالاتیہ
امری دیگر میست و بحر یقین صرف ایزمان بہ نہایت ایمرتبہ نرسیدہ جوید
اما اجمالاً و بتفصیل ایمرتبہ کرا نوازند ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء
برادر ہر چند نسبت خلوت زیادہ دخل دارد ایرہ این ولایت بسترواز
نمایات بروت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام چگویدکہ از کفت دلونست

marfat.com
Marfat.com

[illegible] اما انقدر دانی نمایم کہ اگرچہ ولایت انبیا
[illegible] علیہم الصلوٰۃ ہر دو در دایرہ امکانست و ہر دو از
[illegible] اما انقدر ہست کہ در ولایت وصول بحقیقہ صفات
[illegible] و در نبوت وصول بحقیقت ذات ست جل برہانہ بمقامات
[illegible] بعد یکما قال اللہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض
[illegible] الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ لقد جاءت

[illegible] مکتوب چہارم بہ برادر ان دینی در تحقیق معنی حدیث قدسی

جناب سامی القاب صدور یافت بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات

برادران دینی مطالعہ فرمایند کہ در حدیث وارد شدہ ان فی جسد
[illegible] دم لمضغۃ وفی المضغۃ قلب وفی القلب فواد وفی الفواد سر وفی
[illegible] خفی وفی الخفی اخفی والاخفی انا پیش نمیرود باید دانست کہ در اصطلاح
[illegible] کبار صوفیہ و ارباب لطایف جمیع لطیفہ یعنی نیز در سلوک داخل
[illegible] اند و اہم مطالب را بسنگی ہمان لطیفہ است با وجود اہمیت او عدم
[illegible] بہ نفسی جل شانہ بسبب دو امر است و حقیقت آن در ابتدا
[illegible] ان ہمان لطایف را در منتہا خواہد بود یا وجہی دیگر

marfat.com

Marfat.com

marfat.com
Marfat.com

برنگ سبز و نمود نفس برنگ زرد و نمود خفی برنگ سیاه و نمود اخفی
برنگ سیاه تر و این ذکر عالی بحسب تعداد هر یکی را بتجلیات خود
میسوزد که پایان ندارد و درین مرتبه وصول سالک باظهور ظلالی قا
تحقیق آن لطایف است که ظهوری ندارند مگر بتجلیات متنوعه و این
وصول را وصل ظل میگویند چون استعداد سالک را ازین مرتبه مستعد
دیدی گردانند بی تکلف حرف نظر باطنی ناظر و متوجه ذات سبحانه
و این طریقه حسنیه نقشبندیه را اینجا باید دید که کرد طرق دیگر این
همه مکوکیت نسبت بنسبه سالک را تعلیم میفرمایند حتی که عمرها درین
تعب میگذرند الا من رحم ربی بمحض رحمت خاصه بملک وصل نسبتی را غایت
مرتب وصول می فهمند و میگویند که التجلی من الذات لا یکون الا بصورت
المتجلی له و المتجلی لها سوی صورته فی مرات الحق و ما الحق و لا یمکن ان
یحاط و لا تطلع و لا تتعب فی آن تترقی من هذا الدرج من التجلی الذاتی کویا
این حرف را غنیمت شمرده بحذف زیاده ناشایست فرموده اند حضرت ایشان
قدست سرهم درحق ایشان میفرمایند که ما آواره شده کان اگر طلب
مولیا

marfat.com
Marfat.com

marfat.com
Marfat.com

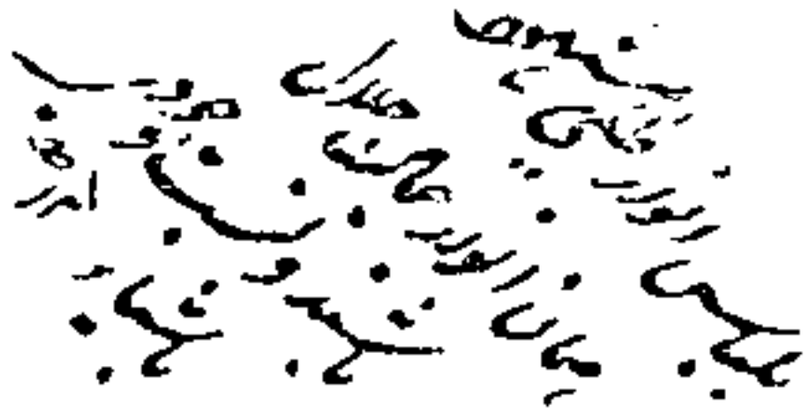

باشیا چون ظلی بود از میان برخیزد و اصل را بیاس ظل نمایند و این
نمود نفس لطیفه قلبی را نظر قلبی خواهد بود و چون روح را هم ذره از وجود
هر موجودی و هر روحی که بشد احاطه و معیت اتصالی است و انفکاک
ندارد و در نیولا شهود این شاهد بیحجابی همین انوار روحی خواهد بود
اگرچه این شهود از انوار جمال و جلال بوسائط کثیره بهره وصول مینماید
و همین وجه در دائره ولایتی داخل است اما فصل متلبس است و از نعمت
بیحجابی خالی و مفلس است اگر بیحجاب است از انوار روحیت که آن انوار
اتصال باجزای جسدی که زنده شده اند و خود را بهر جزوی نموده اند اگرچه
وصل اول بوسیله الفاظ و وصل ثانی یعنی وصل بوسیله الفاظ هر دو وصل
متلبس اند اما در نیولا یک پایه ظلیت ظلمانی را گذاشته بلباس نوری
رسیده رو بترقی آورده زیرا که در اول ناظر مطلقه بود به بصر خیالی و منظور
او انوار قلبی و در نیولا ناظر قلب و منظور او انوار روحی چون انوار قلبی باصباغ
ظلمات قالبی مصبوغ اند و انوار روحی از این اصباغ دور در هر دو وصل
تفاوت صریح پیدا است در اینجا باید فهمید معنی فی المضغة قلب و فی القلب
فؤاد که شعر بترقی سالک است الی اما و این حصول کمالات در ولایته

marfat.com

Marfat.com

خاصه است اگر بفضل لاریبی بحر غیبی مدد فرمایند و از توحید وجودی
بتوحید شهودی رسانند یعنی بی نظر باشیا ناظر و مشاهد سازند و متوجه
انوار ذاتیه گردانند در اینجا متوجه لطیفه روحی است و متوجه الیه انوار لطیفه
سری خواهد بود و فی الفواد سر باینمعنی تواند بود و تفاوت در نورانیت
روحی و سری با یکدیگر است اگرچه روح از انضباغ ظلمات قالبی بسبب
برخیت انوار قلبی کمابیش حامل انضباغ را بخود تجویز نموده اند و این
انضباغ را بطرف روح راه نداده اند فارغ و مصفاست اما بسبب مناسبتی
که برخ دارد از مرتبه فوقانیه خود دنوی تقاربی دارد اگرچه مجهول الکیف
باشد اگرچه این وصل نیز داخل دایره وصل متلاشی است اما هر دو مرتبه
را قبل ازین ذکر یافته لباس ظلمانی و جسمانی داشتند و این مرتبه از ان
تلبس گذشته بلباس لطافت خیالی ملبوس گردیده و صاحب این مرتبه دیده انچه
دیده عزیز من هر دو مرتبه سابق ظل این ولایت بوده اند و این مرتبه را
دار اصطلاح حضرت نوری قدس سره العزیز ولایت خاصه نامند
محققین و محقق دیگر ولایت صغرا خوانند و اکثر اکابر صوفیه در نیمرتبه سکونت
داشته اند تا کار آورده باشند بعد ازین اگر از حجب لباس عجایبی برند

marfat.com
Marfat.com

صاحب وصل عریان و صاحب اجتبا خواهد بود این هر دو مرتبه است اگر
درین شهود مابین بود اثبیت مطلوب است صاحب اجتبا با مزاج
جذبه است یعنی مربی اینکس سلم الهادی است با مزاج تربیت سلم
الدلیل اینجا ناظر لطیفه سریست و منظور لطیفه خفی است و فی السر خفی را باین
تحقیق باید فهمید والا از مزاج رسته است صاحب اجتبا خالص شده
اگرچه نور اجتبا ظلی است درینوقت رائی قابلیت خفی و مربی نور او
اخفی است و فی الخفی اخفی درینولا هویدا است و این ولایت را ولایت
اخص نزد حضرت جیو نامند و دیگر اکابر ولایت علیا میفرمایند و نیز
درین مرتبه توجه و متوجه در رنگ متوجه الیه بچون مینماید پس صاحب اینمرتبه اگرچه
از محبت فارغ شده زیرا که درمیان اخفی و انا واسطه دیگر نیست که حجابی
تواند شد اما با وجود معیت لطیفه اخفی با ذات پاک کبریا از ان مرادات
چون منظور این سالک نور اخفی است اگرچه بهره بیحابی از ذات پاک دارد
توجه این سالک باقی است اگرچه توجه مجهول الکیف و معدوم نما باشد
ازینجاست که کیفیت معلوم غیر معلوم است بلکه معلوم کران معلوم است
و این حیثیت را جیو حیثیت مجهوله میخوانند لان اهل جاهل عین حقیقت المطلوب

marfat.com

Marfat.com

واین جمل ہزاران ہزار ترقیات از علم سابق دارد بعد ازین اگر نوازند
ناظر اخفی و منظور ذات الہ چنانچہ فی الاخفا ما شعر ایمعنی است اینجا
بوئی از توجہ باقی نیست واین ہر دو مرتبہ است اگر بجای توجہ بعلم باللہ
حاضر است صاحب کمالات ولایتہ انبیا است علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ
والسلام واگر بایمان باللہ بجای علم باللہ ناظر است از اصل کمالات
نبوت انبیا بہرہ ورست علیہم التسلیمات والصلوٰۃ این کار دولت است
کنون تا کرا رسد دو مرتبہ اخیرہ را باشارت ذکر کردم رسندہ خواہد فہمید والا
برای مقلد اجمال کافی است حرفی بس است السلام علیکم وعلی من لدیکم
مکتوب نجیب در جواب سید عبد الرشید جہانی ابادی بسم اللہ الذی
لاشریک لہ ولا تنازع ولا تخالف فی صفاتہ ولا صفۃ من صفاتہ فخلہ صفۃ
اخری الحمد للہ الذی جعل عبد الرشید بعضد المجید مشرحا لابواب المکتوبات
بالمعانی والاشارات فنشرع ایضاً فی متابعۃ العظام فی تفصیل الامر الذی
ہو اہم المہام ونکتب قبل مودیا فی الکلام مجتنباً من الاطالۃ تعظیم
شان اللہ العلام سبحانہ من لا ضد لہ ولا ند لہ حقہ من صفاتہ لصفتہ
الاجزی والکان صفۃ الجمال والجلال لان التضاد والتخالف فی ہذہ المرتبہ

marfat.com
Marfat.com

مقتضی الی النقصان ولا نقصان ثم بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات
والتسلیمات بعرض سیدی مکرمی مشفقی میرساند بنده فقیر حقیر پر تقصیر
عبدالنبی بورود نوازشنامه گرامی احقر ذره وار سر بلند گشت و آنچه از
معانی و اشارات مرقوم قلم عطوفت رقم بود از مطالعه آن شرح صدر
حاصل گشت الحمد لله والمنت که این حاجز را بلطف کمال نصایح و هدایا
رهنمونی فرمودند شکر آن چه بیان نماید که در بیان قلم نیاید لطیفه
انیقه مرقوم رقم گرامی داخت فردوس برازخور و قصور امانی یافت
الحق بجا است استعداد مایان را در نیمرتبه تربیت بخشیده و فرصه ساخته الفت
پیدا آورد که نظر از خور و قصور برداشته توجه الی جنة لیس فیها خور ولا قصور
بتجلی ربنا ضاحکا نماید کما قال النبی صلی الله علیه وسلم ان الله جنة لیس
فیها خور ولا قصور بتجلی ربنا ضاحکا ای راضیا و مراد اینجا لازم
است نه صورت ضحک که آن خطا است چون مرتبه اول که بخور و قصور را
ازان تعبیر فرمت وصل متلبس است و استعداد عالی را بان تسلی نه لاته
وصول الحجاب والحجاب غیر المحبوب ما دانق از مولا جل شانه انکه ازان
قطع کنا نیده توجه بیجابی بخشد لانه تعالی وراء الوراء ثم وراء الوراء

marfat.com

Marfat.com

واین وصل را وصل عریان می نامند و درین مرتبه نیز اگرچه جمعیت تلبیس خارجی
منقطع میشود اما هنوز توجه که افوالمحب است باقیست و این ترمیت هردو
مرتبه وصول بظهور اسم الدلیل است و ثمره ان ظهور علم لدنی ظلی است
و هدد کننده اینجا جذبه است پس لازم بر اصفیاء آن پرجوهن آگه سجانه
ان یظهر فی اسرارنا ظهور العلم الذی الاصلی بظهور الاسم الهادی
لیقطع ببطوانه نفس التوجه بل نیعدم فاعلم ان الوصول الذی یسمی
بالوصل المتلبس فهو فی الابتدای و وسط الولایة الخلاصة و تسمی
هذه الولایة عند البعض بالولایة الصغری و ایضا بولایة الاولیاء و الوصل
الذی کتبه باسم العریان فهو فی نهایت هذه المنتهی یحصل فی الاول
توحید الوجودی و فی الثانی توحید الشهودی هذا غایة الوصل الظلی
و تصرف الخیال و لیس الوصل الظلی بعیده و خلل بل بعد باتین المرتبتین
ینقطع الوصل و یظهر الفصل منه و یسمی هذه الولایة بالاخص و بولایة
ملا الاعلی و عند بعض المشایخ رحمهم الله تقررت بولایت العلیا
ثم و ان کان ینقطع فیها التوجه لکن لا ینعدم وجوده بل یتشبث بین
الوجوده العدم فیلزم علی العبد الترقی ان یطلب من مولاه رفع هذا الاشتباه

marfat.com
Marfat.com

وهذا موقوف على العدام التوجه وهذا العدام يوجد بعد ظهور العلم الدني
الاصلي بفيض الله القوي الموصوف بالصفات الكاملة الازلية
القديمة الذي لا يطلع على نفس ذاته وصفاته الا من خصه الله سبحانه
بظهور العلم الاصلي اللدني وليس في هذا الوصل تمة الحجب ولا بعد ولا مسافة
وفي غيره هذا ه الاشياء محققة جلية كانت او خفية اعلم ان هذه المرتبة
الاخيرة العالية المسماة بخلو المتخيلة وتخليص السري مع انقطاع الحجب
والبعد والاضافة والاشارة الى المطلوب على ثلث مراتب
في ابتدائها مرتبة علم الحضوري وفي وسطها مرتبة حضور العلم وفي انتهائها
مرتبة حضور في الحضور لا يطلع عليه احد من اهل القبور الذين هم محظوظون
في وصل المتلبس بالحور والقصور وتحقيق هذه النكتة غاية التحقيقات
واغمض الغوامض لا يسع هذا القرطاس لشرحه فنقتصر بالاجمال ونسمي هذه الولاية
بولاية خاتم الخواتن لشد الصادين وايضا بولايت الانبياء العظام
عليهم الصلوة والتسليمات وعند البعض بولايت الكبرى وبعد هذا مرتبة
ثبوت الانبياء الكرام وليس الفرق بين هاتين المرتبين الا التفصيل
والاجمال لان في الاولى الوصل الاصلي العلمي بالصفات الحقيقة القديمة

marfat.com

Marfat.com

بالتفصیل وفی الثانی العروج من العلم الی الایقان الاصلی والایمان
وهذا الاجمال الغیبی بوصول الذات جامع الکمالات بالاجمال بحر عظیم مترضمن التفاصیل
ولایقاس هذا الاجمال والتفصیل علی التفصیل والاجمال الذین کانا فی المراتب
التحتانیة لان ثمة تشبیه وتحبب وتلبس وغلط وهاتین المرتین اعنی مرتبة
ولایة الانبیاء ونبوتهم بانفسهما مختصة بهم ممکن قدر الله تعالی فی التقدیر
ظهور کمالاتهما علی سرایر بعض اولیائه الذین شرفهم الله تعالی بشرف
متابعتهم کمالا واصالة لاظلا وتشبیها بمحض فضل العظیم ذالک
فضل الله یؤتیه من یشاء معرض این کار دولت کیست تا کرا رسد
درین هر دو مرتبه عالیه اخیره بوی اجتبا وجذبه محض انابت واجتبا
واصطفا است کما لایخفی علی اهله مکتوب ششم در تحقیق حدیث قدسی
حدیث قدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لأعرف
سبحانه باجمیع صفات وشئونات بامقتضیا تها واحد حقیقی است
ودرعین وحدت صرف جمیع مراتب صفات وشئونات بامقتضیات
انیها باحکام وتفصیل معلوم ومحقق اوست جل شانه واز دیدن انیها
در مراتب ظهور تقیدی غبار کامل دارد چنانچه عزیزی متعرض شده

marfat.com
Marfat.com

ہر شان و صفت کہ ہستی حق دارد در خود ہمہ معلوم و محقق دارد در من
مقیدت محتاج بگونیش از وجود آن غنا مطلق دارد پس در کنت کنزا
مخفیا کہ ذکر خفا رفتہ این خفا عرفانیت اما وجود غنا مطلق ذاتیہ
و صفاتیہ ظہور مقتضیات و ملزومات صفات محبوب انجناب آمد کما قال فا
ان اعرف وجود مرتبہ وحدت حقیقی جامع جمیع مراتب صفات و ملزومات
در مرتبہ غیب حقیقی بجامعیت ظاہریت و مقتضای حبت انجناب ظہور
در مرتبہ جامع ملزومات صفات کہ غیب الغیب نسبی است اولا اجمالا
در مرتبہ شہود اول و ثانیا در مرتبہ تفصیل کما قال فخلقت الخلق لاعرف
پس محکمیت بالذات مرتبہ جامع غیب الغیب را بجامعیت شہود شہود نمود
چون لا حدیت حقیقی با جمیع صفات و ما تحتہا از لا ظاہر و
شہود است در عین شہودیت تقیدی حدوثی اینہا بعض
بظہور اطلاقی ظاہر کما قیل کان اللہ ولم یکن معہ شیء الان کما کان
ای کما کان ظاہرا اولا بلا قید فالان ایضا ظاہر بظہور الغیبی الاطلاقی
بلا ہویۃ و اتصال و تقید و انفصال فصاحب البصیرۃ بنظر فی عین
نظرہ علی ظہور الغیبی الاطلاقی الی ظہور الکونی التقیدی ولا حجاب

marfat.com
Marfat.com

اینمرتبه مشهوده اولیه را مشهود اول نامند و اینمرتبه مشهوده
اولیه را مشهود اول نامند و اینمرتبه مشهود اول در ضمن ظهور ذات جامعه
اسماء و صفات حقیقی ظهور جسم و صفت و مظروفات اینها را
شمولی دارد چه حقایق انسان و ملائکه و چه سموات و ارضین و ما فیهما
و چون انوار صفت انسان در مرتبه مشهود اول و جمیع انوار اصناف دیگر افضل
و انور حضرات انبیاء در جمیع انوار انسان متبوع و علی و نور حضرت ختمی در
کائنات و خلاصه موجودات بحکم لولاک لما اظهرت الربوبیت در جمیع
انبیا علی نبینا و علیهم الصلوة و السلام افضل و کامل و متبوع تر و هویدا است
که متبوع در مرتبه مشهود اول که نور انحضرت است منظر جامع متبوع مرتبه اول
غیب مطلق و لامعدلت حقیقی است و چون وحدت حقیقی با جمیع صفات
ذاتیه ظاهره و موجود خارجیست و ملزومات صفات کل غیب الغیب اند
و این مرتبه خفا و اندراج ذاتی دارند پس منظر جامع متبوع اول که نور محمدیست
و این مرتبه مشهود اول که ظاهر موجود خارجی آمد و دیگر جمیع مراتب مشهوده
اینمرتبه مشهود اول مخفی و مندرج پس محقق شد که از مرتبه مشهود اول
جملگی از نور محمدی میخوانیم زیبا است و چون حقیقت جامعیت مرتبه مشهود

marfat.com
Marfat.com

اول کہ نور محمدیست در بیان آمد بفضل اللہ سبحانہ ظہور مراتب مفصلہ او را
در بیان باید آورد و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا من نور اللہ والعالم
من نوری اگرچہ بحکمہ بالغہ در ضمن نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کہ از انہا بود
اول منفرما یند انوار مقتضیات حسن اسماء و صفات را اجمالا مخلوق
فرمود و نور ہر فردی را مقتضی ظہور در روحانی و جسمانی نمود اما چون مقصود
از تین آفرینش ظہور معرفت او تعالی بود کما قال سبحانہ لاعرف و ظہور
معرفت بی ظہور نور معرفت بی ظہور نور ہر فردی در خارج بہ تمیزی از
دیگری روحا و جسدا از مرتبہ اجمال حاصل نمیشد و ظہور تمیزی ہر ہمہ
توابع بی ظہور اولیہ متبوع خود کہ نور حضرت است موقوف لیس از نور حضرت
کہ جامع دو قابلیت بود یعنی قابلیتی مقتضی ظہور روحانی و قابلیتی دیگر
مقتضی ظہور جسمانی اولا بحسب اقتضای قابلیتی کہ مقتضای ظہور روحانیت
روح اعظم انسان را صلی اللہ علیہ وسلم بجامعیت ضمنی جمیع ارواح
در مرتبہ خارج پیدا آورد و جمیع ارواح انسانیا را بتفصیل مراتب بقیت
بعض و سبوقیت بعض دیگر بہ تمیز نام ہر یکی از دیگر از روح اعظم کہ ام الارواح
است ظاہر نمود و از کتم خفا ہائی دادہ نیا بحسب اقتضای قابلیت ثانیہ

marfat.com
Marfat.com

نو حضرت کہ مقتضی ظہور جسمانی ایشان است صلی اللہ علیہ وسلم جسد مبارک
اصلی ایشان را کہ اصل جمیع مراتب عنصر مجمل است فوق عرش مخلوق فرمود
از انجا مرتبہ عنصر مجمل را تحت عرش موجود ساخت و از آنجا بمرتبہ کرسی
با بیست عناصر مفصل را تحت آسمان دنیا مہیا نمود و آن مجموع عناصر را
معدن اجسام منفصلہ گردانید و العالم من نوری بایں معنی است اما با وجود
کثرت متمیزہ ارواح و عناصر مقصود اصلی کہ معرفت است ہنوز میسر
چنانچہ قول حضرت خواجہ بزرگ است قدس سرہ کہ روح در بدو خلقت
خود حق را شناختہ است اما بیگانگی نمی شناخت زیرا کہ شناخت
از شہود خیزد و شہود منافی وجود است از اینجا است کہ حق سبحانہ با وجود
لطافت چون پندارد وجود خود دارد و نشناسد ناسوار موقوف بر تعلق بہ بدن
است از جہت حصول مقصود اصلی کہ از خلقت او ست برای رضاء مولا
جل شانہ دخول جسد خاکی را اختیار نمود اما چون خلاصی از ظلمت جسدی
ظہور متبوع صلی اللہ علیہ وسلم میسر آید سجانہ علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات
کہ ہر مقدمات ظہور حضرت سرور کائنات اند بترتیب مراتب سابقیت و مسبوقیت
مدہر است ظاہر شود بمرکت صحبت ایشان بحسب استعداد خود با بعضی از انبیا

marfat.com
Marfat.com

علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کمال سیدہ حصول معرفت
نمود اما چون حصول معرفت تابعہ مقتبس از نور متبوع خود است بحسب شان
متبوعان خود ہا اہالی ہر امت نصیبی از معرفت پیدا کردند و معرفت اکمل
کہ موقوف بر ظہور جامعیت حضرت سرور کائنات بود صلی اللہ علیہ وسلم
بعد ظہور اظہر حضرت سرور کائنات باین امت بحسب استعداد ہر یک نصیبی میشود
و تا قیامت ہمیشہ است کہ ختم کمال معرفت کہ محبوب ازلی است بر ختم این امت
ختم کردہ اند ازینجاست کہ حضرت قرآن ناسخ کتب سابقہ آمد و خود محفوظ
از نسخ ماند اللہم یسر لی المعرفۃ بحسب شان نبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام واجعل
خاتمنا علی الایمان والاسلام یا ایہا الذین صلوا صلوا کثیرہ علی نبینا
کما یلیق بجنابہ مکتوب مفہم در تحقیق بعضی سوال از شیخ سعید ساکن تہارہ
تحمدہ ونصلی علی النبی الکریم حقایق و معارف پناہ فضیلت و کمالات مسکنا
حضرت شاہ عبد النبی جیو سلمہ اللہ تعالیٰ ہمواره بر سند فقر متمکن بودہ فیض
بخش جہانیان باشند از فقیر محمد سعید بعد سلام سنت الاسلام مستفید میگردد
انکہ اوصاف بندگی و کمالات الٰہی و معارف آگاہ از زبانی بعضی مردمان
استماع یافتہ از بموجب اشتیاق ملاقات فایض البرکات از حد افزون است

marfat.com
Marfat.com

الله تعالی سببی سازد که حجاب مفارقت و پرده مهاجرت از میان رفع شود دیدار دیدار
حضور برسر در سیر کرد و فانا بعد نجدت شریف مستدعی شود که جواب چند
سوال از ضمیر فیض تاثیر حاصل نموده عنایت شود که تسلی خاطر این فقیر گردد اول
هر دو یشان عالم ناسوت میگویند فاما حقیقتش از کسی مفصل نشده که ابتدایش
چیست و نهایت چه که رطالب میکشاید دوم کیفیت ذکر روح که فرموده اند ذکر
اللسان التعلقه و ذکر القلب وسیله و ذکر الروح راحته که مقامش کجاست و چه ذکر
میشود سیوم درویشان میگویند که یکمرتبه الیست که زعاشق ماند و نه معشوق آن
کدام مرتبه الیست و هر دو چگونه محو شوند چهارم حضرت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم
فرموده اند رایت ربی فی لیلة المعراج علی صورة الامرد دیگر هم فرموده اند رایت
ربی فی لیلة المعراج علی صورت الشاب امرد و زن چه معنی دارد ترحم کرده از راه
مهربانی باحضور معانی در جناب قدسی القاب رجوع نموده جواب باصواب عنایت
نمایند والسلام مکتوب هشتم در جواب سید محمد سعید در تحقیق اسوله مذکوره
بسم الله الرحمن الرحیم الحفظ والکبار کلما خطر ببالک فهو الله تعالی وراء ذالک
فاذا علمت هذا فافهم ان کلما یخطر ببالک فهو من عالم الناسوت فاذا حصل لک
الخلوص هذا و تحقق لک التخلیص السری و خلو المتجید عما سواه فاذا المرتبا

marfat.com
Marfat.com

شانه فظهر من هذا التحقيق ان من ابتلي في الناسوت والكان غلب عليه
النسيان من حيث انه البني العاشق والمعشوق بعد التعلق بنقطة الوحدة نسي
زعمه برفع الكثرة حتى العلم الذي كان ممتازا بين الامرين فهو محجوب عن حقيقت
المطلوب فوجب لهذا السالك المتوسط التجاء الترقي فمن هذا المقام الى الله
سبحانه ليكون مؤمنا حقيقيا واصلا بالرب الحقيقي تعالى شانه فليعلم ان
هذا المقام الناسوت الذي وقع تحقيقي في المصدر الكلام كل ذلك من كمال
القلب الذي ذكر تحت مقام الروح وكلما حصل في مقام القلب بهذا المعنى وسوسة
وخواطر فلا يليق للسالك ان يستغرقه فاذا ترقى من هذا ودخل بكمال الروح
فليس هذا الا رب ومن هذا مقام الراحة بعد قطع المسافة البعيدة الزمنية
فليعلم ان في مقام الناسوت تكون للسالك المتوسط التجليات الصورية
بعض الاوقات في صورت الانثى ذكرا كان او انثى وفي آخر بصورت
الفرس وغير ذلك من انواع الناسوت والناسوت مشتق من الانس المستعمل
وشرفه في هذه المرتبة الناسوتية واذا كان شان الانبياء فوق هذه
المرتبة المتخيلة المتصورة فكيف يطلق في شانهم الوصول بجناب ربهم
بلباس هذه الصور فوجب علينا ان نبين اسم الرب الذي وقع في الحد

marfat.com

Marfat.com

یعلیکم یا بنی جبرئیل علیہ السلام کما قال تعالیٰ فی الکلام المجید حکایۃ عن
یوسف علی نبینا و علیہ السلام انہ ربی احسن مثوای و فسر بعض المفسرین
بالعزیز و غایۃ التحقیق فی مثل ہذا المقام ان یقال ان ہذا الالفاظ من المتشابہات
فنؤمن بہ و لا نشتغل بتاویلہ فحب بکثرت نہم از جوامع کمالات ظاہری و باطنی
و معرفت بعلیم الہیہ قدس سرہ و در تحقیق خلقت عالم
قل الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی من بعد از فقیر علیم الرحمن نماند
کہ در میان اقوال مجتہدین عظام و صوفیہ کرام در وقت عالم صورت تعارض
ظاہر مینماید از جہت انکہ مجتہدان عظام پیدا زعالم بر عدم میدانند و صوفیہ کرام از
قدم پیدا زہر یک از حق عزوجل تا بید نفس و حدیث کنت کنزا آمدہ و ہر دو عزیزان
معتقد اند و این ہا وجود تعارض قبول ہر دو قول محال نزد قبول کردن قول
واحد انکار قول دیگر لا محالہ لازم مگر محققی از جہت تطابق قولین خلقت عالم
از نور خاص صفات سبعہ کہ مخلوط بعدم و وجود اند دانند معقول از جہت انکہ
چون مبدء کن عدم و وجود صفات سبعہ قایم اند تطابق ہر یک از ہر دو قول
ہر دو بدین کن و کون ثابت شکستہ وجود واجب الوجود چنانچہ وجود ذاتی با صفات
حق سبحانہ و تعالیٰ و عدم ممتنع الوجود مثل ترکیب با یکدیگر میان ہر دو

marfat.com
Marfat.com

برزخ از عدم ممکن الوجود و وجود ممکن العدم دانند و خلقت عالم از عدم
ممکن الوجود محال ندانند چنانچه از وجود ممکن العدم عدمیت آن محال ندارند
و صفات سلبی مثل لیس کمثله شی ولم یلد ولم یولد الی اخره ولا غیر
وغیر ذالک کذالک و وجود صفات مذکور که مخلوط بعدم و وجود است
غیر نورند انند چنانچه حضرت جیو قدس سره فرموده رجایی نور است و وجود
عین نور است وجود ظاهر علمی بمقتضیات وجود وجهی مخفی که بود حیث
العرفان ظاهر شده باظهور عرفان نشهود ایضاً مخفی نماند نزد محققین
از ذات و صفات هیچ مدرک نشود چنانچه قول حضرت ابابکر رضی الله تعالی عنه
بر این دال که العجز عن درک الادراک ادراک و اینمرتبه را علم الیقین و علم
حضوری میدانند و چون از اینمرتبه عروج میکند علم مذکور را علم حق سبحانه
دانسته خود را باین علم حاضر می یابد این مرتبه را عین الیقین و حضوری علمی دانند
چون از اینمرتبه نیز عروج میفرماید این علم را عین ذات حق سبحانه تعالی دانند
و معنی صفات لا هو لا غیره و لا عینه در اینجا مکشوف میشود و اینمرتبه را حق الیقین
و حضوری در حضور مینامند و نیز چون نزد بزرگان صفات الی لا عینه
ولا غیره مقرر صفات با ذات در مرتبه واحد واجب الوجود غیر ندانند

marfat.com
Marfat.com

وچون حق سبحانہ خود بخود قایم وقیام صفات الہیہ بآن ذات دایم قایم
باین وجہ ہین نہ اند وہمین نسبت لاغیرہ ولاغیرہ میان جمیع صفات
متقرر داند پس میان صفات صلبی من لاوجہ ومقرر ثبوتی ہمین
دانستہ از صفات ثبوتی غریب آن صفات سلبی من وجہ مقرر
بندارند وہر یک صفات ثبوتی وسلبی مدرتبہ ذاتی من وجہ بغیریت
پندارد وممکن الوجود کہ از نور سلبی کہ مخلوط بعدم و وجود امد بہر دو وجہ
وبغیریت مخلوق یعنی در مرتبہ واجب الوجود ومدرتبہ قیام کہ خود بخود
قیام باشد شریک بخلاف صفات الہیہ سبحانہ اگرچہ خود بخود قایم نیستند اما در مرتبہ
واجب الوجود شریک پس مقرر شد کہ ممکن الوجود بہر دو وجہ غیر ذات وصفات
می باشد وانہا کہ من کل الوجوہ بغیریت با من وجہ بغیریت قایل بخطا
صریح منسوب والله اعلم کما ہی الامور فی نفسہا ہو اللہ الہادی چون
نور صفات سلبی مخلوط بعدم و وجود بسی از محققان عظام وصوفیہ کرام
خلقت عالم را بہر یک عدم و وجود ضمنا قایل چون ذات واجب با صفات
ثبوتی ہر دو ثبوتی اند از ینجہ صفات ثبوتی با ذات اقرب باین سبب
از ذات بدیم صفات ثبوتی سببی در مرتبہ مفعولیہ ومخلوقیہ ممکنات

marfat.com
Marfat.com

فاعل خالق بخلاف صفات سلبی که قرب صفات سلبی با ذات ممکن
که هر دو مخلوط بعدم و وجود امد اظهر لهذا ذات ممکن مفعول و مخلوق
خاص نور صفات سلبی ثابت عطیه نور صفات سلبی که مخلوط بعدم
و وجود است هر یک از ان عدم و وجود بنسبت لاحیثه ولا غیره مقرر
عطیه من کل الوجوه غیریت مرتبه ممکن از مرتبه نور صفات سلبی که از ان نور مخلوق
است مقرر مثل غیریت اصوات کلمات متکلم که انا فانا بعدم و وجود اند
از متکلم و کلام نسبت ان اصوات با جمل سبعی قدیم عطیه واضح تر انکه خالق
قبل تخلیق خلایق و وقت تخلیق و بعد ان باقی و من کل الوجوه ان خلایق
بلا عیبت یا غیریت آن خالق انا فانا حادث و هالک و فانی بعین
متکلم قبل تکلم کلمات و وقت تکلم و بعد ان ثابت و من کل الوجوه ان
کلمات بلا عیبت و یا غیرت آن متکلم انا فانا حادث و هالک و فانی
نیز کما دل قوله تعالی کُلُّ شَیْءٍ هالک الا وجهه کل من علیها فان از جهة انکه
هالک و فانی که هر دو اسم اند بر استمرار دوام معنی هلاکت و فنا
بلا تقید زمان زوال مکتوب و هم منفی سبحانی سید علیم الله که خلیفه حضرت
پیر دستگیر هستند در تحقیق انکه خلقت عالم از عدم است یا از نور و بیان انکه

marfat.com

Marfat.com

خلقت عالم منسوب بصفات الحمد بعد اولا و آخرا ظاهرا و باطنا کمترین خادمان آستان
سیادت نشان حضرت میر انجیو بعد از تسلیمات خادمانه بیارمندانه
معروض خمیده اردا که چه پیش ازین هم اشتیاق ملازمت شریفه بود اما بعد
زیارت اوراق چند که آن حضرت در تحقیق خلقت خلق نوشته اند بسیار
از حضرت رب العزت بتوسط کشش انجناب درخواهم که بخدمت شریف
مستفید گردم لیکن چون موقوف بر وقت است شبهات چند که بعد
مطالعه اوراق شریفه برین فقیر پیدا شده اند بخدمت شریف اظهار نمایم
امید که بتفصیل آن مرقوم فرمایند معلوم شریف است که حقایق اشیا نزد
محققین عبارت از متعلقات صفات سبعه است چنانچه متعلق علم
معلومات و متعلق قدرت مقدورات و متعلق ارادت مرادات
علی هذا القیاس بنظر این صفات با متعلقات خود از لا واقع و وجود
اشیا عبارت از متعلقات صفات فعلیت چنانچه خالقیت و رازقیت
وغیرها و ازین معارفی که انحضرت مرقوم فرموده اند ظاهر است که تخلیق
عالم از صفات سلبی است که مخلوط بوجود و عدم اند و نیز مندرج فرموده اند
که صفات ثبوتی اوسبحانه اند و صفات سلبی قرینگی در اینجا

marfat.com
Marfat.com

سوالی چند وارد میشوند اول انکه هرگاه اختیار انحصرت موخلاف
طریقه سنت نباشد پس اختیار این اطلاق که صفات سلبی مخلوط بوجود
و عدم انداز برای چیست و از کجاست دلو فرضاً بطریق رخصت مسلم
داشته شود و نیز عجب است که چون مقرر است که صفات او سبحانه در مرتبه
وجوب موجود اند و عدم لاشئی محض پس اختلاط عدم بصفات وجودی
چه صورت بندد چرا که این همه از مرتبه امکان و اعتبارات است دوم انکه
چنانچه معیت ذات با صفات مشابهت همچنان معیت صفات با جمیع
ممکنات هیچ یکی را از اینها قرب و اقربیت نسبت بدیگری چه نوع
باید گفت چرا که مطلق اند و نیز لازم می آید که در مخلوقات جز صفات
سلبی صفات ثبوتی موجود نباشد چنانچه سمع و بصر و علم و قدرت
و غیرها و لو فرضاً این هم مسلم داشته شود باید که صفات مخلوق ام الصفات
صفات سلبی باشند دیگر همه صفات در تبع ایشان چرا که هرگاه ظهور صفات
سلبی بر ظهور همه صفات مقدم باشد باید که سبب آن تقدیم بر همه ظهورات
غیر خود متبوعیت داشته باشد حال انکه مقرر و ملتزم است که ام الصفات
صفات سبع اند چه در مرتبه وجوب وجود و چه در مرتبه امکان چرا که اطلاق متبوعیت

marfat.com
Marfat.com

وتابعیت بر صفات واجبی بجب نقل کردن بر متعلقات ایشان است
نه نفس ایشان چراکه همه قابلیات ذات واحد اند و هیچ یکی را من حیث
انفسها غالب و مغلوب نمیتوان گفت زیراکه این همه موجب ادراک ذات را
مایان را دران مرتبه مدخلی نیست سیوم انکه صفات سلبی چنانچه لیس کمثله
شئ و لم یلد و لم یولد مباینتًا رافع نقصان اند از ذات و مانع وجود
و صفات ثبوتی چنانچه علم الغیب والشهادة والخالق والبارئ
المصور
والمقتدر مقتضای مخلوقیت جملًا اگرچه ایشان نیز رافع نقصان و مانع
وجود شریک از خفایش یا نمینی او بیان مینماید که ثبوت خلقت عالم
از نور صفات ثبوتی گفته شود هم من حیث حقیقت کارًا یا جمیعًا وجوه
واعتبارات بیشمار که موجود شود معلوم علم و مقدر قدرة و مراد ارادت
اطلاقا بوده است مقتضی موجودیت مشهوده در مرتبه اعتبار برا وقات
موقوته ازلی و این توقیت وقت نیز از معلومات و مقدورات است
وکنت کنزا مخفیًا بحسب این مرتبه است و هم منبعث صورت کی خلقت عالم
با جمیع حیثیات تقییدی چه منبعث مظهریت و چه من حیث مظهریة
و مظهریت نسبت بیکدیگر بحسب مقدور و مراد ازلی برا وقات مقرره

marfat.com
Marfat.com

بظهور خالقیت کامله و مقصوریت شامله موجود و متصور شده و میشود
و خواهد شد الی ابدالابدین فخلقت الخلق الاعرف میخیت این درجات
و نیز مراد انکه تعارض از قولین یعنی قول مجتهدین عظام و قول صوفیه کرام
برخیزد حاصل میشود چراکه برای موجودیت ظاهر شدن عدم ممکن الوجود
نوری درکار است که آن نور ازلی ابدی باشد و آن نور صفات ذاتیه
که ازلا کمالات آن انوار مقتضی موجودیت مشهوده و مقیده اعتبار
به عالم هستند که بیرون از مراتب تقیدی حدوثی قدمکانی ندارد الا
در مرتبه عدم و تا زمانیکه آن زمان و اوقات مقرره ازلی بوجود نیاید
با هیچ ذره از ذرات عالم صفات خالقیت و مقصوریت و غیرها من حیث
ان ظهور تعلق نه پذیرد و هیچ شیی از عدم بوجود نیاید پس من حیث حیثیت
تقیدی حدوثی موجودی صوری عالم که بسبب این خصوصیات عالم نام یافته
از عدم صرف نباشد و من حیث معلومیت و معقودیت و مرادیت از ازل مطلقه
از نور بسیط هیچ تعارض باقی نماند و انکه الحضرت فرموده اند و مکشوف
یافته معلوم نمیشود که بچه نوع ازان تعارض برمیخیزد توقع انکه از حق سبحانه
بران ذات شریف تحقیق دانسته مفصلاً مرقوم فرمایند که موجب سعادتمندی

marfat.com
Marfat.com

این دو نامزدگان بامسند و چون این فقیر احقر محض اُمّی است از طرف عبادت
اگر جای خطا واقع شود معذور فرمایند و نظر شریف بر دعا نمایند بتواجر
وا و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین مکتوب یازدہم از فضیلت
مآب شیخ علی احمد سہارن پوری در رسوا کردن چند بعضی حقایق
بسم اللہ نحمدہ و نصلی علی حبیبہ عرضداشت فقیر سراپا تقصیر عبد الصمد
علی احمد آنکہ قبل کاہا ست در ین دیار ہر دوار معبد کفار ست بعد
ہر سال مردم ہنود از اطراف و جوانب جمع می آیند خصوصاً بعد از
دوازدہ سال اجتماع کفرہ مشابہ میشود کہ ظاہراً عقل تعداد ان نمیتواند
نمود چون در ین مقدمہ نیک غور نموده شد دیدہ کہ ان معبد را حقیقتی ا ست
ہمچو حقیقت کعبہ معظمہ کہ مظہر اسم المعبود ست و قلوب خلائق را کہ بجذب
مناسبت ازلی بان حقیقت مربوط اند بی اختیار بخود منجذب میگرداند
بلکہ در چشم اہل شہود ظہور آن عبادت از ین ہیئت اجتماعیہ ا ست
چنانکہ حقیقت سلطنت کہ عبارت از اجتماع شاہ و سپاہ ا ست
لہذا ہنود با وجود طریق مخوف ہزاران ہزار مرحلہ طی نموده افتان و خیزان
می آیند و در ساعت معہودہ بر کنارہ دریای گنگ آشنان مینمایند

marfat.com
Marfat.com

پس میان ہر دو معبد فرقی کہ در نفس الامر موجب حقیقت یکی و بطلان
دیگری باشد معلوم نیست حافظ شیراز علیہ الرحمۃ میفرماید فسرد در عشق
خانقاہ و خرابات فرق نیست ۱۲ ہر جا کہ ہست پرتوہ روی حبیب ہست ۱۲
اگر یکی را مظہر اسم الہادی دیگری را مظہر اسم المضل گویند نیز شائبہ نیست
بجہ ہدایت و ضلالت از امور اضافیہ اند ہمچنین جلال و جمال و سعادت و شقاوت
نیز ازین قبیلہ اند مثلاً نسبت رہ روندہ لاہور با وی نسبت وی بہ روندہ
دہلی مضل و بالعکس نیز پس ہر مربوط بہ نسبت بہ رب خود در شاہراہ
است کہ نسبت رب دیگر گمراہ است و متجلی شدن حقیقت کعبہ مظہر
مقدمہ ایست مشترکہ فیہ یعنی چنانچہ این حقیقت بر بعض دون بعض
دون بعض متجلی میشود ہمچنان آن حقیقت نیز بر بعض دون بعض پرتو
می اندازد بلکہ چند کس فقرا ہستند کہ از شہود وحدت شرشار اند
با فقیر نیز صحبت می دارند قدما ہا ست عجب کارو بار ہست ذات بحت
تعالیٰ از انچہ کہ در حیطہ اندیشہ ہست ورا الورا ہست و او را با خلق بوجہ
من الوجوہ نسبتی نیست فضلا عن ان یکون الخلق مظہرا لہا معرفہ
چہ نسبت خاک را با عالم پاک سلام اللہ در القاین بیت کس ندانست کہ فرزلکہ

marfat.com

Marfat.com

معشوق کجاست اینقدر هست که بانگ جرسی می آید غایة الامر شیونات
اسمار صفات حق تعالی که عبارت از اعتبارات ستة مدرات اعدام
برتوا ذاخته ظهوری پیدا کرده بهست که آن ظهور شمسی بعالم است دافراد
عالم اگرچه من حیث الحقیقة متحد اند انا من حیث التعین مظهر انا رتضاد
ولاشک ان کل مربوب بالنسبة الی ربه مهتدیعمل بمقتضای علمه
واراده چنانچه سابق تحریر یافته و نیز هر شئی بمقتضای حدیث مشهور
مجبول بر فطرت اسلامیه هست و ایضاً بموجب حدیث قدسی رحمت را
سبقت است بر غضب پس هر شئی را بالذات قرب مع الرحمة حاصل است
وضلال و غضب که موجب عذاب اند نسبت بر ب آخر عارض و طارئ
و بر صریح است که ما بالعرض را بر ما بالذات استیلا علی الدوام متصور نیست
پس قول حضرت شیخ اکبر قدس سره که در فصوص الحکم میفرماید که آل اهل
شقاوت بعد از مرور دهور و احقاب بسوی سعادت خواهد بود در است اند
قبلکاهاست سابقا فقیر را در سمقدد که سر این مخالف نقرص نظیر است
با یکی از تو ابعان حضرت شیخ تذاکره و مکالمه بسیار واقع شده چنانچه
که ان شاء الله تعالی تحریر آن بخدمت بندگان عالی در وقت حصول ملاقات

marfat.com
Marfat.com

سراپا سعادت و انموده خواهد شد والحال که فصل بنود در بیخا مذکور
نشود انیقدر بر سنده استیلا نموده لهذا روشن در دولیش معه عرایضه مدو
گیش تخدمت فیض موهبت میرسد امید که توجه باطن بحال این بنده
نوعی مرعی فرمایند که حل انمعضله میسر آید اگر نفس الامر لیست فیها والا
توجه انجناب فیض مآب از لوح سینه محو نشود اللهم ارنا الاشیاء کما هی
مکتوب دوازدهم بفضیلت مآب علی احمد صاحب سهارن پوری صدور یافت
بسم الله الرحمن الرحیم الله ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمات الی النور
والذین کفروا اولیاءهم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمات محب
صادق طالب العلم فرق درمیان و حقیقت ایه سلام خوانده مدت فهم
ازین آیه کریمه در اکثر اسوله حاصل نماید والا در تفصیل ان شاء الله تعالی حاصل
خواهد شد رقیمه گرامیه رسید بر مضمون مرقومه اطلاع یافت آنچه استفسار رفته
بود که اجتماع کفره نعهم الله بر دریای کنگ مشابه میشود که عقل در تعداد
آن عاجز است همچو حقیقت که معضله پس فرق میان هر دو معبد که در نفس الامر
موجب حقیقت یکی و بطلان دیگری باشد معلوم نیست در جواب آن بنون
هادی مطلق می پردازم و منه استعین باید دانست که الله سبحانه واحد

marfat.com

Marfat.com

حقیقت و جامع کمالات ذاتیه و صفاتیه است و هیچ کمالی را از آن
کمالات و صفتی را از صفات با یکدیگر و با ذات نیوده من الوجوه در آن
تنازع و تخالفت نیست اگر نفس صفت جمال است با کمالات خود عین
محب صفت جلال و کمالات او است و همچنین صفت الجلال و همچنین اقتضای
صفت جمال را ی اظهور قابلیات مخفیه خود بوجود مظاهر مخصوصه خویش
و محبوبیت و مقتضا صفت جلال و همچنین بالعکس و منشا این محبت و محبوبیت
صفات با یکدیگر در نفس و در اقتضا ظهور خاصه هر یکی محبت و اقتضا ذات
واحد حقیقی است در موجودیت تفاصیل این مراتب پس چون مقتضای
و محبوب صفت جمال حصول قرب و معیت ذات است بمظاهر مخصوصه خود ان الله
قریب من المحسنین لاجار اعبادی که مقتضی مراتب قرب و معیت با و معبدها
نیز نفوذ معمور نبود قرب معبود حقیقی اذ نصب مظاهر جمال کنت و چون مقتضای
صفت جلال بسخط ذاتی حلول مظاهر خود در درکات بعد و حرمان
لاجار اعمالی همچو سراب که مقتضی مدرکات بعد و ضلال باشند و معبدها
طلمانیه کسیفه که مهجور از مراتب قرب اند بحسب مناسب مزین در دیده بصیرت
مظاهر جلال گردیده آیه کریمه ثم رددناه اسفل سافلین الایه اشعر ایمعنی

marfat.com
Marfat.com

پس حقیقت عبادت و سعد بار مظاہر جمال اقتضای حسب صفت جمال ات
اتصال بمراتب قرب بر مظاہر خود در این حقیقت موصل مجلی است بر صورت
خود را و حقیقت پرستش و حاز پرستش مظاہر جلال اقتضا منوط صفت جلال سبحانہ
مہجوری و دوری از مراتب قرب بر مظاہر خود را و منشا اقتضای این صفتین
کاملتین اقتضای ازلی ذات سبحانہ است قرب اعلی را و بعد نائی زالا سافل عما
یفعل و ہم یسالون فظہر الفرق بین حقیقۃ معبد الانبیا صلوات اللہ علیہم و تابعیہم
رحمہم اللہ بین مرجع الشیاطین و اتباعہم نعمہم اللہ سبحانہ و ثبت ان مقتضی حقیقت
معبد المومنین التقرب و الوصول با الذات الکامل ابد اللہ المومنین العابدین فیہ دلن
مقتضی حقیقۃ معبد الشیاطین الحلول فی درکات البعد و الہجران قایمین علیہ ابدا
لا یزال و لن تجد لسنۃ اللہ تحویلا و حیکونہ تبدیل یا بد کہ ظہور صفتین کاملتین المذکور
تبین بکمالی خصوصیات ہمانی مظہر مخصوص لکل واحد مقتضای ذات اوسبحانہ
است سبحان اللہ سبقت رحمت بر غضبت چنانچہ در حدیث قدسی وارد شدہ
بحسب اقتضا دیگی قرب معبود بمظہر و دیگری حلول ان در درکات بعد بطور
باحسن بلا تشبیہ بوضوع پیوست علم الانسان ما لم یعلم و لا تلبسوا الحق بالباطل
و تکتموا الحق و انتم تعلمون و انچہ مرقوم بود کہ ہر شئی را با الذات قرب مع اللہ

marfat.com
Marfat.com

خلاصت تحقیق تفصیل اینچنین است که الله سبحانه را با الذات و الصفات
قرب و معیت با هر ذره از مخلوقات به یکنحو محض بلا اتصال و انفصال و رای
جهات ستر بآیات ناطقه متحقق و ثابت است اما این قرب و معیت
او تعالی با شیار عالم است و خاص نشه قرب عام حفظ موجودیتان از عود
در مرتبه عدم است و الله محیط بالکافرین پس در قرب عام مومن و کافر برابر است
و ثمره قرب خاص اولا توفیق یافتن عبد است برای حصول موافقت و متابعت
انبیاء علیهم الصلوة و ثانیا بواسطه متابعت از حقیقت علم الدنی بهره ور
ساختن است و این قرب کما در حجب اثنینیم نصیب معتقدان ان انبیاء علیهم الصلوة است
ان الله مع المتقین و محرومان از نور متابعت و اعتقاد از این قرب بی نصیب
از بی اذان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن الله لیغفر لهم
ولا لیهدیهم سبیلا عزیز من درگاه ازلا مقتضای ذات مع الصفات بعد
وجود ی مظاهر قهریه باشد پس کیست که مظاهر مخصوصه قهریه را از دست
برحمت بیارد و در قبول رحمت منظر که مخصوص بمظهریه قهریه است خلاف
اقتضاء ذات حقیقی چگونه موافقت در صفتین کاملتین متحقق تواند شد
ربک لشدید من کان عدوا لله و ملائکته و رسله و جبریل و میکال

marfat.com
Marfat.com

فان الله عدو للکافرین پس که پیدا شود که این عدو غالب را بی انتظار
وجود شرط بر صلح آرد و لا تبدیل بکلمات الله آری مظاهر شر که رحمت و غضب
که عصاة مومنین اند بعد مرور دهور آید غضب بقضیه رحمت خواهد رسید و چون
عصات بکفر طریقت موصوف اند و کافر طریقت با الذات قرب
مع الله از جهة ایمان دارد بسبب عارض که عصیان است اگر عذاب بروی طاری
شود در اینجا با العرض را برابا الذات استیلا علی الدوام متصور نیست چنانچه
مذهب اهل سنت و جماعت مقرر است و چون حضرت شیخ اکبر قدس سره
بر ادراج طریقت نشسته و کافر شریعت از مرتبه او تحت افتاده و منظور نظر او کافر
از مرتبه است اگر دفع حدیث مخالفین نماید و برای رعایت قول اهل حق
بفرماید که مآل اهل شقاوت یعنی شقاوت نسبی که کفر طریقت است بعد مرور
دهور و احقاب بسوی سعادت خواهد بود پس زین جا است در جا است و هیچ
تخالف با مقررات دین ندارد و عجب عاقل است که قول حضرت شیخ اکبر را معنی
می برد که دور تر از مقام اوست و با هزاران انبیا و کتب سماوی مخالفت دارد
و معنی که مناسب مقام حضرت شیخ اکبر است و عین موافقت با آیات و احادیث
دارد از ان غافل است و مع ذلک خود را تابع حضرت شیخ میگوید و لکل وجهة

marfat.com
Marfat.com

هو مولیا جرف درویشان بنود رد دهن تا بخواند بر سلیمان فسون د
حافظ شیراز علیه الرحمة - در عشق خانقاه خرابات فرق نیست هر جا که هست
پرتو روی حبیب است چون نیش مغنی یدارد یعنی هر گاه خانقاه و خرابات مظهر
مقتضیات ذلت و صورت صفت جمال و جلال بافتضای ازلی بحکمت
بالغه هستند پس عاشق را در عشق خانقاه و خرابات چگونه فرق باشد تا انکار
یکی و قبول دیگری نماید زیرا که هر دو مظهر حسن کمالات جمالیه و جلالیه ذات محبوب
اند اما صاحب خرابات و بانی آن مقامات که بر خلاف متابعت انبیا علیهم
الصلوة متوجه استار عشق دور دور است و استعداد ذاتی او ظلمت کفر
و بعد ستور سبحان الله هر گاه محبت حقیقی بکلام تحقیقی خود قل ان کنتم تحبون الله
فاتبعونی یحببکم الله فرماید پس محرومان از متابعت را چگونه منسوب حبیب
و عشق محمود نموده آید زیرا که رد هوا دارند بس العبد عبد هوا یضل هر گاه نام
او در ازل بمقتضای حکمت بالغه غیبی حقیقی ضال باشد او را عاشق خواندن
مخالفت با مولی کردن است و قبیحه دیگر باید فهمید که عدم فرق در عشق خانقاه
و خرابات منجیث نظر بآن حقیقته در مرتبه فنا است اما منجیث التفصیل
در مرتبه بقا فرقیت واضح و چون فرق نباشد که هر گاه الله سبحانه مظاهر جمال را

marfat.com
Marfat.com

بمحبوبیت یاد نموده و مظاہر جلال را مبغوض نام کرده کدام محب اگاه
و صاحب مرتبه بقا و انتباه که مخالفت با باقی حقیقی نماید و مبغوض او را بمحبوبیت
ستاید مگر که او از دایره محبت دور افتد و در مغبوضان واصل شود نعوذ بالله
من شرور انفسنا من سیات اعمالنا الغرض مقرر نشان است که چون
متوسطان بوصل متلبس ملبوس اند و در مراءات مظاہر مظہر را کم ساخته
بحر مظہر نبینند لاجرم این دیدگان از نظارگی بحقیقه تفصیل
در هر دو مظہر فرق نمی یابند اما چون مرتبه بقا یافت و دید حقیقی دیده
در شد محبوب محبوب و مبغوض مبغوض خواهد در آمد ذلک فضل الله
یوتیه من یشاء را نچه مرقوم بود که ذات بحت را بوجه من الوجوه با خلق
نسبتی نیست غایة الامر شیونات اسمار صفات حق تعالی که عبارت
از اعتبارات است در مرات اعدام پرتو انداخته ظهوری پیدا کرده الی اخر العبارت
مشعر صفات و شیونات او تعالی تیز در رنگ ذات منزه و والا از امور اعتباریه
عدم مناسبت ذات با عالم بایں معنی است که در قید احاطه ادراک ما در نیاید
صفات و شیونات او نیز چون از قید احاطه ما منزه اند در سنجیدن مناسبت
شرکت دارند اما چون قرب و معیت او تعالی بالکمال استغنا دارد بیکیفی

marfat.com
Marfat.com

حقیقی و منزه با هر فذه از ذرات در نفس الامر متحقق است و فض بخشی و فیض
بخشایی بوید انور مناسبت پیدا است نور این مناسبت با نشان بمرتبه
اعلی رساند و مطلع اسرار گردانیده بر حقیقت بکیفی آگاه ساخته
اگر نور مناسبت نمی بود بوی از حقیقت مطلوب کی می یافت الله سبحانه را
نظر بر عدم مناسبت نموده دور تر نباید انداخت هر که دور انداز تر
او دور تر انه قریب بحسب آنچه مرقوم بود که چند کس از شهود از شهود وحدت
تر شار اند عزیز من شهود وحدت بر سه مرتبه است اول شهود وحدت
ذات الله سبحانه این بی مناسبت حضرات انبیا علیهم السلام میسر نیست
چنانچه قبل از نگشتم تجلون الله الی آخر (الله) خبر میدهد هر گاه واسطه وجود نه
وجود شریف آن اکابران باشد پس وجود شهود مذکور از جواد حقیقی
بیواسطه وجود آن گرما رمحال و متعذر است ولن تجد لسنت الله تبدیلا
دوم شهود وحدت روح جامع در مراتب مفصله ارواح که تعلق با جسام
دارند این شهود نصیب مومنین که متوسطان طریقت اند مقرر شده
و از اینجا بفضل الله سبحانه بواسطه نور ایمان برآمده ترقی بسوی اصل مینمایند
و نادر را از اهل هوا نیز از ظاهر این شهود رو نمیاید و در خود بند میکنند

marfat.com
Marfat.com

بی ایمان نظر بباطن شدن نمیدهد سیوم شهود وحدت عنصر مجمل کہ تحت
عرش است در مراتب مفصله عناصر کہ تحت آسمان دنیا است اکثر
غیر تابعان انبیاء را ابتلا درین شهود است و تغلب هوا نیز در دیده این
کج بین تحقق مینماید و از تیره ظلمت عنصری دیده بالا نمیرود اگر بریاضات
و مجاهدات تزکیه نفس بهم رسانند درین شهود مینماید از تصفیه قلبی اصل هوا
محروم است اما این هر دو شهود اگر مشاهده اصل هوا از دیده اعتقاد
حضرات انبیاء بظهور صفت جمالی سبب مظهریت مشترک زیرا
کند و از هوا بر آورد سبب ترقی در جانست و الا بدرکات ظلمتها خواهد خسف
و حجبت عذاب ابدی خواهد گشت و این مشاهد محروم از متابعت شد
در عذاب از غیر مشاهد خواهد بود و باین تحقق واضح شد کہ هر ناظر شهود وحدت را
واصل ذات واحد حقیقی مشاهد فهمیدن از ما نیکہ برهان متابعت حضرات
انبیا علیهم السلام در رسیده نشود و لا تتبع الهوا فیضلک عن سبیل الله
بلک قلیل الاستقامت را از مومنین از نزد چنین مشاهد اصل هوا دور
باید بود تا ظلمت او در او سرایت ننماید زیرا کہ در مذمت انبیا ضلوا فا
اتبع شده مصرعه بس کنم خود زیرکان را این بس است علیک السلام علیک علی

marfat.com
Marfat.com

من لدیک مکتوب سیزدهم در تحقیق حقیقی نسبت صفات بذات جل جلاله

بسم الله الرحمن الرحیم از متقدمین متکلمین تا قاضی سعید در نسبت صفات
بذات او تعالی کلمه اجمالیه لاهو ولا غیره واقع است ظاهر از برای حق سائل
که از عینیت و غیریت می پرسید زیرا که اطلاق عینیت و غیریت در نسبت
متعالیه مذکوره از شارع واقع نشد و این هر دو کلمه از مراتب مفهومه
درکه محدثه است ذات و صفات او بکمال تقدیس و بکیفی موجود پس وصف او
بعلم حادث بی تعلیم او و بعلم قدیم از کمال بی ادبی باشد سبحان ربک
رب العزت عما یصفون و به نفی عینیت و غیریت بکیفی محض ایمان
هر همه را لازم و دایمی بود حتی که نفس مفهوم بکیفی نیز بعدوم باشد و بجای
توجه مفهوم بی کیفی بعلم بالله حاضر باشد ملک بوجهی که چون در موقن
خود غور رسی نمایید از حصول خفی ملک اخفی مراتب نفس را مضمحل باید
اگرچه باقی این صفات موقوف است بر کمال خلوص تخلیه که بی وصول کمالات
ولایت خاص الخاص متصور نیست حضرات مجتهدین از جرات بغیاثات
اجتهادیه سوای ایمان بکیفی محض دیگر از آن حضرات انبیا علیهم الصلوة
والتسلیم لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک کویان

marfat.com
Marfat.com

زیرا که هرگاه نفس قیاس احتمال خطا و صواب داشته باشد و غرض ما
تجرد ایمان به بیقینی بتعلیم او تعالی حاصل آید و متابعت آیات کریمه
و بخذرکم الله نفسه بر کمال میگردد و تحقیق نفس الامری جلوه نمایدین
بایخین امر متحمل خطا و صواب در ثنا و مدح جناب قدس دراز الوراء از ظهور ما
متحمل خطا و صواب کوشیدن و جرات نمودن از شان مجتهد عالیشان
بعید بلکه ابعد بنظر رسد زیرا که در مرتبه کریقین از ظن و گمان نباید پرداخت
کرانچه از ظن و قیاس پیدا و منصور شود از قبیل مخلوقات است سوای مسائل
معاملات که غرض ما در مسایل معاملات بمجرد اجمال بی تفصیل حاصل
و معاد در شرح در اکثر محل مسطل مینماید حال انکه معامله معاملات در رتبه
تقیید و تغیر است و باجتهاد مناسب العرض چون این کلمه اجماع سلف
بمتاخرین قدس الله تعالی سرهم رسیده باوجود کمال علم بر تحقیق مذکور مصدر
و تقدیس او تعالی دروازه تفصیل را واکنوده اند من وجه لا هو و من وجه
لا غیر و بیان فرموده اند مراد از ان هر دو وجه این مقرر نموده اند که صفات
او تعالی زاید بر ذات اند نی انفکاک و شاید اختیار ایشان انجمن امر
ظنی را باوجود علم بتحقیق مذکور سلف شکر الله تعالی سعیهم و حصول

marfat.com
Marfat.com

استفسار کمال ایمان بیکفی بران مراتب قدس الله تعالی برای دفع شبهه
باطنی کسانی از امتست که در زمرهٔ ایشان از کملهٔ اجلهٔ رفعاء تخمینا
میشده باشد که بسبب این تفصیل تشفی باطن ایشان کردی نزد یک
دانش کامل مقرر است که هرچند شفقتا هم بر امتاین تحقیق قیاسی را
بجناب مقدس وی الوراء از قیاسات اختیار کرده باشند اما این تحقیق
ایشان در همین متقیاس بوجوه معتبره نباشد زیرا که از شان
مجتهد بعید است بلکه از علماء دین متین که دارندهٔ مجتهدین عظام اند زان
وجوه استفسار مینماید که اختیار ایشان متابعت این امر قیاسی آن
اعزه مجتهدین بی تحقیق مذکور محض تقلید نخواهد بود زیرا که در نظر کامل سیاقان
تقلید اولی متابعت کلمه جامع سلف است که خطار ادر انجا که خطا می بیند
پوشیده نماند که اصولیه قویه در اطلاق لفظ زاید در نسبت صفات با ذات
موجب تحقیق حضرات متاخرین شکر الله تعالی سعیهم وارد میشوند اول انکه
در اطلاق لفظ زاید غیریت خفی مستتر است مدار اختیار غیریت اگرچه
خفی باشد مخالفت با کلمه جامع سلف است شکر الله تعالی سعیهم مینماید م
انکه لفظ بی انفکاک واقع شده و زاید و مزید علیه دو شی ای اند پس هم

marfat.com
Marfat.com

انفکاک میان دو شئی یا یکدیگر دلالت بر اتحاد با اتصال نمیکند
تعالی اللہ عن ذالک سیوم انکہ زاید بر ذات کہ در خارج قابل انفکاک باشد
لابد در تحقق ہم ذہن کہ تحقیق علوم ما منحصر در ہمین مرتبہ است قابل انفکاک
است پس مثلا صفت وجود و حیات و علم و قدرت اگر فی الجملہ زاید
بر ذات باشند یعنی بحیثیت ذات نباشند بلکہ بحیثیت صفات باشند
یا یکی از دیگری فائق و غالب اگر بر اول اشتراک لازم و متعین یکی بر دیگر متحقق
و انفکاک یکی از دیگری موجب نقصان دیگری باشد حال انکہ بحیثیت صفات ذات
متعالی منزہ است و انفکاک ذات از صفات نقصان اول و عدم متناہی
مشہود و اگر یکی از دیگری غالب ستعذر غالب از مغلوب و استکمال مغلوب
از غالب متعقل با وجود انکہ مقرر این ما است کہ استغنا صفات از ذات
و استکمال ذات از صفات غیر معقول و اگر بر عکس کویم نیز مقرر ایشان
است کہ ذات او تعالی موجود بصفت وجود و حی بصفت حیات و علیم
بصفت علم است کہ زاید بر ذات نباشند پس بکاہ ذات

marfat.com
Marfat.com

موجود حی و علیم چو وجود و حیات و علم نباشند استغنا ذات بجه معنی
و استکمال صفات از ذات بچه وجه متصور گردد نیعنی انکه مقرران این است
که ذات بخود قایم و صفات بوی قایم و موجود زیرا که اگر ذات بصفت قایم
باشد قیام متبوع بتابع لازم آید و این از دو نوع خالی نیست ذات
بخود قایم را صحیح میگوئیم یا نه اگر دانیم پس چنانکه او را قایم بخود
دانیم چنانکه مقرران این است نه بصفت زاید که قیام است همچنین موجود بذات دانیم
نه بصفت زاید که وجود است و حی بذات خوانیم نه بصفت زاید که حیات است و الی غیر ذلک
و این نیز خلاف مقرران است زیرا که ذات را قایم بذاته میخوانند نه بصفت بخلاف
موجود و حی علیم و غیر ذلک و اگر این خلاف با تفاق مسلم داریم یعنی ذات را بذاته موجود و حی و علیم
دانیم نه بوجود و حیات و علم چنانچه بخود قایم دانیم نه بصفت نیز بتحقیق و ثبوت صفات
زاید تحصیل حاصل میشود سبحانه و تعالی عما یصفون و اگر مقرران ایشان را مسلم داریم یعنی
ذات را قایم بخود دانیم و موجود و حی بوجود و حیات مثلا نیز انشکالین میتوند اول انکه
انکه قایم بذات دانیم و موجود و حی بوجود و حیات دوم تفویق چیست دوم انکه اطلاق
قایم اگرچه بذاته گویند بی صفت قیام نزد ما متحقق نشود و اگرچه مستلزم ما نباشد
زیرا که هم صفاتی هست و ثبوت هم صفاتی بی صفتی که مصدر او هست نباشد

marfat.com
Marfat.com

ومعامله برعکس کرد وچه لازم آید که ذات قایم باشد بصفت قیام که زاید
برذات ونفوس جمیع صفات بصفت قیام ونفس صفت قیام در قیام
خود تابع بدیگری نباشد الا بخود قایم بود حال انکه این نیز خلاف ضابطه ایشان
است فافهم یا اهل الفهم اگر ذات بخود قایم را من حیث هو کامل ازلی
بدانیم در جمیع ملل غیر محمود وغیر مقبول است وقیام بخود متحقق شدنی نی
اگر گویند اطلاق زاید من حیث تفهیم است که در مرتبه تفهیم مفهوم ذات
دیگر است ومفهوم صفات دیگر این سخن تحقیق نفس الامری هیچ نگفتند
حال انکه بحث ما در مرتبه وجوب است که قدیم وازلی ومقدم است بر مفهوم
وتفهیم وایمان را سزاوار است واین هر دو مرتبه مخلوقه اویند تعالی والله خلقکم
وما تعملون ولایق نفی وتغیر پذیر مطلق کل من علیها فانٍ ویبقی وجه
ربک ذوالجلال والاکرام وچیزی که لایق نفی وتغیر پذیر مطلق باشد سزاوار
وچوبی را بآن چسبتن از انصاف دور باشد وخبر تصورات نشستی چیزی
بیفزاید پس تحقیق مجتهدین سلف عظام را که قولی جامع سلف را
بلفظ زاید تفصیل میکنند در همین یک مرتبه حصر کردن بحسب معنی مذکور بدظنی
کمال باشد زیرا که قصد مجتهدین سلف اظهار تحقیق حقیقی مرتبه وجوب

marfat.com

Marfat.com

کلمہ جامعہ مشعر بکمال میکنی جناب او تعالیٰ از جہۃ ہا است غلق نباشد
تا از حقیقت ایمان ہر متقدد محقق تقلیداً و تحقیقاً بہرہ ور باشد
و ازین تحقیق خیالی و تفہمی ما مسیح ترقی دست نہد و ازین عبارت قلبی
مطلق فہم فہم نکنی زیرا کہ ما فہم نکنم تعریف و عبارت کہ ما نکنم علت نفی فہم مجتمل
ادراک مطلوب است چرا کہ تا زمانی کہ مراتب یقین را نقوش اکوان
پاک نشود معلوم معلوم الکیف یا مجہول الکیف در خانہ یقین مستقر نمی
می باشد اگرچہ معلوم ہو مستلزم نفس معلوم غیر معلوم است بلکہ آن معلوم
و اخبار یافتن بر بین نقصان بعد وصول بغیب نفسی است چون از مرتبہ
تفہم و مفہوم لو تعالیٰ و راء الوراء باشد و تحقیق این قول مفصل از تحقیق
حقیقی ظاہر نشود آن بہتر کہ بایمان بکیفی مخفی در نسبت صفات با ذات
او تعالیٰ بمتابعہ کلمہ جامعہ شکر اللہ تعالیٰ سعیہم مومن باشیم و اطلاق زائد را
بحسب آن عزیزان ہمچو مسایل مختلفہ اسلامیہ قول مجتہدین دانیم
و تحقیق او با و سپاریم و کلمہ جامعہ را معمول خود سازیم کہ ہیچ محل شبہ و ابہام
نیست زیرا کہ کمال تقدیس و عظمت او تعالیٰ است کہ با وجود قابلیت
لامتناہیہ ذاتیہ کہ مستلزم بصفات اند نسبت او بصفات بکیفی مخفی

marfat.com
Marfat.com

کہ نسبت بیکیف بہ بی کیف و بی کیفی است نسبت عینیت و غیریت
بلکہ مفہوم عینیت و غیریت مخلوقات اوست از صفات عظمی
سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ
رب العلمین مکتوب چہارم در تحقیق قابلیات صفات با صفات
بعد سلام آنکہ چون در نسبت ذات با صفات تحقیق نمودیم کہ لا ہو و لا غیرہ
یعنی نسبت بیکیف کہ ذات است بہ بیکیف کہ صفات اند نہ بیکیفی است و عینیت
و غیریت نہ قید کیفیات پس وجود ذات و صفات با یکدیگر اطلاق غیریت
و لیست نمی شود ہم چنین وجود قابلیت صفات آنہا با صفات نسبت بیکیفی
است چہ اگر قابلیت صفات نیز بیکیف اند و آنچہ ظاہر شود نیز بہ بیکیفی است
ظہور کمالات ی قابلیات صفات است نہ نفس کمالات کہ کمالات
صفات نفس غیب الغیب محقق اند قبل از مرتبہ ظہور در خارج و بعد از
ظہور و این گفتن کہ صفات ملابس کمالات ظہور اند بر خلاف
حضرت جیوست مکتوب ما نیز در بیان صفات سلبیہ الحمد للہ اولا و آخرا
بود و در خیر سعادت بر شمار نیان حافظ مکمل دفقہ اللہ فرحت افزود در مطالعہ
آن حضرت بوضوح انجامید آنچہ در تحقیق صفات سلبیہ جناب جل شانہ

marfat.com
Marfat.com

مرقوم فرموده بودید که بعضی اجزء صفات سلبیه سلب صفت است
نه ثبوت صفت مثلاً در لم یلد نفی صفت تولد است نه ثبوت آن همچنین
در لیس کمثله نفی مثل است نه ثبوت آن پس معلوم شد که در صفت سلبی
سلب صفت ناقصه از ان جناب است نه ثبوت آن مگر انکه بگویم که در
وصف ذات مقدسه از نقصان شان وصفت ذاتی است که صفات ناقصه
کنجایش در ذات پاک ندیده پس آن شان وصفت صفت ثبوتیه است
نه صفت سلبیه پس در قولین تطبیق باید داد باین طریق که قایل در صفت
سلبیه ثبوت را باعتبار آن شان وصفت است که مانع نقصان است
وقایل در صفت سلبیه سلب را باعتبار آن صفت ناقصه که سلب ان واجب است
اگر اتفاق الاقات افتاد با الملتقی توضیح او ضبح خواهد شد مکتوب شما رسید
الحمد علی ما انعم حمد کثیرا اخوی با شرف الاخوان و برخوردار مکمل خوردان
بعد سلام مطالعه نماید بوده در رقیمه مشفقانه فرخت افزا وارد دی مدت
بود که عزیزی سوال معلقا غامضه نماید از مطالعه آن اردو حاصل شد بعد
شعار فقیر این هر دو اختلاف در بین تحقیق بخدمت حاجی صاحب سلطانپوری
قدس سره ظاهر کرده بود از عبارت لطایف بسته تعجب نموده فرمودند که انچه

marfat.com
Marfat.com

دیگر است همین است و این را باید دید بار هیچ نفرمودند تا اگر از عزیزان
دیگر هم تا حال هیچ تدقیق و تحقیق ظاهر نشد در غیر لانجاطر عاجز ریختند و لهم
خفی پیدا شد که مرتبه ذات و صفات و ملزومات را دو شان اند شان
اول کنت کنزا مخفیا بحسب این شان ظاهر که مرتبه ذات و صفات ظاهرا
بظاهریت خود بغیب مسمی و مرتبه ملزومات درین شان در مرتبه خفا مندراج
مخص و خفا انتها منتهی سمیت انها بغیب الغیب و شان دوم فاحببت ان
اعرف فخلقت الخلق لاعرف بحسب این شان دوم ظاهر که مراتب ملزومات
بلباس ظهورات خود درین شان ظاهر و بظاهریت خود مناسب باسم
غیب و مرتبه ذات و صفات بر اطلاق محض درین مرتبه بوساطت ملزومات
هویدا پس با ینمعنی ذات و صفات درین شان تنیب که بغیب الغیب مسمی باشد
چون ازین تحقیق درشان ظاهر شد که قولین ثر یعنی راجعین اند یعنی حضرت
پیر دستگیر کلان قدس الله سره بموجب شان اول اطلاق غیب بر ذات و صفات
و اطلاق غیب الغیب بر ملزومات فرموده اند و حضرت محدث شریف جیو قدس سره
چون تابع اند متبوع ان شان حضرت قدس سره تعاودت اطلاق غیب و غیب
الغیب بر ذات و صفات و ملزومات بحسب مرتبه شان ثانی که مرتبه ظهور است بیان فرمودند

marfat.com
Marfat.com

اجار تحقیق شان ثانی که تابع بهت مرشان اول را بنظر مراتب ظل و بخصوصیت
خاص هر مرتبه بیان فرمودند و اطلاق غیب مطلق مناسب اطلاق غیب الغیب بر ذات مقدس
انتساب نشده دیگر انکه چون تعدد انسانی بمنظر تعدد ذات واحد حقیقی است
لاجار منسوبیت تعدد انسانی بر جمیع لطایف از جهت منظر خود که متبوع جمیع مراتب
صفات و مظاهر است تحقق فرمودند انچه فرمودند که اما غیب منظر علم حضوری و غیب الغیب
منظر حضور علم و نفس حقیقت تعدد ات ربانی با وجود ان همه در مرتبه عرف بحسب حضور
وجود است بانمعنی که چون تحقیق انسان منحیث عروج از طرف ثانی است لاجار جهت
عروج از مرتبه حصول که نفس ظهور است از مرتبه لوازمات که بغیب در بین شان مسمی است
شروع میشود در بین شان و چون عروج از مرتبه علم حصول حاصل شد علم حضوری
و حصول لوازمات در لباس ظهورات استحقق وجود از این مرتبه ترقی واقع شد و حصول
صفات میشد حضور علم ظهور فرمودند پس این حضور علم مرتبه صفات که غیب الغیب
در بین شان از بحسب اصطلاح ایشان تحقق و جذب بفضل او تعالی از این مرتبه عروج شد
و حصول ذات جامع الکمالات بفضل او تعالی میشد حضور حضوری علم حضور حضور
علم نصیب این عارف کمذ فاهم این آن منظریت که مملوه شد لاجل چون وصول از مرتبه
غیب الغیب بظهور خواهد فرمود و اصل را منتیجه خواهد بخشید سبحان الله از عبارت
علم ضرور لاجار علم حضوری در مرتبه غیب و حضور علم در مرتبه غیب الغیب

marfat.com
Marfat.com

متصل لطایف ست صریح ظاهر است که بیان این ان ستر انسانی است دستر
ان نفی داخل است مرتبه ظهور نانی و ظهور نانی تابع شان نانی است لهذا مزد مات را
بغیب و صفات را بغیب الغیب مسمی نمودن مناسب تر معلوم شد پس کنم خود در بیکار ازین
اگر اتفاق صحبت می افتد انچه زیاده ماند مبالغه گفته خواهد شد ان شاء الله تعالی
بدعا یاد آرند و از یاد حق غافل نباشند مکتوب میفرستیم در تحقیق احاطه ذاتیه
الحمد لله الذی هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق
اعوذ بالله من الشیطان الرجیم الا انه بکل شیء محیط آیه کریمه است حضرات علما ظاهر
شکر الله تعالی سعیهم احاطه او تعالی را باحاطه علمی ازین آیه تعبیر و تاویل می کنند و آیه ان الله
قد احاط بکل شیء علما را مفسر این آیه کریمه مرقومة الصدر می فهمند و حضرات صوفیه
رحمهم الله سبحانه از آیه اول احاطه ذاتی بیان میکنند و از آیه ثانی احاطه علمی
میفهمند و چون نظر دقیق کرده میشود قول باحاطه علمی درست بی شبهه مینماید
و قول باحاطه ذاتی موهم جسمیت و ظرفیت میگردد پس تحقیق این بیان فرمایند
تا حقیقت قولین بر منصه تفصیل جلوه گر گردد جواب عزیز من این عاجز را چه یارا
که در تفصیل اقوال اکابران دین زبان گشاید اما چون سایل را از جواب چاره
نیست بحکم و اما السائل فلا تنهر موافق فهم ضعیف خویش انچه از نور افتاب

marfat.com
Marfat.com

عالم حضرات صوفیہ اقتباس نمودہ منزہ میدارد در فہم حضرت [illegible]
انچہ فہمیدہ و گفتہ ما مردم را بہ قدرت کہ در ان تن کنیم اما چون با تسایل [illegible]
قرب یکدیگر بی تکلفی استاد از جانب حضرات صوفیہ بحث بیان واقع گردد
شود دست است پس از ینجہ خبری گفتہ میشود اما اول انچہ بعضان در سوال
سائل است بیان نمایم بعدہ تحقیق عقیدہ یعنی ہر گاہ سائل تحت سجانہ و تعالی
از جسم و جوہر یا عرض و منزہ میفہمند و تعلیم باحاطہ ذاتی کہ از خصوصیات
قدسی سجانہ میدانند از غیر پس توہم جسمیت در میولا از کجا پیدا شد آری اگر مردم
در گفت قولی نفی جسم میکنند اما بوقت امتحان باطن ایشان ہوت بعقیدہ
مجسمہ یافتہ میشود تعالی عن ذلک آری مجسمہ را عذر است کہ نفی احاطہ ذاتی
در حیز فہمیدہ لاجار رجوع باحاطہ علمی مینمایند زیرا کہ در ثبوت احاطہ ذاتی بمنوجب
عقیدہ ایشان ظرفیت ذات و مظروفیت اشیا بثبوت میپیوندد چرا کہ
از احاطہ جسم بی این حیثیت متصور نیست و چون اہل سنت و جماعت نفی
جسم و عرض بل جمیع حیثیات تقدیری حدوثی از جہات او تعالی میکنند
و این ہمہ ادلہ اول و ثانی را از کلام او تعالی فہمند چگونہ در ہم جسمیت و ظرفیت
و مظروفیت کہ خاصہ ممکنات است در پیدا شود و چون اہل ذات

سبحانہٗ را لطف و متبوع و صفت لطیف و تابع اعتقاد دارد پس
چنانچہ قایل بودن باحاطہ نسبتی لطف و متبوع کردن ذات است توہم چیست
و خرقیت در مظروفیت چہ میشود ہمین توہم در مرتبہ لطیف و تابع کہ صفات
قایل بودن باحاطہ باید کرد غالب تر پیدا شود پس سبب این توہم چہ احاطہ
ذاتی و چہ احاطہ صفاتی ہر دو را موقوف باید داشت و حال آنکہ چنین نیست بلکہ
قبح اول و ثبوت ثانی می نماید و این ترجیح بلا مرجح است و نیز چون می
فہمند کہ ذات او تعالیٰ قایم بذات است و صفات تمام بذات قایم
و قیام صفات بذات مجرد از احاطہ ذات است پس صفات را بدین جہت
نظر بعقیدہ خود نمی کنند کہ موجب این عقیدہ احاطہ صفات باشیاء مجرد
از احاطہ ذات میشود زیرا کہ محاط محاط محیط او است البتہ و نیز
چون می فہمند کہ بوجہی من الوجوہ صفات از ذات منفک نمی شوند پس تعلق
صفات را باشیاء کہ نفی تعلق ذات از آن کردن مجرد از عقیدہ انفکاک
صفات است از ذات نمی نیز چپ می فہمند کہ صفات زاید اند بر ذات
عین ذات پس چنانچہ علم ذاتی را زاید فہمیدہ قایل باحاطہ او شدہ
چہ جنبش آمدہ کہ قایل احاطہ ذاتی را نمی شوند زیرا کہ چنانچہ علم صفتی از صفات

marfat.com

Marfat.com

ذات است احاطه بجمیع صفات او سبحانه و تعالی هر کاه سائل از دقائق
در حوزه سؤال عاجز باشد از جناب احاطه او تعالی که دلیل تراشش ذهنی است
چه دور باید الغرض عبارتی اختصر کنیم و کوئیم که احاطه بر قسمین است یکی
وجهی حقیقی احاطه صوری خاصه و لایق مرتبه مخلوقات ضعیفه ادنی
تا اعلی و درین احاطه ظرفیت و مظروفیت جلی و یا خفی متحقق اکرچه
بعضی بغایر مجهول باشد و احاطه معنوی احاطه صفات حقیقی است تعلق
هر شیء را بجمیع صفات ذاتی و جمیع فعلی که جمیع مراتب ممکنات را از اول
تا ابد بتصرفات تعلقاتی خود با تعلق کمال دارند چنانچه صفت قدرت که بتصرفات
معانی قدیمه با جمیع اشیاء تعلق بر کمال دارد کذالک صفة العلم والارادت
و غیر ذلک من الصفات و احاطه حقیقی خاصه ذات پاک او تعالی است
و احاطه حقیقی این است که بمراتب وجوب از صفات و کمالات او در
امکان از جوهر و جسم و عرض از ظاهر و باطن قلیل و کثیر قیام و وجود
از ذات سبحانه دارند و غیر ذات او تعالی با این حقیقت حقیقی احاطه
همه یکی متحقق تو الحمد لله علی ذالک بفضل خویش از حقیقت حقیقی
احاطه مطلع شدی ازین تحقیق توهمات حسیه و ظرفیت فرو نشست

marfat.com
Marfat.com

وانچه می بایست بر صفحهٔ اعتقاد جلوه گر شده باید فهمید که توقف علما ظواهر
شکر الله تعالی بمفهوم در احاطهٔ ذاتی مشعر از نفی احاطه مفهومه صوریه
عوام است مجرا از نفی احاطه حقیقی زیرا که ثبوت این احاطه ایمان محض
است ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم مکتوب
ثبوت هم در تحقیق بعضی عقاید شرعیه اعتقادیه الحمد لله الذی اخرجنی من
ظلمات الکفر و ادخلنی فی دار الایمان با النصر و الظفر فسبحان من تحیی
الامرات و یوصلهم فی درجات الولایات فهو المنزه عن الاتحاد و الحلول
فی المخلوقات بالذات و الصفات و ان کان جمیع ما سواه عین ظهور
حسن الکمالات و الشئونات فسبحان من احتجب عن عیون الغافلین و جعل
الحاضرین فی عین حضوره المتحیرین یوزد در قیمهٔ اخلاص مشحون ازان
محبت لی لکن فرحت افزود و خاطر تشنه آب اسرار طالبین سیراب گردید
انچه مرقوم بود که جواب مفصل مرقوم نمایند انشاء الله سبحانه هر سئله را که واضح
بیان می نمایم بفضله تمام مسموع فرمایند اگرچه باب مسایل توحید و نسبت
معیت و اقربیت حق سبحانه با خلق بعد مجاهدات بسیار و صحبتهای
بی شمار است اما بحکم و اما السائل فلا تنهر انچه که عبارت حمل آن میتوان کرد

marfat.com

Marfat.com

تحت رقم می آرم شاید که نافع باشد اول انکه انچه مرقوم بود که بعضی مردم میگویند
که اگر عالم را غیر حق تعالی گویم مخلوق را با خالق چه لازم آید منفعتا این توهم از عدم
رسیدگی است بحقیقت الله سبحانه که صانع است و حقیقت مخلوقات که مصنوع
او ست اگر اطلاع بر هر دو حقیقت مذکوره میخواهند مثال صورت متخیله خود را دلیل
این مدعا سازند صورت متخیله خود را بعد ترائش در مرتبه متخیله غور نمایند و بدانند
که تمام صورت مجعوله متخیله از سر تا پا با جمیع عرصه و مکان که ظرف محل تحقق
صورت است در مرتبه وهم محض است و صانع این صورت متخیله که شخص است
موجود خارجیست پس با وجود غیریت صریح و احاطه و معیت آن شخص
با صورت او اتحاد و حلول در صورت لازم آید حد با منتهی در میان چرا که
او در مرتبه وهمی را با مرتبه حقیقی خارجی جنسیت نیست قریب باشد یا بعید و این
امور مذکوره بی جنسیت قریب یا بعید متحقق نیشوند کما لا یخفی علی الناظر المتامل
عزیز من چون تحقق حدود در میان دو شی مشتت مکان هر دو طرف است
پس عجب نادان که با وجود این هر لامکانی الله سبحانه احتمال حد پیدا
آرد و با وجود این که هر حادث صریح ضد قدیم و جمیع اضداد غیر یکدیگر اند
را از اطلاق غیر قدیم توقف نماید پس محقق شد که در نظر دانا مخلوق

marfat.com
Marfat.com

نغیر خالق و تحقق صدود باطلاق غیریت درمیان خالق و مخلوق غیر معقول
دانچه نوشته بودند اگر گفته شود که همون معلومات الهی جل شانه موجود شده اند
لازم آید که اشیاء حقایق این انسان شئی واحد باشند و آن غیر جایز که حقایق
اشیاء از انحضرت متصوفه قدس اسرارهم معلومات الهی جل شانه فرمودند
سعادت شعار امتصوف صاحب تکلف را میگویند که بتکلف حال صوفی
برخود گیرد و اینکس نارسیده بمدعا است پس حضرات صوفیه باید گفت متصوفه
تا کلام ایشان محل اعتماد باشد پس باید دانست که تحقیق قول صوفیه عظام محتمل
در معرفت معلومات بسیار ادق است چه اگر گوییم که همان معلومات موجود شد
اند لازم آید که اشیاء و حقایق این انسان شئی واحد باشند و اگر گوییم که موجود غیر معلوم
است این خالی از دو حال نیست یا انکه گوییم که معلوم دیگر بود و موجود غیر آن
شد پس لازم آید که آنچه موجود شده معلوم حق نباشد و این نقصان علم است که معلوم
دیگر باشد و موجود در دفت خود غیر معلوم باشد یا انکه گوییم که معلوم در علم بود
و آنچه موجود شد نسبه و مثال آنست در نزول وجود عینی در علم او تعالی
لازم آید و این از صفات مخلوقات است پس تحقیق این آنست که هر شئی موجود
معلوم او را بامعلومات الهی سبحانه دو نوع تعلقی است بصفات ذاتیه چنانچه قدرت

marfat.com
Marfat.com

وعلم وارادت وباین تعلق هر شنی که متصور و معلوم و مراد حق است ازلا و تعلق
این صفات عالیه باهر شنی قبل موجودیت اشیاء و بعد آن مساوی است
بی کمی و زیادتی و بی تقدیم و تاخیر اگر کمی و زیادتی هست یا تقدیم و تاخیر
هست نسبت شنی مذکور است نسبت قدرت فعل الله سبحانه تعالی عن
ذلک و بی حصول وجود مثالی هر شنی در علم ملک بعلم حضوری هر شنی را
با جمیع وجوه و اعتبارات او در انمرتبه که شدنی است با جمیع مراتب زمان
و مکان ازلاً علیم برحق است الی الابد و هر شنی بعینه معلوم است شنی حصول
اینها که صور علمیه بعضی ازین مراد داشته اند خاطئ اند کلا صور و حصول اراد علم
او تعالی کنهی نه ملک معلوم او بعینه همون شنی است قبل الموجودیت
و بعد با ذلک من المعارف الغریبة التی افاضها الله سبحانه علی قلب
محب الطریقة الاحسنیة الطریقة النقشبندیة و تعلقی است باضافات
فعلیه چنانچه خالقیت و رازقیت و هر شنی بعینه مخلوق و مرزوق و حادث
باین تعلق پس هر شنی من حیث تعلق صفات فعلیه مخلوق و موجود
و حادث است نه معلوم شنی دیگر است و موجود شنی دیگر این منازع صریح
پس محقق شد که همین زید معلوم است و همین زید موجود و غیر زید و الله

marfat.com
Marfat.com

مرقوم بود که لازم آید که حقیقت شی عین شی باشد مثلاً اینوقتی با
که بگویم که المعلوم معلوم چنانچه گفته شود الحیوان الناطق حیوان ناطق
بلکه میگویم که هذا الموجود هو معلوم لاغیره و کما یقال هذا الانسان هو
حیوان ناطق فلیس الانسان الا الحیوان الناطق پس حقیقت الشی شی
درست آمد پس فرق در حمل عبارت است. در نفس شی و حقیقت شی
پس کنم خود زیرکانرا این بس است والکه مرقوم بود که حضرات متصوفه مخلوقات
از مراتب واحدیت فرمودهاند فرق در خالق و مخلوق محض تعابیر اسمی مقرر نمود
اند چنانچه زاله و باران والا یک چیز است متصوفه اگر مخلوقات را از مرتبه
واحدیت با بمعنی گویم که جزوی از اجزای مرتبه واحدیت است این
خطا محض است نزد اکابر واحدیت مرتبه صفات و مرتبه صفات منزه
آمیختگی و تبعیض و هیچ کی از صوفیه قایل تجزی و تبعیض آن مرتبه نیست
اری از متصوفه اینچنین گفته و مرتبه حق را که وصول او در مرتبه
ظلیت است و حجب ظل از خطا محفوظ و اینکه مثال زاله و باران میگوید مراد آن
جزئیت نیست بلکه مثال من بعض الوجوه برای تحقیق و
بخشی از ظهور مطلق صفات فرموده چنانچه زاله صریح ظهور مطلق آب

marfat.com

Marfat.com

اما قطع نظر از مرتبه جزئیت و اولا اگر محض تغایر اسمی بگویند و
حقیقت متحد میخوانند این یافت نه یافت صوفی اهل صفاست
بلکه درک متصوف اهل هواست ربنا اتنا من لدنک رحمة
و هیئ لنا من امرنا رشدا دیگر آنکه یک تخته تخت پوش بلید باشد
باید دید اگر تخته را بالکند گر بامیخها پیوسته اند کو پاک یک تخته شد
حکم تخته واحد دارد نماز بر تمام جایز نیست خواه جائی بلید نماز کند خواه
پاک و اگر تخته را بالچوب که تخت تخت ها می باشد بامیخهای می پیوندند
و بوسیله آن چوب نسبت پیوستگی تخته ها است بالکند گر تخته را
بوسیله آن چوب هیئت وحدتیه نماز بر تخته پاک جایز است جواب سوال
در تخته دراز که یکطرف او بلید باشد نیز درین حاصل شد و چادر نیز حکم
تخته دارد بر روی نیز در کوشه پاک نماز درست نیست اگر بتعمد یا بغفلت
از رکن امام خبر نیافت بعد جزا گر مانند لاحق آن گمان موقوف را
ادا کرده با امام رسید درست است + و اگر رکنی درمیان گذاشته تمام
پوست درست نیست مواک غیر مسواک خود کردن جایز نیست لقطه نیست
لقطه نیز دارد و تعریف معتاد آن نکند اگر زن حائضه قبل از غارت پاک

marfat.com
Marfat.com

باشند رفته و نماز بعد طہارت ادا نمایند اما نزد یک شہر زود الف
در قرآن کہ در مثل تیلوای نویسند چنان معلوم است کہ برای فرق
درمیان صیغہ جمع و مفرد است کہ بعضی صیغہ مفرد بر صورت صیغہ جمع
می آیند در جای کہ لا باشد وقف ناکردن ضرور است و بعضی قرار
کہ در بعضی موضع کہ در وقف کردن بہتر است وقف نمی کنند سند از بعض
صحابہ رضی اللہ عنہم رسیدہ کہ تمام قرآن بیوقف خواندہ اند و در سورہ فتح در اواخر
در حاشیہ نویسند کہ وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم در بعض کی وقف کردن
عذر است بزرگان حالت عدم بعض کی را منظور داشتہ اند و گفتہ اند
اگرچہ تمام نگرفتہ اند الغرض کلیہ این است کہ ہر کہ دانا از معانی در ترکیب
الفاظ است اگر تفاوت الفاظ را منظور داشتہ باشد در چنان
ضرور است کہ تعلیم بعوام نشود در رعایت وقف ضرور نیست
و این مسائل وقف و بعض مسائل دیگر کہ در فہم نیایند موقوف بر حصول
صحبت دانای نذیر رحیم کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ خلیفتی مکتوب نویسم در جواب
در تحقیق حقیقت کلام اللہ ہو المتکلم بلا تعدد و مخاطب
با الکلام الواحد الحقیقی فی الازل و ظہور کلامہ علی المخاطبین بالفاظ

marfat.com

Marfat.com

متعددة في مرتبه بحدوث بكمال الكرم والفضل لطيفه انيقه شرف افزار
دوستان مهجور از انشرف مجان برتو در احسن اوقات شرف صدور يافت
در حقيقت امور مطلوبه مطلع ساخت چون چند مكتوب آن عزيز غير مشتمل بر توضيح
عقايد نوشته بودم از مدارك آن عقيده كه ميان عزيزان مدين اوقات اشكالي
داشت در حل آن تكلفها مي كشيدند و بفضل الله تعالى مفصلا واضح گشته و در ضمن
كتابت در آمد بالعزيز نوشته ميشود اميد است كه اين نيز از خدمتكاري
مومنان باشد بامر مولى قديم چون مقرر اهل سنت و جماعت است كه حق تعالى
در ازل الآزال بكلام نفسي حقيقي متكلم است بلا تعدد و تجزي زيرا كه تعدد
از حروف و الفاظ بهم ميشود و اين هر دو در ان مرتبه عالي كجائي ندارند
و چگونه كجا تواند بود كه او تعالى متكلم بكلام نفسي است خيالي
و تعدد و حروف خاصه مرتبه خيال و لوازم است لغو الا بعدم
و امتناع منبئ الكمال و چون اكثر افهام تحقيق امر معنى دشوار بود بجند
وجه يكي انكه هر گاه او تعالى در ازل متكلم بود بهيچ شيئي غير او با او نبود كان الله
و لم يكن معه شيئي بين ظهور كلام او تعالى بمخاطب واقعه شود و كلام بمخاطب
در مرتبه معروفه منزل نبود و خطابي مخاطب هم اثبات نمايم بين ظاهر است كه تكلم

marfat.com
Marfat.com

سخن برای تفہیم و فہم معانی است و چون او تعالیٰ بعلم ازلی خویش مدرک
جمیع مراتب وجوب و امکان است پس کم و کاست آنچه از کلام مدرک خواهد بود
از دو حال خالی نیست زیادہ بر معلوم یا عین معلوم در اول بنقصان علم
و در ثانی تحصیل حاصل و دیگر آنکه آنچه در اینجا ظاہر و پیدا است و میان
آن مشترک می شویم متعدد و متکثر است و عقیدہ شرعی است کہ کلام
خدای تعالیٰ معروف است بر زبانہای ما و محفوظ است در دلہا و مکتوب
در کتابہا و ما مکتوب در کتابہا و آنچه بین الدفتین است قرآن
است و کلام او و حال آنکہ درین مراتب مقررہ شرعیہ بر ما آنچه تحقیق و ثبت است متعدد
و متجزی است پس اگر ما کلام مطلق او را ای این مراتب مذکورہ دانیم پس آنچه متعدد و محفوظ
ما است این را چه خواہیم چه انبیاء را مخلوق و غیر کلام دانیم پس از کلام او تعالیٰ نخواہد
باشیم و این خلاف مقرر فرقہ ناجیہ است این حقیر مغنی ملفیل الکبار خود قدس سرہ را هم این
عاجز چنان ظاہر شدہ است کہ او تعالیٰ ازلاً مادح و در صفت و حامد ذات قدیم است
با جمیع محامد و او صاف بوحدت حقیقی باطلاق صرف نفسی بحرف و صوت
با درک مطلق نورانی چنانچه شاید بملک هر صنعتی از صنعات و هر اسمی از اسماء
ازان جناب قدس مرعی و موصوف شدہ نفس ذات بر ذات قابلیت

marfat.com
Marfat.com

از قابلیات لاغایت بل ذات او تعالی مر خود را امدح مدائح است اعلا
تناها و با وجود بیغایی و بی پیهائی این مراتب از تعدد مبرا و منزه اند از
بی کیف حقیقی همانست که با وجود کمالات لاغایات تعدد و تجزی در انجا
کنجایش نداشته باشد سبحان الله کلمه لاتهیت کرد اوصاف اوست
کافیست برای نفی تعدد و تجزی چه هر چه متعدد و متجزی است بلاشک نهایت
پذیرست بلکه هر عدد در مرتبه خود منتهی است فاذا انتفی النهایات انتفی التعدد
و التجزی و چون مدح و وصف بی متکلم تحقق نپذیرد پس او تعالی مستحق باشد
باسم متکلم و موصوف بصفه کلام باین حقیقت حقیقی و وحدة تحقیقی احتیاج
هیچ مخاطب غیر او نبود پس کلام او تعالی باین تحقیق کامله بلاتعدد و تجزی در ازل الازال
بلاشک و شبهه موجود و ثابت باشد چون صفه کلام از صفات ذاتیه است و ظهور
صفات ذاتیه فی المرتبین است قدمائی مرتبة الوجوب و حدوثانی در رتبة الامکان
پس این ظهور مذکوره فوقانی صفة الکلام در مرتبه اولی قدیمی و ازلی است
و باین ظهور او تعالی مسمی باسم ظاهر باشد و همین ظهور اول احتیاج مخاطب
غیر او نبود و تحقیق ظهور ثانی چنین است که هر صفتی را از صفات و هر مدحی را از
مدحهاء قابلیات مخفیه غیب الغیب لانهایه هستند این قابلیات

marfat.com
Marfat.com

مخفیه اقتضاء ظهور ثانی و موجودیت خارجی داشته اند باراده حقیقی و حکمت
بالغه تحقیق براوقات که قوه ازلی و این اوقات نیز ظهور مقتضیات بیان
قابلیات اند لاغیر تا بظهور قابلیات مخفیه در نیمرتبه ظهور اظهر پیدا کند و ذات
مدح و ثنا با جمیع قابلیات لاتحصایه خویش که گنج مخفی عبارت از اوست
از مرتبه غیب در مرتبه شهادت باطلاق بحث ظهور یابد و بر من حیث النفس و از مرتبه
اندماج در مرتبه عرفان تفصیلا جلوه گر شوند تعدد او حدود تا سخیت نفوس قابلیتها
بجون اوقات ظهورشان با شرایط مقدره در رسید بظهور فیض وجود حقیقی بر
تقیدی اعتباری حدودی از کتم عدم در نیمرتبه محسوس شهودی و نمودی پیدا کرده
و بودشان بقدر بودنش عطا و موجود شد و همگی بنفس ظهور ربنا و مدح جناب قدس آمد
و معامده خفی و غیبی در مرتبه عرفان شهادتا تفصیلا ظهور نمود و در عین
شهود اسم ظهور ذات و صفات کامله باطلاق بحث و اتم معنی تسبح
لله ما فی السموات اینجا باید فهمید پس در مرتبه ظهور کلمات نفس ظهور
مدحی و وصفی است جناب قدس حقیقی را و کلمه اثبات ظهور کلام مطلق
او در مرتبه ثانی مدح حضرت عیسی صلوات الله علی نبینا و علیه السلام بلفظ
کلمه از جناب قدس و آیه ما تقدت کلمات الله مثبت این معنا و موضح این

marfat.com
Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

لامنیت اللفظ والفاظ احادیث قدسی کویا برزخی است میان دو نوع
عام وخاص واکمل واجمع در نوع خاص حضرت فرقان است لاریب ولایاب
الافی کتاب مبین برین مدعا دال است وخاصی دن این مرتبه بامعنی است
که لفظاً وحقیقةً منسوب بجناب قدس است ودال بر کلام مطلق حقیقی در صفتی
دیگر درین دلالت وانتساب شرکتی باو ندارد ودر اسطر هیچ مخلوق من حیث
تصرف غیر از مظهریت فقط روی تصور نیست اگرچه منسیت اللفظ
باشد بلکه در عین تخلیق این الفاظ وحروف متبرکه تخلیق وتخصیص
انتساب ودلالت ذاتی ذی الی الله تعالی نموده اند والتزام حفظ این
خصوصیت بر همه مومنین فی جمیع الازمان مقرر فرموده پس این تحقیق
متحقق شد که در مظهریت ظهور قابلیات اند ناحیه خود کلام مطلق
حقیقی با جمیع قابلیات خویش کما هو اطلاقاً ظاهر وپیدا است و
در عین پیدائی مقروء وقاری ومحفوظ حافظ ومکتوب در صحائف است
بی احاطه وقت قاری بی ادراک حفظ حافظ وبی اتصال حروف
وکاغذ بلکه محیط جمیع ذرات مظهریت بکیفی صرف وانچه مدرک
ومحاط است غیر ظهور قابلیات از ناحیه مثبت واین را ربط او تعالی

Marfat.com

کرمومنان را در دار آخرت بینندنی است و او تعالیٰ مرئی ما خواهد بود بی
احاطہ و ادراک قیاس نماید کہ ہیچ نسبت و اضافت حقیقت
کلام بسوی او تعالیٰ من حیث صفت ذاتی اوست و انتساب الفاظ
و حروف متعالیہ بانجناب اقدس من حیث اعلیٰ مرتبہ مخلوقہ اوست و منظریت
خاصہ حقیقت کلام مطلق لاذیرا کہ این ارسیانی منظم کہ بر الواح و کاغذ
و غیر ذلک ثابت است ترکب مسبح مخلوقی مردی متصوریت غیر از نظر
فقط و تیر ہمین معنی است و نفخت فیہ من روحی دیگر جا روح مطلق مراد
کہ سبد امخلوقات است سبحان اللہ از کجا عظمت و علو این حروف و الفاظ
قرآنی باید فہمید کہ از صفت تعظمی روح مطلق را بعین مرتبہ جوہریت بسیط
منصبغ فرمودہ اند این حروف و الفاظ را در این مرتبہ محسوسہ مرکبہ ذاتیہ و نسبتیہ
بینما از زاویہ مخلوقیت اینہا بواسطہ مخلوق است پس از معنی و حقیقت
این حروف کسی چہ بیان نماید الغرض اکمل و اجمع و اشمل از جمیع آیات
قرآنی ایہ تسمیہ است از اینجا است کہ اول ہر سورہ آمد و افتتاح و ابتدا
ہر سورہ یک ابتدا نہ ہر امری بلکہ امور ذی بال بوی لازم پس کلام واحد نفسی جامع
کمالات خود بحیث جامعیت حقیقت این ایہ عظمہ است بصورت نقطہ این

Marfat.com

آیت منزل صورتی است مر حقیقت معنوی خود را که کلام مطلق است و کمالات
آن کلام مطلق من حیث مقروئیه معنویه حقایق اند مر دیگر آیات قرانی و کتب
منزله فرقانیه را مرتبه کلام نفسی بحیث معنویت و مدح مطلق که حقیقت
تسمیه است منسوبیت مر جمیع کمالات خود را او مر جمیع تمامی مقیدات که ظهور
قابلیت اند ماجیه کمالات کلام مطلق اند در اوقات موقوته اقتضائے
ظهور داشته اند بحسب اقتضای ظهور داشته اند بحسب اقتضای عالی بمجرد امر کن
که قابلیت از کلام مطلق بر منصه شهود جلوه گر شده اند باین تحقیق واضح
گشت نقطه ایست جامع مر حقیقت و صورت الف لام میم را حقیقتاً
و صورة و مراد از الف لام میم هر سه مرتبه وجوبست انبیا تحقیق این ابیات
که حضرت پروردگار تسمیه فرموده اند باید دریافت والسلام والاکرام
گرچه دورم ولی ذ بیتم طالب روی دوستان خودم باید دانست که تسمیه
کلام حق سبحانه است سوال اگر کنند که مقرر اهل تحقیق است که کلام او تعالے
بحرف و صوت است و تسمیه تمامی حروف است پس چگونه اطلاق کلام بر
جایز باشد گوئیم علی جمیع الکتب السماویة المکتوبة فی مصاحفنا
والمقروة بالسنتنا والمحفوظة فی قلوبنا جواب اطلاق کلام بر تسمیه و جمیع کتب

Marfat.com

سعادت میزدد و اوصاف اضافت تخلیقی یا اوصاف اضافت توصیفی
اگر همین حروف بکنوبت اطلاق بکلام او تعالی نیز درست است اما این
اضافت سلب اضافت تخلیقی کوید بدیکه تمام کمال این حروف هو هو کمالی مخلوق
او تعالی است بدای مظهریته کلام مطلق حقیقی که منزه از حروف و صوت
است و تصرف هیچ مخلوق در تخلیق آن متصور نیست الا لسان الخصوص چون
از تصرف تمامی مخلوقات این الفاظ متبرک عالیه منزه باشند و الفاظ را از نسبت
بشری متکلم خارج نیست پس لاجرم این الفاظ عالیه را ثابت کرده شود که کلام او تعالی
هست اما باضافه تخلیقی علوشان قرآن را باید دید که آنچه روح اعظم را در عین
علو رود حادث فرانی که از جنس مخلوقات مخلوق اول است و نسبت مرتبه تنزه دارد
با اضافت تخلیقی متصرف ساخته از چنانچه قوله تعالی و نفخت فیه من روحی تشریف
اضافت تخلیقی مخصوص حضرت مسیح علیه السلام کرده شود که کلام تخلیقی قدیمی از ان
نسبت نموده از حقیقت حقیقی آن کلام چه بیان نماید که از صفات قدیم ازلی و ابدی
گرا بارست کی بی پاس این خطا هر لوصل آن متوقع کرد دو ما کان لبشر ان
یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب الآیه و اگر از حروف نظر برداشته آنچه
این حروف متکوبه بمهجوری از کلام حقیقی است و از ما تکلم آن محفوظ آن

Marfat.com

بمجرد ادای این حروف بی تقدیم و تاخیر بمعیت حقیقی واقع است اگر بران
مرتب حقیقی اطلاق کلام کنیم درست است لیکن باضافت توصیفی زیرا که در عین
تکلم این الفاظ متبرکه که تکلم بکلام مطلق حقیقت است غیر اگر متکلم این الفاظ تکلم
بکلام حقیقی میسر شد پس چگونه کار کرده باشیم ذلک فضل الله یوتیه من یشاء و این
از فضل او تعالی است که با وجود علوشان کلام مطلق که از کرد حروف پاک
و مبرا است بمظهریت این الفاظ متبرکه سبکار نازا از حقیقت کلام مطلق
بی زیادتی و نقصان مشرف میفرمایند باید دانست که ظهور کلام مطلق
اولا بنفس عالم است که بجا حرف و صوت نیست اگرچه نورانی باشند و این
ظهور اول در نور اول است که نور محمدی است صلی الله علیه وسلم و القای لطیفه
سری مشعر از انست و ثانیا بحرف و صوت نورانی که آن جبرئیل سمع صوتاً
و الاعلی کلام الله علی ما اراد الله از ان مراد است و ثالثا بحرف و صوت جسمانی
که آن تکلم جبرائیل را نبیست رابعا بحرف و صوت جسمانی که از ان تکلم حضرات
انبیست علیهم الصلوات خامسا بحرف و صوت مکتوبی که آن کتابت مصاحف است
پس مومن را باید بهر مرتبه نزول اتیه خبر که مشرف گردد در عین وصول این مرتبه
وصول مرتبه حقیقی کلام مطلق بل وصول متکلم ازلی باطلاق محض نیز حاصل

marfat.com

Marfat.com

واتحاد یقین نماید تا در محبت نماند مضرعه یار در خانه من کرد جهان کردم ها
مثل مشهور است مکتوب است بیکم محمد صادق حالندهری در تحقیق عقیده کرانسان
فاعل مختار است بسم الله العظیم والحمد لله الکریم معروض میدارد
محب صادق را بهره از صدق حقیقی و معرفتی از عقیده صدیق در سلسله اختیار
چنانچه مقرر اهل سنت و جماعت است بفضل بی نهایت او تعالی حاصل باد
غرز من در سلسله اختیار و معذب ساختن بنده عاصی بطور اسم قهار برسیده
بود یعنی که هرگاه هر ذره از ذرات دهر مخلوقی از مخلوقات من کل الوجوه مراد و مقدر
ارادت و قدرت او تعالی باشند و در هیچ زمانی بلکه آنی از جنبش و آرام هر جاندار
بوجود آید همه بتمامی خلاف ارادت و قدرت و اختیار خداوندی است
بنده را مختار گفتن در فعل اختیاری این را موجب عقاب این مقرر نمودن چه معنی
دارد و ثبوت نام مختار با وجود این اضطراری کمال در حق او چگونه متحقق شود با وجود این
بی اختیاری کمال او را معذب ساختن چگونه از انصاف باشد غرز من دانستن این
از دو راه است از راه تقلید و تحقیق و تحقیق اما تقلید است کجون اهل سنت و جماعت
را از هر مذاهب اهل حق یافتیم پس در جمیع مسائل مقرره ایشان
اعتقاد کامل هر خاص و عام را از تابعان ایشان صادق کامل و معتقد شامل بعد استماع

Marfat.com

عقاید مذکورہ باید بود اگرچہ بر تحقیق وجوہ آن مطلع نباشم و بہ یقین قلبی دانم
کہ آنچہ مقرر این طایفہ اہل حق است برحق است چنانچہ طالب العلم مبتدی را شبہ
در حقیقت علم فوقانی کہ در ان دست رس ندارد پیدا نیست اگرچہ نمی فہمد اما می فہمد
کہ نمی فہمد لیکن ایمان تقلیدی غیبی بر حقیقت آن علم فوقانی خود دارد بلی تزلزل
و شک اما تحقیق این تحقیق موقوف بر تحقیق حقیقی حقایق اشیاست کما قال
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیما لنا الہی خلصنا عن الاشتغال بالملاہی
وارنا حقایق الاشیاء کما ہی و آن تحقیق مرتبہ عالیہ دارد کہ نادرے از خواص
بلکہ اخص خواص نصیب است و در تبع نبی خویش بان سرفراز میفرمایند ذلک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء اما چون بہ برکت لسان روشن بیان انجمن عزیزی مادر العصر
بعید نیست کہ در دماغ عقیدہ مبتدیان صادق نیز بہ تفہیم بیان خود بوئی از انچہ
تحقیق در مد و معطر سازد بنابران حرفی چند کہ امانتی است از ان عزیزان
بر طالبان مستعد بیان مینماید باید دانست کہ قبل موجودیت خود ہر مختار و مجبور
مراد و معلوم و مقدور علم و ارادت و قدرت خداوندیست جل شانہ ذاتاً
وصفاتاً و کمالاتاً باختیار رب تعالی تم برمانہ و این ہمہ برای اظہار حسن کمال
اسمائی خود است در مرتبہ خارج بی احتیاج او بسوی این اظہار و در عین حکمت

marfat.com

Marfat.com

لغه است وتحقیق علیحده بس بعضی ازان معلومات ومرادات ومقدورات
در مرتبه خود بمظهریت صفات لطیفه مخصوص وبعضی بمظهریت صفات قهریه
باحسب کمال هر صفتی از صفتین بمظهریت مظاهر مخصوصه خود ما ظهور اظهر پیدا کند
وچون در جمیع مظاهر کامل تر واقوی تر برای مظهریت آن مراتب عالیه ازین
است وتحقیق مظهریت کامله بی ظهور جمیع صفات ازلی لم یزلی اوتعالی متحقق
نیست پس بهمان مرتبه علم وارادت وقدرت ازلی ازین قبل موجودیت خود
بصفت وجود وحیات وعلم وارادت وقدرت وسمع وبصر الی غیر ذلک قابل
ولایق وموصوف آمد ومعلوم ومراد ومقدور گردید کذلک بصفت الاختیار
وبمشیت در همان مرتبه متعالیه باسم موجود وحی وعالم ومرید وقادر وسمیع
وبصیر الی غیر ذالک بی انکه موجود باشند وخارج وکذلک باسم المختار وچون
بعد موجودیت انچه ازین قبل در ایشان باین نحو ظاهر وپیدا است جهت ازدیاد
وصفات ایشان وجهت فعال واثار ایشان تمامی کمالی بی زیادتی ونقصان
ظهور همان مرتبه اولی است پس درین مرتبه نیز بمشیت همان اسامی وموصوف
بهمان صفات مخصوصه خود آمده اند بی زیادتی ونقصان واز جمیع مخلوقات
دیگر مختار در صریح تر پس لازم وواجب بر هر ذی علم وعقل است که بهر نامی وصفتی

Marfat.com

که مولای او تعالی شانه قبل موجودیت او را اسمی و موصوف ساخته و مظهر
و متصرف اسماء و صفات خود مقرر کرده و استعداد او در همان مرتبه علم دارد
و قدرت از قبول آن اباء و انکار نکرده و قابل بقبول آمده چنانچه آیه اناعرضنا
الامانة الی آخر الآیة از مرتبه استعداد باو خبر میدهد بعد موجودیت خود نیز
در همین مرتبه خود را بهمان نامهای اسمی و بهمان صفتها موصوف داند و خود را
تابع هوا و خود ساخته بآیهای طبعی و هوا اسمی داند و معدوم و جاهل
و مجبور قرار ندهد و داند که تخلیق عالم محض برای اظهار حسن کمالات صفات
لطیفه و قهریه است و هر صفتی باقتضای ازلی قدیمی خویش مقتضی موجودیت
خارجی مظهر مخصوصه خود است و در عین اقتضای او بمظهر هر مظهری بنامهای
مخصوصه و صفات ذاتیه و افعالیه خود اسمی موصوف و چون انسان را از همه
مظاهر برای مظهریت کاملتر و لایقتر مقرر و مقدر فرموده اند پس بظهور حسن
کمال اسمی اگر در مظهر پیدا نگردد و مظهر را در روشنی و علمی نباشد مظهریت
کامله در حق او چگونه ثابت و متحقق شود پس ثمره صفات لطیفه در مظاهر راجعست
و صحبت مظهریت ثمره این صفت در ازل اسمی بنام ثواب ثمره صفات قهریه
در دوزخ و این اسمی بعذاب و در حق این امتیاز علمی در مظاهر بظهور صفت تمیز حقیقی

Marfat.com

وعلم قدیمی است چون تمیز او تعالی بعلم قدیمی او سبحانه بی صفت اختیار
واجبی نسبت لاجرم اختیار کونی و حدوثی را برای ظهور اختیار وجهی
ازلی بحسب مرتبه معلومه مقدوره موجودیت خارجی عطا فرموده اند تا از مظاهر
دیگر شانی علیحده پیدا کند و از ابنای جنس خود بسبب فعل اختیاری اگرچه
کونیت تمیزی جدا حاصل آرد لمیزالله الخبیث من الطیب زین امر عادلانه
دارد چون امتیاز یافتن جنبه طیب بی ظهور امر و نهی متعذر بود
در همان مرتبه معلومیت و مقدوریت بهر امری و نهی که مامور و منهی بود
در مرتبه موجودیت خارجی همان مامور و منهی است و بسبب ظهور امر و نهی
امتیازی کمالی در میان خود ها پیدا کرده تا از درکهٔ چهل برآید و مظهریت
کاملهٔ الایق آید عزیزمن شبه و انکار در مردم که در سر اختیار میکند نیز
در همان مرتبه معلومه مقدوره با اختیار ایشان برای ظهور کمالات اختیار
حقیقی غرشانه معلوم و مقدور است کما و تعالی بحکمت بالغه خود مظهریت کمالات
علمی خود که خاصهٔ مظاهر لطیفه است ایشان را مشرف و مکرم نخست و این نیز
از نا قابلیت حقیقی استعدادیه ایشان است اگرچه این خوبست در حق بعضی
دایمی در حق بعضی اوقاتی پست زیرا که چون ایشان امتیاز کمالی در مرتبه

Marfat.com

امکان و مرتبه وجوب وجود نداده و در تحقیق مظهر و مظهر الهی میگوید
میگویند که چون در هر فعل و قول و اسم و صفت خود مصروف و تابع اختیار
و قدرت واجبی باشیم چگونه اسم مختار و قادر و صفت اختیار و قدرت
در حق خود مسلم داریم زیرا که در هیچ فعلی و قولی اگر بی تابعیت اختیار و اجبی
خود را مستقل و فاعل می یافتیم البته دران فعل و قول تحقق صفت اختیار
در ما می شد و چون چنین نیست پس اختیار هم نیست گوییم که حق سبحانه
تعالی بمحض ظهور فضل بی نهایت خود اگر در حق ایشان در اراده ازلی برادر
مخصوصه مقدر ساخته در سینه ایشان ریزد تا بدانند که ما و هر چه در ما پیدا
و ظاهر است ممکن است چه از ذات تا وجه از صفات و افعال ما و ممکن از آنکه بیند
که من حیث الذات و الصفات و الافعال بودن و نابودن او در تحت اختیار
واجب الوجود بود و واجب نیست غیر حق تعالی پس اگر ذات و وجود ما که بآن
مسمی بوجودیم و اگر صفات ما چنانچه سمع و بصر و علم و ارادت که بآن مسمی هستیم
بسمع و بصر و علم و مزید تمامی محتاج و منتفر در بودن و نابودن خود الی وجود
و جمع و بصر و علم و ارادت واجب تعالی است که لایق صفت الاختیار ما که در
اخذ و ترک شنیدن بحسب این درجه که ما دران وجه ایم و خود را از جمیع مخلوقات

Marfat.com

دیگر نیز میدانم محتاج و مفتقر الی صفت اختیار حقیقی واجبی است و اختیاری که صفت
جناب قدس اوست واجبی قدیم ازلی لم یزلی است که از شرکت غیری و تغیری
و تبدیلی منزه است و او تعالی مختار حقیقی است و اختیاری که صفت ماست
ممکن و حادث و فانی و مستهلک و در هر آنی بی خود یا خود است و هیچ وجهی از وجوه
شرکتی با اختیار واجبی ندارد و چگونه طلب این شرکت نمایم که او تعالی در تخلیق عالم
اظهار حسن و کمال خود خواسته بحکمت بالغه خود این نشأ را مظهر اسماء و صفات خود
گردانیده اگر اختیار خود را مستقل با اختیار خود جویم این کمال با موافقت جناب
قدس او کردن است و عالم کمال در حق خود و اقتضای نقصان و کمال او
و این محض نادانیست و اختیار این عقیده این نادان از این طور اسم مختار او تعالی
عنقای قهر بست غیر زمین اگر نظر کسی دریابی که مولا رتو ترا فاعل و مختار خواند
چنانچه در عقود اعمال ما شنیدیم و مخالفت قول او تعالی خود را غیر مجبور و غیر مختار قرار
میدهی و این مخالفت صریح بر اختیار تو دال است چه اگر مختار نمی بودی البته
آنچه از قول او تعالی واقع است از زبان تو نمیرفت و صادر نمیشد پس زیادتی و نقصان
و دانی که انکار از اختیار نیز باختیار است و این انکار تو باختیار منظهر ظهور
همان اختیار حقیقی است برای جلوه گری حسن کمال صفت قهریه که معلوم مراد

Marfat.com

ازلیت نعوی جدید و زاید چون ما بین بینا شدی از چاه قدرت
و حیرت بلدی و مخصوصیت اہل حق مختص شدی رسیا اتمنا من لدنک
رحمت انک انت الوہاب مکتوب مبعث دوم بفضیلت و کمالات دستگاہ
حقایق پناہ میان شیخ محمد فاضل چیوہ ربان انکہ بر علم عادی خود نظر داشتہ
و خود را از سر علم تحدیث مغمور دانستہ از ستہ نور وصف و ثنای
جمو لا جل و علی باز نیابد و نشناسد و در تحریص شوقی از مرتبہ بستہ بہ نور
بدر لوبہ حلوہ و حضور و ما یناسب ذالک اندراج یافتہ

الحمد للہ الذی علم الانسان الوصف و التوصیف کما یلیق بذاتہ
و اخرجہ لہ الوہم الکثیف فعرفہ حق عرفانہ تعلیم و وصفہ کما ہو موصوف
باوصافہ قدیما و وصف نفسہ بنفسہ بعلمہ القدیم یتحقق بالاحاطۃ الکاملۃ
و العادۃ فوصفہ سبحانہ بتعلیم و منظریۃ علمہ بعلم الذی الاجلی
القدیمی لیست لاحد الکائنۃ احاطۃ بالنسبۃ و قولہ تعالیٰ لا یحیطون بشیء من علمہ الا
علم العادی المذوق العاری عن منظریۃ خاصۃ فہی عین الاستغناء
عنہا و عن اوصافہا بعلم العادی محبوب و مقتضی لذاتہ ان وصفنا
نوصف علمنا من لدنہ و حمدناہ بالحمد الحقیقی کما وصفناہ بالوصف

Marfat.com

القديمي اذا تحقق هذا فثبت ان العارف العالم قد ترقى من درجة
الوصف الذي كان بعلم العارف الوهمي الخيالي ودخل مرتبة الوصف
التعليمي القديمي فعجب من العارف الذي ترك مرتبة العلياء الثانية
التي حصلت له بمحض فضله ونزل في مرتبة الاسفل المتروكة ينظر اليه و
نفس محزونا ومتقصرا عن وصف ذاته وهذا عدم تحديث تعليم ربه فيه ومخالفة
صريحة بقوله تعالى واما بنعمت ربك فحدث واعلم ان في عين ترقيم هذا المكتوب
الهام الى ان هذا العارف كان عارف الرسمي الوهمي وان كان نظره تعليمه
او وهما الى مرتبة العليا لكن مقامه في المرتبة الاسفل فلا بد له ان يجيب نفسه
مقصرا من وصفه الحقيقي واما العارف الكامل المكمل الذي ذكرت وصفه في
صدر الكلام اذا ترقى من حضيض الجهل الى درجة العلم الحقيقي علم ان منعم
هذا العارف الحقيقي انعم نعمة خاصة وعززه بتعليم حقيقة صفاته بمظهرية علمه القديمي المحيط
الاول من الازل والعارف بالاحاطة الكاملة فوصفه كما هو بتعليم علمه وحمده كما يليق بذاته القديمة
هو مقتضى تمكن العالم فهو الله الظاهر الغني وفي عين غنائه محبوبه ومقتضى غناه ان يكون ظهر
سبق بمظهرية علمه الاصلية بين وهو الباطن الحقيقي وفي عين بطونه وتنزيه عن الشهود يحب ويعشق
ان الى مرتبة الشهود ليشاهد كمالاته في مرات اعالي الشهود لتسلتهم يعلموا انهم انما هم
الى وصول الذات الى جامع شهود كمالاته في مرات اعالي الشهود لتسلتهم يعلموا انهم انما هم
القدير بفضله وهو مقتضى سبب
الظاهر

Marfat.com

باسم الباطن ولو شاء الله لجمعهم على الهدى ولكن يؤخرهم الى اجل مسمّى
واما اطلاق الغايب منه على الغيب الحقيقي مع عدم تردد له على ما تقرر
عند المحققين هيل له اثر ونقل ثم انه قد تبين عند الكاملين المكملين
ان ارتفاع جميع مراتب الظلال من نظر الطالب حتى العرفان
الشهودي الذي وصوله في اللطيفة الروحية الا بالخروج عن المعروف
النهاري الذي هو النور الاول بحضور السري فالخروج من الحضور دخول
في غاية القصور وهو سبحانه اعلم مكتوب سيوم از حقايق اگاه ميان
عبد الكريم فذير لبادي در تحقيق بعضي حقايق ومعارف اگاه ودلايت وكمالات دستگاه
زبدة المحققين عظمت پناهان ميان محمد جان وحاجي الحرمين الشريفين حاجي
شيخ محمد طاهر جو همواره بر مسند ارشاد متمكن بوده فيض بخش خلايق باشند
از جانب كمترين فقرا احقر عبد الكريم بعد از سلام فقير انه وغريبانه من مقام
وزيرآباد بجناب عالي معروض ميدارد كه اشتياق ملاقات گرامي ايشان از حد
زياده ميدارد بر وقت موقوف است كه حق سبحانه وتعالى نصيب گرداند
اميد كه از ياد خود ياد وشاد مسفر موده باشند احوال خريان بتعلم عاطفت
مرقوم مسكرده باشند كه در تمعني سربلندي فقرست ديگر اينكه بعضي از عزيزان سوال ميكنند

marfat.com

Marfat.com

کہ صفت تکوین از صفات مشروط و بعضی میگویند از صفات غیر مشروط است
ما برین است کہ از صفات غیر مشروط است پس ظہور آن مذاہ ترین شبہ می آید
کہ اگر صفتی از صفات حقیقۃ بالتعلق لزوماً سلب نماید چنانچہ اگر صفت قدرت
مثلاً سلب نماید عجز لازم می آید ہمچنین اگر صفت تکوین را سلب نماید جہ نقیض لازم
می آید دیگر انکہ در تمجید و امثال حضرت پیر دستگیر حضرت جیو شہ اللہ سرہ العزیز
نوشتہ اند تغیر مطلق و عدم متعدد است و نفس تغیری ابدی است در ہنجا سوال
میکند کہ اگر عالم در یک آن معدوم و موجود میشود در اعراض عالم ہیچ سوال نیست
اما در جواہر عالم سوال باقی می ماند اگر مثل او دیگری در ہمون آن پیدا میکند
جزاء فعل بر غیر فاعل لازم می آید و اگر ہمون جوہر اول را پیدا میکند تحصیل حاصل
لازم می آید ہمید کہ جواب این سوال بر شہ مذکورہ را بعبارتی کہ در سبب الغیم عوام است
بنویسند انکہ قولہ تعالی کل یوم ہو فی شان حق سبحانہ و تعالی ہمیشہ در کار است
و تعطیل در صفات جایز نیست ہر گاہ عالم نبود حق سبحانہ در چکار بود پس ازین
ازین طور کمالات ذاتیہ و صفاتیہ اگر تعطیل صفات شاید جایز نیست کہ مستلزم نقص است
تعالی اللہ عن ذلک سبحانہ علوا کبیرا و اگر در کار باشد مقدم عالم لازم آید دلا
جواب شافی مرحمت فرمایند مکتوب بست و چہارم در جواب اعوزہ مقابل آگاہ عبد الکریم و میرآبادی یا سلمہ

Marfat.com

الحمد لله رب العظمة والكبرياء وعلم آدم الاسماء كلها والصلوٰة على نبيه الكريم
بفضله العليم العظيم وعلى آله واصحابه اجمعين اما بعد سلام فقير آنه عزيز مطالعه غائبانه
فرمايند لطيفه شريفه شرف ورود يافت بعضي اسوله كه مندرج بود مطالعه
در آمد مذاكر جواب اين احقر نادان محض است ويارائي آن ندارد كه در چنين مطالب
بلند مجيب شود اما چون از حضرت بي كيف بتوسط حبيب دانا ولي ارشاد تعليم نمايد
وبراي اظهار برادران دين امر فرمايد ادا رامانت ضرور ست جواب تحقيق نمايد سوال اول
سيوم انكه معلوم ست خلق كه خالق راست سبحانه از عالم حدوث وامكان
هست يك از وجوب وقدم است ميان مرتبه چه ذات علم وچه صور واشكال عالم
آن معلوم بچه كيفي اند واين شبه از عدم تفرقه بين المعلوم والموجود است
علم حضوري حق تعالى بر علم حصولي خلق قياس نبايد كرد شتان ما بينهما دوم
جواب سوال اول انكه تكوين از صفات فعليه حقيقيه است نه حدوثيه چنانكه شيخ
ابو الحسن اشعري ومعتزله گمان برده اند وان تفرقه كه هر صفتي كه ذات به ضدان
موصوف نباشد حقيقيه ست وصفتي كه ذات به ضدان موصوف باشد
فعليه است نيز نزد شيخ ابو الحسن اشعري است والا لازم آيد كه صفت اراده
وكلام از صفات حقيقيه نباشد چرا كه ذات بضدانها موصوف است

Marfat.com

چنانچه قوله تعالی ان الله یرید بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وایضا لا یکلمهم الله
ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم واگر رفع شبهه نشود در عقیده حافظیه سعه
چو اشیاء غیره کتب کلامیه نظر برکمارند مخدوما صفات هم حقیقه اند و فرق
درمیان صفات افعالی و صفات ذاتی با وجود انکه هم حقیقه باشند چنانچه حضرت
پیر دستگیر بیان میفرمایند آنست که ظهور صفات ذاتیه قدیم است و ظهور
صفات فعلیه حادث و صفات هم ذاتیه و فعلیه بنفسها قدیم هستند
و حدوث ظهور صفات فعلیه منحیث خصوصیت خاصه انها گفته میشود والا
در ظهور تبعی که با صفات ذاتیه تبعا واقع است قدیم است زیرا که درمیان
خود با نسبت لاهو ولا غیره است این از کم کسی شنیده میشود و توقف این
سیوم بر توقف اصطلاح این نیست جواب سوال ثانی انکه تجدد امثال یعنی
است که هر مخلوقی را چه از اعراض و چه جواهر در هر آنی تغیر مطلق واقع است
هم بحسب ظاهر و هم بحسب باطن یعنی ذاتا و صفاتا و همین دلیل است علماء ارحدوث
عالم اگرچه تجدد قائل نباشند و قوله تعالی کل شیء هالک الا وجهه مقوی این معنی است
پس این سلاکت بر جمیع مخلوقات چه جواهر و چه اعراض در هر آنی واقع
ملک لازم ذات انسان است و اگر در همان آن در عین هلاکت نبود موجب

Marfat.com

معزز و مکرم نشوند بعدم مطلق رود مذهبی اقتدار او سبحانه تعالی باد چنین
هلاکت غیر بعضی را منقطع الظهور ساخته و بعضی را ابدی الظهور ساخته
چنانچه در عقیده شرعیه مقرر است خبر فانی نگردد یا بمعنی است که حضرت جلو
قدس سره تغیر مطلق و عدم مقید کرده اند و نفس مخبری ابدی فرموده اند نه با معنی
که عالم در زمان واحد بعدم مطلق رود و باز در همان ان مثل آن بوجود آید زیرا که
این خلاف واقع است و قابل اعتراض و اگر در کلام بعضی صوفیه لفظ عدم
هم واقع شده است مراد انها همین تغیر مطلق خواهد بود و نیز این قول
مذکور جواب است به صوفیه و اشاعره چون صوفیه بعدم مطلق قایل اند در حق
ادشان جواب بعدم مقید است یعنی عدمیت مقید است باعراض
و تغیر مطلق جواب است به اشاعره که قایل بتجدد اعراض اند غیر جواهر یعنی
تجدد صفت تغیر بجواهر و اعراض شمولی دارد زیرا که جواهر و اعراض همه داخل دارد
امکان اند و هر ممکن حادث است و دلیل حدوث او تغیر او است فافهم
جواب سوال چهارم که کل یوم هو فی شان با یمعنی است که صفات ذاتیه او تعالی
بر متعلقات خود همیشه در کار اند و این تعطیل که در صفات فعلی ملحوظ
می گردد اضطراری نیست بلکه اختیاری است اگر تعمق نظر بر طبیعت صفات

marfat.com

Marfat.com

فعلی که مر صفات ذاتی راست که بصد جان ارزان است هر گاه حق سبحانه تعالیٰ
به تعلیم او تعالیٰ از زمان حال و ماضی و استقبال منزه دانیم پس تعطیل را
که شعر از زمان استقبال است چرا از میان برداریم فتامل والسلام علی
تبع الهدیٰ مکتوب میست پنجم بر تحقیق عدم وقوع رویت در دار دنیا مگر بان سرور صلعم
جواز رویت او سبحانه بچشم سر در دنیا در بیداری از تقررات و اعتقادات اهالی
هر چهار مذاهب اهل سنت و جماعت است شکر الله تعالیٰ سعیهم و معتزله منکر این جواز اند
چه در دنیا و چه در آخرت اما وقوع رویت حق تعالیٰ بچشم سر در دنیا
هیچکس از انبیا و اولیا و هیچکس از اهل مذاهب اربعه جایز ندانسته اند منکر در حق آن
سرور اشرف المرسلین و افضلهم علیه الصلوٰة و علیهم اجمعین اختلاف صحابه
است رضی الله تعالیٰ عنهم حضرت عائشه رضی الله عنها و بعضی صحابه قایل عدم
وقوع رویت بصری اند در دنیا مطلقا در شب معراج و غیران و از بعضی
صحابه در حق آن حضرت یکبار یا دو بار وقوع رویت بصری در دنیا در شب
معراج و غیر آن روایت کرده اند و این اختلاف هر دو طایفه نیز بقیاس
نیست بلکه بقول رسول است صلی الله علیه وسلم و علی آله اجمعین چون حضرت
عائشه صدیقه و بعضی رضی الله عنها و عنهم اصحاب بعد تشریف آنحضرت
صحابه

Marfat.com

از معراج پرسیدند هَل رَاَیتَ ربک یعنی در شب معراج دیدی رب خود را
گفت اللہ نورانی فکیف اراہ یعنی اللہ نور است چگونہ بینم او را و نیز فرموده
رایتہ بفؤادی یعنی دیدم خدایرا بدل بعضی دیگر پرسیدند یا رسول اللہ دیدی تو
خدایرا در شب معراج فرمود لا انما اللہ نورانی اراہ یعنی اللہ سبحانہ و تعالی
نور است دیدم من او را و این اختلاف در قولین در دیدن یکبار یا دو بار
است اما زیادہ ازین اتفاق تمام در منع او ست اما حضرت امام اعظم رضی اللہ
عنہ فرمودند الا خوطہ ہوالسکوتہ یعنی در حق آن سرور در وقوع و عدم وقوع
رویت بچشم سر در شب معراج و غیر آن از دنیا احتیاط آنست که ساکت باشیم
و ہیچ نگوییم و علم را بخدا سپاریم ازین تحقیق ثابت شد که ہیچ یکی از اصحاب کبار
و مجتہدین عظام در حق خود قایل رویت در دنیا نیست و ہیچ یکی را در دنیا
میسر نشد با وجود کمال در رعایت کامل قدم ایشان نہایت اولیاست عجب از
بعضی جہال این زمانہ است آن رویت که در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یکبار نیز با تفاق ثابت نشده باشد در حق خود و توابع خود دعوی استحباب
کردن نمیدانند ہر آنی و در ہر زمانی بی توقف ہمان رویت را قایل اند بلکه میگویند
که ایمان بی رویت کامل نمیشود بلکه ناقص است و این قول ازین سخت تر از قول

marfat.com

Marfat.com

ایشان بر رویت است بجز از قول ایشان لازم آید کہ ایمان ایشان عالی
است از ایمان کسی کہ در حق او خطاب لن ترانی قطعاً واقع است و این کفر
محض است ضلوا فاضلوا الولیک کتب الشیطان الا ان حزب الشیطان ہم
الخاسرون و از بعضی اولیا رکہ کلمہ رویت سرزدہ و دیدنی است نہ رو
بصری زیرا کہ این ملحد خلاف مذہب سنت و جماعت است و در حق ایشان
بدظنی کہ است در عقیدہ منظور میفرمایند؟ من قال فی الدنیا ارادہ بعینہ؟
فذالک زندیق ملحد و متمرد؟ و خالف کتب اللہ و الرسل کلہا؟ و نزع عن الشرع
الشریف و البعد؟ و ذالک ممن قال فیہا بعینہا؟ یعنی وجہہ یوم القیامۃ مسودا
در تفسیر بیضاوی در بیان معنی آیہ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ؟ الی آخرہ باید
کہ چہ میفرمایند پس ازین تقریر متحقق شد کہ انچہ بعضی نادان از عبارت تفسیر
بیضاوی کہ در سورہ فاتحہ در معنی ایاک نعبد و ایاک نستعین فرمودہ اند رویت
بصری می فہمند نادانی محض است و این از نافہمیدگی عبارت تفسیر است
و برای توضیح عقیدہ در توقف رویت در دنیا چند فصل از کتب احادیث
باسناد معتبرہ در ذیل این عبارت آوردہ شدہ فصل الاول عن جریر
ابن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم سترون ربکم

Marfat.com

عيانا وفي رواية قال كنا جلوسا عند رسول صلى الله عليه وسلم فنظر الى
القمر ليلة البدر فقال انكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر لا تضامون
في رويته فان استطعتم ان لا تغلبوا على صلوة قبل طلوع الشمس وقبل
غروبها فافعلوا ثم قرا وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها
متفق عليه وعن صهيب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا دخل اهل
الجنة الجنة يقول الله تعالى تريدون شيئا ازيدكم فيقولون الم تبيض وجوهنا
الم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار قال فيرفع الحجاب فينظرون الى وجه الله فما
اعطوا شيئا احب اليهم من النظر اليه ثم تلا للذين احسنوا الحسنى وزيادة
رواه مسلم عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ادنى اهل الفصل الثاني
الجنة منزلة لمن ينظر الى جناته وازواجه ونعمه وخدمه وسريره مسيرة الف
سنة واكرمهم على الله من ينظر الى وجهه غدوة وعشية ثم قرا وجوه يومئذ ناضرة
الى ربها ناظرة رواه احمد والترمذي وعن ابي رزين العقيلي قال قلت
يا رسول الله اكلنا يرى ربه مخليا به يوم القيمة قال بلى قال وما اية ذلك
في خلقه قال يا ابا رزين اليس كلكم يرى القمر ليلة البدر مخليا به قال بلى
قال فانما هو خلق من خلق الله والله اجل واعظم رواه ابو داود

marfat.com

Marfat.com

من ابي ذر قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم هل رأيت ربك
قال نورانی اراه رواه مسلم وعن ابن عباس ما كذب الفؤاد ما رأى
افتمارونه على ما يرى ولقد رآه نزلة اخرى قال رآه بفؤاده مرتين رواه
مسلم وفي رواية الترمذي قال رأى محمد ربه قال عكرمة قلت لابن الله
يقول لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار قال ويحك ذاك اذا تجلى بنوره الذي
هو نوره وقد رأى ربه مرتين وعن الشعبي قال لقي ابن عباس كعبا بعرفة
فسأله عن شيء فكبر حتى جاوبه الجبال فقال ابن عباس انا بنو هاشم فقال
كعب ان الله قسم رؤيته وكلامه بين محمد وموسى فكلم موسى مرتين ورآه
محمد مرتين فقال مسروق فدخلت على عائشة فقلت هل رأى محمد ربه فقالت
لقد تكلمت بشيء قفت شعري قلت رويدا ثم قرأت لقد رأى من آيات
ربه الكبرى فقالت اين ذهب بك انما هو جبرئيل ومن اخبرك ان محمدا
رأى ربه او كتم شيئا مما أمر به او يعلم الخمس التي قال الله تعالى ان الله عنده
علم الساعة وينزل الغيث الآية فقد اعظم الفرية ولكنه رأى جبرئيل
في صورته الا مرتين عند سدرة المنتهى واجياد له ستمائة جناح قد سد
الافق رواه للترمذي وروى الشيخان معه زيادة واختلاف في رواته

Marfat.com

قال قلت العاين فاين قوله ثم دني فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى
قالت ذاك جبرئيل عليه السلام كان ياتيه في صورة الرجل وانه اتاه
هذه المرة في صورته التي هي صورته فسد الافق وعن ابن مسعود في قوله
فكان قاب قوسين او ادنى وفي قوله تعالى ما كذب الفؤاد ما راى وفي قوله
تعالى ولقد راى من آيات ربه الكبرى قال رآه بقلبه رواه جبرئيل عليه السلام
له ستمائة جناح متفق عليه وفي رواية الترمذي قال ما كذب الفؤاد ما راى
قال راى رسول الله صلى الله عليه وسلم جبرئيل في حلة من رفرف قد ملاء
ما بين السماء والارض وللبخاري في قوله تعالى لقد راى من ايات ربه الكبرى
قال راى رفرفا اخضر سد افق السماء وسئل مالك ابن انس عن قوله تعالى
الى ربها ناظرة فقيل قوم يقولون الى ثوابه فقال مالك كذبوا فاين هم عن قوله
تعالى كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون قال مالك ان الناس ينظرون الى الله يوم
القيمة باعينهم وقال لو لم ير المؤمنون ربهم يوم القيمة لم يعير الله الكفار بالحجاب
فقال كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون رواه في شرح السنة وعن جابر عن النبي صلى الله
عليه وسلم بينا اهل الجنة في نعيمهم اذ سطع لهم نور فرفعوا فاذا الرب قد
اشرف عليهم من فوقهم فقال السلام عليكم يا اهل الجنة وذلك قوله تعالى

marfat.com

Marfat.com

سلام قولا من رب الرحیم فال فنظر علیهم ینظرون الیه فلا یلتفتون الی شی
من النعیم دامو ا ینظرون الیه حتی یحجب عنهم و یبقی نوره رواه ابن ماجه
مکتوب بیت ششم در تحقیق بعضی اقوال مشایخ که از بعضی اعزه صادر شده
چنانچه قدمی هذی علی رقبة کل ولی الله تحریر سبحان الله و بحمده در حق
مقبولان خود چه فضل فرموده که ایشان را متخلق باخلاق خود نموده حتی که چنانچه
در کلام خود عبارات محکمه و متشابهه وارد فرموده در کلام مقبولان خویش
از انبیاء علیهم الصلوة والسلام و اولیاء قدس سرهم نیز بکلمات محکمه و
متشابهه لبهم نموده تا اهل صفا اهل زیغ خفی بمحکمات آیات متشابهات
نمیکرده کما قال سبحانه تعالی فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه
منه الایه سوال از بعضی اولیاء کلمه عینیت و همه اوست و از بعضی دیگر لوائی
فوق لوای محمد و کلمه از کلمات حضرتشان که مقام خود فوق مقام حضرت
صدیق رضی و دنکین تر از و یافتم و کلمه حضرت غوث الثقلین قدمی هذه
علی رقبة کل ولی الله و امثال هذا از متشابهات میدانی یا از محکمات جواب
این همه اقوال متشابهات اند کبی تاویل یا تسلیم رسید بمقصود میشوند سوال
اگر کسی بمظاهر این اقوال اعتقاد کند بی تاویل چه قبح لازم می آید در دو قول

Marfat.com

اول کفر لازم زیرا که در ظاهر قول اول غیر حق را حق گفتن است در قول
ثانی خود را از نبی خود خاتم الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام فوق نپنداشتن
و این هر دو کفر است در دوم ثانی قائل آن عقیده بحسب ظاهر انها مبتلا
بدعت زیرا که در ظاهر قول اول کفر از حضرت آن عیب فضل بر صدیق اکبر
رضی الله عنه در سیره و در قول ثانی کفر از حضرت غوث الثقلین است فضل بر مطلق صحابه و فضل
بر امام مهدی است حال انکه فضل امام مهدی رضی الله عنه بحسب حدیث اجماع
جمهور بعد صحابه بر جمیع اولیاء تا قیامت ثابت و مقرر و قول بر خلاف نقل راست
و این رعیت و ضلالت عزیز من حضرت غوث از فضل امام مهدی بر خود
هرگز استنکاف ندارند و چون استنکاف ندارند و چون استنکاف کنند که به
تعلیم علم لدنی عالم بفضل او است و هم عالم بورود احادیث بر فضل او
رضی الله عنه و غیر واجد فضل خود سوال اگر تابعی از توابع بزرگان که قایلان
این هر چهار قول اند مثلا بر ظاهر این عبارت عقیده بندد و این را از فرط
محبت نامند در حق آن زن چه حکم بود چه این از فرط محبت است نه فرط هوا
و مخالفت با بر صحبت دی است و مدعای این نادرین هویدا مشکل
نیست که مثل عیسی علیه السلام بسبب این عقاید توابع متبوعان ایشان

Marfat.com

کما قال سبحانہ بعیسیٰ علیہ السلام ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ
الْبَيِّنِينَ من دون الی آخر الآیۃ و متبوعان سر بسجدہ نجات خود خواہند
وکرید سُبْحَانَكَ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ
رَبِّي وَرَبَّكُمْ فیلزم علی کل تابعہم ان یسلموا فیہما
بالتسلیم المحض ویؤمنوا بی ھذا بما عند متبوعہم
لان متبوعہم علی الحق لا تدخل فیہ الباطل او یاولوا
بتاویل یعد یعم الی الصراط المستقیم سوال چون تخلیص تسلیم
ای شبہ خالص نہ نصیب نادرست پس تاویلاکہ درین ہر چہار قول موصل مقصود است
بیان فرمایند جواب ما قلیل البضاعتیم چہ یارا کہ از خود در تاویل این اقوال
متشابہ دم زند اما عمران ما انچہ ازین اقوال فرموده الذ یحکم واما بسنت
رسول محدث معروف ضمیر دیگوش ہوش باید شنید کہ چون قایل قول عصمت
او المیت کہ وجود بغیر بین العدمین کالسطر التحلل بین الدمین است و قایل نفی
است از جمیع تعلقات داخلیہ و خارجیہ بحقیقت یعنی کلم طیب خلاص یافتہ
میتواند کہ بحقیقت توحید متکلم شود می بیند کہ وجود علم کہ در نفی غیر تمیز دارد
با قیست التی بحقیقہ کلمہ طیبہ می آرد تا اثبات علمی نیز رخت بر بندد و وجود

Marfat.com

حقیقی علم ہم باعالم دیگر ہستی رود فلم یبق الشاہد من الواحق الشہود
من العلم والتمیز الا المشہود الحقیقی وصفاتہ فاذا تحقق ہذا وتعدم
کل ماسواہ ینفخ الصور الحقیقی معنی کلہ لا کما یتعدم مایقی ینفخ صور اسرافیل وامثیل
ایضاً فیتکلم اللہ سبحانہ فی مظہر الشاہد التقی بجمیع لواحق الشہود بکلمہ بہما وات
یعنی تمام باتقی اوست کما یقول سبحانہ تعالی یوم ینفخ فی الصور فیتعدم الصور
مع صاحب الصور فلم یبق الا اللہ فیتکلم بکلام الحقیقی بلا واسطہ وبلا مظہر ومخاطب
لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار فاذا تحقق ہذا ثبت فی المرتبین انہ
قول الحق وکلامہ بلا شرکۃ غیر الا المظہریۃ فی الاول ودر قول لوائی فوق لوای
محمد نوادا یعنی پیش دمراد داشتہ اند پیش رو حضرت در معراج جبرائیل
وپیش قابیل حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا شک فی فوقیۃ
ہابل کفتہ نشود کہ در پیش روی حضرت ہر عالم شریک اند وجہ تخصیص این قابیل
جواب چون عوام بوسایط ضلال کثیر انحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نسبت
پیش روی دارند قابیل قول بقطع ظلیت پیش روی اصل متصف است
بقطع الفرق وقول حضرت ایشان کہ مقام خود فوق مقام حضرت ابابکر صدیق
اکبری یا بم بہ ایمعنی کہ چون در مرتبہ عروج از زیر قدمی اولیا رطریقت بکب

Marfat.com

استعداد خود بهره یافته بزیر قدمی صحابه کرام متصف شدند و ختم این بزیر قدمی
تا زیر قدمی حضرت صدیق اکبر است و چون ازین زیر قدمی بحسب استعداد حوا
نصیب حاصل نموده اند و درین زیر قدمی از کمالات صدیقی اگر بمقامی خاص ممتاز شدند
همین صاحب قدم مستعد ترقی را زیر قدمی همچو حضرت علیه السلام سپرند و چون
در هر زیر قدمی بحسب قوت استعداد صاحب قدم برای ایشان در زیر قدمی خود
بفضل حق سبحانه مقامی خاص عطا کرده اند حضرت صدیق نیز بقوت ارشاد
بحسب منظر به استرشاد ایشان ثانی و مقامی خاص در زیر قدمی خود عطا
فرموده اند و همچنین در زیر قدمی حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم بحسب استعدا
خویش مقامی خاص یافته اند و این همه مقامات در عروج که در هر زیر قدمی بایشان
عطا فرموده بودند بنام ایشان بحال اند و بملکیت ایشان متصف و فوقیت و تحتیت
مقامات بترتیب عروج مثلاً بنام حضرت ایشان بحال اند و بملکیت ایشان
متصف و فوقیت و تحتیت مقامات بترتیب عروج مثلاً بنام حضرت ایشان
بحال اند بلاشک یکی دابر دیگری ثابت و نیز فوقیت و تحتیت اصحاب اقدام بایکدیگر
همابین هم متحقق پس واضح شد که در قول حضرت ایشان بلا تردد حذف
بعضی مضاف است یعنی مقامی که در زیر قدمی ابابکر صدیق اکبر را عطا فرموده اند

Marfat.com

تحت تعامیت کہ در زیر قدمی حضرت سرور کائنات ما را مرحمت شدہ
و این ظاہر است لا یخفی علی احد غرض من قول حضرت شان ما کہ من پس
صدیق اکبرم رضی اللہ عنہ شعر مغنی صدرت بلا توہم خلافہ و معنی قول حضرت
غوث الثقلین بیان میکنم و باللہ التوفیق باد غلط میفتم باید فہمید کہ حضرت
حماد و باسس قدس سرہ کہ ہم عصر غوث الثقلین بودند و حضرت غوث
در آن وقت صغیر بودند و فرمودہ اند کہ این طفل بر ہمہ اولیا در وقت خود
فضل خواہد یافت و نیز بعد وفات حضرت غوث بعد ملاقی او شیخ فرید
از معنی این قول سوال کردند فرمودند کہ اگر من در آن وقت می بودم بر چشم خود
می نہادم ازین دو قول اکابر معلوم شد کہ قدم انسان بر گردن اولیاء
آن وقت بودہ و بعد آن نزد حضرت پیر دستگیر نوری قدس سرہ درین
قول ہم باحتمالی شدہ اند کہ قبل انسان و بعد انسان ہیچ ولی بجمع منصب
ہر دو قطبیت و غوثیت منصوب نشدہ پس جمع این جمیع در تمکن فی وقت
واحد خاص انسان شد جایز است گوئیم کہ اقطاب و غوث کہ بعد وفات
انسان باین منصب قطبیت یا غوثیت فرادی فرادی نواختہ میشوند
زیر قدم انسان اند و جایز است کہ واسطہ عطای این مناصب پیش از جانب حق

marfat.com

Marfat.com

سبحانہ تعالیٰ بروج حضرت غوث کردہ باشند و این زیر قدمی یا ایشان
بدیگران تا منصب غوثیت است و ہر کہ از مرتبہ غوثیت گذشتہ مرتبہ ایشان
پیوستہ این زیر قدمی بیرون است و جایز است کہ در مرتبہ کہ فوق غوثیت است
بر ایشان باشد ملک فوق ایشان سبحان اللہ چہ گونہ این سخن است کہ خضر
عروج تا مرتبہ غوثیت میکند دارد مرتبہ امامت کہ فوق غوثیت و مرتبہ خلافت
کہ فوق مرتبہ امامت است جا ہل اند عزیزان ایشان مخاطب حضرت غوث
نہ با امام و خلیفہ و حضرت امام مہدی رحمت اللہ علیہ جامع امامت اند
و خلافت کہ فوق غوثیت اند در مرتبہ خلافت و امامت ہم در مرتبہ است
جلی و خفی و ہر ولی کہ غیر اصحاب کرام و غیر حضرت امام مہدی است دارد مرتبہ
غوثیت کہ گذشتہ بکمالات امامت یا خلافت رسیدہ امامت یا خلافت
خفی دارد و خلافت جلی خاصہ حضرات اصحاب کرام و بعد ایشان نصیب
حضرت امام مہدی است پس باید فہمید کہ ہر گاہ آن ولی کہ بخلافت خفی
کہ بہرہ مند است از ملک کہ بغوثیت منصوب آمدہ اگرچہ جامع دو منصب باشد
یعنی قطبیت و غوثیت اعلیٰ و افوق نشد از شان آن خلیفہ جلی کہ مناسب
بخلفای راشدین دارد و فضل ان در احادیث مذکور در مرقوم است چہ بیان

Marfat.com

وکیست که در غوران کوشد لا تعکروا فی اصلا غرز من قول حضرت غوث
اقلت شموس الاولین وشمسنا ابدا علی افق العلی لاتغرب از کسانیکه
اول انسان بوده اند خبر میدهد نه از کسانیکه بعد ایشان آمده اند و خواهند
آمد جایز است بلکه واقع که شموس بعضی آیندگان نیز غروب نپذیرد و شمس
آخر از شموس ما قبل برست خاتم الانبیا خاتم الولایت باشد و چون خاتم
الانبیا بر ما قبل خود فضل دارد خاتم الولایت بر جمیع توابع فضل دارد و ازینجا
ظاهر است که خاتم در جمیع اولیا را مام مهدیست فمن تفضل علی غیره سوی
الصحابه هم فقد خطا بخطا صریح فوجب علیه التوبه والعود الی عقیده السلف
قدس الله سرهم مکتوب بیست و ششم در تحقیق اقسام مومن مومن چهار قسم است منحرف
مقید متوجه سالک رسنده محجوب واصل حاضر منحرف مقید کسی است که بحجاب
غفلت مثلا بمعصیت شده در قید افتاده علاج او به ندامت و استغفار است
تا انکه انوار قبول تو بر ظهور نیاید از دیگر کلمات نافع بحال او استغفار است
بعد قبول تو چون فضل خاص رهبری کند متوجه بکار قطع منازل خواهد شد
در بعضی اینگونه را متوجه سالک خوانند نامید چون حجاب راه اقسام شهوات
و هواست فضل تعلق بالله باطله و تعلق بآن هر دو مانع ظهور انوار وحدت

Marfat.com

ذکر تعیین است علاج او تبکیر در کلمه طیبه است تا لکه آثار ارتفاع موانع که هویت
و تنهویت است متحقق نشود تکرار کلمه طیبه خصوص خیر اول که لا الہ الا اللہ است
در حق او شفائی دکافی است بفضل اخص بعد از ارتفاع موانع مذکوره رسنده
محجوب خواهد بود بعضی اگرچه قطع منازل کرده اما در بادی مجلس خاص دار دواز
صاحب خانه هنوز آشنائی پیدا نکرده در نیولا بصورت کلمه این کس احتیاج کم دارد
نافع و سبب رفع حجاب در حق او لفظ الله خواهد بود زیرا که این اسم معظم
جامع جمیع الما و صفات محبوب حقیقی است جل شانه چون جذب جاذب
حقیقی دستگیری خواهد کرد بعد تکرار این لفظ معظم بیاد ذات آسمی این اسم
ترقی داده از سمی این اسم آشنا خواهد کرد مرتبه نهود حضور انا فانا بر
حسب ولایت ظهور خواهد نمود در نیولا این دو اصل حاضر را تکلم بکلامی و تلفظ
بانظی اگرچه لفظ الله باشد در عین حضور مسمی سوء ادب نمیاید مگر که مامور گردد در نیو
بمطالعه شهود این خاص را بجای خواهد رسانید که در عین نظر با شیا مستعد خارج
در هیئت منظور و مشهود او بحر وجود واحد حقیقی نخواهد ماند زیرا که موجودات متعدده
ظلیه اشیا چون ثبوتی و قیامی در اصل بحر وجود حقیقی ندارد در هر وجودی که در بود
خود محتاج بسوی غیر است فی الحقیقه اطلاق وجود بر دی صورت حقیقی

Marfat.com

پس در جمیع مراتب متکثره ظلال اگر وجود است ظهور همان موجود حقیقی است
اگر ثبوت نفسی است ظهور همان ثابت نفس الامری است لهذا این عارف
کوته نظر نرسید و بجز وجود واحد درین مظاهر نمی یابد و ازین دید باطنی لفظ
همه اوست بر باطن او صادق نمی شود و در بعضی اوقات غلبه ظهور این نسبت
بر باطن چنین کلمه لغزش زبانش می آید و چون ظاهر بین از حقیقت ظل واقف نیست
نفی وجود از ظل کفر می انگارد و نمی داند که ظل خود شاهد و گویا در نفی نسبت وجود
حقیقی از خود است و اگرچه از ظلیت ظل هیچ عاقلی انکار ندارد اما آنچه حقیقت
اصلی است نسبت آن بسوی ظل تشریک ظل با اصل می پندارد و قال الله تبارک
الله تعالی ولا یشرک فی حکمه احدا غیر من ظل ذلت مگر آنکه خود تعالی بظهور کمالات
ذاتیه خود بنظر ظاهر است بی حلول و اتحاد و چون وجود حقیقی را که اصل است
ظهور بنظر بر دو مرتبه است بظهور افاضه کمالاتی از کمالات علم حقیقی یا بی
آفاضه آن لهذا ظلی که افاضه ظهور علمی تواند داد از حقیقت هستی وجود ظل کاهی
ندارد و نیز وجود صوری را وجود حقیقی انگاشته طاعین نام یافته و نانی را چون
بظهور علمی نواخته آمد مشاهده وجود حقیقی در ظل نصیب او ساخته این است وحدت
وجود در کثرت ارباب شهود را و وحدت وجود بر دو مرتبه است اول مشاهده

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

تعینات از نظر عارف کرده چه تعین عارف و چه تعین غیر عارف و منتهی
اصوله چند دارد مشهور اول آنکه از اسم بسیط بسیطی انعکاس یکی بیشتر
از نوافتاب در آئینه ایجاد نشده است یکی آنکه آنچه در آئینه منعکس است
حقیقتش بیان کرده اما حقیقت آئینه هیچ نگفت که مستقل بلقاء یا تبعی
نوع دوم آنکه مقصود بسیط را باضمحلال سالک من کل الوجوه بیان
کرده و در آنجا آشتی کرسی علیه السلام با دعون مقرر فرموده حال آنکه در بیجا نام
و نشان این هر دو ذاتاً متصور نیست زیرا که ثبوت نام و ان مرتبه فانی اضمحلال
است پس آشتی که صفت ایشان باشد ثابت داشتن ذات ایشان تحقق نیابد
سوال دوم آنکه از جنگ کرسی یا موسی فسخ شریعتی دیگر را مراد داشته و جنگ
مقتضا مخالفت است و هیچ نبی را با نبی دیگر ظهور نسخ و نسوخ بهیچوجه نخاطر
نیست بلکه متبوع در وقت خود محبوب نسخ است و کذلک شرع عبد المنسوخ
پس در تحقیق جنگ کرسی با موسی چه معنی دارد الغرض آنچه معنی این ابیات مصدوره
مناسب شان نظر باقی است از ما تو ان گفتن احیان تحریر [illegible]

[illegible]

marfat.com

Marfat.com

دیگر است و هر کز در وقت ظهور از لی او با او مخالفت نیست چنانچه لامحاله مورد غیر

شعر این معنی است حضرت مولوی روم قدس سره در مثنوی فرموده

چون گریبانگیر آید مرتی با موسی اندر جنگ چون بیرون رود

یعنی فرعون دارد اشتی بعضی عزیزان شرح این ابیات کرده اند و از بیرون

مرتبه اطلاق و از رشت مرتبه تقیید و از اسیر شدن ظهور انعکاس در مراتب تقیید

را استنباط و در تقیید اشتی را محال پنداشته اما در مقاصد نقیر رشته اند که مراد

از بیرون نمودم اضاح ایشان بتکالیف شرعیه و ندم التصاق بمرغوبات

طبیعیه است و آن هر دو در زندگانی عالم ارواح اند قبل از تعلق جسدی زیرا که در عالم

ارواح همه را با یکدیگر صلح و اتحاد است بعد تعلق بتکالیف شرعیه و التصاق

بمرغوبات طبیعیه در اینجا متنوع و متحقق و چون روح هر یک در قید جسد

اسیر گشت و متصف بمرغوبات ابدی گشت بتکالیف شرعیه شد مضاد

لطیفه در خیر قبول آن آمد و در ظاهر قهریه از قبول آن رد می تافتند

پس هر مظهر برای ادای حق مظهر خود [illegible] بیکدیگر نمی آمدند چنانکه

فرعون را با حضرت موسی علیه السلام مثلاً و کاتب حضرت [illegible]

ارتکاب خضر بر خلاف رضای حق صورت جنگ می دارند اما چون فی الحقیقت

Marfat.com

نبود در عین مجلس جنگ بصلح بدل گشت و موجب علوم کثیره گردید کما
اللہ سبحانہ بدل سیاتہم حسنات الغرض چون صاحب صفات لطیفہ است عروج روحی و علمی از مراتب جسدی میسر آمد و در
مرتبہ روحی رسید و تکالیف شرعیہ کہ بسبب تعلق جسدی بودند در انجا
دیافت ولی موقع روبجنگ تکلیف بالایطاق دید پس روا نداشتی آورده
از جنگ قضای محض متوجہ مطلوب حقیقی گشت و ثمرہ آن جنگ کہ در تعلق
جسدی لوجہ اللہ بوقوع آمدہ بود حاصل نمود و صاحب ظلمت فی عون سفلا
صفات قہریہ است و جنگ او بوجہ امکنی بود بمطلوب حقیقی پی نبرد
اور آخر کار در دکات عذاب جای یافت کما قال اللہ سبحانہ و ماوہم النار
و جنگ او چون بسبب عدم اطلاع بر حقیقت احکام شرعیہ بود بعد اطلاع بر حقیقت
بر تکالیف بر جنگ سابق ندامت کشیدہ باشتی پیوست اما چون جنگ او
بوجہ ابلیسی بود در عین اختیار صلح در وقت باس بر ثمرات ظہور قہریہ کہ
عذاب دوزخ و نار است ممتاز گردید و جہت از طیب در عین تمیزی پیدا آورد
سبحان اللہ ہی بحمال ہر دو مربی است کہ چنانچہ در عین جنگ مظہر مخصوص ہر یک
از مظہر ثانی میسر بود در عین صلح ہر دو مظہر کہ بمقتضای صلح ہر دو مربی بینہما

marfat.com

Marfat.com

بوقوع آمده نیز بظهور نتیجه آن هر دو کمال تمیز سید اولاد و ندلیم الله الذین اطیب
عجب کاریست بعضی عزیزان مرتبه تقید را بر نگ تعبیر کرده آنچه از ادران
محال پنداشته در ین تحقیق که بالا ذکر یافت بعین حیثیت تقیدی بعد جنگ
آنچه ظاهر شد مکتوب در بیان معنی ایه یسبح لله ما فی السموات وما فی الارض
اخوی معنوی حافظ عیسی سلام فقیر از خواند و سوای تسبیح اصناف مسبحین
که جماد و نبات و حیوان اند و انسان نیز در ین تسبیح لازم با نها شریک است
از جهت اصل با ین هر سه مرتبه و این تسبیح لازم ذات هر فردی از نها د
این است تسبیح انسانی که خاصه انسان کامل است بهمت کامله صبح و
باشد و در ایشان او امر و اجتناب از نواهی این تسبیح را که خاصه انسان کامل
است منحصر دانند و این تسبیح مخصوص را خاصه مومنین بلکه خاصه انسان کامل
فهمند و این تسبیح را مقتضی درجات عالیه و منشا اعمال حسنه پندارند
تسبیح این طایفه اهالی خیر را مظهر انوار صفات لطیفه الله جاء جل شانه
شناسند و کفار که کالانعام بل هم اضل سبیل اند از ین تسبیح مجرد
و بسبب تشبیه بانعام با وجود اسم در رسم انسانیت از دایره قواعد این نسبت
کامله جدا و چون تسبیح انبیا بظهور کمالات صفات قهریه عدم انحراف

Marfat.com

آن صفات است اسم تسبیح بر هر فردی از یہا مطابق و مناسبت مظہریت
صفات لطیفہ من کل الوجوہ در یہا معدوم لہذا اعمال حسنہ و لو صوریًا
بظہور صفات لطیفہ کالامانۃ در یہا ظہوری صوری داشتہ در یوقت
کہ مناسبت حقیقی خفی بظہور صفات قہریہ پیدا آمد صاحب امانت امانت خود را
فریہا بر میکشد و ہمین سلب امانت بحیط اعمال مسمی میگردد و این طائفہ
از نباتات صوری بر زخ است میان انسان حقیقی و سہ صفت دیگر یعنی جماد
و حیوان غیر انسان ز انجہت کہ این انقیاد صفات قہریہ در وی
اختیاریست در صفت انسان معروف و از انجہت کہ با وجود انقیاد
خود کہ صفت قہریہ است از درجات اخروی خالی و بی بہرہ در صاف
داخل بحمال قال تبارک و تعالی اولیک کالانعام اما چون اصناف ثلثہ
از درجات برادت از عذاب ہم دارند این طائفہ برزخیہ بعذاب
صناف ثلثہ نیز سبق دارد و بعید المقام کما قال جل شانہ سبحانہ
سبیلا باید دانست کہ چون کمالات صفات قہریہ در عین
تسبیح خاص از مظاہر مخصوصہ خود مقتضی سلب اعمال حسنہ از یہا
استعداد یہا باین سلب و توجہ این مظاہر خود بدرکات میخواہند

marfat.com

Marfat.com

پس قبول استعدادی این طایفه احکام ربی خود را محض تسبیح و متابعت
امر داند و فهم نکنی که تسبیح هر مسبحی اقتضای اجر جزیل دارد لایق تخلیق افراد
مخلوقات محض برای اطاعت است بعضی برای اطاعت صفات لطیفه
بعضی دیگر را برای انقیاد صفات قهریه آفریده اند درجات از متفرعات
اطاعت صفات لطیفه اند و درکات از مترتبات صفات قهریه اینها
که همه عوض تسبیح خود طالب اجر جزیل باشند آگاه باش اگر مظاهر قهریه در اطاعت
خود اقتضای درجات پیدا آرند حال اینکه محبوب ربی اینها اقتضای
درکات این جماعت است از دایره تسبیح بیرون آمده و مخالفت
کرده اند العاقل تکفیه الاشارة بیت من ترا کیستم تو حمد است؟ تو نیستی همین
حمد است والسلام؟؟ مکتوب سی یکم در تحقیق معنی مناجات نماز گذار با رب خود در
بسم الله الرحمن الرحیم هو التکلم با الکلام احقیق فی الصلوة
کلام المصلی بعد السلام نیاز مندانه مکرر معروض میدارد که فقیر بود
که المصلی مناجی ربه واقع است چون در قرائت مصلی نظر کردم ثنا
و فاتحه را بمعنی مناجات یافتم اما در ضم سوره دیدم که آیاتی که معانی
مناجات دارند مثل ربنا آتنا و غیر ذلک صریح مناجات اینها

Marfat.com

قل ہو اللہ احد و قل یا ایہا الکافرون شلا از طرف مصلی در عین حالت
مناجات چہ مناسبت بمناجات تواند بود و سور و آیات کہ از قصص فرعون
و ابلیس خبر میدہد مناجی را در مناجات چگونہ لائق و کثرت قصص تفرقہ
آور است پس حضور چگونہ متحقق تواند بفضل اللہ سبحانہ در رفع حدیث مذکورہ
و تحقیق معنی قرارت بکلام او ارتی بتمامہا انچہ بعقیر ظاہر کردید معروض میدارد
و ان استصلاح از ان خطاب است المصلی اذا قصد ان یشرع فی اداء
ما امر بہ من المناجات نظر الی قوۃ علم الحصول العادی فوجدہا فی غایۃ
النقصان فعلم ان لا ملجا من اللہ الا الیہ فکبر و قال اللہ اکبر ای انت اکبر
من المناجات التی ہی بضعتی فسمع اللہ تعالی حمدہ بالتکبر فعلم المناجات
بکلام الحقیق القدیم بفاتحۃ الکتاب و امر بالالہام الخفی ان یحضر المصلی
بحضور القلب الی المناجات التعلیمی فوجب علی المصلی ان یتوجہ الی حفظہا
بعد السماع من اللہ سبحانہ و اذا تمت الفاتحۃ و حفظ المصلی معناہا و قصد
المناجات بالفاتحۃ و جد فیہ تکرار الفاتحۃ و ہو ممتنع فتوجہ الی المولی الحقیق
ان یعلمہ ما یلیق للمصلی فی ہذا المقام قیلہم بلفظ امین و معناہ المتضمن کما ہو
فی الفاتحۃ التی ہی الکلام الحقیقی ثم قول المصلی امین تعلیمیۃ الالہامی الذی

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ان اشرف الملائکۃ والفضل الانسان بعد سلام فقیرانہ معروض میدارد
کہ سعادتمند من سلام رواجا مل لطیفہ امیقہ آن ملاذ را الی الکہ آثار
نمایند و احاطہ حرز حسینہ نموده شد از اسم ذات الکاه ساخته دارند و دل بے
تسمیہ سبز حق تعالی سعادتمندش گرداند باید کہ در رحبت خود ش ترتیب کنند
تا لذت این را یابد ان شاء اللہ تعالی بعد تمام این ماه بنمای و آثار مطالع
سازند در جمیع یاران احوال پرسان باشند و السلام و اکرام الکرام
بشریف اقدس کہ بنی آدم و حملناهم فی البر و البحر
و رزقناهم من الطیبات و فضلناهم علی کثیر ممن
خلقنا تفضیلا مکرم و مشرف باشند نیازمند عبد النبی السلام فقیرانہ عرض میدارد چون مدت چند ماه است
کہ ملاقات اعزیز نشده اگر فرصت وقت دست دہد این عاجز را بلی
تکمیل کمال نشاط مذموم نخواهد بود امید بہ ثابت دعا
مستمد کہ دست بہ دعا بلند کرده طلب حضور اکرانہ
ا ما بعد عرض میدارد
ا کہ رکت علیکم السلام سرکار مالی مرسلہ والبی
ماہور

Marfat.com

Marfat.com

لی تردد محکم شده اما کار بسیار بهتر است تا زمانه که حیات باقی است امیدوار
ترقی باشند و این ترقی نه از تشبیه بسوی تنزیه است لایل ترقی در تنزیه است
مردم باشند دیگر افانی بندگی نخزند و چون سعادت شعار مسلمان علی محمد
در نیجا هستند و از اسم دار بشنیده بودند باید که از تقی و اثبات تعلیم فرمایند
دارند خاطر بفحص دارا تعنی نواند زیادتی بهره مندی نموده باشند دیگر گویا
و یکم کری یاران خود را تعلیم نموده باشند و این عاجز را گاهی یاد نموده تا
وقه را از مرات خود فهمند از طلب فقر قوابع را تحریر نموده باشند تا سبب
شان معلوم این جزات نیز در رساله معلوم گردد والسلام علی من
البع الهدی مکتوب سی ششم از اشرف مهوس الی الله تعالی ارسلام به ارزنه ارزانی
و باسد فرس بحقق رانت اصلی طلی در لالت مرتومه شان خوب است
اما غایت این مرات مرقومه موزد اخل دایره احص است و حقیقه مرتبه ولایت
و نبوت انبیا علیهم التسلیمات بیشتر اب و موقوف بر قطع این امر
که معاصیت بشارت این مرتبه منتشر اند بهمین لسبب خود را ایهام احتیاط دارند
ای ع و اسطه قوم و غرض مه و اسطه بود در مرتبه است یکی و اسطه تعلیم
که منتهی الحجاب است دوم و اسطه حاصل امر تزح الحجاب است چون در رسالک سیر
مسافر

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

اندازند اگر از ازل محروم است چاره ندارد و هر چه رضا جزا کم الله فی
الدارین خیر اجواب محروم مستند معمور آید اما چون کل شیئ عنده بمقدار
عالم الغیب والشهادت الکبیر المتعال قول سبحانه است بر قدر او او سبحانه
تعالی در هر زمانی ظهوری دارد شاکر دصابر باید بود یعنی در وقت آنچه
مقدار رسیده بران شاکر دو آنچه بر اوقات آینده مرتوقف ظهور آن
صابر باید بود و شک از خواطر بیست عفا کم الله سبحانه و تعالی
یافته بخاطر جمع بکار کمال تکمیل مشغول باشند و جشنها تصویر کنند
والسلام مکتوب چهل و هشتم در استغاثه طالب غائب بیان حمد و ثنا
انان که خاک را بنظر کیمیا کنند آیا بود که گوشه چشمی بما کنند یکدم
دامن کشان ز دوم زاباجی ها سگ کنند منظور نجم الدین سگ باز را چه شد
خاکسو غالب ز دکانهای زرگر بیت مکمل احق بود اگر ایران
اگر زر خرابی بر خرابی افزاید بوی و ارمی از سر ما باز نیاید بیت
بقدر اشاید عزیزان خاکسار و خاکسارات از
است بنیاد کنند حقیقت پسندان ما مار نیشت
و از فاک خاکسار نشناسی کنی بلکه قابیه و فی السلام بغیف است

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

است بلکہ مست عالی باید کہ ہمت و تمام عمر را یک عبادت در جنب مقصود
ہای اکابر قدر در اقبہ و مجاہدہ باید کوشید اگر بعد از عمر ہزار سال مثل جمعیت
حضرت [illegible] عبادت از عشاء و کوبادر رکعت کعبہ مقصود گردید نہ
بر امواج کمالات اولیاء اللہ نظر کند کہ چہ قدر کمالات بارہا بعد قرنہا
و مرہا میرسد و چہ قدر مقامات و قبض زیادہ و محروم میماند کہ ہمت یاد و باید
و شرمسار میگردد بفضل خدا در حق ساعی ضرر نباید بلکہ سود میدہد و توجہ بقدس
معظم اسم ذاتی بکمال مست باید کہ ہمت [illegible] از ذوات
باید کوشید تا نفس خاشاک خواطر سوخہ کردد اولیاء را طاقت داده اند کہ از
از کعبہ مقصود مطلع سازند و بہ مقصود اصلی رسانند اچون نسبت اوتعالے
در حق ما نفس مخلوقات کہ انبیاء اند علیہم السلام نیز بتدریج واقعہ است
از ریاضیہ کہ تو ابع اند نیز مشقت و محنت زیادہ میخواہند این مشقت کہ در دفع
دشمن روی نماید فی الحقیقہ بعاشقان راحت و لذت است علیکم بالامر و السلام
علی من لدیکم و در رد حضرت چیزے کہ مہمیت دارد مہمتر است کہ بعد نماز تہجد
بخوانند بالحاح و زاری اگر کاہی این وقت میسر نیامد بعد اشراق و غیر ذلک میخوانند
مکتوب بنجاہ و یکم بنام محمد صادق صدور رفت

Marfat.com

اللهم عطنی ایمانا صادقا ویقینا لیس بعده الکفر حتی تتوفنی بایمان ویقین
فرمودند مرد بعد او کفر نباشد پس یقین که متیقن در قید اوست بکمال رسیده
و بعد آن ترقی نیست باید زان طالب ترقی بود و عروج نمود یقینی که بان تیقن
نموده ایم یقین نهایت است که رسول خدا در حدیث از ان خبر میدهد صلی الله علیه وسلم
الغرض که هر مرتبه را که مقید به یقین می یابید در قید یقین است در نفی آن ریب
نفرمایید و از قطع آن در غم نباشند حتی که یقین ماند بر متیقن غیر مفید و غیر
مدرک الغرض چون حسین قلی زار شما عطا فرموده امد حمد و تعالی ادا
و امید وار تربیت باشند و حقیقت حمد این که انچه لایق نیست ثنای
آن محامد و بلیغ فرمایند که بر تبه حامدی و ذیه الی اطلاع بیابد السلام
مکتوب نجباء مردم بیان محمد قاسم ساکن سیام صدور یافت تو الهوس کرای عشقت نمرده
فهم بکمت کرده و بنت رانشانی دیده است انجه کاری ما نکرده و نشنیده
کرشمه ابریم هم قدسی صفت چه کرامی دست و مرات و ملک موسی
چه مصطفی بود و موسی در حد او نمیاید قطع علایق را بس او جوئی
خواهند بلک در عین گرفتاری ها سوای حق وصول در جائی که موقوف بر نفی
ماسوا هست می جوید آن مجتبی کرا در سر و هم هست قوتی همی دارد و قوت همی

غالب

Marfat.com

غالبیت بر تعلقات نفسی میسر نیست غرض من این بچاره همچنان ظاهر
جاهل قابل مدحی کرده رقیم السطان مرقوم بست نیست بل واسطه هیچ نسبت
هیچ نیست با وجود هیچ مدانی خویش متوصلی و متصرفی نمیخواهد مرصادق الصلب
حق داشته باشد و خود را اناً فاناً در رضای حق یابد قبض را از ما قابلیت آنچه
خواند و بسط را از نور توجه مرشد کامل آموزد مربی در ریاضت و مجاهده که محکم
بسته باشد که اگر نصیب مناری حین حیات مرشد میسر گردد فبها والا خرجون
مراتی است در زمره طالبان و مجاهدان محشور گردم و اگر طالبی باین همت بالغه
یافته شود این چه بهتر که زمین باطن او بآب شفقت و مرحمت تازه و سیراب داشته شود
و امانتی که از عزیزان بخود رسیده باو رسانیده آید عزیز من بتکلیف این امر بسیار کن داده
اما چون استعداد اکثر ناقص یافته را تا فته السلام علیکم و علی کل من لدیکم مکتوب
پنجاه سیوم باخوی حلوائی علیه الرحمة الغوی میان حافظ عیسی از عرفان حقیقی بهره در یافته
مرقوم بود که در حدیث قدسی واقع است کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف
فخلقت الخلق لاعرف از این حدیث معلوم میشود که حصول از خلقت عالم معرفت
حق سبحانه است پس ایمن در حق کسی معرفت نصیب او نشده است در حق خبر از چه گونه
باشد سعادت اطوار معرفت بر دو مرتبه است معرفت اختیاری و معرفت اضطراری

Marfat.com

بہر فردی از مخلوقات دے عین بود خلقت او حاصل است چنانچہ آیۂ کریمہ
یسبح لہ ما فی السموات وما فی الارض متعرض ہمین ست و معرفت اختیاری
بر دو مرتبہ ست معرفت عام و معرفت خاص و از معرفت عام جمیع انسانیان
در عقل مشترک اند و درین معرفت عام کفرہ نیز داخل اند اگرچہ بسبب انکار بہ انبیا
علیہم السلام مکرر دیدہ اند بہرہ از قبول ندارند چنانچہ در آیۂ کریمہ واقع است
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اما مقصود
از خلقت چون معرفت اللہ سبحانہ است قبول باشد یا نباشد سوال
وارد نشد و معرفت خاص بر دو مرتبہ ست خاص و اخص معرفت خاص انکہ
بعد معرفت توحید ذات و صفات قبول جمیع احکام شرعیہ بلا تفاوت
و بلا ریب باشد اتیان و امر و اجتناب نواہی باشد یا نباشد این معرفت
نصیب مومنین عام است و معرفت اخص نصیب کسی است کہ با وجود تقید جمیع احکام
شرعیہ اتیان و اجتناب باو عطا فرموده اند این جماعہ مخصوص اند بانبیا
انبیا علیہم السلام و اولیا قدس اسرارہم ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء
واللہ ذو الفضل العظیم مکتوب نہم چہارم بعزیزی صدارت سعادت شعار رانجہ رقم
بود کہ ہر گاہ روح بہر جسد محیط باشد چنین است افعال کہ بسوی جسد منسلک

Marfat.com

وجہ آن چیست جواب آنکہ فعلی کہ در صورت بوقوع می آید خواہ حرکت
و سکون خواہ منتہی خواہ تمام چون در ظاہر صریح بجسد تعلق دارد معاملہ
روح اگرچہ عالیست اما مخفی است لہذا صورت حال را از نسبت افعال
بسوی جسد جارحہ میشناسند بدین نسبت قیام جمیع افعال جسدی بسوی روح
است پس بعد سلوک چون در جسم مبنی گشودہ میشود این نسبت را بسوی
روح می یابد ملک چون از روح می آید این نسبت افعال از روح برخواستہ
بطرف فاعل حقیقی اللہ سبحانہ منتہی میشود در روح چون نسبت ملک
بچون نماست مجہول الکیف است پس فی الحقیقت کیفیت چون دارد
لہذا در میان چون حقیقی کہ معدوم الکیف است در میان بچون نما کہ مجہول
الکیف است فرق ہویداست کہ ہر کہ چون دارد اگرچہ مجہول است در رتبہ
تقدست و ہر مرتبہ تقید حادث و محتاج است بالذات الکامل الا رباب
و در آیہ کریمہ واللذین کفروا اولیاءہم الطاغوت یخرجونہم من النور الی الظلمات
نسبت اخراج کفار بسوی ظلمات بطاغوت بسبب فعل بسوی سبب
چون طاغوت سبب ظلمات کفار شدہ اند لہذا نسبت فعل بطرف طاغوت
و مرادہ اند فی الحقیقہ نسبت اخراج کفار از نور بصفت قہریہ اللہ سبحانہ

Marfat.com

کہ طاغوت سبب آن شدہ اند وچون معرفت عام کہ نصیب کفار است از ظہور
صفت قہریہ است پس لاجرم کفار را ولایت حق محروم اند زیرا کہ ولایت
حق نصیب اہل معرفت خاص است کہ مظہر صفات لطیفہ است مظاہر قہریہ
با ولایت حق چہ کار ظہور صفات قہریہ اقتضاء ظہور متخطار مظہر دارد نہ اقتضاء
ولایت حق ولایت حق از ظہور صفات لطیفہ است فلا نصیب الکفار
من الولایت الحقیقۃ نعوذ باللہ من ولایت الطاغوت کما وردت الآیۃ الکریمۃ
والسلام مکتوب نجاہ آخر العزیز رسید در مقام صدد دریافت بسم اللہ الرحمن الرحیم
بعد سلام فقیر از مطالعہ فرمایند ہدایت کار سالک از لذت یافتن از ذکر
اللہ سبحانہ است نہایت کار او شاہد مذکور واین مرتبہ ولایت مصطفی
صوفہ وجودیہ است اما ہدایت کار در ولایت اخص کہ ولایت علی است
طلب نایافت مطلوب و مذکور است و نہایت ان حصول نایافت دار کہ ایں
ہم سالک را ترقی کند ہدایت بعلم حضوریست و نہایت بحضور در حضور و حضور
علمی وسط انیز تربیت و این ہر سہ مرتب جزء در ولایت خاص الخواص
دست بند مشیخیت ہدایت و وسط و نہایت ذالک فضل اللہ یؤتیہ من
این تحقیق مرتب ہر سہ ولایت است در ہمہ کوشش بہ ہر سہ مرتب

Marfat.com

و اصطلاح حضرت ببر دستگیر نوری است قدس الله سره و این مجمل را تفصیلی
است که شرح طویل می طلبد و فرق در ولایت خاصه و اخص و خاص الخواص
و نیست که در خاصه ثبات مذکور مطلوب موجود و در اخص یافت مفقود
و غیر معدوم و در خاص الخواص حقیقت نایافت موجود و نفس یافت
معدوم و حق نهایت نیز تعالی متحقق و ظاهر است پس یافت مرتبه ولایت
خاصه که معبر بعلم است حجاب اکبر است که در وطه لذات شهود سالک
محتجب از حقیقت مطلوب است و بعد از ترقی ازین مرتبه حجاب مسلوب
ابا اگر فقط کشف نایافت مطلوب که در مرتبه اخص مطلوب است نیز علمی است
که حجاب است مرتبه حقیقت یافت را که سالک بلذت نایافت محتجب
از رقیت چون درین هر دو مرتبه علم حصولیت لاجرم حجاب است مرتبه علم
حضوری را و بعد ازین دو مرتبه مرتبه خاص الخواص چونکه اهل آن بهره مند
از علم حضوری است لاجرم از حجاب تنزه و دوریت پس درین مرتبه
اخیر چون حقیقت ایمان بالغیب رسیده و هر مومن علم مومن بایمان بالغیب
دریافته است پس کون یار رعین انتباه این نسبت رجوع بیدایت نموده
و ... چون تمام ظاهر شده و نیز رجوع الی البدایت بعین

Marfat.com

اگر جا نجه در ابتدا متعلق تعلقات نشتی بود، در وسط تعلق را قطع نموده
بنیان سوزانیده برداخته بعد انتهایت از متعلقات مذکوره تعلق پیدا
کرده که بیان این تعلق در مرتبه غالبیت دل اگر مراد از معرفت و توحید
توحید و معرفت متصوفه است که خاصه ولایت خاصه است دامن معرفت
انبیا علیهم الصلوات والسلام از غبار این معرفت دور و بعید است
زیرا که آن معرفت و توحید صوفیه خیال و وهم است در مرتبه ولایت
این جماعه عالیشان علیهم الصلوات والتسلیمات این اکثر جالیش از
وهم و خیال است که ناظر مغلوب بحال انبیا را بآن معدوم می نماید
و نیز موجودیت که [illegible] بقدرت [illegible] معدوم شده
آن هم موجودی خیالی است بس وجود کمال حضرت انبیا را در مرتبه حضور
در حضرت چون [illegible] نهایت [illegible] در ترقی
[illegible] [illegible] [illegible]
سان [illegible] [illegible]

Marfat.com

چه خواند بس ظلوماً جهولا که از ولایت خاصه است دیگر است در مرتبه اخص
و خاص الخواص دیگر هر یکی بنسبت ما تحت خود مدح و بنسبت فوق خود
مذمت این تیر اشارت است بسبب تنگی کاغذ پس ای سالک راه
آن مراتب که بیان کردم خواه حصول تعلیم ذکر تربیت و عالی باشد یا نه
اگر برای تمام شدن مراتب تعلیم مرشد کامل درکار است بعد ازو اد
رد عالی باشد یا در حال حیات و تعلیم جستن و وضع ذلک الله سبحانه قادر است
اگر بالفعل ظاهر کند اما سنت غالب چنین ظاهر است که ذکر رفت پس باید فهمید
که طلب در ابتدا وسط نهده رود و در وسط عشق در انتهاء این را امتداد حقیقی
چنان نکند زیرا که در انتهاء حقیقی است عشق قاصر معامله انجا ورای عشق غالب
و فاخر لیس چنانچه از کنایش عشق آن مرتبه حقیقی برتر است نیز ازین اصطلاح
که طالب فانی کرده یا مطلوب پس رفیع الشان است آن مرتبه حقیقی مرتبه
نیست که در بیچا حقیقة نفس الامری جلوه کرشده ناظر را در نیمرتبه
اختیاری نمانده که در نفی ثبوت آن مخیر باشد آری اختیار تا باقی است
که منسوب است دیدم و خیال باشد و این مرتبه متعالیست از حقیقت جلوه
که خنده زاد در انجا قدمگاهی نمانده است سپید دمک فضل ازو نیز من نشان

marfat.com

Marfat.com

هر کرا خواہد ہمایں نوازد فاید ہر نوری کہ در حیط خیال آید محدوست قابل
نفی ست یعنی نفی ہر نور محسوس و متخیلات در دایرہ محدود ہا یتمرد بس نور
لطیفہ خواہ در عالم خیال متمثل شدہ سرخ یا زرد سفید نماید خواہ شفاف بیرنگ
محسوس مشہود گردد علامت صفا و ترکیہ نور لطیفہ ست تا سالک بدان
بآن نگرد و آن را سبب خود داند خود با اصل من دلک نفس سالک نظر نکند
آسیب مبتدی خواہ متوسط آن باشد کہ بجز ذات بی کیف حقیقی ہر چہ
شود غیر را جای بنشاند و ہر چہ محسوس شود قابل نفی داند خواہ محسوس
جسمانی باشد خواہ محسوس حس باطن چنانچہ بصر و سمع و ذائقہ
بمضمون این عبارت بیکیف باشد و مضمون این عبارت بکیف باشد و سوم ہر چہ
بیکیف نماید ہمچنین اگر نور لطائف متمثل شود وسیلہ ترقی بود
نہ کہ عین مقصود باید دانست و نفک العین سبب نکبت و بخابت شد

سوال اگر کردہ اید عبارت نامہ نوشتہ آمد و این عبارت
ہمہ در نامہ نوشتہ بودیم بعد جواب نوشتیم شما اگر ہنوز لطائف ممر نہ
رسانیدہ اند باید کہ در ابتدای کار غالب بر ظلمت جسدی باشند حال آنکہ
مغلوب بخفی در ظلمات عنصری غالب می باشند بعد سلوک و مشقت غلبہ و انجذاب
پیدا کنند

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

عین می گوید گویم که نسبت عینیت بی ملاحظه طرفین متحقق نمیشود پس وقتی
که طرف ثانی برتبه عدم نسبت عینیت با امر موجود منتفی گشت پس این
واحد حقیقی که غیر ترکیب با دو رعینیت ندارد مظهر چه نسبت خالق را با عالم یک
و خالی نسبت غیر حق را می یابد یا نه اگر می یابد پس عینیت مالک با عالم ازل
کذب محض و اگر نمی یابد نسبت عینیت این وقت خلاف قواعد عقل است
فافهم والسلام والاکرام سوال در حدیث قدسی مضغه را اول ذکر کرده اند
و قلب را که لطیفه نورانیست بعد آن وجه چیست جواب اگر از مرتبه ادنی با علی
نیز و ند اول ذکر مرتبه ادنی ضرور نیست و اگر بیان از مرتبه اعلی با دنی ابد ذکر
اعلی مقدم الوقوع است سوال هرگاه کیفیت اصل لطیفه معلوم نباشد
و بهره یابی از ظهور معانی قابلیات آن لطیفه شد ناظر مضغه مرتبط
انوار قلبی که در بعضی مکاتیب نوشته چه طور بود جواب ناظر بود و مرتبه است
لردسا بحات ناظر است چون بحات در میان است وصول این دو را مستلزم
ذالی می گویند و اگر بعد و اسطه باشش شاهد است این وصول را وصل الی
میفرمایند سوال حضرت سید سنگبر فرموده اند النفس یتولد من الروح و الجسد
بحضور ایشان (مفصل) ایشان فرمایند جواب الله سبحانه خدا را از اربع عباده

Marfat.com

مخلوق فرموده، روح را از روی خصوص خاص بی سایر حیوانات
بحکمت بالغه و بعد نفخ روح در جسد جسد را بحکمت بالغه عالم و دانا
و گردانیده اما تر جسد از روح ممیز دینها برزخ لاینفک است
عنصر خاص ظلمت و کدورت که منشا کفر و معاصی و مناسبت
روح نور و صفا که باعث ایمان و طاعت یکی از آن و مرتبه مجبول است
خاصه خویش و غرض از تخلیق این هر دو نه ترکیب وجود فعل اختیاری است
و آن موقوف بر هیئت مجموعه از اتحاد ظلمت نور لهذا اقتدر کامل ارحمند
جسد ظلمات عنصری را علو داده از اوصاف روح نورانی را
بخشید و در مرتبه برزخیت آن هر دو جمع ساخته هیئت مجموعه را
آورده و جامع متقابلات ایمان را لباعث و کفر معاصی گردانیده و از
جمیله مجبوریه برآورده بصفت اختیار موصوف ساخت لهذا فرمان داده از اینجا
است که حمل امانت را که در آیه کریمه واقع است قبول کرده اما نه آورده
و مظهر کمالات صفات جماله و جلاله گردیده لنعم الله الرشا و بتبارک
چون این تحقیق تفصیل زیاده میخواهد بر ضروری اکتفا نموده آمد
جاردیگر ان شاء الله تعالی تتمه آن بحسب فهم رکیک بیان نموده خواهد شد

Marfat.com

Marfat.com

جون به بیرنگی رنگهای ... مراد از بیرنگی
اطلاق ... را دارد ... تعدد مظاهر و کثرت تعینات
واز آمیختن انعکاس ... از نور افتاب و ...
... بوسیله ... بیغامبری ... مراد از ...
به بیرنگی رجوع نماید ... نقابل صوری و تعینی ... برچیدن ... از میان برداشتن
انکسهای مختلف الالوان که موجب ... اکثرت اعراد را در اشرح میر محمد رضا عفی
عنه فقیر نگوید که آنچه مخدومی میر محمد رضا در شرح ابیات مصدوره السدره فرموده
بسیار بائره و زیاده است اما اینمعنی مناسب شخص فانی نمیاید زیرا که
صاحب انوار را اضمحلال ظاهر و مرتبه تقیدیه حتی که علم تناهی اکرد ... شخص
فانی مانی که ... نماد ... و ثابت مگرده انذا لهذا از دیدن به بیرنگی را
میر مرحومی در شرح ابیات مفید با ... اضمحلال تعینات از نظر عارف کرده
چه تعین عارف چه تعین غیر عارف در ... اسوا خنده دارد ... اول
انکه از ... بیرنگی انعکاس ... نور افتاب مراد در
ایجاد شبهه ... که انچه در ... حقیقتش بیان کرده
اما حقیقت

Marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

خود را صفات حق می یابد و این تجلی ذاتی بهره در شهود صورت خود را
در مرات حق یافته عین ذات حق می یابد و این به حصول تجلیات بطور تو
نمیر به است در تحقیق منتهیان در این تجلیات بطوری دیگر است کمالات
علی اما لیه فایده سر تجلی که هست تجلی کمالی از کمالات خود را
اما اگر تجلی ای خود را و صفاست آن تجلی هم کمالی از کمالات است
نافع و فایض و معطی است و اگر تجلی بری و دقیض است آن تجلی هم
کمالی از کمالات است قابض و مانع ما بعد بعد ها و اول از لوازم آن عجز
و حمد و ثنا است از لوازم طلب زمانی است استغفار و تضرع با برداشت
دلها و بسط نشر است و سط دلها در قبض نفوس است پس اگر در
جلوه استغفار و تضرع رد نموده مقدم بسط و صدا دلالت
بوسه من یشاء و نموده الا و در سیرت واجب الوجود نگر
الوجود واجب الوجود آنکه او ذاتا شود محتاج دیگری نباشد و ممکن الوجود
آنکه وجود و عدم او ذاتا نباشد بلکه بغیره باشد و این مقرر خواهد شد
باید دانست که اطلاق وجود بر رب تعالی بمعنی ثابت ذاتا الا و ابدا
از وجود واجب تعالی حقیقتی است احتمالی و اعتباری که بنسبت و اعتبار

Marfat.com

ا. دکر باشد و اطلاق وجود بر ممکن معنی ثبوت کہ مشترک بالوجود است
دمعنی مصدریہ است و در مقابل وجودی از وجود حقیقی موجود گفتہ و باعتبار
نسبت فیض وجودی) از وجود حقیقی نسبت وجود ناقص میکنند نسبی وجود
ممکن حقیقی نیست یعنی وجود بدانہ نسبت نسبی اعتباری اضافی است الغرض
اطلاق حقیقت وجود و اصطلاح صوفیہ بر کسی کہ مشتمل بر اضافت
اطلاق وجود اضافی و اعتباری) بر کسی کہ فیض دیگری اعتبار وجود با
ما نہم و الا ممکن ان اقاصرین اگر شبہ باقی ماند در زد در خواہد شد
یضا فایدہ در سالک کہ در نفی مقاصد غیر مقصود تبقی میکوشند تا غیر
این ہمہ رفع عماد حسنہ غیر ذلک من الصفات الذمیمہ از سالک
الا ذار سالک صفات ذمیمہ مشتمل گشتند عناوین عوام باذات
سالک نہ چنان در نفی سالک پیدا می کنند و چہ عناوین عوام باذات سالک
حجاب شریف سالک است کہ عوام خوردن و خفتن و پوشیدن سالک
شاغل بودن و خفتن خود قیاس کردہ مخالفت پیدا میکنند کما قالوا
ما لهذا الرسول یاکل الطعام و یمشی فی الاسواق باید کہ تمام صفات ذمیمہ را
بنزل رخصت ہا از حالت تفصیل بر آید کہ در مراقبہ کما تقدم آید

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

از جزاء تمام ساقط است چون غیر از اسم حقیقی که مرکبات امکانی
مرتبه است تمام اجسام متفرق اند ولی مدرا صل از جزی
لا یتجزی ذاتی این اجسام متصاد عدم تعبیر کرده ایم از اعدم فا
گفته ایم زیرا که هر یک از خود هیچ دارد فی الحقیقت معدوم و فنا است
هو الاول والآخر الظاهر والباطن و هو بکل شیء علیم تحقیق معنی این آیه
کریمه و حدیث نبوی صلی الله علیه وسلم فانت الاول فلیس قبلک شیء وانت الآخر فلیس بعدک شیء وانت الظاهر فلیس
فوقک شیء وانت الباطن فلیس دونک شیء فاید هو الله سبحانه تعالی
ده عالم را از روح دل جان شنو سیم مرتبه که خدا بر تخته زرین رنگ خط وحط صدا
فاید در اصطلاح اهل تصوف بر مرتبه مثل حدیث مذکوره فقط تعبیر کنند
بنیست اصطلاح ایشان چه مرتبه وجوب و چه مرتبه امکان را بدو حرف
بنشت پس هر یک مقتضای آن بیان فقط میکنند از برای نقطه وجود خط
ظهور احدیت و در مرتبه وجوب و در مرتبه امکان بسیر تعبیر
مینماید وجود مرتبه وجوب را بخط اول و مرتبه امکان را بخط ثانی بیان
میفرمایند و این سه مرتبه را مراتب متخالفه اقنی از تعدد

Marfat.com

ذکنتر خالی کوید دید ماسوا از دیده بصیرت او بیند (دیده ۱۰ در مرتبه حق
وجه در مرتبه امکان بجز ظهور احدیت مجرده در دیدار نمیاند. را ندکراو
کرحق را با بینرات جلوه کر فرموده از ان فی مرتبة الوجوب وحدوثانی
مرتبة الامکان (ا این) تا کثرت بود و غافل از حقیقت در بیزلات مطلع
بر حقیقت با وجود کثرت و کثرت را سیر مراتب مخفیه و ظهور اسرار غیبیه
آدمی باید فایده این تحقیق انسانیت که از مرتبه ذات تا عوالم انسانیت
مینماید چه اضافت جمای که انرا بوحدت بیان میفرمایند یقین
اول میکویند و چه اضافت تفصیلی که از ایقین ثانی (بواحدیت تقریر
میکند و ظهور اینمراتب را در مرتبه علم سیدانند محققین کمالات و کتاب
حضرات انبیا علا نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات ذات
جامع الصفات را وحدت صرف حقیقی میفرمایند هر دو مرتبه را
معجای تعدد و نکثر و بی تقدم و تاخر بوحدت صرف در خارج ظاهر میفهمند
بتعلیم الاولی الاصلی و کمالات صفات ذاتیه را که مقتضیات صفات
مرتبه غیب الغیب و حیات محض است در مرتبه علم ظهور میدانند و این ظهور را
در مرتبه علم و ارادت و قدرت بهم معلوم و مراد و مقدور ازلی
یکدانند

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

اصل

مشوی ... علوم ... چون ... غیب ... از مرتبهٔ ... ۲

معلوم است که مقدمهٔ علم حضوری ست مرتبهٔ علم منبعاً که حضوری ... مرتبهٔ
علم فوق ... تمام علوم است پس معلوم شد که در مرتبهٔ علم حضوری علمی ست (خصوصی)
علم دارنده علوم هیچ نه و چون علم زاید به عالم هست پس ذات جامع کمالات
بدایت حاضر این هست پس ان حضور مذکور که حضرت پیر دستگیر ما حضرت
منوری نور الله مرقده از حقایق خود ارزان فرموده ربنا لا تواخذنا ان نسینا
او اخطانا بموجب فهم ناقص خود چیزی گفته شد فائده ما سبحانه
هرچه از ذات و صفات شیء متصور مدرک میشود مسمی بوصف
لطیفه خیال است و خیال هر یکی لطیفه نفیس است اگر شیء متصور بطور
قالب شرع شریف نیست و اگر قالب شرع شریف هست در هر یک
خیال از صفات لطیفه قلبیه بهره باید تا ان شیء متصور مدرک
تمره اسلام و سنت شود پس بنا علی هذا الالف الباقیه فائده سر ما
وجود گرده سبب ایدا دالی بیان که تحصص خیر است ایدا حاصر
شیء این آیت است که هر موجودی از موجودات که موافقت با دلیل
دارد چون موافقت امر موجود است پس وجود آن موجود خیر مخصص است و
هر موجودی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

مردان غذا خست ها و انکس را عبد خلق بر خواهد

که عیب خویش نشناخته است ها بده و مرا بس نامه ها

مکر درمان باش فایده امر بر دو مرتبه است امر ایجابی امر

انکه واجب کرده شود بندگان که فلان کار شما کنید پس امر ایجابی

اگر از مامور عذر نکاهست امر ایجابی اما شبیه ادا شدن در

شدن دیر عذر ممکن و این را حکم نیز کرد فایده ملائکه بدار

رضا و محبت امر و ارادت و قضا حکم خدا نهاست دیدن از حکم

و ارادت و قضا هست در ارضا و ت اده و این نفی رضا و

و متعدی هست و ادی فایده بدانکه اسم الله چهار حرف بالف

الف صوان بحمد رسول الله است و رز تین لام اول و لام

است و از لام ثانی وصول بحضرت موسی است و از چشمه اول وصول

بحضرت دارود است و از چشمه دوم بحضرت عیسی علی نبینا و علیه

الصلوات و در پله نهم فایده حضرت برد و مسه هست حضرت رسول

و حضرت نرد و د حضرت منزل آنحضرت احوص ما طی خود را از نهایت

محمد اله ادراک مطلوب حاصل شد و جمع حروف ۳۱۲ فایده تصور کنند

باقی

تحقیق
مدرسه آدم بوزنیت
قدس سره

Marfat.com

Marfat.com

همچنان است که بود این قول مشعر از بیرونی او تعالی از عالم است فوق التناقض
بین القولین جواب این عقیده صفت جماعت است برق که او تعالی اندرون
عالم است نه بیرون او تحقیق این بر دو وجه است اول انکه هر چه را اندرون
و بیرون گویم و باین نام خوانیم از جمله عالم است پس اگر او تعالی را در عالم گویم مقید
بعالم میشود و محاط او و اگر بیرون عالم گویم اگرچه این بیرون را بیرون عالم
فهم چون بیرون از عالم نیست کما ذکرنا پس باین قول نیز گفته باشیم که او تعالی
در عالم است تعالی الله عن ذلک پس درست افتاد که آن سبحانه را موجود دنا
گویم و اعتقاد کنیم او را بیرون و اندرون نگویم زیرا که این برد دلوارم محدثات
است دوم انکه اندرونی مطلق لائق جناب اوست بیرونی برد و مرتبه است
یکی انکه نجارد از حدی بحدی دیگر دوم انکه غیریت و اثنیت مرتبه از مرتبه دیگر اگر
بمعنی اول او تعالی را اطلاق بیرون کنیم کفر است زیرا که حد در جناب او کجای
و اگر بمعنی ثانی گویم درست چرا که مرتبه وجوب مر او را مرتبه امکانست این خود ایمان
محض است و ضد این کفر پس او بصنف یعنی بیرونی اول است نه ثانی زیرا که
ثانی را خود قایل است جائی که گفته هذا لو در عالم نبود فایده ولیس الا اسم
غیر المسمی لدی اهل البصیرة خیال باید فهمید که اسم دانسته مرتبه است
مرتبه لفظ

Marfat.com

مرتبہ لفظی و مرتبہ وصفی و مرتبہ ذاتی و انرا مرتبہ علمی نیز گویند پس اسم من
حیث مرتبہ لفظی غیر مسمی است و من حیث مرتبہ وصفی نہ عین مسمی نہ غیر او
چنانکہ در تحقیق نسبت صفات با ذات در مکتوب ماقبل گذشتہ و من حیث مرتبہ
ذاتی و علمی اسم عین مسمی است و ما مقتولنا مقطوع اجل فایدہ سوی
عند اصحاب الفضلال یعنی ہر کہ کشتہ شود از دست کسی اجل او بریدہ نشود
یعنی از مہلتی کہ اللہ تعالیٰ مقدر کردہ است کم نخواہد آمد بلکہ اجل او ہمان ساعت
باشد و چون اجل شخصی برسد مقدار آنکہ مور چہ قدم بردارد و نہد ازان
پیش و پس نیست بلکہ دران عنایتہ خواہد مرد اما کرامان میگویند
کہ اگر کشتہ از دست کسی نشدی چند دست دیگر بریدی این سخن ازان
کفر است سوال چون اجل بریدہ نشود پس کشندہ چرا لایق عذاب میگردد جواب
چون اجل یکی بہنایت برسد حق تعالیٰ او را البتہ خواہد میراند لیکن پرستندہ واجب
است کہ چون اجل او رسید او را نکشد زیرا کہ ملک خداست و تصرف نیز خدا را
است در ملک خویش چون بندہ فاعل مختار است با اختیار خویش چون ناحق
کردہ کہ ناکردن بر دو واجب بود پس لایق عذاب میگردد واللہ اعلم انتہی
کلام انشراح سوال ہر گاہ اجال تمامی مخلوقات بارادت اللہ تعالیٰ

marfat.com

Marfat.com

تقدیر بلاشک و شبهه از وقت خود تجاوز نمیکند همچنین حرکات و سکنات فاعل
اختیاری و غیر اختیاری نیز مراد و مقدور اند و از حد تجاوز نمی توانند کرد پس
منع فاعل اختیاری و غیر اختیاری نیز مراد و مقدور اند و از حد حرکات
و سکنات مقدوره و مراد ازلی گویا رضا بر توقف ظهور ارادت و تقدیر
خداوندیست و این ممتنع است پس چون چنین نباید عذاب چگونه بر قاتل
مرتب گردد که حرکت او اگر اختیاریست اما بارادت و قضاست چنانچه اجل
مقتول جواب این برد و وجه است وجه اول بحسب ارادت افعال و وجهی دیگر
بموجب حقیقت اینها بحسب صورت آنکه هرچه هست بارادت و قضای خداوندی
است اما فاعل برد و مرتبه است یا وقت فعل منظر زود امر و نهی دارد و گواه
ان فعل بجای آرد یا آنکه منظور او نیست اگر هست در ارادت و تقدیر در حق او
مع تقدیر فعلی تقدیر ثواب برد مقرر فرموده اند و اگر نیست تقدیر عذاب و ظهور
امر و نهی برای جواز توقف در ظهور قضا و قدر نیست بلکه برای غیر خبیث از
طیب است تا خبیث از طیب جدا شود در مرتبه تفصیل و بموجب حقیقت آنکه
تعلیق عالم بانظهور صفات جمالیه است یا بظهور صفات جلالیه هر که تعلیق
او بظهور صفات جمالیه است چنانچه افعال او بحسب امر و رضا مقدور فرموده اند
بی تجاوز

Marfat.com

بی نجا در همچنین انچه از ثواب و درجات باشد نیز از ظهور صفات جمالیه در حق
او عطا فرموده اند و هر که تخلیق او بظهور صفات جلالیه است چنانچه ظهور
افعال او برای ظهور صفت نار رضا در اول خاص نموده اند همچنین انچه از عذاب
و درکات باشد نیز از ظهور صفات جلالیه است در نصب او قطع نموده
پس چون سایل دانست که انچه از حرکت و غیر ذلک از تقدیر خداوند است
باید که عذاب و ثواب را نیز از مقدرات ازلی فهمد و استنار بعض دون
بعض ننماید فایده روزی فلک هر انه بر ما جفا کند ها وزد دستان
همدم ما را جدا کند آسان کنی از مرگ خدایا هر انکسی کین نسخه من بخواند
ما را دعا کند نسبت آثار سوی افلاک و نجوم بردم مرتبه است اگر در عین نسبت
اعتقاد بندد که اینها موثر حقیقی اند کفر است و اگر اعتقاد کند که موثر حقیقی الله تعالی
است و اینها وسایط بروی ظهور احکام اسماء او تعالی هیچ از اقتضای اسماء
و صفات تجاوز نمی دانند کرد این محض ایمان است پس مراد مصنف ربانی در نسبت
افعال بسوی فلک مرتبه ثانی است تبادل و چون در اینجمن اطلاقات
توهم معانی غیر مشروعه نیز پیدا میشود از اینجاست که اولیاء اهالی احتیاط
اطلاقات را که خوف توهم مذکوره دارند ترک کرده توسع فرموده اند فافهم

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ ان یشا یذہبکم ایہا الناس و یات باٰخرین سوال ازین
آیہ مفہوم میشود کہ اگر این مخلوقات را بردارند بجای ایشان مخلوقات
دیگر آورند جایز است و حال انکہ مقدور و قدرت و مراد ارادت و معلوم
خداوندیست کہ ہمین اصناف کہ موجود اند بر بعضی ازینہا ثواب و عذاب ابدی
مرتب است و لوزوال مرتبہ ابدیت کہ در حق ایشان ثابت است محفوظ
و مصون باشد پس اگر موجب آیہ کریمہ فوقانی ایشان را بردارند و بجای ایشان
مخلوقات دیگر موجود کنند و معاملہ ثواب و عذاب ابدی را ایشان مرتب
نسازند نقصان در مقدور و مراد و معلوم قدرت و ارادت و علم پیدا
میشود و این لائق عقیدہ مومنیت جواب مرتبہ قدوسی خداوندی موصوف بصفت
قدرت و ارادت است و ظاہر است کہ قدرت مصحح نعلین و ارادت مخصص
فعل واحد پس اگر با وجود تصحیح نعلین کہ قدرت را ثابت است تخصیص فعل
واحد باتفاق قدرت کامل کردہ نشود و بظہورات صفات افعالیہ کہ خاصہ
وغیر ہاست ہمون فعل مخصص را بوجود آوردہ نشود و معاملہ ابدی را ایشان
مرتب نباشد در تصحیح فعلین کہ قدرت را ثابت است چہ نقصان لازم
آید و بعد این تخصیص مصدورہ کہ بصفت ارادت خاص شدہ اگر باین قدرت

کامل

کامل کہ از تصحیح فعلین ہست نمایم چہ حد رسیدہ شود بلکہ کمال خداوندیست
کہ باوجود تخصص طرف واحد زوال در معاملہ قدرت او نیفتد و چنانچہ
ترتب معاملہ ابدی برین اشخاص مراد ارادت و معلوم علم حق سبحانہ است
نیز ثبوت خصوصیت قدرت کاملہ در شان خود کہ تصحیح فعلین ہست مراد
ارادت و معلوم علم اوست سبحانہ بی نقصان کز زوال آن کجا فاہم ہست
تا کہ دایمی ماندہ ذرات وہیم) اور دو عالم آفتابی فی نیم را در بعضی ابیات
کہ حق تعالی را بہ آفتاب تشبیہ دادہ اند و مخلوقات را بہ ذرات و حال آنکہ
آفتاب دور نہ نقید و احتجاج و تمامی ذرات بخود مستقل محل سوال ہست
اول آنکہ مقید چگونہ میشہ بہ مطلق شود دوم آنکہ ذرات کہ مستقل بذات اند
بمخلوقات کہ معدوم الاستقلال اند چہ نسبت دارند کہ مشبہ بایشہا شوند
فایدہ در مثال جہت تقید و استقلال منظور نیست بلکہ جہت نور است آفتاب
بذات خود و اختفای ذرات بی ظہور آن نور منظور پس نفی وجودی
نور مطلق کہ ہر ظلمت اعدام بر تواند احتجاب از کتم عدم بایشہا برآرد روشنا
نور آفتاب ہست کہ ذرات را از مرتبہ خفا کہ حکم عدم دارد از عدم ظہور بظہور
آرد و این اشارہ برای کوتہ بینان ہست کہ معاند آفتاب در نظر ایشان

Marfat.com

وظهور پذیری ذرات نور آفتاب متیقن و معاملہ ظاہر حقیقی از نظران
مختفی و احتیاج فیض مالی وجود بخشی بمخلوقات از بصیرت انہا دورتر
ہمذا بشنی مخلوقات اظہر عندہم شنی مخفی منہم را تحقیق میکند و آن
تشفی میخواہند فایدہ سوال در حدیث کہ لبیک از اللہ سجانہ بعید می آید چہ معنی
دارد جواب معنی لبیک استادہ ام بخدمت تو ولازم اینمعنی رضا متکلم
از متکلم بود طلب رضا از متکلم پس معنی این لفظ فیما بین مخلوقات متصور
ولازم اینمعنی بنسبت اللہ سجانہ معقول فایدہ آیہ تسمیہ جامع است مرتبہ
ذات و صفات و کمالات را سوال تسمیہ مرکب است از حروف تہجی و محدود است
بحدود و حادث است و ذات او تعالیٰ با جمیع مراتب قدیم و منزہ از حدود
پس آیہ تسمیہ اینمرتبہ عالیہ و قدیمہ را چگونہ جامع شد جواب بدانکہ تسمیہ را دو مرتبہ
است مرتبہ تلفظ و مرتبہ حقیقت ذات و صفات و کمالات کہ ما میگوئیم
نیز مرتبہ تلفظ حقیقت دارند پس چون چنین دانستہ شد بدانکہ مرتبہ تلفظ کہ تسمیہ را
ثابت است جامع چیست تلفظی مرتبہ ذات و صفات و کمالات را است
و مرتبہ حقیقت کہ مر تسمیہ را متحقق است ہمچنین شامل است حقیقت ذات
و صفات و کمالات را فایدہ ہر جا کہ وجود است ظہور لطف خداوندیست
ہر جا

Marfat.com

وہر جا کہ سلب است ظہور قہر خداوندیت فایدہ عقیدہ شرعی است
کہ خدا تعالیٰ را شئی و ذات کویم اما منزہ از جہۃ شش کاندسوال
این عقیدہ و قبول این عقیدہ ہر مومن را بی تردد لازم و واجب
است تحقیق تفصیلی داند یا ندانند اما خواص را از تفصیل چارہ نیست
پس باید بیان کردم کہ ہر کاہ او تعالیٰ شئی وجود است پس نفی جہات
از امر وجودی لزوم خالی نیست یا انکہ آن وجود بخشی و بست
دارد کہ سلسلہ عرض و طول او منتہی میشود یا انکہ منتہی میشود بہ بود
اعتراض باقیست بر اول انکہ اگرچہ منتہی نشود اما تحقق جہات در عین
مرتبہ وجودی او منحقق است زیرا کہ جہت وسعت در عین مرتبہ خود
مقتضی این جہات است ولا کذلک نی اللہ تعالیٰ جواب تحقیق مرتبہ
وجوب بوجہ تعقل است یا بوجہ معقول و معنی طریق تعقل انکہ تحقیق طریق
بعور کردن و تفکر در زیدن در عین مرتبہ وجوب پس چون تعقل
مقتضی تصور شئی و ادراک است و مرتبہ ذات اللہ و صفاتہ منزہ
ازین ہر دو چنانچہ لا تفکروا فی ذات اللہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
است محقق یابن تحقیق محروم از حقیقت مرتبہ وجوب بل بعید البعد

Marfat.com

چنانکہ حکما فلسفی پس چون سوال سائل از مرتبہ تعقل است تحقیق مرتبہ
تنزہ ذات تعالی از جہات شش گانہ باین تحقیق و تفصیل غیر موجود و نظر
معقول آنکہ تحقیق مرتبہ وجوب بغور کردن در عین مراتب جہات
چون تصور و ادراک در نفوس جہات جایز است چنانکہ تفکر دانی الا
قول رسول است صلی اللہ علیہ وسلم باید فہمید کہ مقرر اہل ایمان و عقل
سلیم آنست کہ اللہ تعالی ذات و صفات حق قدیم و ازلیست و موجود است
ماحوای خود را و ماسوای او تعالی مخلوق و حادث است و ہر مخلوق
بشک و شبہہ مسبوق بالعدم پس جہات ستہ را عین حق گویم
یا غیر او عین حق گفتن صریح ممتنع است پس لاجار غیر حق گویم و چون
در صدد تحقیق کردیم کہ آنچہ غیر حق است مخلوق و حادث است و ہر مخلوق
مسبوق بالعدم پس البتہ بی شبہہ جہات ستہ نیز مسبوق بالعدم باشند
پس ہر ہر مسبوق بالعدم است او را در مرتبہ قدیم نہایت کردن غیر
معقول باین تحقیق واضح شد کہ او تعالی قدیم و ازلیست و آنچہ از جہت
و مکان و غیر ذلک است مسبوق بالعدم پس الان کما کان متحقق شد

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ لقد

Marfat.com

جادت رسل ربنا بالحق مکتوب نجابهم اندرترغیب فنافی الشیخ صدورنیابت
له العظمة الکبریاء مولاجل شانه حضرت مولوی رابعبدیت خاص
بل اخص بنوازد تاشرکت درمولائی یامولاغراسر میدانشود چون لفظ
مولادرمعنی دارد کمالایخفی ازروی مولائی یعنی عبدیت است درعبد
مولوی روم قدس سره میت مولوی هرکرانشد مولای روم مارا غلام
شمس تبریزیانند یعنی بندگی خاص بل اخص رب حقیقی مرعبدرا
موقوف برفنافی الشیخ است مستعدنادرست که درین استعداد
اواین جوهرنهاده الذوالا اگراین ارامذکور استعدادی دراطاعت
شیخ که مستلزم بفناست حصول امامت دیگرست عوام است وهذا
شرک خفی الطریق عافانا الله سبحانه من هذا بوردد نوازشنامه عالی
خاطرفقیررابجمعیت پرل گشت ویادآوری ازانجناب این عاصی را
موجب حمد گردید غیرتمن نیستی مطلوب دانند ودراطاعت شیخ خود
مقصود همین پندارند که مالا مذکور شد نیستی زعمی دگراست وفنا
حقیقی دیگرشان مابینهما ازمن دعا وازحق قبول ددا وقات مخصوصه
بدعایاد آرند وازیاد ظاهری که رابطه فیمابین است نیزیاد آور باشند

marfat.com

Marfat.com

والسلام والاکرام مکتوب شصتم بفضیلت مآب مشفقت پناہ شیخ محمد الکریم حفظہ
یفعل مایشاء بقوتہ لانہ قوی عزیز ویدبر مایلیق بحکمتہ بانہ یحکم ما یرید فلا یسئل
عما یفعل لانہ یحکم فی ملکہ ویصنع کما ہی کہ فلا سؤال علی المالک الحقیقی
وحکیم القدیمی مع ذلک قلوب محبان در مہاجرت محبوبان در زلزلہ
فراق متزلزل وحیران مع التسلیم فی جمیع ما خلق اللہ سبحانہ من الرسل
والہجران محب صادق خلوص طویت عادت متقایق العامۃ المقتبہ
من علوم صاحب طریقۃ الاحسنیہ والفاضل بعلوم البدیعۃ من
صاحب الشریعۃ المصطفویۃ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ اخوے
مکرمی المتحلی بحلیۃ معالی الکرم ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم اللہم اجعلہ
متحلیا بکمال التقوی الذی یتجلی بہ صاحب الطریقۃ الاحسنیہ المقتبس
من نور المصطفویۃ صلوات اللہ وسلامہ علیہ ما فصل صلوۃ واحسن سلام
بعد سلام فقیر از مطالعہ فرمایند بورود در رقیمہ مملو در معانی اخلاص ولوہر
اختصاص معہ خبریت حال خاطر مہجوران زحمت یافت گویا بنیم ملاقات را
دریافت اما عجب کہ چندین سال حصول فواید معالی مع فصلہ زیارت حرمین
تشریفین نمودند اما شمہ بیان حقایق اصلیہ کہ دران مقام شریف درود دارد
بیاید

Marfat.com

هیچ در قلم نیاورده ام اگرچه قلم از تصویر حقایق عاجز است با وجود علو شان
خود اطلاقاً درین عبارت بیانی ظهوری دارد و بر اهل آن حقایق
مبطالعه تصویر قلمی بلا قید تصویر کنونی پیدا می کند هر گاه کلام مطلق
حقیقی حق سبحانه با وجود اطلاق حقیقی بعین اطلاق محفوظ حافظ
ما و مقرر و استاد مکتوب کتابت مثالی جلول و تقید بهتدد و محقق
بعین اطلاق محض بهره ازان کیرد حقایق معلوم محققه از کلام بیانی او چون
معلوم و متحقق مکتوب الیه مکردند بالضرور حقایق غامضه مکنونه رامی مکتوب
میفرموده باشند با حکم المومن مرآت المومن تحقیق طرفین در مرات هر طرفی
وضوع پیدا آرد و تحقیق هر طرفی قابل شکر و اصلاح کردد عزیزنا تمیز فضیلت
و کمالات تکیه سیادت مرتبت شیخ نعمت الله الملقب سلیمان
از چند ماه بعد حصول فضیلت کتب حرمین در طریقه احمدیه خصوصیتی پیدا
آورده بارادهٔ زیارت حرمین شریفین شرفیاب شده بمجرد ملاقات العزیز
و مطالعه عریضه حق اخلاص بجا آورده بجلوه کریمانه پیش آمده بعد صحبت مرجع
از مزربات طریقه حاصبت درمیان آورد از توضیح آن دریغ ندارند و بطریق
لق از انقدر بانی انجذاب نمایند تا شکر صحبت ادا نماید مکتوب شخصت یکم

marfat.com

Marfat.com

عرضداشت بجناب حضرت سرور کائنات بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً المن ظہر
سر بحقیقۃ الانسان ومصلیاً علی من نور اللہ ومن نورہ خلق الاکوان
یا ایہا الناس صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللہم صل وسلم دزد وانعم وبارک
علی اسعد العرب والعجم امام طیبۃ والحرم منبع العلم والحکم معدن الحلم والجود
والاحسان والکرم مظہر العرش واللوح والقلم ترجمان کلام القدم
سیدنا ومولانا وہادینا وشفیعنا محمد وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم الصلوٰ
والسلام علیک یا حبیب الصلوٰۃ والسلام علیک یا حمید دلیل الہد
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حامد صفی اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمود
خلیل اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمد الرسول اللہ یا اکرام الخلق مالی
من الوذ بہ الا سواک عند حلول الحادث العمیم والحوادث الواقعۃ علی اطمو علیک
یا علام یا سبحانہ بذا عبدک العاصی عبد النبی المستغرق فی لجۃ المعاصی الا تر
الی الان من حصول زیارۃ القدوم الشریف والروضۃ اللطیف وہو احیث الخاطین
واعصی العاصین لیتمسک حبلک الوسیع وخلقک ارتط
ثم اخی دینا نعمت اللہ الملقب بسلیمان بالحب الکمال قصد زیارت الحرمین
الشریفین فاذا یحصل شرف زیارت الحرم الشریف برجوعہ کمال کرمک

marfat.com

Marfat.com

ونظر الطفک حتی یوسیلتہما یکون مقیما فی جوار الحرم الکریم ویحصل
بعدہ ثمرات الاستقامۃ فالزیادۃ علی ہذا من سوء الادب مکتوب
شصت دوم بخدمت محبا ورروضہ پرنور کائنات علیہ السلام بسم اللہ الرحمن الرحیم الفقیر القصیر
العاصی عبد النبی بعد ارسال تحیۃ السلام ازاکیات الی جناب افضل
الفضلاء المبارکات الحرم الشریف والفیض من ہذا البرکات علی الشریف
والضعیف النحیف الحاضر بحضور القلب وادب الحرم والمنظر بنظور الالطاف
والکرم سیدنا اشرف الشرفاء یلتمس احوالہا بان ہذا الفقیر لیکن فی بلدۃ
الہند وسبب عوارض المتعلقات الکثیرۃ مقصر عن حصول اشرف الزیارت
العالیۃ بظاہر الجسد بالکد والجد الی الآن دیرجو ان یحصل لہ ہذا الشرف
بالجسد بظاہر فیلتمس الی جنابک الشریف ادعاء فی حق ان اصل الی
المقصود المعروض ثم اخی نعمت اللہ الملقب بسلیمان بحب الکمال قصد
زیارت الحرمین الشریفین فاذا یصل بالمقصود وحصل لہ شرف الزیارۃ
بفضل اللہ سبحانہ یرجو من جنابک الحلم والکرم لیقیم فی جوار الکریم و
یستفید ببرکتہما کما قال احد من اہل الکمال شعر ولا التمست غنی الدارین من یدہا
الا استملت الہذا من خیر ستلم ۱۲ فاذا سبب الکیل تطویل الکلام فنختم
کملہ ۱۲

marfat.com

Marfat.com

بالصلوة والسلام علي حبيب العلام مكتوب مصحت مرقوم بجناب حضرت پير
دستگير عليهم بطريقه سبحانه بسم الله الرحمن الرحيم بجناب عالي معالي اللهم بطريقه
الاحسنيه الواصل الي درجات المحبوبيه اللهم كيف اداء نثار سادات
خاطبه تخيطاب قطب الاقطاب في الدهر قطع القطاع في هم بعد عرض
تحيه سلام فقير حقير عاصي بعصيان الكامله عبد النبي معروض ميدارد زينها
معاصي جليه وخفيه از حصول شرف نيابت حضرت پير دستگير الي الان مقصم
اميد آن دارم كه متوجه كريمانه در حق اين عاصي متوجه شوند تا تمدد و روحاني
توجه بصوره باين عاصي ميسر آمده از ظاهر تم و باطن آن بتمامه الي ختم الحيوة
از توجه آنجناب خلاصي ميست ديدنا متوجه بستقيم بحسب قوه مستعد از ديار
دوستر شرف ياب زيارت گردد اخوي ديني نعمت الله الملقب سليمان
بعفايد صحيحه شرعيه خود لوا بالاستقامة بقصد زيارت حرمين شريفين رخصت شده
اميد كه بمجرد مورد جهت رد قدم مبارك بولايت حقيقي شرف لاقي گردد وحسب
زعمي از ميان رخت بر بندد و چون بركت اذن مسلسل ازين عاصي بطريقه
احسنيه داخل و متوجه بنسبت تعليمي ميست اميد كه در خواص خدام شريف جا
يابد و خصوصيتي تمام حاصل آرد مكتوب لاوصيل باب شيخ موسي ساكنه شيدور

فقير

Marfat.com

فضیلت مآب شیخ موسی جیوا زفقیر عبدالنبی بعد سلام مطالعه فرمایند
تفاوت در مرتبه قرائت الفاظ حضرت قرآن وحدیث قدسی انچه در کتب
فقیه نوشته اند از انجا ظاهر نمیشود اما انچه فقیر از اعزه خود قدسی اسرارهم تحقیق
یافته اینست اول انکه حدیث قدسی بطور کمالات کلام مطلق است معنا و لفظا
اما معنا بر سر جبرائیل یا حضرات انبیا علی نبینا وعلیهم الصلوات والتسلیمات
القاء و لفظا از انجا آن معانی بلباس الفاظ تصوری مطابقا بهذا
المعنی بر قلوب این جماعه اکابر الهاماً و از انجا بلباس الفاظ لسانی بغیر
ایشان از ایشان ظهور پذیرفته یعنی از ملک برانبیا و از انبیا علیهم السلام
برسالت در بیان آمده پس ظاهر شد که حدیث قدسی بواسطه غیری القاء
بر سر اخص الخواص معنا ظاهر و بر قلوب و السنه شریفه ایشان علی نبینا علیهم
الصلوة والسلام بلباس صنعتی قلباً و لساناً از ایشان هویدا و حضرت
قرآن مجید که جامع کتب سماویه و احادیث قدسیه بحکم لا رطب ولا یابس
الا فی کتاب مبین بهت بجامعیت کلام نفسی ذاتاً و صفاتاً و کمالاتاً
معنا و لفظا خارج از سرایر السنه بحکمت بالغه و بصنعت صانع حقیقی
بلا شرکت صنعتنا و بلا تصرف خیالاتنا بر منصه بیان بلباس الفاظ نور

marfat.com

Marfat.com

آنرا خود فرموده و بخاد بخما از بخا حسب المطلوب بحرائیل مسموع گردد بحما
یعنی آن جبرائیل سمع صوتاً دالا علی کلام اللہ و علی ما اراد اللہ الی آخرہ بہما
الفاظ نورانیہ بمظہریت بیانیہ جبرئیل علیہ السلام بلباس الفاظ حرفیہ
بر نبی ما صلی اللہ علیہ وسلم منزل شدہ بی تصرف جبرائیل بوجہ ما الا المظہریۃ
قط و نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمانرا بعینہ بلا تصرف و صنعے بیان
نمی جنانچہ بر بہت قرائت نمودہ فوضح الفرق بین کلتی مرتبتی بصاحب البصر
المنورۃ نور اللہ سبحانہ و چون استعداد نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام در مرتبہ
حقیقہ قابل باستماع کلام مطلق نفسی جامع جمع مراتبہ بلا لباس کل لباس
لباس نفس المدعا و غیرہا متحقق و در اینجا لباس حسب نبوی بحسب شان
ہذا المرتبہ استماع آن بی لباس متعذر بحما دل علیہ القرآن و ما کان لبشر ان
یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب الی آخر الایۃ لہذا در چنین استماع
مرتبہ تحتانیہ خلاصہ بر آن حضرت متوجہ جناب جل شانہ بود مع تفصل او بحار
بمرتبہ حقیقہ یعنی اصلی خود کہ فوق عرش است عروج فرمایند و از بخا بحقیقۃ
الحقایق خود کہ امرتبہ نور محمدیست عروج فرمودہ بمرتبہ رسند کہ لامکان بمثل
کل مکان و جہت ظہور است بحالا بتہ فی المرتبۃ الثانیۃ و بعد آن استعداد حقیقی

اولی

Marfat.com

اولی بفضل مخصص طهور فرماید و از کلام مطلق جامع نفسی ذاتی خود
لباس فیض یابد، کردند غواص البرکات رب الارباب بنده قابل سماع
کلام نه را ای بی لباس عنصری عروج بخشید و آن مرتبه عالمه که مدرجات
عالمیان عوالم است رسانید و حوای این مرتبه کلام مطلق غیر از تفکر
از ذات میت جاء احمد اصلی الله علیه وسلم ذاته لا کیفیه زخته و کلم الله
سبحانه بلا لفظ و صوت ندا بیان من ربه التی لا بیان لاحد
سوال الهدین عرضداشت قطعه ای فخر بسکه در دلها مددی ها
داد حق سبحانه و تعالی ها در چاه ضلالتم پریشان حالم ها و نمادرسا
حد میدی سیدی ها اگرچه این احقر قابلیت ذره ندارد اما بکریمانه کارها
دشوار نیست در جواب چون در محبت فقرا رسیده باید چو در ات تسلیم کند
ذکر تسبیح تغول باتمام رسید و انچه نصیب بعبد در وقت جلوه خواهد فرمود
و کار من است که چه در ازمان بر دارد الفقیر مکتوب بالهدین صدر رقمت
و الله الحمد الواحد الصمد اخوی میان الهدین در استکمال دین کمر محکم
بندد و از کدر تلخی که در قبض ست در است بسبب توقف ظهور بسط که موجب
جمعیت ست ادام محبوب بشناسد محب بارام و لذت کار دارد دا کرارام و لذت

marfat.com

Marfat.com

هم می آید برای ضبط است مراد از بسط ما که را آن تجلی می شود
قبض محمود حلوه جلال است که آن سر پرده هاست و دو اصل را از جمیع آرام
وجمعیت که از بهر تجلی سالک ظهور جمال است آخر الامر از حلو محض می آرد
و در حیرت و تجمعیتی می اندازد چنانچه بزرگی فرموده بیت ما در یقین پریشان
خیال ما نمانده سر پرده الا جلال ما ردشمن نمی بینم قبض محمود ظهور حقیقت
نمایافت منتهی و بسط مبدی از مقدمه نهایت موسط بعد بیرنگ تفاوت
ره از کجاست تا بکجا الی النهایت الرجوع الی البدایت یا بیمعنی است
تا زمانیکه لذت وجمعیت سالک است بفنا کار ندارد اگر فنا است فنا
رعنی است زیرا که تمنا بشریت که در بغل دارد و رفنا حقیقی اضمحلال بشریت
موجود که بسطوات جلال بنعدم نشود سبحان الله این تحقیق ظاهر شد
که جمعیت حقیقی محب را در بیمعنی است و آن حیرت در سر گردانی است من لم
یذق لم یدر فایده سعادت شعار ا آنچه برای تحقیق طریق یعنی
وانبات نوشته ایم از این عبارت فهمیده بعمل آرند بیت تا بجاروب
لا در دلی را ه ها نرسی در سرای الا الله ها بلفظ لا از مقام نفس گذر بیاب
کرد و غبار خواطر که الله باطله اند کشیده از جیب دراست خنا انچه لا نثر
خیانت

Marfat.com

جبانت نفس دخل یافته و دل ارواح را محکوم خود شناخته تمع کرد
همه را برا مقام سر که سینه است بحضور سر که منبوع مراتب است
حاضر آورده از انجا تا هر دو مقام خفی و اخفی که پیشانی و دماغ است
مجموعه را که در تحت جاروب لا از آله باطله جمع شده برده بطرف راستی
رد آورده پس پشت انداخته دست همت بالف توحید محکم زده سر
الف اثبات را بر قلب بضم شدت به الام پیوند داده ضرب حاصل باید
نمود چون بجاروب یکسارگی بی تکرار کردن شد ادکار بخته در راه صاف
نمشود جسم را که هنا بط ذات آله متعدده در میطن جاروب لا است
ضبط نموده مکرر بتکرار این ورزش آهسته باید بست تا انکه کار انجام گیرد یا جان
برآید و شهادت رسیماد عزیز من جاروب چوبی محض گرد و غبار عارضی را
بر می دارد اما غبار اصلی که ذات زمین بهت اگر برداشتن خواهد عمر ازی
باید این جاروب چوبی در اندک مدت بکهنگی و شکست می آید پس ازین
معلوم شد تا زمانیکه وجود موهوب سالک عطا نمی فرماید از الم غبار
بشریت اصلی رو نمی نماید از نجاست که زوال بشریت اصلی بعد اعطاء وجود
موهوب بست و آن در مرتبه ولایت ابدال است علی نبینا علیهم الصلوٰة

Marfat.com

والتسلیمات فضل باید ما دروازه کمال کشاید عجب زمانه آمده سلوک نفی
واثبات که متقدمین تا بازده سال ملکب میدانستند سال کرده درین زمانه در یک ماه
دماغ بعضی در خلل و بعضی دیگر را همت در دغل می افتد و نفی و اثبات را
از اید فهمیده تعلق بآن نخواهید نهاد حال آنکه ایمان مبتدی و متوسط
و منتهی به نفی و اثبات حاصل است لایکلف الله نفسا الا وسعها امید وار
فضل بی بهانه باید بود و بحسب طاقت باید کوشید فضیلت مآب شیخ زاده امین
و کمل بایقین بجماعه فقرا و فقیرزاده ما ازین ناکس سلام خوانند و دعا کنند
تا ازناکسی آنچی مکتوب شنیدست بفهم بحقایق و معارف آگاه حاجی محمد امین
بعد الحمد و الصلوات و تبلیغ التسلیمات بعرض جامع علوم مهربان حاجی
صاحب برساند مکتوب شریف بورود خود شرف بخشید و بر مطالب غامضه مطلع
گردانید در تحقیق بعضی مطالب مکتوب حضرت مجدد قدس سره هم استفسار رفته بود
از وصول نظری و قدمی فرق مسئول بود ما قاصر فهمان را چه قدرت کوتاه
در بیان این مطالب دقیقه چه کنیم و متصدی بیان آن شویم اما بالضرورت
بحسب فهم و کشف خود مینویسیم و الله یعلم که مراد از سلوک صوفیه حرکت علمیه است
نه قطع مسافت ارضیه یا سماویه لان الله معنا اینما کنا و مراد از کمله علمیه

Marfat.com

خروج علم از بعض مراتب ظلال است که در علم با صالت خود را می نمود نه زوال
با صل اگر در توسط آن اصل زعمی باشد اما این قاطع مراتب ظلال را بنور
علمی دو مرتبه است یکی آنکه این کس اصل از مرتبه است که در انجا اقامت دارد
دوم انکه حسب استعداد عالی را بی انکه بنور قوت خروج از این مرتبه عطا
فرمایند جلوه از مرتبه فوق بر اینکس می نماید و باز بعد چندان یا بعد چند زمان
با دل مرتبه دوی این می کرد انند و از ان محجوب سازند یا با گاهی قدری یا از ان
میدارند تا همین اگاهی او را کشیده بفوق میرساند پس وصول مقامی که اینکس اصل
آن است دو ران اقامت دارد وصول قدمی است و وصول مقامی که بجلوه آن
ناظر شده وصول نظری است پس باید دانست که در مراتب عروج چون
قطع ظلال بالکلیه میسر آید و با صل الاصول بلا متابه ظلیه بوسط در نزولا
از وصول نظری که در وقت عروج میسر می آمد فارغ شد مستعد وصول
نظری که در مراتب نزول رو مینماید میگردد نظری اول در سیر الی الله فی الله
است و نظری ثانی از سیر من الله با الله بالله فی الاشیا ظهوری فرماید لهذا
اصحاب عسر و ج چنانچه در میان خود ها تفاوت تها دارند همچنین با صحاب نزول
همانا تفاوت تها پیدا میکند کما لا یخفی علی اهلها پس نظری اول از سیر الی الله فی الله

marfat.com

Marfat.com

صاحب خود را از دور جلوه میدهد پس صاحب در ۴ احوالدین ست اگر به
نسبی باشد و صاحب نظر اهل عین الیقین یا اهل علم الیقین و حصول الیقین
حقیقی صاحب عروج ما بعد قاب قوسین او ادنی و وصول به عین الیقین حاصل
نزول ما بعد ذوالجلال که در تفصیل حقایق اسماء و صفات بسیار دل در کمال
اکمل و اتم انبیاء و ثانی در کمال اکمل نبوت انبیاء ذلک فضل الله یوتیه
من یشاء مکتوب شصت و هشتم در تحقیق ملهم حضرت پیر دستگیر در تحقیق ملهم حضرت
پیر دستگیر رضی الله عنه که قصبه بونار نور حمایات الهیان با نور است و از انجا اطراف
عالم الی الله تعالی تا قیام قیامت نور در نور است و این بر سر دری به نسبت
ارباب عرفان و سلوک کشفی است که روح و قوسین النفس مولد من الروح الجسد
یعنی روح انسان در عالم امر باکمال لطافت موجود بود و انچه تعلقاتی
نورانیه او بود بسبب کمال لطافت مستوره عناصر اربعه مجمله غیر مفصله تحت الثری
پیدا متضمن جمیع جزئیات ظاهره مفصله ظهور کمالات مخفیه خویش در تخلیق این
هر دو مرتبه یعنی روح و عنصر مجمل بحکمت بالغه برای ظهور و جلوه گری تفصیل
مراتب جسمانیه و دنیاویه است بحکم کامله عنصر مجمل را اولا تحت سماء دنیا
مفصل گردانید و چون جسد خاصه هر روح را از ان عناصر اربعه مرکب گردانید

marfat.com

Marfat.com

مرتبه مذکور را باخود تمام برد فیض نفخ او منفوخ در بدن مرتبه بعد اجتماع
این هر دو مرتبه جسدی روحی قابلیات ازدواج نورانیه روح و حیات
صمدیه جسد را دو عرصه برزخیت ظهور بخشید چون بمحض منشاء احدیه
این هر مرتبه بخصوصیت خاصه خویش ظهوری داشت و یکی را با دیگری کار نبود
ظهور مقتضیات حکمت بالغه در تخلیق این دو مرتبه کرای مظهریت و مظاهریت
کامله بود بی ترکیب امتزاجی این هر دو ظهور موقوف پس ازین هر دو ظهور
مذکوره یعنی ظهور قابلیات روحانیه و جسدیه بحیثیت قرحه بهیت وحدانیه
در عین برزخیت مرتبین یعنی مرتبه روح و مرتبه جسد امری ثالث موجود
کرد و نفس ناطقه نهاد یعنی مظهر کامل نفس ذات مقدس جامع قابلیات
جمالیه که مقتضی موجودیت مخلوقات نورانیه اند جلالیه که مظهر حیثیات
ظلمانیه بودند چون روح را در حجره جسم لحمانی خفاهیت درین مرتبه
نیز ظهورات قابلیات او را استتار و حیثیات جسمانیه بر لحمانی
غلبه و استکبار تا زمانیکه رفع استکبار موقوف است این مرتبه نفس
بکفر و انکار که موصوف و چون بفضل عام او تعالی نوری از انوار تجلی
یعنی هدایت لطیفه ظهور میفرماید سیوم حصه شتات از انانیت و استکبار

Marfat.com

Marfat.com

خواهد کرد این بامعنی حدیث باید فهمید حیاء کم فی الجاهلیة حیاء
کم فی الاسلام اذا فقیر المکتوب شد نهم بحاجی احسن حاجی محمد امین
بعرض عالی حاجی الحرمین الشریفین حاجی محمد امین بعد تحیه سلام مفروض باد
در مکتوب مرسوله سابق کلمه صاحب نظر حق الیقین نیست بلکه صاحب قدم اهل
حق الیقین و صاحب نظر اهل عین الیقین یا اهل علم الیقین نوشته ام
وچون صاحب نظر را تتمه سلوک باقیست و عین الیقین و علم الیقین هردو در
راه اند لاجرم یکی ازین هردو خواهد بود فلا حاجة الی بیان غیر هذا والبته مکتوب
حضرت مجدد قدس سره الله بسیم میرزا در حق یکی نوشته اند که کلیه اهل
تحقیق است که هرچه سالک را تفاضل در عروج پیش می آید و از ظلال گذشته
باصل میرسد در اینجا حق ترقی میفرماید اگرچه در ابتداء شروع از سلوک
یا جذبه می باشد اما چون بعد قطع سلوک و جذبه بحق میرسد و تتمه ترقی
هم باقی است اگرچه از اصل در اصل باشد سلوک و جذبه را موقوف داشته
ابتدای از حق میفرماید حالانکه سلوک و جذبه را قطع کرده تا اینجا رسیده اند
فثبت ان الجذبة والسلوک متحقق دارد مرسوله مع هدیه موصوله شرف
وصول بخشید بفهمانید، انچه بیاورم توقع که همین طور از تحقیق معالی

Marfat.com

وعبارات بزرگان بهره بخش بوده باشند از فقیر زاده ها و نیچ موسی چیز
عرض سلام مطالعه نمایند مکنونت ضمیر انور بخصوص کلام الله سبحانه
قوله علیه الصلوة والسلام انزل القرآن علی سبعة احرف یعنی نازل
گردانیده شد قرآن بر هفت قراءة چنانچه امینی بحسب قرائت تحقق است
و هفت معنی چنانچه این تحقیق بحسب علماء ظواهر راسخ است و نیز موافق
یک تحقیق از دو تحقیق اهل باطن ظاهر و هفت بطن و این تحقیق دومی از آن
دو تحقیق اعالی باطن واقع و تفصیل این تحقیق دومین نزد حضرت
پیر نوری قدس سره بدین منهج است که کلام او تعالی مرتبه در درجه وجوب
ظاهر است ازلا و قدما و آن هر سه مرتبه مسمی بوجود و نور ظهور کلام است
و متکلم با جمیع قابلیات ظاهر اند ما جیه موجود غیری و آن هر سه مرتبه مظاهر
چهار مرتبه دیگر مخلوقه محدثه ظاهر اند در عالم اصل الاصول و انوار و اجرام و اجسام
که در ازان مخلوق اند بواسطه مخلوق و اسباب یکی بعد دیگری بحسب اساس
حرف و صوت چه نورانی و چه ظلمانی بمظهریت نوع اول او مظهریت اعلی آن
هر سه مرتبه وجوب را قابل آمده به هیچ ای محض چنانچه اقرار سری اهل صفا
بران شاهد است دوم حرف و صوت نورانی که در عالم امر مظهر نانی است

جامعیت

Marfat.com

جامیست انمی اتب دج ب ر اکہ مسموع جبرئیل علیہ السلام گشتہ چنانچہ عقیدہ
آن جبرئیل سمع صوتا والا علی کلام اللہ وعلی ما اراد اللہ مثل الہام قلبی اہل
ضیارد و دیگر ازان ہر چہار مظاہر کلام مطلق بواسطہ مخلوق یکی
ازان حرف و صوت جرمانی جبرئیل علیہ السلام کہ کلام نفسی حق سبحانہ بمظہریت
آن ہر ظاہر حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ظہور فرمودہ اگرچہ پیش آن
حضرت ظہور کلام مطلق بواسطہ غیری بنقش ہر عاست چنانچہ بالا نوشتہ شدہ
و حدیث کتب بنیا و آدم بین الماء والطین شاہد اینمعنی ست و دوم
مرتبہ حرف و صوت جسمانی آن حضرت با جمیع مراتب فوقانی آن کلام کہ ہمہ
اہی بر جمیع مخلوقات تا قیام قیامت ظہوری دارد لسان الخ مقرر و محفوظ
ناست بمظہریت مظاہر مفصلہ مذکورہ ہمان کلام مطلق ست غیری و در عین
مقرر و محفوظ بودن منزہ از احاطہ قرارت قاری ست چنانچہ او تعالیٰ معلوم
ما ست بی احاطہ ما ہمچنان صفات او تعالیٰ را بی کم و کاست باید فہمید فافہم
مکتوب دہ ضاد کم در مقدمہ تحریفی ندارد سبحان من تجریفی ذاتہ سواء یعنی پاک ست
کسانی کہ متجبر ہستند ذات او غیر او یعنی در عین حضور ایمانی بجناب سبحانہ
نایافت شرف آنست تجریف نایافت ہستند پس قبل از نایافت کہ تعلیم

marfat.com

Marfat.com

مقصود شما بود آن حضور طلبی بود و به یافت منضم نبود چون نسبت بعینی
ادراک ست و ادراک را بجناب قدس راه نیست اگرچه ادراک حقی باشد تعلیم
نایافت بعد آن برای نفی یافت متحمل ادراک است نه برای نفی حضور چون
سالک بعد تعلیم نفی یافت هر دو شغول بنایافت شد حتی که حضور را
نیز کم کرده لهذا در بینولا مابازاء حضور تعلیم رفته که در عین نایافت حضور نیز
که خلاصه وصول بشری ست در داخل دایره اصالت ست یا نایافت
منضم شود چنانچه بعد وصول دست بصری در آخرت نایافت ثابت آید
انجا که یافت ست تعلق به تجلی ست نه بذات پاک چنانچه تعلق بذات
پاک عطا نمود نه نایافت را ظاهر فرمود نه پیش باید که در عین نایافت شهود
نبود ایمان ار حضور مولی که منزه از یافت حصولی ست بهره در بوده
از غفلت محجوب نباشند تتمه شبهه را بالمشافه بعد ملاقات دفع نموده
خواهد شد ان شاء الله سبحانه الغرض بی توجه بحضور محض بنایافت
صرف اوقات نمایند بحدی که توجه بغیر مطلوب گردد و حضور بحق غالب
مکتوب تضاد دوم بسمان عبد الهادی صورت یافت ورود در قبیه محبت افزا از محب بی ریا
که در اثنای قرائت رسید مضمونش معلوم گردید بواسطه ظهور دیگر قوم بود.

Marfat.com

وحفظ فرزندان مطلوب شفقا از قدر هیچ چیزی غنی نکرداند و موت
هریکی را بکتاب بهر طریق که مقدر است شدنی است دفع آن طریق
ممکن نیست آری اگر برای تسلی گویند اینان تعویز یا علاج میکنند
نه علاج موت است بلکه تسلی نامرئی الحال حال اینست که ناظهور امر
خفی در عم پریشان نشود ردانا چون دانست پس برای رفع بازه
دارد در تعویز نه طلسم آری دفع بغض و رد نار امطلق به دارد کرده اند
و موت مطلق به هیچ چیزی مزیت یکساره است تکرار ندارد شما را در فرزندان
شما را بخالق موت سپردیم شما را بصبر و شکر عطا نماید برای چند مسایل
مرقوم بود شفقانه فرایض که فرض عین اند از کسی عوض فرض او بکسی
نمیرسد اما نوافل بهر که خواهد چه خویش و چه بیگانه تمام نصف یا ثلث
بموجب سنت بخشند برسد و ثواب آن مترتب میگردد نکاح موقت
در مذهب ما باطل است و در بعضی روایات بعد دفن از راه گشته باز
رفتن چیزی بمیت مرد کردن جایز داشته اند اما معمول اکثر نیست
چراغ بر سر گورها افروختن بدعت است مگر ضرورتی لاحق شود چون
زنی را عادت یکبار یا دو بار شبانه روز یا هفت روز زشد و در آینده

Marfat.com

تجاوز از عادت کے دیا ید دیدا کردر اکثر مدت حیض یا کمر پاک سلے دراین
صورت عادت اول برگشته وا در ا اعتبار نماید و اگر از اکثر مدت حیض
تجاوز کرد عادت اول معتبر است بموجب عادت ایام حیض گرفته نماز قضا
نماز قضا باید کرد مثلا عادت پنج روز بود و در آینده تجاوز کرده تا هفت
یا هشت یا ده روز پاک شد در اینولا عادت نیست این همه ایام حیض انذ و اگر
از ده گذشت بعد پانزده روز یا زیاده پاک شد همون پنج روز عادت سابق
وضع حیض باید کرد باقی ایام استحاضه مامرده کاغذ نوشته داشتن
منع است مگر که با نکنت خشک بر پیشانی یا سینه مرده نسبه باید داشت
تبرک است جنازه و ادر ما دست هست ۔ ما دیماره الغاسل من النهیة
لیدة السلال او یوم العید و عیرد ا المصا ۔ بعد المکتوبة او صلوة الجمعة
هنا کلها ممنوعة بمنع عنه ان سر می شرح کافی می باب المکروهات
ایکا مکتوب نصاد سوم میان عبد الهادی احوی میان عبد الهادی سلام
خواننده رقیمه رسید از تفاد شش نوشته داده شد انچه از مسله عینین استفسا
رفته بود عینین دانست که قادر بر لتاء است یا بر تنبه قادر نباشد و بدیگر قادر
باشد اگر عینین بعد خلوت صحیحه بزن طلاق داد مهر تمام لازم آید و حدت
دانسته شد

Marfat.com

واجب شنود اگر بعد خلوت صحیحه زن منکر از وطی است اگر بکارت
بزنان دیگر باید نمود اگر بکارت زایل شده وطی ثابت شد والا نه اگر زن
بکر نباشد قول شوهر با سوگند معتبر بود خلوت صحیحه آنست که زن صحیحه از امراض
وازحیض در غیر رمضان باشوهر در خانه خالی از دخول میکانه داخل شود این
خلوت حکم وطی دارد یعنی علت لازم شود مکتوب بیضا و چهارم در تحقیق مرتبه
ذات و صفات تعالی و تقدس سبحانه و تعالی بدانکه ذات و صفات الله سبحانه و تعالی با کمالات ذاتیه و صفاتیه
ازلی و ابدی است و اسرار کمالات شیونات ذاتیه و صفاتیه در عین خفا
و غیب معلوم ذات عالیست و هیچ از انها مخفی بر ذات نه و در معلومیت
این مراتب اجمالا و تفصیلا ذات سبحانی را هیچ احتیاج بظهور خارجی نیست
و مقتضای حسن هر صفتی از صفات و هر شانی از شیونات را عالم و بصیر است
اما چون حسن هر صفتی با وجود ظاهریت انها مقتضی بظهور خارجی معلوم
ذات الله سبحانه بود و این اقتضا حسن هر صفتی را مقتضی بظهور (ظهوری) [ظهوری]
باشد پس با وجود کمال استغنای خود مرتبه خارجی حدوثی را بموجب اقتضای شیونات
ذاتیه و صفاتیه در منصه شهود موجود کرد امید باید داشت که صفات الله
سبحانه هر دو مرتبه بهت لطیفه و قهریه بموجب اقتضای حسن صفات لطیفه

marfat.com

Marfat.com

مظهور مدا بر منصه شهود موجود نمود پس بر در دنیا از ایمان و طاعت
بموافقت اوامر و اجتناب از نواهی موجود میشود بمظهور حسن صفات لطیفه
او است و جزای این ظهور در آخرت خلود جنت با جمیع نعمای آن
و افضل و اعلی از همه نعمای آن مرتبه رویت الله سبحانه و همچنین بحسب
اقتضای حسن صفات قهریه مظهر او در ارض صادر شود هر چه
از کفر و معاصی و نا موافقت معنوی در دنیا مخلوق میشود تمامی مظاهر حسن صفات
قهریه او است و مرتب جزای این ظهور در آخرت بر هر مظهر خلود جهنم انواع
عذاب در آن مرتبه است و آشامیدنی از جمیع انواع عذاب که در دنیا از ردیت
الله سبحانه است ای عاقل هوشیار اگر مظاهر کمالات صفات لطیفه
هستی این معرفت را نظر عرفان خواهی دید و قدم خود را مستقیم تر
خواهی یافت و الا در عین معرفت بی شائبه بر صراط مستقیم نظهور
قهریه در الحاد خواهی ماند الغرض بلحاظ ظهور صفات قهریه و عادت ظهور
صفات لطیفه هیچ یکی را از تربیت ربی خود چاره نیست و از تربیت مفرات
ما نیاسیه خلاصی نیست و ذات و صفات او تعالی با وجود این فیض بخشی
و عدم فیض بر مظاهر بکمال قرب و معیت از اتحاد و حلول و مظهریه

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

برکسانی که معامله بر را چون معامله محسوس می بیند لاچار از [illegible]
وطرفی خود سمجو عا را خواب در خیال اعدا میکند و باین اعتقاد در [illegible]
سبی می افتد و میدانست که میدانند نعوذ با الله من بد الجهل الله
من یضلل الله فلا هادی له مسئله حمل کنیز ک شنا ریا اصل تا زمانی که حما
نیفتاده و در کردن جایز است و چون جان ریدن حمل را زائل کردند
و در کردن منع است امادین زمانه بعضی علماء گفته اند که این زمانه فساد را
اگر اولاد بر کار نشود اگر بعد داخل شدن روح سیر حمل را دور کنند جایز است
اما عمل بر روایت اول باید کرد (یعنی داخل شدن روح دور نباید کرد اگر کنیز ک
دیگر را نکاح کرده است قطع حمل هر گز جایز نیست اگرچه بی جان است
مسئله ۲۰ ـ ما اعلی که در دون برابر باشند در سنت است
اما وعده کردن که بعد ماه عوض این هر سه اعلی خواهم داد منع است در هوا
العرض در یک جنس ربا نی وعده از یک طرفی سود منع است اینجا اگر چیز
در دون برابر اما یکی الحال گرفته دوم عوض را وعده کرده و این در یک
جنس منع است و در غیر جنس ربا نی از یک طرف جایز است الا سنت
و وقتی که هر دو وزنی یا کیلی باشند و اگر هر دو غیر جنس یکی کیلی

Marfat.com

دوم دزنی زیادتی ولسنیه هردو جائز است مسئله اگر حضرت قرآن
مجید بطرف پای خفته باشند اگر بلندیست مقدار قد خفته جایز است
واگر کم ازان بی مسئله اگر بومی خفته است دوقدم نماز دارد اورا جائز است
بیدار کردن او اگر مرضی او را ندارد اما جائز است اگر مرضی او نماز ضی
بردیگر معلوم نبود تا آخر وقت باخیر کند در بیدار کردن بعد از ان بیدار
مسئله اگر غسل خانه هاشفته باشد رو بهم شدن، ان بغسل کردن جائز
واگر بی شرف باشد با خلاف روا نیست مکروه است بحر بهر دو جهت نوع
است مسئله اگر در وقت سجده انگشتان پای را متوجه قبله نکرداند نماز فاسد نمیکرد بروایتی مسئله اگر شخصی بسبب عروسی دارد شفاء
دیگوید چه فلان جولاهه دموچی است کافر کرد و قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلی الہ وسلم اما ان من مات الا وقد تمنی ان یموت قبل ذالک فان کان
برّا لیکون الی برّہ اعجل وان کان فاجرًا لیقل فجورہ مکتوب نقاد بحم بغیر صبر در بافت
در حوار این بیت سه چشم چشمانه تواند دید ده بیت شاه ور خیال آرد عم
خندیده نشه ها من چه باشم لائق این وصف پاکیهای حضرت یزدان دالملحا
سوا کف های گرا بر داشتی از زیر پای ها خود نهادی بر سر کشک علا بعد سلام

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

علیہ السلام اللھم ارنا حقایق الاشیاء کما ہی بسیار مذاہب بسبب عدم
اطلاع از حقایق اشیاء در تحقیق ارادت و قضا از راہ رفتہ اند و از ایمان
گستہ بکفر پیوستہ اند این عقل ناقص شما کہ بر ترجیح رجحان ایجاد کافر شد
در پیوند از ایمان گستہ بکفر پیوستہ ازین توبہ کنند و تجدید ایمان آرند و
دارند کہ تحقیق این ہر دو نوع جمل و مفصل بجمل انکہ بداند کہ او تعالیٰ حکیم مطلق
است و کار حکیم مطلق بحکمت بالغہ ست راز مرجحیت منزہ است
ترجیح ذاتی از دو طرف تابع اختیار حکمت اوست نہ اختیار او تابع
طرف رجحان یعنی طرفی از دو طرف ترجیح باختیار او و ارادت او
یا ذاتہ انکہ فعل از اختیار او تعالیٰ طرفی مرجح بود و اختیار تابع او میشود
ہذا کفر محض و جہل ظاہر و این کہ بعضی دقایق عقل ناقص ما بداز
ناقصی عقل است نہ نقصان در ایجاد و حکمت او تعالیٰ و آن عدم
اطلاع ما علی الحکمت لا لوجہ العجب فی عقل است کہ خود
قابل نقصان عقل خود نشود از عدم دریافت او بسبب نقصان
کہ دارد تجویز نقصان در ایجاد نشود از نقص [illegible] نماید پس ہمین را
[illegible] شد کہ ہر چہ او تعالیٰ کردہ ہمچنین می باید

marfat.com

Marfat.com

دخواہ سفر وہ را از مہام شیاطین نفہمد در دفع آن کوشد تا از
راہ تردد و مفصل انکہ خدا تعالیٰ با ذات و صفات و شیونات خود
ازلی و قدیم است و نیز ارادہ او تعالیٰ برای ظہور حسن کمالات صفات
جمالیہ و جلالیہ شہادت در مرتبہ ثانی با وجود ظہور او غیب در مرتبہ
اول یعنی در مرتبہ صفات و با وجود استغناء او تعالیٰ از ظہور ثانی
ازلی بود چنانچہ فرمود کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق
لاعرف پس ارادہ حق تعالیٰ از اتحصص در رجح وجود ظہور حسن کمالات صفات
لطیفہ تبریہ آند و طرف عدم را در مرجوح و معدوم گردید چنانچہ حسن صفات
جلال مقتضی سلب حسن از مظہر است و حسن صفات جمال مقتضی حسن
مظہر لاجرم بحسب اقتضاء صفات کاملہ کہ مخالف آن ممکن نیست کافر
مظہر صفت جلال است وجود او برای ظہور حسن مقتضا صفت
ذکور مراد از ایمان ساتر و بحجاب کفر مغلوب و معیوب آمد
و اگر چہ ساتر حسن غیب است اما ظہور نپذیرد و این غیر معقول
وجود او برای ظہور حسن غیب است جدا قضای ازلی مراد ازلی باشد
الہ ظہور او را خواہ مکذب محتقر ت او الرشد

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

توکل بحکم کسته فقر و اضطرار اصحاب اہل طریق دانست ظاہری و باطنی
من کل الوجوہ از اہل دنیا پاک خالی کند حیث بہت صد حیف ان
اہل و واہ اصل کہ چون بر و بمظہریت و وصول صفاتی در درجہ تفصیلے
اور احجاب باشد و بغیر او تعالیٰ بداند از جملہ جنایات ست عزیزین
کمال نسبت اہل دنیا اقتضاء ادا ستکی اعمال ظاہرہ و تہذیب اخلاق
دارد و دارا ستکی ظاہر شعاران اگرچہ بسیار ادا ستکی ظاہر کہ بی کمال
باطن باشند شائبہ آن می نماید اما آن ارجاے کہ بہت دان ارجا
دکر و بخدمت و الا بزرگوار خود سلام این عاجز رسانند و بگویند
اغزہ ما اگر اتفاق افتد بیشتر سلام رسانند میان میر محمد را از یاد دا
اسمی واقف کردہ ام اگر سبب قلت صحبت سبیہ ماندہ باشد بکاری تمام
واقف کردانند و صحبے دارد در ربع بدارند و اوقات را زیادہ
بکوشند و خلوت و مراقبہ دہند و قلیل بل اقل قلیل بعض تکلم ضرور
از مسائل و غیرہ و اگر با طہارت باشند چون طاہریت ظاہری با طہارت
باطنی متحقق میشود بود علی زوجی ادر ید والسلام والاکرام مکتوب شنبہ یکم محمد
فاروق صدیقی حوی محمد فاروق فارق حق از باطل باشند مضمون کلمات

Marfat.com

Marfat.com

الله سبحانه انجمن تابعه مستعد را خود تربیت میفرماید و این
در اده این تابع بواسطه متبوعیت متبوع اوست و اظهار معجزه بی او
که بظاهر بیت این تابع ظهور پذیرفته و اگرچه در صورت واسطه فیض است اما فی الحقیقه
واسطه حقیقی است که واسطه متبوعیت متبوع اوست پس چون در
تربیت حضرت ایشان مالسبب کمال متابعت که بفضل الله سبحانه بهم
میسر آمده ان استعداد که در صدر مذکور است پیدا کرده و حضرت سرور کائنات
علیه علی آله الصلوة والسلام اورا بحکمت بالغه برای تعلیم حضرت
تفویض نموده عزت خداوندی ظهور پذیرفت تا بتعلیم علم لدنی اصالتی تعلیم
نموده تا این تابع کامل محبوب او معطل نماند و فضل متبوع اظاهر
گردد سبحان الله متبوع عظیم الشان و محبوب عظیم البرهان
چه دانستی تابع را تا قابل حریم کبریا نموده و تعلیم اورا بحضرت عزت
نموده و عزت خداوندی برای تفویض محبوب او تابع او را لایق یافته
این فضل در حقیقت در حق متبوع است تابع عدیم البضاعه را چه بارا
که قابل این بارگاه باشد در حقیقت فیض متبوع است که او را این
دارد ایجه سبحان الله این خادم تابع را بعض بخشی متبوع و تقویه

Marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

arfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

باید دانست کہ اھالی وسایط کثیرہ را ابتدا از سلوک و نہایت
از ما جریست و فیما بینہم الصفات تفاوت بعضہم فی ابتدایہا
و بعضہم فی الوسط و بعضہم نہایتہا و امّا الذین فی ابتداء
التربیۃ فہم فی ظل ولایۃ الخاصۃ المسمی بولایۃ
سلطان الاولیاء و عند البعض بولایۃ الصغری عند البعض
محققین و احوالی ابتدایہا لا مثال لہ یکون مقرونۃ
بالفساوۃ المضرۃ و یرتکبون البدعات فی طریق
مجاہدتہ و یبالون و ہذہ المرتبۃ است کہ گاہی
المبتدی ناری ازین مرتبہ اخلاص یافتہ بقدر ذرہ بسر طاعت یکبارگی
نفس و لایت خامہ بہرہ ور میگردد و در بینا اگرچہ از مناسب ریاضت
و ترک الصلوٰۃ و خلل اوراد بود اما بمرتبہ رسیدہ و بدنی معلوم و ادراک
و غلبہ کرکای از فرایض پنج گانہ متحرز خواہد ماند زیرا کہ محفوظ صورت
و حسن بفضل خاص بہانہ ازین حلای دست او در حرمہ منہیات نگردد
فرود محب توحید تہوی جوارد و باہلیہ صراط المستقیم
جواہد رسید وصول مالک ازین مرد و مرتبہ ظاہر الاطلاق یعنی

Marfat.com

بطور معلومات از لبه شفاوت درجات ... هر دو واحد بود ... مراتب عرفانیه
... تعلق ... را ... معلوم مجهول الکیفیت ... و مجهول الکیفیت ... هست
در اتمیت این ولایت خواهد بود در بیوا العلم ... علم ... که معتبر ... قال ...
است نیز خواهد بود علم حضوری و علم لدنی ... مراتب عرفانی او ظهور
نبوده ... خواهد ... ظهور خواهد ... سفینه لومات عبد الله
بظهور سلم ... ملی رسول پیدا خواهد کرد ... مرتبه از علوم صولی
و فحول الکیفی ترقی نموده و ... معدوم الاثر ... کفر ... علم لدنیت
... نسیب یافته ... مرتبه از مراتب ... رسیده اما هنوز معلوم بالذات
پس در بیوا ابتدا علم حضوری شروع شده و این ابتدا ولایت ... است
در سیر سه ... وصول بلمانیت علم ... رسیده اما هنوز حقیقت این حضور
... است ... این فصل ... بمانده دستگیری خواهد کرد ... رسول نسبت
علم پیدا خواهد کرد و این حضور را حضور ذات علم ... خواهد نبات در بیوا
علم ... است ... علم ... سیر ... را که هنوز علوم ... ندارد ... نسبه
و ... ولایت ... دارد ... رسول ... کرد ... ذات ... علم
... علم ... دایره است ... دارد ذات ... ولایه ... از کمالات
بیوت

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

والسلام علی حبیبہ الذی لا یعلم شئی قدرہ الا اللہ وعلی آلہ واصحابہ

الذین خیر الامم الذین وجدوا الحق بکشف العطاء اخوی مشفقی شیخ عبدالحق

بعد تحیہ سلام مطالعہ فرمایند در تحقیق حدیث سرور کاینات علی افضل

علیہ وسلم سالت ربی فیما اختلف اصحابی من بعدی فاوحی الیہ یا محمد ان

شرح آن بعضی محرران نوشتہ اند کہ چون از لفظ احمد میم را حذف نمودہ

شود احد میماند و حذف میم منحصر بر حلقہ عبدیت است و عبدیت چون

ذات شریف حضرت رسول باعتبار اضافات و نسبت فارغ شد ایشان

نمی تواند کہ احدی کمال نسبت عبدیت بحضرت الوہیت پیدا نماید و فضل بر اہالی

عصر کرام و اولیاء صحابہ مذہب دارد آنچہ نزد دیگران طریقہ علیہ بدست اللہ

لسر ہم معنی این حدیث محرر شدہ مرقوم فرمایند عزیزمن بادلیل الیضا حت را

چہار اکہ در تحریر عبارت تضمین رمز و اشارات خلل یابد ما آنچہ از اکابر شنیدہ

استماع افتادہ بیان نمائیم اول باید دانست کہ شان حضرات انبیاء علیہم

الصلوٰۃ والسلام ارفع و اعلی از آنست کہ نسبت عبدیت را با نحضرت صلی

وعبدیت را بتجاہ است ما روا دارد کہ بعضی این ہمہ شرح ما بوحا لص

آنست کہ ما ہم رشتکم ذالی ہم من ما ہم سیم اورہ رفتہ است

Marfat.com

کہ بفضل خود بیت حق بجانہ علم لدنی یعنی از نزد خود بمسکندر بن یعلم محمد علم
لدنی احرم بلا بیم و بیم زوال است یعنی حمد کند ہرم الاشل و ما ترک
فی حمدہ بلک مرکہ حمد سکوید طہور کمالی از کمالات ۔ ماست ما سزاوار
آدم فی الحمد مکتوب ہستا و بیم بفضیلت باب شیخ عبد الغنی در جواب بعضی السؤال
الحمد للہ اولا و آخرا و السلام علی من اتبع الہدی بورود در قسطنطین متواتر بن
من کشایش بعضی امور حصول جمعیت از ان عقیدت منشر سعادت
میوند عبت افتخار کہ ما افتقار است کردید اللہ سبحانہ روز بروز در ترقی افزاید
نقصان اول در عروج ثانی زدودہ کردد و انچہ از جملہ ظل ما ملت منظور بود
حقیقت ان کشادہ کردانند و از ان ترقی دہند در واقعہ اول کہ طومار بوده
امد و معاصی را از ان محو کردہ دیدہ اند بہرہ از آیہ کریمہ لیغفر لک اللہ ما تقدم
من ذنبک داده اند و از تتمہ آیہ کہ و ما تاخر است امید وار بشارت دادہ اند
و انچہ میش را بحضور شما شکم پارہ کردہ اند بمناسبت شما بحضرت آل علی
نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام مینماید شداید و محن کہ بر وجود شما امر شود
بالقدیہ ذبح الکفا مزدہند چون بشارتی است الما آن انعام
شہد و مجنت را لازم میدانم ہر چہ مقارن با تحسان عقیدہ
خاکسار معتقد انہ

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

بعضی وجه فساد کرده باشد حلال جمع شده
زکوة ادا نماید وجهت آداء واجبی بعد ادای حاجات ضروریه یعنی
اوقات که محنت مانع نمیشود مقتضای آنست اما اینجا
در محنت بخیلی پیدا کرده وقتی که بخیلی پیدا کند امیدوری است خود
محکم باید بود اگر متکوحه منحصی ارتکاب بعضی معاصی میکند بهتر آنست که در
و تعلیم او گوشند همین بهتر است مگر اینکه مرتکب کلمات کفر شد دیگر نباید از آن
ترک بهتر جواب سوله بشتابی نوشته شد خوب نه مطالعه نمایند مکتوب
سالک
اوم دو مقدمه قبض و بسط سبحان الذی جعل السالکین قبضا بعد البسط
و بسطا بعد القبض الاول اما ان یکون لسبب التقصیر او سیا الشرقی و اذا لم
یعلم السالک اولا سببیه لهذا بعد کل منهما وجب الاستغفار احتمال
وقوع التقصیر فتی یظهر البسط الی ماشاء الله و الثانی اما ان یکون بکن
بعده القبض اولا و الذی یکن بعده فهو فی قید الظلال و البسط الذی
لا یکن بعده القبض فهو خرج من قیدنا و الذی فی قید الظلال یسمی فی
حق وقت لسیا لما سوالله العدم نیمکن عوده الی البشریت لان له بقی البته
و الذی ترقی من قید الظلال یسمی فی حق وقت انتفاء آنست من نفسه

Marfat.com

وانتسابها الی الاصل الضعیف فلا یمکن عوده الی البشریت کما قالوا تعالیٰ
لا یرد ما رجع من رجع الامن الطریق والمراد هنا من البشریت البشریت
الاصلیه مکتوب زرتکم بحایق اگاه میر محمد بعد الحمد والصلوٰة وتبلیغ التسلیمات
بعد عرض محبت صادق دانا و اگاه میر صاحب میر محمد میرساند مکتوب شریف
در جواب عریضه برتوه در وارد افکنند و از مطالعه شریف آن بر رقومات مفصله
اطلاع یافت خلاصه آن یافته شد که فقیر از سبب انکه در مکتوب سابق منع
از غیبت کرده بودم که منهی عنه است مانع امر بالمعروف نظر بر ندوآیته
که در صفت مومنان یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر است دلیل
آورده بودند که منع از منکر نوشته ام که ان غیبت و سوء الظن بجماعه
مومنین و تجسس احوال ایشانست که خود نوشته و ینهون عن المنکر و در خاطر
نیآورده که نهی از منکر در معنی امر بالمعروف است و آن عبارت آن مهربان که در
مکتوب شریف بود بعینه درج میکنم تا فرق در معروف و منکر پیدا کنید وان انت
الخلایق الذی یحبون عندکم اکثرهم طالب الدنیا داکثرهم یعبد الله لمرادات الدنیا
ولا یزارونکم الا لمطلب حال اکثرهم بضعف الاسلام بحال المنافقین
الذین قال الله تعالیٰ فی خصوصهم قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم قد نبأنا الله من اخبارکم
العبارت

الدالة

Marfat.com

الدالہ علی ان یتقبل علی نفسہ او یدل علیہ لیست لہ غیبت حتی یذکر اخ
مومن یا معاصی او در غیبت نباشد و اگر معاصی ندارد ذکر او بمعاصی او ممکن
ازین عبارت شما از دو حال خالی نیست یا آنچہ کان نزد فقرا عیب ان
دارند شما ندارید و ذکر ایشان بآنچہ در غیبت ایشان یا در معاصی داخل غیبت است
ازین جہت اگر ما بنا بر آنچہ شما میدانستہ ایم سخن گوییم الغیبۃ
فاعتبروا یا اولی الابصار و اگر آنچہ کان عیب ایشان است نزد فقرا عیب
نیست پس حدیث کفر انظر الی ما قلت لا انظر الی من قال انا ما شاید
کہ حضرت بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا نزد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ان ایام
کہ ایذا بآن نازل نشدہ بود گفتہ بود شخصی براہ میرفت چون از نظر غایب شد
حضرت میبی گفتند یا رسول اللہ چہ در ازقد بود حضرت فرمود یا عایشہ غیبت
مسلمان کردی کویا گوشت مردار خوردی حضرت بلبی عرض کرد کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من راست گفتہ ام کہ دراز دراز گفتم حضرت فرمود کہ یا عایشہ
غیبت همین است کہ عیب شنیدہ عایبانہ او بیان کردن بطریق حقارت
و اگر در و عیب نیست ذکر او بغیبت کذب است دیگر انکہ حضرت ابو ہریرہ را
وقتی در غیبت او بعضی صحابہ سخنی قدم گفتہ بودند چون بعد آن نزد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

جفت۔ بیان اصل الولایۃ لانہم اکثر الاوقات فی غایۃ السکر متوقفون
منہا الاتری الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اقام ستۃ اشہر فی الغار المسمی
بغار الحرا قبل ظہور النبوۃ وما وجب علیہ عبادۃ الجسد بعدم ظہور الاحکام
علیہ ویستغرق فی الجنۃ الوحدت باطنا فاذا علمت ہذا استحکم فی القلب
ثم اعلم وان کان الاستتار الانبیا متحققا فی القلب الحقیقی لکن توقفہا
موجب العتاب وہذا التوقف من جملۃ المزالۃ لم یکن الکبیرۃ لانہم معصومون
منہا وسر التوقف اربعین یوما بنوعین الاول منہا علی جہۃ سفتہ وکرامۃ یقہر
من الاداب بعدہ والثانی ان لم یکن فی التقدیر الزم ظہور الدعوۃ ایاما معدودۃ
کما علمت فی عدم ظہور النبی بعد النبی ستین فی ایام الجاہلیۃ لتقرہ فی القدر
وہذا مقتضا ظہور سر الجلال خاصا علی المدعوین بقدر ہذا ولیس العجب فی خزنۃ
وعلیہ السلام لان الحزن والالم بعدم اطلاعہ علیہ السلام علی سبب تعطیل فی الوحی
والحزن علی التعطیل یحتمل الوجہین الاول معنی الاوقات خالیا عن دعوۃ الخلق
وہو مقتضی الحزن لانہ مثبت ان الحزن علی ما فات فی الماضی والثانی
لاستغفار حضرت الذات ان لا ینعکس معاملۃ النبوۃ کما قال اللہ تعالی
ان اللہ لغنی عن العالمین وامکان الانبیا قطعا مختومین علی النبوۃ وایضا

marfat.com

Marfat.com

قال سبحانه فی السورة الاسرا ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر
ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا
الیک ثم لا تجد لک بہ علینا وکیلا الا رحمة من ربک ان فضله کان علیک
کبیرا واذا جرت فی السؤال الذین کتبتم فی تحقیق سر الاستناد بحسب ما ظهر
علی سبیل التعدد الضعیف فکتبت فی بیان ما لا تتبینهم حال الخلائق وقصر
فیه ونستعین بالله سبحانه من الخطا فی بیانه اعلم یا ایها الفهیم ان الخلائق کلها
جملة واحدة مظاهر لصفتین ذی الجلال اعنی صفت الجمال صفت الجلال
وخصوصیت ظهور کل صفت خاصة بها فظهور صفت الجلال بحکم سبقت رحمتی
غضبی ابتدای وسبب الوجود وثبوت کل مظهر یظهر فی المظاهر الخاصة اطلاقا
وتقیید اطلاقا بدایة کما کان قبل وجود المظاهر وتقیدا من حیث المقتضیات الحقیقیات
فی حضرة ظهور صفت الجمال اطلاق وتقید اخیر محض فیفید السالک ای ناظر
کان اهل ولایة العامة والخاصة او الاخص والخاص لان فی مظاهر الجمال فی
حین احاطة المظهر للمظهر اطلاقا یحصل بعد ظهور التقیدی العاما واکراما یجب
تقدیره وارده لا یخلو عنه العوام ایضا کما لا یخلو ظهور صفت الجلال خیر محض
حیث ظهور الاطلاقی فی المظهر کما قبل ما ضع لمد فهو خیر من حیث الظهور الا

Marfat.com

طلای المنسوب الی نعالہ الحسن غیر محض فی خلقہ کما انہ من حیث الظہور المقید
الذی ہو نفس المقید المخلوق لہ سبحانہ شر محض لانہم معذبون وہم مرحومون
من کرم وانعام ہل یزید علیہم فی کل ان سبب النار کما قال سبحانہ بئس اسم
ظلوا اغیر ما یسدد والعذاب فکما مقتضی حسن الجلال فی حق المخلوق النار
وترتب العذاب علیہ انما فانما کذالک تسمیۃ وجود اوآثار الشر لاقتضا کمالات
حسنہ فاذا فسرت فی الظہورین المذکورین المتصلین وتفکرت فیہ وجدت
ان لا ما فی الشر واجب ان ینظروا الی الظہور الاطلاقی فی کل وقت
والا ینظروا الی حیثیۃ التقیدی التی تسمی بالشر لانہ ترک عندہم مع صدق
تحقق المقید فی مرتبۃ الا اذا وقع ضرورۃ الشرعی وامر وبہ دالوقوع الحدود
وہذا ذلک فی حق الشریر فی ہذا الوقت ایضا واجب علی العرفا الاعتبار فی
حقہ فی عین الحدود والحوت علی نفوذ وقت الابتلا بہ فاذا علمت ہذا
وجب علی السکوت قلبا ولسانا من ان یخطر معاصیہ فی قلبی او تسلم
عیالہ قبل الضرورۃ الاکرہ فی القدر فاذا علمتم ما ذکرت فاعلم وجب علیکم الرکوت
قبل الضرورۃ وما العبد فی ہلکم من ذکر الجاہلین عن الفرار الاکرہ
غالبا وقد یہا بالاضرورۃ فانہ زلۃ فی اصطلاح الاولیا من رتبۃ القرب والاصل

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

ويتخلقوا باخلاق الله تعالى بظهور الفيض الخاص الذي هو ظهور الجمال الخاص
فاذا علمت هذا فانظر الى الانبياء والاولياء واهالي الجنة لانهم متولدون
مرة ثانية كما قيل لن يلج ملكوت السموات حتى يولد مرتين ويكونوا خاليًا
من كل الوجود عن وجود البشرية وكمالاته حتى لا يبقى فيهم شعاعين ولا اثر
ويتخلقوا باخلاق الله سبحانه فانهم الان ليسوا محل ارجاع الضمير الذي في كلمة
اليه وقعت في الحديث الى كلمة ما الذي متعرا الانثية لانهم يخلقوا الآن باخلاق
الله وليس في الشي واخلاق الشي الانثية كي تتحرق بسطوات الشي فاذا تحقق هذا
يتحقق ان العالم كله موجود بفيض انوار الجمال ومحفوظ عن الاحراق للان الاحراق
من خصوصية انوار الجلال ظهورها بعد رفع الحجب ولا يرتفع الحجب الذين هم في
مرتبة العام مظاهر الانوار الجمال والجلال مشتركًا لتفويض تربيتهم في هذه المرتبة
بصفة الجمال فلا ينقطع تربية الجمال عنهم حتى لا يكونون قابلين لتجلي انوار
الجلال فلا يكونون متولدين بالوجود الموهوب ولا يتخلقون باخلاق سبحان السلام
يدخلن الاجنبي في حضرة القرب والاتصال بسطوات جلاله سقفه عليه وتاد
بالجناب الالهي جل شانه كما قال سبحان الله لغني عن العالمين اي عن الدين
لا يحرجون من حد البشرية ولا يتعدون الى مقام ذاك التقول تعالى

Marfat.com

فی جنبهم کنت سمعه وبصره ویده ورجله فبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش
یشیر بمجیده لهذا الرجل الکامل مرتبتان مرتبة المظهریة من جهة الوجود البشریة
ومرتبة المظهریة من جهة تخلقه باخلاقه فمن حیث مرتبة البشریة قال علیه السلام انا
بشر مثلکم انکم تنسون فاذا نسیت شیأ تذکرونی ومن حیث مرتبة الصفة
بصفاته تعالی قال علیه السلام انا احمد بلا میم ولی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب
ولا نبی مرسل سبحان من لا شریک له ولا یصل احد من الانبیاء والاولیاء بجناب
قدسه الا بوجود المحبوب والتصاف بصفاته تعالی فلیس للعبد وصل حتی یتحرق
بسبحات وجهه الغزیز فافهم بضاعة بس کنم خود در بر کان راین بس الا بعد سلام
مطالعه فرمایند نقیر در ماند در اینجا باراکه در تحقیق حقیقة الاحادیث بره تمام اما سوال
را از جواب چاره نبود لهذا باب چند معانی کشود اگر سهو ماند در مقرر بر قوم فرمایند
تا تر فیاب شوم مکتوب بود جهارم در تحقیق قول حضرت خواجه بزرگ قدس سره روح الله سره
بیگانگی دانست اما بیگانگی نشناخت زیرا که شناخت از شهود خیز در وجود شناخت
شهود است مراد حضرت خواجه قدس سره از وجود بشریت اصلی ست اما بشریت عارضی
لازم بشریت است از حضرت انبیا علیهم الصلوة والسلام هم بحر العرض علم یعنی
دانش ست بر طریق اجمال در روح ابتدا خلقت قبل از تعلق جسد جس را

جانه میسوا نیست

Marfat.com

سودائیست که فانی ماست با حضیض ذات و صفات خود در بطن
مظہریت اسماء و صفات واجبی جل سلطانہا بر طریق تفصیل مندک است
و تبدیل باطلاع بر حقیقت مظہریت و مظہریت بشریت اصلی که وجود انسان
متحقق است این را دانستن نسبتی میگویند بر طریق اجمال و چون اطلاع بر حقیقت
مظہریت خود و مظہریت اسماء و صفات واجبی بخشیدند او در هر مرتبه خود چه اسم
و چه صفت مشاهده اسماء و صفات واجبی نموده و انسان را که از راه بشریت
منسوب باو بود مظہر آثار مطلق جل شانہ یافت وجود بشریت نسبتی گفتند این را
شناختن میگویند پس روح را نسبت شهود بعد تعلق جسدی عطا میفرمایند
اگر زمانیده قبل از تعلق دانستن است و شناختن مزیت زیرا که این موقوف
بر شهود است مکتوب بود بیچم بخواجه فیض الله تحریر یافت سعادت شعار انشکر بجا آرند
که در کیفیت جمعیت دست داده و ترکیب دنیا منظور نظر کرده نصل تق در هند صحبت
اهل دنیا و دنیا مبتدی و متوسط را از هر قاتل است و صاحب کمال منتهی در عین
صحبت از اهل دنیا و در عین جمع مال از اهل دنیا و مال جداست منتهی تا
خواهست برای تربیت عافلان و تربیت بی صحبت میسر آید حق تعالی
جزا داده که بندگان با بعضی چنان هستند که خرید و فروخت با مردم از ذکر مانع

Marfat.com

بازنداردنظر در فه تعلق دل خود از دنیا باید بست درصورت با اهل دنیا
اگر نباشند دل قطع از محبت ایشان کویا جدا بسته دیگری نظر نباید
کرد مکر بحسب ظن و در خود هر چند کوشید سعادت است دافعه دوم آنرم که خود را
بصورت یافتیدر بان کمال عقیده است و در شیخ کم ستان را دنیا فی الشیخ
تعبیر میکنند ثمره ذکر است که مرید در سیر قالبی شود و خود را الم باید دیدن آنتاب
برهان نور انیست قلب است چون کار بسوز درونی لهذا قدری کمی باید
مبارک است و هر چه بیشتر توشه آید هر علامت ترقی است می باید خود را
کم کنید بحر هستی حق در رضای حق مرشد منظور نماید السلام مکتوب نوزدهم
در جواب عزیزی که در صدر سیوم انکه دل چون مذکور میشود در جوش می آید و سعی
پیدا میکند بعد ازان کویا تختکی پیدا میکند جوش فردی نیست دیکی که تا رسانیده
که خام است در جوش است چون پخته شد جوش فردی نشیند الغرض خود را
بحضور سپارند بهیچی که رو بطرف این مقامات نباشد هر چند مقام عالی باشد نر
مرتبه حضور مقامات مفیده را مثل نقطه بحضور دریا دانسلام تغییر واقعه اول
انکه طایفه است این شخص چنانچه قلب در روح تجلیات در واقعه می بیند
ماهی بصورت ستاره و کاهی بصورت ماه و کاهی بصورت آفتاب و امثال علامت تصفیه قلب

Marfat.com

است خوشش نموده است در واقعه دوم اشاره از ثمره آن تصفیه و بمردم دادن،
کلمات دریست از لفقه از انچه از حق ثمره حاصل شده و تعبیر واقعه سیوم انکه هر دو لطائف
روح و قلب بصورت دیده و شنیده می شود و بدین صورت ما بشارت از حضور با
از برای محافظت حال شما است تا شیطان دخل نکند هر بشارات را سعادت
دانسته بکار مراقبه کرمحکم بندند تا انوار سفلیه به انوار لطیفه چون نما ظاهر شوند
حتی که کیفیت بر خرد مکتوب نوزدهم در تعبیر واقعات بخواجه فیض الله بمحرر شرفت
ست که خدا بجا آرند و انکه بردار میکشند مراد ازین مجاهده و ریاضت طریق
و شما که می ترسید بلندی استعداد هست که مجاهده را بمحبت اختیار میکنند
و انکه در انوار با کم میشوید و با خدا جل شانه سخن میگویند بتجلیات کلام حق است
که بصورت نور ظاهر میشود و انکه مراد خود را کم میکنند فنا را تم سالک از اینست
که همه را کم میکنند این مقدمه سکر دستی است و آمدن نا نها موهبت حق است
که بر شما می آید بمردم فسمت کردن نسبت آنست که ما بعضه ربک فحدث انخ آمد
بدیگری ازان ارشاد باید کرد و اینهمه بشارات اند که بر سالکان می آیند حمد
بجا آورده متوجه حضور دلی باشند مکتوب نوزدهم در جواب سائل مسطور
مستفاد سلام خواهند یکی از ایشان نورانی که نسبت کند و همه معامله مرقومه

marfat.com

Marfat.com

با و تعلق دارد از و اطلاع نیافتد و آوندی که طالبان دیدهم نورانی است از و
بیان طلب استمداد از خشکست و بست او پرسیدند بیان طرق ثانی ظاهر است
باید که از طرف اول نورانی محض مطلع شوید اگر میدانستید بتفصیل بنوشتید از طرف
ثانی از یک طرف بیان آورده مرسوله داشته شود مکتوب نورانیهم سائل در اسئله علی
جواب شبهات مشفقا چون جواب موافق سوال بنوشتید و از ان
آوندکه هرگز نیست کنند بیان نکردید همون بیان سابق کردید معذور داشته باشید
ضرور جواب نمیتوانیم عزیزمن اولا از شهود اول و ثانی و ثالث و غیر ذلک مطلع شوید
باید دانست که شهود مقابل غیب است مرتبه غیب مرتبه ذات و صفات قدیمی ازلی لی
کیف حقیقی الله سبحانه است و شهود اول آن مرتبه نور اول که نور محمدی است صلی الله علیه وسلم
و این مرتبه اگرچه حادث است اما مخفی الهدایت است و مخفی الکیف لهذا این مرتبه
شهود اول از غیب نسبی و قدیم نسبی و ازلی نسبی و مجهول الکیف گویند و شهود
ثانی از ان شهود اول روح اعظم حضرت است علیه السلام شهود ثالث جسد
مبارک حضرت علیه السلام که فوق عرش است که عنصر اصل جمیع اصول مفصل
و عنصر مجمل است و از ان جسد مبارک که نور محض است تمام مراتب کرهای مجمل
و عناصر مفصل شهود پذیرند پس سالک کرده بقدمی آرد احاطه عناصر که مهدر

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

غیر اطراف است و در رد پوشاکان و سبحه‌شان ما عیار استحقاق همه کس را
می پوشانند و انطرف می شکنند ایراد نموده در جواب سائل مرقوم
نمایند مکتوب صدم در جواب سائل مشفقا هیچ مرتبه جذب و سلوک آنچه نوشته بودم
از دخارج نیست چنانچه در تحقیق خود نوشته اند هر کس را می پوشانند و انطرف
می شکنند کشیدن جذب است عجب آنکه تحقیق ما این انداخته سخن بر لباس
اشکال نزد خود فهمیده می نویسید و این خلاف حدیث است کما قیل کان
رسول الله صلی الله علیه وسلم یستر الاعرابی و نیز معلوم شد که سخن ابن کریا
که در لباس تعلق میکویند این امتحان است و نیز بزرگان گفته اند المتحن محروم نه آن
همه کس نزد شما کسی که نزد بزرگی رفته بود و گفت است امتحان داشت
بی نصیب آمد و یک عزیز نیست شما در آنجا قبول شده کاه کلبه جامعه شیخ
مراتب سلوک و جذب و انابت و اجتباء و اصطفا نوشتم و نه در یافتند حکیم
اولا نفهمید که سلوک چیست و جذبه چه و در کدام مقام می شود و انابت چه
و اجابت چه الی آن کدام اند و اصطفاء چه و حامد کدام مقام اگر می نویسید بهتر والا
بنویسید که می دانم ارمان حاصل این همه مراتب را نشنیده ام نمی دانم چه باشد
یکطرف چیست در راه سلوک و مراتب قرب بحسب سماعی مستدات مرا باید

Marfat.com

که از جهة قلة فهم سالک مرتبه لطیف را بصورت تقیل چنانچه طرف و غیره میباشد
مکتوب صد و یکم بیان محمد کاظم در جواب استفسار صدای هو میباشد سبحانه ما کان لبشر ان یکلمه
الا وحیا او من وراء حجاب الی آخره ازین تکریه متحقق شد که هر چه بلباس
صوت ظاهر است صوت نورانی باشد یا جرمانی و چنانچه بهمه لباس حادث اند ملک
در اول مرتبه صوت و حرف که نفس مدعا است و اول لباس کلام مطلق نیز داخل مرتبه
تقید و حدوث اما متکلم قدیم است یا حادث اگر قدیم است ذاتا و صفاتا بجا
ذاتیه و صفاتیه بلا تعدد و تکثر و بلا زمان و بلا مکان بلباسها خود را ظاهر کرده
و این ظهور نیز در دو مرتبه دارد ظهور اطلاقی است یا تقیدی اگر اطلاقی است
ظهور حقیقت ذات جامع حقیقی است اطلاقا بمظهریه ظهور کمالات مخفیه صفات
خود کما قال کنت کنزا مخفیا الی آخره الحدیث و اگر ظهور تقیدی است ظهور
کمالات مخفیه است لمظهریة المظهور الاول الاطلاقی هذا بیان المتکلم الزلی
علی مرتبتین و اگر متکلم حادث است لا حاجة الی قسمة لانه حادث من کل الوجوه
و داخل فی ظهور کمالات المخفیه و لیسمی المرتبة الاول المتکلم بقسمین بظهور
نفس الکلام الواجبی و لا غلط فی هذا المسامع لانه من تعلیم العلم اللدنی
الاصلی و دار الطلاق و الحجاب و هذا مرتبة الوحی علی جبرئیل و مرتبة الالف،

المقدم

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

من الكثرة الى الوحدة هذا على نوعين بعض منهم من يتملكن في هذا المقام
الدنيا بين من الى ما شاء العدد بعضهم يترقى في الان بلا توقف
من مرتبة الفضل وهي مراتب تجليات الصفات الى مرتبة الاجمال وهي
مرتبة تجلي الذات وفي هذا المقام الاجمال يتجلى الحقيقة الجامعة الواحدة
بلا كثرت المعاني كما يكون تجليات الصفات فاذا فهمت هذا فافهم
ان واصل الاول المقيد هو في مرتبة كمالات ولايته الخاصة التي تسمى بولاية
الاولياء عند البعض وبولاية الصغرى عند البعض الاخر والثاني اصل نفس
ولاية المذكورة باسماء الثلثة وسند اسانيده ولوائه على شرط الصراط المستقيم
كل من هو في هذا المقام فهو اهل تجليات الصفاتية وسبب تقيده في هذا المقام
عدم خلوه عن الاغراض والمحبة وهو اهل الفناء المقيد ولا دخل له في فناء
الفنا افكل ما ذكرت في المرتبتين هم اهالي مراتب الظلال بفرق كثرة
الظلال وقلتها لان كلهم مغلوب بالتجليات ومبتلا فيها الا تعلم
ان التجلي ظهور الشيء صفة او ذاتا في الحجاب قلته او كثرته لاهالي التجليات
فاذا فهمت هذا فافهم مكتوب صدر يوم الجزيري باسمه سبحانه الحمد لمن هو الحامد والمحمود
في المرتبتين مرتبة الاطلاق القديمي الازلي والحدوثي التقيدي الشهودي

Marfat.com

فی الاول بلا توسط الغردی الثانی بواسطة الظاہر الحدوثی سبحان من احتجب
عن الخلق بنوره وخفی علیهم لشدة نوره هو الظاہر الذی لا اظہر منه وهو الباطن
الذی لا ابطن منه هو الواحد الذی ظهر فی بطون وبطن فی ظهوره الحمد
که بطینه شعاعه را مملو بمعانی فیض وسینه را منشرح گردانید جزاک الله یا
مکتوب صدو چهارم در بیان تعبیر غریبی فرموده نظر خاکسپاری تا بردمدها که بحر خاک
نیست منظر ماهای استدن خاکسپاری بعد استدن کلها است
خوب است مراد از طفل نفس است چون موافقت پیدا میکند دادگستری
باز می آید بیداری کثرت علوم ومعانی میکردد ومراد از تیر کثرت علوم است
برکه زرخسار بندکه شهری نوشتم در وقت نوشته که نشان - اگر تو
نیز بسیار اشارت را که مقدمه فنا است بر منصه ظهور آورده
آیت اللهم اجعل نوری نورا دلتی نورا دامی نورا وخلفی نورا واجعل لی نورا
سمه اشارات نور علی نور دانند رحق سالکان طریقت مراد از دریا اینجا دریا
وحدت ومعانی است وظاهر است که دریا معانی اسرار حق لانهایت است
لهذا رسول علیه السلام در قرآن تر... فرموده قل لو کان البحر مدادا لکلمات
وسیله حضرت سید سجود است که سلسله این وسیله بوسیله منتهی خود میرسد
والحمد

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

آب رحمت این که از طرف راست می آید این آب بر بدن می افتد
تمام در بدن سرد جواب واقعه دوم آنکه این خلعت نور است که بر
کرده شما عطا کنند در بر می کنند دوان نور سفید نورانیه روحی است
که بظهور آن در حضور شهود محو شوند و دارد رنجیر بر بدن مثل جواهر تابان
در تمام بدن آویزان دارند جواب واقعه سیوم آنکه این نور نفس
کبوتر متجلی شده میرا هد تا و لفیه کنه چون مرد
حقیقت بصورت ظاهر شده تعلیم مرا جهاد با نفس ها میدهد تا
نفس را قربان خود جواب واقعه چهارم آنکه بالا شدن بر کوه تمام
و نزدیک بهت دیدن آن ناز از عروج
طهر چیزها دیگر سکافر که دو طهور رعایت دفع بعض ظهور نزدیک است
و مراد از سد آهنگ بر بالا دفع موانع عز سهت و الله یعلم و انتم لا تعلمون
جواب واقع پنجم هر پنج بار بود از جهة رعایت نماز تا زمانه که احضار
والا کار با ختیار نخواهد حقیقی سهل است اگر از رکوع و سجود در بخودی
آن نماز در وقت بلکه در وقت سابق بود جواب واقعه ششم آنکه در داود فرمود
که عاشق را می رسد که نماز و صول او وقت بصدیق بر مرتبه عشق ما

Marfat.com

جلد اوخیه جواب دوم بسیار خوب مخبر صالعت شرع و جانشین
شما در راه ارشاد و رسول سعی مشکور و حفظ از ظلم و تسلط شیطان در رجوع
بحضرت رسالت پناه و یاد و تحت عقیده پیر و سیر در درون سنگ
نمودن از تصرف اولیاء است جواب دوم دیگر حقیقت تفرع و نیاز بصورت آب
سبد را بجوارنده از چشمه نیاریزد و چون آب بر زمین نیافتد ضایع نشود
و همین میکرد و لهذا این آب چشمه عشاق در جسم غرق شده بهر خوبی
نورانی می فرماید و کسل و غفلت با قیه را بدرمی اندازد و ذکر
سن شمار جواب دیگر نور از لطیفه قلبی ظهور می فرماید و کشتی
مدد بسی است که طی مسافت دریای نا متناهی توانند کرد از هر طرف را بحضور رسولی
جل شانه از ندارد هر چه غیر حق تعالی است را بدای بدرمی راع البصر و ما لغیر
شاملحال باشد جواب از کثرت انوار واردات غیبی این واقعه حریص
امیدوار ترقی باشند نومباش اصلا کمال امنیت و تسلی شدن کم کن
سال بیت و بسی همین می باید خلاف شرع هرا سد در شد حق
همین بست که انچه نفس و کیفیت ما سوای را در رای آن باید دانست نفی
آن باید کوشید انچه سابق نوشته ام الحال هم بر طریقه اخلاص بعین و حق است

Marfat.com

وعشق است جواب چون معاملہ سابق برطبق متابعت این ہم سہل
عروج و ترقی است الحال اینجا باید فہمید کہ ہر واقعہ کہ تا دیر ان نتواند ہمہ
بتمکل بیاد آید لوستہ در ذہن زیادہ اوقات بر مراقبہ مرفع نماند
واقع کہ در ہم سہل ہمہ حاجت نوشتن نیست جواب واقعہ بسیار است
طلب بسیار کردہ باد للہائی کہ در ملک بیرار ہمہ کہ باد
ہمہ ... ایداختہ دلب باد ... کہ از بیخ ہست کہ ... طراوت سیاہ
تو در بسیار ... ہست بسیار کہ باد جواب واقعہ خوب ہست ... جمع داشتہ
بکا حود ... جواب واقعہ دلک ... ایدیو تبہ ... ادا
ذوالفضل العظیم صحبت این ... ہای ... تعداد تمالست حضور
... بکا ... ایدیکران ... بر ... اول ... بکا آرد ...
سر کل الوجوہ تحصور سیارند کہ عالم تمام در حضور بر نور چنان محفی گردد چنانچہ
ستارہا در حضور آفتاب در حضور خود را محو سازند کہ حضور ہست ہمہ از بیان
بر نیرد جواب دوم انکہ (عاشقان) ... عین جواب بسیار ہست ... باد
از ... خانہ قرار دادہ ... در ... سالک با (خود) بر د
مرادار الامانت پدر ... ل خود پیوستہ ... ہر بابی بدر ... ادا ... آن ... ل

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

سالک درین مرتبہ تا اتمیز ہست را جاری کند و بجا خرچ نکند والسلام
بست
رونق عہد شباب است دگر لسان را ہا ہر سد مژدہ گل بلبل خوشنوا الحان را ہا
مشوای بلبل ایمن لبود از باد خزان ہا کہ بیاید فرح از ردنوت کام دانزا ہا
کما قال سبحانہ لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین مکتوب
صدر ششم از طرف فیض الہ بیک لد ہوی و تعبیر الہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ بعنایات واجب الوجود و بمین برکات حضرت از ہر طرف دلجمعی
جمع آید، امیدواری از فضل و کرم حضرت چنین ہست کہ توجہ ظاہر
و باطنی در ترقیات ایجابت فرمایند بعدہ مخفی نماند کہ اکثر در مراقبہ واقعات
دیدہ میشود یکی آنکہ در مراقبہ بودم کہ پاسبان آوردند فقیر را کہ بدوختند جواب این نویسید
دیگر آنکہ اگر در مراقبہ قیلہ خود گم کردہ ام تعبیر این چہ باشد یکی دیگر در مراقبہ چند
اسپ در پیش فقیر آمدہ ایستادہ است بسیار خوب صورت چند بچہ ہا دارد یک
جانور یکی از بچہ ہای او ببرد طاؤس پریدہ بر ہوا رفت بچہ خود از پای جانور گرفتہ
آمد در ان وقت بردا فقیر آمد طاؤس باین جلدی پریدہ از پای جانور بچہ خود را
گرفتہ آمد در واقعہ بان طاؤس تعجب کردم اکنون کہ می بینم شش ہفت باشد
و چند بچہ ہا دارد جواب این نویسید دیگر آنکہ بجہات رسالت پناہی متوجہ بودہ آیا

marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

در تجلیات زیرا که تجلیات بعضی بر صفات جماد که نمود در آن صورتے
و منجمد ہمین رتبہ و بعضی بر صفت نبات که مقتضی نمود و ترقی بر آن است
و مقتضی بسیر و فصل و بردن بجه که مشعر بر ترقی است کار ابلیس است اما چون
بر استعداد اصل این تجلی اقتضاء ترقی است فعلی که سبب سعادت است ازین جهت
و او را بهوری آید لهذا او صد ابلیس کجا است نیافت تعبیر واقعه چهارم که مقدمات
ظهور حضرت سرور کائنات مشعر بر کمال صدق برادر حضرت است صلی الله علیه وسلم
لا ارحمه ربک یا شک علی حب التصدیق و یکون موصلا الی الفا
شتم الدین ایضا مشعر بر ترقی از رتبه ظلمت که محلی است و نبی وصول
بمرتبه اله الا الله و شما ها از طرف سیام با وجود ما قالی این فقرا از سلسله
ن - سه ره - در اسرار هم د - ۴ م مشعر بر نوعی علم ولایت محمدی
صلی الله علیه وسلم الواح ارباب ام سلام بر الواح سعادت علم
نورانی و ااست حضرت است این جوهر نفس آن هدف ریزه حسب العرض
ربیع این هر ما ا چو در اله ای سه حق علو منحله زه ا است حو سجا
ربیلیقی نا شنده هر ه ردی آورد حمد بجا اورده ایمان مشغول نباید
شد صحت و وحدت و لذت را که از عدم در دهای ارادی بر روی شهادت دارد

marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

خیر الکلام ما قل و دل کتب در بیان خطرات نفسانی و شیطانی و غیره موجب تحقیق حضرت
از تحریر پیر دستگیر قدس سره معلوم شد که خطره کار ابلیس است یا کار نفس امّا
که قلب خالی نیست نور قلب بعد ورود خطره بر دلی تاثیر نمیکند که این خطره از خارج
آمده یا از نفس ناشی شده از انگیزه می پندارد و پیرون می اندازد تا زمانی که
غالب نشده نفس و ابلیس در کار خود فتاده در میان است اگرچه نسبت کثرت
خطرات جمعیت کم است امّا چون نور دلی تاثیر نیست که از ابلیس یا نفس است
و انگیزه پندارد همه دلیل آن بسوی آن هر دو است و باین شخص منسوب نیست
و نیز معلوم شد که بسبب عدم تعدیل اربعه عناصر آن هر دو عدو دخل میکنند و چون
تعدیل هر چهار عناصر موقوف بر کمال است امّا نور قلب بعد ورود مطلع بر حقیقت
آن میشود انگیزه پاید دانست و نور قلب خود را بان خلق مده کاره دیزار
باید بود از تحریر حضرت معلوم شد که قبل کمال و بعد ان نیز خطره می آید امّا بعد
کمال وجود تعدیل اربعه عناصر بحدّ قدم پیش بردن نمیتواند و ناقص مقبول چون
نور قلب هیچ خطره عدو دارد و نه انگیزه پندارد و اگرچه پندار کردن نمی تواند
امّا تا بعد از خواسته چون دانسته شد پس از غم این کشمکش کامران شوم
که خطره دخل هرگز نیابد چون را پریشان نباید کرد و مجاهده در دا و با ای

marfat.com

Marfat.com

ماشاء الله الامور مرهونة باوقاتها باین تسلی باید کرد اگر مردم بخطرات
مغلوب اند که خود خطره شده اند و محبوب می پندارند زیرا که بنور دل تمیز کرده
مکروه داند ظهور نکرد و شکر باید کرد که بنور دل تمیزی پیدا است منظور از خطره
میداند مقصود مکتوب الله ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمات الی النور
قدرته الی النور فاخواص من کمال قدرته ان یعطی العروج من النور الی النور حصول
هذا العلی یتوقف علی التوجه الکامل الی شیخ المشایخ عبد القادر النقشبندی
وجزاه الله سبحانه علی هذا المدد والتقویة والسلام علی من لدیه یتضمن لهذا
استدعا مکتوب بعزیزی تحریر یافت باسمه سبحانه تحیه سلام ازین قلیل
البضاعت بعرض جامع علوم مولائی ومقتدائی اماده بحکمت الدینیه
بنته الله علی قواعد الحکمة معروض باد استدعا را که بضاعت قلیل این
غلیل از مرتبه تقلید و دلیل بمرتبه تحقیق و وصول بتوجه آن منظهر عجایب راه یابد از
از فلک کی علت خروج فرماید و ماذلک علی الله العزیز والسلام علی من
لدیهم متضمن باستدعا مذکور از جومن الصالحین الذین عندکم دعا الخیر فاید
هو الله الذی لا اله الا هو برضمایر اولی الابصار پوشیده نیست که در اصطلاح
اهل ظواهر که ولایت عامه شریفه است در آیه نفی الباطل فاقی است
کفار

Marfat.com

که سار ظاہر شریعت مثل اصنام و شمس و قمر و نجوم را مستحق عبادت دانسته
باداب لویہ اختیار نموده اند و قطع تعلق از ینہا بادلی مائل در عدم استعانت
ایمہ بنصوص فضائم دست میدہد چندان مجاہدہ و ریاضت در ایات
ولایہ خاصہ توحید بوجود کثرت بلکہ بثبوت کثرت داخل الہ باطل است پس
درین ولایت آنہ کریمہ بنی تعلق از کثرت میفرماید حتی کہ نسیان ذات و صفات
صاحب این ولایہ مع نسیان علم ہذا النسیان ضروریست ملک در آب کثرت
عین وحدت را نمی یابد بلکہ کثرت را عین وحدت می بیند بغلبہ ہمو رنیس
خاص و در نیمرتبہ چون کثرت در نظر این کس بغلبہ حب بر نگ وحدت نمودار شدہ
واز دایرہ رقیہ برآمدہ در حکم الہ باطلہ شدہ و چون کثرت در نظر ایشان
حکم وحدت بغلبہ حب اینکس پیدا کردہ و نور وحدت بہر فرد کثرت احاطہ نمودہ
قطع تعلق ازین بابستگی بمجاہدات اصلیہ بلکہ بفضل احض تعلق دارد
تا حب این عارف را فرط در مرتبہ اعتدال آرد و داغ رقیہ کہ سبب قلت بصارت
محجوب بود طوری پیدا کند و غبار غلبہ حبی کہ بر بصر دل نشستہ بود بفضل احض
گردد الآن ہذا العبد کان عبدا خالصا للہ سبحانہ وکان ممیزا بین العبد
والمعبود ویکون اہتدا بولایتہ الاحض کما کان الثانی اہتدا بولایتہ

Marfat.com

الخاص ويكون مؤمنا بالغيب ويترقى عن مرتبة الشهادة والشهود
لا يكون حجابا لهذا المتحقق بما جون هو رد وصول از بسته توجه است اگرچه توجه
مجهول الكيف باشد تعلق اينكس بالتوجه در حكم تعلق به الى باطلاست وجون
توجه اينكس مستور بر تكست سيني ميشود قطع اين توجه كه تعلق وبعض خاص
الخواص دارد وتجديد اصل الاصول براى قطع اين توجه درگار است وقتى
كه توجه معدوم باشد واز ى از زمانه كان مذ لم يعد واصلا بولايت خاص الخواص
وهي ولايته از مبنيا على نبينا عليهم الصلوة والسلام در زيرقبت اينكس
از جميع مراتب تحقق والنبي خلاصه يافت وكان مؤمنا بالايمان
الغيبي الحقيقي كما كان الثالث مؤمنا بالايمان الغيبي النبي وكان من الحمد
الذين يقال في حقهم العلماء ورثة الانبياء فتمام في الفرق الذي من لوازم
الاربعة وجون اصل مرتبه اخيره اكمله از جميع مراتب ظليه زائده وواصل
صفات حقيقيه كه مرتبه اصل ست نشد اما نوعيابي بس صفات وصول ذات
جامع بالاصالت موقوف ست پس در زير لا تعلق او بالاصالت ناصفات
است وجون صفت كه قايم بذات اند دو جهه دارند جهت وجوب من حيث الذات
وجهت امكان من حيث الافتقار تعلق اين عارف غالبا به بعض اشيا

Marfat.com

واقع وسبب غلبہ تعلق بصفات نشہ بقیہ ہوا ست وہوا اگرچہ قلیل است
آنرا در الہ باطلہ تمرد کما قال سبحانہ افرایت من اتخذ الہہ ہواہ پس قطع
تعلق ازین ہوا و ترقی الی جناب الذات الجامع والبستہ افضل اخص
الخواص است مجاہدہ دارین دخل ندارد واذا حصل اذا بمحض فضل کان واصلا
بکمالات النبوت نور متابعتہم وایں ہذہ المرتبہ الخامسہ اگرچہ بہرہ از کمالات
نبوت یافتہ اما اینکس را نبی نمیتوان گفت اذ التحقق بیان ہذہ المرتبہ الاخیرۃ
المفیضۃ من انوار النبوت العامۃ النبین بفضل اللہ سبحانہ ابین التفرق بین
نبینا ونبوت الانبیا علی نبینا وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات فاعلم ان
جمیع الانبیار وان کانوا واصلین للذات الجامع بالنسبۃ الی جمیع غیرہم
وہم الاولیار ولکن بالنسبۃ الی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام مع وصول
الذات تمۃ المیلان الی الصفات متحقق فیہم فثمہ المیلان الیہا شیٔ
عن شمۃ الہوا وان کان ہذا الہوا فیہم فی مرتبۃ الاباحۃ والعزیمۃ تقتضی قطعہ
وشان ہذہ العزیمۃ مختصۃ بنبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ہو محقق
بحدیث مسلم شیطان اللہم یسر نا بریت متابعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم
نمرین حضوصیۃ علیہ السلام مکتوب مے بجواب سوال میان الہدین

marfat.com

Marfat.com

ظهور فیض صفات حق سبحانه عام است و خاص در ظهور عام اضافت آن بسوی
مظهر است همانچه صفات بشر مثل سمع و بصر و کلام و غیر ذلک را فیض صفات
حق گویم اما صفات حق نگویم صفت بشر گویم در ظهور خاص اضافت آن
بسوی حق میبایم صفت بشری توان گفت همانچه صفت کلام حق که در
مظاهر کتب متعدده ظهور فرموده و بلباس حرف و صوت ظاهر شده این همه را
کلام حق گویم حقیقت اینچنین است که از فیض صفات دیگر انچه بشر رسیده
این ظهور فیض صفت بشر گردیده مثل کلام بشر و بصر و علم بشر و غیر ذلک و ظهور
این صفات دیگر را همین نکته حیثیت است بخلاف صفت کلام که این صفت را
بدو مرتبه ظهور است یکی عام و دیگر خاص از ظهور عام صفت کلام در بشر موجود
میگردد و بر آن تکلم می نماید درین ظهور این صفت را این تکلم بسوی بشر منسوب
کلام بشر را که ظهور کلام حق است کلام حق نگویم زیرا که تکلم بصفت بشری بشر
تعلق دارد زیرا که حرف و صوت در اینجا بکسبی بشر پیدا می آید و از ظهور
خاص که کتب سماویه را بانبیا علیهم السلام نازل شده حق تکلم است بکلام نفسی
بلباس حرف و صوت درین لباس کلام هرانچه بلباس معانی حرف و صوت
نورانی است که بخلق داخل است بلکه حق سبحانه کلام مطلق را بوسیله

غیر نامبرده

Marfat.com

غیری بلیس حرف و صوت ظاهر ساخته و بخود منسوب نموده چنانچه میفرماید
نحن نقص علیک احسن القصص در سوره یوسف و شبهه اول هم اگرچه
بواسطه مخلوق است اما این مرتبه جامعه مشهودیه را هرگز ذات و صفات
خود ننموده بلکه مخلوق نموده که مخلوق ماست و هرچه درین مخلوق اول
از ذات و صفات موجود است از اذات و صفات حق گوییم بلکه از
فیض ذات و صفات گوییم کما قال النبی علیه السلام العالم من نوری و ما
من نور الله گفته که خود را ذات الله یا نور الله گفته و همچنین قلم را از نور خود
گفته پس هر فردی را از افراد عالم ذات حضرت یا نور حضرت نگوییم بلکه از
فیض نور میگوییم سوای کلام مطلق که آن را صفت بنطور خاص که بالا ذکر یافت
با وجود لباس حرف و صوت مخلوقه کلام ذات حق گوییم و این نسبت بعض
خاص صفت کلام است نه هم بفیض عام مثل فیض صفات دیگر فایض و هم
بفیض خاص ممتاز از فیض صفات دیگر که محض جذب نفسی ظاهر و هیچ صفتی را درین
خصوصیت شرکت نه واضح تر بگوییم که از فیض عام هر صفتی ایجاد صفتی است و صفات
بشر در آن صفحه خود بشر بنیاد عالم و متکلم است این صفت بشر بسبب تکلم گفته
و بسوی کلام بشر این تکلم مضاف است و در فیض خاص حق بسمات خود بخود متکلم بلباس

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

ابواسطه فیضی که خاصه جامعیت حضرت است علیه الصلوة والسلام
بحکمت بالغه فیضیات اند هیچ یکی ازان واسطه جاری نیست مکتوب نوزدهم
صدر رقیمه بود در رقیمه مشفقانه متضمن معانی و اسرار دسورد دیگر متضمن
اسولا چند منتخر گردید بمطالعه آن شرح صدر حاصل شد اما چون بعضی
عبارت در مکتوب باصطلاح حضرت پیر دستگیر صاحب طریقه احسنیه
مطابقت نداشت در تحقیق آن معروض میگردد که در تحقیق حقیقت ان ان
قدس اسرارهم عالم را وجود موهوم گفتن منع است زیرا که موجودیت عالم
برای اظهار صفت نفس الامری است نه صفت نفس موهومی و انکه عدم
استقلال عالم را مشاهده نموده موهوم میگویند و در هر آنی موجود و معدوم
بسرعت الضالیه دیده این اطلاق نمیپسندند که درین هر دو جهت
موجود شدن و بعدم رفتن هیچ جهتی ازین هر دو موهوم نیست بلکه جهت
وجود در وقت خود وجود نفس الامری است همچنین جهت علم در وقت
خود عدم نفس الامری است و مراد از وجود عالم جهت وجود است نه جهت
عدم شتان ما بینهما پس جهت وجود در انکه عالم است نفس الامری دائم
اما غیر مستقل و در هر آنی متبدل و متغیر و دائم این تغیر و تبدیل نفس الامری

Marfat.com

است ... وهمی پس برکار تغیر و تبدل وهمی نباشد فالذی بها وقعا
علیه کیف یکون وهمیا عجب ازین تحقیق که میدانند که این شهود عیب مطلق است
در مرتبه ثانی تا ظهور نشئه حقیقی نفس الامری) درین شهود مشهود گردد پس
شهود که مظهر حقیقت نفس الامری است چون وهمی نباشد برای اینکه استقلال
لازم پیدا کرد وهمی کوشید ضرور نیست چرا که تغیر و تبدیل او در تحت شعور بر عدم
استقلال اوست پس عالم را نفس الامری گوییم در عین تغیر و تبدیل تا مرتبات
بروی سیر وهمی نباشد در کتب نگاشت ... خلاصه غور نمایند تا بر اصطلاح ایشان
مطلع شوند دیگر انچه در آیه کریمه واتبع ملة ابراهیم حنیفا سهو دارید عزیز من
اگرچه حضرت افضل مخلوقات و متبوع جمیع انبیا اند و در اصل خلقت شهود
او از ایشان علوم و معانی نصیب ایشان مندرج ساخته اند اما اطلاع بران
موقوف بر اوقات دانسته اند چون حضرت ابراهیم علی نبینا علیهم الصلوة
والسلام برطریق خلافت به طلیعت جامعیت ذات المعانی و علوم مندرجه که نصیب
سرور کائنات علیه الصلوة والسلام از و در شهود اول ایشان در مرتبه
خصوصیه خود ظهور داده و معلوم حاصیت مذکوره را به بلندت ابراهیمی رسیده
و اسباب بکرا حدیث طلیعت حضرت بهم رسانیده عالی داشتند

Marfat.com

بملتی منفرده ها ... ه پیدا آمدند و اطلاع بر اینمعنی جامعیت و انفراد موقوف بر تعلیم
علیم حقیقی بود ... کما قال سبحانه و علمک مالم تکن تعلم و نیز فرموده اند وحدک
لا ملاذ لنا غیر ... چون وقت ظهور حضرت رسالت پناه پیدا آمدند بمقتضای این آیت
اقتضا کرد آن را ... که ملت حضرت عیسی را اختیار کنند و ذیل مقدمه
... ابراهیم بود ... آن ... ان عدم تمام را
... را وضع کنند و در ... صیل جلو ... لفظ واتبع را ای صورت
... مقدمه است بر ترتیب فصل جامعیه والا فی الحقیقه مقدمه تابع تفصیل
جامعیت بیت والمقصود من المقدمه هو الفصل اذ ... یا وافهم ان
الله ... الی ابراهیم علی نبینا علیهم الصلوة ... والتسلیمات ... الی یوم
وعلی سنا ... ان الله ضیل الجامعیه الی ... ام المقدمه المقدمه الطهور
الا بالی ... هادا وان کان نعوت الابراهیمی دا انتهاء وسنوت ... الی یوم
القیمة آمینه وکذا الک السیده علیه الی یوم القیامة ... قیدم علی
الامنه ... رعایتها می حق نبیه علیه الصلوة الی یوم القیامه لعظم شانه
... وبها قدیر ... ه علیه الصلوة والصوم مکتوب عزیزی صدور فت
کان الله ولم یکن معه شیء الله ذات مستجمع الصفات الکمال الظاهرة

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

صاحب طریق الاحسنیہ قدس اللہ اسرارہم لان عندہم اصفات
اللہ ظاہرہ کا انذارت الواجبی فظاہریۃ الظاہر مکررا تحصیل حاصل بل مقتضیا
المخفیہ فی غیب الغیب تقتضی ظہورہا فی الخارج الکونی لتعلق بہا الثواب
والعقاب بلا شبہہ وتاویل وعند الصوفیہ العلیۃ التی ہا ہی نفس ولایۃ
الحاصلہ الصفات عین الذات والذات مجرد عن الاضافات لا تمیز
للصفات من الذات الا فی مرتبۃ العلم الواجبی والتغیر عندہم علی نوعین اجمالی
وتفصیلی ویسمی الاول الوحدۃ ویسمی الثانی الواحدیۃ ویقولون الاول العکاس
اجمالی والثانی انعکاس تفصیلی ویسمون الثانی بالاعیان الثابتۃ وبعضہم
یسمی الاول العالیۃ ویسمی ہذہ المرتبۃ الثانیۃ حقیقۃ العالم والعالم انعکاس
مرآۃ الثانیۃ فی مرآۃ ظاہر الوجود وہذا التحقیق الثواب والعذاب
تشکل الاسماء بلا شبہہ کما ہو شان الامثلۃ الکسر ویقولون فی الخارج
الا العالم فی العلم وما وقع علیہم من الشبہات مذکور فی تقاتل الصفات
فی انکار الا ر وعند مجدد الالف الثانی قدس سرہ العزیز حقیقۃ عالم
الامر ہست کہ در آن عدم والعالم اعطا فیض وجودی الآ
ظلال واعدام وجود او صنما در مرتبہ دہم و در نیمرتبہ وہمہ یسمی لضیف ابع

Marfat.com

اتصاف یافته که برفع دهم مرتفع نشود در بنجا هم ترتب عذاب و ثواب
بتاویلات کهنه میشود فا الفرق بین هذه النکات و التحقیقات لکل
واحد عند اهل البصیر طاهر بسم الله الرحمن الرحیم بعد الحمد و الصلوه و بلیغ
التسلیمات بعرض محب صادق طالب حق بلند همت رفقه الله سبحانه میرساند
رقیمه شفقانه متضمن استفسار عبارت حضرت نکات مفتخر گردانده را قلیل
البضاعت را چه یارا که در کلامی که از مرتبه خلافت باشد در بیان آن دم زنیم
و از حقیقت خلو متخیله نبوتیم چنانچه فرموده اند که رسیدن به ولایت و سیر
انبیا علیهم الصلوه و السلام میسر نه شود اما انچه از بزرگان شنیده ام
و ازان در فهم ضعیف آمده بیان باید نمود بدانند که در ولایت خاصه وصول
بعلم حصولی و حاصل ازان معلوم الکیف است و در ولایت احص وصول
بعلم حضوری است اما شمه از علم حصولی بایست و حاصل دران مجهول الکیف
است لهذا در اول توجه معلوم و در ثانی توجه مقصود در کمالات انبیا
علیهم الصلوه و التسلیمات وصول بعلم حضوری بوئی از حصول ما فی هست
لهذا در ثمرتیه فنا مطلوب نیافت محتمل ادراک هست بخلاف ثمره
اخص که بسبب توجه خفی نیز معلوم در ثمرتیه فنا محتمل ادراک مطلوب است

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

ولایت انبیا علیهم السلام علیهم الصلوات والتسلیمات بعلم حاضرات
وبعلم حاضر دون بصفت علم وی ملکه ایدو سر ایدینه سوابق
معلوم است ذات بذاته حاضر بودن علم قابلیه ذاته متحقق ولوی ذاته
زه چون بذات حاضر و بعلق معلوم به حاضر بودن بعلم است پس معلوم
هیچ نسبت چنانچه بصور علمی بود در مرتبه ولایت که بعلم حاضر است و معلو
بیکیفی موجود و در مرتبه نبوت که ان بذاته حاضر است معلومیت غیر
متحقق هر معلومی که از اقسام تنزه باشد در مرتبه خراف این حال
متحقق و کمال خلو موجود چه از حق و چه از غیر حق خلو از غیر حق ظاهر است این
یعنی در مرتبه خاصه واحدیه وصول بحق فهمیده بود بذ حال انکه حق بود
باید گذشت و به حق حقیقی باید پیوست و گذشتن از مرتبه عرفان اثبات
تحمل ادراک مطلوب در ولایت انبیاست می دهد بفضل الله سبحانه در
خلافت بطریق اولی میسر الخ حضرت میان محمد شریف قدس الله سره
فرموده اند که بدانند که این نفی معلومیه در وصول حضرت ذات از راه
ظهور علم است نه از راه وجود علم یعنی انچه در حضور و ظهور علمی معلوم نبود
در حضور ذات بذاته اطلاق نتوان کرد اما صفت وجود علم را قابل باشد

Marfat.com

عزیزمن تمامی سوزه را جواب درین عبارت درج شده بدقت فهم دریابند
وبهمین طور یاد میگیرند باشند بر اندک التفات نموده مکتوب درجواب فضایل پناه
تشنه غیره تحریر رفت. الحمدلله اولاً وآخراً ذات بابرکات اکثار بموارد
براط مستقیم باشند از مطالعه استفتا در روایات ونیز از مطالعه
نسخه تصنیف در بیان کمال قدرت واجب تعالی ومع ذلک استثنا بعض
از تحت قدرت حقیقت بوضوح انجامید ونیز زبانی یارانی که استفتا
آورده بودند طلب نموده معلوم شد تا خود را رساند حقیقت امر است که در فهم
فقیر این مناسب مینماید که در انچه که تحت قدرت دادن آن نقصان در کمال
قادر مطلق نمود از تحت قدرت دادن خطات چنانچه ذات وصفات
باریتعالی وعدم ممتنع الوجود که شریک باری است تعالی شانه ودر غیر آن
انچه ذات وصفات ازان نقصان نیاید دو بعضی قبول محض چنانچه ممکنات
ودر بعضی سکوت چنانچه محال عقلی وعلم آن بعلام الغیوب باید نسبت زیاده
نمیتوانم گفت اگر باین دانش قایل مجلس باشم بر اسعد الاسنا خود دانا
حاجت دیگری نیست الا گمکتوب در تفضلی مذکوره صدور یافت
الحمدلله وسلام علی عباده الذین اصطفی بوردد نوازشنامه کشف

Marfat.com

ظلی نیز بروں و اعلیٰ است ہر یک بسند) و تو طار کا آں آیہ
انقدر وا نماید کہ نہایت ولایت عالیہ بعلم بی تا یہ اجمالیست
جمعیت باطن برای کمال این ولایہ شرط نیست اگر جمعیت ہم میسر است
مناسب ہمین مرتبہ است و نہایت ظل ولایہ جامعہ تا نزل انوار غیبیہ
و ظہور کمالات و حالات و ارام او در تجلیات صوری و نوری و نورسیت وصول
او درین منحصر اگر از ظہور تجلیات توقف واقع شود ہمانوقت بی ارام است
و خود را بعیدی فہمد و نہایت وصول اصل ولایہ خاصہ تا کشف نفس
انوار ہست و وصول مراتب ارواح چنانچہ حضرت شیخ شیوخ فرموده
کہ سی سال روح را بخدای پرستیدم اگر فصل سجانہ دستگیری نمیکرد
خلاص ازین مہلکہ مہلکہ محال بود و دیگر بارانیان بشہود مطلوب است
و اکثر بلکہ جمیع معارف انیشان تجلیات حسنہ معروف بی شہود
بی آرام اند و بی حصول و دور بعید اگر قول انیشان این است بیت
و می ہیچ زدن محض این گناہ است ہا بخود مشغول بودن کفر راہ است ہا
ثبوت غیریت در مرتبہ شہود نزد انیشان کفر و زندقہ است و نہایت
انیشان در ہمین مرتبہ بیافت مطلوب و وصل انیشان بوصل منبسط موصوف

یعنی اینی

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

یاس موجود و حقیقت نایافت در وصل این سعید مسیر میتوصف
ترا چنانچه تو یئی چون کنم بیان ہا کز ہر چہ در خیال من ناید زیادہ ہا
واز اہلیت اہل کمالات بنوت چہ بیان نماید و انچہ بیان نماید کم
کسی است کہ بفہمد واللہ ولی الرشاد بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا یلیق بالمتقین ان یستجیزوا او یستغفروا للذین یکسبون کبائر الاثم
مثل المیسر والمسکرات حتا و یاکلون اموال الناس عمدًا او ظلمًا حتی
یتولوا و یصلحوا فان اللہ من بعد سہل الشدائد الامور ایضًا کیف

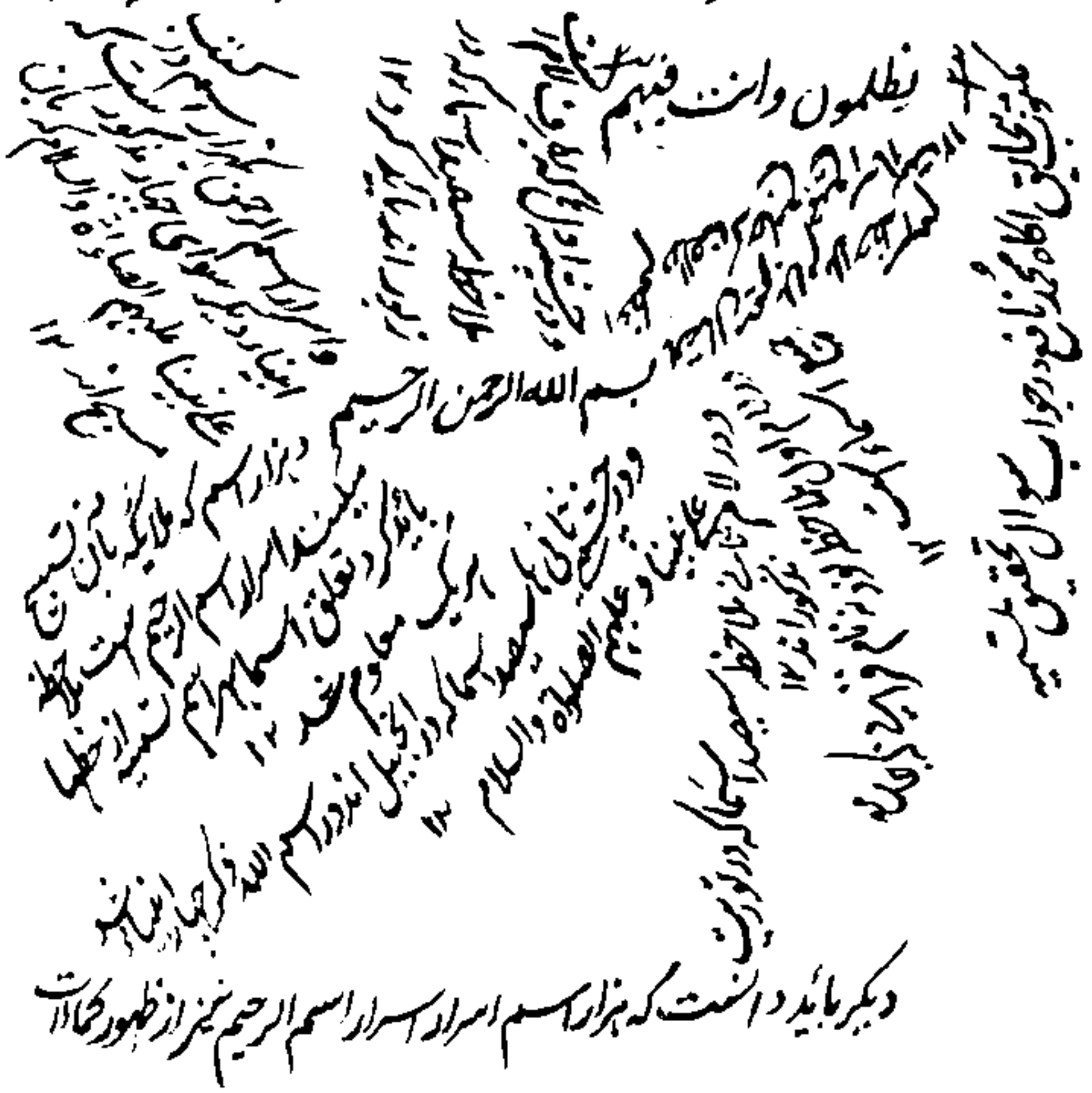
یظلمون وانت فیہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

[illegible] روحه الف وام او [illegible] اندزیدا کرا سد [illegible] ظاهر
حقایق ام والف اندو مراتب اسم الرحیم ظهور حقایق ام و با
ورجوع تمام اسماء بحقیقت الف است عالیا که مظهر ام اعظم
است این مجمل را بجا بجا لاحظا نمائد کرد اگر طالب [illegible] حل
بعلم حضوریست ابهر قدر که سیر اید در مراحل اول نمه
مختتم است دیگر انکه در ابیات [illegible] ما [illegible] ر اول الف
لام میم هر سه مرتبه ذات وصفات وکمالات اند از الف لام
مرتبه ذات و از لام مرتبه صفات و میم مرتبه کمالات مع ذکر
که در بیت اول بسم الله الرحمن الرحیم بنقطه تدو سر الف ام میم
ال [illegible] ذات است و خط و دایره و محیط دائره اشاره است
بمثال اسم بر سوعیت ذات را که با یمعنی است سم را از نقطه تدو سر
الف لام میم فرموده و دکه تا [illegible] مع محیط است رمزا یعنی
مرتبه ذات جمیع صفات وکمالات را متبوع آن
و [illegible] مرتبه [illegible] یکی محض اند [illegible] که بوط متبوع است
و مقدم آنست [illegible] حقیقت بر وجود دایره و [illegible] آن و

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

اندراج اسمار سته نزار نوشته اند و بهر یک حرف و اسم خطوط مخصوصه کشیده
ام بملاحظه آنکه شاید در فهم نه اید مفصلاً در عبارت می آرم یعنی در بسمله اسم الله
جامع نزار اسم تسبیحی چهار انبیاست علی نبینا علیهم الصلوة والسلام حضرت
سرور کائنات و حضرت موسی و حضرت داود و حضرت عیسی علی نبینا
وعلیهم الصلوة والسلام نود و نه نام که جامع تمام اسمار قرانی است در الف و لام
مندرج اما غالباً در لام اول و سیصد اسمار تسبیحی که بحضرت موسی تعلیم شده
و در توریت مذکور اند کمالات حقیقت لام ثانی اند و سیصد اسمار که حضرت
داود به تسبیح ان مامور اند و در زبور بیان فرموده اند کمالات حقیقه چشمه
اول ها و اسم الهه که بطرف لام است هستند و سیصد نام که حضرت عیسی
بان مسبح اند و در انجیل مذکور اند در چشمه ثانی حرف ها که بطرف الرحمن است
مندرج اند و کمالات حقیقت چشمه ثانی حرف ها هستند و اسم اعظم در الف
و لام اول مندرج است اما غالباً در الف اسم الهه اندراج هزار اسم کرد در
اسم الهه که مندرج اند در میان آمد هزار اسم که بدیگر انبیا سوای چهار
مذکور برای تسبیح امر شده اسرار اسم الرحمن اند و در کتب ایشان
مکتوب اند و هزار اسم که بلام یکجا بان مسبح اند کمالات اسم الرحیم اند

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

مکرار اسم ذات زبان دل منوجه نسبت بر کیفی که حا
بوده پاک بعد ازان چون بدایت اسمی سد جبان
کا نظر بر آ نماز منظور او بحسن یا فنا ه روز مکرار نظر بر اسم داشته
ظور دارد در بدایت اسمی نظر از اسم می رود
کا اهیا که نه روحون نظر بر فی محکم
ا. از
دارجه است وجون مادر او جب متوجه شد این نظر روی است واین
اگر حالی کف اندر احل وصل تلبس است واین مرتبه را منسوب با بیل نفس
والدیه خاصه مدکر زواین فضل خاص است
اگر مرشد، جب اصیل است. ازین مرتبه تشهی ناوری) را توجه واکثری را
بتعلیم ی اورد از تعلیم اسالک اگاه میشود صح می یابد که وصل ین در مرتبه
تلبس است ومرحله شهود معلوم میشود اگرچه نه راست ظل است بغیر
مطلوب مثلا استم از فیض حق بواسطه خفی مرشد یا تعلیم علی مرشد در نفی
تشهود معلوم که ظل است کوشد چه در به ورآمش است بحقیقت لا
در تحت نفی می اورد اگرچه نفی مشهد میشود آما اخر منهجی لباس تکلیفی

Marfat.com

Marfat.com

وہذا البیان موقوف علی البیان اللسانی وچون مسئلہ تجدد امثال مشکل است
ونازک دست صاحب حصول بان نمیرسد اگرچہ مشاہدہ تجدد باشد پس
باوجود مشاہدہ تجدد وعلم کیفیت انتزاع وبہ انہا علم حضوری حقیقی
باید سپرد الغرض اعتقاد تجدد باید ولیکن عذاب وثواب اخروی قائل
باید شد وعلم کیفیت ان را کہ مثمر عذاب وثواب اخروی ست شاید
بحق سبحانہ باید سپرد تا قول صوفیہ قدس اللہ اسرارہم وقول علماء ظواہر مردود
نیست افتد والسلام مکتوب عزیزی صدور یافت حامدا ومصلیا
معروض انکہ رقیمہ مشفقانہ شرف ورود
بخشید واز عنایات حق سبحانہ درحق خود ویاران صحبت جزداد عزیز
(۱) ما بہ مسیح کاری این فقیر ناقص کہ نام فقر را ازو ننگ ودعار است
اول باید دانست کہ ہمہ انبیاء واصل ذات جامع صفات اند اما بتبع
حضرت الٰہیہ علیہ وسلم ہمچنین در رسم الہ الف متبوع است
و در سم، وف دیگر تا لیس متبوع او صول از حرف الف آمدہ
توالع را از حروف دیگر پس باید دانست کہ الہ اسم ذاتی است
والرحمن والرحیم اسم صفاتی است پس باوجود وصول جمیع انبیاء

marfat.com

Marfat.com

علی نبینا وعلیهم الصلوٰة وتابع بودن همه رصول حضرت ار رعضی که
وصول ذاتی غالب است انهارا غالباً بهره ار حروف اسم ذات است
اگرچه بهره ازاسم صفاتی هم داشته اند واین نسبت در حضرت ابراهیم
وحضرت موسی و حضرت عیسی و حضرت داود غالب است لهذا ازاسرار
هر حروف اسم ذات بهره مند است وچون دیگران را بنسبت ایشان
وصول صفاتی غالب است لاجرم بهره ار اسم الرحمن واسم الرحیم غالب
دارند واسماء کتب ایشان اسرار لااسمین منزلین آمده میتین چون
متبوع ار اسم الله حقیقت است وحروف دیگر تابع وذات متبوع
وصفات تابع للاجرم بهره وصول ار نفس ذات جامع صفات نصیب
حضرت آمد وبنسبت ایشان چون دیگران ابهره ار صفات که تابع اند
مرذات اغالب للاجرم بنسبت حضرت صلی الله علیه وسلم لصفات
منسوب شدند اگرچه وصول ذاتی هم دارند وتفصیل اسماء سه هزار
معلوم حق سبحانه است تا حضرت پیر هم نبوده شد بتعلیم علام الغیوب مکتوب
بمیر محمد صدر فیست وبورود نوار نشانه مسرا بالطف عامی مستفید
گردید وطالعه ان در تعجب اورد که ایچنین متقی بهیچ وقع بعیوب مردم اغنیا

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

متضمن لطایف مذکوره است اما در فنای که بعد قلب اول است بسبب تنگی
واسع قلب دو لطیفه واخفی ظاهر شود در مقام اطمینانی
نیز ظاهر شود در فنای چهارم لطیفه سری نیز ظاهر شود در فنای پنجم لطیفه روح
نیز عیان گردد اما قلب اخر که بخیم در میان آمد بخبر قلب که کار طائف بجمیع
قلوب است نمی نماید واین در جمیع قلوب از سوار ولایت پیدا شود
قلب پنجم بر عارف ظاهر میشود واین مرتبه الهایه است بهمراتب میرساند
ولایق مظهریت تمام ومناسبت کمال اضافیه مسیح اوری دیگر یافته نشود
ولغایت کمال بیان فرموده اند هرچه فرموده اند اما بموجب تحقق قدت
پیروشکوهی غایت این بیان که نالط بقلب پنجم فرموده اند ناولایت
ملاء اعلی که تحت نبوت اند است پیروشکوهی قدس الله سره
بولایت اخص سمی است خبر سید مندان این بیان دارد است کمالات انبیاء
سبوت انسان علی نبینا وعلیهم الصلوة والسلام تا کمالات اندوالله
اعلم سیوطی در عدم بیان ان خواهد بود بسبب اصلاح حضرت سوری
قدس سره نشته قلب است قلب اول حقیقت انسانی ست اصل
جمیع قلوب تحتانی وپنج قلوب دیگر ظلال قلب اول اند لس والایت

عالم نقش نظام

Marfat.com

عامه تعلق بظاهر قلب اول تحتانی دارد که طرف ان قلب اول تحتانی
مضمحل است و ظل ولایت خاصه ظاهران قلب اول متعلق است و اهل
اعالی کمالات نفس ولایت خاصه قلب ثانی که قلب اول طرف اوست
وصول دارند و اعالی نفس ولایت خاصه قلب ثالث که قلب دوم طرف اوست
میرسند و اعالی کمالات ظاهر ولایت اخص قلب رابعه که طرف او قلب
ثالث است میرسند و دران سیر میکنند و اعالی نفس ولایه اخص کبری ولایت
ملا اعلی مشهور است اصحاب قلب پنجم اند که قلب چهارم طرف اوست
و صاحب قلب پنجم جمیع مراتب ظلال تحتانیه را طی کرده صاحب مرتبه کمال اصل
شده و در مراتب تحتانیه قلوب تحتانیه اربعه فیما و اصل ظلی بود و این
کامل مکمل از ظلال تحتانیه خلاص نافته از وصل بوصل رسیده و از نهایت
نهایت یافت و صاحب کمال عالیه شده گویا که صد مرتبه از مراتب تحتانیه خود بالذات
دار یافت حصول وردی بوی نمانده آنها با وجود نهایت بوی از توجه
باقی است زیرا که قطع مطلق توجه بعد ظهور علم حضوری واجبی است و این
عالی نسبت اسما نفس ولایت اخص و ان خاصه ولایت انبیاء است
علیهم الصلوة والسلام کما الیزع است در مرتبه علم حصولی و علم حضوری لهذا

marfat.com

Marfat.com

حضرت پیر دستگیر نوری قدس سره در حق این مرتبه فرموده که به جفا رتوجه
متوجه در رنگ متوجه الیه انکس عزیز عالی همت را بچون بملیدس سر برابر دا
تسلم اصلی که حقیقت انسانی است و اصل جمیع قلوب نیکخانه تحتانیه است خاصه
را علی کمالات دارای انبیا و کمالات متبوع انبیا است علی نبیا و علیهم الصلوة
والتسلیمات چون این هر دو مرتبه در سه دلالت تحتانیه اصالت صرف دارند لاجرم
وصول اهل هر دو مرتبه قلب الی سه شود و این اصالت بحقیقت بالغت
رسیده از علم حصولی تا مرتبه علم حضوری و وجود علم و شعور در حضور
میرسند و مالک تمام قلوب تحتانیه شد جمع قلوب را بر یک قلب احاطه
می سازند و دران قلوب بویی از علم حصولی نگذارند الا مظهریت علم الهی
فقط و مالک حقایق و معالی هر شش لطیفه گردد لیکن دران قلوب نیکخانه الماع
بر حقایق این مراتب علم حصولی بود و توقف اسرع در اسباب بر رخ بدا
این صاحب قلب اخیره را اطلاع بر جمیع حقایق تحتانیه و فوقانیه علم حضوری است
شتان ما بینهما ببین تفاوت ره از کجا است تا بکجا و انکه خفا اطایف
خمسه غیر قلب در مقامات مختلفه فرموده تحقیق ان این مکتوب بعزیزی
صدور یافت اللهم ارزقنا محمدن الوسیلة والفضیلة والدرجة
الرفیعة والبوءة مقاما

Marfat.com

الرفیعۃ العبشۃ مقاما محمودن الذی وعدتہ وزرا تقامۃ یوم القیامت
انک لا تخلف المیعاد بایدالنست کہ مقام محمود مقام رضا و مقبولیت ست یکی انکہ
در دنیا بحضرت عطا شدہ در جمیع جہات دان سبب مرتبہ کمال مقام
نصیر اور کمال مرتبہ بصیرت سیری حضرت را دایما عطا فرمودند کہ این بصرت در
جمیع انبیا خاص بحضرت ست دوم مرتبہ رویت بصری کہ در معراج میسر آمد بان
سرفراز فرمودند چنانچہ در صحیحین در شان سری بصری یعنی بصرت رویت
فرمودہ صلی اللہ علیہ وسلم لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی
مرسل و انکہ دایمی مقام محمود عوا ست در حق حضرت این دعا صدر بعد وفات
[illegible] وقت حساب در حق امت کہ
از [illegible] سوال کردہ اولیا و انبیا نفسی نفسی گویند
و حضرت است صلی اللہ علیہ وسلم کہ امتی امتی بخصوصیات ما کہ شیخ [illegible]
ما او و بال الرحمۃ [illegible] عالی انکہ نبی و مقرب سکہ بقام
و موضع عرش اند این فوز شریف است و کامرانی [illegible] ان در عرا
[illegible] بشد تر ادم بخت و فوق را بسیار [illegible] ہم مکتوب
و فوز صدر فیت سلکم اللہ [illegible] در تحقیق مراتب فقرا [illegible]

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

مبارک بر خود دار عالیقدر خواجه محمد یوسف جیو دیکمهای خورد مطلع ساخت
سینه را منشرح گردانید خصوص بیان شوق باد حق زینت بخش خریت توابع
گردنید باید که اسم الهه را جل جلاله بر دل خود نقش سازند و سر نگون زبان را
بکام چسپانده کلیه خود را بر دل یقین فرموده بذکر الهه مشغول باشند در وقت
فجر بعد ادای نماز تا برآمدن آفتاب یک نیزه بدین متوجه باشند و برای قوت
ذکر در دل کلمه طیبه لا اله الا الله را اندرون بعد از نماز اشراق میگفته باشند
باین طریق که چشم بسته نظر خیالی بر ناف انداخته لفظ لا را از ناف بالا
کشیده دم خود را بند کرده متدللا بر راه سینه تا بیخ ثانی برده اشاره الله
بطرف راست خیال کرده و معنی در لا الله نفی غیر حق تصور نموده لفظ الا الله را
از بازو در راست کشیده بر قلب که زیر پستان چپ است بخیال ضرب داده
معنی این که مقصود من الهه است حاضر کرده دم را براه بینی گذاشته متوجه
بقلب باسم الهه میشده باشند و بعد ان باز نظر بر ناف انداخته
بحبس دم لا را بالا کشیده بطریق سابق معنی حاضر کرده ضرب الله الهه بر
دل میکرده باشند باین طریق مبلغ یک دم پی در پی بعد از نماز اشراق
کشیده دعا خوانید و وظیفه زبانی بعد ان هر قدر که توانید بخوانید موافق

marfat.com

Marfat.com

مشوق اکرد سعت دهد بهمین طریق پیدا کردم . مدرود دل را از همه خالی
دارد زیاده دعا است مکتوب صوفی : ذ ساکن جلال آباد صدور رقمت
شوق مهربان توفی صاحب بعلم سلام از مفید مطالعه فرمائید حضرت سرور کشور یان
محمد شریف جیو قدس سره درین عبارت آنچه بیان فرموده صریح واضح است
حاجت شرح ندارد آنچه العزیز سرح ان نوشته اند این قسم بیان
بیان به نسبت عارف فی نظر عارف نیست ... ذات ذات
سکوت محض است چنانچه حضرت پیر دستگیر میفرمائید حق سبحانه مطلق است
بالذات وصفات ... دی طعم اری رعاس وجملگی مفهومات ها
عدم ... وغیر ذلک من مفهوم الکیف ها او باکسار تحقیق این اطلاقات
بموجب این ارشاد حضرت میان محمد شریف جیو لوازم ذات بصفات
لاهوت لاغیره فرموده اند درین صورت آمدنا ظهور ذاتی نور بسیط وجود
کیف نیست ؟ موجود خلاف ضرار ارشاد صریح لوم خود زیرا که
طاوس هیچ وجه دارم اکر ... ارشاد ... اند
حقیقت از سخنان ... ات وصفات بحیث انه رمات
از اطلاق مفهوم الکیف چه عین وچه غیر منزه است حاجی سخن بنت

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

ذاتیہ اوست وذات بذاتہ بصیر است وبصر قابلیت ذاتیہ او است قس
علی ہذا فی جمیع الصفات درینصورت ہر ہرہ متبعی بالذات از مرتبہ
نبوت انبیا علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ خواہد بود بعد ازان اکہ محمدی
المشربیت دربہرہ مندی کمالات مرتبہ نبوت از ہر مندی مرتبہ
نبوت نبی خویش علیہ الصلوٰۃ والسلام تواند یا بتحصیل یا خواہد نواخت
ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء مسمی تاکید مینمائیم کہ چون لذت
بیادداشت مسمی بے بی کیفی پیدا اید بقصد رو بمالخت نیاید اورد واگر
احیانا قصد آید سہلا مانع گشتہ (مسمی) مادہ پسند غریز بسوسن
دوسی آنخواہد واین پسوسن را خود درستن است دیگر انکہ فرد علیحدہ
متضمن اصولہ ذات خاص انہمہ بجواب دے ہر مقام تحفظ اقتدار
تا قصانہ مقدار از متحصل محققانہ بعینہ بر سولدا شتہ ماقوف
علیہ نظر خواہد آمد اگر احیانا حیری سوال باقی ماند مطلع سازند
مکتوب بیان محمد الہدین صدور یافت اگاہ باشند کہ صورت متخیلہ محض
تراسس خیال است باید دانست کہ صورت در تمثل شکل ہر چیز در
دانشور پیش اہل اللہم نفی است از صدد دانشور سالک الیکس

مکتوبات اردو صدور یافتہ

Marfat.com

از صورت متحیا تحقیق اقربیت و معیت و احاطه خود صاحب ترا شنده
صورت را بر سبیل علانیه بی کیفی نسبتی معلوم خود میشود احاطه و معیت بحیثیتی
بر تر اشنده صورت صریح ظاهر است که تر اشیدن صورت بی اقربیت و احاطه
و غیر ذالک محال است چرا که تر اشنده صورت اگر از صورت دور شد چگونه تصرف
کند و صورت پیدا آرد و با وجود معیت و احاطه بکیفی بحیثیتی یعنی تر اشنده صورت
با وجود این که خود به اقربیت کامل صورت را تر اشیده اما خود در مراتب صورت
جمیع متمثل خود نمی یابد پس کمثله است چون از تر اشش حقیقت معیت
و احاطه بی کیف تر اشنده را ثابت شد پس تحقیق یافت که چون
تمام ماسوی حق نزد حق باجمع مماثلت و مجانست ندارد چنانچه تر اشنده
را با جمیع صور تراشیده شده مماثلت نیست پس این تحقیق بدست
اور د که صورت تر اشنده صورت را از ذهن دور کرده بکیفی محض
ذات و صفات حق تعالی عارف بوده بی توجهی محض شاغل
ذکر ذات و صفات الله سبحانه باید بود اگر در تفهیم این عبارت
آید بهتر والا بالله التوفیق گفته خواهد شد مکتوبیان کامل محمد صدر رفیعت
الحمد لله الحمود حیف تم که درین تعلقات پراگنده و حواس اکثر ناکرده فکر خود

Marfat.com

ان محب صادق را لذتی و شوقی بخشیده و از گلشن زار ریاض مطر
با نار عطا فرموده حمد بر حمد افزائید در هر دم از انچه نباید باز آئید و اقعات
حسن اگر در بیداری ثمره ارزندوری را از نافانا از قید تعلقات مذمومه
برارند و از عیوب انکس را اگاه دارند نعمتی است عظمی اگر همین رویا را
رائی را سوز در ساز زند و از امور مالا یعنی دور نه انداز زند هلای است
بر بلا شکر این نعمت انکه در بیداری در اطاعت مولی و متابعت
حبیب الله برانه کمر محکم ببندید و ازین وان نه اندیشید اللهم
وفق لمحبی علی ما امرته بحرمت من هو
وسیلة ظهور الاقام والنواهی تصور نقطه
در ذکر تا زمانی است که ذکر از قلب جاری نیست چون ذکر جاری شد
بجای تصور با سبابی ذکر ضرور تر و تعلق با ذکر تا زمانی است که ذکور ظهور نفرموده
چون ظهور فرموده تصور ذکر در حضور مذکور مضمحل میگردد بلکه در انجا ذکر عین
تشرک اگرچه تشرک طریقت است اما طالب را هر چه از پیر رسیده در پیش درکش
ان کوته بین پس دلیل نپسندد زیرا که همین دانه اول که در زمین دل مرشد تخم
نهاده پیر آن ستوده شاه همه جا در دامی اورد اگر با غبان پرورش دانه

marfat.com

Marfat.com

نماید شجره ارکجا آید سعادت شعار احوالهای شاهنامه بورتحش امیدوار نات بازار
کز چنین بیم تعلق کند خود را ایاسیار نیستار دردل شوا شنار دارون
به کانه دشمن ها ایجنین زیار دشمن کم بود اندر جهان ها برای دفع خطره خوف
آنه کریمه ان اولیا الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون و بعد وصور قدری کتاب
نتمه وصود مسده نوشته باشند مکتب بمان عمل محمد للقا الحمد لله اولا و آخرا نتمه سعادت
پیوند عقدت من کل محمد فرخت بخشد حقیقه واقعات زبخش است و بحث واقعات
ازلدنت یافتن و کرد اعمال صالح در پنداری است امید دارد است تا نیز واقعات را آنه
بداری ظهور فرماند و ارجوی دانا بنت برآورده بهستی دنا مرادی آرید چون
همه این ثمره کرد نفی باسوی است پس لازم که سعی ملتبع در آمد رفت نشر حقانیت
بران دارند که باس انفاس مذکر عالی متحقق شود همه تعلق مذکر شده تا شاهد تا لعه
و اسنه کرده باشند صرف اوقات برادای اوامر غنمت دانند برای سلامتی
سواس نا بخ دانشند ابد دولت بخت باشند بعد و بنوازنمه ات نمونه ای اشعیره باشند
است تر بر باغ مانند خبر خیریت برادر عزیز تتبع استند بادم ترم نهند از نعمت
و جماعه فقرا خصوص محمد فاضل و محمد عیسی سلام خوانند الفا بیان کل محمد
بورد رقیمه مخلص کل صفحه قرن افزود دست دعا بحرا ان نا ن برداشته آید

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

حق سبحانہ است از حد بیان برون است و نیز حسب اطریقہ احسنیہ در نکات
الاسرار حق سبحانہ را عالم کلیات و جزئیات فرموده و منکر را کہ عالم جزئیات
نداند ملحد و مبتدع فرموده و در خلقت سموات ارض آیات ناطق انداخته
خلق السموات والارض و ما بینہما فی ستۃ آیام فرموده و در عالم خلق
داخل ساخته نہ در عالم مثال پس باید فہمید کہ قایل این قول میتواند کہ از
طریقہ احسنیہ چیزی سند کرده آما کما ہو مطلع نیست چنانچہ خواہد بود اما این اصطلاح
کہ بطریقہ احسنیہ منسوب میسازد بسبب تا رسیدگی است و آنچہ در حالت
وحدت وجودی و وحدت شہودی بعضی عزیزان سخن میگویند ہر دو
حالت دائما قایل اند مشفقا اگران عزیزان منع جمع ہر دو نسبت دران
احدی سفر نمایند درست است کہ بی عروج از اول ظہور نسبت ثانی دست
ان متحقق و اگر سفر نمایند کہ ہر شخص کہ بہ نسبت وحدت وجودی معلوم شد
ہمہ بہ ہر کدام نسبت شہودی روی نمی نماید و ہمچنین بالعکس این قید
متبع است بسا است کہ نسبت شہودی ابد و وجودی ما ابد و بالعکس
و بسا است کہ ہر شخص را اول نسبت وجودی ظہور نماید بعد ازاں
عروج میسر آید و نسبت شہودی جلوہ کند آما ہر کہ بہ نسبت شہودی اول

Marfat.com

وصول پیدا کند به نسبت وجودی هرگز نزدل نخواهد نمود کما الناظر کالمعدوم
اینجا که نسبت توحید وجودی از لطیفه قلبی خیزد که مقدم است بر جمیع لطائف و نسبت
توحید شهودی از لطیفه روحی ظهور میفرماید که فوق از لطیفه قلبی است توحید وجودی
بسبب انصباغ عنصری است که قلب را دست داده ملاحظه کثرت توحید را نمی یابد
لهذا موجودات متکثره را واحد واحد می یابد اینجا تجلی حق را مالک است و تجلی اسم
الرحیم است که بحکمت بالغه خود او را از کثرت نمود ارزانی داشته تصفیه استعداد سالک
و چون سالک ترقی از این نمود به لطیفه روحی رسید لطیفه روحی که از انصباغ عناصر
بسمت است و دون تعلق بدن از عناصر بمنزل کشته و غلبه عناصر که سبب کثرت
میکشند فرو نشسته بی امتزاج عناصر بوحدت او خواهد آورد و از کثرت انظار خواهد
برداشت صاحب وحدت شهودی خواهد بود و شهود وحدت قطع نظر از کثرت
ظهور خواهد فرمود اینجا تجلی حق بر حق خواهد نمود و این تجلی اسم الرحمن است بعد
آن سالک چنانچه در لطیفه روحی از تعلق کثرت خلاص یافته بود اینجا در
بسوی قوقاء از شهود خلاص خواهد یافت زیرا که صاحب شهود گرچه از کثرت کثره
خلاص یافته امّا از خبر خلاص نیافته کثرت که در شهود مشهود است خلاص یافته لصف
استعداد دقت بصیرت و چون بیان لطائف دیگر طولانی میخواهد قلم را از ان کشیده

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

بعدات مخلوق وانچه مرقوم بود که در ولایت خاصه اولیا ثابت
مثل حضرت جنید رحمه الله بود جلوه نوانی کفت اما
علم حضوری و حضور علم اصلی نباشد رشفقا علیه را بیان باید
نه اسامی حضرت جنید را کامل نیست هر که در ولایت خاصه مصطلحه حضرت
پیر دستگیر حضرت غوثی است قدس سره در تحت ولایته اخص و اخاص
الخواص است البته در علم حضوری و حضور علم طلبی است حضرت جنید
قدس سره از ولایته طلبی ترقی کرده شهباز لامکان را الولایته خاصه مصطلحه
حضرت پیر قدس سره نام نهاد کلیه باید فهمید ولا تکن من القاصرین و انچه
مکرر در تحقیق کمالات ثلاثه ساقط این تحقیق و فرق در تحقیق
حضرت الستار حضرت پیر قدس سره نوشته ام از انجا غور کرده بفهمد
باز محض مرقوم میشود هر کاه مسئول علیه و اعیان ثانیه مصطلحه صوفیه قدس سرهم که اعلی
و ارفع خاصه امت در مرتبه ثانیه که از محمدی است باشد و کمالات معلومات
ازلیه مصطلحه صوفیه سترک در مرتبه اولی عند التحقیق
ظاهر امر مقابله اعیان ثانیه مصطلحه صوفیه قدس سرهم با کمالات ثلاثه ناقص
مصطلحه حضرت پیر دستگیر قدس سره در ان مرتبه اولی و اعلی

Marfat.com

در مرتبہ اصل شہود تا بینہا کائنات بین الارض تا در مرتبہ اول غیب
محض کون و امکان معدوم و در مرتبہ ثانیہ مندمجہ اور ا نسبت ثانیہ
و بالنسبت با تحت خود کہ وجودات مفصلہ اند کثیر ہوں پس در تحقیق حقہ
پیر قدس سرہ عبرت است کہ بینہ اطلاق محض بی ثبوت امکانیہ تقیدی
در تحقیق صوفیہ کلد مرتبہ ثانیہ است امکانیہ تقیدی اگر بہ شہادت را غیب
فہمند و مقید را مطلق دانند بضعف البصر کما ہو شان ہذا المرتبہ نجاصہ پس
حضرت مجدد چون حقیقت عالم را عدم محض فرمودہ با یعنی لا ثبوت و
حضرت صوفیہ چون حقیقت عالم را باعیان ثابتہ و صور علمیہ تا سیدہ ثبوت
امکانیہ المقیدۃ تحت ثبوت الکونیۃ المطلقۃ تحقق شد و نزد حضرت پیر قدس
سرہ چون تحقیق العالم کونیۃ المحض المطلق الثانیۃ المتحقق عند غیبا بدلہ
بہما و القدرت الازلیۃ التی لا دخل و لا شرکۃ للعدم فیہا الا کما قال المجدد
الف الثانی قدس سرہ تشریک العدم مع الارادت فی حقیقۃ العالم التحقیق است مع ثبوتہ
لوی ثبوت او کمانہ اورد فالمرتبۃ الاولی بشہودہا و ظہورہا فی الثانیۃ
الثانیۃ التی یرید الصوفیۃ قدس سرہم غیبا لان تحقق شد کہ کونیۃ
العالم فی الغیب ام ثبوتی ما العلم و القدرت بلا شرکت العدم و اعیان

marfat.com

Marfat.com

الثابتہ المذکورۃ فی تحقیق الاھ وغیرہ ظہور ۱۱ اولی فی مرتبہ ۱۱ محمدی فیظہر
الفرق بین ثلث المذاہب فرقًا ظاہرا زیرا کہ تحقیق مسئوفہ در سندحات نور
محمدیت و بیان حضرت مجدد قدس سرہ در بزرخیت لعلہ متوقی منہ قدس سرہ
و تحقیق حضرت میر قدس سرہ از اصل مرتبہ کمالات صفات جل شانہ
عزیزمن با وجود وضوح تمام چون مدعا بس عالی است بی حلوۂ محاذیت
بصیرت ظلی بایں رسیدن نمیتواند ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
عزیزان کہ در کلام حق سبحانہ تحن در میان آمد و قیما یبین تنقیح شدہ از فقر
استفسار نمودہ بودند تحقیقا بموجب پیروستگیر نبودی نور اللہ مرقدہ
تحقیق سبعۃ احرف چنین است فی سبعۃ احرف ای فی سبعۃ درجۃ
در مرتبہ وجوب کہ درجہ مقرر فرمودہ اند نفس کلام نفسی و نور کلام ظہور
ان کلام بر متکلم این ہر سہ مرتبہ کلام ازلی است و بلا تعدد و تکثر در بلا
حروف و اصوات بلا کیفیۃ و این کلام از ظہور ثانی در مرتبہ شہود اول
بنفس مدعا محض اینجا نیز حروف و اصوات نیست و اما کیفیت مجہولہ
متحقق اینجا ظہو اطلاقی است و تقیدی ظہور نفس کلام کہ ظاہر
بحصر است اطلاق ظہور کمالات مخفیہ کلام کہ بذاتہ در خفاء بحصر اند

Marfat.com

واین مرتبہ ظاہر بر تقیید او ایقان تقیدہ کیفیتہ مجہولہ وانیمرتبہ بجز شہود اول
معلوم دیگری نیست ولوکان ملکا مقربا حق سبحانہ بمحض فضل خود
این نفس مدعا را چون خواست بلباس حرف وصوت نورانی محض
بر مہتر جبرئیل ظاہر ساخت کما قال انا جبرئیلیا سمع صوتا والا علی کلام اللہ
علی ما اراد اللہ این ہر دو مرتبہ یعنی نفس مدعا و حرف وصوت نورانی
بواسطہ مخلوق مخلوق اند و تعرف ہیچ مخلوق درین مرتبہ ... وانیمرتبہ
حرف وصوت نورانی را نیز بی سمع جبرئیل در مرتبہ ملکی و روحی ہیچ یکی
مسموع کردن نمی تواند لعلو درجتہ و چون برای ابلاغ این وحی بحضرت
جبرئیل حکم میشد بلباس حرف وصوت جرمانی خود بر حضرت پیغمبر ما
صلی اللہ علیہ وسلم بر اوقات مخصوصہ ومحال مخصوصہ بر امت تعلیما لحرف
وصوت جسمانی خود بیان میفرمودند درین حرف صوت جرمانی و
جسمانی تعرف ملک در اول و تعرف حقرات انبیا ثانی واقع
حضرت جیو قدس سرہ بیان تفصیل سبعہ احرف چنین فرموده اند
خواہد کہ بعینہ عبارت حضرت پیر قدس سرہ بیاورد از خلاصۃ المعارف
تصنیف ایشان نظر خواہد کرد و مکتوب بیان عبد القادر در عدم وقوع رویت

Marfat.com

از دنیا تحریر رفت باید دانست چون سالک تحقق علم در مرتبه علم
حضوری است و اصل آن مرتبه است اما جبلاً و چون بحضور علم رسید
داند که این حضور بعلم او سبحانه است و مراد طهارت قلب او تعالی
نواخته او در این وقت مرطهارت علم غلبه جمیع صفات بیان علیه کند
که بغلبه مرطهارت بصری گمان می برد که حق را می بیند در این رتبه معلوم
میشود و حال انکه نمی بیند چنانچه در مرتبه علم حضوری علم حاصل را علم
خود میداند تا حالا در این وقت در حضور علم مطلع شد که العلم واجب
تعالی می داند جهل سابق که بعلم خود میدانست برخاست اما اسکه بغلبه
مطهریت میداند که می بیند هنوز جهل مرتبه بصری بقدره باقی است چنانچه
در علم حضوری جهل مرتبه علم بود چون بحضور درجه دوم مشرف شد
دانست که ذات بذاته علیم و ذات بذاته بصیر است مراد از بصیر است مراد از بصر تقین است که ذات
بذاته بصیر است بهره دیگر نیست و خصوصیت بصر ما که برویت او تعالی مشرف
گردد موقوف بر آخرت و بهشت داشته اند در این حکمتی نابوده است در اینجا
به تعین صاف از مطهریت ترقی نموده و به یقین رسیده و بخبر تقین صاف
کرده و بجو و بصیر است حق سبحانه بر آخر تقین صاف هیچ نسبت ندارد مطهریت
بصری مر آخرت

Marfat.com

بصری مرا برآخرت داشته اند در نیوقت رغم رویت ان راه مظهریت
بی که برخورد است برحقیقت رهبر دوسر دومن رتبه ازاخص خواص گشت
این عارف محقق در نیوقت اگر بدات بحت جامع صفات علمه وارد مظهریت
را اندر اجاد اند ما گاه در رسول زمانی دارد بخلوت خاص مشروط گشته مع
جلوت. اما بکه مظهریت است در وقت مظهریت وصال شیئی
بخلوت خاص اندر اجاد دارد. امّا بارتفاع جهل که رغم رویت به دان شخص
را در هران دو عبد میسر است اصالت و اندر اجاهم در مرتبه یقین عامی
رسیم در مرتبه رویت مظاهر و بس و انکه رسیدن بمرتبه اخص الخواص حقیقی
برهان انکه انچه رغم رویت بصری پیدا شده بود و از حقیقت
رویت گمان برده بود پرده برخیزد و یقین پیدا شود که در حق مومنان
رویت بصری در بهشت منحصر است و ظهور خصوصیت مظهریت بصر در
بهشت است و اگر کسی داند که می بینم داند که تمتع شهود خفی در دید
او باقی است که می باید چنانچه توجه در ولایت اخص باقی بود اما نمی
فهمد تمتع در مرتبه حضور علم تمتع شهود با نسبت که بر رویت قایل
است و نمی فهمد لقلت البصیرة مثل زن مستحاضه است که از ایام طهر

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

تمنای فردا باقی نماند منت این تحقیق و ماخذ این بیان ظاہر است که
حضرت پیر ما قدس اللہ سرہ الاقدس در خلاصۃ المعارف در فصل
سیوم از باب دوم از قسم ثانی در بیان حقیقت علم حضوری فرموده اند
که چون وجود از ذات و صفات از غیر حق از خود و از غیر خود و نیز حیات محض
حضرت واجب تعالی با التحقیق یقین صادق بی تردد قرار گرفت اما
یقینی که محض کشفی باطنی نباشد بلکه در ان یقین حواس ظاہری و باطنی
ببداہت عقلی و قلبی و علمی همه یک حکم گرفته باشند انتہی و ظاہر است که
مراد از ظاہری در اینجا خیالی عقلی و وجدانی قلبی است نه دیدن بصری چه
مراد انست که ایقان و اطمینان مرتبه علم حضوری از محض تخلیص سری
میسر نمی شود تا که خلو متخیله از وی جمع نگردد و متخیله حکم سر پیدا نکند چنانچه
کلام الحق خلاصه برین مدعا روشن برهان است و آن اینست که چنانچه در
یقین دا ایمان سماعی تقلیدی همه ارا برابر بیشک بودند اکنون درین
یقین دا ایمان وجدانی موہبی بی سببی هم برابر بی شک و بی شبه و بی
تردد باشند الی قوله هر چند در نفوس خود غور رسی میکند که ایا هیچ معلوم
شود غیر از وصول یقینی هیچ بهره از ان نصیب خود در نمی یابد و این است علم الیقین

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

وحصول علم که من تمسک فی جہالت حال انکہ ان عارف کامل را ارد
ہمین دو ملک، در اول محض تلبث نیما ید در سر انکہ گوید کہ وصول مر علم
حضوری بی مالی کامل است چنانچہ از روی فرد اما قی نماند و بر ظاہر است
کہ بی حصول کمال بصری ارد، دا نما یت پس بریں تقدیر ارد و
مرتبہ باقیہ بہ آستا ان ارد و ہر دو احلف زما ید دانست کہ حضرت سید ما
قدس اللہ سرہ الاقدس چنانچہ در عبارات اله ارار تفاع حجب خاصی
رد بہ برای عبد ا، الا لمہ الاسلام اشا ات منو، ده اند بحیال
رعبارار، کہ گا ہگا ہ شنیع نموده اند و حق سبحانہ اکرم را علی اللہ تعالی
علیہ وسلم ۱۱ واح بخصوص دا سته اند در مسل اول ارباب ثانی
ارو، م، عالم خلاصہ ۱۱ ا، ر، دزده اند کہ وطع حجب حارجی ہیچ کس
ہیچ پیغمبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بحجب حسد و روح انا بجسد روح
لی الصرحہ ی دیگر انبیار ا ہم علیہم الصلوۃ والسلام در دار دنیا و بعض
اف ۱۱ ا ا ا ی علیہ الصلوۃ والسلام ہم حاصل است علیہم الرضوان
الرحمۃ قلیہ سد ہم از ینجا است کہ علمار ورثۃ الانبیار و علمار بنی کہ
۱۱ ۱ ۱

ارقسم دوم فرموده اند که بعد از بسیار سلوک چند از کار و افکار و تصورات
بعد از مدتی سیر در تجلیات صوری و نوری و معنوی واقع شود الی قوله خیالی اکوئی
از ایجا می برآید الا بعضی از ایجا است که میگویند خدا را بچشم سر
سر میتوان دید پس مراد چه منظور بحس است بکیف تنبت مرحند کیف
از مندانتی و در فصل ششم از باب ثانی آورده اند که چون بوصول قدمی
بحالت وصول بمرتبه طاهری و باطنی تشخص بمعراج حاصل بود پس
بوصول نیز در حالت ادای نماز حین حیات نائل حضور حضرت اقدس بلی اخره
مخفی نیست از این عبارات که رویت در دنیا خاصه حضرت حبیب الله است صلی الله
علیه وسلم و غیر او را اصلا روا نیست و ثبوت مظهریت صفات را معنی نیست
که هر گاه که صفت علم خود را باعیر خود ظاهر ساخت علم حق را سبحانه باوی ظاهر
باعیر این ظهوری و هر گاه که بصر مخلوق نظر کار و بصر حق را جل شانه ظاهر
حاصل باعیر بصر خود از ظهوری بواسطه مرتبه کما الله تعالی علی ما الیقین من قوله
ذاتیت ذات تعینی هست باید برداشت که هم اگر تعین او را کی مراد است ان
خود از مرتبه علم حضوری واپس مانده است در مرتبه شهادت که از ان
ای قوم که [illegible]

Marfat.com

ذات بحت بلا صفات و کمالات بخصوصیتها بالکیفیت (۱۲) لازم آید
یکی عجب از دانایی تایل رویت آنکه خود را مظهر اتم ذات و صفات و کمالات
عالم پندارد و مظهریت بعلم حق سبحانه خود را علیم و خبیر تعالی شانه قرار
داده گفته که باین مظهریت چنانچه حق تعالی خود بصیر و خبیر بجمیع صفات است
باشیر نیز ذات بحت جامع همین بصر بصیر ام و انداشته گردیده سر کاه حق تعالی
با بر جمیع عالم خلق و عالم امر است و من در خود هیچ از این یکتا و امور
مقدر نمی یابم پس ذات بحت که بتکیف صرف است و غیب محض بالا بر
چشم تقلید ظاهری چگونه سیم و زر ماتیکه پیش و پس و تحت بالا شمل اهالی
بهشت از زیدن تا بر ابر پیش نظر این فهمیدان من بجا است و از چه روی
بلکه ترقی کند و ماخوذ گوید که اگر بفرضا عالم ملکوت را هم با صرتوم و شمل
آن شیاطین مدنی و بصری از راه مظهریت لله حقیقی علماء و مانند
چون در دنیا نزد علما بعض و بعض صحابه که ایشان از رویه حق سبحانه یک مرتبه
یا دو مرتبه جهت سرور کائنات است پس بدانیم که این رویتها در دنیا
و هم محض است و ایشان و هم خلاف سنت و جماعت اعتبار موجب خلاف است
دیگر عجب از آنست که فهمید که فهمید در جهل مرکب ماند حق تعالی ایشان را

قاتلهم الله جهل

قائلان را از جهل هر کس برارد بر نفس الامر نسبت کند در قصیده منظومه شقوه

علماء حال نسبت فرماید در حق این چنین قائل محمود من قال فی الدنیا شیء

ازراه بعید فذالک زندیق وطاعن ومتمرد وخالف کتاب الله والرسل

کلها وراء عن الشرع الشریف وبالبعد وذالک ممن قال فیه النبی

یری وجهه یوم القیامة اسود اما چون قائل این قول سنی وازراهای

جماعت بعید قوال در حال سکر وشهود ابدا لمان بر رد مثل قائلان

غیبت معذور باید دانست که شهود السبب نیز نسبی ومجهول الکیفی زود

شهود کلی که نبی است بنده خیانت دیگری فرموده که صاحب حال معذور

ومقهور ماخوذ او بدیت اما محق مر انکه خود را از اهل صحو میگوید

ومعلوم از جهال که آن حال نداند از سنت ودو حد چیزی دارند علاوه

قائم بت بر مر ابر الاسم ارنا الصراط المستقیم اری اکه سعیدی

اهل سعود در ظاهر ما ۱۰ ارکان او اهمیت اکرخه تحقق بروسه سنی سعیدان

میرد همان نادر اما داخل اهل سنت رجاعت ما قول وسه اب

اگر او حنه در رحمه در که رصول رات سه در شود الی اخر الحیات

او قع می بیار ها ع ا تر قابل که از مراتب والا ات از سته واز علم حضوری

Marfat.com

وحضرت علم ترقی بیان کرده بحضور در حضور خود ارسیده اند و مطهریت تام
قابل حتی که برویت اخروی برغم خود در دنیا رسیده تمام متابعت کمال انحضرت
برخود نا سیده ازین معلوم شد که انچه این را رسیده متابعته رسیده پس ازین تحقیق
ظاهر شد که انبیا علی نبینا وعلیهم الصلوٰة ونیز انحضرت صلی اللہ علیه وسلم دیدنی
نفی شرک ست کانه باوجود رویت دایمی کار عمر اتقابل تا اخر خانه سالک ساند
نعوذ باللہ منه سبحان اللہ این عجب رویت ست که در عین شرک متحقق
چون اینجا رسیدم بسبب این عقیده فاسده قلم را شکسته کردم واز بیان دیگر عبارات
که اکثر خلاف اصطلاح حضرت میرند سکوت ورزیدم حق سبحانه توفیقش دهد
وازین عقاید منحرفه ساخته بر صراط مستقیم اردر ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او
اخطانا مکتوب بجامی خداداد سید الطایفه حضرت شیخ جنید قدس سره
فرموده باشرف کلمه فی التوحید قول ابی بکر رضی اللہ عنه بحاله من لم یجعل
لخلقه سبیلا الی العجز عن معرفت غیر من در قول حضرت صدیق رضی اللہ عنه
بیان معرفت من حیث الدرک والکیفیه است نه معرفت کما هو بسمائه وصفاته
بلاکیفیت ودرک که ان بایمان بالغیب متحقق است بلا تفاوت لان الکیفیه
دران جناب والدرک معدوم وکلمه عجز که واقع شده هرگاه کیفیت دران جناب

Marfat.com

معدوم بود عجز از چه باری در نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کہ مجہول الکیفیت است عجز از
یافت کیفیت او اطلاق توان کرد کہ مجہول الکیفیۃ است و ہر چند عقل عاقل در دریافت
کیفیت آن غور میکند نمیتوان دریافت الا المجہول الکیفیۃ کہ علم کیفیت آن خاصہ
علم علام الغیوب است پس درست افتاد کہ معرفت بالغیب حقیقی ممکن الوقوع است
و معرفت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بالکیفیۃ غیر واقع الا المجہول الکیفیۃ و
مردات و صفات اللہ سبحانہ کہ بی کیف غیب حقیقی است چون کلمہ عجز
مشعر بطلب کیفیت است انجا کہ کیفیت معدوم اطلاق عجز از چہ و در نور محمدی صلی
اللہ علیہ وسلم اطلاق عجز بسبب عدم دریافت کیفیت آن معقول پس باین تحقیق
تاویلات شارح کہ در بیان عجز رفتہ حاجت نماند و در قول حضرت صدیق کہ کلمہ
عجز واقع شدہ علم آن با بحضرت باید سپرد میت زدریای شہادت چون
ابر اراده ہوا تیمم فرض کرد نوح را در عین طوفانش ہا تمثیل است معنی انکہ
چون لہ دریای شہادت کہ مرتبہ فناست و از آنجا مراد سالک است و مراد
از سوختہ فناست یعنی چون سالک بمرتبہ فنا برسد امور دنیا کہ منع شرعیہ اند
و دفت بسبب عدم ارتکاب آن امور مباح میشود چنانچہ با وجود دریا کہ وضو فرض است
با وجود آن عذر بمرض تیمم فرض میشود بخوف مرض استعمال وضو منع است

marfat.com

Marfat.com

مکتوب در جواب تعبیر خواب میان الهدین صدور فرمایات شیرمناسبت
نفس سم موذی تر نفس بصورت شیر ملان ظاهر شیاه خوب شد کرده سد
والا مطیع خودی ست الغرض چون مسلم را نفس را الفربهای مخفی صیغه نحوات
که مغلوب سازد هر چند فربهائی مخفی کرد علیه نیابت اجار تمام قوت خود ظاهر
بصورت شیه متمثل شده قصد هلاک سلم کرد حق سبحانه تعالی سلم را چنانچه
از فربهای محفوظ داشته همچنین از فربیها جلیه محفوظ داشت یک امید است
که مطمئنه کرد دو دن نفس عبادت از ظنیه شدن است - اشارت بیک است
امید و اطمینان آن خواب بیننده را باید بود مسلم در سلم هفت شرط
برای جواز سلم لازم است یکی انکه جنس را بیان کند دوم انکه مقدار
یا چه بیان کند سیوم انکه بارحه ردی نباشد ما صحیح چهارم انکه بیرسانند ما بایک
پنجم انکه بارچه در ها شهد نشسم انکه دوشیده خود نخاز خریدار رسانند
یا خیدار خود برداشته ببارد هفتم انکه در عین همان مجلس مبلغ قیمت
همان وقت بسایع سپارد دیر انکه در مبلغ قرض سلم جایز نیست مکتوب
در جواب واقعات بحقایق و معارف اگاه حاجی محمد امین دامی
خدادادا صدور فرمایات بعد سلام فقرا ۰ وصر

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

استفتا نعمان ارتضوی رقوم کرده اند چه حدیث را خواب دیده اند

الیشان پرسیدند حاجی محمد امین بوریه باحاجی چه می پرسد گفتند

حضرت صدیق اکبر را دوست میدارد این معنی است تمام نسبت بلکه واقعی

کدام پرسیدند ازان خبر رسید هذا از حاجی خداداد هم می پرسند که شمار احادیث

صدیق دوست میدارد این تر تحقیقی است نه استفهامی بدلالت این

پرسیدن ایشان ازان جواب مشعر است بریں که دوست داشتن حضرت صدیق

شخصی را از دوست داشتن آن شخص حضرت صدیق را مستلزم است

زیرا که از دوست داشتن آن شخص حضرت صدیق را رضی الله عنه دوست

داشتن حضرت صدیق او لازم میست از جهة احتمال عدم قبول دوستی او

و دوست داشتن حضرت صدیق آن شخص را از دوستی طرفین مشعر است

نزد فقیر تعبیر این جواب همچنین معلوم میشود والله اعلم بالصواب

مکتوب بیان الهدی در جواب استدعا توجه عزیزمن گشود مقصود از این معنی

باید فهمید گشود اینست که یقین پیدا شود که هر چه ساخته حق است و هر چه

هست بروفق حق است چنانچه در حدیث فرموده اللهم

اعطني ایمانا دائما یباشر قلبي. لقنا صادقا حتی اعلم انه لن یصیبنی

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

خاص الخواص وولایت احص الخواص داخلی ولایت عامہ کما یظہر انند
ورسونخ در کمالات مرتبہ شریعت رسانند کہ من کل الوجوہ تابع
نقل اند عقل رہوا اینہا کہ مقتضای ثبوت است من کل الوجوہ احکام
نقلی متحقق شدہ اند بوی از مخالفت نقل در آیند داخل نداده نزد
اہل ولایت خاصہ کہ بجذبات صفات جذاوندی مجذوب اند الزمت
کرانند) ایں نسبت واضافات افعال کہ در ولایت عامہ بخود دیدہ
بجلیات جذبات صفات ذاوند شعار مضمحل میگردد فاعل حقیقی بجز
واحد حقیقی موجود صفات نمایند و بمظہریت ذات وصفات وافعال خود
کہ مظہر اند حقیقت شہود می باید بحدی کہ مظاہر مذکورہ از نظر منجذبان دور
نظر عین مظہرات می شمرند بلکہ ظہورات مذکورہ در ذات واحد حقیقی عین احدیت
ذات جامع می بابند و بہار ایں ولایت اضمحلال تعینات است
کہ نہایت ندارد و بوجہ از وجوہ ادراک اسرار اقیاس ایں ہذا الشخص المضمحل
متحقق بانمحاق الذی لا ذنا للاقیاس واہلہ قید ما بقی من بیان تلمت
المرات السابقہ من الولایات لاصل للسان الذی مناسب لاصل العقل لہذا
موقف فی سایۂ ملتوت سعادت شعار نور الحسین صدور یافت
مشفق مہربان

Marfat.com

ق مهربان الحسین از تقریر دربانده عبدالنبی ۔ ام خوانند معنی ایته کریمه
والذین فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا پرسیده گویند سته قامرض رسم است
مرض موت در مرض وفاتی مرض موت خاصه کسانی است که در میثاق اول
واخر سجده نکرده اند یعنی ایشان این مرض متقضی در آخر کار است روز آخر
در کفر اند در کفر می میرند و کسانیکه اول سجده کرده اند و آخر کرده اند مرض او
قاتی خاصه ان نیست با ایمان تا موت متلامه اصی اند زیرا از اصلی
نصیب ایشان نیست در سجده اول وقتی آنه بکنند ایمان
قلیل باکثیر نیست خواهد رفت مومنان صوابنده در اول اند
اکر اکثر مسلمانان دارند اکثر لوا از عاصی می باشند بدانند که
بی عذاب در بهشت روند طایفه سوای انبیا علی ۔ اوعلیهم الصلوة
والسلام اکثر مومنان در اطاعت الله تعالی بی عذاب
بهشت خواهد رفت چون اناعند ظن عبدی فی حدیث قدسی است
ان شاء الله تعالی هر مومن خود را از اناعند ظن عبدی
سعادتمند داند والسلام این حدیث قدسی که در تمام امت سه را عند ظن
ی فان خیر الجزا وان شر افزه المکتوب بحامی خدا را صدور فیت

Marfat.com

الحمد للہ الذی نور قلوب العارفین بمعرفۃ الٰہہم علیہم بالیقین بمرتبہم
ما جبانہ کما قال غوث الاعظم رضی اللہ عنہ عن العارف نقلا عن اللہ
سبحانہ قال لی سبحانی یا غوث الاعظم الحال ہی حال لا یعبر بلسان
المقال فمن امن بہ قبل ومن رد الحال فقد کفر ومن اراد العبادۃ بعد
الوصول فقد اشرک یا اللہ اے نظم عزیزین در قسم فقر حال سرد و مرتبہ است
حال من ظہور کمالات صفت اللطیفۃ فوجب قبولہ و حال من ظہور
الکمالات صفت القہریۃ فوجب انکارہ وردہ فعلامت حال اللطیفۃ
متابعت الشرع احکم الحال من کل وجہ وحال القہریۃ توعان الاول
الحال للمؤمن المبتدع ہذا سرد الثانی فمن الرد والقبول فمن رد
قبولہ ارکون افضل زالنا الحال للکافر المتکبر وہذا قابل الرد وقبولہ
کفر یعوذ باللہ من غیر من طاعت مولا بل شانہ سرد و مرتبہ است اول مرتبہ
مبتدعی و متوسط را است کہ ہنوز حجاب در میان دارد و ان را عبادت
بعد الوصول متوسط اگر من وجہ حضور دارد اما ہنوز فی نفس الامر
غائب است فللعابد لزم العبادۃ بالله ان او الجنان لتکون المولی
الی مرالعبودیۃ وصاحب العبودیۃ جاء اللہ بازلدعا نظیر
الی ارزقنا

Marfat.com

الی ذاتہ تعالی وصفاتہ یقع منہ سبحانہ بعین البصیرۃ الی سبحوت الاکل
لان اذا نیظر الی ربہ ان یصیف ذاتہ بصفات الکمال بلا نقصان فوصف
العبد الربہ الآن شرک وکفر فلزم ترکہ فی ہذا المرتبۃ العبودیت کما قال خفرنا
ومولانا فی النظم الفارسی بیت تذکر غیر حوالہ غیر مطلوب ہا
بذکر حب حق شرک است الخ مکتوب بحقایق اگاہ شیخ عبد القادر
جہانا ابادی صدور فیت بحقایق اگاہ مظہر الطاف الہی معمور بمحبت
فقیر اطالب دریافت معانی شیخ صاحب انعانی رلوہ ومرتب ان کہ
تعلق بحکمت دارند وعدم اطلاعنا علی الحکمت بالوجب اصبت اسرۃ ات
باشندہ لوہ را ظاہر است وماطن باقیت معانی خاصہ کما ان والہا تکمیلا ت
ماحوشہ چنیان الہی تکمیل راچہ طاقت کہ دربیان ان زبان کشاید
مگر انکہ بعقیدہ عدم اطلاعنا علی الحکمت الخ محکم باشیم وظاہران العلما
ظاہر تعلق دارد اما چون سوال راازجواب چارہ نیست قدری ازظاہران
بیان می نائیم باید دانست چون انسان درشب بخواب میرود بلامی باشد
فضل الہی بدور کعت نماز سنت وفرض ماموز کردانیدند تادر ادای ان
درماندہ نشود وبعد نماز فجر تا اسنوا الفضل وکرم برای کار معاش خود

Marfat.com

خالی گذاشتند وچون از کار معاش ضرور به فارغ شد برای تکرار شکرانه
ایزدی دو رکعت زیاد از فجر و ظهر و عصر افزودند اما برای وسعت وقت
ظهر در اول سنت چهار گانی و در اخران دو رکعت مقرر فرمودند چون
وقت عصر عرصه تنگ دارد بجز چهار رکعت فرض تکلیف سنت ننهادند
وچون وقت مغرب از عصر تنگی دارد یک رکعت از عصر در مغرب تخفیف دادند
وبرای تنگی وقت مغرب فرض را مقدم داشتند سنت را بسبب تنگی
وقت مغرب بر دو رکعت اورند وچون وقت عشا وقت اکل و
شرب ستی لازم نیست اگرچه وقت عشا وسعت دارد فرض را
مقدم بر سنت مقرر فرمودند بسبب وسعت وقت چهار گانی فرض مقرر
فرمودند چون وقت ستی بود بدو رکعت سنت مامور فرمودند وچون طاق
در رکعات نماز روز و شب در کار است و مستحب است سه گانی مغرب در
روز و شب مقرر کردند و باقی شب را نوافل گذاشتند وچون قیام مقرر برای
نیاز و مناجات است قرات را فرمودند وچون در رکوع و سجود تسبیح گفتن
مناسب تسبیح است وچون وقت قعود و جلسه سر بالا کردن است واین
مقتضی تکبر است تکبر را خاصه حق دانسته به الله اکبر بیان باید کرد چون بایین حمد

Marfat.com

ثنا بندہ را کہ حق تعالیٰ سماع این حمد و ثنا است پس ضرور یہ سمع اللہ
باید پیوست چون سمع اللہ را اعتقاد کرد متصل ان ربنا لک الحمد
مقرر شد و چون از ہمہ مراتب و فرایض فارغ شد والصلوۃ معراج المومنین
واقع است مناسب آنکہ ختم نماز بہ تشہد شد تا مخبر از صلوۃ معراج المومن
باشد و چون از ہمہ مراتب نماز فارغ شد کلمہ کہ السلامتی از افات خبر
میدہد و مبارکباد ی بجماعہ مومنین ست وان السلام علیکم است متکلم
باید شد و السلام علیکم و علی من تبعکم مکتوب در جواب واقعات
عزیزی از مخلصان شفقا متمثل شدن در آب دادن از بالا لفرود
برای از آنستکی حب است و انکہ ذکر الہ روح راحت گفتہ اند بدو معنی است یکی انکہ
از روح طبیعی روح است در اینجا یعنی است کہ در مرتبہ ذکر قلبی
تکرار محض می باشد اما مرتبہ شہود وحدت را نمی نماید اگر طاہر ہم
شود نسبت وحدت را جواہر نمود در مرتبہ وحدت وجود تعلق
بکثرت ما قبیت ہذا راحت موقوف بر توحید شہودی است با انتفار
کثرت و نظر بمحض وحدت لہذا در شہود راحت است مسرا باز جنید
در شہود راحت است اما در ین راہ - تبرکت نفس و حال ما قبست تو قبس

Marfat.com

الله سبحانه ازین نیز باید گذشت و بعدم رسید باید بهویت قال الله سبحانه
لا تفرح ان الله لا یحب الفرحین دوم آنکه مراد از روح حقیقت انسانی است
در لطایف تحتانیه که ظهور کمالات حقیقت انسانیه اند در حیز حرکت
خیال است و در حقیقه انسانی بعد قطع سیر لطایف ستهٔ در حیز حقیقی است
بی تحرکت خیال و چون در مرتبهٔ عبدیت حقیقی خوف و خشیت لازم عبدیت است
لهذا به لا تفرح تعلیم فرمودند و ظهور حضرت سرور صلی الله علیه وسلم بدو
مرتبه است یکی برای تخلیص سالک بر محنت و دریافت این دو
اما این اختیاری کسبی نیست محض فضلی است دوم محض برای نوازش
و این در مرتبهٔ کمال اکمل به اعلی خدمات قطبیت و غوثیت است و
این اهل مناسب را برای تحقیق خدمات ظهور حضرت صلی الله علیه
وسلم شرط است نازمانیکه ظهور حضرت نشود فوت تصرفات در ادا
خدمات پیدا نشود الغرض مبادی در حیز ظهور باید اما این امر محض بر حصول
رضاء حضرت سیاروند کسر محض مشغول شده باشد مضطر نرود
والسلام مکتوب بیان الهدین در جواب تحقیق اسوله قلب که قلب
مستعمل نموده بسطان چگونه لایق معرفت ها مولی ستود صد آفرین

Marfat.com

قال اللہ سبحانہ در حق ابلیس اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان عبادی لیس لک علیہم سلطان الا من اتبعک من الغاوین پس از ایں قرآنی ظاہر شد کہ انسان دو قسم است مظہر جلال و مظہر جمال و قلب خاصہ مظہر جمال است و مظہر جلال را در قلب شرکت نیست یکی اوقاتی دان دو قسم است ابتدائی محض و انتہائی شرکت ابتدائی غیر معتبر است و شرکت انتہائی معتبر دان در انتہا ختم بخیر می بخشد و این دو قسم شرک است بہرہ ارجمال می بخشد اگرچہ نسبت عصیان ابتدائی مذنب خواہد شد و در اخر ثمرہ جمال پیدا خواہد آمد المقصود انکہ مظاہر جمال را فی الحقیقت اللہ سبحانہ تعالیٰ انبیاء کرد انیدہ و مظاہر جلال را تابع ابلیس لعین کردہ مسلمین را باید کہ بحسن ظن خود خود را خاتمہ بالخیر و مظہر جمال میدارد و از مظہریت جلال استعاذہ از حق سبحانہ تعالیٰ طلبیدہ اگر بالخیر خاتمہ این عمل استفادہ نیز در پلہ حسنات خواہند انداخت و اگر نعوذ باللہ خاتمہ بالخیر نباشد در ایام اسلام کہ عمل استفادہ کردہ این عملہ باطلہ تحفیف و عذاب خواہد شد از خدا بتعالیٰ و اگر عمر تمام در کفر گذشتہ باشد الا ان ادراک ایمان مادر دوستان خواہد شد

Marfat.com

اعمالهم کسراب بقیعة الظمان یحسبه مکتوب اصلاح
انا ردلی محمد صورت آنست اخوی مشفقی میان ولی محمد زد فقیر عبد النبی سلام
خوانند رقعه مشفقانه متضمن طلب بیان مسائل مفصله رسیده فرحت
فیات انچه بیان نسبت اظنی خود نوشته بودند بمطالعه در آمد اخوی
مسلامت هرگاه نسبت بکیفی حضرات قدسس تعلیم یافتند معائنه الوان وتحلیلات
وغیره را چه مناسبت به نسبت بکیفی مگر سابقا ظهور کرده باشد نسبت
بکیفی مانع از معائنه الوان وتحلیلات نیست اری تا زمانیکه نسبت بکیفی
احاطه نکرده اگر تحلیلات ومعائنه الوان او نماید نتواند شناسد گر حضرات
قدسس را منزه از جهات سته یقین باید دانست وعلم حضوری وحضور
علم را شان علی است تا زمانیکه نسبت بکیفی کما حقه جا نیفتد علم
حضوری کی است وحضور علم بعد علم حضوری کمال مرتبه را دارد در
ولایت انبیاء متحقق است وانچه تفصیل اسامی نوشته بودند
نموداری بحر محیط بکیف در بلی کیف موت همی خجند برای دفع
خلل دماغ با جماعه مسلمین فاتحه خوانده شد خدا سبحانه شفا بخشد
بعد تعلیم ذکر سلطان تعلیم علم کرده بودند مراد از علم علم حضوری است

Marfat.com

هنوز وقت علم بیت است وعلم حصولی علم مخلوق است وعلم حضوری
وحضور علم موقوف بر تعلیم جدید است وعدم علم کیف ذات اللہ سبحانہ
مع الصفات وجہو الکیف لو محمدی است صلی اللہ علیہ وسلم ومعلوم الکیف
ہمہ مخلوقات از دبیان احدیت و واحدیت و وحدت نیز موقوف
بر صحبت جدیدیت و واجب الوجود ذات باری تعالی است جائز الوجود
علوم است کہ موجود شدن او باختیار خدا سبحانہ است وممکن الوجود
مخلوقات موجود اند اگر حق سبحانہ خواہد عدم کند واگر خواہد موجود دارد
وممتنع الوجود شریک باری تعالی است کہ ہرگز جود سدنی نسبت دایما
معدوم است والذین الذین یؤمنون بالغیب الخ تذکر بہ نبی
سکنی کمال یقین بر اللہ سبحانہ تعالی دارند شما باید کہ از جہات
ستہ اللہ سبحانہ را شناسید بدرجہ یکیف یقین باید دانست ان اللہ
لا یضیع اجر المحسنین والسلام مکتوب بحقایق اکاہ میان عبد القادر جیو
سدد ذات اللہ کان وما لم یشا لم یکن نوار سنامہ عالی ذرات
از او نیاز بیچکاز مرقوم شدہ بود سنتا نا ردفتہ حق وقت
بارہ وقت عبادت الخ تحقیق آن بہ ان ورکعت

Marfat.com

نماز که اقل ازان متصور بود فرض کرده اند وقت ظهر را وسیع
کرده اند وقت وکشادگی بسبب آنست چهار رکعت فرض فرمودند
وچون در وقت عصر نیز فراخی وقت بسبب کشادگی طبیعت است
چهار رکعت را فرموده اند وچون بعد فراغ همه کار
دنیوی ماندگی الی آخر احتیاط کرده یک رکعت تخفیف داده اند
وچون وقت عشا نیز به غفلت آلوده است اما چون در وقت عشا
کثرت کمال وتمام شب سبب، در ادای آن اختیار وارد شایسته ظهر
وعصر گردید چهار رکعت در آن وقت فرض فرمودند به کثرت وقت و
احتیاط کرده وچون در آخر روز نماز وقت مغرب بر طبق بحکمت بالغه
اختیار افتاد بسبب کثرت وقت احتیاط کرده شب نیز به تعلیم
سنت سنیه بشمار وتر به طبق امر فرمودند والله اعلم بالصواب

سوال فقیر صحبت الهدین قبله ایمان من سلمه الله حضرت موسی صلوات
الله علی نبینا وعلیه السلام در راه گمشدگان را رهبر بندگی یا مولی جل شانه
باین کلام متکلم میشد که خداوندا اگر پیش من بیائی ترا شیر دوشیده
خوشانم گفت سر انداختم علی هذا القیاس بسیار کلمه بخدا حضرت

تمت بالخیر

Marfat.com

ص سبحانه تا ستایان ... بکنه بود ... کیفیت تبیان ما حضرت موسی
علیه السلام مرا فق ... که مامور ... مروبانغ ... ازنهی بودند او را امر فرمودند که
این کلمات ستایان جناب حق ... سبحانه چون از انجا رفته متکلم
بمولی شدند حال ستار معاتب شدند که تو برای ... کردن آدمی
نه برای فصل کردن ... آدمی قبله کاها ... حضرت موسی علیه السلام
مرا فق ... که مامور بدعوت خلق ... بودند شبهه نکارکردند عالم غیب
نبودند که معاتب شدند واکر این گفته شود که اوازمحبت کال این کلمات
تکلیف وخاصه جناب پاک بود که کلمات او پسند بودند ازین کار
دعوت واحتساب معطل می افتد چنانچه سزاوار کار فرموده اند که اکر
کسی بر هوا پرد و بر اب و آسمان او را کرد روی کار سر موخلاف شرع
یافته شود و او را کاذب و مفتری نمیدانست ... از حضرت موسی هم
او را از کلمات که منع فرموده زنه از امر جواز که ایجاب معاتب شدند
یقین است که فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة عمت این چنین
رشاد شود زار د جواب مکتوب در تحقیق عتاب حضرت موسی صلوة الله
علی نبینا د جواب سبحان الهدین صدر رفت بمقتضای عقل عاقل

Marfat.com

وحدہ واجب است برای توحید حق سبحانہ، عقل مرہ می است [illegible]
اوصاف اوتعالی و معرفت تفصیلی جوہ [illegible] قیاس عقل کفایہ نمی کند
نبی صلی اللہ علیہ وسلم برای امور تفصیلی صفات و دیگر احکام واجب تا تعلیم
ان عمامہ پسر چون ان شبان را دعوت تفصیلی صفات و احکام سرمہ
بود در مرتبہ توحید الوہیت می تردد بود لہذا معذور بود بسبب علت توحید
و عدم لزوم حق احکام و نیز بہ منفات سبحان بی ادبانہ او موجب الزام او
نشد لہذا این عتاب بحضرت موسی بود و عتاب دو مرتبہ دارد و عتاب
لطیفہ و عتاب قہریہ این عتاب از روی لطف بود چنانچہ طفل لایعقل را
کسی از بازی منع کند بدر طفل تابع را کرمد ملاطفت کہ این بازی طفل از
نادانی است معذور است نظر بر اخر کار باید کرد کہ چون حضرت موسی
باز ان شبان را آشفتہ یافتند تایب و محقق میشد بوعظ حضرت موسی
کار او پختہ شد و بعلم تفصیلی رسید فافہم سوال قبلا ایمان من مات
بسبب نقصان کمال خود باز ملتجی این عامی است صحیح و ارشاد علمی
و حسب تفصیل موقت رسیدن بحقیقت اولی شد پس با علی بابت
عتاب چیست اگرچہ عتاب لطیفہ رشتہ را دل قابل انعام و ترقی است

نہ لایق عتاب

Marfat.com

نه لایق عتاب زیاده حد از سبب عتاب خواهند نه انعام ایضاً مکتوب بالهدین

در جواب الهدین چون اظهار معجزه برای لزوم قبولیت احکام شرعی شرط است

ان از کجا اظهار معجزه که جهت قبول احکام است بر شبان شد احتمال بود که ان شبان

از انحالت که بروی بود مضطرب گردد و موجب بی اعتقادی از طرف موسی علی

نبینا علیه السلام شبان را پیدا شود و بسبب عدم اظهار معجزه انکار پیدا کند لهذا

عتاب شد که اولا اظهار معجزه این شبان را کنید بعد تعلیم تا در دل او بسبب تحقیق

معجزه فرموده حضرت جا گیرد دوم انکه عتاب موجب تحقیق هدایت که شبان شده

که موسی علی نبینا و علیه السلام در پی تجسس او بسبب عتاب شدند و بعد تجسس مهتد

یافتند و بر حقیقت شبان و بر هدایت او مطلع شدند اولا که او را بسبب کلمات

او ملحد گمان داشته بودند الحال بر حال اسلام او مطلع شدند مکتوب بجناب

میر نعمت خان صدر رفعت الحمد لله که رقیمه پر مغز خاص عالیشرف

والا شان بدین عاجز نوازی فرستاده و طالب ان زحمت شده مرقوم بود که

بیاد داشت مسمی استغال دارم شفها حقیقت بیکیفی باید فهمید در اول کار

بیکیفی صورت بسته ملحوظ داشته می شد کرد امی باید که اخیرا در دل صورت بندد

ا ـ ادت سینه ان را دور باید کرد و سعی باید کرد که خیال از تخیلات خالی گردد

Marfat.com

نماند مگر حق حقیقی که از تصور منزه است و نماند که ایمان به بیکیفی حقیقی بر خیال
اقدس مانده در علم بجه بیکیفی حقیقی هیچ نماند خلوت متخیله از خیال میسر ایدا گر بعد
عمر با این ایمان نصیب کرد چون این از فضل محض است مظهران سعی نبوده است
زیاده از انکه انچه حقیقت در خط ثانی نوشته بود بدست فتح نصیب طالبه مومنین گشت
حمد بجا ارند که حق سبحانه طالبه کفار را مقهور گردانید حق سبحانه در هر کاری مدد
معاون شان شد مکتوب بمیان رستم خان صدویا فتم مشفق مهربان خالصا جب
میان رستم خان سلام فقیرانه خوانند رقیمه شفقانه متضمن واردی که بفضل
حق سبحانه بر شما ظاهر شده بمطالعه در آمد از مطالعه ان فرحت کرد بد الحمد لله
والمنه که بطفیل پیر دستگیر بعد مدت مدید دو فات ان حضرت بر شما ظاهر
شده شکر خدا بجا اورید که در تا بینای این زمان که مقدمه نور بیکیف است
بینای بخشیده اما گاه باید بود و باید فهمید که هر نوری که در خانه و تخت اسمان
ظاهر شود کیفیت دارد هر چند سالک ان را بیکیف داند چرا که هر چه در
مکان و زمان است متکیف است و بیکیف نیست اما مجهول الکیف است
سالک ز جهت مجهول الکیفی نسیب علم در یافت کیف ان را بیکیف
ی داند سالک را باید که باعتقاده شرعی ان را ذران کند و بداند که هر چه در مکان

Marfat.com

در زمان کنجد نوری است مخلوق که برای تسلیه سالک مقدمه رویت را در دنیا
بسالک نموده اند نه رویت و این مقدمه اگر بر قلع محجب کثیره بر یک مجالیت
نور محمدی است صلی الله علیه وسلم که مجهول الکیف است و سالک که غلطی
خورده ان را حق می فهمد از عدم حفظ عقاید شرعیه است که غلطی خورده بر رویت
گفته رویت در دنیا خاصه آنحضرت وقت معراج یکبار و از دیگر انبیاء بخصوصیت
مخصوص اند آن هم یکبار پس این نور را نور حضرت صلی الله علیه وسلم
یا ظهور نور او صلی الله علیه وسلم در مرتبه ثانی یا ثالث این نور را مقدمه
نور حق باید فهمید و امید رویت حق در آخرت امیدواری کمال باید کرد چنانچه
عزیزی فرموده در عبارت عربی شعر من قال فی الدنیا اراه بعینه لا
فذالک زندیق طغی و تمرد او خالف کتب الله و الرسل کلها
و راغ عن الشرع الشریف و العدا و قول حاجی فیروز قدس سره خلاف
از کلیه دینی است اگر رویت ذات پنداشته و اگر رویت بصری و گمانی
فهمیده نه رویت بصری درست است و این ظهور نور که بر شما ظاهر شده
از قول میان فیروز مرتبه دیگر دارد این را مقدمه رویت باید پنداشت
و در پرده این نور حق را سبحانه بکیف حقیقی باید دید از مکان و زمان منزه

Marfat.com

چون و دارچگون مبرا سعد بس کنم خود زیرکان را این بس است مکتوب محمد یار
ساکن خلنزی الحمد لله وسلام علی عباده الذی اصطفی بوده در قبیله محب
صادق اقبالمند متضرع وملتجی الی جناب مجیب الدعوات خالصاً محب فقیر
بر حال خود متنبه گردید نباقت حال خود مکرر بتضرع والتجا اللهم تقبل التجائی
والتجاراخی ومرطالبان اکوله چند ازان بوضوح پیوست مرقوم بود که بعضی
عزیزان فرموده اند که اول گردش است واخر ورزش چه معنی ذررد محبا
گردش بمعنی سلوک است ذررش بمعنی وصول بجذبه ایمعنی موافق مذهب
کسی که سلوک او مقدم بر جذبه است دوم معنی انکه گردش بمعنی ریاضت
وذررش بمعنی اختیار ذکر قلبی از رشد یابی بعد ریاضت ۳ ایمعنی
موافق کسی که در طریقه ایشان ریاضت مقدم بر سلوک سیوم معنی انکه
گردش بمعنی جذبه متضمنه در سلوک مبتدی وذررش بمعنی غالب آمدن
جذبه بر سلوک وخالص شدن از امتزاج سلوک ۴ ایمعنی موافق طریقه
حضرت نقشبندیه است قدس سرهم که جذبه را مقدم بر سلوک گفته اند ضمناً
واین به برکت کامل ایطریقه است ولهاء الات اخضرت لطول بقاءها
چهارم انکه گردش بمعنی وصل وذررش بمعنی فصل دانمرتبا ۵ یعنی

Marfat.com

حاس حضرت خواجہ نقشبند است قدس سرہ بیانی طویل دارد این پرچہ
کاغذ حامل ان نمی تواند شد بجمع انکہ گردش بمعنی زنابت در زیر
بمعنی اجتباد است یعنی موافق طریقہ احسنیہ افضلیہ در طریقہ نقشبندیہ مخصوص
بحضرت پیر دستگیر حضرت سید ادم بنوری است رضی اللہ عنہما زیرا کہ شروع
طریقہ مخصوص برایشان از زنابت است ونہایت ان باجابت میرساند
این زنابت را مثل زنابت طرف دیگر نباید پنداشت در طرف دیگر زنابت
بطل است وزنابت ایشان بعد فراغ وخلاصی از ظلال شان ما بینہما
پس کنم خود زیر کانرا این پس است انکہ نوشتید کہ در سواری نشستہ
نسبت یاد کرد و یاد داشت می یابیم باز نوشتید کہ اگر امر خود نفی واثبات جہر
کنم عجب است کہ بانکہ یاد داشت بہ وقت از خود می یابند در طریقہ ما
از جہر نفی واثبات کنشتہ اند ترقی کرزہ اند معلوم شد کہ ہنوز ان بر روی
نسبت غلبہ نکردہ اند در بصورت نفی واثبات میکردہ باشند واگر دل رغبت
بر جہر کنند در وقت خلوت بجہر متوسط الطرق مسنون کاہی میکردہ باشند
تا زمانیکہ نسبت قلبی غلبہ کند وبرای طاقی مرقوم بود فقیر خود را لایق این نیافت
لہذا موقوف ماند وانچہ برای رسالہ مرقوم بود مختصر بفصیحت انکہ در حدیث

marfat.com

Marfat.com

فرموده کن فی الدنیا کانک غریب او عابری سبیل و تعد نفسک
من اصحاب القبور این را نگذار نند تمام رساله مختصر است و انچه بطریق
الحاج نسبت ادبار و سیه روی نخود می کنند و نه مومنم نه مسلمان الخ
می نویسید این الفاظ اهل ایمان را اگرچه ایمان عام شهد نباید بر زبان
اورد خود را مسلمان دانند و بسبب عصیان عاصی دانند نه کافر نعوذ بالله
من الکفر و الشرکه اگر غریبی گفته است مغلوب الحال بوده شهد و قول اشکار
الا اعتبار له الغرض اگر نسبت بسواری و غیر ذالک می یابند غیبت
دانند عجز و انکسار قلبی با او متصل سکیرده شهند گه ذکر عجز و تضرع را
از سر غفلت شمرده اند اما تضرع نه این قدر که خود را مدبر و دون سیاه دانند
زیرا که این نقاب در حق کفره واقع اند چنانچه فرموده جل شانه وجوهکم
مسودة زیاده دعا است مکتوب بیان الهدین در جواب تحقیق در انکه بر
بعضی مقبرها بدعت میشود این کار بار باختیار کسی نیست با وجود اختیار شرعی نبوده
بی اختیار است صاحبا مقبره برین غمناک اند در رفع این هر چند دعای
میکنند قبول نمیشود لاچار رضا بقضا داده غمناک می باشند در قبول دعا
او را چنین کار عاجز اند نمی بینی هر گاه حق سبحانه بهر زره قریب است در بزرگان

Marfat.com

بعد اطلاع و الهام خداوندی واقف میشوند هرگاه در ملک علام الغیوب
این چنین کار بقضا حق سبحانه بوقوع اید مخدوم عالم بهاء الدین را غالب
دانستن عین نادانی است این چنین معاملات را چون برخلاف شرع دیده
شود بقضا باید سپرد دم مصلحت نیست ملک بر هم زدن انکار از قضا است
و این کفر محض است لذت بر مقبر تا کرفتن این مرتبه ثانی است مرتبه لطیفه
و در اول مرتبه تهریه است معرفه بین تفاوت ره از کجا است تا بکجا مکتوب در
تحقیق اسماء تسمیه بعباد شعار هدایت الله باید دانست که آنه تسمیه مرکب است بسم الله
و رحمن و رحیم است متضمن سه هزار اسم حق سبحانه است که برای تسبیح خود
بجمیع انبیا و ملائکه تعلیم فرموده تا بان اسماء هر صنف به تسبیح مخصوص خود
خدا سبحانه را یاد کنند هزار اسم که ملائکه بان تسبیح می کنند و اسم الرحیم
مودع است و هزار اسم که جمیع انبیا کرام بان مسبح اند سوای چهار نبی حضرت
عیسی و حضرت داود و حضرت موسی و حضرت محمد رسول الله و در اسم
الرحمن مودع است و هزار اسم که این بر چهار نبی بان یاد حق می کنند
در اسم الله سبحانه مودع است اما بتفصیل سعید اسم که بحضرت عیسی
در انجیل تعلیم یافته در چشمه اول ها در اسم الله مودع است و سعید اسم

Marfat.com

که بحضرت دارد در زیور تعلیم گشته در چشمه دوم تا که بطرف لام است ممدوح است
و سیمد اسم که بحضرت موسی در توریت تعلیم گشته در لام اول که بطرف
تا است ممدوح است و نود و نه نام که حضرت ما محمد رسول الله در حضرت
قران تعلیم یافته در لام ثانی که بطرف الف است ممدوح است و باقی مانند یک
اسم اعظم که ظهور ان در الف اسم الله است در جمیع اسماء دیگر محیط است
پس هر که تسمیه را بحضور دل و بحضور هر مکام بخواند که صد هزار اسم مذکور را
خوانده شد و امید وار ثواب کل شد مکتوب بمرجال الله مفتی
جالندهر در طلب روایات نور العین در تحقیق بعضی سائل مسئله اول اگر
احسنت کفت باین نیت که حتی المقدور الفاظ قران ادا کردی درست است
اگر کفت باین نیت که حضرت قران را نیک کردی خوف کفر است مسئله دوم
در غسل نیت شرط نیست کما فی الکتب حقیقة اب پاک می باید اما چون در غسل
پاک دلیدن سعی نمیکند کنه کار میشود اما سجده ایشان درست است اما کراهیه مسئله
بر قول صحیح مفتی ۔ روح از جسد جدا میشود کما قال الله سبحانه در وقت فرشتکان
قابض روح و النازعات غرقا مسئله اگر ناکح و منکوحه راضی نیستند از رسوم که خلاصه
کفار ند نکاح درست است و اگر راضی اند باید دید که ان رسم خاصه کفر است و ناکح

Marfat.com

دمنکحه راضی اند خوف خلل در نکاح است و در کرخانه کفر نیت بان مسلم عاشی شود
باحتمال جز از نکاح مسئله اگر زن یا مرد از زبان کلمه کفر برآورد و عمدا امام علم ندارد اگر
داند هرگز نگوید در نصیورت بعضی علماء معذور میدارند اما در ترک سعی در علم عاصی
میشود کما ذکر اولا و بعضی علماء در دار الاسلام معذور نمیدارند اما بعد اطلاع سر دایشان
توبه لازم اما نکاح نمی شکند مسئله نفیس نخشی بی شبهه در داخل نکاح فاسد است
اگرچه از بعضی علماء جواز آن نقل کرده اما چندان باین قول اعتبار نزد جمهور ندارد
مسئله اگر شخصی ادای وجوه قرارت از شخصی دیگر خوب میکند اما ان او نی اگر
در وجود قرارت ادا نمی کند اما الفاظ را صحیح میخوانند که تغیر معنی که مفسد نماز است
نماز اعلی پس انکس داخل لاباس است و اگر در حروف غلطی میکند اما تغیر
معنی که مفسد نماز شد در قرارت نیت ترک اقتدا و اعلی را و پس انکس اولی است
و الا ترک اقتدا لازم مکتوب بسان محمد فضل در طلب جواب یعنی اسوله
از احادیث صدور فیات ظاهریت و منحیث وقوع تصرفات و خارق عادات
چنانچه اعبار موتی مثلا خامه علماء باطنی است که جامع علوم ظاهر و باطن اند نه انکه فقط
جاهل از علم ظاهری خرق عادت ظاهر کند و محافظت سنت نکند این خرق
عادت در مرتبه استدراج است با انبیا بنی اسرائیل اینها را تشبیه دادن غلط است

Marfat.com

وحدیث نوم العالم عبادت در حق علماء ظاہر و باطن است اما علماء ظاہر باسبب کثرت
مطالعہ کتب شرعیہ آنہم از عبادت است و علماء باطن را بموجب متابعت حدیث نامم
عینی و لا تنام قلبی در ظاہر نوم و در باطن قلب بیداری است اگرچہ ہر دو مقبول اند
اما دران و درین فرق بسیار است کما لا یخفی علی صاحب الفطن و منع الاہانت در
حدیث علم عالم است نہ اہانت فعل مبتدعانہ عالم و ایمان شہودی مرید بر ایمان
ترغیبی است ایمان ترغیبی در حجاب است و ایمان شہودی نور علی نور اما در اجابت
اما کد وسعی و طلب بعد حصول ایمان ترغیبی برای حصول ان درجات در ردا ختیار
بین القدریہ و الجبریہ معنی است کہ مقابلہ اختیار اللہ سبحانہ بندہ مجبور است و مقابلہ
انبای جنس خود چنانچہ وحوش و طیور مختار است اینجا اختیار بمعنی تمیز کامل در
میان انبای جنس خود سوال این اختیار بمعنی تمیز کامل ہر گاہ بر تقدیر زیادتی و
کمی نمی تواند کرد و مامور و منہی ساختن چہ معنی دارد جواب حق سبحانہ بحکمتہ
بالغہ مظہر امر و نہی این مختار ضعیف را از دو صنف کہ صاحب تمیز دون بی تمیزی است
در تقدیر تر سودہ و لا یسئل عما یفعل و ہم یسئلون را مد نظر خود باید داشت زیادہ
برین سوال کردن بی عقلی است در مسئلہ چاہ واوند باید فہمید کہ در اصل اوند
پاک و آب پاک و بیشین متحقق است پاکی ان پس تا زمانیکہ یقین بلیدی یابد

Marfat.com

نرسد پلید گفتن بدظنی است در حق شی که در اصل یقین پاک است حال آنکه
اللہ سبحانہ فرموده یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن
پس بکمال غیر از یقین پلید گفتن منع آمده و کو یا مسلمین را باین ظن غیر مقبول
در خلل انداختن است نعوذ باللہ منها مکتوب سعادت شعار ہدایت آثار
خادم در رکوع سنت دعا قرارت نماز اشراق وغیره ۵
در نماز اشراق بعد فاتحه آیة الکرسی در رکعت اول یکبار و در دوم قل یا ایها الکافرون
در استخاره در اول الم ترکیف و در دوم لایلاف و در نماز ضحی در اول رکعت
والشمس و در دوم واللیل و در سیوم والضحی و در چهارم الم نشرح چهار رکعت
بیک نیت خواند در وقت مغرب بعد فرض و سنت نفل اوابین خواند اقل
ان دو رکعت و اکثر ان شش رکعت و در هر رکعت سوره اخلاص سه بار باید خواند
دو دو رکعت نیت میکرده شد و در تهجد بعد نیمه شب و قبل صبح صادق هر چه
توفیق باید خواند دو دو رکعت و هر نیت مقرر کند چهار رکعت اقل نماز تهجد دوازده
رکعت و اکثر ان اگر سوره یسین یاد دارد ختم سوره کند و اگر یاد ندارد در هر رکعت
سوره اخلاص یکبار یا سه بار یا پنج بار خواند باز اگر توفیق باید تا صبح صادق مراقبه کند
و چون نماز فجر گذارد بعد و عا بذکر و تسبیح و مراقبه تا برامدن آفتاب مشغول شود

Marfat.com

حتی یلج الجمل والدعا مکتوب در تحقیق معنی قول حتی یلج ملکوت السموات
الی اخره دیدیت حضرت مولوی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وباللہ نستعین
سوال عزیزی فرموده لن یلج ملکوت السموات والارض من لم یلد مرتین
وحضرت مولوی مثنوی روم قدس سره نیز فرموده یکصد و هفتاد
قالب دیده ام همچو سبزه بارها روئیده ام درصورت این هردو قول
معنی تناسخ مفهوم میشود حال انکه اعتقاد تناسخ کفر است انچه موافق شرع
باشد معنی این بیان فرمائید بینوا توجه جواب معنی عبارات متشابهات
نظر بر قابل ان کرده باید فهمید چنانچه در عبارت حدیث وآته انقلب
لفظ قدم در حق سبحانه که منزه از جسم وجوهریت آمده وهمین
الفاظ از مجسمه بر ذات او تعالی دلالت میشود چون معنی قول مجسمه میکنیم
میگوییم که نزد مجسمه حقیقت این الفاظ بعینه بر حق تعالی اطلاق کردن
جایز است واین کفر محض وچون معنی آیه وحدیث که این الفاظ دارد
میکنیم تسلیم بآیا دیل وچون او تعالی از جسم وجوهر منزه معنی حقیقی
ان را که مثبت جسمیت اند کفر میدانیم همچنین این اقوال صدر که از
بزرگان دین وصاحبان اسلام تبین واقع اند از ملحد ومبتدع نیز

Marfat.com

واقع اند قول ملحد مشبت حقیقت تناسخ است خذلهم الله سبحانه وقول
اکابر دین مقتضی تسلیم یا تاویل موافق عقاید شرعیه نبجی که روی جسمیت
ازان پیدا نشود سوال در تسلیم از خود سکوت محض و قبول ان بحسب مراد ان
بزرگ است اما اگر تاویل کنیم چگونه در موقع بیان اریم بیان فرمائید جواب
چون معلوم شد که معنی حقیقی ان قول مشبت تناسخ است دان
ممنوع شرعی است صرف ظاهر معنی نمرده باید فهمید که در طریق سلوک
تبدیل حالی بحالی و ترقی از مرتبه اول بمرتبه ثانیه رو میدهد بمرتبه اول
بفنا می پیوندد و مرتبه ثانیه سالک ان باقی میشود در ین تقا چندین سکونت
کرده باز ازان رو بترقی می اردو باز حالت مرتبه اول بفنا می پیوندد
و بمرتبه ائینده باقی میشود و معامله او بطوری دیگر متحقق میشود دران
مقام نیز قدری سکونت داشته حصول فوائد نموده باز رو بترقی
می اردو الی تقتضی استعداد السالک یهتدا و بعضی که اهالی استعداد
کامل اند در یک مرتبه تمام مرتبه فنا حاصل نموده بوصل حقیقی الذی
لا فناء له میرسند و ایما بوصل حقیقی بهره در ندو بعضی بسبب عدم
قوت استعداد یه باترتیب از مرتبه بمرتبه دیگر ترقی فرموده و دران

marfat.com

Marfat.com

قوت پیدا کرده مرتبه بمرتبه فنا و بقا حاصل مینماید و صاحبان این استعداد
بعضی مبتدیان اند و بعضی متوسطون است که کار پیش هنوز بانی است
در میان کار به بقا فایل فنا مخطوظ و مسرور مانند چون این تفصیل فهمیدی
باید دانست که نزد یک اکابر تبدیل اوصاف سالک است از مرتبه مرتبه دیگر
با وجود انکه همان شخص واحد است که سیر مراتب فنا و بقا نموده و هذا صحیح
در نزد ملحد و مبتدع تبدیل جدی بجدی واحد واقع و هذا باطل و کفر
مکتوب عزیزی در منع از صحبت کفار که صاحب استدراج اند تحریر یافته
بمرور در قیمه عقیدت امود نرحمت افزود مطالعه ان حقیقت مرقوبه بفهوح
انجامید شفقا رجوع شما بامردم فقرا محض برای حصول فایده است پیش جزی
که شما از قبیح و مضرات خبر ندا شته باشید با مایان لازم و واجب است که از ان
خبر دهم و از ضرران مطلع سازیم و مخلص اینست که مخلص را از یک دیدار
مطلع سازد فرد و اگر بینم که نابینا و چاه است او را اگر خاموش بنشینم گناه است
قسم برب محمد صلی الله علیه وسلم از ان روز که شنیده بودم که شیخ عتاب
بنزد منکرین محمد صلی الله علیه وسلم با اعتقاد و حسن کشف او سیر در
ظاهر میکنند که بمجرد نشستن انچه مطلب است از صحبت ان منکرین

Marfat.com

حاصل میشود خوف پیدا شد که مبادا ان معتقد دین بظلمت صحبت منکرین
و اعتقاد دین خلل پیدا کند و عبث ضرر آخرت کرده میخواستم که از سمعنی آگاه
سازم لهذا باین تقریب اظهار خر صحبت ان نمودم مشفقا براستدراج کافر
اعتبار نشاید کرد ابلیس لعین که مردود قطعی است چنان استدراج دارد که در ذکر های
آدمی سومبو مثل باد میگردد و از زحمت تر آنا آسمان یک لحظه سیر میکند و دل
کافر در وقت حضرت امام مهدی علیه السلام بور خواهد کرد و بعجائبات استدراج مسلمین
را بطرف خود خواهد کشید ولی دین خواهند شد تا انکه حضرت امام مهدی علیه السلام
با واقامت مقابله جنگ نخواهد بود و حضرت عیسی علیه السلام فرود خواهد
آمد دان کافر بیک نظر قهر ایشان گداخته خواهد شد و ظلمت کفر از جهان
تا چهل سال من کل الوجوه دور خواهد بود هر گاه باوجود انچه بطرف این
ملعون مغضوب قهر الهی شدند کفار این وقت که اثری از طرف ابلیس لعین ندارند
و حال انکه ظلمت افکار دین محمدی صلی الله علیه وسلم از ایشان هویدا چه اعتبار
بر ایشان باید کرد نکته ناقصی که در دین و کفر تفاوت نداشته باشد و کرامت
اولیاء و استدراج کافر را برابر فهمید پس این کلمه کو کافر است ان مشفق
را چون بعقاید دین اگاهی نیست معذور انم لهذا بملاحظه انکه مخلص دین در غلطی نیفتد

Marfat.com

آگاه نمودم نفهمد که مرا با شما در این نصیحت نوعد نکیر شد نعوذ بالله منها
بلکه از عقاید دین واقف کردم در قرآن مجید نخوانده اید که حق تعالی از
دوستی کفار منع میفرماید یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا
عدوی و عدوکم اولیاء هرگاه خدا تعالی با طایفه کفار را
دشمن خود گفته پس دوستی با دشمن خدا دشمنی با خداست و دشمنی ما جدا
محض کفر است پس دوستی کافر نکفر میرساند و نکیر انکه با کافر ملاقات شد
برای اینکه او را به نصیحت از کفر برارد بدین ملاقات نسخ نیست اما کافر
را دوست خدا داشتن کفر محض است فقیر را با شما از دل و جان اخلاص
لهذا از کفر را کلام سازم نوعد نکیر در خاطر نیارند فقیر را خیر خواه خود دانند و بدعا
اشتغال دارند مکتوب میان مارعلی در تحقیق عارف کامل و واصل ۱۶۴
صدور یافت سبحان من ظهر فی بطونه و بطن فی ظهوره باید دانست که
عالم حقیقت ذات جامع کمالات از مراتب تحتانی یعنی مراتب کونی
گذاشته بمرتبه حقایق اشیاء که غیب الغیب محض و مراتب مخفیه اند
رسیده ذات جامع را چه در مراتب غیب الغیب وجه در مراتب شهادت
ظاهر بلا احجاب اطلاقی یابد و هر دو مرتبه را محض ظهور حقیقت ذات

Marfat.com

حاصل می را سپس این عالم کامل از ظلمیت برآمده باصل حقیقت
ذات پیوسته از ظلمیت بوی ندارد و همه ظلال را بحقیقت ذات وجود
ثابت می باید در بنوقت این عالم کامل از حجاب بی حجابی و از ظلال
گذشته بحقیقت ذات عالم شده و اطلاق سیر را که ان انتقال از مکانی
بمکانی است بران جناب مناسب نمی بیند و بجز اطلاق ظهور که ان از
انتقال مبراست بر زبان و بتر نمی راند سبحان من ظهر فی بطونه و عارف
واصل مراتب ظلال مقید بقید ظلمیت است و طالب ترقی است
چون بحقیقت ذات نرسیده معامله ترقی او متعلق باسماء و صفات است
از ظل اسمی باسمی و از صفتی بصفتی ترقی می نماید لاجرم در رفع عارف
مذکور اطلاق سیر و انتقال از ظلی بظلی میتوان گفت سبحان من بطن
فی ظهوره اینجا مقرر زیرا که حجاب بروی ظاهر و حقیقت بلباس
ظل بروی مخفی تا کجا کلام را کشیده بریم که مرتبه حقیقت ذات پایان
ندارد و بر جواب سائل سر در زیم و قصه کوته کنیم سائل را باید که بفهمد که
به نسبت عالم کامل که اول حقیقت او بیان نموده شد نام سیر بر و
نهادن از علویه پستی او در دن است و از مرتبه حقیقت ذات به اسمی

marfat.com

Marfat.com

وصفتی مضوب نمودن اری بر عارف و اصل بواسطه ظلال است صیر
اسمی کسجایش دارد که او را بعالم ارز تبه ظل اسمی بمرتبه ظلی دیگر ترقی
لازم لهذا محقق اول را بعالم کامل نامیده شد زیرا که بحقیقت
رسیده مظهر حقیقت علم واجبی شده از عرفان هیچ نمانده و محقق
ثانی را بعارف مسمی نموده شد زیرا که از ظلال کذشته بحقیقت
علم مطلع نشده اکرچه معرفت ظلی پیدا کرده را امید وار است که
هدایت حق سبحانه رهبری کند و از ظلال کلی خالی ساخته بحقیقت
رساند ان الله تعالی ذالک فضل الله یوتیه من یشاء والله
ذو الفضل العظیم اخوی شفقی یا علی تحیه سلام خوانند و عریضه
مطالعه فرمایند ست بدیکه خط یابند مکتوب به نواب عبد الصمد خان
در تاکید تعلیم که در اخر ملاء رخصت یافته صدور یافت فقیر عبد النبی
بعرض عالی نوالجناب بعد تحیه سلام میرساند فقیر بعد رخصت
در رفاقت جناب جانی خان منزل رسیده ادای خدمت
کثیر جماعه بجا اورده خداوند سبحانه زیاده ازین توفیقش عطا فرماید
توقع از الجناب انکه بسبب اخیره باطنی راحتی الامکان پرورش

Marfat.com

نمائید تا سورشہود و حضور حق سبحانہ ظہور فرماید و برای فنا و بقا کہ بمثال
صورت متخلیہ بیان و در اخر رخصت نموده بودم صورت متخلیہ را در نظر اورده
یقین بندند کہ ہران ہر بندہ را فنا ذاتی و صفاتی است و بقا از فیض
مولی جل شانہ بنہجی کہ دیدہ پیدا کند و ملکہ کردد و ادراب مولی جل شانہ
بنہجی کہ دیدہ پیدا کند و ملکہ کردد و ادراب کما یلیق للعبد الفانی ہویدا کردد و چہ
عوام تکی کفتن است نہ یکی دیدن عوام دید کثرتی دارند و کفتن وحدت
و خواص کثرت کویند و وحدت بیند زیادہ دعا و برکت دارین بحمد کہ
باز اودی سفر مودہ شہند مکتوب بمیان صوفی بلند ساکن جلال آباد
باللہ المستعین وحدت وجودی در اصطلاح صوفیہ علیہ و حدت و کثرت
و وحدت وجودی نزد اکابر این طریقہ نکثرت و وحدت وجودی
صوفیہ قدس سرہ مانع نظر از کثرت بلکہ نظر بکثرت مانع نظر بوحدت
وجودی است و وحدت وجودی اکابر این طریقہ مع نظر بکثرت
منحقق نظر بکثرت مانع وحدت وجودی ایشان نیست صوفیہ
در نظر بکثرت محجوب نشوند و این اکابر بحقیقت الحقایق میرسند
شتان ما بینہما عزیزمن صوفیہ قایل بوحدت وجودی بسبب غلبہ

Marfat.com

شہود در کثرت و غلبہ شہود مانع نظر بکثرت شہود حبیت یعنی
شہود غیب در مرتبہ ثانی چون نظر صاحب شہود بر مرتبہ ثانی ست از مرتبہ
غیب محجوب شتان مابینہما و در اصطلاح ایشان کمالات صفات
واجبی کہ بحقائق اشیاء معروف اند در مرتبہ ثبوت تقدیری و ارادتی
در عمی محض دارند و در مرتبہ غیب مکونہ متحقق بحر وجود غیبی ہیچ نہ اند
و وجود غیبی ثابت و متحقق مقتضی ظہور تقیدی امکانی از عدمیت
منزہ و چون و حول صوفیہ در مرتبہ شہود متحقق و کمالاتی کہ نزد ایشان
بصور علمیہ و اعیان ثابتہ مشہود اند شہود کمالات غیبی در مرتبہ
شہود کہ اثر اشہود اول ہو در محمدی می نامند بکونہ تقیدی مقتضی
ظہور مرتبہ امکانی مفصلہ تحتانیہ اند لہذا از نیمرتبہ مشہودہ صوفیہ بصور
علمیہ سمی ایست کہ کونہ اثر مرتبہ غیبیہ غیبیت کونیہ شہودیہ و اکابر از طریقہ
چون از غلبہ شہود غیب مراودہ ناظر غیب اند و مختار اند در نظر
بغیب و بکثرت و اد محجوب شہود صوفیہ عالیہ اشیاء را مظہر حق
دانند و مظہر عین مظہری می فہمند زیرا کہ صاحب شہود اند چون
مرتبہ شہود اگرچہ بہ نسبت ما تحت خود لطیف الطف ست آما
فی الحقیقۃ

Marfat.com

فی الحقیقۃ مقید است بکیفیت مجہولہ لاجار بتفاصیل مراتب خود
عینیت دارد پس صوفیہ باطلاق عینیت در ہمہ مرتبہ متحقق است من وجہ
صادق آمد در وصول ناقص مقتضی ترقی و اکابر از طریقہ غیر اشیارا
مظہر حق دانند بواسطہ حقیقت محمدی اما اشیارا عین حق نداند
پس عذاب نزد ایشان بر غیر فرق نزد صوفیہ چون قایل عینیت اند
فہم کن کہ عذاب بر کہ آمد تعالی اللہ عن ذالک و در ولائیت
خاصہ علم حضوری ظلی است و بعلم حصولی معتبر است زیرا نکہ در علم
حضوری رعمی کہ مظہر علم شہود اول است و علم شہود اول ظل
مرتبہ غیب مطلق است اگرچہ ظل را اصل دانند و حصول را حضور
فہمند آنرا بت علم است و آنرا بت خاص و آنرا بت اخص
و آنرا بت خاص الخواص آنرا بت عام در ولایت عامہ متحقق است
زیرا نکہ روی بحق استدلالی دارند و آنرا بت خاص در ولایت
خاص زیرا نکہ از استدلال گذشتہ بہ تحقیق من وجہ رسیدہ اند بطور
کشفی و جدانی آنرا بت بشہود دریافت دارند بواسطہ شہود بحق
و آنرا بت اخص در ولایت اخص متحقق زیرا نکہ اہل

Marfat.com

اینمرتبه ازیافت شهودی ترقی نموده بنایافت رد اورده وازروصل
شهودی بفضل امده ازمابت اوبمحض تایافت متحقق اماچون نبود
اینکس رانوجه حقی باقی است اگرچه مجهول الکیف است بواسطه توجه
حقی مجهوالکیف است ازمابت بحق دارد وازمابت خاص الخواص دردلایت
انبیاء متحقق است زیرانکه اهل اینمرتبه ازاستدلال وشهود ومرتبه توجه
مجهوالکیف گذشته وسایط تمام راقطع کرده بغیب حقیقی بغیب محض
رورما درای اورده پس صاحب امابت سابقه بیواسطه روی
بحق نداشته ان امابت ها رادرحساب ناشمرده وامابت اصیل را
بامابت یاداورده وحساب این امابت بوصول حقیقی پیوسته ذالک
فضل الله عزیزین وجه بخصیص اینطریقه نه انیست که بجمیع لطایف
متوجه شوند بلک وجه بخصیص اینطریقه بعد گذشتن ازلطایف
بذات شریف حضرت علیه الرحمة وازتبع بحساب استعداد یقین
ابتدای وتوسط تعلق خفی وبیتوجهی محض وچون درمرتبه ولایت
عامه ازشهود بهره یاب شده اند درولدیت خاصه بهره یاب پس بخصوصیت
پیدا کرده لاجار بولدیت خاصه مسمی امدند اگرچه در اصل شهود اند

marfat.com

Marfat.com

کثرت منتفی است اما چون شہود نیز از جملہ کثرت است ابتدا فی الحقیقۃ
واجب فنا نسبی اند و بحقیقت انحصر ممتاز شدند کہ انجا فنا حقیقی است
فافہم لکن من القاصرین مکتوب بغایت اللہ خان وزیر سلمہ اللہ تعالیٰ
فرد سبحانہ سبحانہ الہاہا سبحان من تحیر فی ذاتہ سواہا
فسبحان من احتجب عن الخلق بنورہ وخفی علیہم بشدۃ ظہورہ
فہو الظاہر الذی لا اظہر منہ وہو الباطن الذی لا ابطن منہ فسبحان
من ظہر فی بطونہ وبطن فی ظہورہ لیس کمثلہ شئی بعد تحیہ سلام بعرض
نواب عالی جناب سکیر داند نوازش نامہ متضمن معانی عجیبہ و اسرار غائبی
غریبہ بمعرفت خانصاحب اعزخان در جواب عریضہ برتو افکند زہے طالع
ان بر انواع شتی مشہود بنمود آمد مہر بانمن در ین ایام شیب کہ در مدح ان
دارد است الشیب نوری لا احرقہ النار اگر بیک ان وزمان بنور علانیت
و مسند صداقت بصدق باطن و کمال کتمانی در ماند کمان خواہد برد آخت
نامید کہ مکفر از زار سابقہ کاہی کرد چہ جای کہ سالہا بصدق طویت بین
معروف کردند مسند امارت مسند حضرات انبیا است علی نبینا وعلیہم الصلوۃ
والتسلیمات کہ بعد عروج تمام نزول ما بین مسند بمنصب نبوۃ فرسودہ اند اما حیف

marfat.com

Marfat.com

کاهالی هوا با مزاج ظلمات عنصری از انوار فیض عدالت مهجور و مستتر
مانند و چنان مینماید که گویا این سند مسند اهل هوا و ضلال است لهذا
بسبب این غلطی غافل هم بکثرت الیوم ظلمات طایفه اهل هوا الدین
مسند تبر امیخواهد و فی الحقیقة لیس کذالک بلکه اگر دستگیری کنند
جلت انه نتیجه کمال متابعت حضرات معصومین علیهم الصلوة والتسلیمات بعد
تعلق این سند و ابلاغ احکام رب تعالی بر بنیکام متحقق الغرض حیث
ما امکن محکم و متوجه ادای حقوق اینیکام باداب تمام باشند مکتوب
بحافظ محمد عیسی در جهانا ابا د حمد در نهایت حافظوا علی الصلوات والصلوة
الوسطی رمز از این ایته کریمه تاکید بسوی حفظ صلوة خمسه لطایف خمسه گشته
چون در لطایف خمسه لطیفه سر مرجع و متبوع جمیع لطایف است و وسع جمیع
لطائف واقع برای حفظ صلوة او تاکید فرموده بکلمه والصلوة الوسطی
ببلاغت کامله چون ظاهر است که بی حضور این لطایف صلوة ظاهر
بر نهی ناقص لهذا فرموده نبیه در رساله صلوم لا صلوة الا بحضور القلب
پس با بینی صاحب سلوک لطایف از اهل علم ظاهر افضل و اقوی اند
نعلیکم یا ایها الاخوان بحفظ السر ایزدان الله مطلع علی الضمایر مکتوب

Marfat.com

بیان محمد اشرف در جواب واقعہ اخی ذالک الکتاب الاریب فیہ
ای کتاب الذی فرمنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسمک محمد صالح
لدیب فیہ مبارک متبرک وسمی بہذا الاسم مع ثبوت اسمک من قبل
ہذا ولا محل شبہۃ فی اسم الاشرف من جہۃ انہ کان فی زمان اسم
اب الکعب کان فی اب الکعب اسما بلا مسمی وفیکم بالمعنی المحمود المسمی
المشہود لانک اشرف الذی سماک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ وآلہ
محمد صالح بارک اللہ فی ہذا الاسمین الشریفین برکۃ تامۃ اذا کان اشرف
المخلوقات مسمی بہ اشرفیت خاصۃ بہ اشرف المخلوقات تادبا فخلاصۃ
الکلام انک اشرف اباحۃ والصلح اعزیمۃ مع جواز عمل الرخصت
ادلی اختیار العزیمۃ فالادلی ان اسمک الصالح بفم رسولہ محمد تبرکا صلی اللہ
علیہ وسلم فختم الکلام بالصلوۃ علی من سماک بہذا الاسم اللہم
صلی علی محمد وآلہ وسلم مکتوب بیان شیخ عبد الغنی صدور فیت دانا
فقرا فضیلت مآب شیخ صاحب بیان عبد الغنی جیو از فقیر سلام
خوانند چون استحکام رابطہ را یاد اوری قریب لازم است حقیقت
ماند دبود منیوسیان شہند و در یکانہ و بیگانہ بیکانگت شہند زیرا نکہ

marfat.com

Marfat.com

به نسبتی که همه را با مولی عزوجل است چون منظور شد لیکن مستحق آمد اشارا
بجز مراتب داری ظهور کمالات صفاتیه نباید فهمید بحدی که این دید
خالی کمود فقیر را داد با جماعه فقرا اسلام میرسانند مکتوب بعزیزی در تحقیق
معانی العلم نقطه سوکثرها الجاهلون بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله
والسلام علی عباده الذین اصطفی در تحقیق معانی العلم نقطة وکثرة
الجاهلون استفسار رفته بود مستفسر حق تحقیق معنی این عبارت بر
متکلم این کلام ظاهر است اما انچه در فهم رکیک این عاجز می درآید
اینست که در تحقیق احوالی حقیقت درجات علم که ممکن را بان توانسته
اند اجمالاً بر پنج مراتب منحصر ساخته اند اول و اقدم جمیع درجات
مذکوره درجهٔ نبوت مطلق که مشرف بان مسمی به اخص الخواص است
و تحت ان ولایت اولیای نبوت که متصف بان مسمی خاص الخواص است
و تحت ان ولایت ملائکه مقربین که اهل ان موصوف اخص است
و تحت ان ولایت اولیاء امت که داخل دران موسوم بولی خاص است
و تحت ان ولایت مومنین عالم که مشهور بعابد ولایت است پس
بحسب هر دو حد این قواعد تعریف را معنی علی حده و تفصیلی جدا بعینی

برطور اجمالی

Marfat.com

بر طور اجمالی ولدیت عامه که ابتدای این ولدیت بعد ایمان بالله تعالی
صحیح شرعی است و نهایت این تا مرتبه اجتهاد و قیاس معنی قول مصدور
امنیت عملی که بجناب مجتهدین عظام عطا نموده اند محیط و جامع است جمیع
مراتب مفصله تحتانیه خود را بی احتیاج بسوی تفصیل همچو نقطه که محیط جمیع
مراتب حروف است و ان غیر از ان در عین انیمرتبه اجمال و بر نقطه
از ان تغیر کرده شد تمام مراتب تفاصیل مندرجه در اجمال راه یافته اند
چون استعداد توابع خود را بی حیثیت علم تفصیلی از رسیدن بان علم
مجمل قاصر دیده از ان تفاصیل ان علوم مندرجه کشوده اند و بر اطلاع
اجمالی ولدیت خاصه که ابتدا این ولدیت بعد حصول لذت است
بذکر قلبی و نهایت این تا مرتبه توحید شهودی است یعنی است
که علم و معرفت عارف حق بجناب قدس او سبحانه محض نقطه شهود
اوست بی لباس حروف و الفاظ و چون وصول انیمرتبه خاصه
منتهیان این ولدیت است و متوسط و مبتدی را از عدم قابلیت
استعدادیه رسیدن باین و شهود رئیس الاجار حقیقت مشهود را
لطی در مراتب مندرجه او که بصورت تجلیات تنزلیات ذکار

Marfat.com

مقصد ظهور اند گرما و لطفاً برای دور ماندگان بلباس حسیات
تجلیات و غیره ظاهر ساخته اند و تعلق بان اهل ان را جایز نداشته
و بر تحقیق راه ولایت اخص اسمعنی است که علم و عرفان حقیقی عارف
مرتبه جهل است بعد از علم چنانچه حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلی
قدس سره السامی از درگاه رب العزت سوال کرد که یا رب ما علم العلم
قال الجهل بن العلم چون هر یکی را باین استعداد علمی سر فراز نداخته
اند لذا چار برای دور ماندگان مرتبه فنا و شهود را که متضمن حقیقه
علم مصدود است واضح نساخته اند و اولیا بحث او را بان نواخته اند
و بر طریق الهامی ولایت خاص بخواص تحقیق این قول اینست که علم
اصلی که عارف را ازان نصیب است اری جهل از علم است اما
وصول باین جهل بعد انعدام توجه عارف است من کل الوجوه
از حق دون حق و انعدام توجه محض طلب نا یافت را توجه مقصود است
نه معدوم یعنی بحسب مجهول الکیفیته در مراتب سری او موجود است
که در انجا توجه و متوجه در رنگ متوجه الیه چون نماید از جهت عدم
امتیاز بین الغیب النفسی و النسبی یک از انرا م توجه موقوف است

Marfat.com

بر ظهور حقیقت نایافت وان بهره یافتن است از مظهریت صفات
واجبی بی توجهی عارف و چون این نسبت پس مرتبه است اهالی بحث
این درجه را نمایافت نواخته اند و سکون در آن با نهاجایز داشته
پس مرتبه بی توجهی بحیو نقطه است و مرتبه توجه بکثرت ظاهر و در تحقیق
مرتبه نبوت انبیا علیهم الصلوة والتسلیمات کرا طاقت که در زند ما
بموجب تعلم اهالی آن مراتب تحقیق این قول چنین مینماید که کمال عرفان
در حق بنده وقتی تحقق شود که بی توجهی محض حاضر با یمان با الله باشد
بی مطالعه مظهریت و مظهریت پس نزد این عالم احق هر مرتبه تحتانی
مرتبه کثرت است که بسبب نارسیدگی اهالی مراتب تحتانیه با نیمرتبه فوقانی
وحدت ایمانی را کثرت علمی نموده اند لطفاً علی العباد و اهل
هر مرتبه را در ضمن کثرت از وحدت حقیقی ایمانی بهره در ساخته
ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم پس این
تحقیق معلوم شد جهلی که سبب کثرت و تفصیل شده جهل نسبی است
و ممدوح است نه مذموم و در کثرتها الجا هلون اسناد فعل کثیر
بسوی فاعل حقیقی نیست بلکه مجاز است یعنی اسناد مسبب بسوی

marfat.com

Marfat.com

سبب اہی کانو سبباً لیتکشر بعدم است تعداد فافہم مکتوب
بحافظ محمد عیسے در جواب تحقیق الست بربکم فالو بلی صدور قیامت
مکتوب مشتمل بر چند سوال بود مطالعہ ان فرحت حاصل گشت مرقوم
بود کہ خطاب الست بربکم بعالم ارواح واقعہ شدہ جواب بلی
بجا اورند در صورتیکہ روح در لباس عنصر محجوب گشتہ بحدی کہ غیر
نعتہ معروفہ خود مثل عربی وغیرہ بسبب محدود مفہوم نمیکند مرکب
روح وجسد بقدر صور جہا بر اورده عقل وتمیز داده خطاب الست
بربکم وارد کردند بقول انسانیان کہ بلی است عہد بستند بعد عہد
بازعود در پشت حضرت آدم علیہ السلام نمودند کان لم یکن شدند
بعدہ کہ ہر فرد از انسان بترتیب مراد خداوندی از پشت حضرت
آدم علیہ السلام پیدا شدہ بوسایط پیدا میشوند آدم لم یکن شیئاً
ظہور مینمایند وچون بعد بلغت معروفہ خود طاقت ادراک ندارند
لہذا از نعمات دیگر محجوب شدند ودرین سر لیست دقیق لا یعلم
الا اللہ سبحانہ وبعد انتفاع بروح از جسد چون قوت ادراک
ومعانی عطا خواہند فرمود جواب منکر نکیر واکثر علوم دیگر

Marfat.com

برایشان آسان خواہد بود بفضل الٰہ سبحانہ دیگر واضح بارکہ مرتبہ
ذات الٰہ سبحانہ چون بقابلیات ذاتیہ حویش متحقق از لیست
نزد محققین صوفیہ فی الحقیقۃ اطلاق تجرد کہ بمعنی قطع نظر از
صفات جائز نیست اری در مرتبہ تفہم و تصور چون از خصوصیت
ظہور ہر مرتبہ ذات و صفات از بیان چارہ نیست لاچار من حیث
حیثیت منفوہ ہر مرتبہ را بتجرد بیان نمودہ دیگر اینکہ چہ ذات مایان
و چہ صفات فی الحقیقۃ فیض یاب از ذات جامع کمالات ذاتیہ
خداوند سبحانہ است ہر گاہ صفات کمالات ذاتیہ باشند پس ہر
فیضی کہ در ظاہر از صفات مینماید فی الحقیقت اہم معیت بذات است
نافہم مکتوب بعزیزی در امور منہیات صدور یافت بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و آلہ و اصحابہ اجمعین امابعد
لوجہ ان زمانہ از فقراء یکانہ زمانہ این ادعا دارید کہ بعوض ہدایا خود را
در ایجنین امور ممنوعہ غیر مرضیہ او تعالی با شما شریک سازند و ایشان
در حصول این بلایی انجلا راضی باشند عجب است بباید دانند کہ برکت
درین طایفہ در ترک این امور منہیہ است اگر یک سر موی باطن خود را

marfat.com

Marfat.com

در آیچنین مهمات مشغول نمائیند جمعیت اصلی و قرب حقیقی از عرصه
باطل ایشان رخت بر بندند و باسم کرامت و اعجاز پیدا ایند غرض
این طایفه برای خیر خواهی شماست و اگر خیر خواه نباشند بد خواهی
در حق شما از ایشان هرگز متصور نیست اگرچه شما را در چشم شما
در ان زینت داده باشند پس آزین جماعت دفع این تعلق
خواهید و خیریت خاتمه با شما شامت این امور غیر مرضیات ظلمت
بنور ایمان لاحق نشود و چون اخذ اعداد مرسوله مشروط بشرائط
معروفه بود و از اوفات الشرط فات المشروط مقرر است یا مرسوله
قبول نیفتاد و عذر در ارتد مکتوب بسیان الهدین صدور یافت
در نسبت نایافت سالک مثل دیوار می باید که محض مجهل ننماید
و پریشانی و سرگردانی نسبت چرا که حضرت ایشان فرموده اند عجبی
که سرگشته شود طالب دوست؟ عجب اینست که من در اصل سرگردانم
شاید که حقیقت نایافت نفهمیده اید و الله در نایافت وصل حق
حقیقی است بر گوه سر زدن از جمله وسوسه شیطانی است در یافت
حق از همه یافت بکیفی نایافت پیدا کنند و سن مکتوب بعزیزان
صدور یافت

Marfat.com

صدور فیض انت العلیم الحمد لک والسلام علی عبادک الصالحین
چون بفضل خاص بی بهانه خود اولیائی خود را بانواع تلوینات و تجلیات
در ابتدای و وسط نواخته استعداد ایشان را برای تحمل معارف
پرورش میفرمائی و بعد ازان بفضل اخص از قید توجه بتجلیات
خلاص نموده بمراتب شهودی که داخل وصل بتلبس است برازده
نیافت عطا فرمائی و ازینجا بالطائف بی بهانه اخص الخواص
بحقیقت نایافت مشرف میفرمائی زهی اقتدار از کمال قوت که بعضی را
بحسب مناسبت بمرتبه ولایت غالبا بخلوت رغبت دادی و کار
و باران شان را در دکان خانه خلوت جاری میسازی و بعضی را ازانجا
بخته کرده بجلوت حی اری و از منصب ارشاد عام که خاص جناب
انبیاء است بمناسبت کمال متبعیت عطا میفرمائی در حق طائفه
اول جلوت سم قاتل نمودی و در حق آن مکمل که طائفه ثانیه است
خلوت را عین نقصان مقرر فرمودی الا لنسبت. آن خلوت در دل
ایشان را در مرتبه جلوت ترقی آوردی استدعا مینمایم که این عاجز
را از اولیش خودی این جم غفیر عطا میفرمائی پایه بپایه مراتب دولو

marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

کلید

marfat.com

Marfat.com

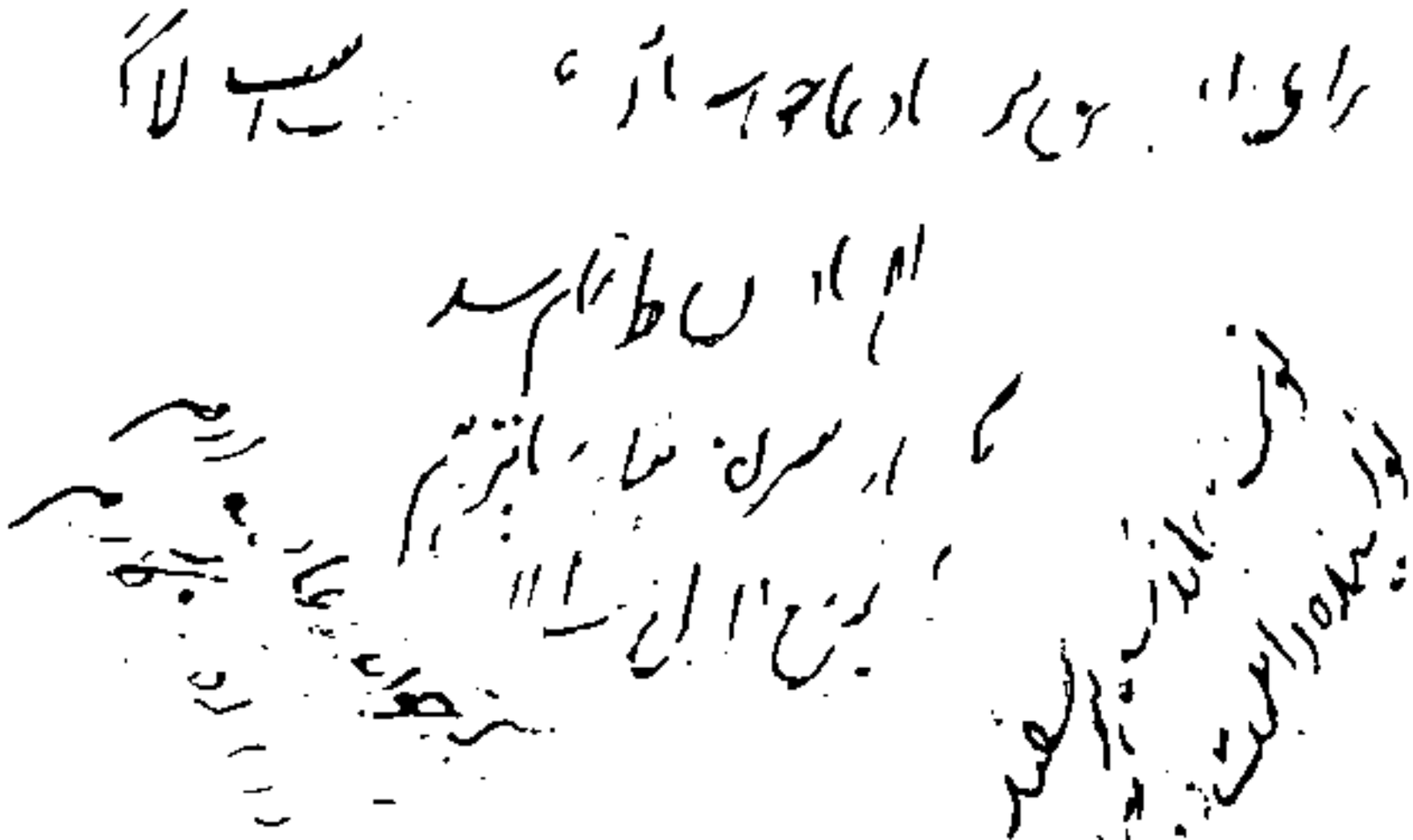

تاریخ وفات حضرت شیخ عبدالنبی مرحوم تحریر

ای دریغ از خشم ظالم دین پناه اولیا
ماه فضل امروز شام سالکان پرتو خورشید صبح
شمع جمعی کاده فی شاهم الاولیاء ل ا دانیا
اسلام حریم نوشش دنا ظلول جانب ا ها
شاه اا ا شاه مه دان لا سرار اج ا صفیا
قبله یکس را اعتب ا ل عرت حان می وا علیا
سور عرفان بود صدو وصدر دین احمد ا قتر ا بریدا
صدر اشا بعید طهران منبع خیر هدایت امتا
صحرا باب وحد وساک و عبدالنبی ر نما
آسمان سروری کسب ا ۰۰ آ نجا ن التجا

marfat.com

Marfat.com

یارب از فیض صباح یمن و فیروزت ہا ۔۔۔ ای ۔۔۔ اما
وضعۃ الاحمال از مرقدہ ہا ۔۔۔ از برقبض بضارت کل نما
از کسوف مہر حصن وا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ صبح روشن ۔۔۔ در فیا چون
شد جہان تابان ز فیض جسم و بالہا ۔۔۔ کلبہ بی شمع دم را ضیا
سوخت از باد بلا استبرقہا ۔۔۔ وہ کہ ۔۔۔ تا قضا
زانش این تعویذ را ہشدار کیا ۔۔۔ عالمی از شر ما ۔۔۔ نا ورا
کشتہ طغیانی جوہر ہل شکن ۔۔۔ اشک خونین از دو ۔۔۔ رہ ہا
زین چکر ۔۔۔ ی ہا ۔۔۔ قہا ۔۔۔ در ۔۔۔ ن ۔۔۔ حسرت آسیا
از پی یار نجا این حبذا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ دل کہ ن ۔۔۔ ا در فلررسا
یافتہ ارعائت حسن طلب ہا ۔۔۔ ص کہ در مہر ابتدا

۱۱۴۶

خلیفہ علی برحق
۱۱۴۶

عالم علم لدنی ۔۔۔ ہا ۔۔۔ بحر ۔۔۔ فار ۔۔۔ مظہر نور ۔۔۔ ا
ارد نثار وجودش مصطفیٰ ۔۔۔ اشرف خواہر از وی ۔۔۔ جلا

لغطامع

Marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

شجرۂ عالیہ نقشبندیہ احسنیہ

نام ہائے شجرۂ پیراں شنو اے مہتدی
ورد خود کُن تا تواز امداد ایشاں برخوری
شیخ ما عبدالرسولِ نقشبندی مرشدی
شیخ او حضرت محمّد شہریار معنوی
خواجہ عبدالنّبی ہم شیخ طاہر باشرف
حاجی عبداللہ از و حاجی شریف متّقی
شیخ آدم شیخ احمد خواجہ باقی خواجگی
خواجہ درویش محمّد زاہد احرار ولی
خواجہ یعقوب و بہاؤالدین دیگر میرِ کلال
خواجہ بابا واں دگر خواجہ علی رامیتنی
خواجہ محمود است و عارف خواجہ عبدالخالق است
خواجہ یوسف باز شیخ فارمدی بُوعلی
بُوالحسن پس بایزید و جعفرِ صادق بود
قاسم و سلماں اَبابکر و رسولِ ہاشمی
بر نبی و آل و اصحاب ہمہ پیران ما
صد ہزاراں رحمت حق باد نازل دائمی

احقر سعید احمد مہاجر اُرمڑ

---

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

مکتوب : ۱

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ احسنیہ کے بارے میں تحریر ہوا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ فقیر عبدالنبیؒ ساکن قصبۂ سیام نے حضراتِ نقش بندیہ کا طریقۂ سلوک حضرت حاجی عبداللہ سلطان پوریؒ سے بے انتہا خدمت کے بعد حاصل کیا۔ اُن کی وفات کے بعد حضرت حاجی شیخ محمد طاہر عالم پوریؒ سے باقی ماندہ حاصل کیا، وہ حضرت حاجی عبداللہؒ کے خلیفۂ کامل تھے نیز میاں محمد جانؒ ساکن قصبہ میانی کی صحبت سے بھی استفادہ کیا۔ وہ بھی حضرت حاجی عبداللہؒ کے کامل خلفا میں سے ہیں، اوران دونوں بزرگوں یعنی شیخ حاجی محمد طاہرؒ اور حضرت محمد جانؒ نے قطبِ دوراں حضرت عبداللہ جی سلطانپوریؒ سے براہِ راست طریقت وحقیقت میں کمال حاصل کیا ہے اور حضرت عبداللہ جیؒ نے علم طریقت، غوثِ زماں حضرت محمد شریف جیؒ سے حاصل کیا ہے اور انہوں نے قطب الاقطاب حضرت شیخ آدم بنوریؒ سے، اور انہوں نے سلسلۂ قادریہ، چشتیہ اور دوسرے سلسلوں میں سلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانی غوث صمدانی المعروف

Marfat.com

حضرت احمد فاروقی سرہندیؒ سے براہِ راست فیضِ طریقت حاصل کیا ہے حضرت سرہندیؒ نے شیخ کامل حضرت خواجہ محمد باقیؒ سے، اور انہوں نے حضرت مولانا خواجگی امکنگیؒ سے، اور انہوں نے حضرت مولانا درویش محمدؒ سے، انہوں نے حضرت محمد زاہدؒ سے، انہوں نے حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ سے، اور انہوں نے حضرت یعقوب چرخیؒ سے اور انہوں نے شیخ المشائخ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ سے، انہوں نے بڑی خدمت کے بعد حضرت میر سید کلالؒ سے، انہوں نے حضرت خواجہ باباسماسیؒ سے، اور انہوں نے بڑی خدمت کے بعد حضرت خواجہ شاہ علی رامیتنیؒ المشہور بہ عزیزاں سے اور انہوں نے حضرت محمود انجیر فغنویؒ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ محمد عارف ریوگریؒ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ یعقوب یوسف ہمدانیؒ سے اور انہوں نے بڑی خدمت کے بعد حضرت شیخ ابوعلی فارمدی طوسیؒ سے، اور انہوں نے حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانیؒ سے، اور انہوں نے بڑی خدمت سے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے اور انہوں نے بایزید بسطامیؒ سے، اور انہوں نے حضرت جعفر صادقؓ سے، اور انہوں نے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ سے اور انہوں نے حضرت سلمان فارسیؓ سے اور انہوں نے حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیقؓ نیز حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے علمِ طریقت بلاواسطہ حاصل کیا

مکتوب : ۲

راہِ سلوک، نقشبندی طریقے سے طے کرنے کے متعلق لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جان لو کہ طریقت میں سلوک کی ابتدا لطیفۂ قلبی کے ذکرِ خفی سے ہوتی ہے اور یہ لطیفۂ قلبی بائیں پستان سے دو انگل نیچے ہے۔ اس لطیفہ میں اسم ذات کی تکرار کی جاتی ہے، اور لفظی صورت میں بھی پسندیدہ نام کو دل کے لوتھڑے میں داخل کیا جاتا ہے، لیکن اس طریقے سے کہ اس پسندیدہ نام کی تکرار میں صرف جامع کمالات کی ذات

marfat.com

Marfat.com

کا یقین ہو۔ اس مقام پر اپنی استعداد کے مطابق سالک فنا اور بقا حاصل کر لے گا اور جو شے ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ ذکر میں لذّت اور جمعیتِ خاطر پیدا ہو اور محبت غلبہ پائے، اور اس کے بعد نفی و اثبات سے حبسِ دم فرماتے ہیں اور اس کا حاصل دنیا سے تعلق کی نفی ہے۔ اس سے ذکرِ قلبی کی طاقت بھی میسّر ہوتی ہے۔ اس ذکر کے بعد لطیفۂ روحی جسے ایک طرح سے دل میں کہتے ہیں، کا مقام دائیں پستان کے دو انگل نیچے ہے۔ اس مقام پر تجلیات اور فنا کی کیفیت کچھ اور ہی ہوتی ہے کہ اگر ہاتھ آجائے تو پھر جمعیت خاطر اور لذّتِ مطلوبہ حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد لطیفۂ سرّی کا ذکر سینہ میں، لطیفۂ خفی کا ذکر پیشانی میں، اور لطیفہ اخفیٰ کا ذکر دماغ میں کرتے ہیں۔ سالک کو اس کی استعداد کے مطابق یہ تجلیات، فنا اور یہ مرتبے حاصل ہوتے ہیں اور ضروری ہے کہ یہ ذکر قلب اور روح میں کیے جائیں۔ جب یہ لطائف اللہ کے نام سے نور حاصل کرتے ہیں ان کو سیرِ لطائف کہتے ہیں۔ اس کے بعد جامعیت کے خیال سے اخفیٰ سے قدم تک وجود کے ہر ذرہ میں ذکر کرتے ہیں اور جب وجود کا ہر ذرّہ ذکر کرنے لگ جائے، تو اس کو ذکرِ سلطان کہتے ہیں۔ کبھی کبھی ذکرِ سلطان اس طرح غلبہ کرتا ہے کہ جس پر نظر پڑے اور جو کچھ سنائی دے، اور جو کچھ چھونے اور چکھنے کے حواس سے متعلق ہو جائے، اس میں اللہ کا نام پایا جائے گا۔ اس کے بعد اگر سالک مستعد ہے اور اسے ہر لطیفہ کی تکرار یاد رہے تو نام اس طرح تبدیل ہو جاتا ہے کہ ہر لطیفہ میں بلکہ اپنی پوری ذات میں وہ اللہ کا نام آواز کے مدّ و جزر کے ساتھ نورانی اور پُر صفا پاتا ہے۔ اس مقام پر یاد رہے، کلمۂ طیبہ کی نفی و اثبات کا ذکر بھی کرتے ہیں، لیکن ضرب اور حبسِ دم ہو یا ذکر اللہ کے نام کی مدّ کے ساتھ نفی و اثبات کی تکرار یادداشت کی طرح کرتے ہیں۔ چونکہ یہ مقام حرف اور آواز کے بغیر نام کے نورِ صفائی و حضوری کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ اس پر بدن کا ذکر ختم ہو جاتا ہے، لیکن روح کے ذکر کے سلسلے میں اس طریقہ کی خصوصیت

Marfat.com

یہ ہے کہ سالک ان مقامات پر جذبات کی شدّت سے بے ہودہ اور فضول باتوں کا مرتکب نہ ہو، صرف شرعی عقیدہ کی پیروی سے عبادت میں مصروف رہے اور اگر اس مقام پر وہ عجائبات کے ظہور کی وجہ سے بے خودی سے مغلوب ہو جائے، تو اس تمام کو ولایتِ خاصّہ کا سایہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد اس ذکر کا آغاز ہوتا ہے، جو بدنی مراتب کے ضمن میں روح کے جوہر سے تعلق رکھتا ہے یہ وہ حضوری ہے، جو کسی لفظ، حرف، سمت، مقام، فوق اور تحت سے بے نیاز ہے، جیسا کہ اس کی ذات کے شایاں ہے۔ اس کو حضوریِ مسمّیٰ یادداشتِ مسمّیٰ، اور شہودِ مسمّیٰ کا نام دیتے ہیں۔ اس مقام پر اس طریقہ کی خصوصیت خالص پاکیزگی، بے کیف حضوری اور محض شہود ہے اگرچہ دوسرے طریقوں میں یہ وحدت الوجود اور غنیت بن جاتا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ اور دوسرے متاخرین کے کلام سے پتہ چلتا ہے۔ اس مقام پر سالک کی استعداد کے مطابق تصرفات ظاہر ہوتے ہیں۔ اللہ کے سوا باقی سب سے قطعِ تعلق مقصود و مطلوب ہوتا ہے یہ مکمل استغراق و تنزیہ ہے، اور اللہ کی ذات و صفات میں فنا ہو جانے کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔ اس مرتبہ کے مالک کا مقصد جب تک تنزیہ اور شہود اور بقا کا حصول ہے، اسے ولایتِ خاصّہ کہتے ہیں۔ اس ولایت کو بزرگوں کی اصطلاح میں ولایتِ صُغریٰ کہتے ہیں۔ جس وقت اللہ پاک کے فضل سے توجّہ جو خیال کے تصرفات میں سے ہے، گم ہو جانے اور نایافتگی کے درجہ پر پہنچ جائے، تو اسے ولایت اخص (انتہائی خصوصی) کہتے ہیں اور چونکہ ولایتِ اخص میں توجہ معدوم نہیں ہوتی، بلکہ بے کیف ہونے کی وجہ سے خود گم ہوتی ہے، اس لئے اس کا کیف نامعلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس ولایت کو ولایتِ مجہولہ کہتے ہیں اور سالک نے اپنی طاقت کے حساب سے جو فضل عام کی وجہ سے موجود ہوتی ہے، محنت و کوشش سے کام کو اس منزل پر پہنچایا ہوتا ہے۔ اس سے آگے فضلِ خاص کی ضرورت ہے تاکہ اس کے علم کے مرتبوں کے مطابق اس پر ضروری علم کا اظہار اور حقیقت انسانی کا انکشاف ہو تاکہ مخفی توجہ

marfat.com

Marfat.com

سے اطلاع پاکر اس بلند مرتبہ پر فائز ہو اور حقیقی بے توجہی سے جس کا انحصار اللہ تعالےٰ کے علمِ حضوری اور حضوریِ علم پر ہے، مشرف ہو۔ اس وقت توجہ معدوم ہو جائے گی۔ اور توجہ کے بغیر اپنے آپ کو یقیناً کیفِ حقیقی کے بغیر حاضرِ جناب (سبحانہ وتعالےٰ) پائے گا۔ اس سے اُسے معلوم ہو گا کہ میری یہ حضوری مروجہ علوم کی وجہ سے نہیں، بلکہ حضوری علم کی بدولت ہے کہ تمام اشیا کا عالم، بے توجہی اور انسانی حقیقت کے مرتبے سے ہے۔ اگر اللہ سبحانہ وتعالےٰ مرشدِ کامل کی پوشیدہ برکت سے خود بخود عطا کر دے، تو یہ محض اس کا فضل ہے ورنہ مُرشِد کی باطنی نظر کی تعلیم کی بدولت وہ ادنےٰ مقامات سے اعلےٰ مقامات تک عروج کرے گا اور اپنی انسانی حقیقت کو معلوم کرلے گا کہ اس شخص کا یہ پہلا مرتبہ نورِ اوّل کے ضمن میں بے حجابی سے، پہلے نُور یعنی نُورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرنے سے ہے اور اس حضوری کے مرتبہ کے مالک اور حضوریِ علمی کو ولایت انبیاء کے کمالات سے بہرہ وری کہتے ہیں۔ اس مقام پر جس طرح سالک کو صفتِ علم کا اظہار حاصل ہو گا۔ اسی طرح وہ تمام ضروری صفات کے اظہار سے مُجمل یا مفصّل طور پر بہرہ یاب ہو جائے گا اور صرف بے توجہی کی بدولت خود کو اور غیر کو ذات وصفات کے اعتبار سے ذاتِ واجب کے کمالات کے مظہر سے، جو مطلق اور بے کیف ہے، بغیر کسی تشبیہ کے شائبہ کے حاصل کرلے گا اور اس کی نظر اس ذاتِ بے کیف کے حضوری اظہار کے ذریعے سے غالب و کامیاب ہو گی اور چونکہ اس اعلےٰ مقام میں صفات کا حصول ہوتا ہے، اس لیے اگر خدا کے فضل سے معلوم ہو جائے کہ ذات اپنے ذاتی اوصاف کی محرم ہے اور اسی طرح دوسری صفات کے بارے میں بصیر و سمیع ہے اور یہ ذاتی اوصاف اس کے یقین سے زیادہ ہیں، تو صرف بے توجہی کی بدولت تحقیقی اظہار کی طرف پیش رفت کرے گا اور اپنی تمام ذاتی قابلیتوں کو اُس کے حضور میں صرف کر کے نایافتگی کی حقیقت سے بہرہ ور ہو جائے

marfat.com

Marfat.com

گا اور پھر اللہ کے علم کی بجائے اللہ پر ایمان لے کر حاضر ہو گا۔ اس وقت وہ نبوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص کمالات سے بہرہ یاب ہو گا اور ذاتِ جامع صفات کو پالے گا۔

میرے عزیز! ولایت، انبیاء اور نبوتِ انبیاء کے کمالات تک پہنچنے کو آسان نہ سمجھا جائے۔ ان مقامات کی باریکی اور بلندی "نکات الاسرار" سے واضح ہوتی ہے اگر چاہو تو ان کی تفصیل وہاں دیکھ لو، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

مکتوب: ۳

جو صاحبِ طریقۂ احسنیہ کی اصطلاح کے بموجب چھ لطائف کی تحقیق کے بارے میں مخدوم زادہ محمد عمر کے نام لکھا گیا وہ حضرت حاجی عبداللہ بکرانوی کے فرزندوں میں سے ہیں۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصاً علی نبیہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

(تعریف اللہ کی، سلام اسی کے منتخب بندوں پر، بالخصوص اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ان کی آل اور ان کے تمام صحابہ پر)

اللہ تعالیٰ تمہیں نیک راہ پر چلائے، جان لیجیے کہ نقش بندی مسلک میں طریقۂ احسنیہ کے مقصد قریب ترین ہے اور سالکوں کو اس کی تفصیل جاننا ضروری ہے مختصر طور پر اس کا کچھ حصہ چند سطروں میں لکھا جاتا ہے۔ جان لینا چاہیے کہ جب کوئی سچا طالب اللہ پاک کی توفیق سے اس طریقہ کے بزرگوں میں سے کسی ایک عزیز سے متوسل ہوتا ہے، تو وہ سب سے پہلے استخارہ سکھاتے ہیں اور استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد جب سونے کا وقت ہو جائے اور دنیا داری کی باتوں کی ضرورت نہ رہے، تو تازہ وضو کرے اور ایک سو ایک بار "استغفر اللہ ربی من کل ذنب وأتوب الیہ" (میں ہر گناہ سے

Marfat.com

اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں، اور توبہ کرتا ہوں) پوری صدق ر
نیت سے کر تمام جسمانی اور روحانی کوتاہیوں سے جو مجھ سے سرزد ہو کے کمالات میں
نے توبہ کی، اور نئے سرے سے مسلمان ہوا ہوں۔ اس کے بعد اٹھ کر دو رکعت اور جب
استخارہ کی نیت کرے، یعنی کہ میں دو رکعت نماز استخارہ ادا کرتا ہوں، تاکہ خو
تعالےٰ مجھے اپنے رسولؐ کی متابعت میں اپنی رضا کے حصول کے لیے محکم رکھے۔ پہلی
رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ آیت الکرسی ایک بار، اور دوسری رکعت میں سورۂ
فاتحہ کے ساتھ سورہ "الکافرون" ایک بار پڑھے۔ اپنے آپ پر پوری طرح خوفِ
خداطاری کرے اور گریہ وزاری کرے۔ اور نماز ختم کرنے کے بعد ایک سو ایک بار
درود شریف پڑھے، اس کے بعد ایک سو ایک بار کلمۂ تمجید پڑھے اور اس کے بعد
نہایت عجز وانکساری سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے۔ جب نیند کا غلبہ ہو۔ تو زمین پر سو جائے
اور اگر معذور ہے، تو پھر جس طرح چاہے سوئے۔ اس کے بعد جو کچھ خواب میں بشارت
ہو۔ مرشد سے بیان کرے اور اگر پہلے روز بشارت نہ ہو، تو پھر تین روز تک اسی طرح
استخارہ کرے یا استخارہ کے بعد اپنے دل پر نگاہ دوڑائے کہ کیا استخارہ کے بعد اپنے
دل کو اسی طرح اعتقاد میں مضبوط پاتا ہے، جس طرح پہلے تھا۔ یہی بشارت ہے،
پس مرشد کو چاہیے کہ تنہائی میں اسم اللہ کے ذکر کی تعلیم دے۔ یہ اللہ کا اسم ذات ہے۔
اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی زبان کو تالو سے لگائے، اور خیال کی نگاہ قلبِ صنوبری
پر ڈالے، اور آنکھیں بند کر لے اور قلب صنوبری کا مقام بائیں پستان سے دو انگل
نیچے ہے اور یقین رکھے کہ گوشت کے اس لوتھڑے میں لطیفۂ نورانی ودیعت کیا
گیا ہے۔ اسے دل کہتے ہیں۔ پس پوری طرح اس کی طرف توجہ کرے اور اس گوشت
کے لوتھڑے کے اندر سے اللہ جلّ شانہ، کا نام کہلوائے۔ اس طریقے سے کر
اس نام کو غیرِ ذات نہ جانے، اور حتی المقدور اس حالت کو اٹھتے بیٹھتے ہاتھ سے جانے

Marfat.com

نہ دے۔اس کے بعد مُرشد کو چاہیے کہ خود اس کے قلب کی طرف توجّہ کرے۔اور اس توجّہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ہمّت اپنے مرید کے قلب کی طرف لگائے اور اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب کے منہ پر تصوّر کرے ،اس طرح کہ درمیان میں کوئی اور خیال نہ آنے پائے۔اور پورے خشُوع وخضُوع سے اللہ پاک کی جناب میں التجا کرے کہ ذکر کا نُور سالک کے دل میں قوّت پیدا کرے ،اور قلبی جذب کے ذریعے مرید کے قلب کے باطن کو اپنی طرف کھینچے۔اور اسی طرح کم وبیش ایک ساعت (گھنٹہ) تک مرید کے حال کی طرف متوجّہ رہے ،اس طریقے کے اکابر کی ارواح پاک کو اپنے شاملِ حال جان کر اس تصرّف کو ان کی طرف سے اس وقت یا اس کے بعد امداد جانے۔اس کے بعد مُرید سے پُوچھے۔اگر وہ اچھی طرح سمجھ گیا ہے اور اس نے آرام پالیا ہے، تو سورۂ فاتحہ پڑھے اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت لے ،اور اسے خدا کے حوالے کرے اور اسے بتا دے کہ طریقۂ نقشبندیہ میں یہ طریقہ احسنہ خلیفۂ زماں حضرت سیّدی شیخ آدم بنوریؒ کی طرف سے ہے۔جب مرید اسم ذات کے ذکر میں لذّت پانے لگے ،تو اسے نفی واثبات کے کلمہ کی تعلیم دے۔جب نفی واثبات کو مشہور طریقے سے اکیس[۲۱] بار تک پہنچا دے اور اپنے دل میں بے تعلّقی کا اثر پانے لگے، تو حق تعالےٰ کا شکر ادا کرے۔اس کے بعد لطیفۂ رُوحی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کا مقام دائیں پستان سے دو اُنگل نیچے ہے، اور لطیفۂ رُوحی کو سفید ،سفید کپاس کی طرح ،تصوّر کر کے اسم ذات کا ذکر جس طرح کہ لطیفۂ قلبی میں لکھا گیا ہے پورے خشُوع سے کرے اور ہر وقت اس سبق کو دہراتا رہے، حتیٰ کہ ذکرِ قلبی کی طرح اس میں بھی خاطر جمعی اور لذّت حاصل کرے۔لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سالک کو ان دو لطیفوں میں تجلیّات سے سابقہ پڑتا ہے۔لیکن سالک کو چاہیے کہ حتی الامکان اپنے آپ کو ان تجلیّوں سے مغلُوب نہ ہونے دے ،اور قلبی نظر میں اللہ تعالیٰ کے تنزیہ کو محکم کرے۔اس کے بعد لطیفۂ سِرّی (خفیہ) کی تعلیم دے۔

marfat.com

Marfat.com

یہ نہ سمجھے کہ یہ سفید یا سُرخ رنگ اس لطیفہ کا ذاتی رنگ ہے، بلکہ یہ اس کے کمالات میں سے ایک کمال ہے، جو عالمِ مثال میں سالک کی تسلّی کے لیے ظاہر ہوتا ہے اور جب سالک پچھلے مرتبہ پر تعلیم حاصل کر لیتا ہے تو اس لطیفہ کی شکل سالک کی پسندیدہ صورت میں بطور نیک فال کے ظاہر ہوتی ہے، تاکہ متفرّق اُمور سے اس طرح سے جو اُس لطیفہ سے قربت رکھتا ہو، تعلق پیدا کرے اور مختلف اندیشوں کی نفی ہو جائے اور اس مخصُوص لطیفہ کا مقام سینے کے درمیان ہے، دونوں پستانوں کے درمیان اور اسم ذات کا ذکر اس طریقے سے، جیسا کہ اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے، بار بار کرے اور اپنے آپ کو تمام اوقات میں اس ذکر میں لگائے رکھے، حتّیٰ کہ خاطر جمعی اور لذّت حاصل ہونے لگے۔ اس کے بعد اسی طرح لطیفۂ اخفیٰ کی تعلیم دے اور اس مخصوص لطیفہ کا مقام پیشانی میں ہے اور اس مقام پر مذکورہ طریقے سے اسم ذات کی تکرار کرے اس لطیفہ کے حصول کے بعد لطیفۂ اخفیٰ کی تعلیم کرے اور اس لطیفہ کا مقام سالک کے سر کے اُوپر، تالُو ـــــ میں ہے۔ مذکورہ بالا طریقے سے اسم ذات کی تکرار سے یہاں بھی لذّت حاصل کرے۔ یہی بیان ہے، اس حدیثِ قُدسی کا جس میں فرمایا گیا ہے "اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ مُضْغَۃً وَفِی الْمُضْغَۃِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ خَفِیٌّ وَفِی الْخَفِیِّ اَخْفٰی وَفِی اَخْفٰی اَنَا" (بنی آدم کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے۔ اس لوتھڑے میں ایک قلب ہے، اس قلب میں ایک فواد ہے، اس فواد میں سِرّ (راز) ہے، اس سِرّ (راز) میں ایک خفی ہے، اس خفی میں ایک اخفی ہے اور اس اخفی میں "مَیں ہوں")

میرے عزیز! بزرگوں کی اصطلاح میں اس سَیر کو سیرِ لطائف کہتے ہیں اور جب بار بار کرنے سے یہ سَیر ختم ہو جائے اور سالک اپنی استعداد کے مطابق مختصر یا مفصّل طور پر اس سیر کو حاصل کرے، تو چاہیے کہ اُسے پھر لطیفۂ قلبی کی طرف لایا جائے۔ اور اسم کی یادداشت کی تعلیم دی جائے، کیونکہ اس سے پہلے تکرار اسی ہی تھی اور اسم کی

Marfat.com

یادداشت کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کو قلب کے اندر سے، جو نُورِ محض ہے اس طریقے سے کہے کہ تکرار کا ارادہ نہ کرے، بلکہ اللہ کے اسم کی مدّ کو لمبا کرے، اور ایک آواز کی طرح نکالے، اور اس ایک آواز کی اس طرح حفاظت کرے، کہ ٹوٹنے نہ پائے اور اگر ٹوٹ جائے، تو پھر نئے سرے سے شروع کر دے اور یادداشت کی قوت کے لیے نفی واثبات کے نام کو لمبی مدّ کے ساتھ، چاہے حبسِ دم کے ساتھ اور چاہے حبسِ دم کے بغیر، اختیار کیا جائے اور جب یہ نسبت اس طریقے سے قوت پکڑ لے کہ اپنے دل میں بلکہ تمام لطائف میں، بلکہ تمام بدن میں، اس کے نُورِ تمام کی بدولت اس آوازِ محض کو ایک جیسا پیدا کر لیں، تو ان لطائف کی بات، جو بدن اور الفاظ سے پیدا ہوتے ہیں، ختم ہو گئی۔ اب اُن لطائف کے بارے میں کوشش کرنی چاہیے، جو الفاظ کے بغیر ہیں۔ اب اسم کی یادداشت کے بعد مُسمّٰی کی یادداشت کی تعلیم دینی چاہیے۔ یعنی قلب کے مقامِ خاص کو نظر میں رکھ کر اس لطیفہ پر نظر ڈالنی چاہیے، جو ایک امرِ نُورانی ہے اور جس کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے۔ محض ایمان سے حقِ سبحانہ و تعالےٰ کو بے پردہ حاضر یقین کرے، لیکن بے کیفی اور بے جہتی سے، اور تمام جہات کو نظر سے ہٹا دے اور جان لے کہ اللہ تعالےٰ بے کیف و بے جہت حاضر ہے۔ چنانچہ اس علم کو کسی وقت بھی آنکھ اور سمجھ سے اوجھل نہ ہونے دے۔ اگر غفلت سرزد ہو جائے، تو پھر اسی طریقے سے حاضر کرے، حتیٰ کہ مشاہدۂ نور کو سر سے پاؤں تک گرفت میں لے لے اور اس میں پوری طرح محویّت پیدا کر لے، یہاں تک کہ نُورِ حق کے سوا اپنے یا اپنے علاوہ کسی اور کو نہ پائے۔ اس مقام پر اگر اشیاء شُہود کے غلبہ کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی معیت میں عین حق نظر آنے لگیں۔ تو اس طائفہ کی اصطلاح میں اسے توحیدِ وجُودی کہتے ہیں اور اگر اشیا کو گُم کر دے، تو ان اشیا کے پرے حق تعالےٰ کے جمال کا نظارہ کرے گا اور اشیا کو نظر سے ہٹا دینے کو توحیدِ شُہودی کہتے ہیں اور جاننا

marfat.com

Marfat.com

چاہیے کہ یہ دونوں مقامات اس ولایتِ خاصّہ میں پیش آتے ہیں جو اولیائے اُمّت کی ولایت کا حِصّہ ہے۔ اس سے پہلے سیرِ لطائف کی تجلّیات وغیرہ سے اسم کی یادداشت تک جو پیش آتا ہے، وہ ولایت اولیا کے سایہ میں ہوتا ہے اگرچہ ولایتِ اولیائے اُس ولایت کے اہلِ ظلّ کی نسبت زیادہ کمال رکھتے ہیں۔ لیکن ابھی اُس مطلوب حقیقی کا حصُول جو اثبات کے پردے کے بغیر ہو، اس سے آگے ہے۔ اسے اس کی اُمید کرنی چاہیئے۔ سالک کو چاہیے کہ ان تجلّیات و مشاہدات کی لذّت میں پھنس کر نہ رہ جائے، بلکہ مزید ترقی کا طلب گار بنے۔ اس کے بعد اگر وہ پیرِ کامل بن جائے، تو ان غلبات کے گرداب سے محض توجہ ہی سے اپنے مرید کو باہر نکال لے گا اور اس کے ذہن کو ان تجلّیات و مشاہدات اور توجہات سے خالی کر دے گا اور نایافتگی کی تعلیم دے گا اور نایافتگی کے سلُوک کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ مرید کے ذہن میں حق کے ساتھ یا حق کے بغیر، خواہ وہ لطیف والطف ہی کیوں نہ ہو، قرار پائے اور تصوّر میں آئے، اُسے بالکل نکال کر خالی الذہن کر دے اور ہر وقت اس کی سابقہ توجّہ کو زائل کرنے کی کوشش کرے۔ تاکہ اس کے باطن میں مطلُوب و غیر مطلُوب کی طرف کوئی توجّہ پیدا نہ ہو، بلکہ اس کا مطلُوب بے توجّہی اور یقینِ صاف ہو جائے۔ یہاں تک کہ کچھ بھی معلوم نہ رہے، سوائے نورِ یقین کے۔ سالک جب تک اس معاملہ میں توجہات کے دُور کرنے میں لگا رہتا ہے، وہ ولایتِ اخص کے مرتبہ کا سالک ہوتا ہے اور جب نفی کی حاجت نہیں رہتی اور توجّہات و تصوّرات کی آمد و رفت سے آئینۂ دل صاف ہو جائے، اور بے توجّہی اور بے تکلّفی حاصل ہو جائے، تو وہ ولایتِ اخص کے کمالات پا لیتا ہے۔ لیکن ابھی اس واصل کی توجہ اور تصوّر معدوم نہیں ہوا ہوتا، بلکہ مفقُود ہوتا ہے، جیسا کہ اس سے پہلے مکتوب میں ذکر کیا گیا ہے اور یہ پاکیزہ ولایت چار مقرّب فرشتوں کے سپُرد ہے اور ان کی متابعت میں اولیائے اُمّت کے نصیب میں بھی ہے بشرطیکہ

Marfat.com

استعداد کی مناسبت پیدا ہو جائے اور جاننا چاہیے، کہ اس ولایتِ خاصّہ کے مقام میں توحیدِ وجُودی، اور توحیدِ شہُودی کے مقامات ہیں، جن کا ذکر ہو چکا ہے توحیدِ وجُودی لطیفۂ قلبی سے پیدا ہوتی ہے اور توحیدِ شہودی، لطیفۂ روحی سے ظاہر ہوتی ہے اور نایافتگی کی نسبت لطیفۂ سِرّی کا خاصّہ ہے اور اللہ ہی جانتا ہے کہ ہزاروں میں سے کِس کِس کو اس نعمت سے نوازا جاتا ہے۔ وہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے، دے۔ وہ بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔ جاننا چاہیے کہ نایافتگی کے مقام کے بعد یافت کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سالک لطیفۂ سِرّی کو تجلیات سے خالی کر لیتا ہے، تو اس وقت اگرچہ مشاہدہ کا تخیّل ہی ہوتا ہے، تاہم وہ وصلِ حقیقی کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہوتا، اس لیے وہ اربابِ جہل میں سے ہوتا ہے۔ اب اگر پہلے فضل کے بعد اللہ تعالےٰ مزید فضل کرے، تو وہ یک لخت ہی اپنے آپ کو عناصر و نُور کے مرتبہ سے بلند تر پاتا ہے اور اسے معلُوم ہو جاتا ہے کہ اس نسبت کو پالینا حقیقتِ انسانی ہے اور یہ نُورِ اوّل کی قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے، اور نُورِ اوّل، نُورِ محمدی ہے، صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کو شہُودِ اوّل بھی کہتے ہیں، یہ علم مُرشِد کی تعلیم سے یا شاذ و نادر تعلیمِ غیبی سے علم ہو جاتا ہے کہ میرا مطلُوب تک پہنچ جانا، جو ولایت خاص تھی، اپنے علم کی بدولت اور اپنے علم کی خصوصیات کی بدولت تھا۔ اس مدّت میں کہ مجھے اس نعمت سے نوازا گیا ہے اور اس نعمت کا حصُول اللہ تعالےٰ کے علم اور اس کے علم کی خصوصیات کی بدولت ہے اور اپنی خصوصیات کی وجہ سے میرا علم محض توقّف و معطّل ہے۔ میرا علم جو کچھ جانتا ہے، وہ اللہ تعالےٰ کے علم کی خصوصیات کی وجہ سے جانتا ہے، چنانچہ جب یہ بات سمجھ جائے، تو وہ ہر وقت اپنے ذاتی، صفاتی اور کمالاتی مرتبوں کو اللہ تعالےٰ کی ذات، صفات اور کمالات کا مظہر جانے، اور اس کے اظہار کے سوا اور

Marfat.com

کچھ نہ پائے۔ کیونکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ جس نے چکھا نہیں اس نے جانا نہیں۔
چونکہ ولایت کے ہر درجے کی 'ابتدا' 'وسط' اور 'انتہا' ہوتی ہے اس لیے اس مرتبہ کی ابتدا میں آخری غلبہ جسے ولایتِ انبیاؑ (ان سب پر درود و سلام) کہتے ہیں، باطن کی تنہائی کی کوششِ محض ہے، جو حقیقت کی حیثیت سے حق کے پانے یا نہ پانے کی وجہ سے ہے اور اس مرتبہ کے وسط میں تنہائی میسر ہوتی ہے اور تنہائی کی حقیقت کو پا لینا اس امر کی اطلاع ہے کہ اپنی صفات، اور اللہ تعالےٰ کی صفات کو سمجھ لیا گیا ہے۔ اس مرتبہ پر اگرچہ وہ جانتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی بدولت ہی جانتا ہے اسی کی بینائی سے بینا اور اسی کی قدرت سے قادر ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ابھی تک اللہ تعالےٰ کی ذات سے اس کی صفات کی نسبت کی حقیقت اس عارف پر کما حقہٗ پوری طرح ظاہر نہیں ہوئی ہوتی۔ چنانچہ جب وہ یہ جان لے گا کہ اللہ تعالےٰ کی صفات اس کی ذات سے زائد نہیں اور یہ کہ عالم کو علم کی وجہ سے عالم اور بینا کو بینائی کی وجہ سے بینا وغیرہ، کہا جا سکتا ہے، بلکہ ذات خود جاننے والی (علیم) ہے اور علم ذات کی ذاتی قابلیت ہے، اور ذات اپنی ذات سے بینا ہے، اور بینائی اس کی ذاتی قابلیت ہے اور اسی طرح وہ تمام صفات ہی غیبت اور غریبیت کے اطلاق کے بغیر ہے۔ چنانچہ دنیا حق ہے اور اللہ پاک کے حکم سے خود بخود ہے اور عارف کے لیے یہ سوائے اللہ کی ذات، صفات اور کمالات کے مکمل اظہار کے اور کچھ نہیں اور اس وقت وہ بجز یقیں، اس مرتبہ کی نہایت پر فائز ہوگا۔ لیکن کسی شخص کو اس مرتبہ پر مجمل یا مفصل طریقے سے نوازا جائے گا یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہے دے۔

اے بھائی! جتنی تنہائی کی نسبت زیادہ ہوگی۔ اس دائرہ ولایت میں دخل اتنا ہی زیادہ ہوگا اور انبیا کی نبوت کے کمالات کے بارے میں کیا کہا جائے کہ اس مرتبہ کی حقیقت، کہنے اور لکھنے سے ماورا ہے۔ لیکن اتنا کہے دیتا ہوں کہ اگرچہ انبیا کی ولایت

Marfat.com

اور ان کی نبوّت دونوں اصلیّت کے دائرہ کے اندر، اور ظلّیت (سایہ) سے پاک ہیں، لیکن اتنا ضرُور ہے کہ ولایت میں اللہ تعالےٰ کی صفات کی حقیقت سے وصل ہوتا ہے اور یہ ہر ایک کی استعداد کے درجات کے مطابق ہے، جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا (یہ رسُول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت دی، اور ہم یہ ہدایت نہ پاتے، اگر ہمیں اللہ ہدایت نہ دیتا، اور ہمارے ربّ کے رسُول نہ آتے)

مکتُوب: ۴

برادرانِ دین کے نام اللہ تعالےٰ کی حدیثِ قُدسی کی تحقیق کے بارے میں لکھا گیا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد برادرانِ دیں مطالعۂ فرمائیں کہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔

"اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ مُضْغَةً وَفِی الْمُضْغَةِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ خَفِیٌّ وَفِی الْخَفِیِّ اَخْفٰی وَالْاَخْفٰی اَنَا : (بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اس لوتھڑے میں ایک قلب ہے اور اس قلب میں ایک فواد ہے اور اس فواد میں ایک سِرّ (راز) ہے اور اس سِرّ میں ایک خفی ہے اور اس خفی میں ایک اخفیٰ ہے اور وہ اخفیٰ میں ہوں) چنانچہ سمجھنا اور جاننا چاہیے کہ بزرگ صوفیہ کی اصطلاح میں ان لطائف خمسہ کے علاوہ لطیفۂ نفس کو بھی شاملِ سلوک کیا گیا ہے اور سب سے زیادہ ضروری مطلب اس لطیفہ کو سنوارنا ہے۔ اس کی اہمیّت کے باوجود اس حدیثِ قُدسی میں اس کا ذکر یا تو اس کی ابتدائی کمینگی اور بخیلی کی وجہ سے نہیں آیا۔ یا پھر تمام لطائف کو احاطہ اور شامل کرنے کی بنا پر آخر میں ہوگا۔ یا پھر کسی اور وجہ سے ہوگا۔ الغرض ہر

marfat.com

Marfat.com

لطیفہ کے ظہور کے لیے جسم کے اندر مخصوص جگہ ہے جو اپنی مخفی قابلیتوں کی نسبت سے ظہور میں آتا ہے اور اس ظہور کو ظہورِ ظلّی کہتے ہیں۔ اور ایک ظہور مکان کے تعیّن کے بغیر بدن کے اندر نفس اور ذات کے ظہور سے واقع ہوتا ہے۔ اس ظہور کو ظہور اصلی جانتے ہیں اور سمجھ لینا چاہیے کہ لطیفۂ قلبی کے ظہور کا مقام صنوبری لوتھڑا ہے جو بائیں پستان کے قریباً دو انگل نیچے ہے اور یہ مرتبہ ولایت خاصّہ کی ابتدا کا ہے۔ اس مقام پر ولایت خاصّہ سالک کی شروع کی مشغولیت لفظ "اللہ" کے ذکر سے ہوتی ہے اور ذکر کی صفائی اس وقت ہوتی ہے، جب یہ صنوبری لوتھڑا سوائے اللہ کے نام کے نقش کے، تمام دوسرے نقوش سے پاک ہو جائے اور اس صفائی کی علامت آئینۂ خیال میں سُرخ رنگ کے لطیفہ کی نمود ہے اور لطیفۂ روحی کے ظہور کا مقام جس کو حدیث میں "فواد" کے نام سے پکارا گیا ہے، دائیں پستان کے نیچے قبل ازیں ذکر کردہ فاصلے پر ہے۔ اور لطیفۂ سرّی کے ظہور کا مقام سینے کے درمیان ہے اور لطیفہ خفی کے ظہور کا مقام پیشانی میں اور لطیفہ اخفیٰ کے ظہور کا مقام دماغ میں ہے۔ یہ تحقیق حضرت شیخ المشائخ حضرت پیر دستگیر آدم بنوریؒ کی ہے۔ اگرچہ بعض عزیز اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں لیکن یہ اختلاف کشفی ہے اور اس لطیفہ کے سالک کی ابتدا بھی اسم اللہ کے ذکر سے ہوتی ہے اور لطیفۂ روح کی نمود سفید رنگ سے شروع ہوتی ہے۔ لطیفۂ سرّی کی نمود سبز رنگ میں، لطیفۂ نفس کی نمود زرد رنگ میں، لطیفۂ خفی کی نمود زیادہ سیاہ رنگ میں ہوتی ہے اور یہ بلند ذکر ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق اپنی ایسی تجلّیات سے نوازتا ہے جن کی کوئی انتہا نہیں۔ اس مقام پر سالک کی رسائی ظلّی مظاہر کے اُن لطائف کی مخفی صلاحیتوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ جن کا کوئی ظہور نہیں ہوتا سوائے نوع بنوع تجلّیات کے۔ اس وصل کو وصل ظلّی کہتے ہیں جب سالک کی استعداد اُسے اس مرتبہ سے آگے ترقی کے لائق بنا دے، تو کسی قسم

Marfat.com

کے لفظ و حرف کے تکلّف کے بغیر وہ باطنی نظر سے ذات پاک کو دیکھنے والا اور اس کی طرف متوجّہ ہو جاتا ہے۔ اس احسنیہ نقشبندیہ طریقہ کی خوبی دیکھئے کہ اکثر دوسرے طریقوں میں سالک کو اس توجّہ کی تعلیم تشبیہات کے انداز میں دی جاتی ہے، حتیٰ کہ بعض ساری ساری عمر انہی تشبیہات میں گزار دیتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ اپنی خاص رحمت نازل کرے، بلکہ وہ وصلِ تشبیہی کو کئی مراتب تک رسائی سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تجلّی ذات سے نہیں، بلکہ متجلّی لہٗ کی صورت کے سوا قائم نہیں ہوتی اور جس پر تجلّی کی جائے اس کی مثال بھی آئینہ کی طرح ہے کہ وہ اس میں اپنی ہی صورت دیکھتا ہے اور ذاتِ حق کو نہیں دیکھتا اور ذاتِ حق کو دیکھنا ناممکن ہے۔ پس وہ یہ توقع نہ کرے کہ اس تجلّیِ ذاتی سے آگے کے مدارج کی طرف ترقّی ہو سکتی ہے۔ گویا اُسے جوہرِ نفیس کی طلب سے منع کر کے خزف ریزوں پر قناعت کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اس سلسلے میں ان لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ ہم بھٹکے ہوئے اگر ترقّی کی طلب نہ کریں اور انہی خزف ریزوں پر قناعت کریں، تو پھر کام کیا کیا؟ ہر کوئی اپنا اپنا طریقہ اختیار کرتا ہے چنانچہ طریقہ نقشبندیہ کے بزرگ مذکورہ سلوک کے شروع میں تنزیہ محض بے کیفی اور بے جہتی کی طرف توجہ کا حکم فرماتے ہیں۔ اس جگہ پر حضرت خواجہ بزرگ نقشبند کی بات کو مطلب سمجھ لینا چاہیے کہ ہم فضل حاصل کرنے والوں نے نہایت کو ابتدا میں درج کیا ہے۔ ہمارے راستے میں "فتوح" بہت اور "مشکلات" کم ہیں۔ دوسرے لوگ "مشقتِ کم" کے معنی اور "فتوحِ بسیار" کا مطلب کسی اور طرح سمجھتے ہیں۔ لیکن اس فقیرِ حقیر کے نزدیک اگرچہ اس طریقہ میں مشکلات زیادہ سے زیادہ ہیں، لیکن ان فتوحِ عالی کے مقابلے میں جو تنزیہ کی ابتدا میں اُسے حاصل ہوتی ہیں، کم ہیں اور اپنے دامن کو تشبیہ کی گرد سے آلودہ نہیں کرنا چاہیے اگر مجھے ہزار برس کی عمر بھی مل جائے اور ایک لمحہ بھی آرام نہ کروں اور شدید ریاضت

marfat.com

Marfat.com

کردں، تو بھی یہ ساری مشقت ایک جَو کے برابر قیمت نہیں رکھتی اور تشبیہ کے سالک، مقصودِ حقیقی سے بہت ہی دُور ہیں، کیونکہ وہاں تک تشبیہ کی پہنچ ہی نہیں، اور مراتبِ تشبیہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے وہ مقصودِ اصلی سے واقف ہی نہیں۔ اگر مشقت کم کریں گے اور اس کے عوض میں مقصودِ اصلی کو نہیں پائیں گے، تو اُن کے لیے مشقت زیادہ سے زیادہ ہے۔ میں مختصر طور پر کہتا ہوں کہ جب لفظ آواز اور جہت کے لباس کے بغیر اللہ تعالےٰ کی ذات کی طرف توجّہ کی جائے، تو اس طریقہ پر چلنے والے کو بے اختیار توحیدِ وجُودی مل جاتی ہے۔ یعنی جلال کے انوار اور جمال کے نُور کے غلبہ سے ہر وجود مضمحل ہو جاتا ہے اور آنکھوں کے سامنے اشیاء، انوارِ ظلّی کے لباس سے مشہُود ہوتی ہیں اور یہ شہُود جلال و جمال کا ہوتا ہے اور چونکہ اشیاء سے وجود کی نسبت ظلّ (سایہ) کی سی ہوتی ہے، اس لیے یہ درمیان سے اٹھ جاتا ہے اور اس کو ظلّ کے لباس سے ظاہر کرتے ہیں اور یہ قلبی نظر کے ذریعے لطیفۂ قلبی کے نفس کی نمُود ہوگی اور چونکہ رُوح کو ہر وجود کے ذرّہ ذرّہ سے، اور ہر روح سے، جو ہے، ایک تعلقِ اتصال ہے، جو الگ نہیں کیا جا سکتا، اس لیے اس وقت انہی انوارِ روحی کی بدولت یہ محبوب ظاہر و بے حجاب ہوگا۔ اگرچہ یہ بے حجابی بے شمار ذرائع سے جمال و جلال کے انوار سے حاصل ہوتی ہے اور اسی وجہ سے یہ دائرۂ ولایت میں داخل ہے، لیکن دوئی کا پردہ پڑا ہوتا ہے اور سالک بے حجابی کی نعمت سے مفلس و محرُوم ہوتا ہے اگر بے حجابی ہوتی ہے، تو انوارِ روحی سے، کیونکہ وہ انوارِ جسم کے اجزا سے متصل ہونے کی بدولت "گویا کہ وہی" ہو گئے ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو ایک جُزو کی خاطر ظاہر کرتے ہیں۔ اگرچہ پہلا وصل الفاظ کے وسیلے سے اور دوسرا وصل الفاظ کے وسیلے کے بغیر ہے، دونوں وصل پوشیدہ ہیں۔ لیکن اس دوران میں سالک تاریکی کے سایہ کے ایک درجے کو چھوڑ کر نُورانی لباس میں پہنچ گیا اور ترقی کا رُخ

Marfat.com

کر لیا۔ کیونکہ شروع میں وہ ناظرِ مَضغہ تھا جس کے پاس خیال کی نظر تھی اور اس کا مقصود انوارِ قلبی تھا اور اب وہ ناظرِ قلب ہے اور اس کا مقصود انوارِ رُوحی ہے اور جب انوارِ قلبی، جسم کی ظُلمات سے رنگے جاتے ہیں اور اس رنگے جانے سے انوارِ رُوحی دُور ہوتے ہیں، اس لیے دونوں وصلوں کے درمیان ایک واضح فرق نمایاں ہوتا ہے۔ اس جگہ "لوتھڑے میں قلب اور قلب میں فواد" کا مطلب سمجھ لینا چاہیے کہ وہ سالک کی ترقی کی خبر دینے والا ہے اور ان کمالات کا حصول ولایتِ خاصّہ میں ہے۔ اگر کسی شک اور عیب کے بغیر اللہ تعالےٰ کا فضل سالک کے شاملِ حال ہو اور اسے توحیدِ وجُودی سے توحیدِ شہودی کی طرف لے جائے، یعنی اشیا کو دیکھے بغیر دیکھنے والا اور مشاہدہ کرنے والا بنا دیں اور انوارِ ذاتیہ کی طرف متوجہ کر دیں، تو وہ اس مقام پر لطیفۂ روحی کی طرف متوجہ ہوگا اور لطیفۂ سِرّی کے انوار اس کی طرف متوجّہ ہوں گے "اور فی الفواد سِرّ" (فواد یعنی دل میں راز) کے معنی یہی ہو سکتے ہیں اور روحی اور سِرّی نُورانیت کا باہمی فرق یہ ہے کہ اگرچہ روح قالب کی ظُلمات میں رنگی ہوئی ہے لیکن انوارِ قلبی کی برزخی کیفیّت کی بدولت جنہوں نے رنگ کے بوجھ کی امانت کو اپنے لیے نُور تجویز کیا ہے، یہ رنگ روح پر نہیں چڑھایا گیا۔ اس لیے وہ بالکل پاک اور صاف ہے۔ لیکن برزخ کی مناسبت کی وجہ سے اپنے بلند مرتبہ سے فرق اور دُوری رکھتی ہے، خواہ وہ مجہول الکیف ہی کیوں نہ ہو۔ اگرچہ یہ وصل بھی پوشیدہ وصل کے دائرے میں داخل ہے لیکن اس سے پہلے جن دو مرتبوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان کا لباس ظُلمت اور جسم کا تھا۔ اس مرتبہ نے وہ کچھ دیکھا جو اس نے دیکھا میرے عزیز! گزشتہ دونوں مرتبے اس ولایت کے سائے ہیں اور اس مرتبہ کو حضرت بنوریؒ کی اصطلاح میں ولایتِ خاصّہ کہتے ہیں۔ دوسرے مُحقّق اسے ولایت صُغریٰ کہتے ہیں اور اکثر بزرگ صوفیہ نے اس مرتبہ پر قیام کیا ہے۔ کیا خبر کس کو یہ اعزاز دیا گیا ہو؟ اس کے

Marfat.com

بعد اگر لباس کی دلیل سے بے حجابی کی طرف لے جایا جائے تو وہ صاف صاف صاحبِ وصل اور منتخب ہوگا۔ یہ دونوں مرتبے ایسے ہیں کہ اگر عین حالتِ شہود میں اس سے پرے کی طرف مائل ہو تو مطلوب ہے۔ منتخب شخص میں ایک جذبہ ہوتا ہے۔ یعنی اس شخص کا پالنے والا اسم الہادی ہوتا ہے جو دلیل کے اسم کی تربیت کا امتزاج رکھتا ہے۔ اس مقام پر لطیفۂ سِرّی ناظر ہے اور لطیفہ خفی منظور اور سرِ خفی کو اسی تحقیق سے سمجھنا چاہیے۔ منتخب شخص امتزاج سے پاک اور خالص ہو گیا ہوتا ہے اگرچہ ابھی اس کا انتخاب ظلّی ہوتا ہے۔ اس وقت رائے قابلیت خفی ہوتی ہے اور جو ظاہر و نورانی ہوتی ہے وہ اخفیٰ ہوتی ہے اور یہیں سے خفی میں اخفیٰ (فی الخفی اخفیٰ) ظاہر ہوتا ہے اور اس ولایت کو ہمارے حضرت جی کے ہاں ولایتِ اخص (خاص الخاص) کہتے ہیں اور دوسرے اکابر اسے ولایتِ عُلیا کہتے ہیں نیز اس مقام پر توجہ اور توجہ کرنے والا، جس کی طرف توجہ کی جائے، اس کے رنگ میں رنگا جاتا ہے چنانچہ اگرچہ اس مقام کا پانے والا حُجّت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ "اخفیٰ" اور "انا" کے درمیان کوئی واسطہ نہیں رہتا، جو حجاب بن سکے لیکن ذاتِ پاک کے ساتھ لطیفہ اخفیٰ کا تعلق ہونے کی وجہ سے اس سے مراد "انا" ہے اور چونکہ سالک کا مقصود نورِ اخفیٰ ہوتا ہے اور اگرچہ وہ ذات پاک سے بے حجابی کا تعلق رکھتا ہے، اس نئے سالک کی توجہ ابھی باقی رہتی ہے خواہ وہ توجہ بے کیف اور معدوم ہی کیوں نہ ہو۔ اس مقام پر نفسِ معلوم کی بدولت معلوم شدہ کیفیت، غیر معلوم بن جاتی ہے، اور اس حیثیت کو حیثیت مجہولہ کہتے ہیں، کیونکہ اس کا حامل حقیقتِ مطلوبہ سے بے خبر ہوتا ہے اور یہ بے خبری سابقہ علم کی نسبت ہزاروں درجے ترقی پر ہوتی ہے۔ اگر اس کے بعد فضل ہو جائے، تو پھر ناظر، اخفیٰ ہوتا ہے اور منظور، ذات الٰہی ہوتی ہے چنانچہ فی الاخفیٰ اسی معنی کی خبر دیتا ہے۔ اس مقام پر توجہ کی بُو نہیں رہتی۔ اور یہ دونوں مقامات

Marfat.com

ایسے ہیں کہ اگر توجّہ کی بجائے علم اللہ مل جائے، تو وہ انبیاء کی ولایت کے کمالات کا مالک بن جائے اور اگر "علم اللہ" کی بجائے "ایمان باللہ" مل جائے تو وہ انبیا کی نبوّت کے اصل کمالات کا مالک بن جائے اور یہ قسمت کی بات ہے کہ کس کو مل جائے آخری دو مرتبوں کا ذکر ہم نے اشارتاً کیا ہے، ان تک پہنچنے والا سمجھ جائے گا۔ مقلّد کے لیے یہی چند حرف کافی ہیں۔ السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم (تم پر سلام اور تمہارے ہم نشینوں پر بھی سلام)

مکتوب : ۵

سیّد عبدالرشید جہاں آبادیؒ کے خط کے جواب میں۔

شروع خدا کے نام پر جس کا کوئی شریک نہیں، جس کی صفات میں کوئی تنازع یا اختلاف نہیں اور جس کی کوئی صفت اس کی کسی دوسری صفت کے مخالف نہیں سب تعریف اسی کو سزاوار ہے جس نے اپنے فضل سے عبدالرشید کو ابوابِ مکتوبات کے حالات سے معافی اور اشارات کی خبر دینے والا بنایا۔ ہم بھی ان کی متابعت میں اس امر کی تفصیل بیان کرتے ہیں، جو بہت ہی اہم ہے اور اپنی بات کرنے سے پہلے طوالت سے بچ کر اللہ پاک کی مختصر طور پر حمد کرتے ہیں، جس کی صفات کی کوئی ضد نہیں اور جس کی کوئی صفت ایک دوسری کی ضد نہیں۔ اگرچہ اس کی صفات میں جلال بھی ہے اور جمال بھی، لیکن ان صفات میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ یہ دونوں صفات نقصان کا تقاضا کرتی ہیں، لیکن وہاں کوئی نقصان نہیں۔ حمد و صلوٰۃ اور دعوات و تسلیمات کے بعد مکرّمی و مشفقی کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کے نوازش نامے کے وصول ہونے سے فقیرِ پُرتقصیر عبدالنبیؒ سرفراز ہوگیا اور جو کچھ آپ کے مہربان قلم نے معانی و اشارات کی صورت میں لکھا تھا، اس کے مطالعہ سے شرحِ صدر حاصل ہوئی۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ آپ نے نصائح اور ہدایا سے اس عاجز کی رہنمائی کی۔ اس کا شکریہ کس طرح بیان کردں کہ قلم ایسا کرنے سے

marfat.com

Marfat.com

قاصر ہے ۔آپ کے گرامی نامہ کو حُور و قصُور سے معمُور جنّت الفردوس کی طرح پایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس مرتبہ کی تربیت عطا کرے اور تنومند کر کے ایسی الفت پیدا کرے کہ حُور و قصور سے صرف نظر کر کے ہماری توجّہ اس جنّت کی طرف مبذول کرائے، جس میں حُور و قصُور نہیں اور جس میں اللہ تعالیٰ اپنی تجلّی سے ہنستے نظر آتے ہیں جیسا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اللہ کے پاس ایک جنّت ہے جس میں کوئی حُور نہیں، کوئی قصر و محل نہیں، اللہ تعالیٰ اپنی تجلّی کے ساتھ ہنستے ہیں۔ اس ہنسنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی جناب میں ہنسنا خطا ہے۔ جب پہلے مقام پر حُور و قصُور کا ذکر ہوا تو اس میں وصل پوشیدہ ہے اور استعدادِ عالی کو اس سے تسلّی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ حجاب ہے در حجاب محبُوب سے الگ ہوتا ہے اور خدا سے پوری اُمید ہے کہ وہ اس مرحلہ سے گزار کر بے پردہ توجّہ کرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ پردے سے پرے بلکہ اور پردے سے پرے ہے اور اس وصل کو وصلِ عُریاں کہتے ہیں اور اس مقام پر اگرچہ بیرونی غلبہ ختم ہو جاتا ہے، لیکن وہ توجّہ جو آخری حجاب ہوتی ہے، باقی رہتی ہے اور یہ تربیت دونوں مقامات پر اسمِ دلیل کے ظہُور کے وصل سے ہوتی ہے اور اس کا پھل (علمِ لدُنّی، خداداد علم) کا سایہ ہے اور یہاں مدد کرنے والا جذبہ ہے۔ اس لیے ہر اہلِ صفا پر لازم ہے کہ وہ اللہ سے اُمید رکھے کہ وہ اپنے اسم 'ہادی' کے ظہور کے طفیل ہمارے باطن میں علم لدُنّی کے سایہ کی بجائے علم لدّنی اصلی ظاہر کر دے تاکہ اس کی بدولت توجّہ منقطع ہو جائے۔ پس جان لیجیے کہ وصل جسے وصلِ تلبیس (پردہ دار) کہا جاتا ہے وہ ولایت کی ابتدا میں ہوتا ہے، اور اس ولایت کے وسط کو بعض کے نزدیک ولایتِ صُغریٰ اور بعض کے نزدیک ولایتِ اولیا کہتے ہیں اور وہ وصل جس کو ہم نے وصلِ عُریاں لکھا ہے وہ اس ولایت کے آخر میں ہوتا ہے اور شروع میں توحید وجُودی حاصل ہوتی ہے اور بعد میں توحیدِ شہودی اور وہ وصل ظلّی اور تصرّفِ خیال کی انتہا ہے۔ اور اس کے بعد وصلِ ظلّی کا کوئی دخل نہیں رہتا۔ بلکہ ان

Marfat.com

دونوں مرتبوں کے بعد وصل منقطع ہو جاتا ہے اور فضل ظاہر ہو جاتا ہے اور اس ولایت کو ولایتِ اخص اور ولایتِ ملاءِ الاعلیٰ اور بعض مشائخ کے نزدیک ولایت العلیا کہا جاتا ہے اور اس سے توجہ کٹ جاتی ہے لیکن معدوم نہیں ہوتی، بلکہ وجود اور عدم کے درمیان مشتبہ رہتی ہے ترقی کرنے والے بندے پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس اشتباہ کے دور کرنے کی دعا کرے۔ یہ حالت توجہ کے معدوم ہونے پر موقوف ہے یہ کیفیت اصلی علمِ لدنی کے ظہور سے پائی جاتی ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کے فیضِ عام سے ہے، جو ازلی اور قدیمی صفات سے متصف ہے، جس کی ذات وصفات سے کوئی مطلع نہیں ہوتا سوائے اس کے، جسے اللہ تعالےٰ اصلی علمِ لدنی سے سرفراز فرمائے اور اس وصل میں حجاب کا کوئی تتمہ اور کوئی فاصلہ نہیں ہوتا اور اس میں ان روشن اور حقیقی اشیاء کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور کوئی شے خفیہ نہیں ہوتی اور یہ جان لینا چاہیے کہ یہ آخری بلند مرتبہ خلوالمخیلہ اور تخلیص السری کہلاتا ہے۔ اس میں کوئی حجاب، فاصلہ، نسبت اور اشارہ بطرفِ مطلوب نہیں رہتا۔ اس کے تین مرتبے ہیں۔ اس کی ابتدا کو علمِ حضوری کا مرتبہ، اس کے وسط کو حضورِ علم کا مرتبہ، اور اس کی انتہا کو حضور در حضور کا مرتبہ کہتے ہیں اور اس مرتبہ سے اہل قبور بھی واقف نہیں۔ حالانکہ وہ حور وقصور کی نعمتوں سے فیض یاب ہو رہے ہوتے ہیں اور ان تینوں مرتبوں کی تحقیق نہایت مشکل اور پیچ در پیچ ہے۔ اس کی تشریح کاغذ کے صفحہ پر نہیں ہو سکتی۔ اس لیے اسی مختصر پر اکتفا کیجئے، اس ولایت کو انبیائے بزرگ کی ولایت کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہ ولایت کبریٰ ہے۔

اس مرتبہ کے بعد انبیائے کرام کی نبوت ہے اور ان دونوں مرتبوں کے درمیان کوئی فرق نہیں، سوائے تفصیل اور اجمال کے۔ کیونکہ پہلے وصلِ اصلی وعلمی میں حقیقتِ قدیم کی صفات کا تفصیل سے ذکر ہوتا ہے اور دوسرے وصل میں ایقانِ اصلی اور ایمانِ غیبی کی طرف علم کا عروج ہوتا ہے اور یہ تمام کمالات سے منزہ ذات سے وصل ہے اور یہ

marfat.com

Marfat.com

اجمال ہے جو ایک بحرِ عظیم ہے، جس کی بے شمار تفصیلات ہیں اِس اجمال و تفصیل کو اُس اجمال و تفصیل پر قیاس نہیں کرنا چاہیے جو نچلے مرتبوں میں پائے جاتے ہیں، کیونکہ ان میں تشبیہات، حجابات، تلبیس اور غلطیاں بھی ہیں۔ یہ دونوں مرتبے یعنی ولایتِ انبیا اور ان کی نبوت، انہی تک مخصوص ہے، اللہ تعالےٰ نے یہ مقرر کر دیا ہے کہ ان کے بعض کمالات ان کے بعض اولیا پر پیروی اور متابعت کی بدولت مکمّل اور حقیقی طور پر، محض تشبیہ اور سایے کے طور پر نہیں، ظاہر کیے جائیں اور یہ اللہ کا فضل عظیم ہے، جسے چاہے اسے دیتا ہے یہ خوش بختی کی بات ہے۔ دیکھیں کس تک پہنچتی ہے۔ ان دونوں بلند مرتبوں میں خیال و جذبہ کی لَو تک نہیں ہوتی۔ بلکہ ان میں توجّہ، اللہ تعالےٰ کی طرف سے پسندیدگی اور برگزیدگی ہے۔

مکتُوب : ۶

یہ مکتُوب اُس حدیثِ قدسی کی تحقیق میں ہے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں۔ چنانچہ میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ پہچانا جاؤں۔

اللہ تعالےٰ اپنی تمام صفات شانوں اور اُن کے تقاضوں کے مطابق واحد حقیقی ہے اور عین وحدت و توحید میں اس کی تمام صفات، شانیں، اور ان کے تقاضے مجمل و مفصل اسی کو معلوم اور محقّق ہیں اور اُن کے ظہور کے مختلف مراتب میں پابند ہونے کے بارے میں وہ مکمل طور پر بے نیاز ہے جیسا کہ میرے ایک عزیز نے کہا ہے ؎

ہر شان و صفت کہ ہستیِ حق دارد — در خود ہم معلوم و محقق دارد

(اللہ تعالےٰ کی ذات جو شان و صفت رکھتی ہے، اسے اپنے طور پر پوری طرح معلوم ہے)۔

Marfat.com

وہ پابندیوں کے بارے میں آپ اپنا محتاج ہے اور ان کے دیکھنے سے بالکل بے نیاز ہے۔ چنانچہ کتابوں میں یہ جو خزانۂ پوشیدہ کا ذکر ہے، تو یہ پوشیدگی دراصل پوشیدگیِ عُرفی نہیں ہے۔ بلکہ اپنی کمال ذاتی اور صفاتی بے نیازی کے باوجود اُسے اپنی صفات اور ان کے تقاضوں کا ظہور پسند آیا، جیسا کہ اس نے فرمایا "میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں" اور چونکہ وحدتِ حقیقی کا مرتبۂ صفات و ملزومات کے تمام مراتب کا جامع ہے، اس لیے وہ غیبِ حقیقی کے مرتبے میں اپنی جامعیت کے ساتھ ظاہر ہے، اور اس کی محبّت کے تقاضے سے اس کی تمام صفات و ملزُومات کے ظہور کا مرتبہ ایسا ہے کہ اسے "غیب الغیب" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ پہلے اجمالی طور پر شہُود کے مرتبے پر اور دوسرے تفصیلی طور پر، کہ کہا "پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ جانا جاؤں"۔ چنانچہ اپنی حکمتِ کاملہ سے اس "غیب الغیب" کے جامع مرتبے کو شہُود کی جامعیت سے ظاہر کیا۔ چونکہ وحدتِ حقیقی اپنی تمام ذاتی صفات کے ساتھ ازل سے ظاہر اور شہُود کی قید سے پاک ہے، اسلیئے عین شہُود کے عالم میں بھی ظاہر و حادث ہونے کی قید سے آزاد ہے۔ یہ صرف کہنے کے لیے ہے جیسا کہ فرمایا۔ "صرف اللہ تھا اس کے ساتھ اور کوئی شے نہیں تھی اور وہ اب بھی ویسا ہی ہے، جیسا کہ پہلے تھا" جس طرح وہ پہلے کسی قید کے بغیر ظاہر تھا، اسی طرح وہ اب بھی اپنے ظہُور سے ظاہر ہے۔ کوئی حلول، کوئی اتصال، کوئی قید اور کوئی فصل نہیں۔ اور صاحبِ بصیرت اپنی آنکھوں سے مطلق غیب کو اُسی طرح دیکھ سکتا ہے، جس طرح دنیا کے ظہُور کے بعد اور اس کے سامنے کوئی پردہ نہیں۔ اس پہلے دیکھنے کے مرتبہ کو شہُودِ اوّل کا نام دیا جاتا ہے اور شہُودِ اوّل کا یہ مرتبہ ذات کے ظہُور کے ضمن میں اسمائے جامعہ اور صفاتِ حقیقی کی بدولت ہر اسم، صفت اور اس کے ملزُومات کو اپنے اندر شامل رکھتا ہے، خواہ انسان اور فرشتے کے حقائق ہوں اور خواہ جو کچھ زمین و آسمان میں اور ان کے اندر ہے۔ اور چونکہ شہُودِ اوّل کے مرتبہ میں انسانی صفات

Marfat.com

کے انوار دوسری تمام مخلوقات کے انوار سے افضل ہیں، اور انبیا حضرات کے انوار تمام انسانوں کے انوار پر محیط اور عالی ہیں، اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اس حدیثِ قدسی کے مطابق "اگر تو نہ ہوتا، تو میں اپنی ربوبیت ظاہر نہ کرتا" تمام کائنات کے سرتاج اور حاصلِ موجودات ہیں، کا نور تمام انبیا (سب پر سلام و درود) کے نور سے زیادہ افضل، کامل، قابل اطاعت اور ظاہر ہے، وہ شہودِ اوّل کے مرتبہ میں واجب الاطاعت ہیں، کیونکہ آنحضرت کا نور مرتبہ اوّل کے غیبِ مطلق اور وحدتِ حقیقی اپنی تمام صفاتِ ذاتی کے ساتھ ظاہر و موجود ہے اور صفات کے ملزومات جو غیب الغیب ہیں اور ذاتی پوشیدگی کا درجہ رکھتے ہیں، اس لیے نورِ محمدی جو اللہ تعالےٰ کی شان کا مظہر جامع ہے، شہودِ اوّل کے مرتبہ میں خارجی طور پر ظاہر و موجود ہوا اور دوسرے تمام مراتب شہودہ اس شہودِ اوّل کے مرتبہ میں مخفی اور پوشیدہ ہیں چنانچہ ثابت ہو گیا کہ اگر شہودِ اوّل کے مرتبہ کو مجموعی طور پر نورِ محمدی کا مرتبہ کہیں، تو مناسب ہے اور جب شہودِ اوّل کے مرتبہ کی جامعیت کی حقیقت "جو نورِ محمدی ہے" بیان ہو گئی، تو اس کے بعد اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس کے مفصّل مراتب کو بیان کیا جانا چاہیے۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اللہ کے نور میں سے ہوں اور تمام عالم میرے نور سے ہے"، اگرچہ حکمتِ بالغہ سے نورِ محمدی کے ضمن میں، کہ اسے شہودِ اوّل کہتے ہیں، اسماء صفاتِ حسنہ کے تقاضوں کے انوار کو مخلوق فرمایا گیا اور ہر فرد کے نور کو روحانی اور جسمانی ظہور کا مقتضیٰ قرار دیا۔ لیکن چونکہ تخلیق سے مقصود اللہ تعالےٰ کی معرفت کا ظہور تھا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا "تاکہ میں جانا جاؤں"، اس لیے معرفت کا ظہور معرفت کے نور کے ظہور کے بغیر اور ہر فرد کے نور کے ظہور کے بغیر ایک دوسرے سے روحانی اور جسمانی طور پر اجمال کے مرتبے سے حاصل نہیں ہوتا اور تمام توابع کا ظہور تمیزی، اولیّں واجب الاطاعت کے ظہور پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے، موقوف ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

کے نُور میں دو قابلیتیں ہیں یعنی ایک روحانی ظہور کے مقتضیٰ کی قابلیت اور دوسری جسمانی ظہور کے مقتضیٰ کی قابلیت۔ پہلی قابلیت کے تقاضے کے مطابق کہ ظہورِ روحانی کی مقتضی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ اعظم کی بدولت تمام ارواح، مرتبۂ خارج میں پیدا ہوئیں اور تمام انسانوں کی ارواح کو مراتب کی تفصیل سے درجہ بدرجہ ایک دوسرے سے تمیز کرنے کے لیے نام دے کر روحِ اعظم سے جو اُمّ الارواح ہے، ظاہر کیا' اور پردہ پوشیدگی سے رہائی دی۔ دوسری قابلیت کے تقاضے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور سے جو جسمانی ظہور کی مقتضی ہے، آنحضرت کے اصلی بدنِ مبارک کو کہ تمام عناصر کے مراتب کا اجمال ہے، عرش کے اُوپر پیدا کیا گیا، اور وہاں سے عناصر کے مراتب کے اجمال کو عرش کے نیچے رکھا گیا، اور وہاں سے مناسب ترتیب کے ساتھ عناصرِ مفصّل کو آسمانِ دنیا پر بھیجا گیا اور ان تمام عناصر کو اجسامِ مُفصّلہ کا سرچشمہ قرار دیا گیا اور "عالم میرے نُور سے ہے" کا مطلب یہی ہے۔ لیکن ارواح و عناصر کی تمیز شدہ کثرت کے باوجود اصل مقصد یعنی معرفت ابھی میسّر نہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ (اللہ ان کی روح کو پاک کرے) کا قول ہے کہ رُوح اپنی پیدائش کے وقت خدا سے بیگانہ تھی لیکن اس بیگانگی کو پہچانتی نہیں تھی کیونکہ شناخت اور پہچان شہُود سے پیدا ہوتی ہے اور شہُود وُجود کے منافی ہے۔ یہی وجہ ہے[1] کہ رُوح نے جو اپنی لطافت کے باوجود اپنے وُجود کا احساس رکھتی ہے، اور ماسوا کو فراموش کرنا جسمانی تعلق پر موقوف ہے، اپنی تخلیق کے اصل مقصود کے حصول کے لیے اور رضائے خداوندی کی خاطر جسم کی ظلماتِ بیں داخل ہونا گوارا کیا۔ لیکن چونکہ اس ظُلماتِ

---

[1] اہلِ تصرّف کے ہاں مجاہدہ و مشاہدہ سے یہ بات طے شدہ ہے کہ روح عالمِ ارواح میں فرشتوں کی طرح تھی، اور فنا کی نسبت سے منسوب نہ تھی، کہ وہ تلاش کرتی۔ پس اسے سمجھئے۔

Marfat.com

جسمانی سے نجات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہورِ واجب الاطاعت کے بغیر نہیں ہوسکتی تھی، اس لیے اللہ تعالےٰ نے سرورِ کائنات کے ظہور کے تمام مقدمات کو اول و آخر کے مراتب کی ترتیب سے ہر امت میں ظاہر کیا اور ان کی محبت کی برکت سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق بعض انبیا نے درجۂ کمال کو پہنچ کر معرفت حاصل کی۔ لیکن چونکہ معرفت کا حصول واجب الاطاعت کے نور کی پیروی کرنے سے ہے، ہر امت کے لوگوں نے اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق اپنے اپنے واجب الاطاعت کی پیروی سے معرفت کا کچھ حصہ حاصل کیا۔ اور مکمل معرفت جو حضرت سرورِ کائنات کے ظہورِ جامع پر دار و مدار رکھتی ہے، آنحضرت کے ظہور کے بعد اس امت کے ہر فرد کو اس کی استعداد کے مطابق مرحمت فرمائی اور قیامت تک اُمید ہے کہ معرفت کے کمال کی انتہا جو خدائے لم یزل کو محبوب ہے، اس اُمت کے خاتمے پر ختم کی جائے گی یہی وجہ ہے کہ قرآن کی موجودگی سے تمام گزشتہ الہامی کتابیں منسوخ ہوگئیں، اور قرآن خود ہر قسم کے نسخ سے محفوظ رہا ہے۔ اے اللہ میرے لیے معرفت اُسی طرح آسان کر دے جس طرح تو نے ہمارے نبیؐ پر کی تھی، اور ہمارا خاتمہ ایمان اور اسلام پر فرما۔ اے لوگو! حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجو، جیسا کہ ان کی شان کے شایاں ہے۔

مکتوب: ۷ (الف) سوال

شیخ سعید ساکن تہارہ کے بعض سوالات کی تحقیق میں۔

سُوال۔ نَحمدہٗ ونَصلّی علی النّبی الکریم۔ حقائق و معارف کی پناہ اور بزرگی و کمالات کی بارگاہ حضرت شاہ عبدالنبی جیوؒ کی خدمت میں خداوند تعالےٰ انہیں سلامت رکھے وہ فقر کی مسند پر متمکن رہیں اور اہل دنیا کو فیض پہنچاتے رہیں۔ از طرف فقیہ محمد سعید۔ سلام مسنونہ کے بعد عرض ہے کہ آپ کی بزرگی کے اوصاف، اور حقائق و معارف

Marfat.com

کے کمالات بعض لوگوں کی زبانی سُنے، اس وجہ سے آپ سے ملاقات کا شوق بے حد و انتہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ کوئی ایسا ذریعہ پیدا کر دے، کہ یہ دُوری کا حجاب اور مہاجرت کا پردہ اٹھ جائے اور آپ کی زیارتِ پُرمسرّت حاصل ہو۔ بعد ازاں آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ چند سوالات کے جوابات ضمیرِ پُرتاثیر سے مل جائیں تو اس فقیر کی تسلّی ہو جائے۔ **پہلا سوال**: تمام درویش اس دنیا (عالم ناسُوت) کی بات تو کرتے ہیں لیکن کسی نے اس کی حقیقت کو اتنا مفصّل بیان نہیں کیا یعنی کہ اس کی ابتدا کیا ہے؟ اس کی انتہا کیا ہے؟ جس سے بات پُوری طرح سمجھ میں آجائے۔ **دُوسرا سوال**: رُوح کے ذکر کی کیفیّت کے بارے میں بزرگوں نے فرمایا ہے کہ زبان کا ذکر اس کی سخت آواز ہے، دِل کا ذکر اس کا اندیشہ ہے اور رُوح کا ذکر اس کی راحت ہے۔ اس کا مقام کہاں ہے؟ اور اس کا ذکر کیا ہے؟ **تیسرا سوال**: درویش کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہے جہاں نہ کوئی عاشق رہتا ہے، نہ معشوق۔ وہ مرتبہ کونسا ہے؟ اور دونوں کس طرح محو اور ختم ہو جائیں گے؟ **چوتھا سوال**: حضرت رسُولِ مقبُول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے ربّ کو معراج کی رات ایک بے ریش لڑکے کی صورت میں دیکھا اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو معراج کی رات عورت کی شکل میں دیکھا۔ بے ریش لڑکے اور عورت کا کیا مطلب ہے؟ امید ہے کہ آپ براہِ کرم دُرست جواب سے ممنون فرمائیں گے۔

مکتُوب: ۷ (ب) جواب

سیّد محمّد سعید کے مذکورہ بالا سوالات کے جواب ہیں۔

باسمہٖ۔ تمام عظمت اور بزرگی خدا کے لیے ہے اور جتنی عظمت کا خیال دل میں آئے، اللہ تعالےٰ اس سے بہت آگے ہے۔ چنانچہ جب تُم نے یہ بات جان لی، تو سمجھ لو کہ

Marfat.com

جو کچھ تمہارے دل میں آئے گا۔ وہ عالم ناسُوت سے ہے، اور جب اس سے تجھے چھٹکارا حاصل ہو جائے، اور جب تیری قوّتِ متخیلہ اللہ تعالےٰ کے ذکر کے سوا ہر شے سے خالی ہو جائے، تو پھر وہاں رب کی شان ہوتی ہے اس تحقیق سے ظاہر ہو گیا کہ جو شخص ناسُوت میں پھنسا ہوا ہے اس پر نسیان کا غلبہ ہوتا ہے۔ عاشق و معشوق میں نقطۂ وحدت سے تعلق رکھنے کے بعد کثرت ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ علم، جُوان دونوں میں تمیز کر سکتا ہے، وہ حقیقت مطلُوبہ سے ناواقف ہوتا ہے۔ اس لیے اس سالک پر واجب ہو گیا کہ وہ اس مقام سے اللہ تعالےٰ کی طرف ترقّی کی دعا کرے، تاکہ وہ حقیقی مومن بن جائے۔ پس جان لیا جائے کہ یہ ناسُوت کا مقام ہے، جس کی تحقیق کلام کے شرُوع میں ہو چکی ہے اور یہ سب قلب کا کمال ہے، جس کا ذکر مقامِ روح کے نیچے ہے اور جب قلب کے مقام میں وسوسہ اور اندیشہ پیدا ہو، تو یہ مقام سالک کے ٹھہرنے کے لیے نہیں، بلکہ اُسے اس سے آگے بڑھ جانا اور کمالِ روح سے مل جانے چاہیے اور وہاں ربّ کے سوا اور کوئی نہیں اور یہ مقامِ راحت ہے، جو ایک طویل ذہنی سفر طے کرنے کے بعد ملتا ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ مقام ناسُوت میں متوسط سالک کے لیے مختلف صورتوں میں تجلیات ہوتی ہیں، جو بعض اوقات انسان کی صورت میں خواہ مرد یا عورت، کبھی گھوڑے کی شکل میں بھی اور کبھی اس دنیا کی دوسری مختلف صورتوں میں پھرتی ہیں اور ناسُوت کا لفظ الناس (انسان) سے نکلا ہوا ہے، اور انسان کی بزرگی کی وجہ سے اس ساری دنیا کو عالم ناسُوت کہتے ہیں اور چونکہ انبیا کی شان، قوّتِ متخیلہ اور متصورہ سے بلند ہوتی ہے۔ اس لیے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ تعالےٰ کو ایسی صورت کے لباس میں دیکھیں۔ اس لیے ہم پر واجب ہے کہ رب کے نام کو جبرئیلؑ سے منسوب کریں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف کی حکایت میں بیان کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا

Marfat.com

کہ میرے رب نے میرے لیے کیا عمدہ ٹھکانا بنایا۔ اور بعض مفسرین نے ایسے مقامات کی تحقیق میں کہا ہے کہ ایسے الفاظ متشابہات میں سے ہیں۔ ان پر ایمان لانا چاہیے، لیکن ان کا کھوج نہیں لگانا چاہیے۔

مکتوب : ۸ (الف) سوال

حضرت میر علیم اللہؒ کی طرف سے، جو ظاہری و باطنی کمالات رکھتے ہیں، تخلیقِ عالم کے بارے میں استفسار۔ کہو، تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، اور سلام اُس کے منتخب بندوں پر۔ فقیر علیم اللہ کی طرف سے یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ تخلیقِ عالم کے بارے میں بزرگ مجتہدین اور صوفیائے کرام کے بیانات میں بظاہر تضاد پایا جاتا ہے، اس لیے کہ بزرگ مجتہد اس دنیا کی پیدائش عدم سے جانتے ہیں، اور صُوفیائے کرام نُور سے سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ اپنی اپنی تائید میں کتاب وسنّت سے دلیل پیش کرتے ہیں اور یہ دونوں گروہ دین کے سرخیل ہیں۔ لیکن ان کے اقوال میں تضاد ہونے کی وجہ سے کسی ایک قول کو قبول کرنا مشکل ہے، کیونکہ ایک کی بات کا اقرار کرنے کا مطلب، دوسرے کی بات کا انکار کرنا ہے۔ لیکن محقّق دونوں اقوال میں مطابقت پیدا کرنے کے لیے تخلیقِ عالم کو منفی صفات کے نُورِ خاص سے جانتا ہے، جو عدم اور وجود سے مخلُوط ہے۔ ان دونوں اقوال میں سے ہر ایک، دونوں مذکورہ ارکان، یعنی عدم اور وجود سے ثابت ہے۔

نکتہ :

واجب الوجود کا وجُود اسی طرح ہے، جس طرح حق تعالےٰ کی ذات کا وجُود صفات کے ساتھ، اور عدم مانعِ وجود ہے، اور اللہ تعالےٰ سے شریک کی مانند ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان برزخ ہے، جسے ممکن الوجود عدم اور ممکن العدم وجُود قرار دیتے ہیں۔ اور تخلیقِ عالم کو ممکن الوجود عدم سے محال نہیں سمجھتے۔ اسی طرح ممکن العدم

Marfat.com

وجود سے اس کی عدمیت کو ناممکن نہیں سمجھتے اور منفی صفات مثلاً لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (اس کی طرح کوئی اور شے نہیں) اور لم یَلِد ولم یُوْلَد (نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی نے اس کو جنا) اور لا شریک لہٗ (اس کا کوئی شریک نہیں) وغیرہ وغیرہ، اور مذکورہ صفات کے وجُود کو جو عدم و وجود سے ملا جُلا ہے، نُور کے علاوہ نہیں مانتے۔ جیسا کہ حضرت جیو قدس سرہٗ نے ایک رباعی میں فرمایا ہے:۔ رباعی

نُور است وجُود، عینِ نُور است وجُود!

ظاہر علمی بمقتضیاتِ وجُود!

وجہی مخفی کہ بود حیث العرفاں

اظہر شدہ باظہورِ عرفان بشہُود!

ترجمہ:۔ وجُود نُور ہے۔ اور نُور وجُود کا عین ہے۔ وجُود کے تقاضوں سے علم کا ظہور ہوتا ہے۔ عرفان کے حساب سے ایک رُخ پوشیدہ رہتا ہے۔ اور وہ عرفاں کے ظہور سے شہُود میں ظاہر ہوتا ہے۔

اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ محققین کے نزدیک ذات وصفات میں سے کوئی شے سمجھ میں نہیں آسکتی۔ چنانچہ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ قول دلیل ہے "ادراک، ادراک کو سمجھنے سے قاصر ہے"۔ اس مرتبہ کو علم الیقین اور علمِ حضوری مانا جاتا ہے۔ اور جب سالک اس مرتبہ سے بلند ہو جاتا ہے، تو اس علم کو حق تعالےٰ کا علم جان کر اپنے آپ کو اس علم سے حاضر محسوس کرتا ہے۔ اس مرتبہ کو عین الیقین اور حضوریِ علم سمجھتا ہے اور جب اس مرتبہ سے بھی بلند ہوتا ہے، تو اس علم کو حق تعالےٰ کی ذات کے سوا نہیں سمجھتا۔ اس مقام پر اللہ کی صفات لَاغَیْرُہٗ وَلَاعَیْنُہٗ (اس کے سوا اور اس کی مثل کوئی نہیں) کے معانی واضح ہوتے ہیں۔ اس مرتبہ کو حق الیقین اور

Marfat.com

حضوریِ حضور گنا جاتا ہے۔ مزید برآں چونکہ بزرگوں کے نزدیک اللہ تعالےٰ کی صفاتِ "لاغَیْرَہٗ ولاعَیْنَہٗ" کو ذات کے ساتھ صفات مقرر کر کے واجب الوجود کے واحد مرتبہ سے الگ نہیں گنا جاتا۔ اور چونکہ حق تعالیٰ خود بخود قائم ہے اور اس کی ذات کے ساتھ اس کی صفات ہمیشہ سے ہیں۔ اس لیے اس کا کوئی مثیل نہیں اور لاغَیْرَہٗ ولاعَیْنَہٗ" کی یہی نسبت اس کی تمام صفات کے ساتھ لازم ہے۔ اس لیے اس کی منفی صفات (کہ اس سا کوئی نہیں)، اور مثبت صفات کے درمیان یہی نسبت جان کر اس کی مثبت صفات کو اس کی منفی صفات سمجھتے ہیں اور اس کی ہر مثبت اور منفی صفت اس مقام پر غیریت کی وجہ سے ظاہر ہے اور ممکن الوجود جو منفی نور کی بدولت کہ عدم اور وجود سے مخلوط ہے، غیریت کی ان دو وجوہ سے مخلوق ہے یعنی نہ وہ واجب الوجود کے مرتبہ پر ہے اور نہ قیام کے مرتبہ پر، کیونکہ وہ خود بخود قائم ہے اور شریک، اللہ تعالےٰ کی صفات کے برخلاف اگرچہ خود بخود قائم نہیں لیکن واجب الوجود کے مرتبہ میں شریک ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ممکن الوجود ہر حالت میں ذات وصفات سے الگ ہوتا ہے، اور جو لوگ تمام وجوہ سے یا کسی وجہ سے عَینیّت کے قائل ہیں، واضح غلطی سے منسوب کیے جاتے ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ اُس کی شان کے امور کیا کیا ہیں اور وہی ہدایت دینے والا ہے۔ چونکہ منفی صفات کا نور عدم و وجود سے مخلوط ہے، اس لیے بزرگ مجتہد اور صوفیائے کرام تخلیقِ عالم کے سلسلے میں عدم و وجود دونوں کے قائل ہیں۔ اور چونکہ ذات اور اس کی مُثبت صفات دونوں مثبت ہیں، اس لیے مثبت صفات اس کی ذات کے زیادہ قریب ہیں، اس لیے اللہ تعالےٰ کی ذات کو مثبت صفات سے پکارا جاتا ہے۔ اور مفعول و مخلوق کے مرتبہ میں فاعل و خالق کی ممکنات، منفی صفات کے برخلاف پوری طرح ظاہر ہیں۔ کیونکہ منفی صفات کی ذاتِ ممکن سے قربت ہے۔ وہ عدم و وجود سے مخلوط ہیں۔ لہٰذا مفعول و مخلوق کی ذاتِ ممکن منفی صفات

Marfat.com

کے خاص نُور کی بدولت ثابت ہے۔

عطیہ:

غیریت کے تمام پہلوؤں کے حساب سے ممکن کا مرتبہ، منفی صفات کے نُور کے مرتبے سے کہ اُسکے نور سے وہ مخلُوق ہے، وہی تعلق رکھتا ہے، جو متکلّم کی باتوں کی آوازیں کہ وہ آناً فاناً عدم و وجود میں ہوتی ہیں۔ متکلّم اور کلام سے ان آوازوں کو مَوت کی سی نسبت ہے۔

عطیہ:

واضح ہو کہ خالق، جس طرح مخلوقات کی تخلیق سے پہلے، تخلیق کے وقت اور تخلیق کے بعد باقی ہے اور مخلوقات اپنے خالق کی عینیّت کے بغیر یا غیریت کے باوجود آناً فاناً فنا پذیر اور ہلاکت پذیر ہیں، اسی طرح متکلّم بھی کلام سے پہلے۔ کلام کے وقت اور کلام کے بعد، ثابت و قائم اور اس کا کلام عینیّت کے بغیر اور غیریت کے باوجُود فنا پذیر اور ہلاکت پذیر ہے۔ نیز اس پر اللہ تعالیٰ کا کلام شاہد ہے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (اس کی ذات کے سوا ہر شے ہلاک ہو جانے والی ہے) اور كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (ہر شے فانی ہے) اس لیے کہ ہلاک اور فانی دونوں دوام کا مفہوم رکھتے ہیں۔ یعنی بلا قیدِ زمانہ اس کے لیے ہلاکت اور فنا ہے۔

مکتُوب: ۸ (ب) جواب

متقی و سیدی سید علیم اللہؒ کے نام جو حضرت پیر دستگیرؒ کے خلیفہ ہیں۔ اس مسئلہ کی تحقیق میں کہ تخلیقِ عالم عدم سے ہے، یا نُور سے اور اس بیان میں کہ تخلیقِ عالم مثبت صفات سے انتساب رکھتی ہے، یا منفی صفات سے۔

اوّل و آخر، ظاہر و باطن تمام تعریف صرف اللہ کے لیے ہے۔ حضرت پیرانِ پیرؒ کے آستانِ سیادت پناہ کے کمترین خادم کی طرف سے نیازمندانہ سلام کے بعد عرض

Marfat.com

ہے ۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی آپ کی مُلاقات کا شوق تھا، لیکن ان چند صفحات کے مطالعہ نے، جو آپ نے تخلیقِ عالم کی تحقیق کے بارے میں لکھے ہیں، آپ کی کشش کی وجہ سے اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کی ملاقات سے استفادہ کروں ۔ لیکن یہ امر وقت پر موقوف ہے ۔

آپ کی تحریر کے مطالعہ سے چند شبہات جو اس خاکسار کے دل میں پیدا ہوئے ہیں، وہ پیش خدمت ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ ان کی تفصیل فرمائیں گے ۔ آپ کے علمِ مبارک میں ہے کہ محققین کے نزدیک اشیاء کی حقیقت سات[1] صفات کے متعلقات سے وابستہ ہے ۔ مثلاً معلُوماتِ علم کے متعلق، مقدوراتِ قدرت کے متعلق اور مرادوں کے ارادے کے متعلق، اور علےٰ ہذالقیاس ۔ ان صفات اور ان کے متعلقات کا ظہور خود 'لا' سے واقع ہوا ہے اور اشیاء کے وجود، صفات کے متعلقات سے عبارت ہیں جیسا کہ خلّاقی، رزّاقی وغیرہ اور آپ نے معرفت کی جو باتیں لکھی ہیں، ان سے معلُوم ہوتا ہے کہ تخلیق عالم منفی صفات کی وجہ سے ہے، جو عدم و وجود سے مخلُوط ہیں۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ مثبت صفات ذات کے قریب ہیں اور منفی صفات ممکن کے قریب اس مقام پر چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا: یہ کہ چونکہ آں جناب کی کوئی بات خلاف سنّتِ رسول نہیں، پھر یہ کہنا کہ منفی صفات عدم و وجُود مخلُوط ہیں، کس بُنیاد پر ہیں اور کس لیے ہیں، اور اگر بالغرض یہ مان بھی لیا جائے، تو بھی یہ عجیب بات ہے کیونکہ جب یہ بات طے شدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صفات وجُوب کا مرتبہ رکھتی ہیں اور عدم محض "لا شئے" ہے، تو پھر صفاتِ واجب، عدم کے ساتھ کس طرح اختلاط کر سکتی ہیں؟ اور کیوں کر سکتی ہیں؟ کیونکہ یہ سب امکان و اعتبار سے تعلق رکھتی ہیں ۔ دوسرا: یہ کہ جس

---

[1] سات صفات، حیات، علم، قدرت، کلام، سمع، صبر اور ارادہ

Marfat.com

طرح ذات کے ساتھ صفات کی معیت برابر ہے، اسی طرح صفات تمام ممکنات کے ساتھ ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو دوسرے کے ساتھ قریب یا اقرب کی نسبت کس طرح دی جاسکتی ہے؟ کیونکہ یہ مطلق ہیں۔ نیز اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ مخلوقات میں منفی صفات کے سوا کوئی مثبت صفات موجود نہ ہوں۔ جیسا کہ سننے، دیکھنے، جاننے اور رکھنے وغیرہ کی صفات ہیں اور اگر بالغرض یہ مان بھی لیا جائے کہ مخلوق کی صفات منفی صفات کی اُمّ الصفات (ماں) ہیں اور باقی تمام صفات ان کے ماتحت ہیں۔ کیونکہ اگر منفی صفات کا ظہور دوسری تمام صفات کے ظہور پر سبقت رکھتا ہے، تو پھر ماننا پڑے گا کہ اس سبقت کی وجہ سے، اپنے سوا، ہر قسم کے ظہور پر اس کو بالادستی حاصل ہو گی۔ اور صورت یہ ہے کہ تمام اولیا اللہ کے نزدیک سات صفات اُمّ الصفات (تمام صفتوں کی ماں) ہیں۔ خواہ یہ وجوب کا مرتبہ ہو اور خواہ امکان کا مرتبہ۔ کیونکہ قابل اطاعت ہونے اور اطاعت کرنے کا اطلاق، صفاتِ واجب پر ان کے متعلقات کو دیکھنے سے ہوتا ہے نہ کہ خود ان پر۔ کیونکہ وہ سب تو اللہ تعالےٰ کی ذاتِ واحد کی قابلیتیں ہیں کیونکہ یہ سب سمجھ میں آنے والی ہیں اور اُس مرتبہ میں ہمارے ادراک کا کوئی مقام ہی نہیں۔ **تیسرا** یہ کہ منفی صفات مثلاً لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ، لَم یلد ولم یولد، وغیرہ ذات کا نقصان پورا کرنے والی اور کسی دوسرے شریک کے وجود اور مثبت صفات کو مانع ہیں، جیسا کہ علم غیب و حاضر اس کے خالق، باری، اور مصور ہونے کا ظاہری مقتضیٰ مخلوق ہے۔ اگرچہ یہ بھی مخفی طور پر نقصان کو پورا کرنے اور شریک کے وجود کو منع کرنے والی ہیں۔ اس لیے اس لحاظ سے زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ تخلیق عالم کا سبب مثبت صفات کے نور کو کہا جائے۔ اور یہ حقیقت کے لحاظ سے بھی درست ہے۔ کیونکہ پہلے پہل تمام وجوہ سے کہ اس سے پہلے موجود ہوں علم کے معلوم ہونے، قدرت کے اندازہ کرنے اور ارادے پا لینے کا استعمال اطلاقاً ہوا ہے، اور یہ سب ازل سے مقرر

Marfat.com

شدہ وقت پر اعتبار کے مرتبہ پر مشہودات کی موجودگی کی مقتضی ہیں، اور یہ وقت کا مقرر ہونا بھی معلوم و مقدور کی شان رکھتا ہے۔ اور کُنْتُ کنزاً مخفیاً (میں ایک مخفی خزانہ تھا) اسی مرتبہ کے اعتبار سے کہا گیا ہے۔ اور اس صورت کے لحاظ سے بھی کہ تخلیقِ عالم اپنی ہر حیثیت سے پابند ہے خواہ ظاہر کرنے، خواہ ظاہر ہونے کی حیثیت سے۔ اور ایک دوسرے کی نسبت سے مظہریّت، تقدیرِ ازل کے حساب سے مقرّرہ اوقات پر پیدا کرنے اور موت دینے میں موجود تھی، موجود ہے، اور موجود رہے گی۔ یہ حالت ابد تک رہے گی فَخَلَقتُ الخلقَ لاُعرَف (میں نے مخلوق کو اس لیے پیدا کیا کہ پہچانا جاؤں) کا مقام اِسی حیثیت سے ہے، اور اس کا ایک حاصل یہ بھی ہے کہ اس سے بزرگ مجتہدین اور صوفیائے کرام کے اقوال کا تضاد بھی ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ موجودیت کے لیے اور ممکن الوجود عدم کے ظاہر ہونے کے لیے ایک ایسے نُور کی ضرورت ہے، جو ازلی اور ابدی ہو۔ اور وہ صفاتِ ذات کا نُور ہے کہ ازل ہی سے اس کے انوار کے کمالات دنیا کی ظاہر و مخفی موجودات پر حکم چلا رہے ہیں اور یہ دنیا تقیّد و حدوث کے مرتبے سے ایک قدم اِدھر اُدھر نہیں جا سکتی۔ سوائے عدم کے مرتبہ کے، اور جب تک ازل سے مقرّرہ وقت وجود میں نہ آجائے، زندگی، موت اور دوسری صفات دنیا کے کسی ذرّے سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ اور کوئی شے عدم سے وجود میں نہیں آتی۔ پس دنیا تقیّد، حدوث، اور وجود کی مختلف حیثیتوں سے کہ انہی خصوصیات سے اس نے نام پایا ہے، عدم سے الگ ہے، اور معلُومیت، مقدُوریت اور مرادیت کی حیثیت سے نُورِ ازل و مطلق سے اس کا کوئی تضاد نہیں رہتا اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے، اس کا مطلب پوری طرح واضح نہیں ہوا کہ کس قسم کا تضاد پیدا ہوتا ہے، اور امید ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو جس حقیقت سے آگاہی بخشی ہے، تحریر فرمائیں گے۔ تاکہ

Marfat.com

ہم درماندہ لوگ سچّی سعادت حاصل کرسکیں. کیونکہ یہ بندۂ حقیر لکھنے کے معاملے میں اُمّی ہے، اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو درگزر کریں اور اصل بات کی طرف نگاہ رکھیں. اللہ تعالےٰ آپ کو اجر دے گا. صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰے عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

مکتوب: ۹ (الف) سوال

فضیلت مآب شیخ علی احمد سہارن پوری کی طرف سے بعض حقایق کے بارے میں چند سوالات۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے کے حبیب پر درُود بھیجتے ہیں. عبدالصمد علی احمد کی طرف سے سلام. عرض ہے کہ ہردوار کے اس علاقے میں کُفّار کا ایک عبادت خانہ ہے. ہر سال ہر طرف سے ہندُو یہاں جمع ہوتے ہیں. خاص طور پر بارہ سال کے بعد کفّار کا زبردست اجتماع ہوتا ہے اور عقل ان کی تعداد شمار کرنے سے عاجز ہے، جب اس معاملہ پر غور کیا گیا، تو معلُوم ہوا کہ اس عبادت خانے کے اندر بھی ایک حقیقت ہے، جس طرح کعبہ معظمہ جو اللہ تعالےٰ کے نام کا مظہر ہے، کے اندر ایک حقیقت ہے اور انسانوں کے دلوں کو، جو مناسبتِ ازلی کے مطابق اس حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں، بے اختیار اپنی طرف کشش کرتی ہے، بلکہ ظاہر بیں نظروں میں وہ حقیقت اُسی ہیئتِ اجتماعی سے عبارت ہے، جس طرح کسی سلطنت کی حقیقت اس کے بادشاہ اور فوج سے ظاہر ہوتی ہے. چنانچہ ہندو پُرخطر رستوں کے باوجود ہزاروں منزلیں مارتے، گرتے پڑتے یہاں آتے ہیں اور ایک مقرّرہ وقت پر دریائے گنگا کے کنارے اشنان کرتے ہیں. اس لیئے اِن دونوں عبادت گاہوں میں وہ فرق معلوم نہیں جس کی وجہ سے

Marfat.com

ایک کا برحق ہونا اور دوسرے کا باطل ہونا ثابت ہو۔ حافظ شیرازی نے کہا ہے ؎

درعشقِ خانقاہ وخرابات فرق نیست
ہر جا کہ ہست، پرتوِ رُوئے حبیب ہست

ترجمہ، (خانقاہ اور شراب خانے کے عشق میں کوئی فرق نہیں۔ جو بھی جگہ ہے، وہاں دوست کے چہرے کا جلوہ ہے)

اگر ایک کو ہدایت دینے والے کا مظہر کہیں، اور دوسرے کو گمراہ کرنے والے کا مظہر کہیں، تو پھر کافی نہیں، کیونکہ ہدایت وگمراہی اضافی باتیں ہیں۔ اسی طرح جمال وجلال، اور سعادت وبدبختی بھی اس قسم کی چیزیں ہیں مثلاً لاہور جانے والے کی نسبت ہادی کی ہے اور دہلی جانے والے کی نسبت گمراہ کُن کی ہے، اور اس کے برعکس۔ اور یہ کہ اپنے ربّ کی نسبت سے جو بندہ شاہراہ پر ہے وہ دوسرے کے رب کی نسبت گمراہ ہے اور کعبۂ معظّمہ کی حقیقت کا روشن ہونا سب پر مشترک ہے۔ چنانچہ یہ حقیقت کسی پر کم، کسی پر زیادہ تجلّی ڈالتی ہے۔ چنانچہ اُس کی حقیقت بھی بعض پر کم اور بعض پر زیادہ پرتو ڈالتی ہے۔ بلکہ ہندوؤں کے کئی فقیر جو وحدت کے شہود سے واقف ہیں، راقم الحروف کے ساتھ بھی راہ ورسم رکھتے ہیں۔ قبلہ گاہی! آپ پر سلام ہو۔ دنیا کا کاروبار عجیب ہے، اللہ تعالےٰ کی ذات جہاں تک سمجھ میں آتی ہے اور الورا (پرے سے پرے) ہے۔ اور اُسے مخلوق سے کسی طرح کی کوئی نسبت نہیں۔ سوائے اس کے کہ خلق اللہ تعالےٰ کی مظہر ہے لیکن ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک (مٹی کو عالم پاک سے کیا نسبت)

اور خُدا کی قسم کسی نے خوب کہا ہے ؎

کس ندانست کہ منزل گہِ معشوق کجاست
ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

ترجمہ (کسی کو معلوم نہیں کہ معشوق کی منزل کہاں ہے، بس اتنا ہے کہ گھنٹی کی آواز آ

marfat.com

Marfat.com

رہی ہے)

حق تعالےٰ کی صفات کے ناموں کی مختلف شانوں اور حالتوں نے جو اعتبارات سے عبارت ہیں ہستی کے آئینوں میں روشنی ڈال کر اپنا ظہور کیا ہے اور اس ظہور کا نام عالم ہے۔ اور افرادِ عالم اگرچہ حقیقت کے اعتبار سے متحد ہیں، لیکن مظہر کے تعین کے اعتبار سے ایک دوسرے کے برخلاف ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام مخلوق اپنے رب کے حوالے سے ہدایت یافتہ ہے اور اپنے علم اور ارادے کے مطابق عمل کرتی ہے، جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے۔ مزید برآں یہ مشہور حدیث کہ "ہر شخص فطرتِ اسلامی پر ہے" کے مطابق ہے اور حدیثِ قدسی کے مطابق بھی کہ اللہ کی رحمت کو اس کے غضب پر سبقت حاصل ہے۔ چنانچہ ہر شے کو اپنی ذات سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے، اور گمراہی اور غضب جو عذاب کا سبب ہیں، اللہ تعالےٰ کی نسبت سے سب سے آخر میں طاری ہوں گے۔ کیونکہ "عرض" کو "جوہر" پر ہمیشہ کے لیے غالب تصور نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ شیخ محی الدینؒ عربی، شیخِ اکبر نے یہ جو فصوص الحکم میں فرمایا ہے کہ "اہلِ شقاوت بھی طویل و شدید عذاب سہنے کے بعد سعادت و نیک بختی سے ہم کنار ہوں گے" درست ہے۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ اس فقیر کا اس معاملے میں کہ کتاب و سنت کے قطعاً خلاف ہے، حضرت شیخِ اکبر کے ایک ماننے والے سے بہت بحث و مباحثہ ہوا، جس کو تحریر کی صورت میں ملاقات کے وقت آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ اس وقت ہندوؤں کا یہ مسئلہ پیش خدمت ہے کیونکہ اس نے میرے دل و دماغ پر قبضہ کر لیا ہے چنانچہ ایک درویش کے ہاتھ یہ عریضہ آپ کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اس پریشان دل کے حال پر توجہ اس طرح فرمائیں گے، کہ اس الجھن کا حل ہاتھ آجائے۔ اگر اس کے اندر کوئی حقیقت ہے تو بھی اور اگر نہیں تو بھی آپ

Marfat.com

کی توجّہ سے میرے دل سے یہ اُلجھن نکل جائے۔ اے اللہ ہمیں اشیا کو اس طرح دکھا جس طرح کہ ان کی حقیقت ہے۔

مکتوب: ۹ (ب) جواب

فضیلت مآب علی احمد سہارن پوریؒ کا مکتوب ملا۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے" وہ اللہ ہی ہے جو ایمان لانے کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے اور جو کفر کرنے والے ہیں، وہ شیطان کے ساتھی ہیں، جو انہیں نور سے نکال کر ظلمات کی طرف لے جاتا ہے" اے سچے دوست اور علم کے چاہنے والے، سلام مسنون۔ ان دونوں باتوں کے درمیان کا فرق مندرجہ بالا آیات کریمہ کے اچھی طرح مطالعہ سے سمجھ میں آ جائے گا۔ انشاءاللہ اس کی تفصیل تحریر کی جائے گی۔ آپ کا مکتوب ملا۔ اور اس کے مضمون سے آگاہی ہوئی یہ جو پوچھا گیا ہے کہ دریائے گنگا کے کنارے اجتماعِ کفار سے (اللہ ان پر لعنت کرے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقل اس کا شمار کرنے سے عاجز ہے، بالکل اسی طرح جسطرح کعبہ معظمہ میں ہوتا ہے۔ پس ان دونوں عبادت گاہوں میں کیا فرق ہے، کہ اس میں ایک کے حقیقت اور دوسرے کے باطل ہونے کا سبب معلوم نہیں، اس کے جواب میں ہادیِ مطلق کی مدد سے یہ عرض کرتا ہوں (اور میں اُسی سے مدد مانگتا ہوں) کہ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ ہی حقیقتِ واحد ہے، اور تمام ذاتی وصفاتی کمالات، اس میں جمع ہیں۔ اور اس کے کمالات میں سے کوئی کمال، اور اس کی صفات میں سے کوئی صفت، ایک دوسری سے اور اس کی ذات سے کسی لحاظ سے بھی متضاد اور مخالف نہیں۔ اگر حقیقت، جمال اور اس کے تمام کمالات کی صفت ہے، تو جلال اور اُسکے کمالات کی صفت سے محبّت رکھنے والا اُسکا عین (مثل) ہے، اور اسی

Marfat.com

طرح جلال کی صفت کی حالت ہے۔ جس طرح جمال کی صفت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اپنی پوشیدہ قابلیتوں کو مخصوص شکلوں میں ظاہر کرے ، اسی طرح صفتِ جلال کی پسند اور اس کا تقاضا ہے اور اس کے برعکس بھی۔ اور صفات کا ایک دوسرے سے محبت کرنا اور ایک دوسرے کا محبوب ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ انہیں ایسے مراتب کی تفصیل کی موجودگی میں ذاتِ واحد سے محبت ہے اور اس کے تقاضے سے وہ ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ چونکہ صفتِ جمال کا تقاضا اور مقصدُ اللہ تعالےٰ کی ذات کی نزدیکی اور ہمراہی ہے، جو مخصوص مظاہر سے حاصل ہو سکتی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (اللہ احسان کرنے والوں کے قریب ہے) اس لیے اُس کی عبادت کی جاتی ہے، جو قُربت اور ہمراہی کے مراتب کا تقاضا کرتی ہے اور مقدس عبادت گاہیں، جو معبودِ حقیقی کے قربت کے نُور سے معمُور ہیں، اس کے جمال کے مظاہر کا حصہ ہیں۔ اور چونکہ صفتِ جلال کا تقاضا ذاتی غضب کی وجہ سے دوزخ کے مختلف طبقات میں دُوری اور محرُومی ہے، اس لیے ان کے اعمال سراب کی طرح ہوتے ہیں، جن کا تقاضا دُوری اور گمراہی کے دوزخ کے درجات ہوتا ہے اور اُن کی تاریک اور پوشیدہ عبادت گاہیں قُرب و نزدیکی کے مراتب سے دُور ہیں، صاحب نظر لوگوں کے نزدیک یہ جلال کے مظاہر ہیں۔

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ (پھر اسے الٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں[1] سے نیچ کر دیا)

---

[1] پھر ہم نے اُسے سب سے نچلے مقام یعنی عالم طبیعت میں لوٹا دیا۔ تاکہ اس کے ذریعے ظہور، اظہار، اطوار، اور شعور کے آثار کو زندہ کیا جائے۔ چونکہ اس آیت کے بارے میں مختلف تفسیر میں ایک نہایت دل پذیر طریقے سے بیان کیے گئے ہیں۔ ان احوال کی خبر زیر مطالعہ ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے انسان کو اس طرح زمین میں پیدا کیا، کہ اسے ایک صورت دی، اور عمر کی ابتدا ایسی ہوتی ہے کہ اس حالت میں وہ کوئی کام نہیں کر سکتا۔ اور اس عمر میں کسی میں کوئی طاقت نہیں ہوتی سُورہ والتین کی یہ تفسیر تفسیر حسینی کے مطابق ہے

Marfat.com

کا ارشاد اسی مطلب کو واضح کرتا ہے۔ پس عبادت اور عبادت گاہوں کی حقیقت صفتِ جمال کے تقاضے سے جمال کا مظہر ہیں اور اپنے اپنے مُظہر کے اعتبار سے مرتبۂ وصال کے قریب۔ پس یہی حقیقتِ حق سے ملانے والی ہے اس کے مقابلے میں پرستش اور پرستش گاہوں کی حقیقت صفتِ جلال کے تقاضے سے غضب کے مظاہر ہیں اور وہ بھی اپنے اپنے مُظہر کے اعتبار سے محرُومی و دُوری کے مراتب پر ہیں اور ان دونوں کامل صفات کا تقاضا ازل ہی سے پہلی حالت میں اللہ تعالیٰ کی قُربت اور دُوسری حالت میں اللہ تعالیٰ سے دُوری ہے۔" اس سے نہیں پُوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتا ہے بلکہ لوگوں سے پوچھا جائے گا۔"

چنانچہ انبیاء کی عبادت گاہوں اور مردُود شیاطین کی پناہ گاہوں میں فرق ظاہر ہو گیا۔ اللہ انبیاء اور ان کی اطاعت کرنے والوں پر رحمت کرے اور شیاطین اور اُن کی اطاعت کرنے والوں پر لعنت کرے۔ اور مومنوں کی عبادت گاہوں کا نتیجہ اس ذاتِ کامل سے قُربت و وصل ہے اور عبادت گزار مومنوں کو یہ چیز ہمیشہ حاصل رہے گی۔ اور شیاطین کی عبادت گاہیں دوزخ کے طبقات میں ڈالنے والی ہیں، اور ہمیشہ کی دُوری اور محرُومی ہے، جس میں کبھی کمی نہیں آئے گی اور" اللہ تعالےٰ کی سُنّت میں کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے"۔ اور یہ تبدیلی کس طرح ہو سکتی ہے کیونکہ اِن دونوں کامل صفات کا ظہُور اپنے اپنے مخصُوص مقام پر ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی ذات پاک کا یہی تقاضا ہے۔ بے شک اللہ پاک ہے اور یہ جو حدیثِ قُدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے جائے گی، تو اپنے تقاضے کی وجہ سے ایک قُربت معبُود کی مَظہر ہے اور دوسری محرُومی کے دوزخ کے طبقات میں ڈالے جانے کی کیفیت ہے یقیناً یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آگئی ہو گی۔ " اللہ نے انسان کو وہ سکھایا، جسے وہ نہیں جانتا" اور" حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ" اور" حق کو مت چھپاؤ جب کہ

marfat.com

Marfat.com

تم اسے جانتے ہو" اور یہ جو لکھا گیا کہ" ہر شے کو اپنی اصل کے اعتبار سے حق تعالےٰ کا قُرب حاصل ہے" اس کی حقیقت یوں ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنی ذات و صفات سے مخلوقات کے ہر ذرّے کے ساتھ کسی قسم کی روک ٹوک، حجاب، سمت کے بغیر صاف صاف آیات کے مطابق قُربت و معیت کا حاصل ہونا ثابت اور طے شُدہ ہے۔ لیکن یہ قُرب و معیت اشیاء کے ساتھ عام ہے، اور اس عام قُربت کا خاص نتیجہ اُن کا موجُود ہونا اور نیست و نابُود نہ ہونا ہے اور" اللہ کافروں کو گھیرنے والا ہے". پس عام قُرب کے اعتبار سے مومن اور کافر برابر ہیں اور قُربِ خاص کا پھل پانا دو وجہ سے بندہ کو توفیق کیا گیا ہے۔ ایک انبیاء کی موافقت اور اطاعت کے حصُول کے لیے، دُوسرے ان کی اطاعت کی بدولت، علمِ لُدنی سے بہرہ ور ہونے کے لیے۔ اور یہ قُرب جو ہمیں ملا ہے۔ انبیاء پر اعتقاد رکھنے کی وجہ سے نصیب ہوا ہے اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔ اور اطاعت و اعتقاد کے نُور سے محرُوم لوگ ازل ہی سے اس قُرب سے بے بہرہ ہیں۔ بمطابق آیت کریمہ" جو لوگ ایمان لائے، پھر انہوں نے کُفر کیا، وہ پھر ایمان لائے، پھر کافر ہو گئے، اور پھر اس کُفر میں دُور نکل گئے۔ اللہ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا اور ہدایت نہیں دکھائے گا"

میرے عزیز! جب ذات و صفات کی وجہ سے دُوری و محرُومی، قہر کے مظاہر ہوں، تو کس میں یہ طاقت ہے کہ قہر کے مخصوص مظاہر الگ کر کے اُسے وقت کے سپُرد کر دے۔ اور جو اللہ تعالےٰ کے قہر کا مظہر ہے، اُسے قبُولِ رحمت کا مظہر بنانا، ذات حقیقی کے تقاضے کے برخلاف ہے۔ پس ان دونوں کامل صفتوں میں کس طرح حقیقی موافقت پیدا کرنا ثابت ہو سکتا ہے" اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے"۔ اور" جو شخص اللہ، اس کے ملائکہ اس کی کتابوں اس کے رسُولوں، جبرئیل، میکائیل کا دشمن ہے" اور" تحقیق، اللہ کافروں کا دشمن ہے" کے مصداق کون ایسا ہو سکتا ہے۔ جو اس دشمنِ غالب

Marfat.com

کو کسی شرط کے پُورا کیے بغیر صُلح پر آمادہ کر سکے۔ اور اللہ کی باتیں تبدیل نہیں ہوتیں"۔ البتّہ رحمت و غضب کے مشترکہ مظاہر جو گناہگار مومن ہیں، کئی زمانے گزرنے کے بعد ظاہر ہوں گے اور غضب، رحمت کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ اور چونکہ گنہگار کُفر کے طریقے پر ہوتے ہیں، اور ایسا کُفر کرنے والا دراصل اللہ کے ساتھ ایمان کی بدولت قُربت رکھتا ہے، اسلیئے اگر اس پر اس گناہ کی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے، تو ہم عرض کو جوہر پر ہمیشہ کے لیے غالب تصور نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ اہلِ سنّت والجماعت کا مسلک ہے، اور چونکہ شیخِ اکبر (محی الدین عربیؒ) طریقت کی بلندیوں پر فائز تھے، اور شریعت کا کافر اس مرتبے سے نیچے گرا ہوا ہے، اور اس کا منظُور نظر اس مرتبے کا منکر ہے، اسلیئے اگر مخالفین کے خدشے کو دُور کریں اور اہلِ حق کی بات کے پیش نظر یہ کہیں کہ اہل شقاوت کا انجام، یعنی ایسے شقی لوگ جو کفر کے طریقے پر چل رہے ہیں، ہزاروں زمانے گزرنے، اور ہزاروں عذاب سہنے کے بعد سعادت کو حاصل کریں گے، تو مناسب ہے، اور دین کے مقرّرہ امور کے قطعاً مخالف نہیں۔ وہ شخص عجیب دانا ہے کہ اس نے شیخِ اکبرؒ کی بات کو وہ معنی پہنا دیے، جو ان کے مقام سے بہت دُور اور ہزاروں انبیاء، اور تمام آسمانی کتابوں کے مخالف ہے۔ اور اُس مطلب سے جو حضرت شیخِ اکبرؒ کی شان کے شایاں اور آیات و احادیث کے مطابق ہے، غافل و بے خبر ہے اور اس کے باوجود اپنے آپ کو حضرت شیخِ اکبرؒ کا اطاعت گزار کہلواتا ہے، اور ہر طرف اللہ ہی اللہ ہے ؎

حرفِ درویشاں بدُزدد مردِ دُون تا بخواند بر سلیمی زاں فسُون

(ترجمہ:۔ کمینہ آدمی درویشوں کی باتیں چُرا لے جاتا ہے، تاکہ ان کی بدولت سلیم الطبع آدمی پر اپنا جادُو چلائے)

اور جہاں تک حافظ شیرازیؒ کے شعر ؎

marfat.com

Marfat.com

در عشقِ خانقاہ و خرابات فرق نیست ہر جا کہ ہست پرتوِ روئے حبیب ہست!

کا تعلق ہے، اس کے معنی کتنے عمدہ ہیں، یعنی چونکہ خانقاہ و خرابات دونوں اللہ تعالےٰ کے جمال و جلال کی صفات کا ازل کی حکمتِ کامل کے تقاضے کے مطابق مظاہر ہیں، اس لیے عاشق کو خانقاہ و خرابات کے عشق میں کس طرح فرق محسوس ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ایک کا اقرار اور دوسرے کا انکار کرے، حالانکہ دونوں اس کی ذاتِ محبوب کے جمال و جلال کے مظہر ہیں۔ لیکن خرابات کا مالک اور ایسے مقامات کا بانی جو انبیا کی اطاعت کے برخلاف ہے عشق سے دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتا اور اس کی ذاتی استعداد کفر اور محرومی کی تاریکی میں پوشیدہ ہے اور جیسا کہ محبِ حقیقی نے اپنے سچے کلام میں کہا ہے "اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا" اس لیے محروم لوگ اطاعت و پیروی کو کس طرح ایسے عشق سے منسوب کر سکتے ہیں کیونکہ ان کا میلان حرص و ہوا کی طرف ہوتا ہے۔ بدترین شخص وہ ہے، جو دوسرے انسان کو گمراہ کرتا ہے اور چونکہ اللہ تعالےٰ نے حکمت بالغہ سے اس کا نام ازل سے گمراہ لکھا ہے، ایسے شخص کو عاشق کہنا اللہ تعالےٰ کی مخالفت کرتا ہے۔

ایک اور لطیف بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ خانقاہ و خرابات کے عشق میں کسی فرق کا نہ ہونا حقیقت و مرتبۂ فنا کی حیثیت سے ہے۔ لیکن ان میں بقا کی فضیلت و مرتبہ کے اعتبار سے واضح فرق ہے۔ اور کیوں فرق نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مظاہر جمال کو محبوب فرمایا ہے اور مظاہر جلال کو ناپسند کہا ہے اور کون ایسا محبت کرنے والا اور بقاء غیر کے مرتبہ سے واقفیت رکھنے والا ہوگا۔ جو حقیقی بقا کے مالک سے دشمنی کرے گا اور اس کے ناپسند کو پسند کرے گا۔ ایسا وہی کر سکتا ہے، جو دائرہ محبت سے دور ہو اور ناپسندیدہ لوگوں کی صف میں شامل ہو اور "ہم اپنے نفوس کی برائیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں"۔ صاحبِ کمال لوگوں نے یہ

Marfat.com

اقرار کیا ہے کہ اوسط درجے کے لوگ وصلِ غیر حقیقی سے ملبوس ہوتے ہیں، اور مظاہر کے مرتبوں میں ظاہر ہونے والے کے مرتبہ کو نظر انداز کر کے سوائے نظر آنے والے کے کسی اور کو نہیں دیکھتے۔ چنانچہ اپنی نارسائی کی وجہ سے ان کی یہ دید حقیقت تک نہیں پہنچتی اور دونوں مظہروں کے درمیانی فرق کو معلوم نہیں کرتی، لیکن جب اُسے مرتبۂ بقا مل جاتا ہے اور حقیقی دید میسر ہو جاتی ہے تو پھر اسے معلوم ہوتا ہے کہ محبوب کا محبوب کونسا ہے اور محبوب کا مبغوض کون ہے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے اسے دیتا ہے"۔ اور جو یہ لکھا گیا کہ حق تعالےٰ کے ناموں کی مختلف شانوں اور حالتوں نے جو اعتبارات سے عبارت ہیں ہستی کے آئینوں میں روشنی ڈال کر اپنا ظہور کیا ہے ....." تو اے مہربان! اللہ تعالےٰ کی صفات اور شانیں بھی ذات کے رنگ میں منزّہ اور پرے سے پرے ہیں۔ ظالم کے ساتھ اس کی ذات کی عدم مناسبت اس معنی میں ہے کہ وہ ہمارے ادراک کی قید میں نہیں آتی، اور چونکہ اس کی صفات اور شانیں بھی ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں، اس لیے ہستی میں مناسب طور پر شریک ہیں۔ لیکن چونکہ اُس کی قربت و معیت استغنا اور بے کیفی کی انتہا کی وجہ سے، حقیقی اور ہر ذرّے سے منزّہ و پاک ہے، اور اس کا فیض بخشا اور فیض پانا ظاہر ہے اور مناسبت کا نُور پیدا ہے، اس لیے اس نُور کی مناسبت نے انہیں مرتبۂ اعلےٰ پر پہنچایا اور واقف اِسرار کر کے بے کیفی کی حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔ اگر نُور متناسب نہ ہوتا تو پھر مطلُوب کی حقیقت کون پا سکتا تھا۔ اللہ تعالےٰ کو عدم مناسبت کے خیال سے دُور نہیں کرنا چاہیے۔ جو اُسے دور تر رکھتا ہے، وہ اس سے دُور تر رہتا ہے کیونکہ وہ پُکارنے والے کے قریب ہے، اور جو یہ لکھا گیا کہ "بعض ہندو شہودِ وحدت کے نشہ سے سرشار ہیں"، میرے عزیز! وحدت کے شہُود کے تین مرتبے ہیں۔ اوّل: اللہ تعالےٰ کی ذاتِ وحدت کا شہُود۔ یہ رتبہ انبیاء کی پیروی کے بغیر حاصل نہیں ہوتا

marfat.com

Marfat.com

جیسا کہ ..... اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو..... سے آگاہ کیا گیا ہے، چونکہ ہر ذرّے کے وجُود کا تعلق اس وجودِ شریف (اللہ تعالےٰ) سے ہوتا ہے اس لئے اس منبعِ حقیقی سے بے واسطہ کسی وجود کا شہُود محال اور ناممکن ہے اللہ تعالےٰ اپنا طریقہ تبدیل نہیں کیا کرتا۔ دوئم : روحِ جامع کی وحدت کا شہُود ارواحِ مفصّلہ کے مراتب میں ہے ان ارواح کا تعلق اجسام سے ہوتا ہے اور یہ شہُود بھی ان مومنوں کا حصّہ ہوتا ہے جو طریقت کے درمیانی راستہ پر گامزن ہیں اور وہ یہاں سے اللہ پاک کے فضل سے اور ایمان کے نُور کے ذریعے اپنی اصل منزل کی طرف ترقّی کرتے ہیں اور کبھی کبھی اہلِ ہوا میں بھی اس شہُود کا ظہُور ہوتا ہے یہ اس میں مقیّد ہوتا ہے اور ایمان کے بغیر باطن میں دکھائی نہیں دیتا۔ سوئم عُنصرِ مجمل کی وحدت کا شہُود جو عرش کے نیچے ہے، آسمانِ دنیا کے تحت مختلف عناصر کے مراتب میں ہے۔ اور انبیاء کے اکثر منکرین کو اس شہُود کے ذریعے مصیبت میں ڈالا جاتا ہے، اور خواہش کی شدّت سے یہ مرتبہ ان کج اندیش لوگوں کی نظروں میں تحقیق شدہ دکھائی دیتا ہے اور عناصر اربعہ کی تاریکی کے دشت و صحرا سے ان کی نظر اُوپر نہیں جاتی۔ اور اگر ریاضت اور مجاہدہ کی کثرت و شدّت سے تزکیۂ نفس کر بھی لیں، تو پھر بھی اسی شہود میں محصُور رہتے ہیں۔ اہلِ ہوا دل کی صفائی سے محرُوم رہتے ہیں۔ اگر یہ دونوں شہود، اہلِ ہوا کے مشاہدہ کو حضرات انبیاء کے اعتقاد کے سرچشمے کے ذریعے، مظہریت میں صفتِ جمال کے مشترک ہونے کی بدولت رہنمائی کر دیں، اور حرص و ہوا سے باہر نکال لائیں، تو پھر درجات میں ترقّی ہو گی، ورنہ تاریکی کے دوزخ میں جا گرائیں گے۔ اور ان پر ابدی عذاب نازل ہوگا۔ ایسا مشاہدہ کرنے والا اطاعت و پیروی سے محرُوم رہ کر عذاب میں مبتلا رہے گا۔ اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ شہودِ وحدت کے ہر دیکھنے والے کو حقیقی واحد کی ذات سے ملا ہوا نہیں سمجھنا چاہیے۔ جب تک اس میں انبیاءؑ کی پیروی کی دلیل نظر نہ آجائے۔

marfat.com

Marfat.com

اور "تم خواہشات کی پیروی نہ کرو، کیونکہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گی"۔ بلکہ پختہ ایمان نہ رکھنے والے مومنوں کو اس قسم کے مشاہدہ کرنے والے سے دُور رہنا چاہیے، تاکہ اس کی تیرگی اس مومن کے اندر بھی سرائت نہ کر جائے، کیونکہ اس قسم کے لوگوں کی مذمت میں "وہ گمراہ ہیں اور گمراہ کرتے ہیں" کا انتباہ ہوا ہے۔ ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

ترجمہ (اب میں اسی پر بات ختم کرتا ہوں، کیونکہ سمجھداروں کے لیے اتنا ہی کافی ہے)
آپ پر اور جو آپ کے نزدیک ہیں اُن سب پر سلام۔

مکتوب : ۱۰

اللہ تعالےٰ کی ذات سے اُس کی صفات کی نسبت کے بارے میں حقیقی تحقیق۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ بزرگوں کی کوشش نے اللہ تعالےٰ کی ذات سے اس کی صفات کی نسبت کو ایک مختصر بات یعنی "لاھُو" اور "لاغَیْرَہ" میں بیان کر دیا ہے۔ اور یہ بظاہر سوال کرنے والے کے جواب میں ہے جس نے عَینیّت، اور غیریّت، کے بارے میں سوال کیا تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں 'عینیّت، اور 'غیریّت، کا اِطلاق شریعت عطا کرنے والے نے نہیں کیا۔ اور یہ دونوں الفاظ قوّتِ ادراک کی سمجھ کے اعتبار سے نئے ہیں، اور اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات، اس کی تقدیس اور بے کیفی کے کمال کے ساتھ موجود ہیں۔ اس لیے اس کی تعریف کرنا اس فانی علم کے ذریعے، جب کہ اس نے علم قدیم کی تعلیم نہیں دی، پرلے درجے کی بے ادبی ہے۔ "پاک ہے وہ تیرا رب، عزت والا رب، ان تمام باتوں سے، جن سے اسے موصوف کرتے ہیں۔ اس لیے عینیّت کی نفی اور بے کیفی کی غیریّت پر ایمان لانا، ہر ایک کے لیے دائمی طور پر لازم ہے حتیٰ کہ

marfat.com

Marfat.com

خود بے کیفی کا مفہوم بھی ختم ہو جائے۔ اور بے کیفی کے مفہوم کی طرف توجہ کرنے کی بجائے اللہ کے علم کے ساتھ حاضر رہے بلکہ ایسی حالت ہو کہ یقین رکھنے والا جب خود غور کرے، تو یقین کے خفی بلکہ اخفیٰ مرتبوں کے حصول سے بھی اپنے آپ کو پاک اور صاف سمجھے۔ اگرچہ اس صفا کا یقین رکھنے والا ایسی خلوت کے کمال پر کھڑا ہے جس کے خاص الخاص درجہ کا ولایت کے کمالات کے حصول کے بغیر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اجتہاد کرنے والے حضرات اجتہادی قیاسات کی جرأت کے ذریعے ایمانِ بے کیف کہنے کے سوا، خوف زدہ ہیں اور انبیائے پاک بھی اپنی ذات میں کہتے ہیں کہ (اے اللہ) جیسا کہ تو ہے، اس طرح تیری تعریف نہیں کی جا سکتی، کیونکہ نفس، قیاس کے ذریعے خطا و صواب کا مرتکب ہو سکتا ہے، جبکہ ہمارا مقصد محض ایمانِ بے کیف کے ذریعے ہی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے، حاصل ہوتا ہے اور "اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے وجود سے خوف دلاتا ہے" کی آیت کے مطابق اس کا نفس، مرتبۂ کمال کو پہنچتا ہے، اور اصل حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا میں غلطی اور درستی کے اس قسم کے احتمال کے ساتھ غلط اور صحیح کی کوشش کرنا، اور جرأت دکھانا کسی بھی بزرگ مجتہد کی شان سے دُور، بلکہ دُور ترین ہے، کیونکہ جو مقامِ یقین کے لائق ہے اسے گمان و قیاس کے سپرد نہیں کرنا چاہیے کیونکہ گمان و قیاس سے جو شے ظاہر ہوتی یا تصور کی جاتی ہے وہ مخلوقات کی قسم سے ہے۔ دنیاوی معاملات کو تفصیل کے بجائے مختصر طور پر بیان کرنے سے ہمارا مقصد حاصل نہیں ہوتا، لیکن شرع میں اس طرح اکثر مقامات پر معاملہ معطل ہو جاتا ہے - صورت یہ ہے کہ دنیاوی مسائل کے بارے میں مناسب اجتہاد کے بغیر معاملہ اکثر پابندی و تبدیلی کے مقام پر ہوتا ہے۔ الغرض جب قدیم بزرگوں کی یہ مختصر بات بعد کے بزرگوں تک پہنچی، اللہ اُن کے اسرار کو پاک رکھے۔ تو انہوں نے مذکورہ تحقیق اور اللہ تعالےٰ کی تقدیس کے بارے میں تفصیل کا دروازہ کھول

Marfat.com

دیا اور "لاھُو" اور "لَا غیرہٗ" کے متعلق بیان فرمایا۔ اور ان دونوں پہلوؤں سے یہ طے کیا کہ اللہ تعالےٰ کی صفات نہ اس کی ذات سے زاید ہیں نہ الگ اور اسی بات کو اختیار کرنا چاہیے کہ ایسے قیاسی علم میں بزرگوں کی یہی تحقیق ہے۔ اور اللہ ان کی کوششوں کو مشکور کرے۔ اور اللہ تعالےٰ کے مقدّس مرتبوں پر بے کیفی کے ایمان سے کمال بے نیازی کا حصُول اُمّت کے ان لوگوں کے دل کی کجی دُور کرنے کے لیے ہے، جن کے خیال میں اس مختصر سے کلمہ کے ذریعے دو متضاد باتوں میں مفاہمت ہو جاتی ہے اور اس تفصیل سے ان کے دل کی تشفّی ہو جاتی ہے لیکن دانشِ کامل کے نزدیک یہ طے شُدہ امر ہے، کہ خواہ اس امّت پر ان کی شفقتیں کتنی ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ کی "ورا الورا جناب" کے بارے میں یہ ایک قیاسی تحقیق ہی ہے، جسے اختیار کر لیا گیا ہے، لیکن ان کی یہ تحقیق اس مرتبۂ قیاس میں بھی بلا وجہ معتبر نہیں، کیونکہ یہ مجتہد کی شان سے بعید ہے۔ چنانچہ اس دینِ متین کے علماء سے جو مجتہدوں کے وارث ہیں، ان وجوہ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ اُن کا اِن مجتہدین کی قیاسی بات کو تحقیق کے بغیر قبُول کر لینا محض تقلید نہیں ہو گا، کیونکہ ان کی کامل نظر میں بزرگوں کے کلمۂ جامعہ کی پیروی ہی بہتر ہے، کیونکہ اس میں غلطی کا امکان نہیں۔ یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ ذات کے ساتھ صفات کی نسبت میں لفظ زاید سے متاخر حضرات کی تحقیق کے مطابق بڑے بڑے سوال پیدا ہوتے ہیں۔ **پہلا** یہ کہ لفظ زاید کے اطلاق میں ایک پوشیدہ غیریت ہے، اور غیریت کو اختیار کرنا خواہ وہ پوشیدہ ہی ہو، بزرگوں کے کلمۂ جامعہ کی مخالفت کرنا ہے، **دوسرا** یہ کہ یہ لفظ اکٹھا آیا ہے اور زاید (بڑھا ہوا) اور مزید (بڑھایا گیا) دو چیزیں ہیں، چنانچہ دو چیزوں کے درمیان عدم انفکاک، ان کے اتحاد و اتصال کی دلیل ہے **تیسرا** یہ کہ اگرچہ زاید خارج میں قابلِ انفکاک نہیں ہوتا، لیکن فہم ذہن کے مرتبے میں، کیونکہ ہمارے علوم کی تحقیق کا دارومدار ہی اس پر ہے، یہ قابلِ انفکاک ہے۔ مثال کے طور پر حیات، وجُود، علم اور

marfat.com

Marfat.com

قدرت کی صفات جو اس کی ذاتی قابلیتیں ہیں اگر ذات پر زاید کہیں، تو ذہنی نظر سے دیکھئے، کہ اس کی ذات اس حیثیت سے کس شان کی ہوگی یعنی صفات کی ضد کے بغیر اس کو دیکھا نہیں جا سکتا **چوتھا** یہ کہ آیا زاید اور مزید بلندیِ مرتبہ میں دونوں برابر ہیں یا ایک دوسرے سے برتر ہے۔ اگر برابر ہیں تو شرکت یقینی ہے اور ایک دوسرے کی اطاعت ثابت نہیں ہوتی اور ایک کا دوسرے سے جدا ہونا، دوسرے کا نقصان ہے، کیونکہ صورت یہ ہے کہ صفات کا ایک دوسرے کا تابع ہونا، اُن کی ذات سے مقرر ہے اور ذات کو صفات سے جدا کرنے سے اوّل الذکر کا نقصان ہے اور آخر الذکر کی فنا ہے، اور اگر ایک دوسرے پر غالب ہے، تو پھر غالب کا مغلوب سے بے نیاز ہونا، کرنا، اور مغلوب کا غالب سے کمال حاصل کرنا قابل فہم۔ حالانکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ ذات سے صفات کی بے نیازی اور صفات سے ذات کا کمال حاصل کرنا غیر معقول ہے اور اگر ہم اس کے برعکس ہیں تو انہی کا یہ طے شدہ اصول ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات صفتِ وجود سے موجود ہے، حیات کی صفت سے 'حی' ہے اور صفت علم کی وجہ سے 'علیم' ہے، جو ان کے نزدیک ذات میں نہیں، بلکہ ذات پر زاید ہیں۔ چنانچہ جب موجود، حی، اور علیم کی ذات، وجود، حیات اور علم کے بغیر نہیں ہو سکتی، تو ذات کی حقیقت کا پوچھنا اور صفات کا تکمیل حاصل کرنا کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے۔

پانچواں یہ کہ اُنہی کا طے شدہ مسئلہ ہے کہ ذات خود بخود قائم ہے اور صفات ذات کی وجہ سے قائم و موجود ہیں، کیونکہ اگر ذات صفت کی بدولت قائم ہو، تو مطاع کا وجود مطیع کا مرہونِ منت ہے اور یہ بات دو حالتوں سے خالی نہیں۔ اوّل یہ کہ ذات کو اپنی حیثیت سے ازلی طور پر مکمل و کامل تسلیم کریں یا کہ تسلیم نہ کریں۔ اگر تسلیم کریں تو اُن کے قول کے مطابق اُسے خود بخود قائم جانیں۔ نہ کہ زاید صفت سے، جو قیام ہے اور اسے ذات سے موجود سمجھیں نہ کہ زاید صفت سے، جو موجود ہے اور اگر ذات سے

Marfat.com

حیّ جانیں نہ کہ صفت زاید ہے جو حیات ہے اور اسی طرح اور۔ اور یہ بات بھی انہی کے طے کردہ اصول کے خلاف ہے، کیونکہ وہ ذات کو اس کی ذات سے قائم قرار دیتے ہیں، نہ کہ صفت کے ذریعے سے۔ موجود، حیّ، علیم، وغیرہ کے برخلاف، اور اسی طرح اور۔ اور اگر ان کے اقرار کے خلاف تسلیم کریں یعنی ذات کو ذات کی بدولت موجود، اور حیّ اور علیم جانیں نہ کہ وجود اور حیات اور علم کے ذریعے، چنانچہ اُسے خود بخود قائم جانیں، صفت کی بدولت نہیں، نیز زائد صفات کی تحقیق و ثبوت، محض تحصیلِ حاصل ہے۔ اور اگر ہم ان کی مسلّمہ بات مان لیں، یعنی ذات کو خود بخود قائم جانیں اور موجود اور حیّ، وجود اور حیات کے مثل جانیں، تو پھر بھی دو مشکلیں پیدا ہوتی ہیں۔ **پہلی** یہ کہ اگر اسے اس کی ذات سے قائم جانیں، اور موجود اور حی، وجود اور حیات کی وجہ سے، تو اس میں تفریق کی کیا وجہ ہے؟ **دوسری** یہ کہ قائم کا اطلاق اگرچہ اس کی ذات ہی سے کریں، پھر بھی قیام کی صفت لازمی طور پر متحقق نہیں ہوتی خواہ یہ لازمی نہ بھی ہو، کیونکہ اسم صفاتی ہے اور اسم صفاتی صفت کے بغیر نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس کا مصدر ہے۔ اور معاملہ برعکس ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لازم ہے کہ ذات قیام کی صفتِ زائد سے قائم ہو، اور تمام صفات کے نفوس، قیام کی صفت اور صفتِ قیام کے نفس سے اپنے قیام میں دوسرے کے تابع نہیں ہوتے، سوائے اس کے کہ وہ خود قائم ہوں۔ اور صورت یہ ہے کہ یہ بھی اُن کے ضابطے کے خلاف ہے۔ پس اے اہل فہم، بات کو سمجھو۔ اگر ذات کو کاملِ ازلی کی حیثیت سے خود بخود قائم مان لیں، تو تمام قوموں میں یہ بات ناپسندیدہ ہوگی۔ اور خود بخود قیام ثابت نہیں ہوتا۔ اگر یہ کہیں کہ زاید کا اطلاق صرف سمجھنے کی خاطر ہے کیونکہ تفہیم کے مقام پر ذات کا مفہوم کچھ اور ہے، اور صفات کا مفہوم کچھ اور، تو پھر حقیقت کو پانے کی حیثیت سے کچھ نہیں کہا گیا اور حال یہ ہے کہ ہماری بحث وجوب کے مرتبہ کے بارے میں ہے جو قدیم اور ازلی ہے اور مفہوم

marfat.com

Marfat.com

وتفہیم پر مقدم ہے۔ ایمان کے لائق یہ ہے کہ یہ دونوں مرتبے اس کے پیدا کردہ ہیں۔ اس لیے اس آیت شریفہ کے مطابق واللہ خلقکم وما تعلمون (اللہ نے تمہیں پیدا کیا، اور جو کچھ تم جانتے ہو)، یہ دونوں قابلِ فنا اور تغیّر پذیر ہیں (آیت شریفہ: جو شے ہے، فانی ہے، سوائے تیرے رب ذوالجلال والاکرام کے) اور جو چیز قابلِ فنا اور تغیّر پذیر ہو اس سے وجوب کا مرتبہ تلاش کرنا انصاف سے دور ہے، اور پراگندہ تصورات سے علم میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ گذشتہ دور کے عظیم مجتہد بزرگوں کی تحقیق کو جو بزرگوں کے متفقہ قول کو لفظ زاید سے بیان کرتا ہے، اسی ایک درجہ پر مذکورہ معنی کے اعتبار سے پابند کرنا کمال کی بدگمانی ہوگا۔ کیونکہ ان مجتہدین کا ارادہ، وجوب کے حقیقی مرتبہ کی تخفیق سے ایک کلمہ جامعہ کے ذریعے جو اللہ تعالےٰ کی بے کیفی کے کمال کو ظاہر کرے، خلقت کی ہدایت کرنا تھا۔ تاکہ ہر مقلد اور محقق تقلید یا تحقیق کے ذریعے ایمان کی حقیقت سے باخبر ہو جائے۔ اور اس خیالی اور تفہیمی تحقیق سے کوئی ترقی حاصل نہیں ہوتی۔ اور اس عبارت سے نفیِ مطلق کی سمجھ نہیں آتی، کیونکہ جب تک میں بات نہیں سمجھوں گا، کس کو منزّہ سمجھوں گا؟ اور کس کی عبادت کروں گا؟ بلکہ فہم کی نفی سے مطلوب کو سمجھنے کا احتمال ہے۔ کیونکہ جب تک میرے یقین کے آئینے سے موجودات کے نقش صاف نہیں ہو جاتے، کیف کے ہونے یا نہ ہونے کا علم میرے خانۂ یقیں میں پوشیدہ رہتا ہے، خواہ اس کا علم نہ بھی ہو اور نہ نفسِ معلوم غیر معلوم ہے، بلکہ وہ معلوم ہے، اور اس نقصان پر قابو پانا جب کہ یہ غیب سے واقع ہو۔ ایک نفس ہے، اور چونکہ اللہ تعالےٰ کو سمجھنا ناممکن ترین بات ہے، اور اس قولِ مفصّل کی تحقیق، حقیقی تحقیق سے ظاہر نہیں ہوتی۔ اس لیے یہی بہتر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات سے اس کی صفات کی نسبت جاننے کے سلسلے میں ایمانِ بے کیفی کے ذریعے اس کلمۂ جامعہ کو مان لیں اور ان بزرگوں کی منشا کے مطابق جیسے کہ اسلام کے دوسرے مسائل میں مجتہدین کی باتوں

marfat.com

Marfat.com

پر ہم ایمان لاتے ہیں زاید کے اطلاق کو بھی مان لیں۔ان کی تحقیق انہی کے سپرد کریں اور کلمہ جامعہ کو اپنا معمول بنائیں کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں، کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی تقدیس وعظمت کا کمال ہے کہ بے شمار ذاتی قابلیتوں کے باوجود جن کو صفات کا نام دیا گیا ہے، اس کی نسبت، صفات کی جانب، صرف بے کیفی کی ہے، کیونکہ بے کیف اور بے کیفی سے بے کیف کی نسبت عینیت وغیریت کی ہے، بلکہ عینیت وغیریت کا مفہوم اس کی مخلوقات سے ہے نہ کہ اس کی عظیم صفات سے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

مکتوب : ۱۱

صفات کے ساتھ صفات کی قابلیتوں کے بارے میں تحقیق۔

سلام کے بعد۔ جیسا کہ ہم نے ذات سے صفات کی نسبت کے بارے میں تحقیق کی ہے کہ وہ لَا هُوَ اور لَا غَيْرُهٗ ہے۔ یعنی ذات، جو بے کیف ہے کی نسبت صفات سے، جو بے کیف ہیں، بے کیفی کی ہے، اور عینیت وغیریت کیفیات کی سی چیزیں ہیں۔ اس لیے ذات وصفات کے وجود کو ایک دوسرے پر غیریت وعینیت کا اطلاق کرنا منع ہے۔ اسی طرح صفات کی قابلیتوں کے وجود کو صفات سے بے کیفی کی نسبت ہے، کیونکہ صفات کی قابلیتیں بھی بے کیف ہیں، اور جو کچھ اس مقام پر ظاہر ہے، وہ صفات کی قابلیتوں کے کمال کا ظہور ہے نہ کہ خود کمالات کا۔ کیونکہ صفات کے کمالات بذاتِ خود غیب الغیب ہیں، خارج میں ظہور کرنے سے پہلے، اور ظہور کرنے کے بعد، اور یہ کہنا کہ صفات کمالات کے لباس میں ظہور پذیر ہوئی ہیں، حضرت جیؒو کے مسلک کے خلاف ہے۔

marfat.com

Marfat.com

مکتوب : ۱۲

منفی صفات کے بارے میں۔

اوّل و آخر ہر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ میاں حافظ مکمّلؒ اور فقیر اللہ کے مکتوب ملنے سے خوشی ہوئی اور اس کے مطالعہ سے اس کی حقیقت واضح ہوئی۔ یہ جو آپ نے اللہ تعالےٰ کی منفی صفات کے بارے میں تحریر کیا ہے، کہ بعض بزرگوں نے منفی صفات کو بھی مثبت صفات کی مانند کہا ہے اور موجود سمجھا ہے، تو عزیز من! غور سے دیکھنا چاہیے کہ منفی صفات کا اطلاق کرنا، صفت کی نفی کرنا ہے، نہ کہ صفت کا اثبات کرنا مثلاً "لم یلد" (وہ پیدا نہیں کرتا) صفتِ توحید کی نفی ہے۔ نہ کہ اس کا ثبوت۔ اسی طرح "لیس کمثلہٖ" (اس کی مثل کوئی نہیں) 'مثل' کی نفی ہے، اثبات نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ منفی صفت سے اللہ تعالےٰ سے وہ ناقص صفت خارج کرنا ہے نہ کہ اسے ثابت کرنا۔ سوائے اس کے کہ یہ کہیں کہ اس کی منزّہ ذات میں اس نقصان کا ہونا اُسی کا ذاتی وصف ہے، کیونکہ وہ ناقص صفات کو اپنی ذاتِ پاک میں جگہ نہیں دیتا۔ چنانچہ یہ شان اور صفت، مثبت صفت ہے نہ کہ منفی صفت۔ چنانچہ ان دونوں باتوں میں تطبیق کرنی چاہیے کہ منفی صفت کو مثبت کہنے والا اس کی شان و صفت کو گھٹانے والا ہے اور منفی صفت کو منفی کہنے والا اس کی شان و صفت کو ناقص کرنے والی صفت کو صفات میں سے خارج کرنے والا ہے۔ اگر کہیں ملاقات کا موقعہ ملا، تو اس کی تشریح روبرو کی جائے گی۔

مکتوب : ۱۳

مرتبۂ صفات و کمالاتِ صفات پر غیب الغیب کے نام کے اطلاق کی تحقیق۔

اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں عطا کی ہیں۔ ان پر اس کی بے حد حمد و ثنا۔ میرے عزیز خوش نصیب

Marfat.com

بھائی، بعد سلام آپ کے مشفقانہ مکتوب کی آمد نے خوشی پیدا کی۔ مدت سے یہ خواہش تھی کہ عزیز کوئی گہرے مطلب کا سوال کرے۔ اس خط کے مطالعہ سے وہ خواہش پوری ہوگئی۔ اے سعادت مند! اس عاجز نے اس تحقیق میں ہر دو اختلاف کو حاجی سلطانپوری (اللہ ان کے راز کو پاک کرے) کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ انہوں نے اس عبارت کے چھ لطیف نکات پر تعجب کرکے فرمایا تھا کہ جو کچھ نکات میں ہے، یہی ہے اور اسے ہی دیکھنا چاہیے اور اس کے بعد اور کچھ نہ کہا اور دوسرے عزیزوں سے بھی اس وقت تک کوئی تحقیق ظاہر نہیں ہوئی۔ اس موقعہ پر اس عاجز کے دل میں خیال آیا، گویا غیب سے ڈالا گیا، کہ ذات وصفات اور ملزومات کی دو شانیں ہیں، پہلی شان تو یہ ہے کہ "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا" اس شان کے مطابق ظاہر ہے کہ ظاہری ذات وصفات کا مرتبہ اپنی ظاہریت سے غیب سے موسوم ہے، اور اس شان میں ملزومات کا درجہ پوشیدگی اور دخلِ محض کا ہے، اور ان کی انتہا غیب الغیب کی مُسمّیت کی متقاضی ہے دوسری شان یہ ہے کہ "میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں چنانچہ میں نے مخلوق کو پیدا کیا، تاکہ وہ پہچانے" اِس دوسری شان کے مطابق ظاہر ہے کہ ملزومات کے رُتبے اپنے ظہور کے لباس سے اس شان میں ظاہر ہیں۔ اور اپنی ظاہریت کے سبب غیب کے نام اور ذات وصفات کے مرتبے سے، ملزومات کے ذریعے اس مرتبہ پر اطلاق کی وجہ سے ہویدا ہیں۔ پس اس معنی کے اعتبار سے اس شان میں "ذات وصفات" یہ ہے کہ اس کا نام غیب الغیب رکھا جائے اور جب شان کی تحقیق سے یہ ظاہر ہوگیا کہ ان دو بانوں کے دو پہلو ہیں، یعنی حضرت پیرِ دستگیرؒ نے پہلی شان کے مطابق، ذات وصفات پر غیب کا اطلاق اور ملزومات پر غیب الغیب کا اطلاق فرمایا ہے۔ اور حضرت محمد شریف جیؒ، چونکہ پیرو کار ہیں اور چونکہ اُن کے مُرشد نے غیب کا اطلاق ذات وصفات پر اور غیب الغیب کا اطلاق ملزومات پر جیسا کہ دوسری شان کے مطابق مرتبہ ظہور

marfat.com

Marfat.com

ہے۔ بیان نہیں فرمایا، اس لیے مجبوراً دُوسری شان کی تحقیق کو جو پہلی شان کے تحت ہے، مراتب ظہُور کے پیش نظر خصوصیت سے ہر مرتبہ کے مطابق بیان فرمایا اور غیب کا اطلاق مناسب ملزومات سے، اور غیب الغیب کا اطلاق ذات وصفات پر زیادہ مناسب سمجھا۔ اور پھر چونکہ ذاتِ انسانی کا راز واحدِ حقیقی کی ذات کے راز کو ظاہر کرتا ہے۔ اور ہر لحاظ سے اُس کا مظہر ہونے کی وجہ سے اس کی ذات، صفات وملزومات کی سردار ہے، اس لیے مجبوراً تمام لطائف پر سرِ انسانی کی سرداری کو حق مان لیا۔ اور وہ جو فرمایا کہ غیب علمِ حضُوری کا مظہر اور غیب الغیب حضُورِ علم کا مظہر اور نفس ذاتِ ربّانی کے راز کی حقیقت ہے۔ اس سب کچھ کے باوجود حضُور کی حیثیت سے اس کا وجود حرف کے مرتبہ میں ہے۔ یہ اس معنی میں ہے کہ چونکہ عرُوج کی حیثیت سے اُن کی تحقیق دوسری طرف سے ہے۔ اس لیئے عرُوج کی سمت حصول کے مرتبے سے جو نفس ظہور ہے، ملزومات کے مرتبہ سے جو غیب، سے اس شان کے اندر اسم یافتہ ہے، اس شان سے شرُوع ہوتی ہے۔ اور جب حصُول کے علم کے مرتبہ سے عرُوج حاصل ہوگیا، تو علمِ حضُوری نے ظہور فرمایا علمِ حضوری کے مظہراں نے غیب کا مرتبہ جو ملزومات میں ہے۔ واقع اور ظاہر کیا، اور علمِ ظہُوری ظہوراست کے لباس میں ملزومات کی وصولی ہے اور یہ بات تحقیق شُدہ ہے اور جب اس مرتبہ سے ترقی ہوئی اور صفات کی وصولی میسّر ہوئی تو حضُورِ علم نے ظہُور فرمایا۔ پس اس حضور علم کا مظہر، مرتبہ صفات ہے اور صفات اس شان میں غیب الغیب ہیں۔ اور ان کی اطلاع کے مطابق یہ امر تحقیق شدہ ہے اور جب اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس مرتبہ سے عرُوج ہوا۔ اور ذاتِ جامع کمالات کا وصل میسّر ہوا۔ اور علم حضُور کی حضوری میں حضُور حاصل ہوا۔ اور اس علم کا حضور اس عارف کے حصہ میں دے دیا گیا۔ چنانچہ اس بات کو سمجھ لیجئے۔ یہ وہ مقدمیت نہیں

Marfat.com

جو مخلوق ہے۔ نہیں۔ بلکہ جب ہر غیب اور غیب الغیب کے مرتبہ کا وصول ظہور میں آئے گا، تو اصل کا نتیجہ، علم ضرور کی شکل میں نکلے گا۔ لاچار علم حضوری مرتبہ غیب میں اور حضورِ علم غیب الغیب کے مرتبہ میں چھ مفصل لطائف صاف ظاہر ہیں، جن کا بیان انسانی راز ہے اور انسانی راز ظہور ثانی کے مرتبہ میں داخل ہے اور ظہور ثانی دوسری شان کے ماتحت ہے اس لیے ملزومات کو غیب سے اور صفات کو غیب الغیب سے موسوم کرنا زیادہ مناسب ہے ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(ترجمہ میں اسی پر بات ختم کرتا ہوں کیونکہ زیرک انسانوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے)

اگر کبھی ملاقات کا موقعہ ملا۔ تو جو کچھ باقی رہ گیا ہے روبرو کہا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے اور عبادت میں غفلت نہ کیجئے۔

مکتوب: ۱۴ (الف) سوال

احاطۂ ذاتی کے بارے میں تحقیقات، کے متعلق۔

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ہدایت بخشی، اگر وہ ہدایت نہ دیتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے اور ہمارے ربّ کی طرف سے حق کے ساتھ انبیاء و رسول آئے۔ میں شیطانِ مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ خبردار۔ اللہ ہر شے پر حاوی ہے علمائے ظاہر اللہ تعالےٰ کا احاطہ علمی اس آیت کریمہ کی تعبیر و تاویل کے ذریعے کرتے ہیں اور "اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا" کی آیت کریمہ کو مفسرین اسی معنی میں سمجھتے ہیں، اور حضرات صوفیہ پہلی آیت سے احاطۂ ذاتی بیان کرتے ہیں۔ اور دوسری آیت سے احاطہ علمی سمجھتے ہیں۔ اور اگر ذہن کی نظر سے دیکھا جائے تو احاطۂ علمی والی بات، بلاشبہ درست معلوم ہوتی ہے، اور احاطۂ ذاتی کی بات پر جسم

Marfat.com

اور ظرف کے ہونے کا گماں ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی تحقیق بیان فرمائیں تاکہ دونوں باتوں کی تفصیل ظاہر ہو جائے۔

مکتوب : ۱۴ (ب) جواب

میرے عزیز! اس عاجز کو اتنا حوصلہ کہاں، کہ اکابرانِ دین کے اقوال کے متعلق زبان کھولے، لیکن چونکہ سوال کرنے والے کو جواب دینے کے بغیر چارہ کار نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ "سوال کرنے والے کو مت جھڑکو"۔ اس لیے اپنی کمزور عقل کے مطابق میں نے صوفیائے کرام کے آفتابِ نُور سے جو کچھ حاصل کیا ہے، اس کو بیان کیا جاتا ہے۔ علمائے ظاہر کی سمجھ نے جو کچھ سمجھا اور کہا ہے، ہم لوگوں کی بساط کیا ہے کہ اس پر بات کریں، لیکن سائل کے ساتھ چونکہ معاملہ بے تکلفی کا ہے۔ اس لیے اگر ہمارے حضراتِ ظاہر اور صُوفیہ کے درمیان اس بارے میں جو بحث کی گئی ہے، اس کو بیان کیا جائے، تو درست ہوگا۔ چنانچہ اس لحاظ سے کچھ بات کہی جاتی ہے۔ لیکن سب سے پہلے سائل کے سوال میں جو کمی ہے، اسے بیان کرتا ہوں، اس کے بعد عقیدہ کی تحقیق ہوگی۔ یعنی چونکہ سائل حق تعالےٰ کو جسم اور جوہر سے پاک سمجھتا ہے اور احاطہ ذاتی کی تعلیم جو "اِنّہٗ" کی ضمیر سے ظاہر ہے، اللہ تعالےٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ نہ کہ کسی اور شے سے، اس لیے جسمیت کا وہم کہاں سے پیدا ہو گیا۔ اکثر لوگ بات کرتے ہوئے تو نفی جسم کرتے ہیں۔ لیکن جب اچھی طرح جانچا جائے تو ان کا باطن عقیدہ جسم سے ملوّث ہوتا ہے، اور جسم کے لیے لازم ہے کہ احاطہ ذاتی کی نفی ضروری سمجھی جائے، اس لیے مجبوراً احاطہ علمی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کیونکہ احاطہ ذاتی کے ثبوت میں اُن کے عقیدہ کے مطابق ذات کی مظروفیّت اور اشیاء کی مظروفیّت ثابت ہوتی ہے اور مجسّم جسم کا احاطہ اس حیثیت کے بغیر تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ اہلِ سنّت والجماعت جسم، عرض، بلکہ اللہ تعالےٰ کی ذات سے تمام حادث قیود

Marfat.com

کی نفی کرتے ہیں، اور چونکہ وہ یہ بات اللہ تعالےٰ کی پہلی اور دوسری مذکورہ بالا آیت سے سمجھتے ہیں۔ اس لیے جسمیت، ظرفیت اور مظروفیّت جو حادث اشیا کا خاصہ ہیں، کا وہم اس جگہ کس طرح پیدا ہوتا ہے اور چونکہ سائل اپنے اعتقاد میں اللہ تعالےٰ کی ذات کو الطف (بے حد لطیف) اور متبوع (فرماں روا) اور صفت کو لطیف اور تابع (فرماں بردار) سمجھتا ہے اِس لئے ذات کا جو الطف اور متبوع ہے کسی شے سے احاطہ کرنے سے جسمیت، ظرفیت اور مظروفیّت کا وہم پیدا ہوتا ہے اور یہی وہم، لطیف اور تابع کے مرتبہ میں جو صفات ہیں، احاطہ کے قابل ہونے سے ضروری ہے کہ اور بڑھ جائے۔ اس لیے اس وہم کی وجہ سے کیا احاطۂ ذاتی اور کیا احاطۂ صفاتی سب کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اور حقیقت یوں نہیں بلکہ اس سے نفی اوّل اور ثبوت ثانی ظاہر ہوتا ہے اور یہ مرجح (ترجیح دینے والے) کے بغیر ترجیح ہے۔ نیز چونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی ذات خود بخود قائم ہے اور اس کی تمام صفات، ذات کی بدولت قائم، اور ذات سے صفات کا قیام احاطہ ذات کی خبر دیتا ہے۔ اس لیے وہ صفات کو اپنے عقیدے کی رُو سے کیوں نہیں دیکھتے۔ کہ اس عقیدہ کا باعث اشیا سے صفات کا احاطہ کرنا اشیا کو ذات کے احاطہ کی خبر دینا ہے، کیونکہ بے شک احاطہ گھیرنے والے کی گھری ہوئی جگہ ہے۔ اور چونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ کسی وجہ سے صفات، ذات سے الگ نہیں، اس لیے کسی شے سے صفات کا تعلق کہنا اور پھر اس سے تعلقِ ذات کی نفی کرنا، صفات کے انفکاک (الگ ہونے) کے عقیدہ کو ظاہر کرتا ہے اور پھر چونکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ صفات، ذات پر زاید ہیں، عین ذات نہیں۔ پس جب ذاتی علم کو زاید سمجھا، تو اس کے احاطہ کرنے کا قائل ہو گیا اور اس سے کیا چیز سامنے آئی کہ احاطہ ذاتی کا قائل نہیں ہوتا۔ کیونکہ علم اس کی ذات کی ایک صفت ہے، اس لیے اس کی ایک صفت کا احاطہ ہے۔ چونکہ سائل سوال کے دقائق و رموز سے بے خبر ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ

marfat.com

Marfat.com

کے احاطہ کرنے سے، جو اس کے ذہن سے بہت دُور ہے، کیا حاصل کرے گا، قصہ کوتاہ میں بات کو مختصر کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ احاطہ تین قسم کا ہوتا ہے۔ صُوری، معنوی اور حقیقی۔ احاطۂ صُوری ادنےٰ سے لے کر اعلےٰ تک کی مخلُوقات کے مراتب کا خاصہ ہے، اور اس احاطہ میں ظرفیت و مظروفیّت یا تو ظاہر ہے یا پوشیدہ۔ اگرچہ بعض جگہ واضح نہیں ہوتا۔ اور احاطۂ معنوی حقیقی صفات کا احاطہ ہے خواہ اشیا کی صفات ذاتی ہو یا فعلی۔ کہ اللہ تعالےٰ ازل سے ابد تک تمام ممکنہ مراتب کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے جس طرح قدرت کی صفت ہے، کہ قدرتی معانی کے تصرفات تمام اشیا کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں، اسی طرح علم، ارادہ وغیرہ کی صفات ہیں۔ اور احاطۂ حقیقی اللہ تعالےٰ کی ذاتِ پاک کا خاصّہ ہے۔ اور احاطۂ حقیقی یہ ہے کہ خواہ صفات و کمالات کی وجہ سے مراتبِ وجُوب ہوں، اور خواہ جوہر، جسم، عرض کے مراتبِ امکان، اللہ تعالےٰ کی ذات سے ظاہر و باطن، قلّت و کثرت اور قیام و وجود رکھتے ہیں، اور اس کے سوا کسی اور سے نہیں، اور یہ حقیقتِ حقیقی باقی ہر شے کو گھیرنے والی متحقّق ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل سے احاطۂ حقیقی کی حقیقت سے باخبر کیا۔ اور اس تحقیق سے جسمیت و ظرفیت کے وہم ختم ہو گئے۔ اور جس کی ضرورت تھی صفحۂ اعتقاد پر جلوہ گر ہو گیا۔

اس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ علمائے ظاہر کا احاطۂ ذاتی پر رُک جانا، اس احاطہ کی نفی ہے، جسے عوام احاطۂ صُوری سمجھتے ہیں۔ اس سے احاطۂ حقیقی کی نفی کا پتہ نہیں چلتا۔ کیونکہ اس احاطہ کا ثبوت ایمان محض ہے، یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

مکتُوب : ۱۵

شریعت کے بعض عقائد پر یقین رکھنے کی تحقیق کے بارے میں۔

Marfat.com

تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے کفر کی تیرگی سے نکالا اور اپنی مدد اور کامیابی سے دارالایمان میں داخل کیا۔ پاک ہے وہ ذات، جو مُردوں کو زندہ کرتی اور انہیں ولایات کے درجوں پر پہنچاتی ہے۔ وہ اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے مخلوقات میں اتحاد وحلول سے منزّہ ہے۔ اور اس کی ذات کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کی شانوں اور کمالات کے حسن کا عین ظہور ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے غافلوں کی آنکھوں سے پردہ فرمایا اور اپنے حضور میں حاضرین کو مُتحیّر بنا دیا۔ آپ کے پُرخلوص اور بے کینہ، محبت سے بھرے ہوئے مکتوب کی آمد نے دل کو آسودہ کیا اور پیاسے دل کو طالبین کے سوالات کے پانی سے سیراب کر دیا۔ یہ جو لکھا گیا تھا کہ مفصل جواب لکھا جائے گا، تو انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا، جس مسئلہ کو واضح طور پر میں بیان کرتا ہوں، اس کو غور سے سنیئے۔ اگرچہ توحید کے مسائل اور اللہ تعالےٰ کی اپنی مخلوق سے قُربت اور ہمراہی، بہت سے مجاہدوں اور بے شمار ریاضتوں کے بعد حاصل ہوتی ہے لیکن اللہ تعالےٰ کے اس حکم کی تعمیل میں کہ "سوال کرنے والے کو مت جھڑکو" جو کچھ عبارت برداشت کر سکتی ہے، اسے حوالۂ قلم کرتا ہوں، ہو سکتا ہے، نفع بخش ثابت ہو۔

اوّل یہ جو لکھا گیا تھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر عالم کو حق تعالیٰ کے علاوہ کہیں، تو مخلوق کے ساتھ خالق کا کیا تعلق ہوگا۔ میرے عزیز! یہ اہم حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالےٰ صانع (بنانے والا) ہے۔ اور مخلوقات اس کی مصنوع (بنائی ہوئی) ہیں۔ اگر ان کی حقیقت معلوم کرنا چاہیں، تو اپنی صورت متخیّلہ کی مثال سے دلیلِ مقصد سمجھ لیں۔ خیالات کی تراش کے بعد اپنی صورتِ متخیّلہ کے مرتبہ پر غور کریں اور جان لیں کہ قوتِ متخیّلہ نے سر سے پاؤں تک اس تمام عرصہ ومکان میں، جو تمام صورتیں وضع کی ہیں، وہ محض وہم کے مرتبہ پر ہیں اور ان متخیّلہ صورتوں کا بنانے والا، جو شخص ہے، وہ خارج میں موجود ہے۔ اس لیے صاف صاف غیریت، اور اس صورت کے ساتھ اس شخص کی معصیّت کے

Marfat.com

باوجود وہ اس صورت سے اتّحاد و حلُول کی حد تک منزّہ اور پاک ہے ۔ مرتبۂ حد کو حقیقی خارجی مرتبہ سے قریب کی یا دُور کی نسبت نہیں۔ اور یہ مذکورہ باتیں قریب یا دُور کی جنسیّت کے بغیر ثابت نہیں ہوتیں، جیسا کہ غور کرنے والے شخص پر یہ بات پوشیدہ نہیں رہتی۔

میرے عزیز! جب دو چیزوں کے درمیان حدُود کی تحقیق ظرفِ زمان اور ظرف مکان سے ثابت شدہ ہے تو پھر وہ شخص عجب نادان ہے جو اللہ تعالےٰ کی لامکانی پر ایمان لانے کے باوجود حد کا احتمال پیدا کرتا ہے۔ حالانکہ ہر حادث صریح طور پر قدیم کی ضد ہے اور تمام اَضداد ایک دوسرے کے سوا حادث پر غیر قدیم کے اطلاق پر رک جاتی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ دانا کی نظر میں مخلوق، خالق کے بغیر اور خالق و مخلوق کے درمیان غیریّت کے اطلاق سے حدُود کی تحقیق کرنا غیر معقول ہے۔

اور یہ جو لکھا گیا تھا کہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالےٰ کی تمام معلُومات وجُود میں آگئی ہیں، تو اس سے ضرُوری ہو جاتا ہے کہ ان کے حقائق کی اشیاء، ایک واحد شے ہوں اور یہ درست نہیں کیونکہ اشیا کے حقائق کو ان متصوّف حضرات نے اللہ تعالےٰ کی معلُومات قرار دیا ہے۔ اے نیک بخت! متصوّف، تکلّف کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی اس شخص کو جو زبردستی صوفی بنا بیٹھا ہو اور ایسا شخص منزل پر پہنچا نہیں ہوتا اس لیے حضراتِ متصوّفہ کی بجائے حضراتِ صوفیہ کہنا چاہیے۔ تاکہ ان کی باتیں قابلِ اعتماد ہوں۔ پس جاننا چاہیے کہ معلُومات کے پہچاننے میں بزرگ صُوفیہ کی باتیں بہت ہی دقیق ہیں۔ اتنی کہ اگر میں یہ کہوں کہ تمام معلُومات وجُود میں آگئی ہیں۔ تو ضرُوری ہو جاتا ہے کہ اشیاء اور ان کے حقائق ایک ہی ہوں اور اگر یہ کہوں کہ موجود غیر معلُوم ہے، تو پھر یہ دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو یہ کہوں کہ معلُوم اور تھا اور موجود اس کے علاوہ۔ اس لیے لازم آیا کہ جو وجود میں آیا، وہ حق کو معلُوم نہ ہو۔ تو یہ نقصانِ علم ہے کہ دُوسرے کو معلوم

Marfat.com

ہو۔ اور موجود اپنے وقت میں غیر معلوم ہو۔ یا پھر یہ کہوں کہ معلوم علم میں تھا اور جو کچھ وجود میں آیا وہ اس کی شبہ اور مثال ہے۔ اس سلسلے میں وجودِ مثالی اللہ تعالےٰ کے علم میں لازم ہو جاتا ہے اور یہ مخلوقات کی صفات میں سے ہے۔ پس ثابت شدہ بات یہ ہے کہ ہر موجود مخلوق شے کو اللہ تعالےٰ کی ذاتی صفات سے دو طرح کا تعلق ہے، جیسا کہ قدرت، علم اور ارادے کا ہے۔ اور اس تعلق سے ہر شے ٹھیک ٹھیک مقدور و معلوم ہے اور حق کی مراد 'لا' سے ہے اور ان بلند صفات کا تعلق اشیا کے وجود سے پہلے، اور اُن کے وجود کے بعد سے برابر کا ہے اس تعلق میں کوئی کمی یا زیادتی یا کوئی پہلے اور بعد کا فرق نہیں۔ اگر کمی اور زیادتی ہے یا پہلے اور بعد کی کیفیت ہے، تو وہ اس شے کی نسبت سے اللہ تعالےٰ کے علم و قدرت کے اعتبار سے نہیں۔ اللہ تعالےٰ اس سے پاک ہے اور وجودِ مثالی کے حصول کے بغیر ہر شے اس کے علم بلکہ علمِ حضوری میں ہے۔ اور ہر شے کو تمام وجود اور اعتبار سے وہ مرتبہ حاصل ہے، جو شُدنی (ہو جانے والا) ہے، جس میں زمان و مکان کے تمام مراتب شامل ہیں، جو ازل سے ابد تک حق کو جانتا ہے اور ہر شے اپنی اصل شکل میں اُسے معلوم ہے، نہ کہ ان کے حصول کی شے۔ جس سے بعض صُورِ علمیہ مراد لیتے ہیں۔ ہرگز ہرگز نہیں صُور اور حصول کی اللہ تعالےٰ کے علم میں گنجائش نہیں۔ بلکہ یہ شے اپنے موجود ہونے سے پہلے اور بعد میں اس کے علم میں ہے۔ اور یہ وہ نادر معارف ہیں جو اللہ تعالےٰ طریقہ نقش بندیہ میں، طریقہ اجنیہ کے مالک کے دل پر نازل کرتا ہے۔ اور اس کا تعلق صفاتِ فعلیہ سے ہے جیسا کہ خالقیت اور رازقیت ہے اور اس تعلق سے ٹھیک اسی طرح مخلوق، رزق پانے والی، اور فنا ہونے والی ہے۔ چنانچہ ہر چیز صفاتِ فعلیہ کے تعلق کی حیثیت سے مخلوق، موجود اور حادث (تغیر پذیر) ہے اور صورت یوں نہیں کہ معلوم کوئی اور شے ہو اور موجود کوئی اور شے۔ یہ محض تنازع ہے۔ پس

marfat.com

Marfat.com

تحقیق سے ثابت ہوا کہ یہی زید معلوم ہے اور یہی زید موجُود ، نہ کہ غیر زید.

اور یہ جو لکھا گیا تھا کہ ضُروری ہے کہ شے کی حقیقت عین شے ہو ، تو میرے مُشفق! یہ بات اس وقت ہو سکتی ہے جب میں یہ کہوں کہ معلُوم ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ حیوانِ ناطق ، حیوانِ ناطق ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ جو موجُود ہے وہ معلُوم ہے. اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ انسان حیوانِ ناطق ہے ، پس انسان حیوان ناطق کے سوا اور کچھ نہیں. اس لیے کسی شے کی حقیقت دُرست شے ہوتی ہے ، فرق عبارت میں ہے. شے اور حقیقت میں نہیں ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(ترجمہ : میں بات کو اسی پر ختم کرتا ہوں کیونکہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے)

اور وہ جو لکھا گیا تھا کہ مُتصوّف حضرات نے مخلوقات کو واحدیت (ایک ہونے) کے مرتبہ میں رکھا ہے اور خالق و مخلوق میں صرف نام کا فرق رکھا ہے جیسا کہ اولے اور مینہ ، حالانکہ وہ ایک ہی شے ہیں. میرے مُشفق! اگر مخلوقات کو واحدیت کے مرتبہ میں اس معنی میں کہوں کہ واحدیت کے مرتبہ کے اجزا میں سے ایک جزُو ہے. تو یہ صاف غلطی ہے. کیونکہ واحدیت مرتبہ صفات ہے اور مرتبہ صفات ، حصّے بخرے کرنے سے پاک اور منزّہ ہے. صُوفیا میں سے کوئی بھی اس مرتبے کے حصّے بخرے کرنے کا قائل نہیں. البتہ اگر کوئی متصوّف ایسی بات کہے ، تو بعید نہیں. کیونکہ وہ ظلیت (سائیہ) کے مرتبہ پر ہوتا ہے اور صاحبِ ظِل غلطی سے محفُوظ نہیں. اور وہ جو اولے اور مینہ کی مثال دیتے ہیں ، اس سے مراد جُزکی نہیں ، میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں بلکہ میری یہ مثال بعض لحاظ سے صفاتِ مطلق کے ظہُور سے ہر شے کی تحقیق و ثبوت کے لیے دی گئی ہے. جیسا کہ اولہ صاف صاف پانی کا ظہُور ہے لیکن جزئیت کے مرتبے سے بالکل الگ ہے. لیکن اگر صرف نام کے الگ الگ ہونے سے کہیں ، اور

Marfat.com

حقیقت، کو ایک جانیں، تو یہ اہل صفا صوفی کی بات نہیں ہوگی، بلکہ اہلِ ہوس متصوف کی بات ہوگی۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنی رحمتِ خاص عطا کر اور ہمارے معاملے کو درست کر دے!

مزید یہ کہ اگر تخت پوش کا ایک تختہ پلید ہو جائے، تو یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر ان سب تختوں کو ایک دوسرے سے میخوں سے اس طرح جوڑا گیا ہے گویا کہ ایک ہی تختہ بن گیا ہے، تو پھر وہ تخت پوش ایک تختہ کی حیثیت رکھے گا۔ اس سارے تخت پوش پر نماز جائز نہیں خواہ پاک جگہ پر نماز ادا کرے یا ناپاک جگہ پر لیکن اگر تختوں کو لکڑی کے ساتھ جو تختے تختے ہو، میخوں سے جڑا گیا ہو، اور اس لکڑی کی بدولت وہ تختے آپس میں ملے ہوئے ہوں اور اسی لکڑی کی وجہ سے وہ تختے جدا جدا ہو سکتے ہوں، تو پھر پاک تختے پر نماز ادا کرنا جائز ہے۔ اُس طویل تختے کا جواب بھی، جس کی ایک طرف پلید ہو گئی ہو، اسی میں پوشیدہ ہے اور چادر کی کیفیت بھی یہی ہے۔ اس کے بھی پاک کونے پر نماز جائز نہیں اگر مقتدی کو غفلت کی بنا پر امام کے رکن کا پتہ نہ چلے، تو چھوٹے ہوئے رکن کو ادا کرنے کے بعد امام سے ملنا درست ہے، اور اگر کوئی رُکن درمیان میں سے چھوٹ جائے، اور امام سے ملے، تو درست نہیں۔

اپنی مسواک کے سوا کسی دوسرے کی مسواک پکڑنا جائز نہیں، گری پڑی چیز اٹھانے میں یہ نیت رکھے کہ اس کے مالک تک پہنچا دے گا۔ اگر کوئی حائضہ اپنی عادت سے پہلے پاک ہو جائے، تو طہارت کے بعد روزہ اور نماز ادا کرے، لیکن شوہر کے نزدیک نہ جائے۔ قرآن مجید میں حرفِ 'ا' جیسا کہ "یَتْلُوا" میں لکھتے ہیں، جیسا کہ معلوم ہے، صیغہ جمع اور صیغہ واحد میں فرق ظاہر کرنے کے لئے ہے، کیونکہ بعض واحد صیغے، جمع کے صیغے کی شکل میں آتے ہیں، جس جگہ "لا" کی علامت ہو، ٹھہرنا نہیں چاہیے۔ اور بعض قاری بعض ایسے مقامات پر، جہاں وقف کرنا بہتر ہے، وقف نہیں کرتے اور

marfat.com

Marfat.com

اس کی سند صحابۂ کرام سے لاتے ہیں جو سارا قرآن وقف کئے بغیر پڑھ جاتے تھے۔ اور سورہ فتح میں 'افواجا' پر حاشیہ لکھا ہوتا ہے 'وقف نبی'۔ وہاں تھوڑا سا رکنے میں عذر ہے۔ بزرگوں نے اس کے نہ ہونے کی حالت کو بہتر سمجھا اور کہا ہے۔ اگرچہ ان کا نام نہیں لکھا گیا۔ الغرض قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص ترکیبِ الفاظ کی بدولت معانی سے باخبر ہے۔ اگر وہ الفاظ کے فرق کو سامنے رکھے تو اس کے لیے وقف کرنا ضروری نہیں۔ اور یہ وقف اور دوسرے مسائل جو سمجھ میں نہیں آتے، بالمشافہ صحبت سے دور ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اور میری خطائیں معاف کرے۔

مکتوب : ۱۶

کلام اللہ کی حقیقت کی تحقیق کے بارے میں۔

اللہ کنہی کے بغیر ازل سے کلام کرنے والا ہے، ازل سے واحد حقیقی کے کلام سے مخاطب ہے، اور مخاطبوں سے اس کے کلام کا ظہور متعدد الفاظ میں مرتبۂ حدوث میں کمال فضل و کرم سے، ایک دل پذیر بات کی صورت میں، جو دوستانِ مہجور کا شرف بڑھانے والی ہے نہایت پیارے نورانی دوستوں کے ذریعے نہایت اچھے وقت میں ہوئی، اور اس نے ضروری امور کی حقیقت سے آگاہی بخشی۔ چونکہ میں نے آں عزیز کو عقائد کی وضاحت نہ رکھنے والے چند مکتوب لکھے تھے، اور ان دنوں عزیزوں میں ایسے مسائل سر اٹھا رہے ہیں، اور ان کے حل میں وہ بہت کوشش کر رہے ہیں، اس لیے ان عقائد کی تصحیح کے لیے اللہ کے فضل سے جو باتیں بڑی واضح ہو گئی ہیں۔ انہیں قلم بند کر کے آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ امید ہے کہ اللہ کے حکم سے اس سے بھی مسلمانوں کی خدمت ہو گی۔

چونکہ اہلِ سنت والجماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ ازل لازل سے تنزہ

Marfat.com

اپنے کلام سے بے حد و حساب کلام کرتا ہے، اور گنتی حروف والفاظ سے پیدا ہوتی ہے اسلیئے ان دونوں کی اس مرتبہ عالی میں گنجائش نہیں، اور گنجائش بھی کس طرح ہو سکتی ہے کہ حق تعالےٰ کلام نفسی سے خیالی اور زبانی کلام کرتا ہے اور حروف و تعداد کا خاصّہ ایسے ہی ہے جیسا کہ خیال و زبان۔ اور خیال و زبان کا نہ ہونا کمال کو ثابت کرتا ہے۔ اور چونکہ اس معنی کی تحقیق اکثر لوگوں کے لیے کئی ایک وجوہ سے مشکل تھی، مثلاً اوّل یہ کہ چونکہ اللہ تعالےٰ ازل میں کلام کرنے والا تھا۔ اور اس کے سوا اور کوئی شے نہ تھی (آیت کریمہ) "اللہ تھا اور اس کے ساتھ اور کوئی شے نہ تھی" اس لیے اللہ تعالےٰ کے کلام کا ظہور کسی مخاطب کے بغیر تھا اور مخاطب کے بغیر کلام کرنا بالعموم لغو سمجھا جاتا ہے، اور اگر فرض کرو، ہم بے مخاطب سے بھی مثبت معنی نکال لیں، تو ظاہر ہے کہ کسی شخص کا بات کرنا سمجھنے سمجھانے کی غرض سے ہوتا ہے اور چونکہ اللہ تعالےٰ اپنے ازلی علم کی بدولت وجوب و امکان کے تمام مرتبوں کا بے کم و کاست جاننے والا ہے اس لیے جو بات کلام سے سمجھی جائے گی۔ وہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہو گی۔ یا تو معلوم سے زیادہ یا عین معلوم۔ پہلی صورت میں علم کا نقصان ہے اور دوسری صورت میں تحصیلِ حاصل۔ اور پھر یہ کہ جو کچھ اس سے ظاہر و واضح ہے اور اس سے ہم تلاوت و قرأت کے ذریعے شرف حاصل کرتے ہیں، وہ متعدد ہے اور کثرت سے ہے اور از روئے شریعت عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالےٰ کا کلام ہماری زبانوں پر جاری، ہمارے دلوں میں محفوظ اور کتابوں میں تحریر ہے اور جو کچھ جلد کے اندر ہے، وہ قرآن ہے اور اللہ کا کلام ہے۔ اور صورت یہ ہے کہ شریعت کے مقرّرہ مراتب کے لحاظ سے جو کچھ تحقیق اور ظاہر ہوا ہے، وہ مقدار اور اجزا والا ہے۔ اس لیے اگر ہم کلام مطلق کو ان مذکورہ مرتبوں سے پرے جانیں، تو پھر جو کچھ پڑھا جاتا ہے، اور جو کچھ محفوظ ہے، اسے کیا کہا جائے؟ کیا انہیں مخلوق اور غیر کلام سمجھیں؟ اس صورت میں ہم نے کلام اللہ کی تلاوت نہیں کی ہو گی۔

marfat.com

Marfat.com

اور یہ بات نجات یافتہ فرقہ کے طے شدہ اصول کے خلاف ہے۔

اور اس معنی کی حقیقت بزرگوں کے طفیل (خدا اُن کے اسرار کو پاک رکھے) اس عاجز پر یُوں ظاہر کی گئی ہے کہ حق تعالےٰ ازل سے اپنی ذاتِ قدیم کا خود مدح کرنے والا۔ خود وصف بیان کرنے والا اور خود تعریف کرنے والا ہے۔ اور اس میں، وحدتِ تحقیقی کے تمام محامد اور تمام اوصاف شامل ہیں۔ یہ مدح و تعریف نُورِ مطلق کے ذریعے بے حرف اور بے آواز۔۔۔۔۔ اس طرح ہے، جس طرح کہ چاہیے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کی صفات میں سے ہر صفت، اور اس کے ناموں میں ہر نام نفسِ ذات کی مدح و تعریف ہے، اور اس کی لا انتہا قابلیات میں سے ایک قابلیت ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی ذات کا سب سے بہترین تعریف کرنے والا۔ اور اعلےٰ ترین ثنا کرنے والا ہے۔ اور یہ مرتبے لا انتہا اور بے نہائت ہونے کے باوجود گنتی سے پاک اور بری ہیں۔ بلکہ وہی حقیقی طور پر بے کیف ہے کہ لا انتہا کمالات کے باوجود اس میں گنتی اور حصے بخرے کرنے کی گنجائش نہیں۔ "سُبحان اللہ" کا کلمہ جس کی کوئی انتہا نہیں اور جو اس کے اوصاف میں سے ہے، گنتی اور اجزا کی نفی کرنے کے لیے کافی ہے، کیونکہ جو شے گنتی اور اجزا میں آجائے، بے شک اس کی کوئی نہ کوئی انتہا ہوتی ہے۔ بلکہ ہر عدد اپنے طور پر مُنتہی ہے، کیونکہ جب نہائت ختم ہوگئی تو عدد اور اجزا بھی ختم ہو گئے۔ اور چونکہ متکلّم کے بغیر مدح اور وصف کی تکمیل نہیں ہوتی، اس لئے اسم متکلّم سے موسُوم، اور صفت کلام سے موصوف ہے۔ اس اصلی حقیقت اور وحدتِ تحقیقی کے پیشِ نظر اُس کے لیے اپنے سوا کسی غیر سے مخاطب ہونے کی ضرورت نہیں۔

چنانچہ اس تحقیقِ کامل سے اللہ تعالےٰ کا کلام بلا عدد اور بلا جزء، اور ازل کے ازل سے بے شک و شبہ موجود و ثابت ہے۔ چونکہ کلام کی صفت اس کی ذاتی صفات میں سے ہے اور ذاتی صفات کا ظہور دو مرتبوں میں ہے، قدیم کے اعتبار سے مرتبہ

Marfat.com

واجب اور حدوث کے اعتبار سے درجۂ امکان۔ اس لیے مذکورہ بالا سنتِ کلام کا ظہور پہلے مرتبہ میں قدیمی اور ازلی ہے اور اس ظہور سے اللہ تعالیٰ اسم سے مسمّٰی ہوتا ہے۔ اور اس ظہور میں اسے اپنے سوا کسی غیر سے مخاطب ہونے کی ضرورت نہیں اور دوسرا مرتبۂ ظہور ایسا ہے کہ اس کی صفات میں سے ہر صفت، اور اس کی تمام تعریفوں میں سے ہر تعریف، غیب الغیب کی پوشیدہ قابلیات میں سے ہے جن کی کوئی انتہا نہیں۔ اور یہ مخفی قابلیات ظہورِ ثانی اور موجودیتِ خارجی کا تقاضا کرتی ہیں اور اس کے لیے حقیقی ارادہ اور حکمتِ بالغہ کی ضرورت ہے، جو ازل سے مقرّر کردہ اوقات پر موقوف ہے اور یہ اوقات بھی صرف انہی قابلیتوں کے تقاضوں کا ظہور ہیں، تاکہ مخفی قابلیتوں کے ظہور سے اس مرتبۂ ظہور پر ظاہر ہوں۔ اور مدح و ثنا کے تمام مرتبے اپنی لانہایت قابلیتوں کے ساتھ، کہ خزانۂ پوشیدہ انہی سے عبارت ہے، غیب کے مرتبے سے شہادت کے مرتبہ میں محبت کی بدولت اپنے نفوس کی حیثیت میں ظہور پاتے ہیں۔ اور اندماج (پیوستگی) کے مرتبہ سے عرفان کے مرتبہ میں اپنی قابلیتوں کے نفوس کی حیثیت سے تقیّد یا حدوث کی حالت میں تفصیل سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جب اِن کے ظہور کے اوقات اپنی مقدورہ شرائط کے ساتھ آپہنچتے ہیں، تو وجودِ حقیقی کے فیض کے ظہور سے موجودیت، عدم کے پردے سے محسوسات کے اس مرتبہ میں ظاہر ہوتی ہے، اور اس کو اس کی نمود کے حساب سے زندگی دی جاتی ہے۔ اس طرح یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی مدح و ثنا کی بدولت ظہور میں آگیا۔ اور غیب کا معاملہ عرفان کے مرتبے میں شہادت اور تفصیل سے ظاہر ہو گیا اور ان مراتب کے شہود میں آجانے سے مکمل ذات و صفات کا ظہور خوبیٔ بخت سے واقع ہو گیا۔ اور اس مقام پر آیت کریمہ "جو کچھ آسمانوں میں ہے اللہ کی حمد کرتا ہے" کے معنی سمجھنے چاہیں، چنانچہ کائنات کا ہر ذرہ اپنی ذات کے ذریعے اللہ تعالےٰ کی مدح و تعریف کا ظہور ہے اور اس کے کلامِ مطلق

marfat.com

Marfat.com

کے ظہور سے دوسرے مرتبہ میں کلمہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں ہے۔ اور لفظِ کلمہ سے مراد حق تعالےٰ ہے اور "مَانفدت کَلِمَاتُ اللّٰہ" (اللہ کے کلمات کو قید نہیں کیا جاسکتا) اس مدعا کو ثابت کرنے والا اور اس دعوے کی وضاحت کرنے والا ہے۔

مکتوب : ۱۷

حضرت پیر دستگیر بنوری قدس سرہٗ کے قولِ منظوم کی تحقیق میں۔

من ترا کیستم، ہمیں حمد است تو منی نیستم، ہمیں حمد است

(ترجمہ۔ میں تیرے لیے کیا ہوں یہی تعریف، اور تو میرے لیے نہیں ہوا نے اسی تعریف کے۔ اور اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ تو ہے، میں نہیں ہوں۔ چنانچہ صفتِ کلام کے اس ظہور سے دوسرے مرتبہ پہ حدوث و تقیید تھا۔ اس ظہور سے اللہ تعالےٰ اسم سے مسمّٰی ہوکر بعدِ کمال ظاہر ہوا۔ اور واحدِ حقیقی کے کلام سے دونوں مرتبوں پر متکلّم حقیقی تھا۔ اور کائنات کا ہر ذرّہ کلامِ مطلق کے کمالات کا ظہور ہوتا ہے اور مذکورہ بالا تحقیق کی رُو سے اور اس دوسرے ظہور کی بدولت کلام کی صفت دو قسم کی ہے ایک عام اور دوسری خاص۔ اور عام قسم میں مخلوقات کا ہر ذرّہ حصّہ دار ہے، اور سب سے نہایت عام مرتبۂ ظہورِ عام کے مرتبہ میں نورِ محمدی کا ظہورِ انوار کے مرتبہ میں ہے، اور جسموں کے مرتبے میں آنحضرت کا جسم ہے۔ اور اس درجہ کا عام ہونا اس معنی میں ہے کہ کائنات کا ہر فرد اگرچہ "کُن" کے حکم سے کلمہ کا ظہور ہے اور تمام حمد و ثنا کے لائق اپنے کمالات کے ظہور کی بدولت صرف وہی محمودِ حقیقی ہے لیکن افعال و اقوال وغیرہ میں سے جو کچھ اس فرد کے پاس ہے، وہ ان پابندیوں سے منسوب اور ان کے متعلق ہونے کی حیثیت سے ہے، جو اس مرتبۂ پابندی کی وجہ سے حاصل ہے اگر کلام مخلوق ہے، تو وہ مخلوق

marfat.com

Marfat.com

کی طرف مُضاف ہے، اور اگر شنید وغیرہ ہے، تو پھر بھی اسی سے متعلق ہے۔ کیونکہ ان کی تخلیق میں مخلوق کا بھی تھوڑا بہت واسطہ رہا ہے، بلکہ ان کی تخلیق میں مخلوق کی طرف انتساب کی تخصیص بھی تخلیق کی گئی ہے اور اس خصوصیت کی حفاظت کرنا ہر فرد پر لازم ہے اور یہ خاص قسم آسمانی کتب کی لفظ و معنی کی حیثیت سے ہے، فقط لفظ کی حیثیت سے نہیں۔ اور احادیثِ قدسی کے الفاظ گو یا عام اور خاص کے درمیان برزخی حالت رکھتے ہیں اور خاص قسم میں بے حد مکمل اور بے حد جامع قرآن مجید ہے۔ اور اس کتاب مُبین میں کسی قائلو لفظ کا نہ ہونا، اس دعوے کی دلیل ہے اور اس مرتبہ پر اس کے خاص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ اور معنی کے حساب سے اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب ہے۔ اور اس کے مطلق حقیقی کا کلام ہونے کی دلیل یہ ہے، کہ اس صفت میں کوئی دوسری شے اس میں شریک نہیں، اور سوائے ظاہری الفاظ کے کوئی مخلوق درمیان میں حائل نہیں، اور کسی غیر کا تصرف نہیں، بلکہ عین تخلیق میں ان مبارک الفاظ و حروف نے اللہ تعالےٰ سے ذاتی انتساب حاصل کیا اور ان کی اس خصوصیت کی حفاظت تمام زمانوں میں تمام مسلمانوں پر عائد کر دی گئی۔

پس یہ بات ثابت ہو گئی کہ مظہریت میں قابلیات کا ظہور ہے اور خود خالق حقیقی کا کلام اپنی تمام قابلیتوں کے ساتھ، جیسا کہ اطلاق کی جاتی ہیں، ظاہر ہے۔ اور عین ظاہر ہونے کی حالت میں پڑھا ہوا اور پڑھنے والا زیرِ حفاظت اور حفاظت کرنیوالا اور ہمارے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔ وہ قرأت کے بغیر قاری، حفاظت کے ادراک کے بغیر حفاظت کرنے والا اور حروف و کاغذ کے بغیر بلکہ تمام ذرات کو گھیرنے والا ہے اور صرف بے کیفی کو ظاہر کرنے والا ہے اور جو کچھ سمجھا جاتا ہے اور جس میں وہ گھرا ہوا ہے وہ قابلیتوں کے ظہور کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور اسے (قرآن) اللہ تعالےٰ کے دیدار سے

marfat.com

Marfat.com

قیاس کرنا چاہیے جو آخرت میں مومنوں کو کرایا جائے گا، اور اس وقت اللہ تعالےٰ کو دیکھا جاسکے گا۔ لیکن اس کا احاطہ اور ادراک نہیں کیا جاسکے گا۔ اور اس دیدار میں کوئی شک وشبہ کی بات نہیں۔ اور کلام کی حقیقت کا تعلق اللہ تعالےٰ کے ساتھ اس کی صفتِ ذاتی کی نسبت سے ہے اور الفاظ وحروف کا انتساب اللہ تعالےٰ کی طرف، اس کے مخلوق ہونے کے رتبۂ عالی سے ہے۔ اور اس کا ظاہر ہونا کلامِ مطلق کا خاصہ بلکہ حقیقت ہے کیونکہ یہ منظم بیان جو تختیوں کاغذوں وغیرہ پر ثبت کیا ہوا ہے، ایسا ہے کہ اس میں کسی مخلوق کا حصہ دار ہونا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ سوائے اس کی مظہریت کے۔ اور "میں نے اس میں اپنی روح پھونکی" کے یہی معنی ہیں۔ اس جگہ مراد روحِ مطلق سے ہے، جو ساری مخلوقات کا مبدا و منشا ہے، سُبحَانَ اللہ، اسی سے قرآن کے حُروف اور الفاظ کا بلند مرتبہ سمجھ لینا چاہیے کہ روحِ مطلق کی اضافتِ تعظیمی کو آنکھ سے جوہرِ بسیط کا مرتبہ دیا گیا ہے۔ ان حروف والفاظ کو اس مرتبہ محسُوس ومرکّب کو مخلوقیت کی رہ سے بے واسطہ تخلیق کیا گیا ہے۔ پس ان حروف کے معنی اور حقیقت کے متعلق کوئی کیا بیان کرے۔

الغرض قرآن کی تمام آیات سے نہایت مکمل، نہایت جامع اور نہایت شامل، آیتِ تسمیہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ہر سُورت کے شرُوع میں واقع ہوتی ہے اور ہر سورت کی ابتدا اور اس کا آغاز، بلکہ ہر کام کی ابتدا اس سے ضروری ولازم ہوگئی ہے۔ پس جامعیت کے اعتبار سے تمام کمالات کے مقابلے میں یہ واحد النفسی کلام اس آیتِ عظیمہ کی حقیقت ہے اور اس مبارک آیت کی لفظی صورت ایسی صورت ہے کہ اپنی اصل کی حقیقت ہے، جو کلامِ مطلق ہے اور اس کلامِ مطلق کے کمالات پڑھنے اور سمجھنے کے اعتبار سے حقائق ہیں، بلکہ قرآن مجید کی دوسری آیات، اور دوسری آسمانی کُتب کے حقائق بھی اسی میں ہیں۔ اور کلامِ نفسی کا مرتبہ جامعیت

Marfat.com

اور مدحِ مُطلق کے اعتبار سے جو تسمیہ کی حقیقت ہے، اپنے تمام کمالات کی مبتدع (سردار) ہے اور تمام ظاہری مراتب، جو قابلیتوں کے ظہور ہیں، کلامِ مطلق کے کمالات ہیں۔ اور مقررہ اوقات کے مطابق ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور یہ محض 'کُن' کے حکم کے بلند تقاضوں کے مطابق کلامِ مطلق کی قابلیت سے دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ تسمیہ الف، لام، میم کی حقیقت اور صورت کے لیے ایک جامع نقطہ ہے۔ اور الف لام، میم سے وجوب کے تین مرتبے[1] مُراد ہیں ------ اور یہیں سے ان اشعار کی تحقیق کرنی چاہیے جو حضرت پیرؒ نے تسمیہ کے حق میں ارشاد فرمائے ہیں۔ والسلام والاکرام۔

گرچہ دُورم دلے قریب ترم　　طالبِ روئے دوستان خودم

(ترجمہ: اگرچہ میں دُور ہوں لیکن (حقیقت میں) بہت قریب ہوں (کیونکہ) دوستوں کی دید کا طالب ہوں۔)

اور جان لینا چاہیے کہ تسمیہ حق تعالےٰ کا کلام ہے۔ اگر یہ سوال کریں کہ اہلِ تحقیق کی یہ طے شُدہ بات ہے کہ حق تعالےٰ بے حرف و آواز ہے اور تسمیہ تو تمام حروف پر مشتمل ہے، اس لیے اس پر کلام کا اطلاق کرنا کس طرح جائز ہے؟ جیسا کہ تمام آسمانی کتابیں صحیفوں میں لکھی ہوئی ہیں، زبانوں سے پڑھی جاتی ہیں، اور ہمارے دلوں میں محفوظ ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ تسمیہ اور تمام آسمانی کُتب پر کلام کا اطلاق دو وجہ سے ہوتا ہے یا تو تعلقِ تخلیق کی وجہ سے یا تعلّقِ توصیف کی وجہ سے۔ اگر انہی لکھے ہوئے حُروف پر اللہ کے کلام کا اطلاق کریں، تو یہ بھی درست ہے۔ لیکن اس تعلّق کو تعلقِ تخلیقی کہتے ہیں کیونکہ اس کے تمام حروف حق تعالےٰ کی تخلیق ہیں اور یہ مطلقِ حقیقی کے کلام کا مظہر ہے، جو حرف و آواز سے پاک ہے اور اس کی تخلیق میں کسی مخلوق کے ہاتھ کا دخل تصور نہیں کیا جا سکتا۔ سوائے مختصر بیان کے اور چونکہ یہ مبارک اور بلند

---

[1] یعنی الف سے ذات، لام سے صفات اور میم سے مُراد اللہ تعالےٰ کی ذات کے کمالات ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

الفاظ تمام مخلوقات کے دخل سے پاک ہیں اور الفاظ کو بولنے والے کی طرف نسبت کرنے کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں، اس لیے مجبوراً ان الفاظِ عالیہ کو اللہ تعالےٰ کے کلام سے منسوب کیا گیا ہے، تاہم اس تخلیقی تعلق کی وجہ سے شانِ عظمت ملاحظہ کی جانی چاہیے کہ روح اعظم کو جو تمام مخلوقات میں سے مخلوقِ اوّل ہے اور پاکیزگی کا بلند مرتبہ رکھتا ہے، رُوحانی اور نُورانی مرتبوں میں تعلقِ تخلیق سے مشرف کیا گیا ہے، جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ "میں نے اس میں اپنی رُوح میں سے کچھ پھونکا" اس سے مراد وہ لکھے ہوئے، محسوس کیے ہوئے، قید کیئے ہوئے، اور جسم رکھنے والے الفاظ ہیں۔ جو بے شمار واسطوں سے حقیقی اور قدیمی کلام کے مظہر ہیں۔ انہیں اس حقیقتِ حقیقی سے منسوب کر کے کیا بیان کیا جائے کہ اس کی صفات قدیم، ازلی اور ابدی ہیں۔ کس کو حوصلہ ہے کہ ان مظاہر کے لباس کے بغیر اس کے وصال سے عزت پائے۔ بمطابق آیت کریمہ اور "انسان کے لیے نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے بجز اس کے کہ وحی کی جائے، یا پردے کے پیچھے سے بات کی جائے"۔ اگر حروف سے نظر اُٹھالی جائے، تو ان حروفِ مبارک کے ذریعے ہمیں حق تعالےٰ کے کلام سے جو حصّہ عطا کیا گیا ہے، اور اس کے بولنے اور اس کے یاد کرنے سے محض ان حروف کو تقدیم و تاخیر کے بغیر ادا کرنے سے صحبتِ حقیقی میسّر ہو جاتی ہے۔ اگر اُس مرتبۂ حقیقی پر کلام کا اطلاق کریں، تو بجا ہے۔ لیکن یہ تعلقِ توصیفی کا معاملہ ہے، کیونکہ بات کرتے وقت یہ مبارک الفاظ کہنا مطلقِ حقیقی کے کلام کا ادا کرنا ہے نہ کہ کسی غیر کا۔ اس لیے اگر ان الفاظ کے بولنے سے کلامِ حقیقی کا بولنا میسّر نہ ہو، تو پھر ہم نے کیا کام کیا؟ وہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے، دیتا ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ ہم کلامِ مطلق کی شانِ عالی کے باوجود جو حروف کی گرد سے پاک اور منزّہ ہے، ان الفاظ بابرکت کے اظہار سے اللہ تعالےٰ کے کلام سے کمی بیشی کے بغیر فیض یاب ہوتے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

جاننا چاہیے کہ کلامِ مطلق کا ظہور اوّل تو نفسِ مدعا کے اعتبار سے ہے کہ اس مقام پر حرف و آواز نہیں، اگرچہ وہ نورانی ہوتے ہیں اور یہ پہلا ظہور، پہلے نور میں ہے، جو حضرت محمدؐ کا نور ہے۔ اور لطیفۂ پوشیدہ اس سے ظاہر ہوا ہے۔ دوسرا ظہور نورانی حرف و آواز سے حضرت جبرئیلؑ کا نور ہے، جو اس آواز کو سنتا اور کلام کرتا ہے۔ اور "جو کچھ اللہ تعالےٰ ارادہ کرتا ہے" سے یہی مراد ہے تیسرا ظہور حرف و آواز کا وہ ظہور ہے، جس سے جبرئیلؑ انبیا سے کلام کرتا ہے، چوتھا ظہور حرف و آواز کا جسمانی ظہور ہے، جس سے انبیا کلام کرتے ہیں، پانچواں ظہور حرف و آواز کا کتابی ظہور ہے، جس سے مقدّس کتابوں کی کتابت کی جاتی ہے۔

اس لیے مومن کو چاہیے کہ وہ ان پانچوں مرتبوں سے جس مرتبہ پر وہ مشرّف ہو، اس مرتبہ کے عین وصول ہونے پر کلامِ مطلق کے مرتبۂ حقیقی بلکہ متکلّم ازلی کا کسی حلول اور اتحاد کے بغیر وصول ہونا سمجھے۔ اور اس پر یقین کرے تاکہ کوئی حجّت باقی نہ رہے ؏

یار در خانہ و من گردِ جہاں گر دیدم

(دوست گھر میں تھا اور میں دنیا بھر میں پھر رہا تھا)

مکتوب: ۱۸

محمد صادق جالندھریؒ کے نام اس عقیدہ کی تحقیق کے متعلق کہ انسان فاعلِ مختار ہے۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو عظیم ہے اور سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو کریم ہے۔ عرض ہے کہ سچے دوست کو صدقِ حقیقی سے حصّہ ملا ہوا ہے اور سچّے عقیدے کی پہچان عطا کی گئی ہے، اہلِ سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق مسئلہ اختیار[1] میں اللہ تعالےٰ کا بے نہایت فضل عطا ہو۔

---

[1] مثنوی معنوی کے اشعار کی طرف اشارہ، جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔
۱۔ اگرچہ اس کا کوئی کام اختیار کے بغیر نہیں، لیکن اختیار اس کے اختیار میں نہیں۔
۲۔ اگرچہ وہ نیکی کرنے سے دُور ہے، لیکن وہ اس اختیار کے ہاتھوں مجبور ہے۔
۳۔ جس پشیمانی سے وہ کانپتا ہے، اس کی پشیمانی کب لرزاں ہوتی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

میرے عزیز! تم نے اسم قہار کی نسبت سے اختیار کے مسئلے میں، اور گناہگار بندے کے مبتلائے عذاب ہونے کے بارے میں پُوچھا تھا کہ جب ہر ذرہ اور ہر مخلوق ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے ارادے اور قُدرت کی پابند ہے اور کسی زمانے بلکہ کسی گھڑی میں جو کچھ بھی وہ کام یا آرام کرتی ہے، وہ سب اس کے اپنے اختیار اور ارادے کے خلاف ہوتا ہے، اس لئے بندہ کو مختار کہنے اور اس فعل اختیاری کو مُوجب عذاب ٹھہرانے کا مطلب کیا ہے اور اس بے انتہا اضطراب کے باوجود اس کو مختار کا نام دینے کا ثبوت کیا ہے اور اس قدر بے اختیاری کے باوجود اس کو عذاب دینا کہاں کا انصاف ہے؟

میرے عزیز! اس مسئلے کو سمجھنے کی دو راہیں ہیں۔ ایک تقلید کی راہ سے اور دوسری تحقیق کی راہ سے۔ تقلید یہ ہے کہ چونکہ میں نے نجات پانے والے اہلِ سنت والجماعت کو تمام دوسرے مذاہب سے زیادہ حق پر پایا ہے، اس لیے تمام مسائل میں جیسا کہ انہوں نے طے کیا ہے، مسائل مذکورہ کو سُن کر ہر خاص و عام کو پُورے خلُوص سے ان پر یقین و اعتقاد رکھنا چاہیے، خواہ ہم ان کے دلائل سے واقف نہ ہوں اور دل کے پورے یقین کے ساتھ جاننا چاہیے کہ اہل حق کی اس جماعت نے جو کچھ مقرر کر دیا ہے وہ برحق ہے جیسا کہ ایک ابتدائی طالب علم کو اعلےٰ علوم کی حقیقت کے بارے میں، جس میں اسے دسترس نہیں ہوتی، کوئی شک نہیں ہوتا، اگرچہ وہ بات کو پُوری طرح نہیں سمجھتا، لیکن وہ اس اعلیٰ علم کی حقیقت پر ایک غیبی اور تقلیدی ایمان رکھتا ہے اس میں اُسے کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس کی حقیقت کی تحقیق کرنا، اشیا کی حقیقت کی تحقیق کرنے پر موقوف ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ ہمیں بے ہُودہ مشاغل سے بچا اور ہمیں اشیا کی حقیقت جیسی کہ وہ ہے، دکھا"۔ اور وہ تحقیق بلند مقام رکھتی ہے کہ خاص الخاص میں سے بھی کسی کسی کو یہ بلند مقام حاصل ہوتا ہے اور وہ نبی پاک کے اتباع

Marfat.com

ہی سے سرفراز ہوتے ہیں، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور چونکہ آں عزیز کی روشن بیان زبان سے یہ بعید نہیں کہ اس نے مبتدیوں کے سادہ دماغوں میں مسئلے کے سمجھانے کے لیے اس قسم کی باتیں دماغ میں ڈال دی ہوں، اس لیے چند باتیں جو بزرگوں کی طرف سے امانت ہیں، حق کی تلاش کرنے والوں کے لیے بیان کی جاتی ہیں۔

جان لینا چاہیئے کہ وجود میں آنے سے قبل ہر مختار و مجبور اللہ تعالےٰ کے علم، ارادے اور قدرت کی وجہ سے اس کی ذات، صفات اور کمالات کی بدولت معلوم و مقدور تھا، سب کچھ اللہ تعالےٰ کے اختیار میں تھا، اور یہ سب کچھ مرتبہ خارج میں اس کے اسماء کے حسنِ کمال کے اظہار کے لیے ہے۔ لیکن اسے اس کے اظہار اور اس حکمتِ بالغہ میں کوئی فائدہ نہیں تھا۔ چنانچہ ان معلومات، مرادات اور مقدورات میں سے بعض اپنے مقام پر مخصوص لطائف کی صفات کی مظہر ہیں اور بعض صفات قہریت کی مظہریت۔ ان دونوں صفات میں سے ہر صفت اپنے مخصوص مظاہر کی صورت اختیار کرتی ہے۔ اور چونکہ ان عالی شان مرتبوں میں ظہور کے لیے وہ تمام مظاہر میں کامل تر اور قوی تر ہے اور اس لم یزل کی تمام صفات کے ظہور کے بغیر اس کی مظہریت کی مکمل تحقیق نہیں ہو سکتی اس لیے وہ اعلیٰ علم و ارادت اور قدرتِ ازلی کے مرتبہ میں اپنی موجودیت سے پہلے ہی وجود، حیات، علم، ارادت اور قدرت اور سمع و بصر وغیرہ کی صفات سے لائق و موصوف تھا۔ اور معلوم، مراد اور مقدور بن گیا، جیسا کہ صفتِ اختیار سے اور اس بلند درجہ میں موجود حی، عالم و مرید، قادر و سمیع اور بصیر وغیرہ کے نام سے موسوم ہوا بغیر اس کے کہ موجود ہوں یا خارج اور اسی طرح اسم مختار سے اور چونکہ موجودیت کے بعد جو کچھ ان کی طرف سے ان کی بدولت ان کے اندر ظاہر و پیدا ہے خواہ وہ ان کی ذات و صفات ہوں، خواہ افعال و آثار: کسی کمی و بیشی کے

Marfat.com

بغیر وہی ظہور پہلے مرتبہ کا ہے، اس لیے اس مرتبہ میں بھی ان اسما کے مستمّی اور ان صفات کے موصوف انہی مخصوص صفات کے ساتھ سامنے آئے ہیں۔ بغیر کسی کمی یا بیشی کے اور وہ دوسری تمام مخلوقات میں سے زیادہ مختار اور زیادہ صریح ہے اس لیے ذی علم اور صاحب عقل پر لازم و واجب ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسے جس نام اور جس صفتِ موجودیّت سے قبل مستمّی اور موصوف کیا ہے، اور اپنے ناموں اور صفتوں میں تصرّف کرنے والا بنایا اور اُس کی اس مرتبہ علم و ارادہ میں استعداد بخشی اور اس نے قبول کرنے سے انکار نہ کیا اور اُسے قبول کر لیا؛ جیسا کہ اس آیت کریمہ میں آیا ہے کہ "ہم نے اپنی امانت پہاڑوں۔۔۔" اُسے اپنی استعداد کے مرتبہ سے آگاہی دی گئی ہے اسلیئے اُسے چاہیے کہ موجودیّت کے بعد بھی اس مرتبہ میں اپنے آپ کو اپنی اِن تمام خامیوں اور خوبیوں کو جاننے اور اپنے آپ کو اپنی خواہشات کا غلام بنا کر طبعی ناموں سے موسُوم نہ کرے اور اپنے آپ کو جاہل و مجبُور قرار نہ دے اور جان لے کہ دنیا کی تخلیق، صرف اللہ تعالےٰ کی جمالی اور جلالی صفات کے کمالات کے حُسن کے اظہار کے لیے ہے اور ہر صفت اپنے قدیم اور ازلی تقاضے کے مطابق اس بات کی متقاضی ہے کہ مخصُوص خارجی مظاہر میں جلوہ گر ہو۔ اور اس کے تقاضے میں ہر خارجی مظہر کو مخصوص نام سے موسُوم اور ذاتی اور فعلی صفت سے موصُوف کیا گیا ہے اور چونکہ انسان کو تمام دوسرے مظاہر کی نسبت زیادہ مکمّل اور زیادہ عُمدہ مظہر کے لیے مقرر کیا گیا ہے، اس لیے اگر ہر اسم کے حُسنِ کمال کے ظہُور کا ثمرہ مظہر میں پیدا نہ ہو سکے اور اس معاملے میں اگر مظہر میں دلیلی تمیز اور علم پیدا نہ ہو، تو اس مظہر کے حق میں مکمّل مظہریت کس طرح ثابت و محقّق ہو گی۔ اس لئے صفاتِ جمالی کا پھل مظہر کے راحت و آرام میں ظاہر ہوتا ہے اور اس صفت کو ازل میں ثواب کا نام دیا گیا ہے اور جلالی صفات کا پھل درد اور رنج ہے۔ اور اس کو عذاب کا نام دیا گیا ہے اور اس علمی امتیاز کا وجُود تمیز حقیقی اور علم قدیمی کی صفت

Marfat.com

سے ہے اور چونکہ اللہ تعالےٰ کی تمیز اس کے قدیمی علم سے اختیار کی صفت کے بغیر واجبی نہیں ہے اس لیے کون وحدوث کے اختیار کو واجبی اور ازلی اختیار کے ظہور کے لیے ایک معلوم مرتبے کے مطابق خارجی وجود عطا کیا گیا ہے، تاکہ دوسری ہر شان کے مظاہر سے الگ ظاہر ہو اور اپنی جنس سے فعلِ اختیاری کے سبب جو اگرچہ کوئی ہے، الگ تمیز حاصل کرلے اور خبیث وطیّب کی تمیز اسی بات کی دلیل ہے اور چونکہ خبیث کو طیب سے پہچاننا امر ونہی کے ظہور کے بغیر نہیں ہو سکتا، اس لیے وہ اس معلومیت اور مقدوریت کے مرتبے میں امر ونہی کے لیے جس کا اُسے حکم دیا جاتا۔ اور منع کیا جاتا ہے، خارجی وجود کے مرتبہ میں اُسی طرح مامور اور مُنہی ہے اور امر ونہی کے ظہور کے سبب اپنے اندر کمالِ امتیاز پیدا کر لیتا ہے تاکہ جہالت سے نکل آئے اور ظہورِ کامل کے لائق بن جائے۔

میرے عزیز! لوگوں میں مسئلہ اختیار کے معاملے میں جو شُبہ دانکار پایا جاتا ہے، وہ بھی ان کے اختیار سے اس مرتبۂ معلوم میں اللہ تعالےٰ کے اختیارِ حقیقی کے کمالات کے ظہور سے معلوم ومقدور ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے اپنے کمالاتِ علمی کے اظہار کے لیے جو صفاتِ جمالی کا خاصہ ہے۔ انہیں مکرّم ومعزّز نہیں بنایا اور یہ بھی ان کی حقیقی استعداد کی نااہلی کی وجہ سے ہے۔ اگرچہ یہ بات بعض کے حق میں دائمی اور بعض کے حق میں وقتی ہوتی ہے اور چونکہ انہیں مرتبۂ امکان اور مرتبۂ وجوب کے درمیان اتنی قوتِ تمیز نہیں دی گئی جتنی کہ چاہیے تھی۔ اور انہیں ظاہر ہونے اور ظاہر کرنے والے کے درمیان تحقیق کرنے کی لیاقت نہیں دی گئی، اس لیے وہ کہتے ہیں کہ چونکہ وہ اپنے ہر فعل، قول، اسم اور صفت میں مصروف، اور اللہ کی قدرت واختیار کے ماتحت ہوتے ہیں، اس لیے ہم اپنے حق میں مختار وقادر کا نام، اور اختیار وقدرت کی صفت کس طرح مان لیں، کیونکہ کسی فعل وقول میں اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے

marfat.com

Marfat.com

تعلیم دی، جو اس مہربان ذات کے لائق ہے، اور اسے کثیف اوہام کے گرداب سے بغیر اپنے آپ کو مستقل اور فاعل پالیں، تو پھر البتہ اس فعل و قول میں اختیار کی صفت ہم میں مانی جا سکتی ہے اور چونکہ ایسا نہیں۔ اس لیے اختیار میں نہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ حق تعالےٰ اپنے بے انتہا فضل سے اگر اُن کے حق میں ازلی ارادہ سے مخصوص اوقات میں کوئی مقدر شے ۔۔۔۔۔ ان کے سینے میں ڈال دے، تاکہ وہ جان لیں کہ ہم اور جو کچھ ہم میں پیدا و ظاہر ہے وہ ممکن ہے ہماری ذات سے، ہماری صفت سے ہمارے فعل سے اور ممکن اس کو کہتے ہیں جس کا ذات و صفات اور افعال کی حیثیت سے ہونا اور نہ ہونا واجب الوجود کے زیرِ اختیار ہو۔ اور حق تعالےٰ کے سوا اور کچھ واجب نہیں، اس لیے اگر ذات ہمارا وجود ہے کہ اس سے ہمارا وجود موسوم ہے اور اگر سُننا، دیکھنا، جاننا اور ارادہ کرنا ہماری صفات ہیں، جن کی بدولت ہم سُننے والے دیکھنے والے، جاننے والے اور ارادہ کرنے والے ہیں، تو ہونے اور نہ ہونے میں ہم پُوری طرح واجب الوجود کے سمع، بصر علم اور ارادہ کے محتاج ہیں۔ جس طرح ہماری اختیار کی صفت کہ چاہیں تو لیں، چاہیں تو چھوڑ دیں، اس درجہ میں ہے کہ اس کی بدولت ہم تمام دیگر مخلوق سے اپنے آپ کو الگ شمار کرتے ہیں اور اس صفتِ اختیار کے لیے ہم واجب حقیقی کے محتاج ہیں۔ اور اختیار اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، جو واجب قدیمی ہے، ازلی اور لم یزلی ہے، جو غیر، تغیر، اور تبدیلی کی شرکت سے پاک ہے۔ اور اللہ تعالےٰ مختارِ کُل ہے۔ اور جو اختیار ہماری صفت ہے، وہ ممکن اور حادث (مٹ جانے والا) ہے۔ وہ فانی اور ہلاک ہونے والا ہے اور ہر آن اپنے بغیر اور اپنے ساتھ ہے۔ اور اختیارِ واجب سے کسی طرح شرکت کی بُو نہیں رکھتا۔ اور ہم شرکت کی آرزو کس طرح کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تخلیقِ کائنات میں اپنے حُسن اور کمال کا اظہار کرنے پر حکمتِ بالغہ سے مخلوقات کو اپنی ذات اور صفات کا مظہر بنایا ہے۔ اگر ہم اپنے لیے مستقل اختیار، تلاش کریں، تو یہ اللہ تعالےٰ کی جناب میں ناموافقت کا اظہار کرنا اپنے

Marfat.com

ہوئے احاطہ میں لے لے، جبکہ ایک کامل اور مکمّل عارف، جس کا میں نے اُوپر ذکر کیا ہے، جب جہالت کی پستی سے حقیقی علم کے درجے تک پہنچتا ہے، تو جان لیتا ہے کہ مُنعمِ حقیقی لیے دعوےٰ کمال کرنا، اور اس کے کمال میں کمی تلاش کرنا ہے۔ اور یہ بالکل نادانی ہے۔ اور اس عقیدے کو اس نادان کا اختیار کرنا، اللہ تعالےٰ کے اسم مختار کی وجہ سے قہر کی تجلّی ہے۔

میرے عزیز! اگر تو دیکھے، تو تُو پائے گا کہ تیرے مَولا نے تجھے فاعل و مختار کہا ہے، چنانچہ آیت کریمہ "عمل کرو، جیسا تم چاہتے ہو" سے یہ ظاہر ہے اور اللہ تعالےٰ کی مخالفت کرکے تُو اپنے آپ کو غیر مجبُور اور غیر مختار قرار دے رہا ہے، تو یہ مخالفت خود تیرے اختیار کی کھُلی دلیل ہے، کیونکہ اگر تو مختار نہ ہوتا، تو یقیناً جو کچھ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے تیری زبان سے بھی کمی بیشی کے بغیر وہی کچھ نکلتا۔ اور جان لے کہ اختیار سے انکار کرنا بذاتِ خود اختیار ہے اور اختیار سے انکار کرنا اسی اختیارِ حقیقی کے ظہُور کا مظہر ہے۔ اور صفتِ جلالی کے حُسنِ کمال کی جلوہ گری ازل سے ہے۔ یہ کوئی نئی شے نہیں۔ اور نہ ہی کوئی مزید۔ جب تو اس کو دیکھ لے گا تو پھر قدر و صبر کے کنوئیں سے باہر نکل آئے گا۔ اور اہلِ حق کی خصوصیّت سے مخصوص ہو جائے گا۔ اے ہمارے ربّ اپنی رحمت عطا کر بے شک تو بے حد عطا کرنے والا ہے۔

مکتُوب : ۱۹

باکمال اور حقیقت آشنا میاں شیخ محمد فاضل جیوؒ کے نام، اس بارے میں لکھا گیا کہ اپنے روزمرّہ کے علم پر نظر رکھ کر اور اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ سے دُور سمجھ کر، اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا سے باز نہیں رہنا چاہیے اور ترقّی درجات کی خواہش کرنی چاہیے، اور شہود کے مرتبے سے ترقّی کی آرزو کرکے خلوت کے مقام کو حاصل کرنا چاہیے۔

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اِنسان کو اس وصف و توصیف کی

marfat.com

Marfat.com

نے اسے خاص نعمت سے نوازا ہے ، اور اسے اپنی صفات کی حقیقت کے مظہر کی، اپنے علم قدیمی کے ذریعے تعلیم دی ہے، جو پوری طرح محیط ہے ، اور پھر وہ انہی اوصاف سے متصف ہوتا ہے جس کی اُسے علم اور حمد سے تعلیم دی گئی ہے، جو اس قدیم ذات نکالا ، اور اپنی تعلیم کے ذریعے حقِ عرفان کی شناخت کرائی اور اوصافِ قدیم سے اپنے آپ کو موصوف کیا، جو احاطۂ کاملہ کے سبب متفقہ طور پر مسلّمہ ہے . پس انسان کے لیے اللہ سبحانہ نے تعلیم کے ساتھ اسے بیان کیا اور اس کے علم کی مظہریت علمِ لدنی سے ہوئی، جو اصلی اور قدیمی ہے . یہ بات اس امر سے خالی نہیں کہ انسان نے علم کا اطاعت سے احاطہ کیا ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے " وہ لوگ علم سے میرا احاطہ نہیں کر سکتے"، یعنی مخلوق کے عام علم سے، جو اللہ تعالےٰ کی مظہریت سے عاری ہے اور عام علم کے ساتھ اسے اپنے اوصاف سے استغنا زیادہ محبوب ہے ، اور اس کی ذات کا تقاضا ہے، کہ ہم اس کی توصیف انہی اوصاف سے کریں، جو اس نے ہمیں سکھائے ہیں، اور اس کی تعریف حمدِ حقیقی سے کریں، جیسا کہ ہم نے اُسے وصفِ قدیمی سے متصف کیا ہے ، جب یہ متحقق ہو گیا، تو ثابت ہو گیا کہ وہ عالمِ عارف ، عام ، وہمی اور خیالی علم سے ملنے والے وصف سے ترقی کر گیا ہے اور تعلیمی و قدیمی وصف کے درجے پر جا پہنچا ہے . پس وہ عارف عجیب ہے ، جس نے اس دوسرے عالی مرتبے کو ترک کر دیا، جو اُسے محض فضیلت کی وجہ سے حاصل ہوا تھا . اور پھر وہ اپنے متروک ادنےٰ مقام میں گر گیا . پھر وہ اس کی طرف دیکھے گا اور گمان کرے گا کہ اس کا نفس محرُوم ہے اور وہ پُرانے ذاتی اوصاف تک نہیں پہنچ سکتا . یہ ربّ کی تعلیم کی عدم تحدیث ہے اور اس کے اس قول کی صریح مخالفت ہے کہ " پس تو اپنے رب کی نعمتوں کی تحدیث کر"۔ آپ کو معلوم ہو کہ اس مکتوب کے عین لکھتے وقت مجھے یہ خیال آیا کہ وہ عارف ، صرف وہمی اور رسمی عارف تھا ، اور اس کی نظر عالی مرتبے کی وہمی طور پر مقلد تھی . لیکن اس کا مقام مرتبے میں اسفل تھا . پس یہ ضرُوری ہے کہ وہ اپنے نفس کو حقیقی وصف تک نہ پہنچتے

Marfat.com

کے لائق ہے۔ وہ ذات اللہ کی ہے، جو ظاہر اور غنی ہے اور جسے غنا محبوب ہے۔ اس کے غنا کا تقاضا ہے کہ وہ ظاہر ہو، اور یہ باطنِ حقیقی ہے، اس کی یہ باطنی کیفیت اور شہود سے منزّہ، محبوب چیز ہے۔ اس کے کمالات کا اظہار اس کے شہود کے اعلےٰ مقامات کا تقاضا کرتا ہے، تاکہ اس کے دوست جان لیں کہ انہیں اسمِ باطن کے ساتھ مشاہدہ کرایا جا رہا ہے اگر اللہ چاہتا، تو انہیں ہدایت پر جمع کر دیتا، لیکن ایک خاص مدت تک انہیں مُہلت دی جا رہی ہے اور پھر اس کے ہاں حقیقی غائب کا اطلاق عدم متضادات پر مبنی ہے، جس کا تقرر کیا گیا ہے۔ محققین کے نزدیک کیا اس کی کوئی نقل یا خبر ہے؟ پھر کاملین مکمّلین کے ہاں یہ واضح ہو چکا ہے، کہ طالب کی نظریں تمام ظلّی مرتبوں کا ارتفاع عرفانِ شہودی تک ہے، جس کا حصول خروج کی بجائے لطیفہ روحیہ سے ہے اور اس معروفِ ظاہری سے ہے، جو حضورِ سِرّی میں نورِ اوّل ہے۔ پس حضور سے خروج، غایت التصوّر میں دخول کی انتہا ہے، اور وہ خدائے تعالیٰ کی ذات ہے۔

حاشیہ: وہ لوگ یہ کہتے ہیں، کہ جو احدّیت اضافات سے مجرّد ہے، معلوم نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ انہوں نے گمان کر لیا، کہ اس (احدّیت) کی بارگاہ تک کسی شخص کی رسائی وحدتِ احدّیت کے تعیّنات کے ظہور کے لباس کے سوا کسی اور طرح نہیں ہو سکتی۔ یہ ظہور مرتبۂ مقیدّہ میں ہوتا ہے۔ عارف کی حضوری، مرتبۂ مقیدّہ سے آگے نہیں ہوتی اور ان کا یہ قیاس اللہ سے غافل ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اصل بات یہ نہیں، کیونکہ عین ممکن ہے کہ اصحابِ معرفت کیلئے یہ ایک ایسا آئینہ ہو، جس کے ذریعے حقیقی حضوری کا علم حاصل ہو جائے اور ایسی حقیقی تعلیم سے وہ عارف، اللہ کی ذاتِ جامعِ حقیقی سے بلا حجاب واصل ہو جائے، تاکہ اس کا اِسم اُس عارف کے آئینے میں پوری طرح واضح ہو جائے۔ گویا یہ اس کے محبوب کا ظہور ہے اور ازل کا مقتضیٰ ہے۔ پس عارفِ اوّل، مرتبۂ ظلال والوں میں سے ہے اور یہ اسمِ باطن کا مقتضیٰ ہے اور عارفِ ثانی جو عارفِ کامل اور عالمِ مکمّل ہے۔ اور فی الواقع علمِ باری تعالیٰ کا مظہر ہے، مرتبۂ اصلیّہ میں سے، اور ذاتِ جامعِ قدیم تک اس کے فضل سے پہنچنے والوں میں سے ہے۔ یہ اس کے اسمِ ظاہر کا مقتضیٰ ہے۔

marfat.com

Marfat.com

مکتوب : ۲۰ (الف) سوال

میاں عبدالکریم وزیرآبادیؒ کی طرف سے چند سوالات کی تحقیق میں :-

حقائق و معارف سے آگاہی رکھنے والے، اور تصوف و کمالات میں دسترس رکھنے والے اور محققین کے سردار اور عظمت پناہ میاں محمد جانؒ اور حاجی الحرمین شیخ محمد طاہر جیوؒ خدا کرے ہمیشہ مسندِ ارشاد پر قائم رہیں اور خلقِ خدا کو فیض بخشتے رہیں۔

یہ عریضہ عبدالکریم وزیر آبادی کی طرف سے ہے جو نیازمندانہ سلام کے بعد آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ آپ سے ملنے کا شوق بے حد و نہایت ہے، لیکن ملاقات وقت پر منحصر ہے جب بھی اللہ تعالےٰ نصیب فرما دے۔ امید ہے کہ آپ اپنی یاد سے خوش فرماتے رہیں گے، اور اپنی عافیت کے حالات سے اطلاع دیتے رہیں گے کہ اس بات میں فقیر کی سربلندی ہے۔

عرض یہ ہے کہ بعض عزیزوں نے سوال کیا ہے کہ تکوین (تخلیق) کی صفت، صفات سے مشروط ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ صفات سے غیر مشروط ہے، اور ماہرین کا مسلک بھی یہی ہے کہ صفات سے غیر مشروط ہے، اس لیے اس کا بذاتِ خود ظہور مشکوک ہے کیونکہ فرض کیا، اگر باری تعالےٰ کی حقیقی صفات میں سے کوئی ایک صفت سلب کرلیں۔ مثال کے طور پر اگر صفتِ قدرت سلب کرلیں، تو اس سے عجزِ لازم آتا ہے۔ اسی طرح اگر تکوین کی صفت سلب کرلی جائے۔ تو کیا نقیض پیدا ہوگا؟

مزید یہ کہ تجددِ امثال میں حضرت پیر دستگیر حضرت جیوؒ نے لکھا ہے کہ تغیر مطلق ہے اور عدم مقید، اور نفس منبع ابدی ہے۔ اس موقع پر سائل سوال کرتا ہے کہ اگر عالم ایک ہی آن میں معدوم اور موجود بھی ہو سکتا ہے، تو جہاں تک عرضِ دنیا کا تعلق ہے، اس میں تو کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن جہاں تک جوہر عالم کا سوال ہے، یہ سوال تشنۂ جواب رہتا ہے اگر اسی طرح کا ایک اور عالم اسی وقت پیدا کرلیا جائے، تو

marfat.com

Marfat.com

غیر فاعل پر فعل کی جزا لازم آتی ہے اور اگر جوہر اوّل کو وہی پیدا کرتا ہے تو اس سے تحصیلِ حاصل لازم ہوگی (یعنی حاصل شدہ کو حاصل کرنا ہوگا)۔ امید ہے کہ ان سوالات کا جواب ایسی زبان میں لکھیں، جو عوام کی سمجھ میں آسکے۔

اور یہ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وہ ہر روز ایک نئی شان میں ہوتا ہے حق تعالےٰ ہمیشہ مصروف ہے اور اس کی صفات میں تعطیل جائز نہیں، جب یہ دنیا نہیں تھی، تو حق تعالےٰ کیا کر رہا تھا؟ اگر اس کے ذاتی و صفاتی کمالات کے ظہور سے پہلے تعطیلِ صفات کی تفصیل تھی، تو یہ جائز نہیں، کیونکہ اس سے نقص لازم آتا ہے اور اللہ ایسی بات سے پاک ہے اگر وہ کسی کام میں لگا ہوا تھا، تو اس سے عالم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے۔ تسلی بخش جواب عطا فرمائیں۔

مکتوب : ۲۰ (ب) جواب

عبدالکریم دزیرہ آبادیؒ کے سوالات کے جواب میں مسئلہ تجدیدِ امثال کے بارے میں تحریر کیا گیا۔

سب تعریف اس کے لیے ہے، جس کے لیے تمام عظمت و کبریائی ہے جس نے آدم کو تمام اسماء سکھائے اور درود ہو نبی کریمؐ پر، اس کی آل اور تمام اصحاب پر۔ اس فقیر کی طرف سے سلامِ غائبانہ عرض ہے۔ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ جو سوال درج تھے، ان کا مطالعہ کیا۔ اگرچہ یہ احقر نادانِ محض ہے، اور اس بات کی بساط نہیں رکھتا کہ اتنے اعلےٰ مضامین کے جوابات دے سکے، لیکن چونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیبؐ اور اولیا کے ذریعے جو تعلیم دی ہے اور اپنے دین کے بھائیوں کو بتانے کا حکم دیا ہے، اور وہ اُس کی ضروری امانت ہے، اس لیے جواب تحریر ہے۔

پہلے سوال کا جواب یہ ہے: جیسا کہ معلوم ہے، خلق کو خالق نے پیدا کیا ہے اور حق تعالےٰ کا تعلق عالمِ حدوث و امکان سے نہیں، بلکہ وجوب و قِدَم سے ہے اور اس

Marfat.com

مرتبہ میں کیا عالم اور کیا صُوَر و امثال۔ وہ بے کیفی سے معلوم ہیں اور یہ شُبہ معلوم و موجود کے درمیان تفریق نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ حق تعالےٰ کے علمِ حضوری کو خلق کے علمِ حضوری پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ دونوں کے درمیان بہت فرق ہے علمِ حصولی میں کسی شے کی صُورت کا حصول ذہن میں ہوتا ہے، جب کہ علم حضوری میں خود نفس شے کا نفسِ شے کے بغیر حاضر ہوتا ہے۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ تکوین فعلِ حقیقی کی صفات میں سے ہے فعل حدوثی کی صفات میں سے نہیں، جیسا کہ شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور معتزلہ نے قیاس کیا ہے اور وہ تفرقہ جس کی ہر صفت اس کی ذات کی ضد سے موصوف نہ ہو حقیقی ہے اور وہ صفت جس کی ذات ضد سے موصوف ہو فعلی ہے اور شیخ ابوالحسن اشعریؒ بھی اسے تسلیم کرتے ہیں لیکن لازم آتا ہے کہ کلام میں ارادے کی صفت حقیقی نہ ہو، کیونکہ ذات ان کی ضد سے موصوف ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا اور اسی طرح "اللہ ان سے کلام نہیں کرتا اور نہ ان کو پاک کرتا ہے اور ان کے واسطے سخت عذاب ہے" اور اگر شُبہ دُور نہ ہو تو عقیدۂ حافظیہ، اس کے حواشی اور علم کلام کی دوسری کتابوں کی طرف رجُوع کریں۔

میرے مخدُوم! تمام صفات حقیقی ہیں اور جیسا کہ پیرِ دستگیرؒ نے بیان فرمایا ہے، صفاتِ فعلی اور صفاتِ ذاتی ہیں، باوجود اس کے کہ سب حقیقی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ صفات ذاتیہ کا ظہُور قدیم ہے اور صفاتِ فعلیہ کا ظہُور حادث ہے، اور تمام ذاتی اور فعلی صفات بذاتِ خود قدیم ہیں۔ اور صفاتِ فعلیہ کا ظہُور حدوث ہے کیونکہ یہ ان کی خصوصیت کہی جاتی ہے۔ لیکن ظہُور تبعی میں جو صفاتِ ذاتی کے تابع ہے، یہ قدیم ہے کیونکہ ان کے درمیان "لاھُو" اور "لاغیرہٗ" کی نسبت ہے۔ اور یہ بات بہت کم سے سُنی جاتی ہے اور اس کی واقفیت کا دارومدار ان کی اصطلاحات کے جاننے پر ہے۔

Marfat.com

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ تجدّدِ امثال کا مطلب یہ ہے کہ ہر مخلوق، خواہ اس کا تعلق جوہر سے ہو یا عرض سے، ہر لحظہ اور ہر آن متغیر ہے یہ تغیر ظاہر میں بھی ہے اور باطن میں بھی، یعنی ذات میں بھی اور صفات میں بھی۔ اور حدوثِ عالم پر علماء کی یہی دلیل ہے اگرچہ وہ تجدّد کے قائل نہیں اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد "ہر شے ہلاک ہو جانے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے" اس پر دلیل قوی ہے۔ اس لیے یہ ہلاکت تمام مخلوقات کے لیے، کیا جوہر میں کیا عرض میں بلکہ ذات پر لازمی طور پر ہر لحظہ واقع ہوتی رہتی ہے، اور اگر اس آن میں عین ہلاکت میں اس عطا کردہ وجود کی وجہ سے معزز و مکرم نہ ہوں، تو محض عدم میں چلے جائیں گے، اور اللہ سبحانہ تعالےٰ کے اقتدار کے کیا کہنے۔ ایسی فوری ہلاکت کے باوجود بعض کا ظہور نہیں کیا، اور بعض کو ابدی طور پر ظہور بخشا۔ جیسا کہ عقیدہ شریعت میں مقرر ہے، آٹھ چیزیں فنا نہیں ہوتیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے، جسے حضرت جیوؒ نے تغیر مطلق اور عدم مقیّد کہا ہے اور نفس کو جو جزءِ ابدی کہا گیا ہے، تو وہ اس معنی میں نہیں کہ عالم اس واحد میں سے عدم مطلق میں چلا جائے گا، اور اس کے بعد پھر اسی مثل میں وجود میں آئے گا۔ کیونکہ یہ خلافِ واقع اور قابلِ اعتراض ہے اور اگر بعض صوفیہ کے کلام میں لفظ عدم آیا بھی ہے، تو اس سے ان کی مراد یہی تغیر مطلق ہوگا۔ نیز یہ بات صوفیہ اور اشاعرہ کا جواب ہے۔ چونکہ صوفیہ عدم مطلق کے قائل ہیں، ان کے لیے جواب عدم مقیّد کا ہے یعنی عدمیت مقیّد ہے، اعراض سے اور تغیر مطلق، اشاعرہ کا جواب ہے، جو جوہر کے بغیر تجدید اعراض کے قائل ہیں، یعنی تغیر کی حیثیت سے تجدّد جوہر اور عرض میں شامل ہے کیونکہ جوہر و عرض سب دائرہ امکان میں داخل ہیں۔ اور ہر ممکن حادث ہے اور اس کے حدوث کی دلیل اس کا تغیر ہے۔ اس بات کو سمجھیے!

چوتھے سوال کا جواب..... کہ وہ ہر روز نئی شان میں ہوتا ہے" اس معنی میں ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذاتی صفات اپنے متعلّقات کے ساتھ ہر وقت کام

marfat.com

Marfat.com

میں لگی رہتی ہیں اور صفات فعلی میں جو تعطیل آتی ہے اضطراری نہیں بلکہ اختیاری ہے۔ اگر صفاتِ منفی کو جو صفاتِ ذاتی کی بدولت ہیں، غور سے دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ سو جان کے بدلے میں بھی سستی ہیں چونکہ ہم حق تعالیٰ کو اس کی تقسیم کی بدولت حال، ماضی اور مستقبل سے منزہ جانتے ہیں اس لیے تعطیل[1] کو جسے ہم زمانۂ مستقبل سے پاک جانتے ہیں کیوں نہ درمیان سے نکال دیں۔ پس غور کیجیے۔ سلامتی ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

مکتوب : ۲۱

دنیا میں اللہ تعالےٰ کی رویت کے عدم وقوع کے بیان میں سوائے رسولِ کریم کے دنیا کے اندر بیداری کی حالت میں سر کی آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کے دیدار کے جواز کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت کے چاروں مذاہب متفق ہیں اس پر اللہ کا شکر ہے لیکن معتزلہ اس جواز کے منکر ہیں، کیا دنیا میں اور کیا آخرت میں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی رویت کے وقوع کے بارے میں دنیا میں ہی سر کی آنکھوں سے دیکھ لینے کے متعلق مذاہبِ اربعہ میں سے کوئی شخص انبیاء و اولیا کے دیکھ لینے کا قائل نہیں لیکن سردارِ انبیا کے بارے میں صحابۂ کرام کے درمیان اختلاف ہے حضرت عائشہؓ اور کئی دوسرے صحابہ دنیا میں رویت بصری کے قطعاً نہ ہونے کے قائل ہیں۔ نہ شب معراج میں اور نہ کسی اور موقع پر۔ بعض صحابہ آنحضرت کے شبِ معراج اور ایک اور موقعہ پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت بصری کے قائل ہیں، ان دونوں گروہوں میں بھی اختلاف قیاس کی وجہ سے نہیں، بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے۔

---

[1] ۔ کہ "لاھو اور "لاغیرہ" ہیں، اس سے قطعاً تعطیل کا مفہوم برآمد نہیں ہوتا۔ میرے محترم اس سے آگاہ ہونا چاہیئے یہ ایک بہت باریک بات ہے۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضؓ اور بعض صحابہ نے آنحضرت کے معراج سے واپس آنے کے بعد ان سے پوچھا۔ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ یعنی کیا آپ نے معراج کی رات اپنے رب کو دیکھا۔ انہوں نے کہا اللہ نور ہے، پس میں اسے کیسے دیکھ سکتا؟ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اللہ کو دل کی آنکھ سے دیکھا۔ بعض دوسروں نے پوچھا۔ کیا آپ نے معراج کی رات اللہ تعالےٰ کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ نورانی ہے، میں نے اسے دیکھا۔ اور ایک بار یا دو بار دیکھنے میں بھی اختلاف ہے۔ لیکن زیادہ تر اتفاق اس کے خلاف ہے۔ حضرت امام اعظم رضؓ نے فرمایا کہ احتیاط کا تقاضا ہے کہ چشم سر سے معراج کی رات یا کسی اور وقت رؤیت کے وقوع یا عدم وقوع کے بارے میں خاموشی اختیار کروں اور کچھ نہ کہوں۔ اور اس بات کا علم اللہ تعالےٰ کے سپرد کردوں۔ اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ اصحاب کبار میں سے اور بزرگ مجتہدین میں سے کوئی بھی دنیا میں اپنے طور پر رؤیتِ بصری کا قائل نہیں، اور کسی کو بھی کمال کے باوجود دنیا میں یہ چیز حاصل نہیں کیونکہ انبیاء کا پہلا قدم اولیا کی انتہا ہے، اس زمانہ کے بعض جاہلوں[1] کا عجیب حال ہے کہ آنحضرت کے حق میں ایک بار بھی رؤیت ثابت نہ ہونے کے باوجود، اپنے اور اپنے تابعین کے حق میں رؤیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ نتائج اخذ کرنا بھی نہیں جانتے، اور پھر بھی ہر گھڑی اور ہر زمانے میں

---

[1] - میرے عزیز، یہ جاہل کہنے والے بے دلیل دعوے کرتے ہیں، کیونکہ عین دعوے کرتے ہوئے تین احادیث کا ذکر کرتے ہیں اور ان سے بے کھٹکے قوتِ ظلمانی کی خاطر لذت اندوز ہوتے ہیں، حالانکہ رویت کے وقت بہشت کی نعمتیں فراموش ہو جائیں گی، جیسا کہ قصیدۂ امالی میں کہا گیا ہے "جب وہ اسے دیکھیں گے، تو تمام نعمتوں کو بھول جائیں گے"

Marfat.com

بے توقف اس رؤیت کے قائل ہیں۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ بغیر رؤیت کے ایمان مکمل نہیں ہوتا، بلکہ ناقص رہتا ہے، ان کی یہ بات رؤیت کی بات سے بھی زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ ان کی اس بات سے لازم آتا ہے کہ ان کا ایمان اس شخص کے ایمان سے بھی عالی ہو جس کے حق میں "لَنْ تَرَانِیْ" کا واضح خطاب آیا ہے۔ اور یہ صاف کفر ہے۔ وہ گمراہ ہیں اور گمراہ کرتے ہیں۔ وہ شیطان کی جماعت ہیں۔ خبردار! بے شک وہ شیطان کی جماعت ہیں، وہی خسارے میں ہیں، اور یہ جو بعض اولیا کی طرف سے رؤیت کی بات ہوئی ہے، وہ خفیہ رویت ہے، رویتِ بصری نہیں، کیونکہ یہ گمان اہلِ سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہے اور ان کے حق میں ایسا کہنا انتہا درجہ کی بدگمانی ہے۔ ایک قصیدۂ منظوم میں کہا گیا ہے:۔ ترجمہ:

(۱) جس شخص نے یہ کہا کہ اس نے دنیا میں آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کو دیکھا ہے، وہ زندیق ہے۔ اس نے سرکشی کی اور غرور کیا۔

(۲) اس نے اللہ کی کتاب اور تمام رسولوں کی مخالفت کی، اور وہ شرعِ شریف سے بھٹک گیا۔ اور دور ہو گیا۔

(۳) جس شخص نے بھی ایسا کہا، قیامت کے دن وہ روسیاہ ہوگا۔

تفسیر بیضاوی[1] میں اس آیت کریمہ "لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہْرَۃً ....." کی شرح دیکھ لی جائے کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ اس تفسیر سے یہ بات تحقیق تک پہنچ گئی کہ وہ جو بعض نادانوں نے تفسیر بیضاوی میں سے "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کے معنی سے رویتِ بصری مراد لی ہے، وہ ان کی محض نادانی ہے۔ اور یہ

---

[1] اور یہ وہ شخص ہے جس کی شان میں کہا گیا ہے کہ اس دن بعض چہرے سفید ہوں گے، اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے

Marfat.com

نادانی تفسیر کی عبارت نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے ہے۔ اور دنیا کے اندر رویتِ الٰہی کے بارے میں عقیدے کی وضاحت کے لیے کُتبِ حدیث میں سے معتبر اسناد کے ساتھ حسب ذیل عبارتیں پیش کی جاتی ہیں :۔

فصل اوّل

حضرت جریر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بے شک تم جلد ہی اپنے رب کو کُھلم کُھلا دیکھ سکو گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم عنقریب اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے، جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اور اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دقّت نہیں ہو گی۔ اس لیے اگر تم سے ہو سکے۔ تو سُورج کے نکلنے سے پہلے اور سورج کے غرُوب ہو جانے سے پہلے کی نماز کو فراموش نہ کر دینا۔ پس انہیں ادا کرو۔ اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا (سُورج کے طلُوع اور سُورج کے غروب سے پہلے اپنے رب کی حمد بیان کرو) متفق علیہ۔

اور حضرت صہیبؓ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب جنتی لوگ جنّت میں داخل ہوں گے، تو اللہ تعالےٰ اُن سے فرمائے گا: "کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں مزید انعام سے نوازوں" وہ عرض کریں گے "کیا آپ نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں بنا دیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنّت میں داخل نہیں فرما دیا؟ اور کیا آپ نے ہمیں دوزخ سے نجات نہیں دی"؟ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اس موقع پر پردہ اٹھا دیا جائے گا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے روئے مبارک کو دیکھیں گے اور جو کچھ بھی انہیں دیا گیا ہو گا۔ اس میں سب سے زیادہ محبُوب انہیں اپنے رب کو دیکھنا ہو گا۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا

Marfat.com

الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ" (صحیح مسلم)

فصلِ ثانی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، آپ نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ادنےٰ ترین جنتی کی قدر و منزلت یہ ہوگی، کہ جنت میں اپنی جگہ سے ایک ہزار برس کی مسافت تک اپنے باغوں، اپنی عورتوں، اپنی نعمتوں، اپنے خدمت گاروں اور اپنے تختوں کو دیکھ سکے گا، اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک گرامی قدر وہ ہوگا، جو صبح و شام اپنے رب کی ذات کو دیکھے گا۔ پھر آنحضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی "وُجُوْہٌ یَوْمَئِذٍ نَاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ" (اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا)

حضرت ابو رزین العقیلیؓ سے روایت ہے، آپ نے کہا کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو خلوت میں دیکھ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ "ہاں"۔ ابو رزینؓ نے کہا، میں نے عرض کیا کہ کیا اس کی مخلوق میں اس کی کوئی نشانی ہے؟ حضور نے فرمایا، اے ابو رزینؓ کیا تم میں سے ہر ایک چودھویں کے چاند کو روک ٹوک کے بغیر نہیں دیکھ سکتا۔ ابو رزینؓ نے نے کہا کہ "ہاں"، حضور نے فرمایا کہ چاند اللہ تعالےٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالےٰ بزرگ و برتر ہے (روایت ابوداؤد)

فصلِ ثالث

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا تھا؟ (روایت مسلم) ابن عباسؓ نے آیت مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ○ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی ○ "نظر نے جو کچھ دیکھا، دل نے اس میں جھوٹ نہ ملایا۔

Marfat.com

اور ایک بار پھر اُس نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اترتے ہوئے دیکھا) کے متعلق فرمایا۔ کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کو اپنے دل کی آنکھوں سے دو دفعہ دیکھا (روایت مُسلم) اور ترمذی کی روایت ہے کہ ابنِ عباّس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کو دیکھا اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابنِ عباّس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا اللہ تعالےٰ نے نہیں فرمایا "اُسے بینائیاں نہیں پاسکتیں، مگر وہ بینائیوں کو پالیتا ہے" اس پر ابنِ عباّس رضی اللہ عنہ نے فرمایا افسوس ہے تم پر۔ یہ اُس وقت ہے، جب اللہ تعالےٰ اپنے ذاتی نُور سے تجلّی فرمائے گا۔ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا۔

حضرت شعبیؒ سے روایت ہے کہ ابنِ عباّس رضی اللہ عنہ حضرت کعبؓ سے میدانِ عرفات میں ملے اور انہوں نے حضرت کعبؓ سے ایک بات پوچھی انہوں نے زور سے اللہ اکبر کہا، جس سے پہاڑ گونج اُٹھے۔ حضرت ابنِ عباّسؓ نے کہا کہ ہم بنی ہاشم ہیں حضرت کعبؓ نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے رؤیت اور کلام کو حضرت محمدؐ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو دفعہ اللہ تعالےٰ سے کلام کیا اور حضرت محمدؐ نے دو دفعہ اللہ تعالےٰ کو دیکھا۔ حضرت مسرُوقؒ نے کہا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا: کیا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کو دیکھا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کہہ دی ہے، جس سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں، میں نے کہا ذرا ٹھہریئے اور پھر میں نے اس آیت، کی تلاوت کی "لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی" اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کدھر بھٹکے جا رہے ہو۔ وہ تو جبریل علیہ السلام تھے (جن کو حضُور نے دیکھا) جو کوئی تم سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب

marfat.com

Marfat.com

کو دیکھا یا کوئی ایسی چیز چھپائی جس کے اعلان کرنے کا حکم تھا یا یہ کہ حضورؐ پانچ چیزوں کو جانتے تھے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "صرف وہی جانتا ہے، قیامت کب ہوگی، اور یہ کہ بارش کب ہوگی..... الخ" تو اس نے حضورؐ پر بہتان باندھا۔ اس آیت سے مُراد یہ ہے کہ حضورؐ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا حضورؐ نے جبرئیل کو اس کی اصل صورت میں دو بار دیکھا۔ ایک دفعہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک دفعہ اجیاد (جگہ کا نام) میں۔ ان کے چھ سو پَر تھے، جنہوں نے سارے افقِ آسمان کو روک رکھا تھا۔ (اسے ترمذی، بخاری اور مسلم نے کچھ اضافے اور فرق کے ساتھ روایت کیا، اُن کی روایت میں یُوں آیا ہے۔ حضرت مسروقؒ کہتے ہیں، کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر حضورؐ نے اپنے ربّ کو نہیں دیکھا، تو پھر اس آیت "ثُمَّ دَنٰی، فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی (پھر قریب آیا، اور اور پر معلّق ہوگیا یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا) کا کیا مطلب ہے؟" آپ نے فرمایا، "وہ جبرئیل علیہ السلام تھے، جو انسانی شکل میں آیا کرتے تھے۔ اور اس دفعہ وہ اپنی اصلی صورت میں آئے اور سارے افق پر چھا گئے۔"

اللہ تعالےٰ کے قول فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی، اور "مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی"، اور "لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی" کے بارے میں حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ ان سب میں مراد یہ ہے کہ حضورؐ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔ جن کے چھ سو پَر تھے۔ (متفق علیہ) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے "مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی" سے متعلق کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایک سبز جوڑے میں دیکھا اور اس نے زمین و آسمان کے درمیان سارے افق کو بھر دیا تھا۔ اور ایک روایت ترمذی اور بخاری میں ہے، کہ اللہ تعالےٰ کے قول

marfat.com

Marfat.com

لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی کے متعلق ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز رَفرف کو دیکھا، جس نے اُفقِ آسمان کو روک رکھا تھا۔

حضرت مالک بن انس رضؓ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالےٰ کے قول "اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ" سے کیا مراد ہے؟ آپ سے کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد اپنے رب کے ثواب کو دیکھنا ہے۔ حضرت مالک رضؓ نے کہا کہ یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ بھلا وہ کفار کے بارے میں اللہ تعالےٰ کے اس قول سے کیا مراد لیں گے "کَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ" (اس دن وہ اللہ تعالےٰ کے دیدار سے محروم ہوں گے) حضرت مالک رضؓ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اپنی آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کی طرف دیکھیں گے۔ نیز فرمایا کہ اگر مومن قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کو نہیں دیکھ سکیں گے، تو پھر اللہ تعالےٰ کفار کو یہ عار کیوں دیتا ہے کہ اس دن وہ اللہ تعالےٰ کے دیدار سے محروم ہوں گے (اسے شرح السنّۃ میں روایت کیا گیا)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت اہلِ جنّت اپنی نعمتوں میں مشغول ہوں گے، اس وقت اچانک ان پر اللہ کا نور چھا جائے گا۔ وہ اپنا سر اٹھا کر دیکھیں گے، کہ یہ ان پر اللہ تعالےٰ کی تجلی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا "اے اہلِ جنّت السلام علیکم"۔ یہ اللہ تعالےٰ کے قول "سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ" کا مطلب ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ان کی طرف دیکھے گا اور وہ اس کی طرف دیکھیں گے۔ جب تک وہ اس کی طرف دیکھتے رہیں گے، وہ کسی اور نعمت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ ان کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں گے۔ اور صرف اس کا نور باقی رہ جائے گا (روایت ماجہ)

Marfat.com

مکتوب : ۲۲

بعض بزرگ مشائخ کے اقوال کی تحقیق میں، جیسا کہ "میرا یہ قدم تمام اولیا کی گردن پر ہے" تحریر کیا گیا۔

پاک ہے اللہ تعالےٰ اور سب تعریف اسی کے لیے ہے۔ اس نے اپنے مقبول بندوں کے حق میں کتنا فضل فرمایا کہ ان کو اپنے اخلاق کے نمونہ پر پیدا فرمایا، جیسا کہ اس نے اپنے کلامِ مبارک میں، آیاتِ محکمہ اور آیاتِ متشابہہ دونوں میں فرمایا۔ اسی طرح اس نے انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام رح کو بھی کلماتِ محکمہ اور کلماتِ متشابہ سے الہام پذیر فرمایا، تاکہ اہلِ صفا اور اہلِ کجی ایک کسوٹی سے متشابہہ آیات کو پہچان لیں، جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے"... لیکن جن کے دلوں میں کجی ہے وہ آیاتِ متشابہ کی کھوج میں لگے رہتے ہیں"۔

سوال بعض اولیاء کلمۂ عینیّت اور ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ اور بعض لوائے (پرچم) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی پرے اپنا "لوا" رکھنے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور حضرت الیشاںؒ کی طرف سے بھی ایک بات کہی جاتی ہے کہ میں نے اپنا مقام حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام سے بھی بلندی پر پایا اور حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف سے بھی یہ کلمہ مشہور ہے کہ میرا یہ قدم اللہ کے تمام ولیوں کی گردن کے اوپر ہے۔ کیا آپ اس قسم کی مثالوں کو متشابہات میں سے گنتے ہیں، یا ممکنات میں سے؟

جواب۔ یہ تمام اقوال تشابہات میں سے ہیں کیونکہ تاویل کے بغیر یا سیدھی طرح مان لینے سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

سوال۔ اگر کوئی شخص ان اقوال کے ظاہر پر تاویل کے بغیر اعتقاد لے آئے، تو کیا خرابی واقع ہو گی؟

Marfat.com

جواب۔ ان دونوں قولوں میں سے پہلے قول پر کفر لازم ہے کیونکہ پہلے قول کے ظاہر سے ناحق کو حق کہا گیا معلوم ہوتا ہے، جبکہ دوسرے قول میں اپنے آپ کو خاتم الانبیا محمدؐ سے بھی اعلےٰ تر سمجھنا ظاہر ہوتا ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اور دوسری دو باتوں پر عقیدہ رکھنے والا ان کے معانی کے لحاظ سے بدعت میں مبتلا ہے۔ کیونکہ پہلی بات کے ظاہر سے جو حضرت ایشاںؒ سے منسوب ہے، ان کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بزرگی ظاہر ہوتی ہے، جبکہ دوسرے قول سے جو حضرت غوث الثقلین شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف منسوب ہے۔ تمام صحابہ (اور اگر صحابہ کو صدر اوّل کا دیکھا ہوا کہیں، کہ وہ اس بیان سے مستثنیٰ ہیں، تو کم از کم) امام مہدی پر تو بزرگی کا ادّعا ظاہر ہوتا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ حدیثِ پاک، اور اجماعِ جمہور کے مطابق امام مہدی کو صحابۂ کرام کے بعد تمام اولیا پر قیامت تک بزرگی حاصل ہے یہ ایک طے شدہ اور مسلّمہ امر ہے۔ اس لیے یہ بات مسلّمہ امر کے خلاف ہے۔ اور بدعت اور گمراہی ہے۔

میرے عزیز۔ حضرت غوثِ اعظمؒ اپنے اُوپر امام مہدی کی فضیلت کو بُرا نہیں سمجھتے، اور جب وہ بُرا نہیں سمجھتے، تو پھر بُرائی کیسے کریں گے، کیونکہ عالم کو علم اللدنی کی تعلیم محض اللہ کے فضل سے ہے۔ اور احادیث کے مطابق ایسا عالم بھی امام مہدی کی فضیلت کو اپنے اوپر روا سمجھتا ہے۔

سوال۔ اگر ان بزرگوں کا ماننے والا کوئی شخص ان چاروں باتوں کا قائل ہو۔ اور عبارت کے ظاہر پر عقیدہ رکھتا ہو۔ اور اس کو فرطِ محبت کا نام دے، تو اس کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

جواب یہ فرطِ محبت کی وجہ سے نہیں، بلکہ فرطِ حرص و ہوا سے ہے۔ اور اپنے پیر کی مخالفت کرنا، اس سے بدی کرنا ہے، اور اس بات میں ان کی ناراضگی ظاہر ہے۔

marfat.com

Marfat.com

مشکل یہ ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کی طرح، پیروکاروں کے عقیدوں سے خود پیشوا بھی زیرِ عتاب آجاتے ہیں. جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے فرمایا "کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ تعالےٰ کے علاوہ خُدا مانو....." تو متبوع (جن کی پیروی کی جاتی ہے) سجدہ میں گر کر نجات چاہیں گے۔ اور کہیں گے "تیری ذات پاک ہے، ہم نے انہیں تیرے اس حکم کے سوا کچھ نہیں کہا، کہ اللہ کی عبادت کرو، جو ہمارا اور تمہارا ربّ ہے۔" اس لیے ہر پیروکار پر لازم ہے، کہ ان کی اطاعت کرے اور ایمان لائے، اور اس کے پیشوا حق پر ہیں. جو کچھ وہ کہیں، اس پر ایمان لائے، اور اس میں کوئی باطل دخل نہیں دے سکتا یا پھر ایسی دلیل دے، جو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے۔

سوال۔ چونکہ ایسی باتوں کے ماننے سے چھٹکارا شاذونادر ہی ہوتا ہے، اس لیے ان چاروں اقوال سے جو کچھ مقصود ہے، ان کی تاویل بیان فرمائیں.

جواب۔ ہم جیسے کم علم رکھنے والوں کی کیا بساط ہے کہ اپنی طرف سے ان متشابہ اقوال میں دخل اندازی کریں، لیکن ہمارے عزیزوں نے ان اقوال کے بارے میں جو کچھ کہا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے اس حکم کے مطابق کہ "اپنے ربّ کی نعمت کا اعتراف کرو" کچھ عرض کرتا ہوں. اسے غور و فکر سے سنیئے۔ جب عَینیّت کی بات ماننے والے نے یہ جان لیا کہ دو عدموں کے درمیان غیر کا وجُود اس طرح ہے جس طرح دو خُونوں کے درمیان خرابی کو پاک کرنا ہے اور یہ بات کہنے والا تمام داخلی اور خارجی تعلقات کا مُنکر ہے اور حقیقت میں وہ کلمہ طیبہ کے معنی سے چھٹکارا پاکر یہ چاہتا ہے کہ توحید کی حقیقت کے متعلق بات کرے۔ وہ دیکھتا ہے کہ علم کا وجُود، جو غیر کی نفی کرنے میں تمیز رکھتا ہے، باقی ہے اس لیے وہ کلمہ طیبہ کی حقیقت میں پناہ تلاش کرتا ہے. تاکہ علم کی دُوئی بھی ختم ہو جائے اور موجُودِ حقیقی کی مدد سے علم بھی عالم کے ساتھ صحرائے

Marfat.com

نیستی سے نکل جائے۔ پس جب شہود کے لواحق میں سے کوئی شاہد باقی نہیں رہتا اور مشہودِ حقیقی اور اس کی صفات میں سوائے شہود کے، کوئی علم اور تمیز باقی نہیں رہتی، تو پھر اس کی تحقیق کیجیے۔ اور جب صورِ حقیقی پھونکا جاتا ہے، تو اس کے سوا ہر شے مٹ جاتی ہے "لا" کا لفظ بھی اسی طرح ہر شے کو مٹا دیتا ہے، جس طرح اسرائیل صور پھونکنے کے بعد کوئی شے باقی نہیں رہتی تو پھر اللہ تعالیٰ شہود کے تمام لواحق کے سامنے "کلمہ ہمہ اوست" سے کلام کرتا ہے، یعنی جب اس کے سوا کوئی باقی نہیں رہتا، جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "جس روز صور پھونکا جائے گا، تو پھر اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ صور اور صاحب صور (اسرافیل) سمیت سب کچھ مٹ جائے گا۔ تو پھر وہ بلا واسطہ، بلا مظہر، اور بلا مخاطب کلام کرے گا۔ "آج خدائے واحد القہار کے سوا کون بادشاہ ہے"۔ پس جب یہ تحقیق ہو گئی، تو یہ دونوں طرح ثابت ہے۔ یہ قولِ حق ہے اور کسی غیر کی شرکت کے بغیر سوائے پہلی مظہریت کے اس کا کلام ہے۔

جہاں تک "لوائی فوق لوائی محمد" کا تعلق ہے۔ یہاں لوا سے مراد پیش رو (آگے آگے چلنے والا) ہے۔ جیسا کہ معراج میں حضرت جبرئیلؑ، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش رو تھے۔ اس لیے پیش رو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت نہیں رکھتا اور اگر کہا جائے کہ آنحضرت کی پیش روی میں تمام دنیا شریک ہے، تو اس دعوے کرنے والے کی خصوصیت کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ عوام آنحضرت کے بے شمار سایوں کے وسیلوں کی نسبت سے پیچھے پیچھے چلنے والے ہیں، جبکہ بات کہنے والا ان سایوں کو قطع کر کے آگے نکل گیا ہے اسلیئے وہ پیچھے چلنے والا نہیں رہا بلکہ آگے آگے چلنے والا ہے۔ دونوں میں فرق صاف ظاہر ہے۔

اور حضرت ایشاںؒ کا قول کہ میں اپنا مقام حضرت صدیقِ اکبرؓ کے مقام سے بھی

marfat.com

Marfat.com

بلند پاتا ہوں۔ اس معنی میں ہے کہ جب انہوں نے اولیائے طریقت کے قدموں سے اپنی استعداد کے مطابق عُروج کا مرتبہ حاصل کر لیا، تو صحابہ کرام کے زیرِ قدمی ہونے کی صفت پالی۔ اور جہاں یہ زیرِ قدمی ختم ہوتی ہے وہاں حضرت صدیقِ اکبرؓ کی زیرِ قدمی شروع ہوتی ہے اور چونکہ حضرت ایشاںؒ نے اپنی استعداد کے مطابق اس زیرِ قدمی سے نصیب حاصل کیا ہے۔ اور پھر اس زیرِ قدمی میں اگر حضرت صدیقِ اکبرؓ کے کمالات کی بدولت وہ کسی خاص مقام پر متمکن ہو گئے، تو انہوں نے اس صاحبِ قدم اور ترقی کی استعداد رکھنے والے کو آنحضرت کے قدموں میں لا ڈالا۔ اور چونکہ ہر زیرِ قدمی کو اس صاحبِ قدم کی قوتِ استعداد کے طفیل اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاص مقام عطا کیا ہوا ہے، اس لیے حضرت صدیقؓ نے بھی اپنی قوتِ ہدایت سے حضرت ایشاںؒ کو ان کے رُشد و ہدایت قبول کرنے کی اہلیت کی وجہ سے (اپنے زیرِ قدم کو) مقامِ خاص عطا فرمایا اور اس طرح انہوں نے حضرت رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیرِ قدمی میں استعداد کے مطابق خاص مقام پایا ہے۔ اس لیے عروج میں یہ تمام مقامات جو ہر زیرِ قدمی میں حضرت ایشاںؒ کو عطا کیے گئے تھے، حضرت ایشاںؒ کے نام سے بحال ہیں اور انہی کی ملکیت میں ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک کو دوسرے پر برتری اور قومیت حاصل ہوتی ہے، اسی طرح صحابہ کرام میں بھی فوقیت و اوّلیت مسلّم ہے۔ چنانچہ اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت ایشاںؒ کے قول میں بلا تردّد بعض باتیں چھوٹ گئی ہیں یعنی وہ مقام جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھ کو عطا کیا ہے۔ اس مقام کے نیچے ہے، جو حضرت سرورِ کائنات کی زیرِ قدمی نے ہم کو عطا فرمایا ہے اور یہ بات ظاہر ہے، کسی سے پوشیدہ نہیں۔

میرے عزیز! حضرت ایشاںؒ کا یہ قول کہ میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا پس رو (پیچھے چلنے والا) ہوں، بلا دہم خلافتِ مذکورہ کے معنی کو پیش کرتا ہے۔

Marfat.com

اَب میں حضرت غوث الثقلینؒ کے قول کا مطلب بیان کرتا ہوں، میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں، تاکہ کسی غلطی میں نہ پڑ جاؤں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت حمادؒ حضرت غوث الثقلینؒ کے ہم عصر تھے جضرت غوثؒ اس وقت ابھی چھوٹی عمر کے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بچہ اپنے وقت کے تمام اولیاء پر فضیلت رکھے گا۔ نیز حضرت غوثؒ کی وفات کے ایک مدّت بعد حضرت شیخ فریدؒ سے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس وقت موجود ہوتا، تو ان کے قدموں کو اپنی آنکھوں پر رکھتا۔ بزرگوں کے ان دو اقوال سے معلوم ہوا کہ اُن کے قدم اس وقت کے اولیاء اللہ کی گردنوں پر تھے، بعد کے اولیا کی گردنوں پر نہیں۔ اور حضرت پیر دستگیر بنوریؒ نے اس قول کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد کسی ولی کو قطبیت اور غوثیت کے دونوں مراتب پر بیک وقت فائز نہیں کیا گیا۔ چونکہ ان کو ان دونوں مرتبوں پر ایک ہی وقت میں فائز کیا گیا، چنانچہ یہ ان کی خصوصیت تھی۔ اس لیے اگر یہ کہوں کہ وہ قطب اور غوث، جن کو آپ کی وفات کے بعد قطب یا غوث کا مرتبہ الگ الگ بخشا گیا، اُن کے قدموں کے تلے ہیں، تو جائز ہے، اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو ان مناصب پر حضرت غوثؒ کی رُوح کے طفیل فائز کیا ہے، اور ان کی زیر قدمی دوسروں کے لیے غوثیت کا مرتبہ رکھتی ہے اور جو غوثیت کے مرتبہ سے آگے نکل گیا، وہ امامت کے مرتبے سے جا ملا۔ وہ اس زیر قدمی سے باہر ہے، اور یہ جائز ہے کہ اس مرتبہ پر جو غوثیت سے اُوپر ہے، ان کے برابر ہو جائے۔ سبحان اللہ کتنی کہ اندیشی ہے کہ عروج کے مراتب، غوثیت تک محدود کرتے ہیں، امامت کا مرتبہ غوثیت کے رتبہ سے اُوپر ہے اور خلافت کا مرتبہ امامت کے مرتبہ سے اُوپر ہے۔ اُسے محدود کرنا جہالت ہے۔

میرے عزیز! وہ حضرت غوثؒ سے مخاطب ہیں نہ کہ امام یا خلیفہ سے حضرت امام مہدی، امامت اور خلافت، دونوں پر فائز ہیں، جو کہ مرتبۂ غوثیت سے اُوپر

Marfat.com

ہیں۔ اور خلافت و امامت دو ایسے مرتبے ہیں جو جلی اور خفی ہیں اور سر ولی جو اصحابِ کرام اور حضرت امام مہدی کے علاوہ ہے اور غوثیت کے مرتبہ سے بلند ہو گیا، وہ امامت یا خلافت کے کمالات تک پہنچ گیا۔ وہ امامتِ خفی یا خلافتِ خفی تک پہنچا ہے اور خلافتِ جلی صرف صحابۂ کرامؓ کی خصوصیت ہے، اور ان کے بعد حضرت امام مہدی کا حصّہ ہے، اس لیے سمجھنا چاہیے کہ جس وقت کوئی ولی خلافتِ خفی سے بہرہ مند ہوتا ہے، تو وہ اس شخص سے جو غوثیت کے مرتبہ پر فائز ہے، خواہ اس میں دو مناصب جمع ہو گئے ہوں۔ یعنی قطبیت اور غوثیّت، پھر بھی اعلےٰ و برتر ہے۔ خلیفۂ جلی، خلفائے راشدین سے نسبت رکھتا ہے اور اُن کی فضیلت احادیث میں ثبت ہے۔ اُن کا کیا بیان کیا جائے اور کون ہے، جو ان کی گہرائی کو پائے؟

میرے عزیز! حضرت غوثؒ کا یہ قول کہ اگلوں کے سُورج ڈوب گئے۔ اور ہمارا سُورج ہمیشہ بلند افق پر رہے گا اور کبھی نہیں ڈُوبے گا، اُن لوگوں کے بارے میں ہے، جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ اور جو لوگ ان کے بعد آئیں گے اور آئے ہیں، ان کی خبر نہیں دیتے اور یہ جائز بلکہ واقعہ ہے کہ بعض آنے والوں کے سُورج کبھی غرُوب نہیں ہوں گے، اور آخری سُورج خاتم الانبیا کی سنّت پر خاتم الولایت ہو گا اور اُسے تمام توابع پر بزرگی اور فضیلت حاصل ہو گی۔ ظاہر ہے کہ تمام اولیاء کا خاتم امام مہدی ہے اور سوائے صحابۂ کرامؓ کے جس کسی نے خود کو امام مہدی پر فضیلت دی، تو اُس نے صاف صاف غلطی کی۔ اس پر واجب ہے کہ وہ توبہ کرے اور عقیدہ سلف کی طرف لوٹ آئے۔

Marfat.com

مکتوب : ۲۳

مومنوں کی اقسام کی تحقیق میں۔

مومن چار قسم کے ہوتے ہیں (۱) منحرف (۲) مقید (۳) متوجہ (۴) سالک۔

منحرف وہ ہے جو محبوب تک پہنچنے والا اور حاضر سے ملنے والا ہو۔

مقید وہ ہے، جو غفلت کے حجاب میں پڑ کر گناہ میں مبتلا ہو گیا ہو اور قید میں پڑ گیا ہو اُس کا علاج ندامت اور اللہ تعالےٰ سے توبہ کرنا ہے۔ جب تک توبہ کی قبولیت کے آثار پیدا نہ ہوں، اُس کے حق میں دُوسرے تمام کلمات سے زیادہ نفع بخش استغفار ہے۔ جب توبہ قبول ہو جائے اور اللہ کا خاص فضل رہبری کرے، تو پھر منزل طے کرنے کی طرف متوجہ ہو گا۔ اس دوران اس شخص کو توجہ کی بنا پر سالک کہا جائے گا۔ اور جب راہ کے پردے مثلاً شہوت اور خواہش ہوں، جن کا تعلق جھوٹے خدا سے ہو، تو ان دونوں سے تعلق وحدت خدائے حقیقی کے انوار کے ظہور کو روکتا ہے۔ اس کا علاج کلمہ طیبہ کی تکرار (وِرد) ہے۔ جب تک خواہش و شہوت کی رکاوٹوں کے دُور ہونے کے آثار یقینی نہ ہو جائیں، کلمہ طیبہ کی تکرار بالخصوص اس کے پہلے جُز یعنی لاَ اِلٰہ اِلاَّ اللہ کی تکرار اس کے حق میں شفا بخش اور کافی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے خصوصی فضل کے بعد جب مذکورہ بالا رکاوٹیں دُور ہو جائیں گی، تو وہ محبوب تک پہنچنے والا ہو جائے گا۔ اگرچہ بعض لوگ یہ منزل طے کر لیتے ہیں، لیکن وہ مجلسِ خاص کی دربانی پر ہی رہ جاتے ہیں اور انہوں نے صاحبِ خانہ سے واقفیت پیدا نہیں کی ہوتی۔ اس مقام پر اس شخص کو کلمہ کی صورت کی ضرورت کم پڑے گی، بلکہ اس کو نفع پہنچانے اور پردہ اٹھانے کے لیے لفظ اللہ زیادہ کام آئے گا، کیونکہ یہ اسم مُعظّم ہے اور اللہ تعالےٰ کی، جو محبوبِ حقیقی ہے، تمام صفات کا مجموعہ ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کی حقیقی محبت مدد کرے گی اور اس لفظِ معظّم کی تکرار اسم کو یاد کرے گی، تو اس اسم کی یادداشت اسے اس اسم کے مسمّٰی سے

marfat.com

Marfat.com

واقف کر دیگی۔ اور پھر آناً فاناً شہود و حضور کے مرتبے اس صاحب ولایت پر کھل جائیں گے۔ اس موقعہ پر اس واصلِ حاضر کا کلام کے ذریعے بولنا اور لفظ کو ادا کرنا، اگرچہ وہ لفظ اللہ ہی ہو، مسمّٰی کے حضور میں بے ادبی سمجھا جاتا ہے، سوائے اس کے کہ اُسے ایسا کرنے کا حکم دیا جائے۔ اس مقام پر شہود کا مطالعہ اس خاص شخص کو ایسے مقام پر پہنچا دے گا، جہاں اُس کی آنکھوں میں متعدد خارجی اور باطنی اشیا کا ظہور و شہود سوائے اس واحد حقیقی کے وُجود کے کچھ نہیں ہوگا۔ چونکہ متعدد اشیائے ظلّی کی موجودات، وجودِ حقیقی کے سوا کوئی ثبوت و قیام نہیں رکھتیں، اس لیے ہر وہ وجود جو اپنی بقا کے لیے دُوسرے کا محتاج ہو۔ درحقیقت اپنا اطلاق صُورت پر کرتا ہے، وجودِ حقیقی پر نہیں کرتا۔ اس لیے اگر ساؤں کے تمام مراتب میں وجُود ہے، تو وہ اُس موجُودِ حقیقی کا ظہور ہے۔ اگر ثبوت نفسی ہے، تو اسی ثابت نفس الامری کا ظہُور ہے۔ اس لیے یہ عارف اس مرتبہ پر پہنچ کر ان مظاہر کے اندر سوائے وجُودِ واحد کے اور کچھ نہیں پاتا۔ اور یہ باطنی دید "ہمہ اوست" (سب کچھ وہی ہے) کہلاتی ہے اور اس کے باطن پر واضح ہو جاتی ہے اور بعض اوقات باطن میں اس نسبت کے ظہُور کے غلبہ کی وجہ سے یہی کلمہ اس کی زبان پر آجاتا ہے اور چونکہ وہ ظاہر ہیں، اس سایہ کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا، اس لیے کُفر کے سایہ سے وجُود کی نفی شمار کرتا ہے، اور نہیں جانتا کہ سایہ نُورِ وجُودِ حقیقی کی نسبت کی نفی سے گواہ ہے۔ اگرچہ کوئی عقل مند ظِل کی ظلیت سے انکار نہیں کرتا لیکن جو اصل کی حقیقت ہے، اُس کی نسبت سائبہ کی طرف اصل میں سائبہ کی شرکت سمجھتا ہے، اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اس کے حکم میں کوئی شریک نہیں"۔

میرے عزیز ظِل (سایہ) کچھ نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ اپنے کمالاتِ ذاتی کے ظہور سے ظِلّی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، لیکن کوئی حلول یا اتحاد نہیں ہوتا۔

Marfat.com

اور چونکہ وجودِ حقیقی، جو اصل ہے، کا سایہ میں ظہور دو مرتبوں میں ہے، ایک علمِ حقیقی کے کمالات سے فیضِ کمال کے ظہور کے بغیر۔ لہٰذا وہ سایہ، جو ظہورِ علمی سے فیض یاب نہیں ہوتا اور وجودِ ظلّی کی ہستی کی حقیقت سے آگاہی نہیں رکھتا نیز وجودِ صوری کو وجودِ حقیقی سمجھتا ہے، اس کا نام ظابین (دو ہم زلف) رکھا گیا ہے اور دوسرے کو چونکہ علمی ظہور سے نوازا گیا ہے۔ اس لیے اسے سایہ میں وجودِ حقیقی کے مشاہدہ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ یہ ہے اربابِ شہود کی کثرت میں وحدتِ وجود۔ اور وحدتِ وجود کے دو مرتبے ہیں۔ پہلا مظاہرِ کثیرہ میں مشاہدۂ وحدت، اس کو کثرت میں وحدتِ وجود کہتے ہیں۔ اس مرتبہ کا مالک ظلیّت (سایہ بین) کے درجے سے ترقی نہیں کرتا۔ اگر مثال کے طور پر درمیان میں سے ظلّ کو دور کر دیں، تو وہ محبوب ہو جائے گا، اس وصل کو جعلی وصل کہتے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہر بینی کی منزل سے آگے نکل گیا ہو، اور اُسے راہِ حقیقت مل گئی ہو، لیکن ظلیت کے لباس کے بغیر اسے اصل تک راستہ نہیں ملتا۔ اس لیے کہ ابھی اس کا کام نامکمل ہے اور ظلیّت کی حجّت درمیان میں حائل ہے اور جب اللہ تعالےٰ کا خاص فضل رہبری کریگا، اور اسے کھینچ کر قبولیت تک پہنچا دے گا، تو اس شخص کا معاملہ اصلی علمِ لدنی کے ذریعے دوسری طرح کا ہوگا۔ اور وہ ظلیت سے نکل کر وحدتِ وجود سے کثرت کی طرف تحقیق کرے گا۔ اور اگرچہ یہ دونوں ظلّ سے وجودِ حقیقی کی نفی میں اتفاق کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ کثرت میں صاحبِ وحدتِ وجود مظہر کی قید میں ہوتا ہے، اس لیے وہ غلبۂ ظہور کی وجہ سے مظہرِ در مظہر کو عین مظہر سمجھتا ہے اور ظہور کے غلبہ کی شدت کی وجہ سے مظہر کو مظہر نہیں سمجھتا، کیونکہ مظہر کو عین مظہر جاننا غیر کو وجود کی حقیقت میں شریک جاننا ہے اور کثرت میں واصلِ وجودِ وحدت سایوں کی کثرت کے باوجود، وجودِ حقیقی کی حقیقت کو مراتبِ ظلال سے ماورا پانا

Marfat.com

ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ سمجھ لیتا ہے کہ میرے وجُود کی حقیقت اپنے کمالات کے ظہور کی وجہ سے تمام مظاہرِ بے قید "میں" ایک قسم کی قید کے اطلاق سے ظاہر ہے اور اس عارف کے زمانے میں مطلقِ حقیقی کے علم کا مظہر بلاشبہ ظلیت ہوگا اور یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ اور اتنی تشریح و توضیح کے باوجود اگر کوئی شبہ ہے، تو وہ اس مسئلہ کی گہرائی کی وجہ سے ہے، جو دلیل کے اُٹھ جانے پر موقوف ہے۔

مکتُوب : ۲۴

میاں الہ دینؒ کے نام جو طریقۂ قادریہ میں ہیں۔

میں شیطانِ مردُود سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور "اپنے دل میں اپنے اللہ کو یاد کر! گڑگڑا کر، اور چھپ کر، صبح اور شام، بغیر اس کے کہ آواز بلند ہو"۔

سعادت منداور عزیز بھائی میاں الہ دینؒ۔ فقیرانہ سلام کے بعد عرض ہے کہ ایک عزیز سے سُنا تھا کہ آپ مراقبہ اور سکُوت کے بارے میں شک و شبہ رکھتے ہیں، حالانکہ یہ طریقہ فقرا کو اولیا اللہ سے اور ان کو اصحابِ رسول سے اور صحابہ کرامؓ کو خود رسُول مقبُول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے۔ امید ہے کہ عزیز کا یہ شک و شبہ استفسار کی غرض سے ہوگا، انکار کی غرض سے نہیں۔ کیونکہ اس امر کا انکار بہت بڑی مصیبت ہے۔ چنانچہ فقرا کے اس طریقۂ مراقبہ و سکُوت کے بارے میں چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان سے آپ کے شکُوک و شبہات دُور ہو جائیں۔

معلُوم ہونا چاہیے کہ ایمان کے دو رُکن ہیں۔ تصدیق اور اقرار۔ اصلی اور دائمی رکن تصدیق ہے اور اقرار عارضی اور وقتی رُکن ہے۔ اور یہ تصدیق کی

marfat.com

Marfat.com

شاخ[1] ہے۔ اقرار ساری عمر میں ایک بار کافی ہے۔ بلکہ بعض جگہ قوتِ گفتار کے باوجود اگر جان کا خطرہ ہو یا تصدیق کے باوجود اقرار کا اظہار نہ بھی ہو، تو یہ پھر بھی ایمان کے منافی نہیں، چنانچہ سمجھ لینا چاہیے کہ اِن دونوں ارکان کے کئی متعلقات اور توابع ہیں اور وہ جو ذکرِ قلبی ہے، وہ تکرار، یادداشت، حضوری، دائم آگاہی غم۔ فکر، خضوع وخشوع کی بدولت ہے، اور یہ دل کی خاصیت ہے۔ اور تصدیق کے متعلقات اور توابع میں سے ہے اور وہ جو زبان کے ذکر کی بدولت الفاظ تسبیح، تہلیل، نماز، تلاوت قرآن وحدیث وغیرہ، دین کے ظاہری علوم کا پڑھنا ہے، وہ اقرار کے متعلقات وتوابع میں سے ہے۔ اس لیے مومن کو اصلی رکن یعنی تصدیق سے کسی وقت بھی گریز نہیں۔ بلکہ اگر خانۂ دل ایک لمحہ کے لیے بھی تصدیق سے خالی ہو جائے، تو کفر پیدا ہو جاتا ہے اور ایمان اٹھ جاتا ہے اسی طرح تصدیق کے متعلقات وتوابع کے بغیر ایک لحظہ کے لیے بھی نہیں رہا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت غم وفکر اور خشوع وخضوع میں

---

[1] جب کوئی شخص رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اسلام قبول کرتا تھا، تو حدیث پاک کہ "اللہ اور بندے کے درمیان ستر ہزار حجاب ہیں" کے بموجب ایمان لاتے ہی وہ تمام پردے اٹھ جاتے تھے۔ رسولِ کریم کے بعد جو ظاہری علوم اور باطنی اسرار کے جاننے والے تھے، ان کے توابع روزِ قیامت تک اتنے بلند استعداد ہیں کہ بعض صرف تعلیم سے ہی اہل انکشاف بن جاتے تھے۔ اور بعض کو ریاضت اور توجہ کی ضرورت ہوتی تھی، اسی لیے طریقۂ سلوک شرع کے مطابق مقرر کیا گیا، تاکہ پراگندہ نہ ہو جائیں اور آنکھیں بند کرنا۔ کان بند کرنا اور گوشہ نشینی اختیار کرنا مقرر کیا گیا۔ اے صاحب تمیز! غور سے دیکھ ان میں کون سی بات شرع کے خلاف ہے۔

Marfat.com

ہوتے تھے، اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اُس وقت میرے ساتھ ہوتا ہے، جب کوئی مقرب فرشتہ یا کوئی اور نبی وہاں نہیں آسکتا"۔ آپ نے یہ بھی فرمایا "میری آنکھ سوتی ہے، لیکن میرا دل نہیں سوتا"۔ اور اسی قسم کی متواتر اور مشہور احادیث موجود ہیں، جو حضور کے باطنی ذکر و فکر کی وضاحت کرتی ہیں۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کا یہ قول کہ "میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" چشمۂ باطنی سے جوش مار کر اُبھرا ہے۔ اور دوسرے اولیا اللہ کے بارے میں کہاں تک بیان کروں کیونکہ کاغذ تنگ ہے۔ اور اتنی تفصیل کی گنجائش نہیں رکھتا۔

اور اقرار رکنِ فرعی ہے اور یہ تصدیق کی شاخ ہے چونکہ یہ عارضی و وقتی ہے، دائمی نہیں، اس لیے اس کے متعلقات بھی وقتی اور عارضی ہیں، جیسا کہ نماز وغیرہ کہ بعض حالات میں اِن کا ادا کرنا ممنوع ہے جیسا کہ جنابت کے وقت، بیت الخلا میں یا جماع کے وقت، اور استنجا کے وقت، برہنگی کی حالت میں اور پیشہ ورانہ بات چیت کرتے وقت، اقرار کے ان متعلقات کے ادا کرنے کو ممنوع فرمایا گیا۔ اس لیے دانا آدمی کو چاہیے کہ حقیقتِ کار پر نظر کرے، اور جان لے کہ وہ ذکر اور حضوری، جو صبح و شام چاہیے، ایسا ذکر ہے کہ تصدیق کی طرح ہم اس سے ایک لحظہ کے لیے بھی غافل نہیں رہ سکتے اور یہ ہماری ذات پر لازم ہے اور چونکہ یہ بات علمائے ظاہر کے درس کے ذریعے ہاتھ نہیں آسکتی، کیونکہ وہ شرعِ ظاہر کے وارث ہیں اور تکرار لسانی کے لیے وقت مقرر کیے گئے ہیں، اسلیئے ضروری ہے کہ علمائے باطن کا دامن مضبوطی سے پکڑیں، جو فقرا ہیں، اور شرع کی باطنی حقیقت کے وارث اور دائمی اور حقیقی حضوری سے بہرہ یاب ہیں، جیسا کہ اولیائے کرام کی سنت ہے۔ تاکہ اُن سے فیض یاب ہوں۔ اور میں بعض اہل جہر کے ذکر کے متعلق بات نہیں کرتا، جو مدعا تک پہنچنے کی خبر نہیں دیتا کیونکہ زبان کا ذکر لقلقہ (سخت آواز) ہے۔ قلب کا ذکر وسوسہ (زیور کی جھنکار)

Marfat.com

ہے۔ اور روح کا ذکر خوشی و مسرت ہے۔ یہ اصُول اولیا کا مقرر کردہ ہے۔ لیکن جس شخص کو دل اور روح کا ذکر حاصل نہ ہو، اس کے لیے ضرُوری ہے کہ زبان کا ہی ذکر کرے اور طلب کرتا رہے، حتیٰ کہ اسے باطنی ذکر بھی نصیب ہو جائے۔

مکتُوب : ۲۵

نُورِ محمدی کے اظہار کے بارے میں۔

سب تعریف اس کے لیے ہے، جس نے نُور محمدی کی تخلیق کی۔ اس نے ارادہ کیا، اور اُسے الہامی علم کے مرتبے میں تعینِ اوّل کہا اور اُسے الوحدت کا نام دیا اور وحدتِ حقیقی میں نور محمدی کے تمام مُتضمّنات شامل ہیں اور اسے تعیّنِ ثانی کا نام دیا گیا ہے، اور یہ اصطلاح نُزلاتِ خمسہ والوں کی رکھی ہوئی ہے۔

ہمارے شیخ المشائخ شیخ آدمؒ نے فرمایا کہ حقیقتِ محمدی ایک جامع ذات ہے، جو ہر قسم کے زوال سے پاک اور منزّہ ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ حقیقت کا اطلاق کئی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہاں حقیقت سے مراد مبداء فیض ہے۔ وہ حقیقت نہیں، جو جنس اور نوع سے مرکب ہوتی ہے کہ اس پر اعتراض کیا جا سکے۔ چونکہ اس بات کی تحقیق بالمشافہہ طریل گفتگو کی متقاضی ہے، اس لیے اسے آپ کی حاضری پر اٹھا رکھا جاتا ہے۔

فقیر کو ان دنوں سے جب کہ مکمل جلاب لیا تھا، اب تک پیٹ میں مروڑ اٹھتا ہے اور ہر روز آٹھ سے لے کر دس تک دست آ رہے ہیں۔ آپ کے یہاں آجانے کے بعد مفصّل بات کی جائے گی۔ ابیات۔

چونکہ بے رنگی اسیرِ رنگ شد موسیٰؑ با موسیٰ اندر جنگ شد
چوں بہ بے رنگی رسی، کاں داشتی موسیٰ و فرعون دارند آشتی

Marfat.com

(ترجمہ) چونکہ بے رنگی، رنگ کی قید میں آگئی، اس لیے موسیٰ، موسیٰ کے ساتھ لڑ پڑا جب تو بے رنگی تک پہنچ جائے گا، تو موسیٰ اور فرعون کے درمیان آشتی ہو جائے گی۔

یہاں بے رنگی سے مراد وہ مرتبہ اطلاق ہے جس کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ رنگ سے مراد مظاہر کی کثرت ہے، اور اسیر ہونے سے مراد نورِ آفتابِ وحدت سے آبگینوں میں روشنی کا انعکاس ہے اور موسیٰ سے موسیٰ کا جنگ کرنا ایک نبی کی شریعت کا دوسرے نبی کے ہاتھوں منسوخ کیا جانا ہے۔ اور بے رنگی کا حصول ہدایت کی طرف رجوع کرنا ہے اور موسیٰ و فرعون کا صلح کرنا، ظاہری مقابلے کا ختم ہونا اور ذمہ داری کی بساط کا اُٹھ جانا اور رنگا رنگ کے مختلف آبگینوں کو ختم کر دینا ہے کیونکہ وہ کثرتِ اعداد کا سبب ہے۔ مندرجہ بالا ابیات کی یہ شرح میر محمد رضا عفی عنہٗ نے کی ہے۔

لیکن فقیر یہ کہتا ہے کہ جو کچھ مخدومی میر محمد رضاؒ نے مذکورہ بالا اشعار کی شرح میں کہا ہے، اگرچہ بہت پاکیزہ اور خوبصورت ہے، لیکن یہ مطلب شیخ فانی کی مناسبت سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ صاحبِ فنا کے لیے ظاہری کمزوری اور تقیدات کے مرتبے ہیں۔ حتیٰ کہ علمِ فنا بھی جب فانی شخص میں باقی رہ جائے، تو پھر بھی انہوں نے اس کے حق میں آدھی فنا ثابت کی ہے۔ اس لیے میر مرحوم نے ان اشعار کی شرح میں بیرنگی تک پہنچنے کو اضمحلال کا پابند ہونا ایک عارف کی نظر سے کہا ہے۔ عارف کا تعین کیا ہے اور غیر عارف کا تعین کیا؟ اس معنی میں چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ بیرنگی کا اسیر ہو جانے کی وجہ سے آفتاب کے نور سے بے شمار آبگینوں کے انعکاس سے جو مراد لی گئی ہے۔ اس میں دو شبہات پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو کچھ آبگینہ میں منعکس ہوتا ہے، اس کی

Marfat.com

حقیقت تو بیان کر دی گئی ہے، لیکن خود آبگینہ کی حقیقت کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا، کہ آیا وہ مستقل ہے یا نورِ آفتاب کا پرتو ہے۔ دوسرا یہ کہ بیرنگی تک پہنچنے کو ہر لحاظ سے سالک کا اضمحلال بیان کیا گیا ہے، اور پھر اس مقام پر حضرت موسیٰؑ کی فرعون کے ساتھ صُلح قرار دی گئی ہے اور صُورت یہ ہے کہ اس مقام پر ان دونوں کا نام و نشاں بطورِ ذات تصور میں نہیں لایا جا سکتا۔ کیونکہ اس مرتبہ پر نام کا ثبوت پیش کرنا اضمحلال کے منافی ہے۔ اس لیے صُلح جو اُن کی صفت ہے، اسے ثابت نہ کرنے کے بغیر ان کی ذات تحقیق شدہ نہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ موسیٰؑ کی موسیٰؑ سے جنگ کرنے سے مراد دوسری شریعت کو منسُوخ کرنا ہے۔ اور چونکہ جنگ مخالفت کا تقاضا ہے اور ناسخ و منسُوخ کی وجہ سے کسی ایک کو دوسرے سے کوئی مخالفت نہیں ہوتی۔ بلکہ منسُوخ خود اپنے وقت پر منسُوخ کرنے والے کا محبُوب ہوتا ہے، اس لیے جنگ کی تحقیق میں شبہ ہے۔ المختصر مذکورہ بالا اشعار کے معانی کسی شخصِ باقی کی شان کے شایاں ہیں، ایسا شخص جو باقی کامل ہو۔ تحقیق کے مطابق اللہ تعالےٰ ہی ازلی اور باقی اور جمال و جلال کی صفات سے مَوصُوف ہے اور ان دونوں عظیم صفات میں ہر صفت اپنے ظہور کے اقتضا کے باوجُود، بالخصوص اپنی خصوصیت کے لحاظ سے، کسی دوسری صفت کے ظہُور کی مقتضی ہے، اور ظہورِ ازلی کے وقت ہرگز ایک دوسرے کی مخالف نہیں تھی۔ جیسا کہ لَا ھُوَ اور لَا غیرہٗ سے ظاہر ہے۔

حضرت مولانا رومؒ کے مذکورہ بالا[1] اشعار کی شرح بعض عزیزوں نے یوں

---

[1] اسیر رنگ کہنا اسی بات کی دلیل ہے ورنہ اس کا اطلاق عالمِ ارواح اور حق تعالےٰ پر کیسے کیا جا سکتا ہے، اور کون کر سکتا ہے رُوح نہ سرخ ہے نہ سفید اور نہ سیاہ و زرد، وہ مجہُول الکیف ہے اور حق تعالےٰ بے کیف ہے۔ پس اسے سمجھئے۔

Marfat.com

کی ہے کہ بے رنگی سے مرتبۂ اطلاق، اور رنگ سے مرتبۂ تقیّد اور اسیر ہونے سے مختلف مراتب میں ظہورِ انعکاس مراد ہے اور تقیّد میں صُلح کو محال سمجھا ہے، لیکن اس عاجز کے دل میں یہ خیال ڈالا گیا ہے کہ بیرنگی سے مراد ان کا شرعی تکالیف سے مبرا ہونا اور مرغوباتِ طبیعت کی طرف عدم میلان ہے اور یہ دونوں عالمِ ارواح کے مرتبہ سے متعلق ہیں۔ اور وہ بھی اس وقت جب کہ ابھی انہوں نے جسمانی تعلق اختیار نہیں کیا تھا۔ کیونکہ ارواح کی حیثیت سے سب کی آپس میں صُلح ہے۔ اور جنگ کی وجہ شریعت کی پابندیاں اور طبعی مرغوبات سے تعلق رکھنا ہے، جن کا تصوّر کیا جا سکتا ہے۔ اور جب ہر ایک روح جسم میں اسیر[1] ہو جاتی ہے اور طبعی مرغوبات کی طرف مائل اور شریعت کی پابندیوں کی مکلف ہو گئی، تو اس وقت لُطف کے مظاہر اُن کے قبُول و اختیار میں ظاہر ہونے۔ اور قہر کے مظاہر اُن سے مُنہ پھیر لینے کے سبب واقع ہوئے۔ چنانچہ ہر مُظہر کو اپنے مَظہر کا حق ادا کرنے میں ایک دوسرے سے جنگ پیش آئی۔ جیسا کہ فرعون سے حضرت مُوسےٰؑ کو، اور کبھی حضرت مُوسےٰؑ کو حضرت خضرؑ سے رضائے حق کے خلاف کام کرنے پر جنگ کی صورت پیدا ہوئی، لیکن چوں کہ وہ فی الواقع جنگ نہ تھی، اس لیے اُسی مجلس کے اندر جنگ صلح میں تبدیل ہو گئی، اور بہت سے علوم کے حصُول کا سبب بن گئی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اُن کی برائیاں نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں"۔ غرض یہ کہ جب صاحبِ صفا کو جو صفاتِ لطیفہ کا مَظہر ہے، اس جسمانی مرتبہ سے روح اور علم کا

---

[1] اس دنیا کا تقاضا ہے کہ اسیرِ رنگ ہو، اسی لیے بھائی بھائی کے ساتھ لڑتا ہے۔ خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہوں، جیسا کہ حضرت موسےٰؑ نے حضرت ہارونؑ کے ساتھ کیا۔ چنانچہ ہارون نے کہا "اے میرے ماں جائے، مجھے میری داڑھی اور سر سے نہ پکڑ"۔

Marfat.com

عُروج حاصل ہوا، اور وہ روح کے اعلےٰ مراتب تک جا پہنچا، اور شریعت کی پابندیوں کو، جو جسم کے تعلق کی وجہ سے تھیں اس نے وہاں نہ پایا، اور لڑائی کرنے کو اپنی ہمت سے زیادہ پایا، تو وہ صلح کرنے پر مائل ہو کر، اور جنگ سے فارغ ہو کر حقیقی مطلوب کی طرف متوجہ ہوا، اور اس جنگ کا، جو جسم کے تعلق کی خاطر صرف اللہ تعالےٰ کی خاطر واقع ہوئی تھی، ثمرہ حاصل کر لیا۔ اور اس کے برعکس فرعون جو صاحبِ ظُلمت تھا، اللہ تعالےٰ کی صفاتِ قہر کا مظہر تھا اور اس کی جنگ محض کینہ کی وجہ سے تھی، چنانچہ وہ مطلوبِ حقیقی تک نہ پہنچ سکا۔ اور آخر کار مبتلائے عذاب ہوا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اور "اُن کا آخری ٹھکانہ دوزخ ہے" اور چونکہ اس کی جنگ شریعت کے احکام کی حقیقت سے ناواقفی کی وجہ سے تھی اور جب اُسے تکالیف کی حقیقت کا علم ہو گیا، تو پرانی جنگ پر نادم ہو کر صُلح کی طرف مائل ہو گیا، لیکن چونکہ اس کی جنگ شیطنت کی وجہ سے تھی، اس لیے خوف زدہ ہو کر صُلح اختیار کرنے کے وقت وہ قہر کے ظہور کے ثمرات سے، جو عذاب اور دوزخ کی آگ ہے، ممتاز ہو گیا، اور عین عالمِ تمیز میں خباثت کو پاکیزگی سے جدا کر لیا۔ سبحان اللہ۔ پالنے والے کا یہ کیا کمال ہے، کہ عین جنگ میں ہر ایک مظہر دوسرے سے ممتاز تھا۔ اور عین صُلح میں دونوں مظاہر، جو صلح کے تقاضے کے مطابق تھے، ظہور پذیر ہوئے۔ نیز انہوں نے ان دونوں کمالات کے ظہور کے نتیجے میں تمیز پیدا کر لی۔ اللہ خبیث اور طیب میں تمیز کرتا ہے۔ یہ عجب کاروبار ہے

بعض عزیزوں نے نقش بندی طریقے کو رنگ سے تعبیر کیا ہے اور آشتی کو اس میں ناممکن سمجھا ہے۔ اور اس تحقیق میں جس کا ذکر اُوپر کیا گیا ہے، جنگ کے بعد پابندی کی حیثیت سے صُلح ظاہر ہوتی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

مکتوب : ۲۶

آیت کریمہ "آسمانوں اور زمین میں ہے، جو کچھ ہے، وہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے" کے معنیٰ کے بیان میں۔

میرے معنوی بھائی حافظ عیسیٰؒ کو فقیرانہ سلام۔ اللہ کی تسبیح کرنے والوں میں جمادات، نباتات اور حیوانات ہیں۔ اور انسان بھی اس لازمی تسبیح میں ان کے ساتھ شریک ہے، کیونکہ وہ ان تینوں مراتب میں بھی برابر کا شریک ہے، اور یہ تسبیح ان میں سے ہر ایک کے لیے لازمی ہے۔ انسانی تسبیح جو انسان کامل کا خاصہ ہے، ہمتِ کامل سے ہوتی ہے، اور ان میں اوامر پر چلنے اور نواہی سے بچنے پر، جو انسان کامل کا خاصہ ہے، انحصار ہوتا ہے اور اس مخصوص تسبیح کو مومنوں بلکہ کامل انسانوں کا خاصہ سمجھا جاتا ہے اور اسے اعلیٰ درجات اور مثبت نیک اعمال کا تقاضا گردانا جاتا ہے اور اس نیک جماعت کی تسبیح کو اللہ تعالےٰ کی صفاتِ لطیفہ کے انوار کا مظہر پہچانتے ہیں۔ اور کافر، جو حیوانوں کی طرح بلکہ ان سے گئے گزرے ہیں، اس تسبیح سے محروم ہیں اور حیوانوں سے تشبیہ دیئے جانے کی وجہ سے وہ انسانوں کے سے ناموں اور رسموں کے باوجود انسانیت کے دائرۂ قواعد سے مکمل طور پر الگ ہیں اور چونکہ ان کی تسبیح، صفاتِ قہر کے کمالات کے ظہور، اور ان صفات کے حکم سے عدم انحراف کی وجہ سے ہے، ان میں سے ہر فرد کی تسبیح، صفاتِ لطیفہ کی مظہریت کی مناسبت اور مطابقت سے ہر لحاظ سے معدوم ہوتی ہے۔ لہٰذا اعمالِ حسنہ خواہ وہ صوری ہوں، صفاتِ لطیفہ کے ظہور سے، جو امانت کی طرح ہیں، اس موقع پر تصویری طور پر ظہور میں آتے ہیں۔ اس وقت جبکہ پوشیدہ حقیقی مناسبت صفاتِ قہریہ میں ظاہر ہوتی ہے، تو صاحب امانت اپنی امانت کو ان لوگوں سے واپس لے لیتا ہے۔ اور امانت کی یہی واپسی جو احاطۂ اعمال

Marfat.com

کے نام سے موسُوم ہوتی ہے اور انسانی صورت کی یہ جماعت انسانِ حقیقی کے درمیان برزخ ہوتی ہے اور انسان کے علاوہ باقی تین صفات یعنی جمادات ،نباتات اور حیوانات کے درمیان بھی برزخ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صفاتِ قہر کی یہ پابندی ،اُس صفتِ اختیار سے ہے ،جو انسان میں پائی جاتی ہے ،اور یہی وجہ ہے کہ دل میں صفتِ قہریہ کی فرماں برداری کے باوجُود ،وہ آخرت کے درجات سے محرُوم اور بے بہرہ ہیں اور ان اصناف میں شامل ہیں جن کے بارے میں حق تعالےٰ نے یہ کہا ہے کہ "وہ جانوروں کی طرح ہیں" لیکن چونکہ باقی تین اصناف درجات کی بلندی سے محرُومی کی طرح عذاب سے بھی محفوظ ہیں ۔اور یہ برزخیہ جماعت ، عذاب سے محفُوظ ہونے کی کوئی مناسبت نہیں رکھتی اور وہ اس مقام سے بہت دُور ہے ، جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ،کہ "ان کا رستہ اِس سے بھی بُرا ہے"

جان لینا چاہیے کہ چونکہ صفاتِ قہریہ کے کمالات تسبیح خاص کے اقتضا سے اپنے مخصوص مظاہر کی وجہ سے ان کے اعمالِ حسنہ کو سلب کرتے ہیں ۔ان کی استعداد کا تقاضا اس سلبِ توجہ سے اپنے مظاہر کو عذاب کے درکات میں ڈالنا چاہتا ہے اس لیے اس جماعت کی اپنے ربّ کے احکام کو قبُول کرنے کی استعداد محض تسبیح اور اس کے امر کی اطاعت سے ہے ، اور یہ نہ سمجھے کہ ہر تسبیح کرنے والے کی تسبیح ، بہت بڑے اجر کا تقاضا کرتی ہے ۔نہیں ،بلکہ مخلُوق کے بعض افراد کی تخلیق صرف اطاعت کے لیے ہے ،بعض صرف صفاتِ لطیفہ کی اطاعت کے لیے اور بعض دوسرے صفاتِ قہر کی فرماں برداری کے لیے پیدا کیے گئے ہیں ۔جنّت کے درجات ،صفات لطیفہ کی اطاعت کرنیوالوں کیلئے اور دوزخ کے طبقات ،صفاتِ قہریہ کے متّبعین کے لیے ہیں کہ وہ سب اپنی تسبیح کے عوض میں اجر کے طلبگار

marfat.com

Marfat.com

ہیں۔ اس بات سے آگاہ رہیے، کہ مظاہرِ قہریہ، دل میں اطاعت کرنے کی وجہ سے درجات کا تقاضا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے مربّی کا محبوب طبقاتِ دوزخ کا مقتضی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ تسبیح کے دائرے سے باہر نکل جاتے ہیں، اور مربّی کی مخالفت کرتے ہیں۔ عاقل کو اشارہ ہی کافی ہے۔

من ترا کیستم، ہمیں حمد است تو منی نیستم، ہمیں حمد است

میں کس لیے تیرا ہوں، صرف اس حمد کے لیے، اور تو میرے لیے اور کچھ نہیں، صرف اس حمد کے لیے۔

مکتوب : ۲۷

نمازی کی اپنے رب سے مناجات کرنے کی تحقیق میں۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ نماز میں کلامِ حقیقی سے کلام کرنے والا وہی ہے، اور وہی نماز ادا کرنے والے میں ظاہر ہوتا ہے۔ نیازمندانہ سلام کے بعد عرض ہے کہ فقیر کو خدشہ تھا کہ نمازگزار اپنے رب کے عذاب سے نجات پاتا ہے، اور جب میں نے نمازگزار کی قرأت پر نظر ڈالی۔ تو ثناء و فاتحہ کو مناجات کے معنی میں پایا، لیکن بعض سورتوں میں دیکھا، کہ آیات، مناجات کے معنی رکھتی ہیں۔ مثلاً "ربّنا آتنا" وغیرہ صاف صاف مناجات ہیں۔ لیکن اس کے برعکس "قُلْ ھُوَ اللہ احدٌ" اور "قل یاایّھا الکافرون" جیسی سورتیں نماز کی حالت میں نمازگزار کی مناجات سے کیا مناسبت رکھتی ہیں؟ اسی طرح وہ سورتیں اور آیتیں جو فرعون اور ابلیس کے قصّوں کی خبر دیتی ہیں۔ اس لیے مناجات کرنے والے کے لیے اس قسم کی مناجات کس طرح مناسب ہے، اور اس قسم کے قِصّے تفرقہ پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے اس طرح حضورِ قلب کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟

marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس خدشہ کو دُور کرنے اور قرأت کے معنی کی تحقیق میں بمطابق "اِقرا....." جو کچھ اس فقیر پر ظاہر ہوا ہے، اس کو ظاہر کرتا ہوں اور یہ صرف آپ کی آواز کی اصلاح کے لیے ہے۔ "جب نمازی ارادہ کرتا ہے کہ وہ اس حکم کی تشریح کرے، جس کا مناجات میں اسے حکم دیا گیا ہے، تو پھر عالم علم کے حصول کی قوت کی طرف دیکھتا ہے اور اس میں بہت نقصان پاتا ہے۔ جب اُسے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ملجا و ماوےٰ نہیں، پھر وہ بلند آواز سے پکارتا ہے، اور اللہ اکبر کہتا ہے: اے اللہ تو سب سے بڑا ہے، یہ مناجات ہی میرا سرمایہ ہے اور پھر اللہ تکبیر کے ساتھ اس کی حمد کو سنتا ہے، اس کی مناجات کا پتہ، قدیمی اور حقیقی کتاب میں سے سُورہ فاتحہ کے ذریعے ملتا ہے۔ اسے پوشیدہ الہام کے ذریعے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ مناجاتِ تعلیمی میں حضورِ قلب کے ساتھ حاضر رہے۔ چنانچہ نمازی کے لیے ضرُوری ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے یہ سُننے کے بعد، نماز کی حفاظت کی طرف متوجہ رہے اور جب فاتحہ ختم ہو جائے، اور نمازی نے اس کے معانی کی حفاظت کر لی ہو، اور اپنی مناجات کا آغاز پھر فاتحہ سے کرنے کا ارادہ کر لیا ہو، تو اس سے فاتحہ کی تکرار ہو گی، جو ممنوع ہے۔ اس مقام پر نمازی کے لیے مناسب ہے کہ مولائے حقیقی کی طرف اپنے علم کے ساتھ توجہ کرے اور اسے آمین کے لفظ سے یاد کرے اور اس کے معانی میں کلامِ حقیقی یعنی فاتحہ کے جُملہ معانی شامل ہیں اور پھر نمازی الہامی تعلیم کے ساتھ آمین پڑھتا ہے اور اللہ کے حضور میں حمد و ثنا کے بعد اپنے مقصد کی التجا کرتا ہے اور یہ مقصد صراط مستقیم کی طرف ہدایت ہے۔ پھر وہ غور کرتا ہے، تو اللہ تبارک کو غنی اور عظیم پاتا ہے، اور پھر عاجزی کے ساتھ خاموش ہو جاتا ہے۔ گویا اسے جواب مل گیا ہو، اور اللہ نے اس کی التجا کو دلی دعا کی بدولت قبول کر لیا ہو۔ پھر وہ قدیمی کلام مثلاً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، یا قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ"

marfat.com

Marfat.com

یا دوسری سورتیں اور آیات پڑھتا ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے، جس کے ساتھ وہ کلام کرتا اور سنتا ہے اور حضورِ قلب کے ساتھ حاضر رہتا ہے اور اس سے اور اس کے بعد اپنے اعمال کی اصلاح کرتا ہے۔ اور ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ نمازی یہ جانتا ہے کہ مناجات کے لفظ سے مراد "آیین" اور "فاتحہ" ہے۔ جو اللہ کا کلام ہے اور مناجات کی تعلیم کے طور پر اس سے کلام کرتا ہے اور پھر صراطِ مستقیم کی وضاحت کے لیے، قرآن مجید کے ساتھ کلام کرتا ہے اور نمازی یہ دیکھے گا کہ وہ اللہ سے دو طرح کلام کرتا ہے۔ کلامِ حقیقی ہے جس میں نمازی کی طرف سے سوائے "آمین" کے اور کچھ نہیں، یا الہامِ خفی ہے، اور دونوں بار اور ساری قرأت میں حضورِ سرّی کے ساتھ حصول اور تقیید کے بغیر متکلمِ حقیقی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور ولایتِ خاص الخاص سے اس کی شان کے مطابق استفادہ کرتا ہے۔

مکتوب : ۲۸

نمازِ جمعہ کے فریضہ کے بارے میں حقایق آگاہ جناب محمد اشرفؒ کے نام لکھا گیا۔

اوّل و آخر تمام تعریف صرف اللہ تعالےٰ کے لیے ہے اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ ہمارے پیر و مرشد شیخ المشائخ حضرت آدمؒ نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ نمازِ جمعہ قطعی طور پر فرض ہے اور علماء نے اس کی شرائط میں اختلاف کیا ہے مجھے اللہ تعالےٰ کی تعلیمات کے بارے میں انتظار تھا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے صحیح تحقیق حاصل ہو جائے۔ اگر اللہ تعالےٰ کسی بہانہ کے بغیر یہ تحقیق والہام فرما دیں، تو اس پر عمل کروں۔ لیکن اس انتظار کے باوجود میں طرفین میں سے ایک طریق کار پر عمل کیا کرتا تھا۔ اچانک اللہ تعالےٰ کے محض فضل

Marfat.com

سے کسی بہانہ کے بغیر میں نے سرورِ عالم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو تین دفعہ کسی شک و شُبہ کے بغیر خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے کمال شفقت سے فرمایا کہ نمازِ جمُعہ میں شک کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے میری دُعا قبُول فرمائی۔

اس کے بعد میرے دل میں آیا کہ چونکہ اولیائے امّت کی تحقیق اور کشف، ظنّی اور قیاسی ہے، اس نے اسے شرع کے ترازُو پر بھی تولنا چاہیے۔ جب فقہی مسائل پر گہرا غور کیا، تو کئی روائتیں بزرگوں کی طرف سے ایسی ملیں، جو میرے الہام کے مطابق نکل آئیں۔ چنانچہ ہمارے عُلماء پر یہ اختلاف پوشیدہ نہیں، اگرچہ انہوں نے دونوں کو مرجُوع سمجھ کر اس بات کو ختم کر دیا ہوا تھا۔ اللہ کا شُکر ہے جس نے ہمیں اس طرح ہدایت بخشی۔ پس ہمارے دوستوں اور مخلِصوں کو چاہیے کہ جمُعہ کی نماز میں کوئی شک نہ کیا کریں اور اطمینانِ قلب سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے عاید کردہ فرض کو ادا کریں۔ الہام شدہ حقیقت اس فقیر پر اس طرح واضح ہوئی کہ اس کے بعد بات کرنے کی ضرُورت ہی نہیں۔ یہ بزرگانِ عظام پر اظہارِ حق کے لیے ہے، بعض مسائل کے معاملے میں وہ اسمِ ہادی کی صفت کا مظہر ہے۔ اور بعض میں صفتِ اسم دلیل کا مظہر ہے۔ کیونکہ پہلے ظہُور کے ساتھ سیدھا راستہ عطا کرتے ہیں اور دوسرے ظہُور میں ان تمام بزرگوں کے اعمال میں اعتدال نظر آتا ہے اور دونوں کامل صفتوں کا ظہُور پوُری طرح ثابت ہو جاتا ہے اور خلافت کا معاملہ آیت کریمہ " انِی جاعِلٌ فِی الارضِ خلیفۃ" (میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں) خلیفۂ حقیقی حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے واضح ہوتا ہے، اور ذاتی استعداد جو حفظِ مرتبہ کے مطابق ہے، کے باوجود صلاحیت سے بہرہ وری ان کی اطاعت سے رونما ہوتی ہے۔ اس لیے اس بات میں کوئی شک نہیں

marfat.com

Marfat.com

کہ ہر اختلافی مسئلہ میں ایک پہلو اسم ہادی کا مظہر ہے اور دوسرا پہلو صفت اسم دلیل کا مظہر ہے اور ان دونوں اسمائے مبارک میں سے ایک کی خصوصیت اسمِ ستار کے ظہور کی بدولت حالات کی پردہ پوشی ہے، سوائے اس کے جو اولیا پر کشف کر دیا گیا، یا جیسا کہ علما پر قیاس کے ذریعے ظاہر کر دیا گیا. جب اس تحقیق کا پتہ چل گیا، تو اب نمازِ جمعہ کے اختلاف کی طرف نگاہ دوڑائیے۔ جب اس مرتبہ کے ولی کامل کے کشف سے، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہو۔ اور جسے اللہ تعالےٰ نے قبول کیا ہو، اُن کی بات اور روایت کا صراط مستقیم پر ہونا تحقیق شدہ اور مدلل ہے، تو وہ پیروی کے لائق اور مناسب تر ہے۔ یا وہ اقوال جو دیکھنے میں علمائے ظاہر کے قیاس سے اس قابل ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ سے اُن کا اجر عطا کیا جائے۔ اگر اس کشف کے انوار جو بہت واضح ہیں، ان کی نظروں میں اپنے ہی نُور میں محجُوب ہو گئے ہیں اور نُورِ بصیرت کی کمزوری سے انہیں معلوم نہیں ہوتے، تو پھر یہ لائق اور مناسب تر ہے، اور ایسا کیوں نہ ہو، جب کہ ستارِ حقیقی نے، ان حق کے قاصدوں اور سچے مجتہدین کے قول پر پردہ ڈالا ہو گا، اور ان کی وفات کے بعد وہ لوگ، جو ان سے نسبت رکھنے کے بعد بھی ان کی پیروی نہیں کرتے، اگر اس مسئلہ میں ان کی متابعت نہیں کریں گے، تو سعادت کی چمکدار دلیل اس شخص کو حاصل ہو گی، جو اس نادرِ روزگار کے برحق کشف کو بے تردّد اختیار کر لے گا. اور دوسری طرف کے قول کو مختلف اقوال میں سے سمجھ بُوجھ کر ظاہری ادب کی خاطر کسی شک و شبہ کے بغیر نمازِ جُمعہ کو نیتِ عام اور دلی خلوص کے ساتھ بطورِ عبادت ادا کرے گا۔ یہ نماز عوام کی نماز کی طرح نہیں ہو گی. بلکہ ان کا معاملہ شک و شبہ کے بغیر ہو گا. اور ان کے کام کاج میں دِلی اطمینان ہو گا. اور کشف کے ذریعے ثابت شُدہ

Marfat.com

بات روحانیت پرستوں کی عین رضا کے مطابق ہے۔ یہ عین حق ہے اور ان کے بارے میں حقیقی ادب چاہیے، یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے، اُسے دیتا ہے۔

مکتوب : ۲۹

جناب محمد اشرفؒ کے نام لکھا گیا۔

درود وسلام کے بعد خاکسار عبدالنبیؒ کی طرف سے اپنے معنوی سعادت آثار بھائی محمد اشرفؒ کے نام، جو جب بھی یاد آئے، اس دعا کے قابل ہے" اے ہمارے اللہ، اس کو اپنے افضل بندوں میں سے اشرف بنا۔ کیونکہ شرف فرشتوں کے لیے ہے، اور فضل انسانوں کے لیے۔" سلام فقیرانہ کے بعد عرض ہے کہ سعادتمند میاں غلام رسولؒ کو جو ایک دل پذیر کیفیت کے حامل ہیں، استخارہ کیے بغیر طریقہ احسنیہ میں داخل کر لیا گیا ہے، اور اسم ذات سے واقف کر کے درویشی نام بھی رکھ دیا ہے۔ حق تعالےٰ اسے سعادت مند کرے۔ اچھا ہے کہ اُسے اپنی صحبت میں تربیت دیں، تاکہ اس راہ کی لذت حاصل کرے۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔ اس ماہ کے آخر میں نفی واثبات سے مطلع کریں۔ اور تمام دوستوں اور حال پوچھنے والوں کو سلام واکرام۔

مکتوب : ۳۰

جناب محمد اشرفؒ کے نام جو لَقَد کرّمنا بنی آدم وحملناھم فی البرّ والبحر ورزقناھُم من الطیبات وفضّلناھم علیٰ کثیرٍ ممّن خلقنا تفضیلاً" (ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی، اور اُسے بحر و بر میں اٹھایا اور ہم نے اسے پاکیزہ

Marfat.com

اشیاء سے رزق دیا اور ہم نے اسے اپنی تمام مخلوقات پر فضیلت عطا کی" کی خلعت سے مشرف ہوں۔ نیازمند عبدالنبیؒ دعائے غائبانہ اور توجہ مربیانہ کا امیدوار ہے۔

فقیر از سلام کے بعد عرض ہے کہ آپ سے ملاقات ہوئے کئی ماہ کا عرصہ گزر چلا ہے۔ اگر فرصت میسر ہو، تو اس عاجز کو کمالِ تکلیف کے بغیر ملاقات سے نوازیں۔ اور بڑی امید یہ رکھتا ہوں، کہ دُنیا و مافیہا کو فانی اور ہلاکت پذیر سمجھ کر اپنے آپ کو اپنے آپ کے سپرد نہ کریں اور اس شیرینی کو جو باطن کا خزانہ اور اصل مراد ہے۔ ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ اور جب ظاہر ہی باطن کے مطابق ہو جائے، تو توقع رکھنی چاہیے۔ کہ دل کی برکت سے بات کرنا، کھانا کھانا اور سونا بھی باطنی نسبت سے مرتبۂ بدنی پر ظاہر ہوگا۔ اور خداوند تعالےٰ اپنے فضل و کرم اور مظہریت کی نظر کو ذرّاتِ کائنات سے الگ نہیں کرے گا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گویائی اور سکوت بھی فکر و نظر کے ساتھ عبرت کے لیے تھی۔ اور اس عریضہ کے حامل کو اس سے پہلے ہی تعلیم کی خاطر آپ کے سپرد کیا ہوا ہے۔ یقین ہے کہ آپ نے وقت کی ضرورت کے مطابق اس کو تعلیم دی ہوگی اور اس اثنا میں رُوحانی صحبت کے حصول کے بعد اطلاع دیں گے اور اسی طرح دوسرے لطائف سے بھی بتدریج واقف کرائیں گے۔ نیز اپنے دوستوں کو اپنے تقویٰ اور ہمت سے نصیحت فرمائیں گے۔ اور کم گوئی، اور کم خوری کی تعلیم دیں گے۔ اے ہمارے ربّ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہمیں اچھائی عطا فرما!

مکتوب : ۳۱

اشرف الاخواں مُحمد اشرفؒ کے نام، خدا کرے کہ بہترین وقت اور بہترین زمانہ، بہترین عزیز کے شاملِ حال رہے۔ میرے عزیز۔ وقت کو غنیمت سمجھئے، آس

Marfat.com

پاس سے خود کو بلند کیجیے، لمحاتِ زندگی کی حفاظت کیجیے، تاکہ کوئی وقت بھی غفلت میں صرف نہ ہو اور ہمارا کام عبادت میں کوشش کرنا ہے۔ رزق کے بارے میں تشویش کرنا اور غم کھانا، دانا کا کام نہیں، کیونکہ زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں، جس کا رزق اللہ تعالےٰ کے ذمہ نہ ہو۔ چونکہ ہر ذی جان کا رزق، اس حیوانات کو زندہ کرنے والے نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے اور بڑا پکّا وعدہ کیا ہے، اس لیے وہ شخص بے حد احمق ہو گا، جس کو اس بارے میں شک و شبہ ہو۔ آپ کے کام کا تعلق بے شبہ محکم و مضبوط ہے، لیکن کام بہت زیادہ ہے۔ جب تک زندگی باقی ہے، ترقی کا امیدوار رہنا چاہیے اور یہ ترقی تشبیہ سے تنزیہ کی طرف نہیں، بلکہ تنزیہ میں ترقی ہے۔ آدمی وہ ہوتا ہے جو دنیا کو فانی سمجھ کر ایک جَو کے بدلے میں بھی نہ خریدے۔ سعادت مند میاں علی محمدؐ یہاں موجود ہیں۔ انہوں نے اسم ذات سُنا تھا۔ چاہیے کہ انہیں نفی و اثبات کی تعلیم دی جائے۔ اور وعظ و نصیحت، اور مزید فوائد سے بہرہ مند کیا جائے۔ آپ کم گو بنیں، اور اپنے دوستوں کو بھی کم گوئی کی تعلیم دیا کریں۔ نیز کبھی کبھی اس عاجز کو بھی یاد کر لیا کریں۔ فقیر کے لیے لازم ہے کہ اپنی ذات کو سمجھے، اور اپنے عقیدت مندوں کو فقر کا خواہش مند بنائے، تاکہ ان کی برکت سے وہ بھی مقبولوں کے سلسلے میں اکٹھے ہو جائیں۔ سلامتی ہے اس شخص کے لیے جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

مکتوب : ۳۲

محمد اشرف جیو سلمہ اللہ تعالےٰ کے نام۔

نیازمندانہ سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ میرے عزیز! ولایت میں اصلی اور ظلی مراتب کی تحقیق کے بارے میں آپ کی تحریر بہت خوب ہے، لیکن ان تحریر شدہ

Marfat.com

تمام مراتب کا مقصد، ابھی مخصوص دائرہ کے اندر ہے اور ولایت و نبوت کے مرتبہ کی حقیقت اس سے زیادہ ہے، اور تعلیم پر موقوف ہے مغز: جو اس کے نُور سے معطر ہے، اس مرتبہ کی بشارت سے فیض یاب ہوگا۔ اس لحاظ سے خردی احتیاط کا اہتمام کرنا چاہیے اور وہ جو واسطہ کے دُور کرنے کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ تو میرے عزیز! واسطہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک واسطہ تعلیم، جو مشیت الحجاب (حجاب چاہنا) ہے، دوسرا واسطہ طفیل جو مرتفع الحجاب (حجاب اٹھانا) ہے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے اور اولیا اور انبیا کی جسمانی اور رُوحانی تعلیم کے نُور سے سالک کی نورانی استعداد قوت و وسعت پیدا کر لیتی ہے اور اس کے اندر اللہ تعالےٰ سے علمِ لدنی حاصل کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے، تو اس وقت جائز ہو جاتا ہے کہ جسمانی اور روحانی تعلیم کے بغیر اللہ تعالےٰ سے علوم کی تعلیم حاصل کرے۔ لیکن اس کی دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ کسی وقت بھی رُوحانی تعلیم سے فارغ نہ ہو، خواہ اسے کوئی مرتبہ ملے یا نہ ملے۔ دوسرا یہ کہ کسی وقت بھی واسطۂ طفیل کو قطع نہ کیا جائے۔ جو کوئی اس کو قطع کرے گا، وہ عدمِ قُربت کا نشان ہوگا۔ سُبحان اللہ۔ بعض لوگ رفعِ واسطہ کو ہی کمال سمجھتے ہیں۔ حالانکہ صورت اس کے برعکس ہے۔ بعض اولیا، کا نفیِ واسطہ کے قابل ہونا، اس واسطہ سے مراد ہے، جو واسطۂ تعلیم ہے۔ سلام آپ پر اور آپ کے ہم نشینوں پر مفصل بھی اور مُجمل بھی۔

مکتُوب : ۳۳

محمدؐ اشرف جیوؒ کے نام لکھا گیا۔

جو میری راہ پر چلا وہ میرا بیٹا ہے اور جو میری راہ پر نہ چلا، وہ میری اولاد

Marfat.com

میں سے نہیں۔

اللہ تعالےٰ آپ کو اِسراف سے سلامتی میں رکھے۔ اوراق کے مسوّدوں پر جس طرح کی عبارت لکھی ہوئی تھی، اگرچہ لکھنے والے کے لیے فرحت بخش تھی، لیکن یہ اسراف میں داخل ہے۔ اس کے معانی کو مختصر یا مفصّل طور پر باطن کے صفحہ پر لکھیں، اور رات اور دن کے عمل کے وقت کام میں لائیں، تاکہ اس کا نتیجہ برآمد ہو، راقم کو حاضری کا مُشتاق سمجھیں۔

مکتُوب : ۳۴

میاں محمّد اشرف جیوؒ کے نام۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، سعادت کی شرف اندوزی اشرف کے نصیب میں ہو اور اللہ غفور کی یاد سے وہ غرُور کی زیادتی سے محفُوظ و مسرُور رہے اگرچہ درمیان میں فاصلہ بہت ہے، لیکن جَاناں درجان، کے مصداق وہ قریب اور پوشیدہ ہے۔ صُورت کی دُوری، نقصان کی صُورت نہیں۔ اس سے محبّت میں کمی نہیں آتی۔ بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ جام محبّت پیئیں۔ قطعہ

تواُو نشوی دلے اگر جہد کنی جائے برسی کز تو توئی برخیزد

(ترجمہ) تُو وہ تو نہیں بن سکتا، لیکن اگر تو کوشش کرے، تو تُو ایسی جگہ پہنچ جائے گا کہ تو اپنے آپ سے الگ ہو جائے گا۔

چنداں بَرد ایں رہ کہ دوئی برخیزد درہست دوئی، براہ روی برخیزد

(ترجمہ) اس راہ پر اتنا چلتا جا کہ غیریت ختم ہو جائے۔ اگر کوئی غیریت ہوئی بھی، تو راستہ طے کرنے سے ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالےٰ سچّی محبّت کو صِدق کی حقیقت سے بہرہ مند کرے کہ حقیقی فنا و بقا اُسی میں جمع ہے، اور آں عزیز (مکتوب الیہ) کے رُواں رُواں کو مطلُوب کے

Marfat.com

شہود کے غلبہ سے مضمحل اور معدوم کر دے۔ اور دنیا کے ننگ و ناموس کی بجائے بے رنگی اور بے نامی کی خلعت پہنائے جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے ؎

از ننگ چہ پرسی کہ مرا نام ز ننگ است وز نام چہ پرسی کہ مرا ننگ ز نام است

ترجمہ: مجھ سے شرم کے بارے میں کیا پوچھتے ہو کہ میری شہرت شرم سے ہے اور شہرت کے بارے میں کیا پوچھتے ہو کہ مجھے شہرت سے شرم آتی ہے۔

اور ظاہری و باطنی متعلقات کو آنعزیز سے متفق کرے، کیونکہ جب (۲) دو دل متفق ہو جائیں تو پھر پہاڑ کو بھی توڑ سکتے ہیں۔ میرے عزیز، لوگ بے نامی کو نام دیتے ہیں اور بے ننگی کو ننگ پکارتے ہیں۔ تمام لوگ تم سے حال اور مال میں جدا ہیں۔ ایک دوسرے پر کوئی اعتماد نہیں رکھتے، سوائے اللہ تعالےٰ کی ذات کے حتیٰ کہ اپنے آپ سے بھی بے خبر ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ان کی کوئی غرض اور مراد باقی نہیں رہتی۔ اس کی محبت میں ذاتی محبت معلوم ہوتی ہے۔

اور تم نے اپنے خط میں جو واقعہ تحریر کیا تھا، بہت اچھا ہے الحمدللہ۔ اللہ کا شکر بجالاؤ۔ کیونکہ بزرگوں نے اس نعمت کو بڑی محنت کے بعد حاصل کیا ہے۔ اس خاندان میں ریاضتِ شاقہ کے عوض میں پیر و مرشد اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مضبوط اعتقاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ ریاضت اور مجاہدہ کے بغیر کام جیسا کہ چاہیے، ستور رکھا گیا ہے لیکن وہ ریاضت جو نبی پاک کی پیروی میں کی جائے وہ "ریاضت کی ماں" ہے۔ کیا لکھوں، خدا کے سپرد کیا۔ خدا کے سپرد کیا، خدا کے سپرد کیا، امیدوار ہوں کہ حق تعالےٰ تمہارے جیسے مخلص جوانوں کی برکت سے اس ناکارہ عاجز کی بھی مغفرت فرما دے۔ اور اس گناہگار کو بھی سعادت مندی سے بہرہ مند کرے۔ کیونکہ اپنے جیسا اور کوئی خراب اور گناہگار

Marfat.com

نظر نہیں آتا، اس لیے شفاعت کرنے والا بھی کوئی کامل ہونا چاہیے۔

مکتوب : ۳۵

میاں محمدؐ اشرفؒ کے نام لکھا گیا۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے پاک نام سے۔ دُور و نزدیک کے تمام دوستوں کے کام کاج خدائے تعالےٰ کے سپرد ہیں بلکہ سپرد کہنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ سب اُسی کا ظہور ہے، بلکہ اپنے مفصّل مظاہر کی بدولت وہی ظاہر و حاکم ہے۔ اس عاجز دُعاگو عبدالنبیؒ کے سلامِ فقیرانہ کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ چونکہ کافی مدّت سے آں عزیز کی طرف سے کسی جسمانی اور رُوحانی اطلاع سے سعادت حاصل نہیں ہوئی تھی، اس لیے عین تنہائی کے وقت بھی آنکھوں میں آنسو تھے اور دل درد سے معمور تھا۔ حق تعالےٰ اس عاجز کو ان عزیزوں کے پُرنور چہروں کی زیارت سے مشرّف کرے۔ مجھے توقع ہے کہ عزیز روزی کمانے کے تفکّرات میں اتنے مشغول نہیں ہو جائیں گے کہ عبدیّت کا طریقہ ہی ختم ہو جائے۔ بلکہ آخرت کی عمارات کے طلب کرنے میں لگے رہیں گے اور مصلحت کے مطابق کوئی پیشہ اختیار کریں گے۔ اور اختیار کرنے میں اپنے آپ کو فارغ رکھیں گے۔ آپ پر اور آپ کے ہم نشینوں پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے رحمت نازل ہو۔

مکتوب : ۳۶

میاں محمّد اشرفؒ کے نام۔

قدم کا شریف ترین آدمی وہ ہے، جو اس میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ برادرِ مشفق۔ سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ میاں مکمّلؒ اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ رُخصت

Marfat.com

ہو گئے۔ اگر زندگی باقی رہی، تو پھر کسی وقت آنے کا ارادہ فرمائیں گے۔ زندگی کے دن بڑی تضرع وزاری سے بسر کرتے ہیں۔ اور جناب شیخ صاحب میاں محمد فاضل جیو کی خدمت میں جواباً خط لکھا گیا۔ دن گزر رہے ہیں اور دعائے خیر کرتے ہیں۔

مکتوب: ۳۷

میاں محمد اشرفؒ کے نام۔

صدق کا ایک ذرہ ہزاروں برس کی عبادت پر بھاری ہے۔ میدانِ خیال مثال کے اعتبار سے وسیع ہے۔ لیکن سچے دوستوں کے اوصاف کی گنجائش نہیں رکھتا۔ کاغذ کا صفحہ عجز سے بھرا پڑا ہے قلعہ ؎

خواهم زتو تو خود نباشی باحق باشی، زخود تراشی

(ترجمہ) میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے آپ میں نہ رہے۔ تو حق کے ساتھ مل جائے اور اپنے آپ سے کٹ جائے۔

ہر چیز کہ رہزنِ طریق است ہستی است کہ راندۂ ہر فریق ہست

(ترجمہ) ہر وہ شے جو طریقت کی رہزن ہے، ایسی ہستی ہے، جو ہر طرف سے دھتکاری جاری ہے۔

میرے عزیز! یہاں انار تو مل جاتا ہے، لیکن سیر کہ انگوری نہیں ملتا۔ اگر وہاں سے قیمتاً مل جائے، تو لے لیں۔

میری طرف سے سلام اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے فضل و محبت۔ میرے عزیز! یہ آخری نسبت حقیقت میں فنا و بقا کی جگہ ہے۔ لوگ اس میں اس طرح مشغول رہتے ہیں کہ اپنے اور اپنے سوا کا ذرہ، ذرہ سوائے اللہ تعالیٰ کے عرفانی شہود کے ظہور کے۔ بے تکلف اور بے تاویل کوئی اور شے سمجھ میں نہیں آتی۔ اور اس

Marfat.com

مرتبہ کی حقیقت اس کے حکم کے ماننے اور اس کی منع کردہ شے سے بچنے میں ہے۔ بلکہ مباح اُمور کا کرنا بھی گناہ ہے۔ اس گروہ کے نزدیک نیکوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں مشہور ہیں۔ برکت کے ساتھ رہیں، بیس دن تک اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں، اس کے بعد اختیار ہے

مکتوب : ۳۸

میاں محمدؐ اشرفؒ کے نام لکھا گیا۔

"اشرف العرب اور افضل العجم کی اطاعت کی جائے"۔ سلامِ فقیرانہ ملاحظہ فرمائیں، چونکہ بڑی مدت ہوئی کہ آپ سے جسمانی مُلاقات نہیں ہوئی، اور یہ عاجز حقوقِ دینی کی پابندی کی وجہ سے متعلقہ لوگوں کی خدمت میں لگا ہوا ہے، اس لیے اگر آپ قوتِ اخلاص کی رہنمائی میں تھوڑا بہت صحبت کے شرف سے بہرہ ور فرمائیں، تو زہے نصیب! اگرچہ ایسا کہنا بے ادبی، لیکن میں معذور ہوں۔

مکتوب : ۳۹

میاں محمدؐ اشرفؒ کے نام لکھا گیا۔

"اور اپنے رَب کو گڑگڑا کر اور چھُپ کر یاد کر"۔ اپنے وقت کو اہلِ حرص و ہوا کی صحبت میں بات چیت میں ضائع نہ کریں، کسی بات کو اللہ کے ذِکر سے بہتر نہ سمجھیں، خواہ یہ ذِکر تکلیف سے ہی کیوں نہ ہو، اپنا تمام وقت اسی فکر و غم میں صرف کریں۔ اور اس بات کا دھیان رکھیں کہ کسی اور کام سے خوشی کا راستہ نہ کھُلے، اگرچہ یہ فعل عرفان، عبادت کے ساتھ ہی ہو، سوائے مُنعم کی تعریف کے۔ اگرچہ

Marfat.com

نعمت کا اظہار کرنا خود کو اور دوسروں کو بھی فرحت بخشتا ہے لیکن وہ فرحت اور ہی شے ہے جس کی تعلیم نبی پاکؐ نے دی ہے اور تعریف اور شے ہے کیونکہ کہا گیا ہے کہ الحمد للہ کہو۔ چاہیے کہ امورِ باطنی میں سے کسی امر کے ارتکاب کے وقت خشوع کی حقیقت سے جو فنا ہے، غافل نہ ہو۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ طریقہ احسنیہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت نفس کو قلب سے جدا کرنا ہے اگر یہ نہیں ہے، تو نفس قلب سے جدا نہیں۔ اور وہ کام میں اپنا حصہ وصول کرے گا۔ تمہارا رب تمہیں ہدایت دے گا۔

مکتوب : ۴۰

میاں محمد اشرفؒ کے نام

بزرگ ترین بھائی پیٹ کی بھوک[1]، بدن کی عریانی اور مکر کی تیرگی سے سیراب ہو کر اپنے متعلقین بلکہ تمام مسلمانوں کو کھانا کھلانے، تن ڈھانکنے، اور پانی پلانے سے دریغ نہیں کرتے۔ عزیز مکملؒ کے بارے میں آپ کا شکایت آمیز رقعہ ملا جس میں لکھا تھا کہ آں عزیز کھانا کم کھاتا اور لباس وغیرہ مختصر پہنتا ہے۔ حیرت ہوئی کہ آپ جیسے دانا اور محرم نے کھانے اور کپڑے کی کمی کے بارے میں لکھا ہے گویا لباس پہننا اور سیر ہو کر کھانا ہی اُس مخلص کو پسند ہے۔ اے عقل مند! ایسی باتوں سے چمٹا نہیں کرتے، والسلام۔

---

[1] حاشیہ: جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو، اپنے بدنوں کو ڈھانپو، اور اپنے بزرگوں کی اطاعت کرو جو اپنے رب کی عاجزی سے اطاعت کرتے ہیں۔

Marfat.com

مکتوب : ۴۱

میاں محمدؐ مکمّلؒ کے نام۔ تخلیقِ نُور کی اولیّت کی تحقیق اور رُوحِ سیّدالمرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں۔

اے برخوردار! ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم چونکہ اپنے نُور اور رُوح کی تخلیق میں تمام پیغمبروں پر مقدّم ہیں، اس لیے اِن تمام مراتب میں بھی وہ ان کے سردار ہیں۔ اور چونکہ پیروکار کا ہر کام خواہ وہ وجُودی ہو یا فعلی، اپنے سردار کی طرف رجُوع کرتا ہے، اور خواہ وہ رجُوع جلی ہو جس کا تعلّق فعلِ اختیاری سے ہے، خواہ رجُوع خفی سے، جس کا تعلّق فعلِ اضطراری سے ہے۔ اس لیے اگرچہ عالمِ ارواح کو تکلیفِ شرعی کا مرتبہ حاصل نہیں، لیکن تعلیم حاصل کرنے کے لیے، جس کی اس مرتبہ میں ضرُورت ہے، اسے معلّم کی ضرورت ہے اور اس مرتبہ میں معلّم ہی ان کا سردار ہے اور وہ روحِ حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ نبی کے معنی خبر دینے والے کے ہیں۔ اور معلّم بھی خبر دینے والا ہوتا ہے چونکہ عالمِ ارواح میں اس کا مطلب درست ہے، عالمِ اجسام میں جو نبی بھی ظاہر ہوا، وہ اُن کے ظہُور کا پیش رَو ہے اور تمام تعلیم کا منشا اُن کی حقیقت ہے۔ مصائب کے وقت صبر و قناعت ضرُوری ہے اور عین وصل کی حالت میں مصائب آتے ہیں۔ اس لیے ان دونوں کا ایک وقت میں جمع ہو جانا درست ہے۔ والسّلام۔

مکتوب : ۴۲ (الف) سوال

میاں محمّدؐ مکمّلؒ کی طرف سے سوال

خاکِ پا مکمّل، فیضِ مآب کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ افعالِ عزیمت پر استقامت کی اور افعالِ رُخصت سے پرہیز کی تعلیم ضرُوری ہے۔ اسی طرح

marfat.com

Marfat.com

ایفائے وعدہ کی تعلیم، جو بندے اور اللہ کے درمیان، جو اس عاجز سے وقوع میں آئے۔ نقوشِ ملامت کی تعلیم سے دِل کی تختی پر ان کا نقش جاگزیں نہیں ہوتا اور ملامت سے غم میں اضافہ نہیں ہوتا۔ حفظِ اوقات کی تعلیم بزرگوں کا قول ہے۔ بہترین عمل حال کی حفاظت کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حقوق کی ادائیگی بھی ہے، جیسے والدین کی خدمت (اللہ تعالےٰ انہیں سلامت رکھے) کم کھانے، کم بولنے اور کم سونے کی تعلیم کس طرح میسّر ہو اور اس کے اعلےٰ نتائج کی ترغیب دینے اور ان کی زیادتی پر ڈرانے کی تعلیم کس طرح ہو، اوقات کو معیشت میں کس طرح صرف کرے۔ اور اگر اس ضمن میں کوئی پریشانی آجائے، تو اس کا کیا علاج کرے؟ مُبتدی اور متوسّط کی تعلیم کے لیے گوشہ نشینی بہتر ہے یا محفل کی رسم و راہ سے آگاہی بھی لوگوں کے لیے بید کے بغیر بھی اعتناب کی تعلیم مناسب ہے، یا نہیں؟

مکتُوب: ۴۲ (ب) جواب

میاں محمّد مکمّلؒ کی طرف جواب

عزیزِ من! اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ آگاہ رہنا، اور نفس کا فنا ہونا، جو پہلی جڑ ہے، دو وجُوہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ؎

بے فنائے کُلّ و بے جذبِ قوی کے حریمِ وصل را محرم شوی

(ترجمہ) مکمل طور پر فنا ہوئے اور جذبۂ قوی کے بغیر تو حریمِ وصل سے کس طرح واقف ہو سکتا ہے؟

عزیمت یہ ہے کہ صرف انتہائی ضرورت کے وقت کسب (کمانے) سے تعلق پیدا کرے، جیسا کہ اللہ سبحانہٗ نے فرمایا ہے۔ "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ" (یہ وہ لوگ ہیں جنہیں خرید و فروخت، اللہ کے ذکر سے غافل

Marfat.com

نہیں کرتی) اور اگر ایسی مشکل پیش آجائے، تو اس مشکل کو بھی اللہ کے ظہورات میں سے ایک ظہور سمجھے، اور اسے دُور کرنے میں اللہ تعالےٰ ہی سے مدد مانگے۔ اگر مُبتدی ہو یا متوسّط، تو پیر کی صحبت کے سوا تنہائی بہتر ہے۔ اس شخص کا احتساب زبان سے یا حق تعالےٰ کی درگاہ میں دُعا سے کرنا چاہیے۔

سوال۔ جس وقت سالک کو عوارض کی وجہ سے یا عوارض کے بغیر قبض ہو جائے، اور حقِ سُبحانہٗ سے جو پُرانا تعلق تھا، زوال پذیر ہو جائے، تو اس کا کیا علاج؟

فائدہ: آپ کے دونوں خطوط مل گئے ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جواب۔ اس کا علاج اللہ تعالےٰ کی طرف رجُوع ہے، ندامت کے طریقے سے، اور اس بات کی تحقیق سے، جسے تو نہیں سمجھتا، الگ رہنا رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، جب میرے دل پر کسی جذبہ کا غلبہ ہوتا ہے، تو میں سو بار اور دوسری روایت کے مطابق ستر بار استغفار کرتا ہوں۔

سوال۔ اللہ کے نام پر کوئی شے، کمالِ صنعت سے اللہ کی بنائی ہوئی شے محرُوم کے پاس اللہ کی خاطر ایک کاسہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرتؐ کو اپنے ذاتی وصفاتی کمالات کے اظہار کے لیے پیدا کیا، اور محض اپنی کمال مہربانی سے نوازا۔ اگر کوئی ازل سے محرُوم ہے، تو اس کا کوئی علاج نہیں۔ اور یہ اس کی مرضی ہے۔ اللہ تعالےٰ تمہیں دونوں جہانوں میں اس کی اچھی جزا دے۔

جواب۔ وہ محرُوم نہیں، اللہ تعالےٰ کا حکم یہی ہے، کیونکہ اس کے نزدیک ہر شے کی مقدار عالمِ غیب میں مقرّر ہے۔ اللہ تعالےٰ کی تقدیر پر ہر حالت میں شاکر و صابر رہنا چاہیے اور اس اثنا میں جو کچھ اور جتنا کچھ مل جائے، اس پر شکر کرنا چاہیے اور جو کچھ مستقبل میں پیش آنے والا ہے، اس پر بھی صبر کرنا چاہیے اور شک کرنا ابلیس کی طرف سے وسوسہ اندازی ہے۔ اللہ تعالےٰ تمہیں معاف کرے۔ صحبت یافتہ

Marfat.com

فقیر دل جمعی سے اپنے کمال وتکمیل کے کام میں مشغول رہتے ہیں، اور اس طرف دھیان نہیں کرتے۔ والسلام

مکتوب : ۴۳

میاں محمد اشرفؒ کے نام طلب عتاب کے بارے میں سوال۔

آنان[1] کہ خاک را بنظر کیمیا کنند　　آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

(ترجمہ کیا ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ جو ایک نظر سے خاک کو اکسیر بنا دیتے ہیں؛ ہماری طرف بھی ایک نظر کریں۔)

یک نظر فرما کہ مستثنیٰ شوم زبنائے جنس　　سگ کہ شد منظور نجم الدینؒ، سگاں را سر دراست

(ترجمہ) مجھ پر ایک نظر ڈالئے تاکہ میں ابنائے جنس سے مستثنیٰ ہو جاؤں وہ کتا جو نجم الدینؒ کو پسند آگیا، کتوں کا سردار بن گیا۔

خاک شو خاک، تا بروید گل　　کہ بجز خاک نیست مظہرِ گل

ترجمہ۔ مٹی ہو جا مٹی، تاکہ پھول اگیں، سوائے مٹی کے مظہرِ گل کہیں اور نہیں۔

حق تعالےٰ آں عزیز کے باطن کی خرابی کو اور زیادہ کرے، تاکہ اس میں جو گزشتہ آبادی ومعموری تھی، وہ ختم ہو جائے۔ اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے تاکہ وہ بقا کے مظہر کے لائق ہو جائے۔ میرے عزیز! مٹی چونکہ مٹی ہے، اس لیے مخلوقات میں سب سے افضل واعلےٰ ہے۔ جب یہ کیمیا ہو گئی، تو حقیقت بدل گئی، اس نے شرف حاصل

---

[1] سائل، صاحب نظر سے رحمت کی نظر چاہتا ہے تاکہ اس مرتبہ کو پہنچ جائے کہ خاک کو کیمیا بنا سکے نہ کہ اپنے آپ کو کہ خاکی ہونے کی وجہ سے جو آخری مکمل مرتبے پر ہے، سونے میں بدلنے کی آرزو کرے۔

Marfat.com

کر لیا اور فضیلت چمک اٹھی۔

اور مٹی سے یہ عام مٹی قیاس نہ کیجئے۔ بلکہ اس سے مراد معروف قابلیت ہے، جو نورِ اوّل کے مرتبہ میں تمام لا انتہا قابلیتوں کی سرتاج ہے۔ اور اس سردار اور صفتِ انسانیت رکھنے والے تمام تابعینِ برگزیدہ کا خاصّہ اور واجب الوجود کی صفات کا جامع مظہر ہے۔ اور مٹی ہونے سے مراد اصل سے مل جانا ہے اور وہ پیوستگی کی دلیل کے بغیر خود بخود اصل سے قطعِ نسبت اور اضافے رکھنا تھا۔ اور اب اللہ تعالےٰ کی صفاتِ ذاتی کے کمالات کے ظہور سے نسبت رکھنا، محبوبی طریقہ پر چلنا ہے۔ جب ایسا ہو گیا تو پھر مکمل فنا[1] حاصل ہو گئی۔ ایسی حالت میں مستثنیٰ کون اور اِستثنا کس کے لیے ہے؟ عزیزِ من! اگرچہ یہ دو اشعار بظاہر کمال کو ظاہر کرتے ہیں، لیکن جو مطلب اوپر بیان کیا گیا ہے، اس کو دیکھئے۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ معاملہ برعکس ہے اور کامل کو اس جنگ طلبی سے بچنا ضروری ہے۔ حق تعالےٰ اس کی حقیقت سے باخبر کرے اور حسد کو نکال دے۔

کہاں تک لکھوں کہ کاغذ چھوٹا ہے اور قلم کا فیض بے انتہا۔ والسلام والاکرام

بہتر یہ ہے کہ اگر ہو سکے تو نمازِ جمعہ شہر کی مسجد میں ادا کریں۔ اور اگر آپ کے قصبہ کی مسجد گنجائش رکھتی ہے، تو قاضی کی اجازت سے شہر کی شرط پوری ہو

---

[1] اعلیٰ درجہ کی فنا حاصل ہونا استثناء ہے حضرت سلیمانؑ نے کہا (رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ) ترجمہ (اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما، جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو تو ہی بہت بڑا عطا کرنے والا ہے) اور یہ استثناء شرک و نفاق و بدعت کے شرکا سے ہے اور ظاہری اور باطنی کر خفی (پوشیدہ) بلکہ اخفیٰ (پوشیدہ تریں) ہے۔

Marfat.com

جاتی ہے۔

مکتوب : ۴۴

میاں اللہ داؓد کے نام، جنہیں پیراہن، چادر اور مسواک دی گئی اور جنہوں نے حضرت جیو کے خادموں کے لیے ٹوپیاں بھجوائیں۔

اللہ تعالےٰ نے میاں اللہ داؓد کو جو فطرتاً نیک اور پرہیزگار ہیں۔ پرانے پیراہن کی جگہ جو رسمی پرہیزگاری کا نشان ہے - اور ظاہری صورت سے ہٹا کر جو فیض پہچانے کا عام طریقہ ہے ایک ایسی نئی نورانی قمیض عطا کرے جو تنہائی و دانائی کی حقیقت سے بُنی ہوئی ہو اور صرف خاص الخاص اولیا ہی اس قابل ہیں کہ انہیں نوازا جائے۔ اور ابتدائی مراحل سے ترقی دی جائے، اور انہیں چادرِ عصمت عطا کرکے اور استغفار کی مسواک سے سرفراز کرکے حقیقتِ کلمہ کا زردمال بخشے، کیونکہ نفس اسی کی برکت سے مطیع ہے، اور کثرت کی اجناس کی بجائے اسے وحدت کی نقدی سے مالا مال کرے، اور دو ٹوپیوں سے یعنی 'محبی' اور 'محبوبی' کے کمالات سے آراستہ و پیراستہ کرکے معزز و مکرم ٹھہرائے اور لفظ و معنی سے ترقی دے کر مطلوبِ حقیقی کے حضور میں، جو بے کم و کیف ہے اور چھ جہات اور انعام کے ثمرے سے دُور ہے، ہمیشہ کامل امداد سے اُن کے باطن کو اپنی توجہ سے حاضر رکھے اور کائنات کے ہر ذرّے کو دل کی نظر سے اللہ تعالےٰ کی ذاتی صفات کی قابلیتوں کے ایسے مظاہر بنائے، جو ابھی ظاہر نہیں ہوئے، اور اصلی بشریت تک ہر شے بے حجاب ہو جائے اور کامل فنا حاصل ہو جائے حتّٰی کہ نہ تو کوئی نام رہے نہ نشان، جو کچھ دکھائے، خدا خود دکھائے اور جو کچھ بتائے وہ خود بتائے اور اس قدر توجہ دی جائے کہ توجہ کرنے والا اور توجہ لینے والا ایک ہی رنگ میں رنگے جائیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ترقی ملے اور

Marfat.com

اصلی نشیر نبی اور پوشیدہ نجات مل جائے۔ اس کے بارے میں لکھا جانا چاہیے اور سالکِ منزل تفصیل سے اجمال کی طرف مضبوط ہوتا ہے۔

عزیزِ من! اہلِ غفلت کی صحبت سے بچنا چاہیے، بالخصوص ایسے شخص سے، جو اس طریقۂ کار کا انکار کرے۔ ایسے شخص کو دشمن سمجھنا چاہیے اگرچہ بظاہر وہ تمہارے ساتھ دوستی میں شکّر کی طرح ہو لیکن حقیقت میں وہ زہر قاتل ہوگا اور آخری بات کے متعلق جو تمہارے رخصت ہونے سے پہلے تمہیں کہی گئی تھی، پوری پوری کوشش کریں تاکہ ہمیشگی کا مُلک ظاہر ہو اور اس کا نتیجہ برآمد ہو۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ عزیز نے اطلاع کا جو پرچہ بھجوایا ہے اس میں جسمانی مرض کا تو ذکر کیا گیا ہے لیکن باطنی صحت اور کیفیت پوشیدہ کا، جو آپ سے مطلوب تھی، کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ میرے عزیز! ابھی بہت کام باقی ہے۔ آپ کمرِ ہمت باندھ کر رات دن مراقبہ میں گزاریں اور لوگوں کی تعریف سے دھوکہ نہ کھائیں اور کسی مصیبت میں نہ پڑ جائیں۔ اور تم جو ایک فقیر ہو، تم سے فقیری کام کے سوا کسی امیری کام کی ضرورت نہیں۔ جس جگہ بھی رہو، اپنے طریقے کے آدمیوں کے ساتھ رہو۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی صحبت نور بخش بھی ہے اور نورانی بھی۔ کہیں کسی جگہ، مطلب کام سے ہے۔ اگر کہیں یاد کا موقع مل جائے تو دعائے مشفقانہ میں یاد رکھیں، اور دو سادہ سی باتیں اپنے ہاتھ سے لکھ کر یا کسی عزیز سے لکھوا کر حقیقتِ حال سے آگاہ کرتے رہیں۔ تم جہاں بھی رہو، اللہ تمہارے ساتھ ہو۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ (سلامتی ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی)

مکتوب: ۴۵

اسفندیارؒ کے نام لکھا گیا۔

Marfat.com

اے کعبۂ مراد کے طالب، اے سعادت کے پُرخطر راہ کے راہی، اے میرے عزیز! جس اندیشہ نے بیس سال سے پرورش پائی ہو۔ اور ابھی تک اس کی جگہ خیال نے نہ لی ہو، وہ اچانک اپنے وطنِ مالوف کو کس طرح چھوڑ سکتا ہے البتہ اتنا ہے۔ کہ چونکہ ذکر کے نُور کو پکڑ لیا گیا ہے، امید ہے کہ اگر ریاضت اور مجاہدے کو جاری رکھا گیا، تو تمام خطرات دُور ہو جائیں گے۔ اور اس راہ میں گھڑی روز، ماہ، سال کو کوئی حیثیت نہیں دینی چاہیے، بلکہ ہمت بلند رکھنی چاہیے اور ساری زندگی کو مقصدِ حقیقی کی طرف ایک گھڑی سمجھ کر مراقبہ و مجاہدہ کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ اگر ہزار سال کی کاوش کے بعد بھی اصل مقصد حاصل ہو جائے، تو عتاب کی نسبت غنیمت ہے، یوں سمجھو کہ ایک گھڑی میں کعبۂ مقصود تک پہنچ گئے۔ ذرا اولیا اللہ کی حکایات کے حالات پر نظر دوڑائیے، تو پتہ چلے گا کہ اس میں بیسیوں برس بلکہ عمریں گزر گئیں۔ بے شک پراگندہ خیالات ہجوم کریں، کمربستہ رہنا چاہیے اور خوف نہیں کھانا چاہیے، کیونکہ اللہ کے فضل سے حق کے لیے ایک گھڑی بھی ضائع نہیں جاتی، بلکہ فائدہ بخشتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ذاتی نام کے نقش کی طرف پُوری ہمت سے توجہ دینی چاہیے اور نفی و اثبات میں لگے رہنا چاہیئے تاکہ پراگندہ خیالات کا خس و خاشاک، جل کر خاک ہو جائے۔ اولیا اللہ کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ بس ایک پل میں کعبۂ مقصود سے واقف کرا دیں اور اصل منزلِ مقصود تک پہنچا دیں لیکن چونکہ مخلوقات میں سے افضل ترین انسان کے متعلق بھی اللہ تعالےٰ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ منزل تک بتدریج پہنچایا گیا ہے، اس لیے اولیا اللہ کے گروہ کو بھی کہ نبی پاکؐ کے پیروکار ہیں، مشقت و محنت میں ڈالا گیا ہے اور یہ مشقت جو دشمن کو دُور کرنے میں صرف کی جاتی ہے، درحقیقت عاشقوں کے لیے راحت و لذت ہے، تم پر جسے حکم دیا گیا ہے۔ اور تمہاری اولاد پر سلام اور

Marfat.com

اگر خدا توفیق دے، تو بہتر یہ ہے کہ تہجد کی نماز کے بعد حضرت جی کا درود اِلحاح وزاری سے پڑھیں. اگر اس وقت موقع نہ ملے، تو اشراق کے بعد یا کسی اور وقت پڑھ لیا کریں.

مکتوب: ۴۶

میاں محمدؐ صادقؒ کے نام لکھا گیا۔

اے ہمارے اللہ! ہمیں سچا ایمان اور یقین عطا فرما کہ اس کے بعد کفر نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ ایمان و یقین سے بہرہ ور کرے، تاکہ اس کے بعد کفر نہ ہو. پس ہر یقین جو اس کی قید میں متیقن ہے اور کمال تک نہیں پہنچا، اس کا انجام کفر ہے. اس سے آگے کی طرف ترقی کرنے کی کوشش کی جانی چاہیئے - جس یقین کی تلقین کی گئی ہے اس پر پورا یقین ہے، کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں اس کی خبر دی ہے۔ الغرض جو مرتبۂ یقین میں مقید ہو جاتا ہے، اور یقین کی قید میں ہے، اس کی نفی کرنے میں دریغ نہ کریں اور اُسے کاٹنے میں غم نہ کھائیں. حتیٰ کہ غیر مقید اور غیر مُدرک کے مُتیقن ہونے کا یقین ہو جائے۔ الغرض چونکہ تمہیں یہ امتیاز دیا گیا ہے، اس لیے اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لاؤ. اور ترقیات کے امیدوار رہو اور اس حمد کی حقیقت، اگر اس کے لائق نہیں، تو اس کی نفی کرنے میں سخت محنت سے کام لو، حتیٰ کہ "حق آگیا اور باطل مٹ گیا"، کے مرتبہ پر پہنچ جاؤ۔
والسلام والاکرام۔

مکتوب: ۴۷

میاں محمدؐ قاسم ساکن سیام کے نام لکھا گیا۔

marfat.com

Marfat.com

بوا ہوس گر لافِ عشقت می زند، باور مکن، اے سرت گردم، محبت، انسانِ دیگر است
(ترجمہ) اگر بوا ہوس تمہارے عشق کا دعوے کرے، تو یقین نہ کرنا۔ میں تم پر قربان جاؤں، محبت کی علامت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔

دنیا کا طریق کار عجب ہے، مثلاً لوگوں نے سُنا ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم کتنے صاحبِ کمال تھے، اور اُن کا شیشۂ دل ہوس کے زنگ سے کس قدر پاک تھا۔ لوگوں کو ان کے درجے کی کتنی ہوس ہے، لیکن اُن کی طرح تعلقات کو ترک کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ حق کے ماسوا دوسرے تعلقات میں گرفتار ہونے کے باوجود ان درجات کے خواہش مند ہیں، جو صرف ماسوا کی نفی کرنے ہی سے مل سکتے ہیں۔ بے شک جو محبت وہم کی وجہ سے ہوتی ہے، وہ وہم کی قوت رکھتی ہے، اور قوتِ وہمی کو تعلقات پر رَتی بھر غلبہ میسر نہیں۔

میرے عزیز! آپ نے اپنے مراسلے میں جو اس ہیچ مداں، گمراہ و جاہل کے بارے میں تعریف کی ہے، میں اس کے قابل نہیں بخدا ہرگز قابل نہیں، ہرگز نہیں۔ کچھ نہ جاننے کے باوجود عقیدت مند اور ملنے والا سوائے سچا جاننے کے اور کچھ نہیں چاہتا، کیونکہ اس نے حق کی طلب کی ہوتی ہے، اور اپنے آپ کو آناً فاناً راہِ حق میں پاکر حالتِ قبض کو اپنی استعداد کی قابلیت سمجھ لیتا ہے۔ اور بسط کو مُرشد کی توجّہ کے نُور سے تعبیر کرتا ہے، لیکن حکم کے مطابق ریاضت و مجاہدہ کی بدولت مجھے خُوب کیا گیا ہو۔ اگر میرے نصیب میں مُرشد کی زندگی میں کچھ میسّر ہو، تو بہت بہتر، ورنہ بظاہر عبادت گزار ہوں اور ممکن ہے طالبوں اور مجاہدوں کے گروہ میں شمار کر لیا جاؤں۔ اور اگر کوئی اتنا باہمت ہو، تو اس سے بہتر کیا ہے، کہ اس کے باطن کی زمین شفقت و مرحمت کے پانی سے تازہ و سیراب رکھی جائے اور وہ امانت جو عزیزوں کی طرف سے پہنچی ہے، اسے پہنچا دی جائے۔

marfat.com

Marfat.com

عزیزِ من۔ اس معاملے میں بہت کوشش کی گئی، لیکن چونکہ اکثر اس کے اہل نہیں تھے، اس لیے چھوڑ دیے گئے۔ آپ کو اور آپ کے ہم نشینوں کو سلام۔

مکتوب : ۴۸

اپنے بھائی حافظ عیسیٰؒ کے نام۔

میرے بھائی حافظ عیسیٰؒ، عرفانِ حقیقی سے بہرہ ور ہوں۔ تحریر کیا گیا تھا کہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں، اس لئے میں نے خلق کو پیدا کیا، تاکہ وہ پہچانے" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالےٰ کی پہچان ہے۔ اس لیے یہ بات اس شخص کے حق میں بلاشبہ صادق آتی ہے جسے معرفت نصیب ہوگئی ہو، کسی دوسرے کے حق میں کس طرح ہو سکتی ہے۔ میرے سعادت اطوار بھائی معرفت کے دو درجے ہیں، معرفتِ اختیاری اور معرفتِ اضطراری۔ معرفتِ اضطراری دنیا کی ہر مخلوق کو اس کی پیدائش ہی سے ودیعت کی گئی ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ "جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اللہ کی تسبیح کرتی ہے" اسی مفہوم کو ظاہر کرتی ہے۔ معرفتِ اختیاری کے دو درجے ہیں، ایک معرفتِ عام اور دوسری معرفتِ خاص۔ معرفتِ عام دنیا کے تمام ذی عقل انسانوں کو ملی ہوئی ہے اور اس میں کفار بھی شامل ہیں، اگرچہ وہ انبیا کی طرف مائل نہیں ہوتے اور ان کی تعلیمات کو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ چنانچہ آیت کریمہ "کہو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو میری اطاعت کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا" سے واضح ہے لیکن چونکہ خلقت کی تخلیق کا مقصد اللہ پاک کی معرفت ہے، اس لیے اس کے قبول

marfat.com

Marfat.com

ہونے یا نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ معرفتِ خاص کے مزید دو درجے ہیں:
ایک معرفتِ خاص دوسری معرفتِ اخص معرفتِ خاص، توحید، ذات وصفات
اور تمام احکام شریعت کو قبول کرنا، (اس طرح کہ اُن میں کوئی شک وشبہ نہ ہو،)
احکام کو ماننا اور نواہی سے بچنا ہے خواہ پوری طرح ممکن ہو یا نہ ہو۔ یہ معرفتِ عام
ایمان لانے والوں کے نصیب میں ہے اور معرفتِ اخص اس شخص کے نصیب
میں ہے، جسے شریعت کے تمام احکام کی پیروی کے طفیل، عمل اور پرہیز کی قوت
بخشی گئی ہے اور ایسے لوگ خاص ہوتے ہیں۔ وہ انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام
کہلاتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے، اور اللہ بڑا فضل
کرنے والا ہے۔

مکتوب: ۴۹

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

اے سعادت شعار! وہ جو لکھا گیا تھا کہ جس وقت رُوح سارے جسم
پر محیط ہوتی ہے، اس وقت جو افعال وہ بدن کے متعلق کرتی ہے، ان کی وجہ کیا
ہے؟ اُس کا جواب یہ ہے کہ ہر فعل جو کسی صورت میں واقع ہوتا ہے، خواہ وہ حرکت
ہو یا سکون، چلنا ہو یا ٹھہرنا، چونکہ مظاہر دیکھنے میں اس کا تعلق بدن سے ہوتا ہے،
اور رُوح کا معاملہ اگرچہ وہ بہت عالی ہے، لیکن مخفی ہے، اس لیے ان حالات میں
افعال کے بدن کے متعلق ہونے کے سوا، کوئی چارہ نہیں اور چونکہ جسم کے متعلق
تمام افعال کا واقع ہونا رُوح کی وجہ سے ہے، اس لیے سلوک کے بعد جب جسم پر
معنی کا اظہار ہوتا ہے، تو اس کی نسبت رُوح سے ہوتی ہے، بلکہ جب اسے ترقی ملتی
ہے، تو افعال کی نسبت رُوح سے ختم ہو کر فاعلِ حقیقی یعنی اللہ تعالےٰ سے ہو جاتی ہے۔
اور روح ہیچوں نہیں، بلکہ ہیچوں نما ہے، اور مجہول الکیف ہے۔ اس لیے اس میں

Marfat.com

فی الحقیقت "کیفیت وچوں" ہے، لہٰذا حقیقی "بیچوں" کے درمیان، جو معدوم الکیف ہے، اور "بیچوں نما" کے درمیان، جو مجہول الکیف ہے، فرق ظاہر ہے، کیونکہ جس میں 'چوں' ہے خواہ وہ مجہول ہی کیوں نہ ہو، پابندی کے مرتبے میں ہے۔ اور جو شے پابند ہے، وہ حادث اور محتاج ہے، اور آیت کریمہ" جن لوگوں نے کفر کیا، وہ طاغوت کے دوست ہیں، انہیں نور سے نکال کر اندھیرے کی طرف لے جاتے ہیں"، میں کفّار کے اخراج کی نسبت، طاغوت کے اندھیرے کی طرف ایسی ہی ہے جیسی کہ فعل کی نسبت سبب سے ہے چونکہ طاغوت ہی کفّار کے اندھیروں کا سبب بنا ہے اس لیے فعل کی نسبت طاغوت کی طرف کی گئی ہے۔ فی الحقیقت کفّار کے اخراج کی نسبت، اللہ تعالےٰ کی صفتِ قہر کے نور سے ہے، کیونکہ طاغوت اس کا سبب بنا ہے، اور چونکہ معرفتِ عام جو کفّار کو حاصل ہے، صفتِ قہر کے ظہور کی وجہ سے ہے، اس لیے کفّار مجبوراً ولایتِ حق سے محروم ہیں۔ کیونکہ ولایتِ حق خاص اہلِ معرفت کا حصّہ ہے، جو صفاتِ لطیفہ کا مظہر ہے۔ قہر کے مظاہر کو ولایتِ حق سے کیا کام؟ قہر کی صفات کا ظہور، مظہر پہ ظہور کا تقاضا ہے، نہ کہ ولایتِ حق کا تقاضا۔ ولایتِ حق صفاتِ لطیفہ کے ظہور کی بدولت ہے۔ کفّار کے حصّے میں ولایتِ حقیقی میں سے کچھ نہیں، بلکہ ان کے حصّے میں ولایتِ طاغوت ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں آیا ہے۔

مکتوب: ۵۰

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

فقیرانہ سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ سالک کے کام کی ابتدا اللہ تعالےٰ کے ذکر سے لذت پانے سے ہے، اور اس کے کام کی انتہا اس کا مشاہدہ ہے۔

Marfat.com

اور یہ ابتدا (بدائت) وانتہا (نہایت) صوفیائے وجودیہ کی اصلاحات ہیں۔ ہدایتِ کار، ولایتِ اخص میں جو ملاءِ اعلیٰ کی ولایت ہے، مطلوب و مذکور کی طلبِ نایافت ہے۔ اور نہایتِ کار حصولِ نایافت ہے۔ اگر سالک اس سے ترقی کر جائے، تو اس کی ہدایت علمِ حضوری سے ہے اور اس کی نہایت حضور در حضور میں ہے۔ اور حضورِ علمی اس مرتبہ کا وسط ہے۔ اور یہ تینوں آخری مرتبے ولایتِ خاص الخواص میں حاصل ہوتے ہیں، بحیثیت ہدایت، وسط، اور نہایت کے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ ولایت کے ان تینوں مرتبوں کی تحقیق جن کا یہاں ذکر ہوا، پیرِ دستگیر حضرت بنوریؒ کی تحقیق واصطلاح کے مطابق ہیں اور اس مختصر کی تفصیل بھی ہے جس کے لیے طویل شرح درکار ہے۔ اور ولایتِ خاصہ، ولایتِ اخص اور ولایتِ خاص الخواص میں فرق یہ ہے کہ ولایتِ خاصہ میں مطلوبہ یافت موجود ہے، ولایتِ اخص میں یافت مفقود و غیر معدوم اور ولایتِ خاص الخواص میں "حقیقتِ نایافت" موجود ہے اور نفسِ یافت معدوم، اور حقِ نہایت اس مقام پہ متحقق و ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ ولایتِ خاصہ کے مرتبے کی یافت، جو علم کا پل ہے، حجابِ اکبر ہے، کہ سالک شہود کی لذات کے گرداب میں پھنس کر حقیقتِ مطلوبہ سے حجاب میں ہوتا ہے اور جب اس مرتبہ سے ترقی پا جاتا ہے، تو حجاب اُٹھ جاتا ہے، اور اگر تو غور کرے، تو معلوم ہوگا کہ نایافتِ مطلوب بھی، جو مرتبۂ اخص میں مطلوب ہے، علم ہے، جو حقیقتِ نایافت کے مرتبے کا حجاب ہے۔ اور سالک نایافت کی لذت میں ترقی سے دور ہے (حجاب میں ہے) اور چونکہ ان دونوں مرتبوں میں علمِ حصولی ہے، اس لیے مجبوراً مرتبۂ علمِ حضوری کے لیے حجاب ہے اور ان دو مرتبوں کے بعد، مرتبۂ خاص الخواص ہے۔ چونکہ اس مرتبے کا اہل، علمِ حضوری سے بہرہ ور ہے، اس لیے وہ حجاب

Marfat.com

سے منزّہ اور دُور ہے۔ چنانچہ اس آخری مرتبہ میں، جب حقیقتُ ایمان بالغیب پر پہنچ جاتی ہے اور ہر مومن کے علم کی ابتدا ہی 'ایمان بالغیب' سے ہے، تو گویا عین انتہا میں اس مناسبت سے رجُوعُ 'ایمان بالغیب' کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ عام مومن پر ظاہر ہوا ہو۔ نیز یہ ابتدا کی طرف رجُوع (رجوع الی البدایت) ہے۔ یعنی ابتدا میں تعلقاتِ دنیا کی چاشنی تھی۔ درمیان (وسط) میں یہ تعلقِ چاشنی بھی ٹوٹ گیا اور سوائے اللہ تعالےٰ کے ہر شے فراموش ہوگئی اس کے بعد نہایت کو پہنچ کر مذکورہ تعلق پھر تازہ ہوگیا۔ اس تعلق کا بیان مرتبۂ عالی میں ہے۔ چنانچہ اگر معرفت و توحید سے مراد تصوّف کی معرفت و توحید ہے، جو ولایتِ خاص کی خصوصیّت ہے، تو انبیا علیہ السلام کا دامن اس قسم کی معرفت کی گرد سے پاک ہے، کیونکہ صُوفیا کی معرفت و توحید کی دُنیا خیال و وہم ہے۔ اس عالی شان جماعت کے مرتبۂ ولایت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ یہ وہم و خیال کی تراش ہے کہ مغلوب الحال ناظر، اشیا کو اس حال میں معدُوم سمجھتا ہے۔ ہم اس موجودیت کے عالم میں اسے معدُوم نہیں سمجھتے، لیکن اللہ تعالےٰ کی قدرت سے اس امرِ موجُود کے معدُوم ہو جانے کو محال نہیں سمجھتے۔ چنانچہ کمال کی بدولت انبیاء علیہم السّلام کو "حضُور در حضُور" کا وہ مرتبہ میسّر ہے، کہ ان کے کمالات بھی اللہ تعالےٰ کے کمالات کی طرح لا انتہا ہیں، ان کی ترقّی سے مراد ہر لحظہ اور ہر آن نئے نئے انعامات کا ظہُور ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لحظہ اور ہمیشہ ترقّی درجات حاصل ہے۔ اور یہ ترقّی نہ شہُود کی حضُوری سے ہے اور نہ تنزیہ تک تشبیہ کی بدولت، بلکہ یہ ایسی ترقّی ہے، جو ہر ایک کے بیان سے باہر ہے۔ اس ترقّی کی حقیقت کو اس کا اہل ہی جانتا ہے۔ دوسرا اس سے کیا سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ "ظلم اور جہالت" جو ولایتِ خاصّہ کا حصّہ ہے، اور شے ہے اور اخص اور خاص الخواص کے مرتبے میں

marfat.com

Marfat.com

وہ اور ہے۔ ہر ایک اپنے سے نیچے کی تعریف کرتا ہے اور اپنے سے اوپر کی مذمت۔ یہ باتیں تنگیٔ کاغذ کی وجہ سے محض اشارات ہیں۔ پس اے سالکِ راہ! جن مرتبوں کو میں نے بیان کیا ہے، انہیں جان لے! ذِکر کی تعلیم کا حصول زندگی میں، خواہ روحانی تربیت سے ہو، یا جسمانی تربیت سے، اکثر کیلئے مراتب کی تکمیل کیلئے کامل مرشد کی تعلیم کے ذریعے ضروری ہے۔ بلکہ اس کی موت کے بعد بھی خواہ یہ روحانی تعلیم ہو یا اس کی زندگی میں ہی جسمانی تعلیم اور اللہ سبحانہٗ قادرِ مطلق ہے کہ وہ اس کے برعکس ظاہر کر دے۔ لیکن زیادہ تر یہی طریقہ ہے۔ جس کا ذکر کیا گیا پس سمجھ لینا چاہیے کہ ابتدا میں طلب ہوتی ہے۔ درمیان میں دَرد اور انتہا میں عشق۔ اور اس انتہا کو حقیقی انتہا نہ سمجھا جائے، کیونکہ انتہائے حقیقی سے عشق قاصر ہے۔ وہاں معاملہ عشقِ عالی و فاخر سے پرے ہے۔ چنانچہ جہاں تک عشق کا تعلق ہے وہ مرتبۂ حقیقی بہت بلند ہے۔ نیز اس اصطلاح سے، کہ "طالب فانی ہے اور مطلوب رفیع الشان"، مراد اسکا مرتبۂ حقیقی ہے، جو اس مقام پر حقیقتِ نفس الامری کی حیثیت سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ دیکھنے والے کو اس مقام پر اختیار نہیں رہتا کہ اس کے ثبوت کی نفی میں اختیار رکھتا ہو۔ ہاں اختیار اس وقت تک ہے، جب تک اس کی نسبت کا سبب وہم و خیال ہو، اور یہ مرتبہ بہت بلند ہے، کیونکہ یہی حقیقتِ نماز ہے۔ یہاں وسوسوں کا گزر نہیں ہوتا۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ جس پر مہربانی کرنا چاہے، اُسے نوازتا ہے۔

فائدہ: جو نُور، خیال کی گرفت میں آجائے، وہ مخلُوق ہے، قابلِ نفی ہے، یعنی ہر اس نُور کو جو حساب و تخیّل کے دائرے میں آجائے، اسے مخلُوق سمجھنا چاہیے۔ چنانچہ ہر لطیفہ کا نُور، جو عالمِ خیال میں شکل پذیر ہو کر سُرخ، زرد، سفید یا بنفشی دکھائی دے، وہ اس لطیفہ کے تزکیہ و صفا کی علامت ہے، یہ نہیں کہ سالک

Marfat.com

اس رنگ کی طرف رغبت کرے اور اس کو اپنا معبود بنا لے۔ ہم اس سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اس طریقۂ احسنیہ کے سالک کا ارادہ، خواہ وہ مبتدی ہو، خواہ متوسط، یہ ہوتا ہے کہ اپنے ایمان میں اُس بے کیف حقیقی کی ذات کے سوا کسی کو جگہ نہ دے۔ اور جو کچھ محسوس ہو، اُسے قابلِ نفی سمجھے، خواہ وہ حسِ خیالی محسوس ہو یا حسِ ظاہری، جیسا کہ دیکھنے اور سننے کی حسیں ہیں۔ اور پھر یہاں سے عین مضغۂ دل کی طرف توجّہ کے عالم میں ذاتِ بے کیف میں یقین رکھے اور مضغہ والفاظ کو مرتبۂ بے کیف کے حصُول کا وسیلہ سمجھے، اسی طرح اگر لطائف کا نُور شکل پذیر ہو، تو اسے وسیلہ ترقی سمجھنا چاہیئے، نہ کہ عین مقصود۔ اللہ اس سے وسیلۂ ترقی محفوظ رکھے۔

مکتُوب: ۵۱

آپ نے جو سوال کیا ہے وہ بے ربط عبارت میں لکھا ہے۔ ہم پہلے، سوال کی عبارت کو صاف اور مربُوط کریں گے اور اس کے بعد جواب لکھیں گے۔ انشاءُ اللہ۔ سوال کی ترتیب یہ ہے:۔

سوال۔ لطائفِ خمسہ، لطافت کا درجہ رکھتے ہیں۔ چاہیے کہ کام کی ابتدا میں جسمانی ظُلمات پر غلبہ حاصل کر لیں، مگر صورت یہ ہے کہ مغلُوب و مخفی، جسمانی ظُلمتوں پر غالب آجاتے ہیں، لیکن سلُوک اور مشقّت کے بعد اُن پر غلبہ اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب ہر مرتبۂ لطیفہ، خواہ وہ ارواح سے تعلق رکھتا ہو، خواہ لطائف سے، جب عناصر کی قید میں آجاتا ہے، تو اس پر جسم کا حکم نافذ ہو جاتا ہے اور نُورانی خصوصیت پوشیدہ ہو جاتی ہے اور اس میں حکمتِ خداوندی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالےٰ نے

Marfat.com

سلوک کے مراتب کی تعلیم اپنے چیدہ چیدہ بندوں کو خود دی ہے۔ تاکہ سلوک کی ترتیب جذبۂ غیبی کے ظہور کی بدولت ان مقید لطائف میں سے ہر ایک کو ظلمت کی قید سے نکال کر اصلی خصوصیت تک، جو نورانی ہے اور صفا ہے، پہنچا کر اپنا حصہ وصول کرے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

فائدہ:۔ اسم ذات کی تعلیم سے پہلے، جب سالک کو تمیز نہیں ہوتی اس کا تمام وجود وسوسوں کی گزرگاہ ہوتا ہے، اور عین اس حالت میں وہ خیالات سے محظوظ ہوتا ہے۔ لیکن جب اسے اسم ذات کی تعلیم مل گئی ہو، اور اس نے یہ ارادہ کر لیا ہو کہ اس اسم کے سوا دل میں اور کوئی خیال نہ آنے دے گا اور صورت یہ ہو کہ پہلے ہی دل میں بے شمار وسوسے ہوں اور اس اثنا میں جب اسم ذات کی وحدت خانۂ دل میں داخل ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ دل اسم ذات کا گھر ہے، تو وہ وسوسے جنہوں نے خانۂ دل کو بری طرح اپنی گرفت میں لیا ہوا ہوتا ہے، فوراً حرکت میں آجاتے ہیں۔ اگر جذبہ، وسوسے کی مزاحمت سے فارغ ہو جائے، تو جذبہ غلبہ حاصل کر لیتا ہے، اور اچانک تمام وسوسے دل سے باہر نکل جاتے ہیں۔ اور سالک جذبے کی مدد سے وسوسوں کی مزاحمت سے فارغ ہو جاتا ہے اگر جذبہ غالب نہ آئے، تو سالک کا کام رک جاتا ہے، اور جب وسوسے، صاحبِ دل کو دل میں آنے سے منع کر دیتے ہیں، تو سالک کو اس حالت میں وسوسوں کے لشکر سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ سالک کو چاہیے کہ اسمِ ذات کی وحدت کی قوت سے وسوسوں کے لشکر کی اکثریت سے گھبرا نہ جائے اور اس بات کا تہیہ کر لے، کہ اسمِ ذات جو دل کے گھر کا مالک ہے، دل میں اپنی جگہ بنائے۔ اور وسوسوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اس

Marfat.com

وقت تک کوشش کرتا رہے، جب تک وہ وسوسے دُور نہ ہو جائیں سُلوک کے معنی یہی ہیں۔ اس لیے اس بارے میں غم نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اُن وسوسوں کو دُور کرنے کے لیے بہادروں کی طرح کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

فائدہ :۔ عالمِ مثال میں قلب کا رنگ کسی وقت سالک کو سُرخ نظر آتا ہے۔ غالباً پہلی بار سالک اس طرح کے سُرخ رنگ کو پسند کرے گا۔ اور اگر ذکر غلبہ کرے، تو وہ آواز پیدا کرے گا۔ اور رنگ سُرخ، جو ضروری نہیں، ختم ہو جائے گا۔

فائدہ :۔ اسم ذات اگرچہ چند حروف سے مرکب ہے اور حروف مخلوق ہیں، لیکن ایک مُبتدی کے لیے ذاتِ حقیقی کی یاد ان حروف کی ترکیب کے بغیر مشکل ہے اس لیے بولتے وقت یہ حادث لفظ اپنے سامنے مسمّٰی کو رکھتا ہے اور وہی اس اسم کی طرف رہنمائی کرتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں لَا کی مدّ کو ناف سے پیشانی تک کھینچنا چاہیے اور وہاں سے الٰہ کے کلمے کو دائیں طرف لانا چاہیے اور وہاں سے کلمہ لاالٰہ کی مدّ کو کھینچ کر قلب پر ضرب لگانی چاہیے اور پھر اس میں اضافہ کرتے جانا چاہیے، حتیٰ کہ ایک سانس میں اکیس ضربیں لگ جائیں، لیکن آہستہ آہستہ اور یہ سب حبس دم کی حالت میں ہوں۔ شروع میں یہ تین بار اور مسلسل ہونی چاہییں اور اگر اس سے زیادہ لگ جائیں، تو وہ بھی درست ہیں۔

فائدہ :۔ عالمِ مثال میں یہ جو زرد یا سُرخ یا کوئی اور تصور میں آتا ہے، وہ محض مصفّا ہوتا ہے کیونکہ وہ رنگِ خارجی سے باہر ہے۔ اُسے نُور قرار دینا چاہیے یا خیال۔ اگر وہ قبلۂ نُور کی طرف سے ہے، تو وہ بھی عبادت ہے اور اگر خیال کے زُمرہ میں ہے، تو وہ سابقہ خیالات سے متعلق ہوگا۔ اس وقت خیال کی نفی کی ضرورت

Marfat.com

ہے اور وہ نُور، جو اللہ سبحانہٗ کی ذات ہے مختص ہے، وہ مُنزّہ ہے، وہ بشر کے حیطۂ تصوّر میں کس طرح آسکتا ہے. اگر سالک کو اس نُورِ منزّہ سے کچھ حصّہ حاصل ہے، تو وہ اس کا پَرتو ہے، اور بے تصوّر ہے، پس اسے سمجھیے۔

فائدہ:۔ جو کوئی محو ہو گیا، اُس حالت میں اس کا ہر فعل عُذر کے درجے میں داخل ہے. اس پر کوئی مواخذہ (پکڑ) نہیں، لیکن ابھی یہ محویت و فنا جس میں سالک ناپسندیدہ اُمور کا مرتکب ہو جاتا ہے، مرتبۂ اصلی میں داخل نہیں، اور نقصان دِہ ہے[1]

فائدہ:۔ سُلوک محبت کے شروع میں ہے، اور عشق غلبۂ محبت کا نام ہے۔[2]

فائدہ:۔ جن باتوں سے روکا گیا ہے، اُن سے بچنا چاہیے، کیونکہ ان کی تیرگی دل میں خلل پیدا کرتی ہے۔ اور آیت کریمہ "اللہ کی خفیہ تدبیر پر ایمان لاؤ" اسی معنی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

فائدہ: نیند کو موت کی بہن اس معنی میں کہا گیا ہے کہ بس ظاہری تعلق کٹ جاتا ہے، نہ کہ موت کی طرح باطنی تعلق بھی، بلکہ باطن میں معاملہ اور ہوتا ہے (حاشیہ۔ اگر سوتے میں ایک نماز فوت ہو جائے اور آدمی مر جائے، تو آدمی سے اس نماز کی باز پُرس نہیں ہوگی) سالکوں کا طریقہ گاہے بسط یعنی کشائش ذکر ہے اور گاہے قبض یعنی تفرقہ۔ اس صورت میں غم نہیں کرنا چاہیے اور کام میں مشغول رہنا چاہیے والسلام۔

---

[1] ترتیبِ جمال کی قابلیت رکھنے والا مودّب ہے اور ترتیبِ جلال کی قابلیت رکھنے والا گستاخ ہے۔

[2] اگر وہ ردّ نہ کرے تو جائز ہے، بلکہ ناز ہے۔ اس بات سے باز آ، کہ قصّہ طویل ہے۔

Marfat.com

باسم سبحانہٗ۔ بندے کے لیے پروردگارِ عالم کا ذکر دو طرح سے واجب ہے۔ایک ذکر لباس کے ساتھ ہے اور دوسرا لباس کے بغیر۔لباس کے ساتھ، ذکر مُبتدی اور متوسط کا خاصّہ ہے لیکن جہاں تک ذِکر بے لباس کا تعلق ہے، بے لباس کو اِنجذاب کے غلبہ سے مغلوب ہوکر (جو اسم الدلیل کی ترتیب سے پیدا ہوتا ہے) سالک عین لباس سمجھتا ہے۔ یہ صاحب تشبیہ کا ذِکر ہے۔خواہ وہ مُبتدی ہو یا متوسّط۔ اگر اللہ تعالےٰ کی حفاظت میں اسم 'ہادی' کی تربیت سے لباس کو صاحبِ لباس کے وصول کا ذریعہ پاتا ہے اور لباس کے تعلق کے باوجود اس کا باطن، صاحب لباس سے تنزیہ کی بدولت آگاہی رکھتا ہے اور لباس کو ذریعۂ وصول کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتا تو وہ صاحبِ تنزیہ ہے، اگرچہ دونوں کے معاملے میں وصلِ متلبّس (وصل بحالت لباس) سے چھٹکارا نہیں پایا ہوتا لیکن اوّل وثانی دونوں کے درمیان بہت فرق ہے۔ اوّل کی صاحبِ لباس سے آشنائی اضطراری اور ضمنی ہے، جب کہ دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ اختیاری اور کھُلم کھُلا ہے۔ اسی بات سے حضراتِ نقش بندی کے کمالِ استعداد کا اندازہ لگا لینا چاہیے کہ ابتدا و توسّط میں ہی فراغت سے پہلے معنی والفاظ کے لباس کی عین ضرورت کے وقت لباس سے عاری ہوتے ہیں۔ یہ ہوشیاری کا مرتبہ ہے۔ ان دونوں کے درمیان فرق صاف ظاہر ہے۔ اور صاحب تشبیہ کو اگرچہ یہ شے ضمنی طور پر حاصل ہوتی ہے، لیکن اس طرح کہ گویا اُسے خدائی تدبیر سے امکانِ امن حاصل ہے، کیونکہ یہ اسم الدلیل کی ترتیب کے حساب سے ہے، اور صاحبِ تنزیہ کا مُربّی چونکہ اسم الہادی ہے، اس لیے امن کی ظلمت کو اپنے مربّی کے نُور سے جو اسم ہادی ہے، دُور کر کے وہ خوف کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

فائدہ: البتہ وہ خوف اچھا اور لازم ہے جو آخر کار "لاخوف عَلَیھم" کے درجہ پر پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے 'اذکیا' پر واجب ہے کہ چونکہ آیت کریمہ "اس کے چہرے

Marfat.com

کے سوا ہر شے ہلاک ہو جانے والی ہے" کے مطابق ہر مخلوق کی ہلاکت ایک یقینی امر ہے، اسلئے ہلاک کرنیوالے کے حکم کو عین قدیم شے، جو لم یزال ولم یزل ہے. نہ سمجھے اور اگر کہا جائے کہ ہالک کے حکم کو، جو معدوم کی طرح ہے، نظر انداز کر کے اسے عین کہنا ہے. تو میں کہتا ہوں کہ عینیت کی نسبت، طرفین کے ملاحظہ کے بغیر یقینی نہیں ہوتی. چنانچہ جس وقت طرفِ ثانی نے عدم نسبت کا مرتبہ پایا، تو اس کی عینیت، امرِ موجود کی بدولت منفی ہو گئی۔ چنانچہ وہی واحد حقیقی ہے، جو عینیت میں اس کے سوا کوئی شریک نہیں رکھتا. ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک (خاک کو عالمِ پاک سے کیا نسبت) دو صورتیں ہیں، یا تو وہ غیر حق کو پالیتا ہے یا نہیں پاتا۔ اگر پالیتا ہے، تو ہالک لم یزل کی کی عینیت محض جھوٹ ہے اور اگر نہیں پاتا، تو اس وقت عینیت کی نسبت عقل کے قاعدہ کے خلاف ہے پس سمجھئے. والسلام والاکرام.

سوال۔ حدیثِ قدسی میں مضغہ کا ذکر پہلے کیا گیا ہے اور قلب، جو لطیفہ نور ہے کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب۔ اگر مرتبۂ ادنےٰ سے مرتبۂ اعلےٰ کی طرف جایا جائے، تو پہلے مرتبۂ ادنےٰ کا ذکر ضروری ہے، لیکن اگر اعلےٰ سے ادنےٰ کی طرف بیان کیا جائے، تو اعلےٰ کا ذکر پہلے آئے گا.

سوال جس وقت اصل لطیفہ کی کیفیت معلوم نہ ہو، اور اس لطیفہ کی قابلیات کے معانی کے ظہور سے بہرہ وری ہو، تو اس وقت ناظرِ مضغہ اور انوارِ قلبی کا منظور، جیسا کہ لکھنے میں آیا ہے، کس طرح واقع ہوتا ہے؟

جواب۔ ناظر کے دو مرتبے ہیں، اگر حجاب کی وجہ سے ناظر ہے، تو جب تک درمیان میں حجاب ہے، ایسے ناظر کی بہرہ وری کو منظورِ ظلّی کہا جاتا ہے، اور اگر لباس شاہد کے بغیر، بے واسطہ شہود ہے، تو اس بہرہ وری کو وصلِ اصلی کہتے ہیں۔

Marfat.com

سوال. حضرت پیر دستگیرؒ نے فرمایا ہے نفس، روح اور جسم سے پیدا ہوتا ہے اِس قول کی مفصل تحقیق بیان فرمائیں؟

جواب. اللہ سبحانہٗ نے جسم کو عناصرِ اربعہ سے تخلیق فرمایا ہے اور روح کو اپنی حکمتِ بالغہ سے، زندہ، عالم، بینا اور سمیع بنایا، لیکن جسم کا مرتبہ رُوح سے مُتمیّز رکھا اور ان دونوں کے درمیان ایک برزخ ہے، جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے. اور عنصرِ خاص کا تقاضا ظُلمت و کدُورت ہے جو کُفر و معصیت کا منبع ہے اور روح کے مرتبہ کی مناسبت نُور و صفا سے ہے، جو اطمینان و اطاعت کا سبب ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک پیدائش کے مرتبے میں ایک خاص خصوصیت رکھتا ہے اور ان دونوں کی تخلیق کی غرض ترکیبِ وجود کے بعد اختیاری ہے اور یہ نُور و ظُلمت کے مجموعۂ اتحاد پر بنی ہے. لہٰذا قدرتِ کاملہ نے جسم میں سے عناصر کی تیرگی کو بلندی بختی، اور رُوح میں سے لطائفِ نُورانی کو نزول بختی، اور برزخیت کے مرتبہ میں ان دونوں کو جمع کر کے ایک ہیئتِ متحدہ پیدا کی، اور اس کو ایمان و طاعت، اور کُفر و معاصی کا مجمُوعہ بنا دیا، اور اسے مجبُوری کی حسیں صُورت سے نکال کر اختیار کی صفت سے مَوصُوف کیا اور اس کا نام نفس رکھا. یہی وجہ ہے کہ جیسا کہ آیت کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے نفس نے امانت کو اُٹھانا قبول کر لیا اور دوسروں کی طرح انکار نہ کیا اور اللہ تعالےٰ کے جمال و جلال کے کمالات کا مظہر بن گیا اور اللہ کے فضل کی طرح، جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ چونکہ اس تحقیق کے لیے تفصیل کی ضرُورت تھی، اس لیے اتنے ضرُوری بیان پر ہی اکتفا کیا گیا ہے. انشاء اللہ کسی اور جگہ زیادہ باریک فہم کے لیے پھر بیان کیا جائے گا۔

والسلام۔

marfat.com

Marfat.com

مکتوب: ۵۲

ایک عزیز کے نام.

باسم سبحانہٗ. جان لیجیے کہ حدیثِ قدسی میں جن پانچ لطائف کا ذکر آیا ہے، ان میں سے ہر لطیفہ، صفا کے بعد ایک ولایت سے بہرہ ور ہے اور یہ ولایات پانچ ہیں، یعنی ولایت عامہ[۱]، ولایتِ خاصہ[۲]، ولایت اخص[۳]، ولایت خاص الخواص[۴] اور ولایتِ اخص الخواص[۵]۔ لطیفۂ قلبی اپنی ابتدا اور وسط میں ولایت عامہ سے بہرہ یاب ہے اور جو ولایت اولیاء کا سایہ ہے، اسے ولایتِ خاصہ کہا جاتا ہے اور پھر لطیفۂ قلبی کے آخر اور لطیفۂ روحی کی ابتدا اور وسط میں ولایت خاصہ کا حصہ ہے، اسے ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں۔ اور پھر لطیفۂ روحی کے آخر اور لطیفۂ سری کی ابتدا اور وسط میں ملاءِ علےٰ کے کمالات سے جو بہرہ حاصل ہے، اُسے ولایتِ اخص کہتے ہیں اور بعض اکابر کے نزدیک اس کا نام ولایتِ عُلیا ہے۔ اور لطیفۂ سری کے آخر اور لطیفۂ خفی کی ابتدا اور وسط میں ولایتِ انبیا کے کمالات کا حصہ ہے۔ اسے بعض محقق، ولایت کبریٰ کا نام دیتے ہیں اور لطیفۂ خفی کے آخر اور لطیفۂ اخفیٰ کی ابتدا اور وسط میں نبوتِ انبیا کے کمالات کا حصہ ہے، اولیا اللہ کی استعداد کے مطابق اور لطیفۂ اخفیٰ کے آخر میں خاص نفسِ ولایت و نبوت انبیا کا حصول ہے اور اس پر صاحبانِ نبوت اپنے اپنے مراتب کے مطابق جاگزیں ہیں.

مکتوب: ۵۳

ایک عزیز کے نام۔

چوں کہ بے رنگی اسیر رنگ شد　　موسیٰؑ با موسیٰؑ در جنگ شد
چوں بہ بے رنگی رسی کا نداشتی　　موسیٰ و فرعون دارند آشتی

ترجمہ۔ جس وقت بے رنگی رنگ میں قید ہو گئی، تو موسیٰؑ اور موسیٰؑ کے درمیان جنگ

Marfat.com

چھڑ گئی. لیکن جس وقت بے رنگی ملی، تو صورت یہ ہوئی، کہ موسےٰ اور فرعون کے درمیان بھی صُلح ہو گئی۔

بیرنگی سے مراد مرتبۂ اطلاق ہے کہ اس میں تعیّن کی گنجائش نہیں، اور رنگ سے مراد مظاہر کی تعداد اور تعیّنات کی کثرت ہے اور اسیر[1] ہونے سے مراد آفتابِ وحدت کے نُور کا بے شمار آبگینوں میں منعکس ہونا ہے اور موسیٰ کے موسیٰ سے جنگ کرنے سے مراد ایک پیغمبر کی شریعت کا دوسرے پیغمبر کے ہاتھوں منسُوخ ہونا ہے، اور بے رنگی کے پا لینے سے مراد آخر کار ہدایت کی طرف رجُوع کرنا ہے اور موسیٰ و فرعون کی صُلح سے مراد متقابل صورتوں کا اضمحلال، شخصی تعیّن اور تکلیف کو ختم کرنا، اور مختلف رنگوں کے آبگینوں کو جو کثرت اعداد کا باعث ہیں۔ ختم کر دینا ہے (شرح میر محمّد رضا عفی عنہٗ)،

فقیر (شیخ عبدالنبیؒ) یہ کہتا ہے کہ جو کچھ مخدومی میر رضاؒ نے مذکورہ بالا اشعار کی شرح میں فرمایا ہے۔ بہت پاکیزہ اور عمُدہ ہے۔ لیکن یہ مطلب ایک فانی انسان کے لیے زیادہ مناسب معلُوم ہوتا ہے، کیونکہ صاحبِ فنا کا کمزور ہونا ظاہر ہے اور وہ مراتب کی قید میں ہوتا ہے، حتیٰ کہ اگر کسی فانی شخص میں علمِ فنا، کمال حاصل کر لیتا ہے، تو بھی اُسکے حق میں فنا ثابت نہیں ہوتی۔ لہذا بیرنگی تک پہنچنے کو میر مرحوم نے ابیات کی شرح میں عارف کی نظر سے تعیّنات کے اضمحلال میں مقیّد کیا ہے۔ عارف اور غیر عارف کے تعیّن میں کوئی فرق نہیں۔ اس معنی پر چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ اسیرِ بے رنگی

---

[1] اسیر رنگ کہنا عالم ارواح کی طرف اشارہ کرتا ہے نہ کہ حق کی طرف حق تعالےٰ کو کون اسیر کر سکتا ہے اور روح نہ سُرخ و سفید نہ سیاہ و زرد۔ بلکہ مجہُول الکیف ہے، جب کہ حق تعالےٰ بے کیف ہے۔

Marfat.com

ہونے سے آفتاب کے نُور سے بے شمار آبگینوں کا انعکاس مراد لیا ہے۔ اس مقام پر دو شُبہے وارد ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو کچھ آبگینہ میں منعکس ہے، اس کی حقیقت بیان کی گئی ہے، لیکن آبگینہ کی حقیقت کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا کہ آیا وہ مستقل بنفسہٖ ہے یا آفتاب کے نُور کا پرتَو، دوسرا یہ کہ بے رنگی تک پہنچنے کو ہر لحاظ سے سالک کا اضمحلال کہا گیا ہے، حالانکہ وہاں ان دونوں کے نام ونشان کا تصوّر بھی نہیں، کیونکہ اس مقام پر صُلح کا ثبوت اضمحلال کے منافی ہے، اس لیے آشتی وصُلح، جو ان کی صفت ہے، ان کی ذات کے ثابت رکھنے کے بغیر متحقّق نہیں۔

دُوسرا سوال یہ ہے کہ موسیٰؑ کی موسیٰؑ سے جنگ سے مراد، ایک شریعت کی تنسیخ دوسری شریعت کے ذریعے ہے۔ اور چونکہ جنگ مخالفت کے تقاضے کی وجہ سے ہے، اور کسی نبی کو دوسرے نبی سے ناسخ ومنسوخ کی بنا پر مخالفت نہیں ہے، اور مخالفت کی تو بات ہی الگ رہی، منسُوخ خود کسی وقت ناسخ کا محبُوب رہا ہوتا ہے۔ اس لیے جنگ کی تحقیق میں کوئی کسر باقی ہے۔ چنانچہ ان مذکورہ اشعار کے معانی کی تحقیق ان کی شان کے مطابق حضرات کامل نے یوں کی ہے کہ اللہ تعالےٰ ازلی وباقی ہے اور جمال وجلال کی صفات سے موصوف ہے۔ ان دونوں صفات میں سے ہر صفت، اپنے ظہُور کا تقاضا اور اپنی خصوصیتِ خاص کی وجہ سے دوسری صفت کے ظہُورِ خاص کا تقاضا کرتی ہے اور ہرگز اس کے ظہُورِ ازلی کی مخالف نہیں، چنانچہ "لا ھُو" اور "لا غیرہٗ" اسی مطلب کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اور اسی طرح ہر ظاہر کا ظہُور اپنی ظاہری موافقت کی وجہ سے کسی خاص وقت میں کسی دوسرے ظاہر کے ظہُور کا مُنکِر یا مخالف نہیں، اور چونکہ نے الواقع اس کے معانی اللہ تعالےٰ کے علمِ حقیقی میں ہیں، اس لیے باقیِ کامل نے جب اس حقیقتِ بے رنگی کو پالیا، اور رنگوں کو بے رنگی کے مخالف نہ پایا اور عین حالتِ شعور میں اس

Marfat.com

اس نے اس کے مظہر و بقا کو علمِ حقیقی کے مطابق تلاش کیا، تو مظہریتِ کاملہ کے ایک مظہر کے ساتھ سوائے صُلح و آشتی کے کسی اور حالت میں نہیں پایا۔ لیکن جب باقیِ ہوا نے، جس نے فنا کا راستہ نہیں پایا، اور جو بے رنگی کی حقیقت سے بہرہ ور نہیں ہوا، اور جس نے بے رنگی کو مختلف رنگوں میں مخفی رکھا، بصیرت کی صفت کی بدولت اس بات کو سمجھ لیا، تو یہ پوشیدگی وہ مرتبہ نہیں رکھتی۔ وہ گویا اسیری کے ارادے کو اطلاق دے بے رنگی کا مرتبہ دیتا ہے، اور یہ اُن اہلِ ہوا کی مذمت اور تذلیل میں پہلے مصرع میں کہا گیا ہے یعنی کہ جب بے رنگی اسیرِ رنگ ہو گئی۔ اور یہ نہیں کہا گیا کہ حقیقت، نفس الامری کی نسبت سے بے رنگی کے مرتبے میں اسیرِ رنگ ہو گئی۔

اللہ تعالےٰ بزرگ ہے وہ مرتبہ عشق ہے اور یہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اللہ ہی ہے اور اس کے ساتھ کسی شے کا وجود نہیں اور شروع سے اب تک اس کی یہی حالت ہے بھلا مقید کو اتنی قدرت کہاں کہ مطلق اُس میں قید ہو جائے۔ مطلق مقید کو گھیرنے والا۔ اور اسیری گھیرنے کے بغیر ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ مذکورہ اشعار کے معانی شخصِ باقی کی شان کے مطابق ہیں، یعنی چونکہ محجوب کی نظر میں مطلقِ حقیقی کا علم عدم مظہریت کی وجہ سے بے رنگی کے مرتبے میں مختلف رنگوں میں پوشیدہ ہے، اس لیے وہ حضرت موسیٰؑ کو دوسرے حضرت موسیٰؑ سے شریعتوں کی صورتوں میں اختلاف کی وجہ سے حالت جنگ میں پاتا ہے، کیونکہ حقیقت کے اِدراک سے پہلے مختلف رنگوں کی صورت، جنگ سے مشابہت رکھتی ہے، لیکن حقیقت کے اِدراک کے بعد مرتبۂ فنا سے مرتبۂ بقا پر ترقی پا جانے کے بعد جب اسے حقیقت کا علم ہوتا ہے، تو اُسے پتہ چلتا ہے کہ صفات و شیون کا ہر مرتبہ اپنے ظہورِ خاص کا مقتضی ہے اور چونکہ صفات کی آپس میں "لاھُو" و "لاغیرہٗ" کی نسبت تصدیق شدہ ہے، اس لیے وہ ایک خصوصیتِ خاص کا ظہور دوسری کے لیے محبوب ہے اور مختلف انواع کے

marfat.com

Marfat.com

ظہورات کے باوجود کوئی ظہور اپنے متبوع کے مخالف نہیں، اور بے رنگی کے مرتبہ کے تقاضے کے مطابق ان میں سے کسی ایک میں بھی آشتی کے سوا اور کچھ نہیں. اور آشتی کیسے نہیں ہوگی، جب کہ تمام واحد حقیقی کی ذات کے ظہورات ہیں اور شرکت کی ان میں گنجائش نہیں، اور چونکہ جنگ شرکت کا تقاضا ہے، اس لیے اللہ تعالےٰ کی لاشریکی نے مظاہر کی ذات میں آشتی کے سوا اور کچھ پیدا نہیں فرمایا۔ ع. بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است (ترجمہ:۔ اپنی بات اسی پر ختم کرتا ہوں کیونکہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے)

فائدہ:۔ معلوم ہونا چاہیے کہ تجلی کے چار درجے ہیں، آثاری (۱)، فعلی (۲)، صفاتی (۳) اور ذاتی (۴)۔ تجلیِ آثاری میں سالک کا فعل، حق کے فعل کے آثار کے غلبہ کی وجہ سے مضمحل ہو جاتا ہے اور اپنے فعل کے آثار کو حق کے فعل کے آثار سمجھتا ہے۔ اس طرح تجلیِ فعلی میں اپنے افعال کو مغلوب پاکر عین افعالِ حق سمجھتا ہے، یہی حالت تجلیِ صفاتی کی ہے کہ وہ اپنی صفات کو حق کی صفات سمجھنے لگ جاتا ہے اور جب وہ تجلیِ ذاتی سے بہرہ ور ہوتا ہے، تو حق کے آئینے میں اپنی صورت کو دیکھتا ہے اور تجلیات کی یہ تفصیل اس مرتبہ کے متوسطین کی حیثیت سے ہے اور انتہا کو پہنچے ہوؤں کی تفصیل دوسری طرح ہے اور وہ ان لوگوں پر مخفی نہیں۔

فائدہ:۔ ہر تجلی، اللہ سبحانہ کی صفاتِ ذاتی کے کمالات میں سے ایک کمال ہے، لیکن اگر تجلی بسط و صفا کے وجود کے لیے ہے، تو وہ تجلی، نافع۔ فائض اور معطی کے اسما کے کمالات میں سے ایک کمال ہے اور اگر تجلی وجودِ قبض کے لیے ہے، تو اس تجلی کو قابض و مانع کے نام کے کمالات میں سے ایک کمال سمجھنا چاہیے۔ پہلے ظہور کے بعد عجز، حمد اور ثنا ضروری ہے۔ دوسرے ظہور کے بعد استغفار و تضرع کرنا چاہیے دلوں کا قبض، نقوش کے بسط میں ہے، اور دلوں کا بسط نقوش کے قبض میں

Marfat.com

ہے، اس لیے اگر عین قبض میں استغفار و تضرع ہو جائے تو پھر بسط و صفا کی منزل شروع ہو جاتی ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے، اسے دیتا ہے۔

فائدہ: - وجُود کا اطلاق دو درجے رکھتا ہے، واجب الوجود اور ممکن الوجود۔ واجب الوجود وہ ہے جو اپنی ذات سے قائم ہو اور کسی اور کا محتاج نہ ہو، ممکن الوجود وہ ہے جس کا وجود و عدم اپنی ذات سے نہ ہو۔ بلکہ دوسرے کی وجہ سے ہو۔ اور یہ شریعت کے مقررہ عقاید ہیں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ واجب تعالیٰ پر وجُود کا اطلاق اپنی ذات میں ازل سے ابد تک ثابت ہے اس لیے واجب تعالیٰ کا وجُود حقیقی ہے اضافی و اعتباری نہیں، جو کسی دوسرے کے اعتبار سے ہو اور ممکن پر وجود کا اطلاق اس معنی میں ہے کہ اس کا ثبوت عدم کی طرف لے جاتا ہے اور اس سے کئی معنی پھوٹتے ہیں۔ یہ وجودِ حقیقی کے فیضِ وجُودی کی بدولت وجود میں آتا ہے اور وجُودِ حقیقی کی نسبت سے اس کے وجُود کو فیضِ وجُودی کہتے ہیں۔ چنانچہ وجودِ ممکن حقیقی نہیں یعنی اس کا وجُود اپنی ذات سے نہیں، اس لیے یہ اعتباری اور اضافی ہے۔ الغرض صوفیہ کی اصطلاح میں حقیقتِ وجُود کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے، جو اپنی ذات کی بدولت قائم ہے، اور وجُودِ اضافی و اعتباری کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس نے دوسرے کے فیضِ اعتبار سے وجُود پایا ہو۔ پس اسے سمجھئے اور پیچھے نہ رہ جایئے۔ اگر شک باقی رہ جائے، جایئے، انشاء اللہ دُور ہو جائے گا۔

فائدہ: - جو سالک غیر حقیقی مقاصد کو دُور کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس میں نفی کی تاثیر کی علامت، فساد اور حسد اور اسی قسم کی، دوسری بُری صفات کو دفع کر دیتی ہے۔ اگر سالک کی ذات سے یہ بُری صفات مضمحل ہو جائیں، تو عوام کی دشمنی اور حسد سے سالک کی ذات کو نقصان نہیں ہوتا۔ کیونکہ عوام سالک کے کھانے پینے اور سونے کو اپنے کھانے، پینے اور سونے پر قیاس کر کے مخالفت پیدا کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ کہتے

Marfat.com

ہیں: "یہ کیسا رسُول ہے، جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے"۔ چاہیے کہ تمام بُری صفات کو مختصراً نفی کی زد میں لے آیا جائے اور اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں، کیونکہ مراقبہ میں "اِنّیٓ اَنَا اللّٰہُ" (بے شک میں اللہ ہوں) "تمہارا ربّ ہوں" کی صُورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالےٰ کے کلام کے ظہُور کا لطائف کی صورت میں ظاہر ہونا مان لیجیے۔ اور اپنے آپ کو حق سبحانہٗ کے کلام کے مظہر کے سوا اور کچھ نہ جانئے۔ ان کلماتِ مقدمہ کا ظہور، پہلے پہل اخفیٰ پر، پھر اخفیٰ سے خفی پر اور پھر خفی سے رُوح کے سرُور میں ہوتا ہے اور اس کے بعد قلب پر، پس لطیفہ کو پانے والا، اپنی استطاعت کے مطابق پاتا ہے، کوئی تو مرتبہ اخفیٰ میں پاتا ہے اور کوئی اپنی استطاعت کے مطابق نچلے درجوں میں پاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی توفیق شاملِ حال ہو۔ وہ اللہ پاک ہے۔ وجُودِ اعتباری کے معنی کی حقیقت یہ ہے کہ وجود اَور شے ہے، اور موجُود اور شے۔ اور دونوں چیزیں حقیقی ہیں۔ وجودِ اعتباری کا مطلب کسی شے کے موجود ہونے پر غیر کے وجُود کا اضافہ ہے۔ اس لیے وجودِ اعتباری جس کا موجودِ اضافی پر اطلاق کیا جاتا ہے، لفظ "ہونے" کے اطلاق سے ہے اور لفظ "ہونے" سے عبارت ہے۔ یہ مصدری معانی ہیں۔ اور جب یہ ظاہر ہے کہ وجُود اور موجُود کے درمیان 'ہونا' کا لفظ اعتباری ہے، حقیقی نہیں، تو حقیقت بالآخر وجودِ اعتباری کے موجود ہونے کی عبارت سے اس طرح معتبر ہوتی ہے کہ اس کے اعتبار کے بغیر یہ ایک ایسا نام ہے، جو بے معنی ہے اور ایک ایسا لفظ ہے، جو اپنے وجُود کے ثبوت کے لیے کوئی شے نہیں۔ پس ایسی شے جو اپنے ثبوت کی محتاج ہو، محض اس لحاظ سے کہ اس کا نام بھی اپنے اعتبار سے قائم ہے نہ کہ اس حقیقت زائدہ سے، جس میں حقیقت کی کوئی بُو ہو، ہر لحاظ سے ناقابلِ اعتماد ہے۔ چونکہ حقیقت کے علاوہ تمام چیزیں ممکنات میں سے ہیں، اس لیے ظنیّت کے مرتبہ کے حساب سے احتیاج میں غرق ہیں، اور اصل کی مدد کے بغیر اپنی کوئی حقیقت

Marfat.com

نہیں رکھتیں اِس لیے مجبوراً ان کی اس ذاتی ضرورت کو فنا و عدم سے تعبیر کر کے انہیں معدوم و فانی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جس کا اپنا کچھ نہ ہو، وہ فی الحقیقت معدوم و فانی ہے "وہی اوّل ہے وہی آخر، وہی ظاہر ہے وہی باطن اور اسے ہر شے کا علم ہے"۔ اِس آیت کریمہ کی تشریح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں یوں وارد ہوئی ہے: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ہمارے اللہ تو سب سے اوّل ہے، اور تجھ سے پہلے کوئی شے نہ تھی تو سب سے آخر ہے اور تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ تو ظاہر ہے اور تجھ سے اوپر کوئی شے نہیں، اور تو باطن ہے اور تجھ سے پرے کوئی شے نہیں"۔

فائدہ:۔ اللہ پاک ہے۔ میں نے دونوں جہانوں کے خیالات کو اپنے دل سے اس طرح دھو دیا ہے ع کہ شُد بر تختۂ زرّیں زیک نقطہ دو خط پیدا (کہ سنہری تختے پر ایک نقطے سے دو خط پیدا ہو گئے)

فائدہ:۔ اہلِ تصوّف کی اصطلاح میں توحید خالص کو تمثیل کے انداز میں نقطہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، نیز ان کی اصطلاح میں کیا مرتبۂ وجوب اور کیا مرتبۂ امکان سوائے توحیدِ خالص کے اور کوئی شے نہیں۔ چنانچہ جب تمثیل کے انداز میں نقطہ کا بیان کرتے ہیں اور نقطہ کی سیر سے مراد خط کا وجود ہے، تو توحیدِ خالص کے ظہور کو، کیا مرتبۂ وجوب اور کیا مرتبۂ امکان، سیر سے تعبیر کرتے ہیں اور مرتبہ وجوب کو خطِ اوّل سے اور مرتبہ امکان کو خطِ ثانی سے بیان کرتے ہیں۔ جب یہ بات طے ہو گئی۔ تو پھر سالک نے تخیّل کے مرتبوں کو، جس وقت اعداد و شمار سے خالی ہو کر دیکھا۔ تو وہ اپنے دیدۂ بصیرت کے سوا مضمحل ہو گیا، اور پھر کیا مرتبۂ وجوب اور کیا مرتبۂ امکان، اس وقت اس کی آنکھوں میں سوائے توحیدِ خالص کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ جان جاتا ہے کہ وہ خود ہی ہے، جس نے اپنے آپ کو ان مراتب پر جلوہ گر دیکھا ہے۔ اور اس سے پہلے

Marfat.com

لاُ سے مرتبۂ وجُوب وحدُوث سے مرتبۂ امکان میں وہ کثرت کا نظارہ کرتا تھا اور حقیقت سے غافل تھا۔ اِس زمانے میں وہ حقیقت سے باخبر ہوا۔ اور آدمی کثرت کے مراتب پوشیدہ کی سَیر کرتا اور اسرار غیب کے ظہُور کا مشاہدہ کرتا ہے۔

فائدہ : یہ ان لوگوں کی تحقیق ہے جو ذات کے مرتبے سے ، اضافی چیزوں کو گرا دیتے ہَیں خواہ یہ اضافت اجمالی ہو کیونکہ وہ اُسکو وحدت کا نام دیتے ہیں اور یقینِ اوّل کہتے ہیں اور خواہ اضافت تفصیلی ہو کہ اس کو یقینِ ثانی اور واحدیت کہتے ہیں اور ان مراتب کے ظہُور کو علم کے مرتبے میں جانتے ہَیں۔ حضراتِ انبیا کے کمالاتِ ولایت کے محققین، ان کی جامع الصفات ذات کو وحدتِ حقیقی میں شمار کرتے ہَیں اور دونوں مراتب کو اعداد وشمار کے بغیر اور تقدیم وتاخیر کو صرفِ نظر کرکے وحدت میں صرف خارجی مظاہر سمجھتے ہَیں یعنی علم اللدنی کی تعلیم کی بدولت۔ صفاتِ ذاتیہ کے کمالات کو، جو صفات کے تقاضے ہیں اور غیب والغیب کے مرتبہ میں ہَیں، علم ظہور کے مرتبہ میں جانتے ہیں اور اُس ظہُور کو ارادت وقدرت کے مرتبۂ علم میں معلُوم ومراد اور مقدُورِ ازلی کا نام دیتے ہَیں اور اس ظہُور کو ظہُورِ ازلی وابدی بھی کہتے ہیں جیسا کہ کہا گیا کہ میں" ایک پوشیدہ خزانہ تھا" اور جب صفات کے تقاضوں کو علُومِ ظہُور کے مرتبہ میں ظہُور کے باوجُود موجودیتِ خارجی کے مرتبہ میں محبُوب ومقرر فرمایا، تو جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے کہا "پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، چنانچہ میں نے خلقت کو پیدا کیا تاکہ وہ پہچانے" ان تمام معلُومات اور ازلی مرادات کو ممکن الوجود کے خارجی مرتبہ میں ظاہر کیا اور اس کا نام عالم امر اور عالم خلق رکھا۔ جب ذات وصفات مع اپنے غیب اور غیب الغیب کے تقاضوں کے اپنی حقیقی جمعیت کے ساتھ ازلی ہے اور مرتبۂ وجُوب اس کے ضمن میں ہے، تو اس مقام پر سیر کے اطلاق کو، جو تفصیل واجمال کا مقتضی ہے، جائز نہیں رکھتے۔ چنانچہ صفات کی مقتضیات کی جامعیت کو جو غیب الغیب

Marfat.com

محض ہے، ایک نقطہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کے ظہور کو جو عالمِ امر اور عالمِ خلق کے مراتب پر واضح ہوا، دو خطوط میں بیان کرتے ہیں چنانچہ جب سالک ظلیت کے مرتبہ سے عروج کی طرف جاتا ہے اور معلومات کے ظہور سے وہ جس مرتبہ میں تشبیہاً مبتلا ہوا تھا، اس سے ترقی کر جاتا ہے، اور نقطہ معلومات کو معدوم الکیفیت تک پہنچ کر علم اصلی کے ذریعے حاصل کر لیتا ہے تو دونوں جہانوں کے مراتب مفصلہ کو جو دو خطوں کی طرح ہیں، ظہورِ معلومات اور غیب الغیب کی ازلی مرادات میں پا لیتا ہے۔ یہ شعر یہاں تک کی خبر دیتا ہے، اور اس سے پہلے خاموش ہے۔ کیونکہ اس شعر کے مالک کا مقام متوسط معلوم ہوتا ہے اور جب غیب کے فضلِ اخص ہے مرتبۂ معلومات سے، جو علمِ حضوری کا مقدمہ ہے، ترقی پاکر علم کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، تو اس مقام پر حضورِ علمی متحقق ہے اور علم کا مرتبہ معلوم کے مرتبے سے اوپر ہے، اس لیے ضروری ہے کہ مرتبۂ علم میں علمِ حضوری ہو اور محض علم اور معلوم کچھ بھی نہیں اور چونکہ علم، عالم سے زیادہ نہیں اس لیے جامع کمالاتِ ذات اس مقام پر خود حاضر ہے یہ حضور در حضور کا وہ مقام ہے، جس کی خبر حضرت پیر دستگیر حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مصنفات" میں دی ہے۔

"اے اللہ اگر ہم نے کوئی بھول کی ہو یا غلطی کی ہو تو اس پر گرفت نہ فرما" میں نے اپنی ناقص عقل کے مطابق کچھ باتیں کہی ہیں، انہیں سمجھئے۔

فائدہ: ۔ اللہ کے پاک نام سے۔ ذات وصفات سے جس شئے کا تصور پیدا ہوتا ہے، وہ لطیفۂ خیال کے صفا سے مغلوب ہوتا ہے۔ اگر تصور کردہ شئے شرع شریف کے سانچے کے مطابق نہیں، تو یہ خیال، لطیفۂ نفس کا پیش کار ہے اور اگر شرعِ شریف کے مطابق ہے، تو خیال لطیفۂ قلبی سے مستفیض ہے۔ پہلے خیال کا نتیجہ کفر، بدعت

Marfat.com

اور اسلام سے محرومی ہے اور اسی طرح دوسرے مسائل کا قیاس کر لیں۔

فائدہ:۔ رُباعی۔

ہر جا کہ وجُود کردہ سَیر است اے دل! دانی بیقیں کہ محض خَیر است، اے دل!
چُوں شر نہ عدم بود، عدم غیرِ وجُود پس شر ہمہ مقتضائے غیر است، اے دل!

(ترجمہ:۔ اے دل! جس جگہ بھی وجُود نے سَیر کی ہے یقین رکھ کر، وہ محض خیر ہی ہے۔ چونکہ شر عدم اور عدم غیرِ وجُود سے ہے، اس لیے شر غیر کا مُقتضیٰ ہے۔)

ان اشعار کے معانی کا خلاصہ یہ ہے کہ موجُودات میں سے جو موجُود شے اللہ کی مرضی سے موافقت رکھتی ہے اور اس کی موافقت امرِ وجُودی سے ہے، اس کا وجود سراسر خیر ہے، اور جو موجود شے اللہ کی مرضی سے موافقت نہیں رکھتی اور چونکہ عدم موافقت، امرِ عدمی ہے، اس لیے عدم موافقت کی وجہ سے وہ سراسر شر ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خیر امرِ وجود کا لازمی تقاضا اور شر امرِ عدمی کا مقتضا ہے، اور خیر و شر کا پیدا کرنے والا اللہ سبحانہ ہی ہے ؎

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقے دفتریست، معرفتِ کردگار

(ترجمہ صاحبِ ہوش کی نگاہ میں سبز درختوں کا ایک ایک پتہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کا دفتر ہے)

ہر پتے سے معرفت کی خبر دو طرح سے ملتی ہے، یا تو استدلال سے، یا کشف سے۔ چنانچہ جو شخص ان میں سے کسی طرح معرفت کی خبر نہیں رکھتا، وہ غفلت میں پڑا ہے۔ اور یہ جو انسان اور جن کو خاص عبادت کے لیے مخصوص کیا گیا ہے، وہ عبادتِ اختیاری ہے ورنہ یوں تو ہر مخلوق کو عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، لیکن وہ عبادتِ اضطراری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عبادت اور اس کے وصف کی تشریح نہیں کی گئی۔

فائدہ:۔ جو مرید اپنے باطن میں اکثر اوقات راسخ العقیدہ ہونا چاہے، اس کے

Marfat.com

لیے ضرورت کے وقت ظاہری خدمت بھی ضروری ہے اور اگر بلا ضرورت میسر نہ ہو سکے، تو اس سے عقیدے میں نقصان اور کمی پیدا نہیں ہوتی۔ والسلام۔

فائدہ:۔ ایک عزیز نے کہا کہ مخلوق بات میں نہیں سماتی اور بات میں اس کی قیمت نہیں پڑتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مخلوق کی بات میں قیمت نہیں پڑتی۔ اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ مخلوق کی خرید کے لیے زر کی ضرورت ہے اور یہاں بے زر سخن کی کیا قدر و قیمت، دوسرا یہ کہ سخن کا مرتبہ بلند ہے اور وہ مخلوق، جو غیر حق سے مراد ہے، مرتبۂ ادنیٰ رکھتی ہے اور اعلیٰ شے کو ادنیٰ شے پر خرچ کرنا نادانوں کا کام ہے۔ رہی یہ تحقیق کہ مخلوق (مکوّن) سخن میں نہیں سما سکتی، تو اس میں شک و شبہ ہے، کہ آیا عزیز مذکور اپنے کلام میں مذکورہ مخلوق کی عدم گنجائش کا ذکر کرتا ہے یا غیر مذکور مخلوق کی عدم گنجائش کا ذکر کرتا ہے۔ پہلی حالت میں ظاہر ہے کہ کلام میں گنجائش ہے۔ دوسری حالت میں جو غیر مذکور ہے، ذکر کے بغیر اس کی نفی کرنا درست نہیں ہے۔ یہ ذکر خواہ زبانی ہو یا نیت میں ہو۔ اگر یہ زبان سے ہوا، تو اس سے مراد اصل حقیقت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جس وقت میں لفظِ مخلوق کو اپنے مفہوم تک پہنچا دیتا ہوں، تو وہی عین حقیقت ہے، اور سوال کرنے والے کا غالباً مطلب بھی یہی ہے، کیونکہ کسی لفظ کا بیان اس کے معانی کی اطلاع دیتا ہے، یعنی اس لفظ کے ذکر سے حقیقت تک پہنچا جاتا ہے۔ اگر یہ صورت ہے تو پھر درست جواب حاصل نہ ہوا، بخبر اس کے کہ یہ کہوں کہ عزیز کی مراد حضورِ حقیقی کی طرف نسبت کی ترغیب دینا ہے، کیونکہ وہ وصلِ عریاں اور وصلِ نومیدی ہے، تاکہ وصل سے مرتبۂ عالی کی طرف ترقی کا میلان پیدا ہو، اور لباسِ عمر کی قید سے رہائی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دے اور تمہیں منزلِ حقیقی تک پہنچائے۔

فائدہ:۔ موجود کی دو قسمیں ہیں۔ ایک واجب الوجود دوسری ممکن الوجود، ممکن الوجود

Marfat.com

مزید دو حصوں میں قابلِ تقسیم ہے۔ اوّل یہ کہ جوہر ہو۔ اور اس کی پانچ اقسام ہیں۔ جسم[۱] ہیولیٰ[۲]، صورت[۳]، عقل[۴] اور نفس[۵]، دوسرا حصہ عَرض ہے، اور اس کی نو[۹] قسمیں ہیں کم[۱]، کیف[۲]، اَین[۳]، متیٰ[۴]، فعل[۵]، انفعال[۶]، ملک[۷]، اضافت[۸] اور وضع[۹]۔ اور واجب اس سے پاک ہے۔

فائدہ: صانع کے وجود کو ثابت کرنے کا انحصار دو طریقوں پر ہے، ایک عقل سے، دوسرا ریاضت سے، اور عقل سے ثابت کرنے کے دو طریقے ہیں، وہ جو دلائلِ عقلی سے اور انبیا علیہم السلام کی سنت و سیرت سے شہادت لاکر ثابت کرتے ہیں۔ انہیں متکلمین کہتے ہیں، اور وہ جو صرف دلائل عقلی سے انبیا کی پیروی کے بغیر ثابت کرتے ہیں۔ انہیں حُکَماء اور مشّائین کہتے ہیں، اور وہ جو ریاضت اور انبیا کی پیروی کے ساتھ ثابت کرتے ہیں، انہیں صوفیاء کہتے ہیں اور وہ جو صرف ریاضت سے انبیا کی پیروی کے بغیر پیدا کرنے والے کو ثابت کرتے ہیں، انہیں اشراقیں کہتے ہیں (حاشیۂ مُلّا کا ترجمہ مواقف کی شرح پر ہے)

فائدہ:۔ گمان چار قسم کا ہوتا ہے، پہلی قسم مامُور بہ، اور یہ نیک گمان ہے اللہ تعالےٰ اور مومنوں کی نسبت، اور حدیث میں آیا ہے کہ نیک گمان ایمان کا حصہ ہے۔ دوسری قسم حرام گمان کی ہے اور یہ خدا اور مومنوں کی طرف بدگمانی ہے تیسری قسم "مندوب الیہ" کی ہے اور یہ اُمورِ اجتہادیہ میں گمانِ غالب سے کام لینا ہے۔ چوتھی قسم مباح کی ہے اور یہ وہ گمان ہے، جو دنیا اور تلاشِ معاش کی مختلف صورتوں میں ہوتا ہے۔ اس میں بدگمانی اکثر سلامتی کا سبب اور بڑے بڑے کاموں کے انتظام میں مُفید ہوتی ہے، اور اسے اچھی صورت میں شمار کیا گیا ہے۔ رباعی

آنکس کہ لوائے عَیب افراختہ است اُو از تنِ مردماں غذا ساختہ است
دانکس کہ بعیبِ خلق پرداختہ است زانست کہ عیبِ خویش نشناختہ است

Marfat.com

فرد: بدنفس مباش، بدگماں باش وز فتنہ و مکر در اماں باش

ترجمہ (رباعی) جس شخص نے عیب جوئی کا پرچم بلند کیا ہوا ہے، اس نے لوگوں کی آواز کو اپنی غذا بنایا ہوا ہے۔

اور جس شخص نے خلقت کی عیب جوئی میں اپنے آپ کو مشغول کر لیا ہے، وہ اس لیے ہے کہ اس نے اپنے عیب کو نہیں پہچانا۔

فرد۔ بدنفس مت بن، بدگمان بے شک بن، اور اس طرح فتنہ و مکر سے اماں میں رہ

فائدہ:۔ حکم کے دو مرتبے ہیں، ایک ایجابی اور دوسرا ایجادی۔ حکمِ ایجابی وہ ہے، جو واجب قرار دیا گیا ہو۔ بندوں کو کہہ دیا گیا ہو کہ فلاں کام کرو۔ چنانچہ حکم ایجابی میں اگر کسی بندے سے حکم کے خلاف بات ہو جائے، تو ممکن ہے، اور حکم ایجادی یہ ہے کہ کسی شے کو موجود ہونے کا حکم دیا جائے۔ اس کے خلاف ممکن نہیں، اس کو بھی حکم کہتے ہیں۔

فائدہ: جان لو، کہ نیکی رضا و محبت اور اللہ تعالےٰ کے امر، ارادے اور قضا و حکم سے ہے۔ اور بدی اس کے حکم و ارادت و قضا سے ہے، نہ کہ رضا و محبت و امر سے اور رضا و محبت کی یہ نفی متعدی ہے، لازمی نہیں۔

فائدہ:۔ جان لو کہ اللہ کے نام کے چار[1] حروف ہیں۔ الف کی حقیقت سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باخبر ہیں۔ پہلے لام کی حقیقت سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ، باخبر ہیں اور دوسری لام سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ باخبر ہیں اور ہائے (ھ) کی ایک آنکھ سے حضرت داؤدؑ اور دوسری آنکھ سے حضرت عیسیٰ روح اللہ واقف ہیں، ہمارے نبیؐ اور دوسرے انبیا پر صلوات و تسلیمات۔

---

[1] یہ حضرت شیخ آدم بنوریؒ کی تحقیق ہے۔

Marfat.com

فائدہ:۔ حیرت کے دو مرتبے ہیں: ایک حیرتِ مقبول اور دوسری حیرتِ مردود، حیرتِ مقبول یہ ہے کہ اپنے باطنی حواس کو ادراک کے ممکنہ حاصلات سے خالی رکھے، اور تمام حواس کو تصوری حاصلات سے خالی پانے کے لیے جتنا زیادہ غور کرے، کچھ نہ پائے اور اس نہ پانے کو پانے کی حقیقت سمجھے، اور حقیقت نہ پانے کو ہی قُرب و معیت سمجھے۔ حیرتِ مردود یہ ہے کہ حواس باطنی کے خلا سے مضطرب اور پریشان ہو جائے۔ محبوب کے قُرب سے دُور ہو جائے اور اس کی ہمراہی سے اپنے آپ کو محروم کرلے۔

فائدہ: شرح امالی میں کہا گیا ہے کہ بعض گمراہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ دنیا میں اس طرح ہے، جس طرح گھاس کے اندر تری۔ اس یقین سے کُفر لازم آتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو نہ زمانے کے اندر کہا جا سکتا ہے اور نہ باہر۔ دونوں باتیں کُفر ہیں کیونکہ کسی جگہ کو خدائے تعالےٰ سے نسبت دینا کُفر ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جب عرش، کُرسی، آسمان زمین، آدمی اور پری، کچھ بھی نہ تھا۔ خدا تھا، اس کی کوئی جگہ نہ تھی۔ وہ کسی چیز میں نہیں تھا اور کسی چیز کے اُوپر نہیں تھا اور اب بھی اسی طرح بے مکاں اور بے جگہ ہے اور کسی چیز میں نہیں ہے۔ بات ختم ہوئی۔

سوال: یہ جو کہا جا سکتا ہے کہ خدا نہ عالم کے اندر ہے نہ باہر، تو یہ بات دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا یہ کہ وہ اندر بھی ہے اور باہر بھی ہے یا کہ تیسرا مرتبہ بیان کریں کہ وہ اندر اور باہر سے پرے ہے، لیکن یہ تو وہی پہلی بات ہے یعنی جس وقت میں نے اسے پرے کہا، تو یہ بھی باہر ہی کی ایک قسم ہے، اور پھر یہ کہ مصنف نے خود اس سے پیشتر فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ تمام مخلوقات سے پہلے تھا اب جب کہ اور مخلوق بھی پیدا ہو چکی ہے، وہ اسی طرح ہے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ عالم سے باہر ہے اور یہ بات دونوں باتوں کی ضد ہے۔

Marfat.com

جواب :- اہلِ سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نہ عالم سے باہر ہے نہ اندر، اور اس تحقیق کی دو وجُوہ ہیں :-

اوّل یہ کہ جس کو عالم کے اندر اور باہر کہتے ہیں۔ اور اس نام سے پکارتے ہیں، وہ تمام عالم سے ہے۔ پس اگر اللہ تعالےٰ کو عالم میں کہوں تو وہ عالم میں مقیّد ہو جائے گا اور اگر عالم سے باہر کہوں، خواہ اس باہر کو عالم سے باہر سمجھوں، تو کیسے ؟ کیونکہ وہ عالم سے باہر نہیں، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ پس یہ بات بھی کہی جائے گی کہ اللہ تعالےٰ عالم میں ہے اور اللہ کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ پس صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو موجود و ثابت کہوں اور یہی عقیدہ رکھوں لیکن اسے اندر یا باہر نہ کہوں، کیونکہ یہ دونوں حالتیں حادث ہیں۔ **دوئم** یہ کہ بالکل اندر کہنا اللہ تعالےٰ کی شان کے شایاں نہیں، اور باہر کہنے کے دو مرتبے ہیں: ایک یہ کہ ایک حد سے دوسری حد تک تجاوز کرنا۔ دوسرا ایک مرتبے سے دوسرے مرتبے سے غیریت اور دوئی رکھنا۔ اگر پہلے معنی کا اللہ تعالےٰ پر اطلاق کروں، تو یہ کُفر ہے۔ کیونکہ اس کی جناب میں حدُود کی گنجائش نہیں، اور اگر دوسرے معنی میں کہوں، تو یہ درست ہے کیونکہ وجوب کا مرتبہ امکان کے مرتبے سے پرے ہے۔ اور یہ خود ایمان ہے اور اس کی ضِد کُفر ہے پس نہ پہلا نصف مراد ہے نہ دوسرا نصف۔ کیونکہ دوسرے کے بارے میں خود کہا گیا ہے کہ جس جگہ خُدا ہو گا، عالم نہیں ہو گا۔

فائدہ :- اہلِ بصیرت کے نزدیک کوئی اسم اپنے مسمّٰی کے بغیر نہیں ہوتا۔ سمجھنا چاہیے کہ اسم کے تین مرتبے ہیں (۱) مرتبۂ لفظی، (۲) مرتبۂ وصفی اور (۳) مرتبۂ ذاتی جسے مرتبۂ علمی بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ اسم مرتبۂ لفظی کے اعتبار سے مُسمّٰی کے بغیر ہے اور مرتبۂ وصفی کے لحاظ سے نہ عین مسمّٰی ہے نہ اس کے بغیر، جیسا کہ صفات کی نسبت کی تحقیق میں ہم اس سے پہلے مکتوبات میں بیان کر چکے ہیں اور مرتبۂ ذاتی یا مرتبۂ علمی کے اعتبار سے اسم

Marfat.com

عَین مسمّٰی ہے اور ہم مقتُول اجل کے مقطوع ہیں۔

فائدہ:۔ جو شخص کسی کے ہاتھوں مارا جاتا ہے۔ اس کی اجل کا وقت کم نہیں ہوتا۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اس کے لیے جو مہلت لکھی ہوتی ہے اس میں کمی نہیں ہوتی۔ اس کی موت وقت مقرّرہ پر ہی ہوتی ہے اور جب کسی شخص کی موت آجاتی ہے۔ تو اس میں اتنی کمی و بیشی بھی نہیں ہوتی جتنی کہ ایک چیونٹی کے قدم اٹھانے اور رکھنے میں ہوتی ہے۔ اس میں کوئی آگے پیچھے نہیں ہوتا، بلکہ وہ یقیناً اُسی گھڑی میں وفات پائے گا۔ لیکن گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر وہ فلاں کے ہاتھوں نہ مارا جاتا، تو کچھ اور مدت زندہ رہ جاتا۔ اُن کی یہ بات کُفر ہے۔

سوال۔ جب مَوت کا مقرّرہ وقت کم نہیں ہوتا، تو پھر اس کو قتل کرنے والا قابلِ عذاب کیوں ہوتا ہے؟

جواب۔ جب کسی شخص کا مقرّرہ وقت آجاتا ہے، تو اللہ تعالےٰ اُسے یقیناً موت دے دے گا۔ لیکن بندے پر واجب ہے، کہ جب اس کی اجل آجائے تو قتل نہ کرے، کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی ملکیت ہے اس مِلکیت میں تصرّف بھی اللہ تعالےٰ ہی کا ہے اور چونکہ بندہ فاعلِ مختار ہے، اپنے اختیار سے خونِ ناحق کرنا جس کا کرنا اس پر واجب نہ تھا، لائقِ عذاب ہو جاتا ہے۔ اس کی شرح کا علم خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

سوال:۔ چونکہ تمام مخلُوقات کی اَجل اللہ تعالےٰ کے ارادے اور تقدیر سے ہے، اور بلا شک وشبہ اپنے وقت سے تجاوز نہیں کرتی، اسی طرح فاعل کی حرکات و سکنات بھی خواہ اختیاری ہوں یا غیر اختیاری، اللہ تعالےٰ کی مرضی اور تقدیر سے ہیں، اور مقرّرہ حرکات و سکنات کی حد سے بڑھنا بھی گویا خدا کی تقدیر اور اس کے ارادے کے ظہُور کے مطابق ہے، یہ دونوں باتیں آپس میں متضاد ہیں۔ اس لیے

marfat.com

Marfat.com

ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ اس کا عذاب قاتل پر ہو، کیونکہ اگرچہ اس کی حرکت اختیاری ہے، تاہم مقتول کی اجل اللہ تعالیٰ کی مشیّت اور ارادے سے ہے۔

جواب :۔ اس کی دو وجوہ ہیں۔ پہلی وجہ افعال کی صورت کے مطابق اور دوسری وجہ حقیقت کے بموجب ہوتا ہے۔ صُورت کے مطابق یہ ہے کہ جو کچھ ہے، وہ خدا کے ارادے اور قضا کی وجہ سے ہے۔ لیکن فاعل کی دو[۲] حیثیتیں ہیں، یا تو فعلِ منظور کا وقت خود امر و نہی رکھتا ہے اور اس فعل کے مطابق ظہور کرتا ہے، یا یہ کہ اسے منظور نہیں ہوتا۔ اگر منظور ہے، تو اس کے حق میں ارادہ و تقدیر، مع تقدیرِ فعلی اس پر تقدیرِ ثواب مقرر کیا گیا ہے، اگر منظور نہیں تو عذاب کی تقدیر اور امر و نہی کا ظہور قضا و قدر کے ظہور میں توقف کا جواز نہیں، بلکہ اس لیے ہے کہ خبیث طیب سے جُدا ہو جائے۔ اور بموجب حقیقت یہ ہے کہ عالم کی تخلیق یا تو صفاتِ جمال کے ظہور کی بدولت ہے، یا صفاتِ جلال کے ظہور کی بدولت۔ جس کی تخلیق صفاتِ جمالیہ کے ظہور کی بدولت ہے۔ چنانچہ اس کے افعال اللہ کی مرضی اور حکم سے مقرر کیے گئے ہیں، جن میں کوئی تجاوز نہیں ہوتا۔ اسی طرح جو کچھ ثواب و درجات سے ہوتا ہے، وہ یہی صفاتِ جمالیہ کے ظہور کی بدولت اس کے حق میں عطا کیا گیا ہوتا ہے، جس کی تخلیق اس کی صفاتِ جلالیہ کے ظہور سے ہوتی ہے، جیسا کہ اس کے افعال کا ظہور صفتِ رضا کے خلاف ظہور میں ہوتا ہے۔ اس طرح جو کچھ عذاب اور طبقاتِ جہنم ہوتے ہیں، وہ یہی صفاتِ جلالیہ کے ظہور کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ پس جب سوال کرنے والے کو معلوم ہو گیا کہ حرکت اور غیر حرکت، جو کچھ بھی ہے، وہ خدائی تقدیر ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ عذاب و ثواب کو بھی ازل سے مقرر کردہ سمجھے۔ اس پر ناک بھوں نہ چڑھائے اور بُغض نہ رکھے۔

فائدہ :۔ مُرباعی :

Marfat.com

روزی فلک ہر آئینہ بر ما جفا کند در دوستانِ ہم دمِ ما را جدا کند
آساں کنی از مرگ خدایا ہر آن کسے کیں نسخہ من بخواند مارا دعا کند

(ترجمہ) بے شک آسمان ہم پر کسی دن ظلم کرتا ہے۔ ہمیں اپنے عزیز دوستوں سے جدا کر دیتا ہے۔ اے خدا اس شخص کی موت آسان کر دے، جو میری یہ کتاب پڑھے اور میرے لیے دعا کرے۔

آسمانوں اور ستاروں کے آثار کی نسبت دو طرح کی ہے: ایک یہ کہ اس بات کا اعتقاد کر لیا جائے کہ یہ حقیقی موثر ہیں۔ یہ کفر ہے۔ اگر یہ اعتقاد رکھے کہ مؤثرِ حقیقی تو اللہ تعالےٰ ہے۔ یہ تو اللہ تعالےٰ کے اسما کے احکام کے ظہور کے وسیلے ہیں اور ان میں سے کوئی اسما و صفات کے تقاضوں سے تجاوز نہیں کرتا، تو یہ ایمان ہے۔ پس اس رباعی کے مُصنّف کی مراد آسمان کے افعال کی نسبت دُوسری ہی قسم کی ہے۔ پہلی قسم کی نہیں۔ اور چونکہ اس قسم کے وہم انگیز اطلاقات میں غیر شرعی معانی بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے اولیا اللہ نے اسی قسم کے اطلاقات کو جن سے وہم پیدا ہوتا ہے، ترک کر دیا ہوا ہے، اور دوسروں کو بھی منع فرمایا ہے۔

فائدہ:۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "اے لوگو اگر میں چاہوں، تو تم کو دُور کر دوں اور تمہاری جگہ اَوروں کو لے آؤں"

سوال: اس آیت سے یہ مفہوم پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس مخلوق کو ختم کر دیں اور اس کی جگہ اور مخلوق کو لایا جائے۔ تو درست ہوگا۔ اور صورت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنی قدرت اور ارادے سے معلوم ہے کہ جو مخلوق اس وقت دنیا میں موجود ہے، ان میں سے بعض کے لیے ابدی ثواب و عذاب مقرر ہے اور اس مرتبۂ ابدیت کے زوال سے محفوظ ہیں۔ جو ان کے حق میں ثابت ہو چکا ہے۔ اس لیے اگر مذکورہ بالا آیت کریمہ کے مطابق اس کو ختم کر دیا جائے اور اس کی جگہ دوسری مخلوق کو

Marfat.com

پیدا کر دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ابدی عذاب و ثواب کا معاملہ نہ کیا جائے تو پھر مقدور، مراد، اور ارادے میں نقصان کا اظہار ہوتا ہے اور یہ بات لائقِ عقیدہ نہیں۔

جواب۔ خدائے قدّوس کا مرتبہ اس کی قدرت اور ارادے کی صفات سے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اسے دو کاموں کی تصحیح کرنے کی قدرت اور ایک کام کی تخصیص کے ارادے کی طاقت بھی ہے اس لیے اگر دو کاموں کی تصحیح کی قدرت کے باوجود جو ثابت ہے، اور ایک کام کی تخصیص کے، جو قدرتِ کاملہ سے ہو جائے اور صفاتِ افعالی کے ظہورات کی وجہ سے خالقیت وغیرہ ہے، وہی کام وجود میں لایا جاتا ہے اور ان سے ابدی معاملے کا سلوک کیا جاتا ہے، تو دونوں کاموں کی تصحیح میں جس کے لیے اس کی قدرت ثابت ہے، کیا نقصان پیدا ہوتا ہے اور اس تحقیقِ مذکور کے بعد جو ارادۂ خاص کی صفت سے ظاہر ہوئی، اگر ہم قدرتِ کاملہ کو جو دونوں کاموں کی تصحیح سے ظاہر ہے، ظاہر کریں، تو کیا خرف پیدا ہوگا، بلکہ یہ تو اللہ تعالےٰ کا کمال ہوگا کہ ایک طرف کی تخصیص میں اس کی طاقت کے معاملے میں کوئی زوال نہیں آتا۔ چنانچہ ابدی معاملے کو ان اشخاص پر مرتّب کرنے سے مراد حق سبحانہ وتعالےٰ کے ارادے اور علم کو معلوم کرنا ہے، نیز قدرتِ کاملہ کی خصوصیت کا ثبوت ہے۔ کہ دو کاموں کی تصحیح سے اس کی شان ظاہر ہے اور اس سے اللہ تعالےٰ کے ارادے اور علم کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں زوال کہاں؟ پس سمجھئے۔ ؎

ما کہ دا پس ماندہ ذرّاتِ وئیم اُو دو عالم آفتابی فی ایم

(ترجمہ) ہم جو پیچھے رہ گئے ہیں، اس کے ذرّات ہیں، وہ دونوں جہانوں کا آفتاب ہے اور ہم اس کے اندر ہیں۔

بعض اشعار میں حق تعالےٰ کو آفتاب سے تشبیہ دی گئی ہے اور مخلوقات کو ذرات سے۔ اور حالت یہ ہے کہ آفتاب تقیّد و احتیاج کے مرتبے میں ہے اور تمام

Marfat.com

ذرّات اپنے آپ میں مستقل۔ اس پر سوال وارد ہوتا ہے اوّل یہ کہ مقیّد کو مطلق سے کس طرح تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ دوئم یہ کہ ذرّات جو مستقل بالذات ہیں، مخلوقات سے جو فنا پذیر ہیں، کیا نسبت رکھتے ہیں، کہ ان سے تشبیہ دی جائے۔

فائدہ: مثال سے محدود کرنا مقصود نہیں، بلکہ اس مثال سے آفتاب کی اپنی روشنی اور اس روشنی کے بغیر ذرّوں کا پوشیدہ رہنا مراد ہے چنانچہ نورِ مطلق کے وجود کا فیض جب عدم کی ظلمت پر اپنا پرتو ڈالتا ہے اور ان کو عدم کے پردے سے وجود میں لاتا ہے تو وہ اس طرح ہے جیسے آفتاب کی روشنی، کہ ذرّوں کو پوشیدگی کے مرتبے سے جو عدم کے برابر ہے، ظہور میں لاتی ہے اور یہ تشبیہ کم نظروں کو سمجھانے کے لیے ہے، جن کی نظروں میں آفتاب کا معاملہ بہت واضح ہے، ان کے لیے آفتاب کی روشنی سے ذرّوں کا ظاہر ہونا زیادہ قابلِ فہم ہے اور ان کی نظروں سے حقیقی معاملہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ مخلوقات کو فیض پہنچانے کی ضرورت کی بات، اُن کی سمجھ سے بہت دُور ہے۔ لہٰذا ایسے لوگ کسی ظاہری مخلوق شے سے کسی پوشیدہ شے کی تحقیق کرتے ہیں اور اس طرح تسلّی پا لیتے ہیں۔

فائدہ: سوال۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے "لبیک" بعید ہے۔ اس کے کیا معنی ہیں؟

جواب: لبیک کے معنی ہیں، مَیں تیری خدمت میں حاضر ہوں اور اس معنی سے لازم آتا ہے کہ کلام کرنے والا اپنی رضا کا اظہار کرے اور جس سے بات کہی جائے، اس کی مرضی طلب کی جائے۔ اس سے اس لفظ کے معنی مخلوقات کے درمیان متصوّرہ لازم ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی نسبت ایسی بات دُرست نہیں۔

فائدہ: تسمیہ (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) کی آیت ذات و صفات و کمالات کے مراتب کو جمع کرتی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

سوال تسمیہ حروفِ تہجی کے چند حروف سے مُرکّب ہے وہ محدود ہے اور حادث۔ اور اللہ تعالےٰ کی ذات اپنے تمام مراتب کے ساتھ قدیم ہے اور حدود سے منزّہ ہے اس لیے آیت تسمیہ کس طرح اس قدر عالی و مرتبہ اور قدیم ہو سکتی ہے؟

جواب اچھی طرح جان لیجئے کہ تسمیہ کے دو مرتبے ہیں ایک مرتبہ تلفظ کا اور ایک مرتبہ ذات وصفات وکمالات کی حقیقت کا جیسا کہ ہم کہتے ہیں، مرتبہ تلفظ بھی حقیقت رکھتا ہے، بس جب ایسا جان لیا گیا تو سمجھ لیجئے کہ تلفظ کا مرتبہ جو تسمیہ سے ثابت ہے ذات وصفات وکمالات کے مرتبے کا جامع ہے، اور مرتبہ حقیقت بھی جو تسمیہ سے ثابت ہے، اسی طرح ذات وصفات وکمالات کی حقیقت پر مشتمل ہے۔

فائدہ: جس جگہ کوئی وجود ہے، وہاں خدا کے لُطف کا ظہور ہے۔ اور جہاں وجود نہیں، وہاں خدا کے قہر کا ظہور ہے۔

فائدہ: شرعی عقیدہ یہ ہے کہ ہم خدائے تعالیٰ کو شے اور ذات تو کہتے ہیں لیکن تمام سمتوں سے پاک۔

سوال، یہ عقیدہ اور اس عقیدے کو بے تردّد ماننا، ہر اہل ایمان کے لیے لازم و واجب ہے خواہ وہ اس تفصیل کی تحقیق کو جانے، یا نہ جانے۔ لیکن خواص کے لیے تفصیل ناگزیر ہے۔ اس لئے بیان کرنا چاہیے کہ جب اللہ تعالےٰ ایک وجود رکھتا ہے، تو پھر سمتوں کی نفی کرنا دو باتوں سے خالی نہیں۔ یا تو یہ ہے کہ وہ وجود ذاتی وسعت رکھتا ہے کہ اس کے عرض وطُول کا سلسلہ لاانتہا سے یا یہ کہ اس کی انتہا ہے۔ ان دونوں صورتوں پر اعتراض وارد ہوتا ہے، پہلی صورت پر یہ اعتراض ہے کہ اگرچہ اس کی کوئی انتہا نہیں لیکن اس کے مرتبۂ وجود کی وجہ سے سمتوں کا ہونا تو لازم ہے، کیونکہ وجود کی حیثیت خود اس مرتبہ کی متقاضی ہے اور اللہ تعالےٰ ایسا نہیں اور دُوسری صورت پر اعتراض تو ظاہر ہے۔

marfat.com

Marfat.com

جواب: واجب کے وجُود کی تحقیق تعقّل کی وجہ سے ہے یا معقول کی وجہ سے۔ اور طریقِ تعقّل کے معنی ہیں وجوب کے مرتبہ کو تحقیق سے طلب کرنا، غور کرنا، اور فکر اختیار کرنا، جبکہ تعقّل کسی شے اور ادراک کا مقتضی ہے اور اللہ تعالےٰ کی ذات ان دونوں باتوں سے منزّہ ہے چنانچہ رسُولِ مقبُول صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث ہے کہ اس کی ذات کے بارے میں سوچ بچار نہ کرو، مُحقّق اس تحقیق میں ناکام رہتا ہے اور وجوب کے مرتبہ کی حقیقت جاننے سے دُور بلکہ بہت ہی دُور رہتا ہے، جیسا کہ فلسفی۔ حکما چونکہ سائل کا سوال تعقّل کے پہلو سے ہے، اس لیے اللہ تعالےٰ کے مرتبہ تنزیہ کی تحقیق چھ جہات سے کرنا درست نہیں اور وجُوب کے مرتبہ کی تحقیق پر غور کرنا، مراتب جہات میں ہے چونکہ جہات میں تصوّر و ادراک کرنا جائز ہے، جیسا کہ حدیث مقبُول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نشانیوں پر غور کرو اس لیے سمجھ لینا چاہیے کہ بات کرنے والا اہلِ ایمان ہے اور عقل سلیم رکھتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات وصفات میں ازلی قدیم، اور موجود ہے اس کی ذات کے سوا باقی سب کچھ مخلُوق اور حادث ہے اور ہر مخلوق بے شک وشبہ عدم سے نکلی ہوئی ہے اِس لیے ۶ر جہات کو میں عینِ حق کہتا ہوں، یا غیرِ حق، صاف صاف ممتنع ہے اس لیے لازم ہے کہ اسے غیرِ حق کہوں۔ اور جیسا کہ ہم اوپر تحقیق کر چکے ہیں، جو غیرِ حق ہے وہ مخلُوق اور حادث ہے اور ہر مخلوق شے عدم سے وجود میں آئی ہے۔ اس لیے لازماً ۶ر جہات بھی عدم سے وجود میں آئی ہیں۔ اس لیے جو کچھ عدم سے وجود میں آیا اس کو مرتبہ قدیم میں ثابت کرنا غیر معقول ہے اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ قدیم اور ازلی ہے اور جہت و مکان وغیرہ سب عدم سے وجود میں آتے ہیں۔ پس بات ثابت ہو گئی، سب تعریف اللہ تعالےٰ کے لیے ہے، جس نے ہمیں اس بات کی ہدایت بخشی اور اگر اللہ جس نے ہماری طرف رسُول بھیجے، ہمیں ہدایت نہ

Marfat.com

بختا، تو ہم ہدایت نہ پا سکتے۔

مکتوب: ۵۴

فنافی الشیخ کی ترغیب کے بارے میں تحریر کیا گیا۔

عظمت و کبریائی اسی[1] کے لیے ہے، اللہ جل شانہٗ حضرت مولوی صاحبؒ کو اپنی خاص بلکہ خاص الخاص دولتِ بندگی سے سرفراز کرے تاکہ مولائی اور مولا کے ساتھ نام میں بھی شرکت پیدا نہ ہو۔ لفظ مولا کے دو معنی ہیں اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں، مولائی کے معنی بندگی کے بھی ہیں۔ اسی لحاظ سے مولانا رومؒ نے، خدا اُن کے راز کو پاک کرے، فرمایا ہے ؎

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

ترجمہ: مولوی رُومؒ کو اس وقت تک ملک روم کی سرداری نہ ملی، جب تک وہ شمس تبریز کا غلام نہ بن گیا۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی خاص الخاص بندگی، بندے کے لیے فنافی الشیخ کے اندر پوشیدہ ہے، یہ جوہر بہت نایاب ہے اور بہت کم لوگوں میں یہ جوہر رکھا گیا ہے۔ اور اگر اکثر مریدوں میں اطاعتِ شیخ یعنی فنافی الشیخ کی استعداد پائی جاتی ہے، تو وہ اس لیے ہے کہ انہیں امامت حاصل ہو اور لوگوں میں حکمرانی مل جائے۔ اور یہ شرکِ خفی ہے، اللہ سبحانہٗ ہمیں اس سے بچائے۔

آپ کے مکتوبِ گرامی کے آنے سے اس فقیر کو جمعیتِ خاطر نصیب ہوئی اور آپ کی طرف سے یاد آوری اس گنہ گار کے لیے تعریف کا باعث بنی۔ میرے عزیز

---

[1] کبریائی میری چادر ہے، عظمت میرا تہبند ہے، جس کسی نے ان دونوں میں سے کوئی شے چھیننے کی کوشش کی، میں اسے عذاب دوں گا۔

Marfat.com

کو نسبتی مطلوب ہے اور وہ اپنے شیخ کی اطاعت میں اسی کو اپنا مقصود قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ اُوپر ذکر ہو چکا، نسبتی اور شے ہے۔ اور فنائے حقیقی اور شے ہے۔ ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔ میری طرف سے دُعا ہے قبولیت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ مخصوص اوقات میں اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھیں۔ اور ظاہری رالبطہ میں بھی کہ ہمارے درمیان ہے، یاد کرتے رہیں۔ والسلام والاکرام۔

مکتوب: ۵۵

فضیلت مآب مشیخت پناہ شیخ محمد اکرم جیو کی خدمت میں لکھا گیا۔

وہ جو چاہتا ہے، اپنی قوت سے کرتا ہے، کیونکہ وہ قوی و عزیز ہے۔ وہ اپنی حکمت سے جیسا چاہتا ہے، تدبیر کرتا ہے، کیونکہ وہ باخبر حکمت والا ہے۔ جب وہ کچھ کرتا ہے، تو اس کے بارے میں مت پوچھو، کیونکہ وہ اپنے ملک میں حکم چلاتا ہے، اور ہر شے کو حکمت سے بناتا ہے اس لیے مالکِ حقیقی اور حکیم قدیمی سے اس بارے میں کوئی سوال نہ ہو۔ عاشقوں کے دل محبوبوں کے ہجرت کر جانے سے زلزلۂ فراق سے متزلزل و حیران ہیں۔ اللہ سبحانہٗ تعالےٰ نے وصل اور ہجر کے بارے میں جو کچھ تخلیق کیا ہے، اسے ماننا پڑتا ہے۔

صدقِ دل سے محبت کرنے والے، خلوصِ نیت رکھنے والے، گہرے حقائق سے جو طریقہ احسنیہ کے علوم کے ہیں، واقفیت رکھنے والے اور صاحب شریعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے علوم میں فضیلت رکھنے والے میرے بھائی کو جو آیت کریمہ "اللہ تعالےٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ شرف والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہے" کے کلام کے زیور سے آراستہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو کمال تقویٰ کے زیور سے آراستہ کرے اور اس تجلی سے

Marfat.com

جو صاحبِ طریقۂ احسنیہ نے نُورِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کی ہے۔ اس پر بہترین سلام۔

سلامِ فقیرانہ کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ آپ کے خط سے، جو اخلاص کے معنی کے موتیوں اور خصوصیت کے گوہروں سے بھرپُور تھا، خیریتِ حال معلُوم ہوئی اور فُرقت زدہ دلوں نے راحت پائی۔ گویا آدھی ملاقات میسّر ہوگئی۔ لیکن اس بات پر تعجّب ہوا کہ زیارتِ حرمین شریفین سے اتنے سال تک فوائدِ معانی حاصل کیے، لیکن ان حقائقِ اصلی کے بارے میں، جو ان مقاماتِ متبرّک سے حاصل ہوئے، ایک رتّی بھی قلم کے سپُرد نہیں کیے۔ اگرچہ قلم حقائق کی تصویر کشی سے عاجز ہے، لیکن عظمتِ شان کے باوجُود اس عبارت میں بھی اس کے ظہُور کا کچھ بیان ہے اور اسے جاننے والے تصویرِ قلمی کے مطالعے سے ظاہری تصویر کے بغیر حقائق معلُوم کر لیتے ہیں۔

جس وقت اللہ تعالےٰ کا کلام اپنی پُوری آزادی کے باوجُود، ہمارے حافظے میں، ہماری تقریر میں، ہماری قرأت میں اور ہمارے مکتوب کی کفایت میں، بے حلول اور قید ہوتا ہے اور اُس کی آزادی کے باوجود تحقیق کرنے والا اس سے صرف فائدہ حاصل کرتا ہے، اُس کے بیان سے تحقیق شُدہ معلُوم حقائق، لکھے ہوئے معلُوم و متحقّق بیان کی طرح یقیناً نہیں ہوتے۔ اس لیے یقیناً گہرے معلُوم کردہ حقائق بے مکتُوب بھی ہوتے ہوں گے۔ اور اس حکم کے مصداق کہ "ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے" دونوں اطراف کی تحقیق، دونوں طرف کے آئینہ میں ظاہر ہوتی ہے اور ہر طرف کی تحقیق قابلِ شُکر اور قابلِ اصلاح ہوتی ہے۔

عزیزِ باتمیز، صاحبِ فضیلت و کمالات، عالی مرتبہ شیخ نعمت اللہ ملقّب بہ سلیمان، جنہوں نے کئی ماہ سے طریقۂ احسنیہ کی کئی ضروری کُتب کے مطالعہ سے فضیلت حاصل کی ہے۔ وہ حرمینِ شریف کی زیارت سے مشرّف ہوئے ہیں۔ اپنی

marfat.com

Marfat.com

مُلاقات اور آپ کے پُرخلوص مَراسلے کے مطالعہ کے بعد وہ بڑی محبت سے پیش آئے، اس مُلاقات کے بعد حاجیوں کے طریقہ کی ضرُوریات کا ذکر ہُوا۔ جن کی وضاحت سے انہوں نے کوئی دریغ نہ کیا، وہ بڑی خوش خُلقی سے بات چیت سے لوگوں کو مائل کرتے ہیں، تاکہ اُن کی صحبت کا شکریہ ادا کیا جائے۔

مکتُوب: ۵۶

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضُور میں ایک عرضداشت۔

شروع کرتا ہوں، اللہ کے نام سے، جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ اس کی تعریف کرتے ہوئے، جس نے اپنا بھید[1] انسان کی حقیقت کے ساتھ ظاہر کیا اور اس پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے، جو اللہ کے نُور سے ہے، اور جس کے نُور سے اللہ تعالےٰ نے دونوں جہانوں کو پیدا کیا۔ اے لوگو! اس ذات پر صلوٰۃ وسلام پڑھو۔ اے میرے اللہ! اس ذات پر صلوٰۃ وسلام بھیج۔ اس کی بُزرگی میں اضافہ کر۔ اسے اپنی نعمتوں سے مالا مال کر۔ اسے برکتیں دے، جو عرب وعجم کا سب سے زیادہ سعادت مند ہے، امامِ کعبہ وحرم ہے، علم وحکمت کا منبع ہے، خُلق واحسان اور سخاوت وکرم کی کان ہے، جو عرش ولوح کا مظہر ہے، جو کلامِ قدیم کا ترجمان اور معلّم ہے۔ جو ہمارا سیّد، ہمارا رہبر، ہمارا شفیع ہے، جس کا نام محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ صلوٰۃ وسلام ہو تم پر اے احمد۔ اے اللہ کے حبیب، تم پر صلوٰۃ وسلام۔ اے حمید، تم پر صلوٰۃ وسلام، اے اللہ کی دلیل، تم پر صلوٰۃ وسلام، اے اللہ کے برگزیدہ حامد، تم پر صلوٰۃ وسلام، اے اللہ کے دوست محمُود، تم پر صلوٰۃ وسلام۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔

Marfat.com

اے اللہ کے رسُول تم پر صلوٰۃ وسلام۔

اے مخلوق میں سے سب سے زیادہ فیّاض، دنیا کے عطیّہ میں سے مجھ پر مہربانی فرما، اس دنیائے حوادث میں آپؐ کا وجود ہی کافی ہے۔ مجھ پر ٹوٹ پڑنے والے حوادث آپؐ پر اللہ کے عطا کردہ علم کی بدولت ظاہر ہیں۔ آپؐ کا یہ گناہگار غلام عبدالنبیؒ جو جنّت کی آرزو میں مستغرق ہے، عاصی اور شکستہ پا ہے۔ آپؐ کے قدموں اور آپؐ کے روضۂ مبارک کی زیارت سے اب تک محرُوم ہے، جو سب سے زیادہ خسارہ پانے والا اور سب سے بڑا گناہگار ہے، وہ اپنے احوال کی عین حالت گناہ میں، التماس والتجا کرتا ہے کیونکہ آپؐ کا علم سب سے زیادہ وسیع اور آپؐ کا خُلق سب سے زیادہ بسیط ہے۔

میرا دینی بھائی نعمت اللہ المعرُوف بہ سلیمانؒ اپنے کمال کے ذریعے زیارتِ حرمین الشریفین کا ارادہ رکھتا ہے، چنانچہ جب اسے حرم شریف کی زیارت حاصل ہو جائے، تو اسے آپؐ کے کمالِ کرم سے اُمید ہے، اس کی نظر آپؐ کے لطفِ کریمانہ پر ہے، تاکہ وہ ان دونوں وسیلوں کے طفیل حرمِ کعبہ کے جوار میں مقیم ہو اور وہاں قیام کرنے کے ثمرات سے بہرہ یاب ہو، اور اس سے زیادہ کی التجا سوئے ادب ہے۔

مکتُوب : ۵۷

روضۂ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خادم کے نام۔

شروع کرتا ہوں، اللہ کے نام سے، جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ فقیر حقیر عاصی عبدالنبیؒ کی طرف سے تسلیمات کے بعد جناب افضل الفضلا، حرم شریف کی برکات سے معمُور کی خدمت میں معرُوض ہے، اور ان برکات میں سے یہ ضعیف و نحیف، حضُورِ قلب

marfat.com

Marfat.com

اور آدابِ حرم کے ساتھ حاضر ہے اور مہربانیوں اور بزرگوں کے ظہور کے مظہر اور ہمارے سید اور اشرف الاشراف سے فیض کا خواستگار ہے اور اپنے احوال کے ساتھ التماس کرتا ہے کہ یہ فقیر ولایتِ ہند میں مقیم ہے اور کثرتِ عوارض اور ظاہری جسم کی تگ و دو کے باوجود شرفِ زیارت کے مرتبۂ عالی سے اب تک محروم ہے اور قاصر ہے۔ اور اُمید رکھتا ہے کہ اس جسمِ ظاہر کے ساتھ یہ شرف بھی کسی وقت حاصل ہو جائے گا۔ پس آپ کے حضور میں التماس ہے کہ میرے حق میں دُعا کریں، کہ میں اپنے مقصود کو جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں، حاصل کر لوں۔

نیز میرا بھائی نعمت اللہ عرف سلیمانؒ اپنے کمال کی بدولت، حرمین الشریفین کی زیارت کے ارادے کے ساتھ حاضر ہو رہا ہے۔ پس جب اسے اپنا مقصود مل جائے اور اللہ کے فضل سے شرفِ زیارت سے باریاب ہو جائے، تو آپ کے علم و کرم سے اُمید رکھتا ہے کہ وہ آپ کی اعلےٰ ہمسائگی میں قیام کرے اور ان دونوں برکتوں یعنی علم اور کرم سے استفادہ کرے، جیسا کہ کسی اہلِ کمال نے کہا ہے ؎

(ترجمہ) میں دونوں جہانوں کے غنی کے ہاتھوں سے لینے کی التماس نہیں کرتا بجز اس کے کہ میں اُسے پکڑتا ہوں، جو نیکی اور ہمت والا اور سب سے بڑا سہارا ہے۔

پس جب ذریعہ مل گیا، تو طویل کلام ختم ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ کے حبیب پر درود و سلام۔

مکتوب: ۵۸

جناب پیرِ دستگیر مُلہم بطریقۂ احسنیہ کی خدمت میں لکھا گیا۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ اس عالی مرتبہ کی خدمت میں، جس نے وہ طریقۂ احسنیہ معلوم کیا، جو محبت اور محبوبیت کے درجات سے ملاقات

Marfat.com

کراتا ہے۔ اے اللہ ہم اس کی تعریف کس طرح کریں، جب کہ تُو نے اُسے قطب الاقطاب کے لقب سے مخاطب کیا ہے اور جو غموں کو دُور کرنے والا ہے۔

سلام کے بعد یہ فقیر حقیر عبدالنبیؒ عرض کرتا ہے کہ اپنے ظاہری اور پوشیدہ گناہوں کی شامت سے ابھی تک حضرت پیر دستگیرؒ کی زیارت کے شرف سے محروم ہوں۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس گناہگار کے حق میں توجہ کریمانہ فرمائیں گے، تاکہ رُوحانی مدد سے اس گناہگار کو توبۂ نصوح میسر ہو جائے اور تمام ظاہری اور پوشیدہ گناہوں سے زندگی کے آخری لمحات تک آپ کی توجہ کی بدولت محفوظ رہوں۔ اور توجہ مستقیم کے ذریعے جہاں تک فطری استعداد کا تعلق ہے، چہرے کی سیاہی کو دھو کر آپ کی زیارت کا شرف حاصل کروں۔

میرے دینی بھائی نعمت اللہ الملقب بہ سلیمانؒ، صحیح عقائدِ شرعیہ سے آراستہ ہو کر حرمین شریفین کی زیارت کے لیے روانہ ہو گئے۔ امید ہے کہ وہ روضۂ مبارک کے سامنے جاتے ہی ولایتِ حقیقی سے شرف یاب ہو جائیں گے اور قیاس و گمان کے حجابات اٹھ جائیں گے اور اس گنہگار کی طرف سے اِذنِ مسلسل کی برکت سے وہ طریقۂ احسنیہ میں داخل ہو کر نسبتِ تعلیمی کی طرف متوجہ ہو جائیں گے اور اُمید ہے کہ وہ خُدّامِ خاص میں جگہ پالیں گے۔ اور انہیں خاص خصوصیت حاصل ہو جائے گی۔

مکتوب: ۵۹

فضیلت مآب شیخ مُوسیٰؒ ساکن ہوشیار پور کے نام۔

جناب فضیلت مآب شیخ موسےٰ جیوؒ، فقیر عبدالنبیؒ کی طرف سے سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ قرآنِ مجید اور حدیثِ قدسی کے الفاظ کی قُربت کے مراتب میں؛

Marfat.com

جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں درج ہے، فرق بیان کیا جاتا ہے، لیکن اس فقیر نے اپنے قدسی اسرار عزیزوں سے جو کچھ بروئے تحقیق پایا، وہ یہ ہے۔ اوّل یہ کہ حدیثِ قدسی اللہ تعالےٰ کے کلام کے کمالات میں سے ایک کمال ہے، معنوی طور پر بھی اور لفظی طور پر بھی لیکن معنوی طور پر حضرت جبرئیلؑ پر، یا لفظاً حضراتِ انبیا پر القا ہوتا ہے اور پھر ان معانی کو الفاظ کے تصوری لباس کے مطابق ان بزرگوں کی جماعت کے قلوب پر الہام کے طور پر نازل کیا جاتا ہے، اور وہاں سے زبان کے الفاظ کے لباس میں ان کے علاوہ پر بھی ظہور میں آتا ہے یعنی فرشتے سے انبیا پر اور انبیاؑ سے امت پر۔ اس طرح ظاہر ہوا کہ حدیثِ قدسی کو کسی غیر کے واسطے کے بغیر القا کیا جاتا ہے۔ جس میں خصوصی اسرار کو انبیا کے قلوب اور زبان پر معنوی طور پر ایک لباس میں ظاہر کیا جاتا ہے اور قرآن مجید جو آسمانی کتابوں کو جمع کرنے والا ہے اور احادیثِ قدسیہ، اس حکم کے مطابق کہ "کتاب مبیں میں رطب و یابس نہیں"، جامعیتِ کلام کے اعتبار سے ذات، صفات، اور کمالات سے معنوی اور لفظی طور پر اسرار و بیان سے باہر ہیں، اور حکمتِ بالغہ اور صانع حقیقی کی صنعت سے، ہماری صنعت کی شرکت اور ہمارے خیالات کے تصرف کے بغیر، نوری الفاظ کے لباس میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ تھوڑا تھوڑا کر کے ضرورت کے مطابق حضرت جبرائیل کو سنائے گئے، جیسا کہ کہا گیا ہے "جبرئیل نے آواز سنی۔ اللہ کا کلام اور جو کچھ اللہ نے چاہا" آخر تک ــــ، وہی نورانی الفاظ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بیان کے مظہر الفاظ کے لباس میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے، اور اس میں جبرئیلؑ کا کوئی تصرف نہ تھا، سوائے اس کے کہ انہوں نے ظاہر کیے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کو کسی قسم کے تصرف کے بغیر جسمانی زبان کے ذریعے اُمت کو پڑھ کر سنائے۔ اور اللہ تعالےٰ کے نور سے، صاحبانِ بصیرت پر ان دونوں

Marfat.com

کے مرتبہ کا فرق ظاہر ہو گیا اور چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد مرتبۂ حقیقی میں اللہ تعالیٰ کے کلام کو سُننے کی تھی۔ اور تمام مراتب کو جمع کرنے والی تھی، اس لیے کسی قسم کے لباس کے بغیر نفسِ مُدّعا وغیرہ کو دُنیاوی حد کے لباس میں اپنے سُننے کے مرتبے کے مطابق، اس بے لباس کو جس کے متعلق قرآن مجید میں اشارہ کیا گیا ہے" اور کسی بشر کے لیے نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے، سوائے وحی کے یا پردے کے پیچھے سے ..... الخ" سُنا۔ چنانچہ اس اِستماع کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی طرف متوجّہ تھے، اور اللہ سبحانہٗ کے فضل سے وہ اپنے اصل مرتبہ تک، جو عرش سے اُوپر ہے، عُروج کرتے ہیں، اور وہاں سے اپنے بلند مرتبے کو، جو نُورِ محمدی کا مرتبہ ہے، پہنچ کر ایسے مرتبے پر پہنچتے ہیں کہ لامکان بلکہ کل مکان، ان کے کمالات کے ظہُور کی وجہ سے دُوسرے مرتبے پر ہوتا ہے اور اس کے بعد ان کی حقیقی استعداد اللہ تعالےٰ کے فضلِ محض سے ظہُور فرماتی ہے، اور اللہ سبحانہٗ نے انہیں اپنے کلامِ پاک سے بغیر کسی وسیلے کے فیض یاب فرمایا، پس برکتیں دینے والے ربّ ارباب نے اپنے قابلِ سماع کلام کو اس دُنیاوی لباس سے عُروج بخشا، اور اس مرتبۂ عالیہ پر جو تمام مخلوقات کی تخلیق کے آغاز میں تھا، پہنچا دیا۔ اور چونکہ اللہ تعالےٰ کے کلام کا یہ مرتبہ اس کی ذات سے الگ نہیں، اس لیے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ کی ذات کو کیفیت اور جہت کے بغیر دیکھا اور اللہ تعالےٰ سے لفظ اور آواز کے بغیر کلام کیا۔ اور یہ بیان اس مرتبے کے بارے میں ہے، جس کے متعلق مُحبّ بیان نہیں کرتا۔

مکتُوب : ۶۰

سوال : اللہ دِیں کی طرف سے عرض کیا گیا :۔

marfat.com

Marfat.com

قطعہ

اے فخرِ بشر کہ در بلا ہا مددی — وز خُلقِ حسن شفیعِ ہر نیک دبدی
در چاہ ضلالتم پریشاں حالم — فریاد رسا بخُند بیدی بیدی

ترجمہ :۔ اے فخرِ بشر، تو ہی مصائب میں مددگار ہے، تو اپنے نیک اخلاق سے ہر اچھے اور بُرے کی شفاعت کرنے والا ہے میں پریشاں حال گمراہی کے گڑھے میں پڑا ہوں، اے فریاد کو پہنچنے والے مجھے ہاتھوں ہاتھ پکڑ لے۔

اگرچہ یہ حقیر شخص رتی بھر قابلیت نہیں رکھتا لیکن پھر بھی کریموں کے لیے مدد کرنا مشکل نہیں۔

جواب : اب جب کہ تم فقیروں کی صحبت میں پہنچ گئے ہو، سرِ تسلیم خم کر دو۔ ذکر و تسبیح میں مشغول رہا کرو۔ جو کچھ تمہارے نصیب میں ہے، اپنے وقت پر ظاہر ہو جائے گا۔ کام یہی ہے کہ اپنی ذات کو درمیان سے خارج کر دو۔

مکتوب : ۶۱

اللہ دینؒ کے نام لکھا گیا۔

تمام تعریف اُسی واحد اللہ کے لیے ہے۔ میرا بھائی اللہ دینؒ تکمیلِ دین کے لیے کمربستہ رہتا ہے اور تلخی کی تیزگی سے جو حالتِ یقین میں پوشیدہ ہوتی ہے اور ظہورِ بسط میں، جو آرام و دل جمعی کا سبب ہوتا ہے، تاخیر کی وجہ سے پریشان نہیں ہوتا۔ محبت کرنے والے کو آرام و لذت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا اور اگر لذت و آرام مل بھی جائے، تو سالک کو اس استعدادِ ضعیف کو ضبط میں رکھنے کے لیے تسلی دیتے ہیں قبضِ محمود جلال کا جلوہ ہے جو بارگاہ کے آخر میں ہے اور دراصل کو ہر قسم کی جمعیت و آرام سے، جو سالک کی تسلی کے لیے ظہورِ جمال ہے، سے ہٹا کر آخر کار مکمل خلوت سے

Marfat.com

ہم کنار کرتی ہے، اور حیرت اور بے چینی میں مبتلا کر دیتی ہے جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے ؎

بدرد و یقیں پردہ ہا راخیال　　نماند سرا پردہ اِلّا جلال

ترجمہ:- دردِ و یقیں کی بدولت خیال کے پردوں کے لیے سوائے جلال کے کوئی بارگاہ نہیں رہتی.

میں اس بات کو ذرا زیادہ وضاحت سے بتاتا ہوں کہ قبضِ محمود انتہائے نایافت کی حقیقت کا ظہور ہے اور بسیطِ بلندی، منوسط یافت کا آغاز ہوتا ہے ع بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا (ترجمہ) فرق دیکھئے کہ کہاں سے کہاں تک ہے)، "ہر نہایت اپنے آغاز کی طرف لوٹتی ہے" کا مطلب یہی ہے. جب تک سالک کو لذت و جمعیت حاصل رہتی ہے اُسے فنا سے کوئی غرض نہیں ہوتی، اگر فنا ہو بھی، تو وہ محض خیالی ہوتی ہے، کیونکہ بشریت کا تتمہ اس کی بغل میں ہوتا ہے اور فنائے حقیقی میں بشریت کا معدوم ہو جانا موجود ہوتا ہے، جو جلال کی سطوتوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ پس سبحان اللہ. اس تحقیق سے ظاہر ہو گیا، کہ محبت کرنے والے کے لیے حقیقی جمعیت خاطر اسی جمعیت میں ہے اور وہ حیرت و سرگردانی ہے. جس نے چکھا نہیں اُس نے سمجھا نہیں۔

فائدہ: اے سعادت مند! نفی و اثبات کے بارے میں تحقیق کی خاطر لکھا گیا ہے، اس عبارت کو سمجھ کر اس پر عمل کر ؎

"تا بجاروبِ لا نروبی راہ　　نرسی در سرائے اِلّا اللہ

ترجمہ: جب تک تو راستے کو لا کے جھاڑو سے صاف نہیں کرے گا، الا اللہ کے گھر تک نہیں پہنچ سکے گا.

لفظ 'لا' سے نفس کے مقام سے، جو زیرِ ناف ہے، خیالات کے گرد و غبار

Marfat.com

کو، جو جھوٹے خدا ہیں، دائیں بائیں سے سمیٹ کر، اور اس میں ضمناً جو خباثتِ نفس داخل ہو گئی ہو، جس نے دِل اور رُوح کو اپنا محکوم بنا لیا ہو، اُسے اکٹھا کر کے راز کے مقام پر، جو سینہ ہے، راز کے سامنے جو تمام مراتب کا سردار ہے، حاضر کر کے، وہاں سے خفی اور اخفیٰ کے مقامات تک جو علے الترتیب پیشانی اور دماغ ہیں، لے جا کر 'لا' کے جھاڑو کے نیچے، جھوٹے خداؤں سے جو کچھ جمع ہو چکا ہو، دائیں طرف مُنہ کر کے پشت کی طرف پھینک کر دستِ ہمّت کو توحید کے الف سے مضبُوط کر کے، "اثبات" کے الف سے دل پر شدّت کی پیش سے، لام کے ساتھ ملا کر ضرب لگانی چاہیے. چونکہ ایک دفعہ کی جاروب کشی سے، یعنی بار بار کرنے کے بغیر، کام مکمل اور راہ صاف نہیں ہوتا، اس لیے حبسِ دم کو جو مختلف خداؤں کے ذرّات کو، ضبط کر کے جھاڑو کی زد میں لانے والا ہوتا ہے، اختیار کر کے بار بار اس کی ورزش کرنی چاہیے، حتیٰ کہ یا تو کام مکمل ہو جائے، یا جان نکل جائے، اور شہادت حاصل ہو جائے۔

میرے عزیز! لکڑی کا جھاڑو تو محض عارضی گرد و غبار کو سمیٹتا ہے، لیکن اگر اصل غبار کو جو ذرّاتِ زمین پر مشتمل ہے، اٹھانا ہو. تو اس کے لیے طویل عُمر چاہیے، اور پھر یہ لکڑی کا جھاڑو تھوڑی سی مدّت میں ہی پرانا ہو کر ٹوٹ پھوٹ جائے گا. اس سے معلُوم ہوا کہ جب تک سالک کو عطا کردہ جسم نہیں دیا جاتا، اس وقت تک اصل بشریّت کے غبارِ غم سے رہائی نہیں ہو گی. یہی وجہ ہے کہ اصل بشریت کا زوال، عطا کردہ وجُود کے سُپرد کرنے کے بعد ہے اور وہ ولایتِ انبیا کا مرتبہ ہے۔ ان پر دُرود و سلام. اللہ کا فضل چاہیے تاکہ وہ کمال کا دروازہ کھول دے. عجیب زمانہ آیا ہے کہ نفی و اثبات کا رستہ جسے گزشتہ دَور کے بزرگ پندرہ بلکہ بیس سال تک طے کرتے رہتے تھے. اس زمانے میں اس سے ایک ماہ کے اندر ہی بعض

Marfat.com

کے دماغ میں خلل پیدا ہو جاتا ہے اور بعض کی ہمت حیلہ گری کی طرف راغب ہو جاتی ہے اور نفی و اثبات کو ایک فالتو کام سمجھ کر ان کے لیے اس سے تعلق پیدا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ مبتدی، متوسط، اور منتہی کا ایمان ہی نفی و اثبات سے ہے اللہ کسی شخص پر اس کی ہمت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، اس کے فضل کی اُمید، بغیر کسی بہانہ کے رکھنی چاہیے اور طاقت کے مطابق کوشش کرتے جانا چاہیے۔

فضیلت مآب شیخ بدرالدینؒ اور فقرا کی تمام جماعت کو اور فقیرزادوں کو اس احقر کی طرف سے سلام و دعا کہیں۔ تاکہ 'بے حیثیتی' سے 'حیثیت' کی حالت میں آجائے۔

مکتوب : ۶۲

حقائق و معارف سے آگاہ حاجی محمد امینؒ کے نام۔

حمد و صلوٰۃ اور سلام کے بعد جامع علوم حاجی صاحبؒ کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کے مکتوب شریف کے ملنے سے عزت افزائی ہوئی۔ اس مکتوب نے دقیق نکات سے مطلع کیا۔ حضرت مجددؒ کے ایک مکتوب کے بعض معانی کی تحقیق کے بارے میں استفسار کیا گیا ہے۔

وصولِ نظری اور وصولِ قدمی میں فرق پوچھا گیا ہے، مجھ جیسے کم فہم اشخاص کو اتنی ہمت کہاں، کہ اپنے خط میں ان دونوں کے درمیان، جو فرق ہے، اُسے بیان کر دوں۔ اور اس بیان کی شرح کر دوں۔ لیکن ضرورت کے ماتحت اپنی ناقص سمجھ کے مطابق عرض کیے دیتا ہوں۔

یہ بات واضح ہے، کہ 'سلوکِ صوفیہ' سے مراد 'علمی حرکت' ہے، زمین یا آسمان

marfat.com

Marfat.com

کے فاصلے طے کرنا نہیں، کیونکہ "بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، خواہ ہم کہیں بھی ہوں"۔ اور علمی حرکت سے مراد علم کو تاریکی کے بعض ان پردوں سے نکالنا ہے، جو علم کے ساتھ پیدا ہو جاتے ہیں، اور اس تک رسائی کرنا ہے۔ کیونکہ اس کے وسیلے میں "اصل زعم" (قیاس اصلی) حائل ہوتا ہے۔ لیکن تیرگی کے پردوں کو چاک کرنے والے نورِ علمی کے دو درجے ہیں۔ ایک یہ کہ کیا یہ شخص اس مرتبہ کا اہل ہے کہ وہاں اقامت کر سکے؟ دوسرا یہ کہ استعدادِ عالی کے مالک کو بغیر اس کے کہ ابھی اُسے اس مرتبہ سے نکل جانے کی قوت عطا ہو، اس پر اس مرتبے کے اُوپر سے جلوہ دکھاتے ہیں اور اس کے فوراً بعد یا کچھ عرصہ بعد اسے پھر پہلے مرتبے میں لے جاتے ہیں اور اس سے چھُپ جاتے ہیں یا اس سے تھوڑی سی آگاہی رکھتے ہیں، حتیٰ کہ یہی آگاہی اسے کھینچ کر اُوپر لے جاتی ہے، چنانچہ وہ وصولِ مقامی جس کا یہ شخص اہل اور جس میں قیام کرتا ہو، وصولِ قدمی ہے اور جس وصولِ مقامی کو اس نے جلوہ کے ذریعے دیکھا ہو، وصولِ نظری ہے۔ چنانچہ معلوم ہونا چاہیے کہ عُروج کے مراتب میں جب تیرگی کے پردوں کو پُوری طرح دُور کرنا حاصل ہو جائے اور کسی تیرگی کے شائبہ کے بغیر اصل الاصُول تک رسائی ہو جائے، تو اس عرصہ میں وصولِ نظری سے جو عُروج کے وقت حاصل ہو جائے فارغ ہو جائے، وصولِ نظری کیلئے جو نزُول کے مراتب میں رونما ہو، تیار ہو جائے۔ پہلے وصولِ نظری میں "میں اللہ اللہ کی طرف سَیر ہے اور دوسرے وصولِ نظری میں اللہ سے اللہ تک کی سیر اشیا کے اندر ظہُور فرماتی ہے۔ اس لیے اصحابِ عُروج میں اسی نسبت سے فرق ہوتا ہے۔ اور اسی طرح اصحابِ نزُول آپس میں فرق پیدا کرتے ہیں جیسا کہ ان مراتب والوں پر مخفی نہیں، پس خواہ یہ نظری اوّل ہو خواہ نظری ثانی، اس کا حامل دُور سے جلوہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ صاحبِ قدم، حق الیقیں کا مالک ہوتا ہے اگرچہ

Marfat.com

وہ نسبی ہو۔ اور صاحبِ نظر عین الیقیں یا علم الیقیں کا مالک ہوتا ہے اور صاحبِ عُروج کو حقیقی حق الیقیں کا حصُول تمام تیرگیوں کو دُور کرنے کے بعد متحقق ہوتا ہے، اور صاحبِ نزُول کو حق الیقین کا حصُول اس ساری جہالت کے دُور ہونے کے بعد ہوتا ہے، جو حقائقِ اشیا کی تفصیل میں حائل ہوتی ہے۔ چنانچہ پہلا، کمال کے حساب سے ولایتِ انبیا میں رکھی ہے اور دوسرا، کمال کے حساب سے نبوّتِ انبیا میں اکمل ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

مکتُوب: ۶۳

حضرت پیر دستگیرؒ کے ارشادِ الہامی کی تحقیق میں۔

حضرت پیر دستگیر بنوریؒ کے الہامی ارشادات کی تحقیق میں، جن کے کمالات کے نُور کی بدولت قصبۂ بنوؔر، پُرنور ہے اور جہاں کے نُور کی وجہ سے انشا اللہ اطرافِ عالم، قیامت تک منوّر اور مسرت آمیز رہیں گے۔ اور اس کی سرُور آوری پر مجھے بھی فخر ہے بلکہ ہر اس کو ہے، جو حُور و قصُور کا وارث ہے نفس، بدن کی روح سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی اِنسانی رُوح عالمِ ارواح میں اپنی انتہائی لطافت کے ساتھ موجود تھی۔ اور جو کچھ اس کی نُورانی قابلیتوں کا تقاضا تھا، ان کی انتہائی پوشیدہ لطائف کی بدولت عناصرِ اربعہ عرش کے نیچے غیر مفصّلہ پیدا تھے اور ان کی تیرہ اور مفصلہ حیثیات کی وجہ سے کمالات کا ظہُور خفیہ تھا، اور ان دونوں مرتبوں کی تخلیق یعنی رُوح اور عنصر، اللہ تعالےٰ کی حکمتِ بالغہ سے حق سبحانہ وتعالےٰ کے مراتب کے ظہُور اور جلوہ گری کے لیے تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے پہلے عنصرِ مجمل کو آسمانِ دنیا کے نیچے الگ کیا اور جب ہر رُوح کے خاص بدن کو ان عناصرِ اربعہ سے ترتیب دے لیا، تو روحِ مذکور کو بڑے اعزاز سے ایک معیّن

Marfat.com

وقت پر اس بدن کے اندر پھونکا۔ ان دونوں مرتبوں یعنی روح اور بدن کے اجتماع کے بعد، اس میں ایسی قابلیتیں پیدا ہوتی ہیں جو نور کو گھٹاتی اور جسم کی تیرہ حیثیات کو بڑھاتی ہیں، چنانچہ انہیں عالمِ برزخ میں ظہور بخشا گیا اور چونکہ صرف اپنے مرتبہ کی جدائی اور تنہائی کی وجہ سے ان کی خصوصیت کا خاص ظہور تھا اور ایک کو دوسرے سے کوئی سروکار نہ تھا اور ان دونوں مرتبوں کی تخلیق میں حکمتِ بالغہ کے تقاضوں کا ظہور، جو ظاہر کرنے اور ظاہر ہونے کے لیے تھا، ان دونوں کے امتزاج کی ترکیب کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا، اس لیے ان دونوں یعنی روحانی قابلیتوں اور جسمانی قابلیتوں کے ظہور سے عین برزخیت میں چاند کی طرح ایک واحد صورت میں ان دونوں مرتبوں یعنی مرتبۂ روح اور مرتبۂ بدن سے ایک تیسرا عالم پیدا کیا گیا اور اس کا نام نفس رکھا گیا۔ یعنی ذاتِ مقدس کا مظہرِ کامل جس میں جمالی قابلیتیں ہیں، جو نورانی مخلوقات کی موجودگی کا باعث ہیں، اور جلالی قابلیتیں بھی جو تیرگی کی حیثیات کا مظہر ہیں۔ چونکہ بدن کے مکان کے اندر روح بالکل پوشیدہ ہوتی ہے، اس لیے اس کی قابلیتوں کا ظہور بھی پوشیدہ ہوتا ہے اور بدن کی حیثیت غالب ہوتی ہے۔ جب تک اس کا یہ استکبار دور نہیں ہو جاتا۔ نفس کفر کرنے اور حکم دینے میں لگا رہتا ہے اور جب اللہ تعالےٰ کے فضلِ عام سے نورِ جمال یعنی صفاتِ لطیفہ کا ظہور ہوتا ہے، تو پھر تیسرا حصہ یعنی انانیت وغیرہ زوال پذیر ہو جاتا ہے اور نورِ ایمانی سے مومن کا سینہ کھل جاتا ہے اور نفس کے اس مقام کو ملامت سے یاد کیا جاتا ہے۔ (یعنی نفس امارہ، نفس لوامہ بن جاتا ہے اور دنیاوی خواہشات رکھنے کی بجائے گناہوں پر ملامت کرتا ہے)۔ اور جب اللہ تعالےٰ اپنے کرم سے اس ظہورِ عام کے بعد، ظہورِ خاص سے اُسے حقیقتِ انسانی کی خلعت پہناتا ہے اور جو کچھ جاننے کے قابل ہے اُسے بتاتا ہے۔ اور اس کے

Marfat.com

باقی دو حصّوں کی پرورش کی جاتی ہے، تو اُس وقت نفس کو نفسِ مُلہمہ کہا جاتا ہے۔ اور یہ مرتبہ ولایتِ اولیا تک کا ہو سکتا ہے اور چونکہ اولیائے امّت کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی و اطاعت میں نبی کی ولایتِ معصُومہ کے کمالات میں سے حصّہ حاصل ہوتا ہے، اگرچہ حصّہ ملنے کے بعد وہ نہ تو معصُوم ہو گا اور نہ معصُوم جیسا، اس لئے اللہ تعالےٰ، سنّت کی پُوری پُوری پیروی کرنے کے طفیل، اُسے نُور سے منوّر اور پُرکھ دیتا ہے اس مقام پر اس ازلی نیک بخت کو نفسِ مُطمئنّہ کہتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اے نفسِ مُطمئنّہ! اپنے ربّ کی طرف اِس طرح لوٹ کہ تُو ربّ سے راضی ہو اور ربّ تجھ سے راضی ہو۔

میرے عزیز! اس وقت یہ نادرِ زمانہ، نفسِ لطیفہ قابلِ تعریف و مدح ہو گا۔ کیونکہ جاہلیت کے وقت تمام رُوحانی لطائف پر اسمائے قہریہ کے مظہر کے قریب ہونے کی وجہ سے عناصر کو غلبہ حاصل تھا، اس وصل کے عالم میں دُوریاں دُور ہوتی جاتی ہیں۔ ایسے وقت میں کمال اطمینان کے بعد اسمائے لطیفہ کا مکمّل مظہر ہونے کی بدولت، جو اس کی تخلیق کا مقصُود ہے، وہ ذاتِ مقدّس سے واصل ہو جائے گا۔ اور اس پر قُربتوں کا دروازہ کھُل جائے گا۔ اس مقام پر اس حدیث کا مفہوم سمجھنا چاہیے کہ تمہارے جاہلیت کے نیک، اسلام کے بھی نیک ہوں گے — اگر غور کیا جائے!

مکتُوب: ۶۴

حاجی الحرمین حاجی محمّد امینؒ کے نام۔

حاجی الحرمین الشریفین حاجی محمّد امینؒ کی خدمت میں سلام کے بعد عرض ہے۔ میں نے ایک سابقہ مکتوب میں لکھا ہے کہ کلمہ صاحبِ نظر، حق الیقین نہیں، بلکہ

Marfat.com

میں نے صاحبِ قدم اہل حق الیقیں، صاحبِ نظر اہلِ عین الیقیں یا اہلِ علم الیقیں لکھا ہے اور چونکہ صاحبِ نظر کے لیے تتمۂ سلوک باقی ہوتا ہے اور عین الیقیں اور علم الیقیں والے دونوں راہ میں ہوتے ہیں، اس لیے لاچار وہ ان دونوں میں سے ایک ہوگا۔ اور اس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور وہ جو حضرت مجدد نے مکتوب میں لکھا ہے، برحق لکھا ہے اور اہلِ تحقیق کے نزدیک یہ ایک اصول ہے کہ سالک کو عروج کی راہ میں جو تفاصیل پیش آتی ہیں، اور جب وہ تیرگیوں سے گزر کر اصل تک پہنچ جاتا ہے، تو ایسے مقام پر حق، حق کی طرف ترقی کرتا ہوا بڑھتا ہے۔ اگرچہ اس کی ابتدا سلوک یا جذبہ سے ہوتی ہے لیکن جذبہ و سلوک کے مرحلے طے کرنے کے بعد حق تک پہنچ جاتا ہے، جبکہ ترقی کا تتمہ ابھی باقی ہوتا ہے، اگرچہ وہ شروع اصل میں ہوتا ہے اور سلوک و جذبہ کو روک کر حق سے ابتدا کرتا ہے، حالانکہ اس جگہ تک پہنچنے کے لیے سلوک و جذبہ طے کیا ہوتا ہے۔ پس اس سے جذبہ و سلوک متحقق ہوگیا۔

اور مکتوب مع ہدیہ کے مل گیا، دعا اور فاتحہ پڑھی، توقع ہے کہ اس طرح معانی کی تحقیق اور بزرگوں کی عبارتوں سے آپ بہرہ یاب ہوتے رہیں گے۔ فقیر زادوں اور شیخ موسیٰ جیوؒ کی طرف سے سلام عرض ہے۔

مکتوب : ٦٥

اللہ سبحانہ کے کلام کی تحقیق کے بارے میں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید[1]، سات حروف یعنی سات قراتوں

---

[1] معلوم ہونا چاہیے، کہ قرآن مجید کے کلام کے سات مرتبے ہیں تین مرتبے وجوبی، اور چار مرتبے امکانی تین وجوبی مرتبے یہ ہیں۔ وجودِ کلام، نورِ کلام اور ظہورِ کلام لمتکلم پر۔ اور چار امکانی مرتبے یہ ہیں۔ اول نفسِ مدعا، کہ حرف و آواز اگرچہ نورانی ہوں اسکی گنجائش نہیں رکھتے سو تم حرف و آواز نورانی جس سے حضرت جبرئیلؑ کو حصہ ملا، چنانچہ کہا گیا "جبرئیل نے آواز سنی... الخ" یہ دو مرتبے اگرچہ مخلوق ہیں، لیکن ان میں کسی مخلوق کو کوئی تصرف حاصل نہیں سو تم حرف و آواز جبرانی۔ جیسا کہ حضرت جبرئیلؑ کا فرشتوں کی زبان میں بات کرنا جبکی سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور کو کوئی اطلاع نہ تھی چہارم حرف و آوازِ جسمانی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صحابہ کرامؓ سے اپنی طرف سے اضافہ کے ساتھ بیان کرنا۔

Marfat.com

پر نازل کیا گیا ہے۔ چنانچہ تمام قاری حضرات کے نزدیک یہ تحقیق شُدہ بات ہے اور اس کے معانی بھی سات طرح کے ہیں۔ اور علمائے ظاہر کے مطابق بھی یہ بات پکّی ہے اور اہلِ باطن کی دو تحقیقات ہیں سے ایک تحقیق کے مطابق ہے اور ہفت بطن (معنی) کی دوسری تحقیق بھی اہلِ باطن کی ہے اور اس دوسری تحقیق کی تفصیل حضرت پیر بنوری قُدّس سرّہٗ کے نزدیک اس طرح ہے: اللہ تعالےٰ کے کلام کے تین مرتبے ازلی اور قدیمی طور پر درجۂ وجُوب میں ہیں، اور ان تینوں مرتبوں کا نام وجُودِ کلام، نورِ کلام اور ظہورِ کلام ہے۔ ان تینوں مرتبوں کا متکلّم اپنی تمام قابلیتوں کے ساتھ کسی اور کے وجُود کے بغیر جانتا ہے۔ اور یہ تینوں مرتبے دوسرے چار مرتبوں کی مظہریّت کے ساتھ، جو مخلُوق اور مُحدَث ہیں، عالمِ اصل الاصُول، عالمِ انوار، عالمِ اجرام اور عالمِ اجسام میں ظاہر ہیں۔ ان میں سے دو مخلوق واسباب کے واسطے کے بغیر مخلوق ہیں۔ ایک نفسِ مدعا ہے جو حرف وصَوت کے لباس کے بغیر ہے، نہ نُورانی اور نہ غیر نورانی۔ یہ نُورِ اوّل کی مظہریّت کے طفیل ہے اور مظہریّت اوّل کے ذریعے وہ تین مرتبے بغیر کسی پردے کے وُجُوب کے سامنے ہیں، چنانچہ اہلِ صفا پر "القاء سِرّی" (پوشیدہ القا) اس پر گواہ ہے۔ دُوسرا نورانی حرف وصَوت ہے، جو عالمِ ارواح میں ان مراتبِ وجُوب کی جامعیت کا مظہرِ ثانی ہے، جسے حضرت جبرئیلؑ نے سُنا۔ چنانچہ عقیدہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے اللہ کے کلام کو آواز سے سُنا یا جیسا اللہ تعالےٰ نے چاہا، مثلاً اہلِ نُور کے دل میں بات ڈالنے کی طرح۔ اور کلام کے چار مظاہر میں سے دو مخلُوق کے واسطے سے مخلُوق ہیں، ان میں سے ایک جسمانی حرف وصَوت، جس کا حضرت جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ پر ظہور کیا۔ اگرچہ آنحضرتؐ اللہ تعالیٰ کے کلام کا ظہور غیر کے واسطے سے نفسِ مدعا کے لیے ہے، جیسا کہ اُوپر تحریر کیا گیا، اور حدیث کہ "آدم کی بنیاد پانی اور کیچڑ پر رکھی گئی"، اس مفہُوم پر گواہ ہے اور دوسرے درجہ پر آنحضرت کے جسمانی حرف وصوت

marfat.com

Marfat.com

ہیں، جن کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام بلند مراتب کے ساتھ اس کلام کو قیامت تک کے لیے تمام مخلوقات پر ظاہر کیا۔ پس جو کچھ ہمارے پاس محفوظ ہے، وہ مذکورہ بالا مظاہر کے طفیل ہے، وہی اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ کچھ اور نہیں اور اس کا محفوظ ہونا، قاری کی قرأت کے احاطہ سے پاک ہے جس طرح ہمارے احاطہ کے باہر اللہ تعالےٰ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کو بے کم وکاست سمجھنا چاہیے۔ پس سمجھیے۔

مکتوب: ۶۶

"تحیّر فی ذاتِ سواہ" کے ضمن میں:

پاک ہے وہ ذات جس کے بارے میں کسی نے سوچ بچار کی، اور وہ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے اور پاک ہے وہ جو اپنے ذات کو چھوڑ کر اس کی ذات میں متحیر ہے۔ یعنی اللہ سبحانہ کی جناب میں عین حالتِ ایمان میں مقام بلند کی "نایافت"۔ تحیّر کے معنی نایافت: (نہ پانا) ہے اس لیے نایافت سے پہلے جس کی آپ کو تعلیم حضوری تھی، اور وہ حضوری ظلی تھی اور "یافت" کے ساتھ جمع تھی اور چونکہ یافت کے معنی، ادراک (پانا) ہے اور ادراک کو اللہ تعالےٰ تک رسائی نہیں، خواہ یہ ادراک خفی ہو۔ اس کے بعد "نایافت" کی تعلیم نفیِ ذات کے لیے ادراک کا احتمال رکھتی ہے، نفیِ حضور کا نہیں، جس وقت سالک نفیِ یافت کی تعلیم کے بعد 'نایافت' میں مشغول ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ حضوری کو کم کر دیتا ہے اس وقت پھر حضورِ تعلیم سے گزر کر عین نایافتِ حضور میں جو وصول بتری کا خلاصہ اور اصلیت یا نایافت کے دائرہ میں داخل ہے، شامل ہو جاتا ہے چنانچہ نایافت۔ آخرت میں رویتِ بصری حاصل کرنے کے بعد ثابت ہو جاتی ہے البتہ اس جگہ "یافت" ہے جس کا تعلق تجلی سے ہے، ذات پاک سے نہیں۔ جب ذاتِ پاک

Marfat.com

پاک سے تعلق ہوگیا، تو گویا نایافت کو ظاہر کر دیا گیا۔ اس لیے چاہیے کہ عین نایافتِ شہود میں نورِ ایمان کی بدولت اللہ تعالےٰ کی حضوری سے جو حاصل ہونے والی یافت سے پاک ہے۔ بہرہ ور ہو کر غفلت سے احتراز کرے۔

پس تحریر: اگر کوئی شبہ ہے۔ تو انشا اللہ ملاقات کے بعد روبرو دور کر دیا جائے گا۔ مختصر یہ ہے کہ حضوری کی طرف توجّہ کیے بغیر محض "نایافت" میں وقت گزارنا چاہیے، یہاں تک کہ مطلوب کے بغیر توجہ قائم ہو اور حق کی حضوری غالب آجائے۔

مکتوب: ۶۷

میاں عبدالہادیؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

بے غرض دوست کی طرف سے مکتوبِ محبت آمیز نہایت اچھے وقت میں ملا۔ مضمون سے آگاہی ہوئی۔ وبا کے پھیلنے کے متعلق لکھا گیا تھا۔ اور بچوں کی سلامتی مطلوب تھی۔ میرے مشفق! کوئی شے تقدیر سے بے نیاز نہیں کر سکتی۔ اور موت ہر ایک کو ایک ایسے طریقے سے بہرحال آتی ہے جو مقدر ہو چکا ہو۔ اس کا ٹالنا ممکن نہیں۔ ہاں اگر کم اندیشوں کی تسلی کی خاطر تعویذ یا علاج کرتے ہیں، تو یہ موت کا علاج نہیں، بلکہ وہ تسلی نامہ ہوتا ہے، جو اس کے حال کے لیے ہوتا ہے پوشیدہ امر کے ظہور کو روکنے کے لیے نہیں، بلکہ صرف اس لیے کہ غم میں پریشان نہ ہو۔ دانا آدمی کو چونکہ معلوم ہوتا ہے کہ موت کا کوئی علاج نہیں، اس لیے وہ تعویذ طلب نہیں کرتا۔ البتہ بعض امراض کا علاج اللہ نے دوا سے کیا ہے اور موت ہرگز کسی ایک شے میں نہیں۔ یہ ایک ہی بار ہے۔ بار بار نہیں آتی۔ ہم نے آپ کو اور آپ کے فرزندوں کو خالقِ موت کے سپرد کیا۔ خدا آپ کو صبر و شکر عطا فرمائے۔

آپ نے چند مسائل کے متعلق لکھا ہے۔ تو میرے مشفق! فرائض ہر حالت میں فرض

Marfat.com

ہوتے ہیں، کسی اور کی طرف سے ادا کرنے سے ادا نہیں ہوتے۔ البتہ نوافل جس کسی کے لیے چاہے، وہ اپنا ہو یا بیگانہ، خواہ تمام، خواہ آدھے، خواہ تہائی، عطا کرنے کے مطابق پہنچائے جاتے ہیں۔ اور ان کا ثواب پہنچتا ہے۔

وقتی نکاح (متعہ) ہمارے مذہب میں باطل ہے۔

بعض روایات میں دفن کرنے کے بعد راستے سے لوٹ کر کسی چیز سے میت کی امداد کرنا جائز سمجھا گیا ہے۔ لیکن جمہور کا یہ طریقہ نہیں۔

قبروں پر چراغ جلانا بدعت ہے، ہاں اگر کوئی ضرورت پیش آجائے، تو جائز ہے۔

جس عورت کو ایک یا دو بار، پانچ روز یا سات روز کی عادت ہو، اور بعد میں عادت سے تجاوز کر جائے، تو یہ دیکھنا چاہیے، کہ اگر مدتِ حیض اکثر اوقات کم ہو جائے، تو اس صورت میں پہلی عادت ختم ہو جائے گی اور اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور اگر مدتِ حیض اکثر اوقات بڑھ جائے، تو پہلی عادت ہی معتبر رہے گی۔ ایامِ حیض عادت کے مطابق گنے جائیں گے۔ اور زیادتی کے دنوں کی نمازیں قضا ہوں گی اور ان کا ادا کرنا ضروری ہوگا۔ مثلاً عام عادت پانچ دن کی ہے اور بعد میں سات یا آٹھ یا دس دن میں پاک ہو اور پھر یہ عادت بن گئی۔ تو یہ تمام دن ایامِ حیض شمار ہوں گے اور باقی تمام دن ایامِ استحاضہ شمار ہوں گے۔

مُردے کے ساتھ کاغذ لکھ کر رکھنا منع ہے البتہ اگر خشک انگلی سے میت کی پیشانی یا سینہ پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھنا چاہے، تو یہ برکت کے لیے ہے۔

ولد الزنا کا جنازہ درست ہے۔

ہلالی کی رات یا عید وغیرہ کے دن مبارک باد دینے کی تیاری میں غلو کرنا اور اسے لازم کرنا یا جمعہ کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا یہ تمام باتیں ممنوع ہیں اور لوگوں کو اس سے منع کیا گیا ہے ملاحظہ ہو شرحِ کافی "باب المکروہات"

Marfat.com

مکتوب : ۶۸

میاں عبدالہادیؒ کے نام

برادرم میاں عبدالہادیؒ کی خدمت میں سلام. خط ملا. سفارش لکھ کر دے دی گئی.

اور عنین (نامرد) کے بارے میں جو مسئلہ پوچھا گیا، تو عنین وہ ہوتا ہے جو عورت کے قابل نہ ہو، یا شادی شُدہ عورت کے تو قابل ہو، مگر کسی دوسری عورت کے قابل نہ ہو. اس لیے اگر عنین خلوتِ صحیحہ کے بعد عورت کو طلاق دے، تو اس پر پُورے حق مہر کی ادائیگی لازم ہے اور عدّت واجب ہوگی اور اگر خلوتِ صحیحہ کے بعد عورت مجامعت کا انکار کرے، تو اگر وہ کنواری ہے، تو دو سری عورتیں اس کا ملاحظہ کریں، اگر اس کا کنوارپن زائل ہو گیا ہو، تو پھر مجامعت ثابت ہو گئی اور اگر عورت کنواری نہ ہو، تو پھر شوہر کی بات یا قسم مانی جائے گی. خلوتِ صحیحہ وہ ہے کہ عورت جو مرض سے اور حَیض سے پاک، رمضان کے سوا دوسرے ایّام میں اپنے شوہر کے ساتھ کسی خالی مکان میں، جہاں کوئی دوسرا نہ جا سکتا ہو، رہے. یہ خلوت حکمِ مجامعت رکھتی ہے اس لیے عِدّت کے ایّام لازمی ہیں.

مکتوب : ۶۹

اللہ سبحانہ کی ذات وصفات کے مرتبہ کی تحقیق میں.

اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات کا مرتبہ اپنے تمام ذاتی اور صفاتی کمالات کے ساتھ ازلی وابدی ہے اور ذاتی وصفاتی شانوں کے کمالات کے اسرار پوشیدہ ہیں اور صرف اللہ تعالےٰ کی بلند ذات کو معلوم ہیں، اور کوئی شے اس کی ذات سے دُور اور اس کی معلومات سے پرے نہیں. اللہ تعالےٰ کے یہ مرتبے مختصر یا تفصیل کے

Marfat.com

ساتھ ظہورِ خارجی کے لیے کسی شے کے محتاج نہیں، اور اس کے حُسن کا تقاضا، اس کی ہر صفت اور ہر شان کے بارے میں عالم و بصیر ہے، لیکن چونکہ ہر صفت کا حُسن اپنی ظاہریّت کے باوجُود، خارجی ظہُور کے تقاضا کرنے کی حد تک اللہ سبحانہ کے علم میں ہے، اور ہر صفت کے حسن کا یہ تقاضا، ظہُورِ اظہر کا مقتضیٰ کہلاتا ہے، اس لیے اپنے انتہائی استغنا کے باوجُود، اس نے ذاتی و صفاتی شانوں کے اقتضا کے مطابق اپنے خارجی اور عدم سے وجود میں آنے والے مرتبے کو اس عالمِ شہُود میں ظاہر کیا۔

جاننا چاہیے کہ اللہ سبحانہٗ کی صفات کے دو مرتبے (پہلُو) ہیں۔ ایک لطیفہ اور دوسرا قہریہ۔ حُسنِ صفاتِ لطیفہ کے تقاضے کے مطابق، اس کے مظاہر دنیا میں ظاہر ہوئے۔ چنانچہ اس دنیا میں ایمان و اطاعت اور اوامر کی تعمیل اور نواہی کے اجتناب میں سے جو کچھ ہے، وہ سب حُسنِ صفاتِ لطیفہ کا ظہُور ہے اور اس ظہُور کی جزا آخرت میں جنّت الفردوس میں مستقل قیام اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا ہے، اور اس مقام کی تمام نعمتوں میں افضل و اعلیٰ نعمت، اللہ سبحانہٗ کا دیدار ہے۔

اسی طرح حُسنِ صفاتِ قہریہ کے مظاہر بھی اللہ تعالےٰ نے دنیا میں پیدا کیے ہیں، چنانچہ جو کچھ کُفر اور گناہ اور اللہ کے حکم کی نافرمانی وغیرہ دنیا میں ہے، وہ سب حُسنِ صفاتِ قہریہ کا ظہُور ہے اور اس ظہُور کی جزا کے مراتب آخرت میں جہنّم میں مستقل ٹھکانہ اور طرح طرح کے عذاب ہیں، اور ان میں سے سب سے بڑا عذاب اللہ سبحانہٗ کے دیدار سے محرُومی ہے۔

اے عقل مند! خبردار۔ اگر تو اس ذاتِ پاک کی صفاتِ لطیفہ کے حُسنِ کمالات کے کا مظہر ہے، تو اس معرفت کو عرفاں کی نظر سے دیکھے گا اور قدم کو شریعت کے سیدھے راستے پر رکھے گا، ورنہ عین معرفت میں استقامت کے بغیر ظہُورِ قہریہ کے سیدھے

Marfat.com

راستے پر اپنے آپ کو الحاد کے گرداب میں پائے گا۔

الغرض ملحدِ صفاتِ قہریہ کا ظہور ہے اور عارفِ صفات لطیفہ کا ظہور۔ ان میں سے ہر ایک کو اپنے ربّ کی تربیت سے ہٹنے کا چارہ نہیں اور اس سیاہ جنوں کے ثمرات سے خلاصی نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات، اس فیض بخشی اور عدم اور مظاہر کے قریب ہونے کے باوجود مظہر میں حلول کرنے سے پاک اور مبرّا ہے پس اِسے سمجھئے۔

فائدہ :۔ رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے اپنے اللہ کو پہچان لیا اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں، یعنی اسے معرفت میں کسی شے کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔

فائدہ :۔ تیرے دو دانتوں کے اوپر تیرے دو فرشتوں (کرامؑ کاتبین) کی نشست گاہ ہے، تیری زبان اُن دونوں کا قلم ہے اور تیری تھُوک ان کی سیاہی، چنانچہ وہ پوری حکمت سے تیری زبان اور تیری تھُوک سے تیرے اچھے اور بُرے اعمال کو لکھتے ہیں۔ ان میں سے تیری کوئی شے نہیں۔ اور تو نے فرشتوں کے قد وقامت کے بارے میں سُنا ہوگا، لیکن اس عظمت وجلال کے باوجود تیرے دو دانتوں کی تنگ جگہ میں انہوں نے اپنا ٹھکانہ بنایا ہوا ہے، اور تجھے کچھ محسُوس نہیں ہوتا۔

چنانچہ ان لوگوں پر حیرت ہے، جو اس آیت کے مفہوم "حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ" (حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر جائے) کو اللہ تعالےٰ کی قُدرت سے بعید سمجھتے ہیں، اور عقلی محال کو خدائی محال قرار دیتے ہیں۔

اے مومنِ سُنّی۔ آگاہ رہ۔ کہ ہم بندوں کے ساتھ قبر، عذاب اور حساب اتنا نازک اور پوشیدہ ہے کہ حساب وعذاب کا معاملہ عام انسانوں کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اور حساب کے معاملہ میں قبر کی زندگی اِسی طرح ہے، جس طرح دنیاوی زندگی میں بیداری ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی مُردہ شخص کی قبر پر کوئی جانور بیٹھ جائے تو صاحب

marfat.com

Marfat.com

قبر جانتا ہے کہ وہ جانور نَر ہے یا مادہ جو لوگ قبر کے معاملے کو ایک محسوس معاملہ نہیں پاتے، وہ فطری جہالت سے لاچار ہو کر اس معاملہ کو خواب کی طرح خیال کر لیتے ہیں، اور اس عقیدے کی وجہ سے اہلِ سنّت والجماعت کے مذہب سے دُور ہو جاتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہیں معلوم نہیں ہم اس جہل مرکب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ گمراہ کرے، اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔

مسئلہ: حمل خواہ لونڈی کا ہو یا شریف خاتون کا، جب تک اس میں جان نہ پڑے، اس کا ضائع کیا جانا جائز ہے۔ لیکن جب اس میں جان پڑ جائے، تو پھر اس کو ضائع کرنا منع ہے۔ لیکن اس زمانے میں بعض عُلما نے کہا ہے کہ یہ فساد کا زمانہ ہے۔ اکثر اولاد بدکار ہوتی ہے اگر جان پڑنے کے بعد بھی حمل ضائع کر دیا جائے تو جائز ہے لیکن پہلی بات پر ہی عمل کرنا چاہیے یعنی جان پڑنے کے بعد ضائع نہیں کرنا چاہیے، اگر کسی دوسرے کی لونڈی سے نکاح کیا ہے، تو حمل کا ضائع کرنا بالکل درست نہیں، خواہ اس میں ابھی جان نہ پڑی ہو۔

مسئلہ: کسی شے کا جو وزن میں برابر ہو، ہاتھوں ہاتھ اُدھار لینا دینا جائز ہے۔ لیکن اس وعدے کے ساتھ کہ دو ماہ کے بعد اس سے اعلےٰ ادا کروں گا درست نہیں، کیونکہ یہ سُود ہے۔ الغرض ایک جنس میں زیادتی اور دوسری طرف سے وعدہ، دونوں منع ہیں۔ خواہ وزن میں برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن ایک چیز کا لینا اور دوسری کا وعدہ کرنا ایک ہی جنس میں منع ہے۔ اور دوسری جنس میں ایک طرف سے زیادتی جائز ہے۔ تاہم اُدھار اس وقت جائز نہیں، جب کہ دونوں وزن یا پیمائش میں برابر ہوں۔ اور اگر دونوں غیر جنس ہوں، ایک پیمائش میں اور دوسری وزن میں تو پھر اس طرح کا اُدھار جائز ہے۔

مسئلہ: سوتے وقت اگر قرآن مجید پاؤں کی طرف ہو، اور وہ انسان کے

Marfat.com

قد کے برابر بلند ہو۔ تو پھر سونا جائز ہے اور اگر بلندی اس سے کم ہو۔ تو جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی صاحبِ ایمان سویا ہو اور نماز کا وقت ہو جائے، تو اسے بیدار کرنا جائز ہے، اگر اس کی مرضی معلوم ہو۔ ورنہ اسے بیدار کرنا جائز نہیں۔ اگر اس کی مرضی یا غیر مرضی کا علم نہ ہو، تو اسے آخر وقت تک نہ جگائے۔ اور اس کے بعد اُسے جگا دے۔

مسئلہ:۔ اگر غسل خانہ کی چھت ہو، تو اس میں ننگے بدن ہونا اور غُسل کرنا جائز ہے۔ اگر اس کی چھت نہ ہو، تو اختلافِ روایت سے مکروہ ہے، البتہ دونوں حالتوں میں بات کرنا منع ہے۔

مسئلہ: اگر سجدّہ کے وقت پاؤں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ شریف کی طرف نہ ہو، تو ایک روایت سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اس کے عُرف یا ذات کی وجہ سے حقیر جانے اور کہے کہ فلاں جولاہا ہے اور فلاں موچی ہے، تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" وہ نہیں مرا، جو مر گیا۔ ہاں البتہ وہ مر گیا جس نے موت سے پہلے موت کی آرزو کی۔ اگر وہ نیک ہے، تو وہ اپنی نیکی کی طرف جائے گا، اس لیے اس کی تدفین میں جلدی کی جائے اور اگر وہ گنہ گار ہے، تو بھی جلدی کی جائے، تاکہ اس کے گنہ کم ہوں۔

مکتُوب : ۷۰

ایک عزیز کو ان ابیات کے جواب میں لکھا گیا :۔

چشمِ چشمانہ تواند دید نت درخیال آرد غم و خندید نت

ترجمہ :۔ ان آنکھوں سے تیری آنکھیں دیکھی جا سکتی ہیں، لیکن پھر اپنے غم اور تیری ہنسی کا خیال آتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

من چہ باشم لائقِ ایں وصفِ پاک　　عاصیم، حیران ولا ملجا سوا ک
میں اس پاک صفت کے لائق کہاں ہوں؟　　میں ایک گنہ گار ہوں جس کی پناہ تیرے سوا کہیں نہیں
خاک را برداشتی از زیرِ پائے　　خود نہادی بر سرِ کُشکِ عُلا
تو نے اپنے پاؤں کے نیچے سے مٹی کو اٹھایا　　اور پھر اسے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا

نیازمندانہ سلام اور مطالعۂ مکتوبِ گرامی کے بعد عرض ہے کہ اس مکتوبِ گرامی کا بیان اس سیہ رُو گنہ گار کے لیے ایک شہادت ہے اور دعا ہے۔ حضرت مولٰنا رومؒ کے بیت کے معنی خُوب لکھے گئے ہیں لیکن دوسرے مصرع میں صرف تائے (ت) موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ ورنہ اس کے معنی بہت عُمدہ ہیں اور میرے ناقص ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ پہلا مصرع استفہامیہ انکاری ہے۔ اور جس وقت عاشق نے اپنی آنکھوں سے اپنے جسم کو محروم پایا، تو مجبوراً تسلّی کے لیے غم اور خندۂ معشوق کا خیال کیا۔ یعنی اس کی ناراضی اور خوشی کے بارے میں خیال کرتا ہے اس لیے اس کے معنی یہ ہیں کہ اگرچہ میری آنکھوں میں یہ بساط نہیں تاہم ناراضی و رضامندی کا مشاہدہ، جو بیم و رجا کا ثمرہ ہے۔ خیال میں لاتا ہوں تاکہ میں ان دونوں باتوں سے محروم نہ رہوں۔ چنانچہ ایک عزیز نے کہا ہے ؎

از ہر چہ در خیال، خیالِ تو خوشتر است　　وز ہر چہ در وصال، وصالِ تو خوشتر است

ترجمہ: جو کچھ بھی میرے خیال میں ہے، اس میں سے تیرا خیال ہی سب سے اچھا ہے۔ اور جو وصال بھی ہے، اس میں تیرا وصال ہی سب سے اچھا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ صحیح کیا ہے۔

مکتُوب: ۱۷

صاحبزادہ میاں عبدالمجیدؒ کے نام لکھا گیا۔ ؎

Marfat.com

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد فدائے یک تنِ بیگانہ، کاشنا باشد

ترجمہ سینکڑوں رشتہ دار جو خدا سے بیگانہ ہوں، اس ایک اجنبی پر قربان، جو اللہ سے آشنا ہو۔

اے برخوردار، عزیز القدر، اس ملک کے لوگ اس طرح قربان و فدا ہیں اور یہاں کے صالح لوگوں کی ایک جماعت دِن رات اللہ کی یاد میں اس طرح مصروف ہے، کہ میرا ان سے جُدا ہونا، جان سے جانے کے برابر ہے۔ بہر حال چونکہ دُور رہنے والے رشتہ دار بھی دُنیاداری کی وجہ سے خواہش رکھتے ہیں، اس لیے آنے کے سوا کوئی چارہ نہیں، ایک ذاتی سبب کی وجہ سے پانچ چھ دن کے لیے رُک گیا ہوں۔ لہٰذا صاحبزادہ کو یہ خط لکھا ہے کہ آپ اتنے دن میرے غریب خانہ کو اپنے مبارک قدموں سے سرفراز کریں۔ اس طرف آنے کا ارادہ نہ کریں، اور آپ کو چاہیے کہ ہر طرح ان کی خدمت میں رہیں۔ اور آداب بجا لائیں۔ اس فقیر میں اتنی طاقت کہاں، کہ تشریف آوری کی خبر سُن کر رُک جاتا، لیکن ایک وجہ سے چند روز رُکنا پڑا ہے۔ انشاء اللہ اِن پانچ چھ دِنوں کے بعد خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ شیخ عبدالغنی جیوؒ اور شہریار جیوؒ اور تمام حاضرینِ مجلس کی طرف سے دعاء سلام۔

مکتوب: ۷۲

میاں محمد فاروقؒ کے نام لکھا گیا۔

گر شود عالم پُر از خوں مالا مال! کے تبرسد اہلِ حق غیر از جلال؟

(ترجمہ) اگر ساری دنیا بھی خون سے لبریز کیوں نہ ہو جائے، اہلِ حق سوائے اللہ کے جلال کے اور کسی سے کہاں ڈرتے ہیں۔ اس قسم کے واقعات کا ظہور اللہ تعالےٰ کے جلال کی تجلیات ہیں۔ جو لوگ اوامر کی پابندی اور نواہی سے پرہیز نہیں کرتے،

Marfat.com

ان کی تنبیہ کیلئے اللہ تعالےٰ کے جلال کی ایسی شکلیں ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ تاکہ ان کے ظاہر ہونے کے بعد اگر لوگ توبہ اور ندامت کی طرف رجوع کریں، تو ایسی باتوں کا ظہور اُن کے حق میں جلال کے پردے میں جمال کا ظہور ہوگا، اور معاذ اللہ اگر وہ بے ادبی کے طریقے سے باز نہ آئیں اور دنیا اور آخرت کی رسوائی میں مبتلا ہو جائیں، تو اس قسم کے واقعات ان کے حق میں عذاب کی دلیل ہوں گے، جیسا کہ فرعون کے ساتھ ہوا۔

ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزوں میں سے ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ لوگوں کے پانی خون بن جایا کرتے تھے۔ میں بات کو مختصر کرتا ہوں کہ اس قسم کے واقعات غیب سے کسی واسطہ کے بغیر وقوع پذیر ہوتے ہیں یا جنوں کے ذریعے یعنی جنوں کو اس بات پر لگایا جاتا ہے کہ ان کو بازیچۂ اطفال دکھائیں، چنانچہ جن لوگوں پر اس طرح کا واقعہ ہو جائے، انہیں چاہیے کہ وہ غسل کر کے تمام اہلِ خانہ کے ساتھ دل و جان سے توبہ اور ندامت کا اظہار کریں اور غسل اور وضو کے پانی کو کسی برتن میں جمع کر کے جس جگہ خون کے قطرے پائے جائیں، وہاں چھڑکیں اور مغرب کی نماز کے بعد اس گھر میں حضرت پیر دستگیرؒ پر درود بھیجیں اور تین دن تک خشوع و خضوع سے اس کام کو کریں اللہ نے چاہا، تو توبہ کی سچائی کی برکت سے ان آفات سے نجات کی امید ہے اور اگر خالص حلال مال میسر ہو، تو اس کا صدقہ کریں اور جتنی توفیق ہو، فقیروں اور غریبوں میں خیرات کریں اگر اُس شخص نے کسی کا کچھ دینا ہو، تو اسے راضی کرنا پسندیدہ ہے۔

میاں محمد فاروقؒ کو جس کے نام یہ مکتوب لکھا گیا ہے، چاہیے کہ اپنا وقت اللہ تعالےٰ کے ذکر سے شیطان کے وسوسوں کی وجہ سے ہاتھ نہ اٹھائے اور لمبی لمبی امیدیں نہ باندھے۔ اور اس حالت میں اللہ تعالےٰ کے ذکر سے جو کچھ میسر ہو، اسے جمعیت دل کے ساتھ یا اس کے بغیر حال اور مستقبل کی جمعیت سمجھے۔ بہت سے لوگ زیادہ کی طلب میں تھوڑے سے بہت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کر انہی کی طرح تم بھی

Marfat.com

ہو جاؤ اور دونوں طرف سے محرُوم ہو جاؤ۔ تھوڑے کو بہت سمجھو، تاکہ عطا کرنے والے کا شکر ادا ہو سکے۔ اور یہی شُکر، کثیر کے حصُول کا سبب بن جائے۔ اگر یہ دولت ہزار سال میں بھی میسّر ہو، تو پھر بھی غنیمت سمجھو۔

مکتُوب: ۷۳

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

مکتُوب کے مطالعہ کے بعد سوالات سے آگاہی ہوئی، چونکہ دوسرے اہم مسائل میں سے اہم تر مسئلہ حق تعالےٰ کی ایجاد ہے، اس لیے سب سے پہلے اسی کی تحقیق سے شرُوع کرتا ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ مسئلہ ایجاد کی پہچان کا کمال، عذاب پانے والے کافر اور توبہ کرنے والے مومن کے لیے حقائقِ اشیا کی پہچان پر دار و مدار رکھتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ہمارے اللہ ہمیں حقائقِ اشیا اس طرح دِکھا، جس طرح کہ وہ ہیں۔ بہت سے مذاہب حقائقِ اشیا کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے قضا و قدر کی تحقیق کی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔ اور ایمان سے ٹوٹ کر کُفر سے جُڑ گئے ہیں۔ تمہاری یہ ناقص عقل جو عدم ایجاد کو ترجیح دے کر کافر ہو گئی ہے، ایمان سے ٹوٹ کر کُفر سے جُڑ گئی ہے۔ اس سے توبہ کریں اور تجدیدِ ایمان کریں۔ اور یہ اعتقاد رکھیں کہ اس کی تحقیق دو قسم کی ہے۔ ایک مجمل اور ایک مفصل۔

مجمل یہ ہے کہ جان لیں کہ اللہ تعالےٰ حکیمِ مطلق ہے اور اس حکیمِ مطلق کا کام پُوری حکمت سے ہے وہ ترجیح دیئے جانے سے پاک ہے۔ ایک طرف کو دو طرف پر ترجیح دینا، اس کے اختیار کے ماتحت اور اس کی حکمت کے مطابق ہے۔ اس کا اختیار دوسری طرف کے تابع نہیں، یعنی ترجیح کے دو اطراف میں سے ترجیح شُدہ طرف اس کے اختیار اور ارادے سے ہے، نہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کے ارادے سے قبل ہی وہ ترجیح شدہ

marfat.com

Marfat.com

طرف تھی، اور اختیار اس کے تابع تھا۔ یہ محض کُفر اور واضح جہالت ہے۔

اور یہ کہ اگر عقل بعض دقیق باتوں کو نہیں سمجھ سکتی، تو یہ عقل کے ناقص ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی ایجاد و حکمت کا قصور نہیں، کیونکہ حکمت سے باخبر نہ ہونا ہماری اپنی کوتاہی ہے۔ یہ عجیب بے عقلی ہے کہ انسان خود اپنی عقل کے ناقص ہونے کا قائل ہے لیکن اس کے باوجود اس کی عدم دریافت کو نقصان کا سبب سمجھتا ہے۔ اور ایجاد میں نقصان کی تجویز کو نقصان سے پاک ظاہر کرتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اِس مُجمل پر ایمان رکھے، کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے کیا ہے، وہی ہونا چاہیئے تھا اور متفرق خیالات کو شیطانوں کے تیر سمجھے، اور ان کے دُور کرنے کی کوشش کرے تاکہ راہِ راست سے نہ ہٹ جائے۔

اور مفصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات، صفات اور شانوں کے ساتھ ازلی اور قدیم ہے، نیز کہ اس کا ارادہ جمال و جلال کی صفات کے کمالات کے حُسن کے ظہُور کے لیے دوسرے درجے میں شہادت ہے، اور اس کے ظہُور کے باوجُود غیب ہونا درجۂ اوّل ہے، یعنی مرتبۂ صفات ہے اور استغنا کے باوجُود اللہ تعالےٰ ظہُورِ ثانی سے ازلی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا پس میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں، چنانچہ میں نے خلق کو پیدا کیا تاکہ وہ مجھے پہچانے۔ پس اللہ تعالےٰ کا ارادہ "لا" سے مخصُوص اور غالب ہو کر قہر کی نازک صفات کے حُسنِ کمالات کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور پھر مغلُوب و معدُوم ہو کر عدمِ ظہُور کی طرف آیا اور چونکہ جلال کی صفات کا حُسن اس بات کا مقتضی ہے۔ کہ مظہر سے حُسن سلب کر لیا جائے اور جمال کی صفات کا حُسن مظہر کو بخشا جائے۔ اس لیے لاچار ان دونوں کامل صفات کے تقاضے سے، کہ ان کی مخالفت ممکن نہیں، کافر، جلال کی صفات کا مظہر ہے۔ اور چونکہ اس کا وجود، صفتِ مذکور کے تقاضائے حُسن کے ظہُور کی وجہ سے

marfat.com

Marfat.com

ازلی تھا۔ اس لیے سُوک کے حُسنِ ایمان کی وجہ سے کُفر مغلُوب و معیُوب ٹھہرا۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا، تو صفتِ جلال کا حُسن ظہُور میں نہ آتا، اور یہ بات غیر معقول ہے، کہ کافر کا وجود، حسنِ جلال کے ظہُور کے لیے ازلی مراد کے تقاضے کے مطابق ازلی ہوتا اس لیے وہ کون صاحبِ عقل ہے، کہ اس کے ظہُور کی نفی تجویز کرتا۔ مختصر بات یہ ہے کہ اگر صفات کے تقاضے کے لحاظ سے بھی نہ دیکھیں، اور عقل کو ہی اپنا حاکم بنا لیں، تو عقلِ سلیم بھی حُسنِ صفات کے وجودِ ظہُور پر حاکم ہو گی نہ کہ عدم ظہُور پر پس ہماری رمزوں کو سمجھئے۔ اے بھائی دامن کا غذ تنگ ہے۔ اس لیے مفصل بات کو مجمل انداز سے بیان کیا ہے۔ اگرچہ اس کا سمجھنا مشکل ہے۔ اگر اللہ نے چاہا، تو کسی دوسری ملاقات میں باقی ماندہ شُبہ بھی دُور ہو جائے گا۔

اضافہ :- ذبح اور صدقے کا مسئلہ میں نے لکھ کر بھیج دیا ہے۔ اور ترکہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت کا مہر شوہر کے ذمہ ہے اور وہ شوہر کا ترکہ فروخت کر کے یا قیمت لگا کر اس میں سے مہر اپنے پاس رکھ لے، تو جائز ہے اور اگر اس کی قیمت مہر سے کم ہو، تو اتنا نقصان عورت کا ہو گا۔ اور اگر مہر شوہر کے ذمہ نہ ہو، اور غلط طور پر شوہر کے ترکے کو بیچ دے، تو بالغ بچے بلوغت کی عمر کو پہنچنے کے بعد اپنے حصے کی بیع فسخ کر سکتے ہیں، خواہ وہ سب سلامت ہوں یا ہلاک ہو گئے ہوں۔ اور خریدار سے اپنا حصہ لے سکتے ہیں والسلام

مکتوب : ۷۴

فضیلت مآب محمد اکرمؒ کے نام۔

محبی اکرمؒ۔ اس آیت عظیمہ کے نور سے کہ "اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ بزرگ وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے"۔ آپ کے لکھے ہوئے شفقت آمیز

Marfat.com

خط نے وہاں کے حالات سے مطلع کیا، اور یہاں کے حالات جاننے کی خواہش سے آگاہ کیا۔ میرے عزیز! چند دن کے لیے یہاں بھی بہت سی خرابی دیکھنے میں آئی، چنانچہ بہت سے لوگ اپنے قبیلوں کے ساتھ بے وطن ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ یہ اطلاع محض افواہ تھی۔ بعض لوگ اپنے گھروں کو لوٹ آئے ہیں۔ میں بھی شہر میں آگیا تھا۔ ابھی تک اکثر لوگ خوف زدہ ہیں، دیکھیں غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ توقع ہے کہ دشمن و دوست کے خلاف جو بھی پیش آئے، اسے رضائے خدا سمجھ کر تمام امورِ عبادت میں پورے توکل اور صبر سے کوشش کرتے رہیں کہ دراصل یہی کام ہے اور باقی سب کچھ ہیچ۔ اگر آپ کو موقعہ ملے، تو کسی وقت قدم رنجہ فرمائیں۔

مکتوب : ۷۵

فضیلت مآب محمد اکرمؒ کے نام۔

اللہ کے پاک نام سے، اللہ کے نزدیک سب سے بزرگ وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بلند معانی سے لبریز آپ کے مراسلے کی آمد نے دل کو فرحت بخشی، اور سعادتِ ازلی کے آثار سے جو حقیقی اہلِ تقویٰ کا حصہ اور نبوتِ مصطفویؐ کے کمالات سے بہرہ ور ہیں، کا پتہ دیا۔ اے اللہ! جو مستعدین سے دانائی حاصل کرتے ہیں ان میں اضافہ کر، اور انہیں مرتبہ حق الیقین کے حاملین میں سے بنا۔ میرے عزیز! جو کچھ بلندیِ نسبت کے متعلق لکھا گیا تھا، تو یہ سب کچھ نسبتِ سابقہ کا ماحصل ہے ہر چند سابقہ نسبت درجے کے اعتبار سے زیادہ روشن اور زیادہ کامل نیز زیادہ لطیف اور زیادہ غالب ہے، لیکن چونکہ بعض مستعد حضرات ذاتی مناسبت کی بدولت تنہائی کے مرتبہ سے آگاہی پانے کی وجہ سے تفصیل اور مظہریت کے درجہ سے بالکل قطع تعلق

Marfat.com

چاہتے ہیں اور تخلیص کا یہ مرتبہ، مقامِ تفصیل کا محیط و مرکز ہے اور حقیقی مظہریت اس مقام پر بے تامّل حاصل ہوتی ہے، اور وہ اپنے آپ کو مکمّل طور پر تنہائی کی اس حیثیت کے جو معلوم ہو چکی ہوتی ہے، اور اس سعادت کے جو مل چکی ہوتی ہے، سپرد کر دیتے ہیں، اور فکر و اندیشہ سے رہائی پا لیتے ہیں، کیونکہ یہ نسبتِ عالی، سابقہ معانی کو اپنے دامن میں لیے ہوتی ہے، اور ذاتِ حقیقی کے وصال سے بہرہ اندوز ہو کر لا انتہا قابلیتوں کی مالک بن جاتی ہے، اس لیے سابق مرتبہ، صفات کی پیوستگی سے باخبر ہوتا ہے، کیونکہ معدوم الکیفی کی نسبت حقیقت میں غیریت رکھتی ہے لیکن چونکہ مرتبۂ خلوت کے بعض حقائق سے آگاہی دینا ملاقات پر موقوف ہے، اس لیے انشاء اللہ اگلی ملاقات پر اُن باریک نکات سے بھی واقفیت دی جائے گی۔ اس لیے چاہیے کہ اپنے آپ کو اسی مختصر حیثیت کے، کہ یہی مرتبۂ خلوت ہے، سپرد کر کے اوقات کو اسی طرح مرتب کریں، کہ کوئی وقت بھی اس مقصد سے خالی نہ رہے اور مسلسل ترقی ہوتی رہے اور اعمال کی درستی، اور اخلاق کی بلندی کے لیے انتہا درجے کی احتیاط روا رکھی جائے اور توکّل کی کمر مضبوط باندھ کر، اور فقر و فاقہ کو اہلِ طریقت کا خلاصہ جان کر، ظاہری اور باطنی نظر کو ہر لحاظ سے اہلِ جہاں سے پوری طرح پاک رکھیں۔ حیف، صد حیف اس شخص پر، جو اصل سے ملنے والا ہو، مگر مظہریّت، وصولیِ صفاتی اور درجۂ تفصیلی اس کے لیے حجاب بن جائیں، اور اللہ تعالےٰ کے بغیر یہ سب تقصیریں اور گناہ ہیں۔

میرے عزیز! یا یہ کوئی کمال نہیں ہے کہ اہلِ صفا ظاہری اعمال کی آراستگی اور تہذیبِ اخلاقی کریں۔ اور ظاہر کی آراستگی اسی بات کی خبر دیتی ہے اگرچہ باطنی کمال کے بغیر، ظاہری آراستگی اس کے مشابہ ہوتی ہے۔ لیکن اس کا مقام اور ہے۔ اور اس کا مقام اور۔

اپنے والدِ بزرگوار کی خدمت میں میرا سلام پہنچائیں اور اگر موقع ملے تو تمام اعزّہ

marfat.com

Marfat.com

کو بھی سلام پہنچائیں۔ میاں پیر محمد کو ایک اسم کی یادداشت سے واقف کرایا تھا۔ اگر قلتِ صحبت کی وجہ سے کوئی شک رہ گیا ہو تو اس کو جلدی سے پورا کر دیں اور اپنی صحبت کے ذریعے اس پر توجہ کرنے سے دریغ نہ کریں۔ زیادہ وقت تنہائی، خاموشی اور مراقبہ کو دیں اور بہت تھوڑا، بلکہ بہت ہی تھوڑا وقت مسائل ضروری کے بارے میں کلام کریں۔ اکثر باوضو رہیں، کیونکہ ظاہری طہارت باطن سے اتفاق کرتی ہے۔ اور جب صورت یہ ہو جائے، تو معاملہ نورٌ علےٰ نور ہو جاتا ہے۔ والسلام والاکرام

مکتوب: ۷۶

محمد فاروقؒ کے نام لکھا گیا۔

برادرم محمد فاروقؒ خدا کی تائید سے حق و باطل میں فرق کرنے والا بنے۔ انہوں نے ہمارے حضرتِ ایشانؒ کے چند مبارک کلمات کے بارے میں جو بہت دقیق اور گہری عبارت میں لکھے گئے تھے، اس احقر سے اُن کے معانی کی تحقیق کے لیے تکلیف فرمائی جس سے مجھے سعادت حاصل ہوئی۔ اگرچہ اس حقیر میں اتنی طاقت کہاں، کہ اتنے دقیق اور گہرے کلمات کے معانی میں دخل دے۔ لیکن سوال کرنے والے کو جہاں تک ممکن ہو، جواب دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ اس لیے اپنی ناقص سمجھ کے مطابق چونکہ ان کی اصطلاحات سے قدرے واقف ہوں۔ اس لیے ہر کلمہ کے معانی الگ الگ بیان کرتا ہوں۔ ذرا توجہ سے سنیں۔

لکھتے ہیں کہ حضرت ایشانؒ نے فرمایا ہے "کہ حق تعالےٰ میرے معاملے میں اتنی غیرت رکھتے ہیں، کہ وہ نہیں چاہتے کہ میری تربیت میں کسی غیر کا واسطہ ہو۔" اس عبارت سے حضرت سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کی نفی ہوتی ہے، اور یہ ممنوع ہے۔

marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

میرے مُشفق! واسطہ دو قسم کا ہوتا ہے، ایک مُثبتُ الحجاب (حجاب برقرار رکھنے والا) اور دوسرا مُرتفع الحجاب (حجاب اٹھانے والا)۔ مُثبتُ الحجاب وہ واسطہ ہے، جس میں کسی زبان کی تعلیم، پیشوا و سردار کی وحی اور تعلیم کے ذریعے ہوتی ہے اور مرتفع الحجاب پیشوا و سردار کی اطاعت کا واسطہ ہے۔ جب حضرت سرورِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی پیرو کار کمال پیروی کے واسطے سے مکمل استعداد پیدا کر لیتا ہے اور اس قابل ہو جاتا ہے کہ حضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اور رُوحانی تعلیم کے واسطے کے بغیر علم لدنّی کی تعلیم سے تربیت پا لے، تو اللہ تعالےٰ اس قدر اطاعت کی استعداد رکھنے والے کی تربیت خود فرماتا ہے۔ اور یہ تربیت درحقیقت پیشوا کی پیروکاری کے واسطے کے تحت ہوتی ہے اور اس کے نبی کے معجزہ کا اظہار ہوتا ہے، جو ان کے پیروکار کی پیروکاری کی بدولت ظہور میں آیا۔ اگرچہ بظاہر کوئی واسطہ نہیں لیکن حقیقت میں حقیقی واسطہ ہے، جو پیشوا کی پیروی کا واسطہ ہے۔

چنانچہ جب ہمارے حضرت ایشاںؒ کو کمال پیروی سے، جو اللہ تعالےٰ نے حضرت ایشاںؒ کو عطا کی، مذکورہ بالا استعداد میسّر آگئی اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیا، تو غیرتِ خداوندی کا ظہور ہوا، اور علم الدنّی کے ذریعے اصلی تعلیم عطا فرمائی، تاکہ یہ محبوبِ خدا کا محبوب، راستے میں نہ رہ جائے اور اس کے پیشوا کی بزرگی ظاہر ہو جائے۔ سُبحان اللہ یہ کتنا عظیم الشان پیروکار ہے اور بُرہانِ عظیم کا محبوب ہے کہ اس نے اپنی تعلیم سے پیروکار کو حریمِ کبریا کے قابل بنا دیا اور اس کی تعلیم کا کام اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی غیرت نے اپنے محبوب کی عزّت افزائی کے لیے اس کے پیروکار کو کسی اور کے حوالے نہ کیا۔ یہ بزرگی درحقیقت پیشوا کی بُزرگی ہے، بے بضاعت پیروکار کی کیا حیثیت ہے کہ وہ اس بارگاہ کے قابل ہو۔ حقیقت میں یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کا فیض ہے، کہ

انہوں نے مہربانی کی۔ اللہ کے فضل نے اس خادم پیروکار کو پیشوا کی فیض بخشی کے طفیل، اور اُسے اللہ تعالےٰ کے سپرد کرنے کی بدولت اپنے پیشوا کی طرح تعلیم دے کر سرفراز کیا، جیسا کہ مولانا رومیؒ نے فرمایا ہے ؎

ما مریدانیم و شاگردانِ حق　　علم ما از علمِ حق گیرد سبق

(ترجمہ) ہم اللہ تعالےٰ کے مرید اور شاگرد ہیں۔ ہمارا علم اللہ تعالےٰ کے علم سے سبق لیتا ہے۔

نیز اس دولتِ تعلیم سے وہ اپنے پیشوا کا ساتھی بن گیا اور ساتھی بننے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ برابر ہو گیا، کہ ایسا ہونا معدوم ہے، البتہ وہ شرکت، جس سے برابری کا سوال پیدا ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص سبق میں شرکت ہے، نہ کہ ایک معلم کی تعلیم میں شرکت۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالےٰ کی سنتِ ایجاد میں عام و خاص شریک ہیں لیکن مخصوص موجودیت اور خاص تربیت میں وہ باہم شریک نہیں اور پہلی شرکت میں برابری ملحوظ ہے، لیکن دوسری شرکت میں برابری نہیں، سبحان اللہ۔

شیخ عبدالحق دہلویؒ نے، اللہ اُن کی خطا معاف فرمائے، حضرت ایشانؒ کے قول کی حقیقت پر، جو شرکت سے ظاہر ہوتی ہے، اس گروہ کی اصطلاحات کو نہ جاننے کی وجہ سے اعتراض کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا، جو کچھ کہا۔

اور یہ جو محبتِ حقیقی کے وصولِ اوّل کو مرکز سے تعبیر کرتے ہیں، تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا کا حصہ ہے اور وصولِ ثانی کو دائرہ تماثیل میں دکھاتے ہیں، جو اصل میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا مقام ہے۔ چنانچہ حضرت ایشانؒ نے، جو حضرت خاتم الانبیا اور حضرت خلیل اللہ کے نقشِ قدم پر چلتے تھے۔ اسی پیروی کی مناسبت سے اس دائرہ محبت میں راہ پیدا کر لی۔ اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، جو عالی مرتبہ ہونے کی وجہ سے مرکز سے وصل کرنے والے، اور مکمل تفصیل ہیں، مرکز میں اپنا مقام رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ دائرہ کی تفصیلات حاصل کرنے کی طرف توجہ

Marfat.com

نہیں رکھتے۔ اس لیے ہمارے حضرت ایشاںؒ کی حیثیتِ تفصیلی سے پیروستگی، جو دائرہ سے عبارت ہے، "جس نے ان کی سُنّت کو روشن کیا، اس کے لیے اجر ہے، اور جس نے اس پر عمل کیا، اس کے لیے بھی اجر ہے" کے حکم کے مطابق مرکز کے مجمل کمال کے باوجود، جو خاتم الانبیاءؐ کے لیے ثابت و مسلّم ہے، آنحضرت کی طرف لوٹ کر آتا ہے، اور ضمنی امانت صاحبِ امانت کو پہنچ جاتی ہے۔

نیز حضرت ایشاںؒ کے اس قول کی تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تفصیلی محبوبیت کا مرتبہ میری بدولت، جو کہ اُن کا کمترین غلام ہوں، حاصل ہوا، محبت کے مرتبے کی تحقیق سے واضح ہوگئی اور اس میں کوئی مشکل نہیں۔ اور چونکہ ولایتِ ظلّی کا مرتبہ شہودِ حق ہے اور جو شہود ہے، وہ وصلِ پوشیدہ اور ظہور کے دائرہ میں داخل ہے اور جب تک شہود سے غائب میں نہیں آتا۔ ظاہرِ حقیقی کا وصول وصلِ یاس سے میسّر نہیں ہوتا۔ اس لیے اربابِ شہود کے لیے ظاہرِ حقیقی کے وصل کو کل پر اٹھا رکھا گیا ہے اور چونکہ ہمارے حضرت ایشاںؒ نے مرتبۂ شہود سے گزر کر مرتبۂ غیب تک، ظاہرِ حقیقی کے مطابق اور علمِ لدنی کی تعلیم سے، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے، پہنچنے کا شرف حاصل کر لیا ہے، لہٰذا اصحابِ شہود کے لیے جس شے کی امید آخرت میں ہے، وہ انہیں دُنیا ہی میں حاصل ہے، چنانچہ غیب سے شہود میں آنا ظاہرِ حقیقی سے حجاب میں ہونا ہے، اس لیے واصلانِ غیب کے حق میں یہ معنی لینا محض شرک ہے۔ پس اسے سمجھئے۔

اور وہ جو لکھا ہے کہ حقیقتِ محمدیؐ سے حقیقتِ کعبہ افضل ہے، تو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرتِ کعبہ کی دو حقیقتیں ہیں۔ ایک حقیقت مرتبۂ مخلوق کی ہے اور یہ نورِ اوّل کی قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے۔ نورِ اوّل نورِ محمدیؐ ہے اور دوسری حقیقت مرتبۂ وجوب کی ہے، جو معبودیت یعنی جس کو سجدہ کیا جائے، کی حقیقت ہے،

marfat.com

Marfat.com

اور کعبہ کی سچی حقیقت اللہ تعالےٰ کو سجدہ کرنے کی مقتضی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی دو حقیقتیں ہیں، ایک حقیقت مرتبۂ مخلوق کی ہے۔ جو نورِ اوّل کی ذات ہے اور تمام قابلیتوں کو جمع کرنے والی ہے اور کعبہ بھی ان قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے اور دوسری حقیقت مرتبۂ وجوب کی ہے جو ذات کی قابلیت ہے۔ اور علمی اعتبار سے ہے، تاکہ تمام شیون وصفات کو اجمالی طریقے سے جمع کرنے والی بنے۔ اور یہ قابلیت معبودیت کی قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے۔ چنانچہ ہمارے حضرت ایشاںؒ کا قول فضیلتِ کعبہ کے متعلق دوسری حقیقت ہے نہ کہ پہلی پس اسے سمجھئے۔

اور وہ جو لکھا ہے کہ میری تخلیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرشت کے بقیہ میں سے ہے، تو جاننا چاہیے کہ ہر نبی کی حقیقی انسانیت کی تخلیق کا الگ مرتبہ ہے، جس میں اپنے کمال کے تمام تابع حقائق شامل ہیں۔ اور انسانی حقیقت، علمی قابلیت ہے، اس لیے ہر نبی کو اس حقیقت سے ایک مخصوص بلکہ نہایت مخصوص حصہ ملا ہوتا ہے، اور ان کے پیرو کاروں کو بھی باقی ماندہ میں سے کچھ حصہ میسر ہوتا ہے۔ اس لیے حضرت ایشاںؒ کا قول بھی آنحضرتؐ کی بقیہ طینت میں سے حصہ لینے کا مطلب اس فقیر کے نزدیک یہی ہے۔ اور اس کے بارے میں حدیث نبوی بھی ہے: **اَکْرِمُوْا عَمَّتَکُمْ لِاَنَّھَا مِنْ بَقِیَّتِ طِیْنَتِ آدَمَ عَلَیْہِ السَّلَام**: "بزرگوں کی عزت کرو کیونکہ وہ حضرت آدمؑ کی طینت کے بقیہ میں سے ہیں" مناسبت انسانی کی خبر دیتی ہے اور وہ جو لکھا ہے کہ بعض اولیا، بعض صحابہ کرام سے، بلکہ کئی ایک انبیاء سے افضل ہیں اور ان کو تمام اولیا پر شرف حاصل ہے، تو میرے مشفق! یہ تحقیق خبر کے سلسلے میں ہے اور اس کا جواز حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰ علیہم السلام سے ظاہر ہے، جو

Marfat.com

کسی سے پوشیدہ نہیں.

اور وہ جو لکھا ہے کہ آنحضرت کے چاروں یاروں میں سے مَیں ہر ایک کے درجے سے آگے گزر گیا، اور درجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفیاب ہوا. اور میں نے اپنے آپ کو اسی رنگ میں رنگا ہوا پایا. اس قول کی تحقیق اس طرح ہے، کہ بعض اولیائے کمال کو کسی مقام پر متمکن ہو جانے، استعداد کی فراوانی اور راہِ سلوک کی سیر سے فراغت کے بعد یہ آرزو پیدا ہوتی ہے کہ صحابۂ کرام اور انبیائے علیہم السلام کے مقامات کا معائنہ کیا جائے، تاکہ پیروکاروں کے مرتبے کی پستی اور پیشواؤں کے مرتبے کی بلندی کے حقیقی فرق کو معلوم کر کے اس تقلیدی اور سماعی عقیدے کی جو ان کی نسبت رکھا جاتا ہے تحقیق کی جائے اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان بلند مراتب کا معائنہ، ادنےٰ پیروکار کو ان مراتب کی نورانیت کے تھوڑے بہت رنگ سے محروم نہیں رکھے گا اور دریائے اشارہ کے طے کرنے کا مطلب اپنی استعداد کی تنگی کا آنحضرت کی استعداد سے مقابلہ کرنا ہے، جو بے شمار مراتب حاصل کرنے کے بعد بھی مزید ترقی کے خواہاں ہیں. چنانچہ "قُل رَبِّ زِدنِی عِلما" کی آیت اس معنی کی طرف اشارہ کرتی ہے، سُبحان اللہ کیسی بات کہی ہے کہ اس میں ایسے معنوی اشارے بیان کر دیے گئے ہیں کہ اکثر ظاہر بیں انہیں نہیں سمجھ سکے، بلکہ انہوں نے اس کے برعکس مطلب لیا ہے ؏

بس کنم، خود زیرکاں را ایں بس است (ترجمہ) اسی پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ سمجھداروں کے لیے یہی کافی ہے۔

مکتوب: ۷۷

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

marfat.com

Marfat.com

سب تعریف اللہ کے لیے ہے، جس کی ہر روز ایک نئی شان ہوتی ہے، اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ، کی کئی شانیں ہیں۔ اور ہر شان ایک مخصوص تعین کو پیدا کرتی ہے، اور تمام تعینات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان میں سے بعض انتہائی ادنے ہیں۔ اور یہ مناسب نہیں کہ ان میں سے بعض کو کثیر واسطوں کے بغیر حاصل کر لیا جائے، اور بعض کے لیے یہ مناسب ہے کہ انہیں واسطوں کے بغیر پا لیا جائے اور وہ لوگ جو بغیر وسیلے کے پا لیتے ہیں، وہ انبیا ہیں۔ دوسری قسم میں وہ لوگ ہیں، جو اولیا ہیں اور ان کے درمیان بھی درجات کا فرق ہے بعض ہمیشہ کئی وسائل کے محتاج ہوتے ہیں اور بعض صرف ایک وسیلے کے۔

معلوم ہونا چاہیے، کہ کثیر واسطوں والوں کی ابتدا سلوک سے، اور انتہا جذبے سے ہوتی ہے۔ اور ان کے درمیان بھی بعض میں ابتدا ہی سے فرق ہوتا ہے۔ بعض میں وسط میں اور بعض میں آخر میں۔ جو لوگ ابتدائے جذبہ میں ہوتے ہیں، وہ ولایت خاصہ کے سایہ میں ہوتے ہیں، جسے ولایتِ اولیا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اور بعض محققین کے نزدیک وہ ولایتِ صغریٰ میں ہوتے ہیں۔ اور ابتدا کے لوگوں کے لیے یہ عجب نہیں کہ وہ مسنونہ عبادات میں کوتاہی کریں۔ چنانچہ وہ بظاہر بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں اور احتیاط کا دامن چھوڑ دیتے ہیں۔ اور یہ مرتبہ، مراتبِ قیود میں سخت پابند مرتبہ ہے۔

اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سالک اس مقام سے رہائی پا کر دریائے جُز کے ظہور کے ذریعے ولایتِ خاصہ، نفس کے کمالات سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اس مقام پر اگرچہ وہ بدعات کے ارتکاب اور ترکِ نماز سے محفوظ رہے گا۔ لیکن توحیدِ وجودی سے مغلوب ہو جائے گا۔ اور سُکر کے غلبہ کی حالت میں کبھی کبھی فرائض پنجگانہ سے قاصر رہے گا کیونکہ یہ محفوظ صورت ہے، اور جب خاص فضل سے بغیر کسی بہانے کے اس سے خلاصی مل جائے گی اور مرتبہ انتہا کو پہنچنے والے تجھ پر ظاہر ہو گا۔ تو وہ

Marfat.com

شخص توحیدِ شہودی کا مالک بن جائے گا، اور اہلیتِ نفس سے ولایتِ خاصّہ کی بزرگی حاصل کرے گا۔ اور ان دونوں مراتب پر پہنچ کر علمِ مطلق کے کمالات یعنی معلوماتِ ازلی کے ظہور سے، مختلف درجات کے حساب سے آئینہ عرفانیت میں ظاہر ہوگا۔ پس اس کے وصول کا تعلق ولایتِ کامل کے وسط میں محصول الکیفیت کے علم سے اور ولایتِ کامل کے آخر میں مجہول الکیفیت کے علم سے ہوگا۔ اس اثنا میں اس کا علم، ظلی علمِ لدنی سے جو عرفان کی تعبیر کرنے والا ہے۔ منسوب ہوگا۔ اور علمِ حضوری اور اصلی علمِ لدنی آئینۂ عرفان میں ظہور نہیں کرے گا اور جب بے حد خاص فضل کا ظہور ہوگا، تو اصلی علم حضوری کے ظہور سے غیب کی معلومات کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اگرچہ اس مرتبہ پر پہنچ کر معلومِ حصولی اور مجہول الکیفی سے ترقی کرکے اور معلوم سے معدوم الکیف تک۔ جو معلومات کی حقیقت ہے، غیب کی حقیقت پاکر اصل کے مرتبے پر پہنچ جائے گا۔ لیکن ابھی اس کا علم ادھورا ہوگا۔ چنانچہ اس اثنا میں علمِ حضوری کی ابتدا سے مشرف ہوگا اور یہ ابتدا انبیا کی ولایت ہے۔ اس مرتبہ پر علم کے کمالات میں سے کچھ حصہ میسر ہو جائے گا۔ لیکن ابھی اس حضوری کی حقیقت بہت آگے ہے اور جب اللہ تعالےٰ کا فضل مدد فرمائے گا، تو اللہ کی صفتِ علم تک پہنچ سکے گا اور اس حضوری کو اللہ تعالےٰ کے علم سے حضوریِ ذات پائے گا۔ اس مقام پر علم محض اور معلوم ہیچ ہوگا۔ اس مقام و مرتبہ کو حضوریِ علم کا نام دیتے ہیں اور یہ مرتبہ ولایتِ انبیا کے وسط سے تعلق رکھتا ہے اور جب پتہ چل جائے گا۔ کہ ذات خود علیم ہے، اور علم اس کی ذاتی قابلیت ہے اور ذات پر زاید امر نہیں، تو اس اثنا میں نبوت کے کمالات میں سے وہ کچھ حصہ پا لے گا۔ (ہمارے اور تمام انبیا پر صلوات) اور اس مرتبہ کو حضوری میں حضور کہتے ہیں اور کمالاتِ نبوت اور ولایتِ انبیا میں سے کچھ حصہ پانے کے بعد وہ کمال کو پہنچ جائے گا۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

Marfat.com

مکتوب: ۷۸

شیخ محمد اکرم دردلیشؒ کے نام جوان دنوں مکہ معظمہ میں سکونت رکھتے ہیں.

اے اللہ مجھے متقیوں میں سے آگے بڑھنے والا بنا، کیونکہ ہم نے تیرے ہاں کے متقی لوگوں کو بزرگ مانا ہے۔

اور صلاح پیشہ اور سعادت اندیشہ شخص اپنے مقصود کی طرف کوشش کرنے میں مخلص و صادق ہوتا ہے، اور اس کے صدق کی علامت یہ ہے کہ وہ جس شے کی کوشش کرتا ہے، اسے پالیتا ہے، اور اس کا مقصود کعبۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ ہوتا ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی علامت پُرسکون آبادی اور اس پُرنور دیار میں وقار کا وجود ہے۔ اور اس کی استقامت اور اس کا تقویٰ روز بروز بڑھتا ہے جیسا کہ اہل ہدایت شیخ اعظمؒ پر پوشیدہ نہیں۔ اے میرے اللہ! اُسے صراط مستقیم پر قائم رکھ اور اس معاملے میں اس کا اتباع کرنے والوں میں بنا تاکہ ہم بھی اس کی طرح مقصودِ معرفت تک پہنچ جائیں۔

اے شیخِ قوم! ہم آپ کو السلام علیکم کہتے ہیں، اور اس میں کوئی تکلف اور ریا نہیں۔ اور پھر ہم آپ سے قیام شریف کے اوّل مناسک میں ہمیں یاد رکھنے کی درخواست کرتے ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں خواہشات اور گناہوں کے اندھیرے سے نکالے جو اس طویل عمر کے دوران سرزد ہوئے ہیں، اور جن کا کوئی بیان نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ سے ان کے عفو کی اُمید رکھتے ہیں کیونکہ اس گنہ گار کا ایک متقی بھائی مقام شریف پر اس کا ذکر کرے گا۔ اور وہ ذکر قبولیت سے خالی نہیں ہوگا۔ اور ہم اس بات کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ اے اللہ! اسے خالص توبہ کرنے والوں میں بنا، اور اس دیارِ امن میں ایمان پر خاتمہ کر۔ اس عریضہ کا حامل، ایک مخلص درویش و قلندر ہے، اس نے صرف دلی محبت کی وجہ سے حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا ہے، اسے شرفِ ملاقات

Marfat.com

بخش کر وعظ و نصیحت سے سرفراز فرمائیں۔

فائدہ:۔ مرتبۂ ولایتِ خاص میں نایافت مطلوب ہے، اس لیے توجہ معدوم نہیں، بلکہ گم ہے یعنی معمولی سے توجہ ہے، لیکن معلوم نہیں ہوتی۔ جانتا ہے کہ معدوم ہے، اور جب اللہ تعالےٰ کا فضل رہبری کرتا ہے، تو توجہ مفقود یعنی توجۂ خفی پر اطلاع پا لیتا ہے۔ اس وقت سمجھ جاتا ہے کہ ابھی توجہ باقی ہے، اور جب توجہ باقی ہوتی ہے، تو اس کا حصول بھی اللہ کے فضل سے باقی ہوتا ہے۔ ولایتِ انبیا کا آغاز ظہور فرماتا ہے اور توجۂ خفی کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔ چنانچہ جب ولایتِ اخص (خاص الخاص) میں علمِ لدنی کی تعلیم سے ابھی بہرہ مند نہیں ہوتا، تو علمِ حصولی، خفی ہوتا ہے، اور علم حصولی سے کام نامکمل ہوتا ہے، اور ولایتِ انبیا میں علمِ حصولی ہر لحاظ سے ختم ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی علمِ حضوری سے شرف یاب ہوتا ہے، اور مجبوراً توجہ معدوم ہو جاتی ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

میرے عزیز! مفقود و معدوم توجہ کا بیان لکھنا اور کہنا آسان ہے، لیکن اس کی پوشیدہ بصیرت کو اگر اللہ کا فضل بے توجہی کی نسبت بخش دے، تو یہ ایک نادر بات ہے، چنانچہ حضرت پیر دستگیر نے فرمایا ہے۔ تنہائی کی متخیلہ بات کو کہنا آسان ہے، لیکن اس تک پہنچنا میرے نزدیک بہت مشکل ہے۔

مکتوب: ۷۹

شیخ عبدالغنیؒ کے نام جو حاجی حرمین الشریفین میاں فیروز شاہؒ کے مخلصین میں سے ہے، لکھا گیا۔

تمام تعریف اللہ کے لیے جو جہانوں کا پالنے والا ہے اور صلوٰۃ و سلام اس کے حبیب پر جو اُسی شے کا علم رکھتا ہے، جسے اللہ نے دیا ہے۔ سلام اس

Marfat.com

کی آل پر اور صحابہ پر جو امت کے بہترین لوگ ہیں جنہوں نے کشف العلا کے ذریعے حق کو پایا۔

میرے مشفق بھائی شیخ عبدالغنی، سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ اس حدیث کی تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں "احمد بلا میم" ہوں اور اس کی شرح میں بعض عزیزوں نے فرمایا ہے کہ جب لفظ احمد سے حرف 'م' کو نکال دیا جائے تو لفظ 'احد' رہ جاتا ہے اور میم کا حلقہ عبدیت کو ظاہر کرتا ہے، اور شوت فراہم کرتا ہے اور جب آنحضرت کی ذاتِ پاک نے اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر لی اور اضافات دنیسیتی سے فارغ ہو گئی۔ تو پھر دوئی نہ رہی، اس وقت سوائے 'احد' کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ عینیت کے قائلوں نے یہی کہا ہے۔ چنانچہ اس معنی میں آنحضرت کو عینیت کے قائلین پر جو اولیائے متاخرین ہیں، کوئی بزرگی نہیں رہتی۔ اور ہمارے طریقہ عالیہ کے بزرگوں نے (خدا ان کے اسرار پاک رکھے) نے بھی اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہیں۔

میرے عزیز! اس بے سروسامان کو اتنی طاقت کہاں کہ اس قسم کی عبارت میں جو رموز و اشارات پر مبنی ہے، کوئی دخل دے۔ تاہم میں نے اپنے بزرگوں سے جو کچھ سنا ہے، اور امانت رہ گیا ہے اسے بیان کرتا ہوں۔ معلوم ہونا چاہیے، کہ حضراتِ انبیاء کی ذات مغلوبیت اور عینیت کے مرتبے سے ماورا ہے۔ وہاں صرف صحوِ خالص، عبدیت اور التجا ہے، اس لیے جاننا چاہیے کہ اس حدیث کا مطلب صحوِ خالص کے اعتبار سے یہ ہے۔ کہ "میں تمہاری طرح ایک بندہ ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے، کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے غیب کا علم مجھ پر وحی کرتا ہے، اس لیے علمِ لدنی کے مخصوص علم کی تعلیم سے میں "احمد بلا میم" ہوں اور میم سے مراد مثل ہے۔ یعنی میں ایسا اللہ کی حمد کرنے والا ہوں، جس کی کوئی مثل نہیں، اور جس کا حمد میں کوئی شریک نہیں، بلکہ جو شخص بھی

Marfat.com

اللہ کی حمد کرتا ہے، وہ میری حمد کے کمالات میں سے ایک کمال کا ظہور ہوتا ہے۔ اور میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔

حاشیہ :۔ میں "احمد بلا میم" ہوں یعنی میں اپنی آرزو اور امید سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اس وقت میں حق کے ساتھ ہوں۔ اس لیے حق کے ساتھ باقی ہو گیا ہوں۔ اب جو کچھ میں کہتا ہوں، حق کے فرمان کے مطابق کہتا ہوں۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ چنانچہ اللہ کے ساتھ باقی ہوں۔ اس طرح عینیت لازم نہیں آتی۔ فنا فی اللہ اور بقا اللہ کے بھی یہی معنی ہیں۔

مکتوب : ۸۰

فضیلت مآب شیخ عبدالغنیؒ کی خدمت میں بعض سوالات کے جوابات ہیں۔

اوّل و آخر سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ سلامتی صرف، اس کے لیے ہے جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اس عقیدت مند اور سعادت کیش کی طرف، سے جو فقر کی نعمت سے صاحبِ افتخار ہے، دو خطوط یکے بعد دیگرے وصول ہوئے جن میں بعض امور کی کنکاش اور دل جمعی کا حصول شامل تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے روز بروز ترقی عطا فرمائے۔ دوسرے کے عروج میں پہلے کا نقصان پورا ہو۔ اور جو کچھ شرافت کے سایہ سے مطلوب ہے، اس کی حقیقت کھل جائے، اور اسے ترقی ملے۔ پہلا واقعہ جس نے دل پر ہجوم کیا ہوا ہے، اور اس کی وجہ سے گناہوں کی عادت، پڑ گئی ہے۔ قرآن مجید کی آیت لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دے گا) سے کچھ حصہ عطا کیا ہے اور اس آیت کے آخر میں کہ "جو بعد میں ہونگے" امیدوار ہیں"۔ ایک عمدہ واقعہ ہے، اور یہ جو بھیڑ کو آپ کے سامنے چیر پھاڑ کیا گیا ہے، تو اس سے آپ کی مثال حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح ہے۔ وہ شدید تکلیفیں جو آپ کے وجود

Marfat.com

پر نازل کی گئیں۔ گویا فدیۂ ذبح پر اکتفا کیا گیا، یہ ایک خوش خبری ہے، لیکن اس انعام کے باوجود ریاضت و محنت کو عبادت کا لازمی جزو سمجھ کر جہاں تک ممکن ہو بجا لانا چاہیے۔ اس گنہ گار کے بارے میں آپ جو اعتقاد رکھتے ہیں، وہ ہمارے بزرگوں کے نور نے نیک گماں سرایت کر کے اس فقیر کے ذریعے آپ کے عقیدے میں جگہ پیدا کر لی ہے۔ اس تمام واردات کو ہمارے بزرگوں کی طرف منسوب کریں اور اس فقیر کے واسطہ کو درمیان میں نہ لائیں اور اللہ آپکو اپنی رضا پر چلنے کی توفیق دے اور اسی طرح سے لوگوں کو عجیب و غریب حالات و واردات سے روشناس کرایا جاتا ہے، تاکہ ربط و ضبط میں اضافہ ہو۔

مکتوب: ۸۱

میاں اللہ دینؒ کے نام تحریر ہوا

سعادت شعار، قائم خدمت، صاحب ہمت میاں اللہ دین جیو کو فقیر عبدالنبیؒ کی طرف سے سلام۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی صلح ہو چکی تھی چنانچہ سواروں اور سبد و قچیوں کو رخصت کر دیا گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ چند روز کے بعد فقیر خود حاضر ہوگا اور شہر کے بزرگوں کی خدمت میں حاضری دے گا۔ اور استفادہ کرے گا۔ آپ اس طرف آنے کی زحمت نہ کریں فقیر وہیں آپ سے ملاقات کرے گا

مکتوب: ۸۲

اس امر کی تحقیق میں کہ ہر شے کا دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل "سورہ یٰسین" ہے۔

اول و آخر سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ میرا بھائی میاں اللہ دینؒ، دین مستقیم پر قائم رہے اور راہِ حق کی تلاش میں میرے جیسے پیر کی قید میں نہ رہے، کیونکہ اس

Marfat.com

کی صحبت میں اس کے کام میں ترقّی نہیں ہوگی اور اس طرح کے مقیّد انسان سے راہِ طریقت کے بزرگ راضی نہیں، ضرورت بہتری کے دن کی ہے نہ کہ اس مریدی کی، جو رسمی، بیکار اور غفلت میں مبتلا ہو۔ خط مع سوال کے ملا۔ میرے بھائی! ہر شے کے دل سے مراد اس شے کا خلاصہ ہے، جس پر جسم اور روح کے تمام مراتب کی ترقّی کا انحصار ہو، لیکن چونکہ اس خلاصہ کا علم اللہ تعالیٰ کا خاصّہ ہے اس لیے اس پر ہم ایمان لاتے ہیں اور اس کی تعلیم کے بغیر اس کے بیان میں اپنی زبان میں نہیں کھولتے اور جب ہم نے انسان اور دوسرے حیوانات میں دل کو آیتِ قرآنی اور حدیثِ رسُول کی رُو سے جسم کا خلاصہ معلوم کر لیا ہے اور اسی طرح جمادات، نباتات وغیرہ میں دِل کے ہونے پر ایمان لاتے ہیں، کیونکہ ان کا بھی خلاصہ ہوتا ہے اور اس خلاصہ کو دل سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن چونکہ اس قسم کے تمام جسمانی اجزاء کے خلاصہ کی تعلیم نہیں دی گئی، لہٰذا ہم اس پر غور نہیں کرتے اور ایمان لے آتے ہیں۔ جب ہم نے یہ طے کر لیا اور سمجھ لیا کہ قرآن مجید کا خلاصہ سُورۂ یٰسین ہے اور اس سورت کے قرآن کا خلاصہ ہونے کا باعث حدیث یا آیت نہیں، بلکہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے اور ایسا سمجھنے کی وجہ پر ہم غور نہیں کرتے، دوسری بات یہ کہ کلامِ خداوندی، کلام کی ذات اور اس کلامِ مطلق کی برحق آیات کے کمالات کا نام ہے چنانچہ نفسِ کلام کے ساتھ کلام کی نسبت "لاھوٗ" اور "لاغیرہ" کی نسبت سمجھتے ہیں۔ اس کے باوجود کمالات کو اطاعت پذیر اور کلامِ مطلق کو قابلِ اطاعت سمجھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ نفوسِ کمالات کو حقیقت کی نظر سے "لاھوٗ" اور "لاغیرہ" جانتے ہیں اور ظہور کے اعتبار سے بعض کمالات کے ظہور کو قید کے مرتبے میں ظہور کے برابر اور بعض کو بعض پر برتر اور بہتر سمجھتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم کسی آیت کو اس وقت تک منسوخ یا فراموش نہیں کرا دیتے، جب تک اس سے بہتر یا ویسی ہی

Marfat.com

آیت نازل نہیں کر دیتے۔ یہ فرق آیات کے ظہور میں ہے۔ مثلاً کسی وقت دو بہنوں کا بیک وقت ایک کے نکاح میں ہونا حلال تھا۔ پھر بعد میں حرام ہو گیا۔ اسی طرح دوسرے کمال کا ظہور پہلے کمال کے ظہور سے بہتر ہے۔ اور پہلا کمال اپنے ظہور کے کمال پر بہتر ہونے یا دوسرے کمال سے متفق ہونے کی وجہ سے اس کے ماتحت چنانچہ فضیلت۔ آپ میاں محمد فاضل جیوؒ نے آیات کے ظہور کے بارے میں ان کی کمی اور بیشی اور افضل یا غیر افضل کے متعلق کہا ہوگا، ان کی حقیقت کے بارے میں نہیں کہا ہوگا۔ کیونکہ آیات کی حقیقت اصل میں "لا ھُوَ" اور "لا غیرہٗ" کی نسبت سے ہے۔ پس اسے سمجھئے۔ فقیر زادوں اور فقرا کی طرف سے سلام۔

مکتوب: ۸۳

صلاح آثار صوفی بلندؒ کے نام، جو حاجی محمد فیروزؒ کے مخلصین میں سے ہے۔

سعادت شعار صوفی بلندؒ کی ہمت ارجمند ہو۔ جب فقیر کمالِ فقر کو پہنچ جاتا ہے تو غیرِ حق کی خواہش اس کے پوشیدہ دل میں کانٹوں پر چلنے کے برابر ہوتی ہے، اور انتہائی غنا کا کمال، حقیقی غنی پیدا کرتا ہے، اور اس وقت اس کی استعداد کو کُن فَیَکُوْنَ، کے قول کا مظہر بنا دیتا ہے، لیکن اس میں یہ صفت اللہ کے "کُن" کے ظہور کی مقید ہوتی ہے، کیونکہ حق تعالےٰ مطلق ہے۔ اور وہ ہر وقت اور ہر آن اس امر کا حاکم نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کا خاصہ ہے۔ اس معنی میں کہا گیا ہے کہ فقیر وہ ہوتا ہے، جو کسی شئے کو جب کہے ہو جا، تو وہ ہو جائے، اور یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنے آپ سے خالی ہو جائے۔ اور اپنے آپ سے خالی ہونے کے دو مرتبے ہیں، ایک ولایتِ خاص کے مرتبہ میں، جب اللہ کے سوا ہر شے کو بھلا کر نشۂ محبت سے مغلوب ہوتا ہے، اس وقت امرِ کُن کا ظہور

Marfat.com

اس کے وصفِ غنا کی بدولت کائنات کے امور میں تصرف کرتا ہے، لیکن تصرفات میں، تحقیقِ علمی کی رُو سے اسے اللہ تعالیٰ کے مراتب سے کوئی نسبت نہیں، جب تک محض توجہ سے علوم کے مراتب مناسب تحقیق کے بعد واضح نہ ہو جائیں اور ظلمت کے لباس سے الگ نہ ہو جائے، کیونکہ امرِ کُن کا مظہر اس مفہوم میں حقیقی متخیلہ کے خالی ہونے پر موقوف ہے، اور ولایتِ خاصہ کے مرتبہ میں خلوئے متخیلہ ایک صورت ہے۔ یہ عرفان ہے علم نہیں اور اس کے پوشیدہ مراتب خیال کے تصرفات سے الگ نہیں، چنانچہ حضرت پیرؒ (اللہ ان کے راز کو پاک رکھے) کی بات صحیح ہے کہ خلوتِ متخیلہ ضروری ہے، یعنی علمِ حقیقی میں تصرفات کے حصول کی تحقیق خلوتِ متخیلہ پر موقوف ہے، اور یہ مقام حضراتِ انبیاءؑ کے مرتبۂ ولایت میں داخل ہے اور ولایتِ خاصہ کے مرتبے میں سالک کو توجہ سے ملتا ہے۔ یہ بات متحقق ہے۔ اس حالت میں عرفان حاصل ہوتا ہے، اور ولایت اخص کے مرتبے میں صرف نایافت کی طرف توجہ رہ جاتی ہے، اور خاص الخواص کے مرتبے میں نفسِ توجہ معدوم ہے۔ جان لینا چاہیے کہ خلوتِ متخیلہ میں جب خاص الخواص کی ولایت میں علمِ ازلی کی جانب توجہ حاضر ہوتی ہے، تو ایسے شخص کو غالباً صفائی وصل حاصل ہوتا ہے، اور وہ صاحبِ علم ہوتا ہے، لہٰذا وہ علمِ حق سے حاضر ہوتا ہے نیز اس کے دل میں کمالات و خلافت کا ظہور ہوتا ہے اور خلافت کے کمالات کے ظہور کی وجہ سے یہ مرتبہ، امامت کا مرتبہ ہوتا ہے ابھی یہ شخص خلافت کے مرتبہ کا امیدوار ہوتا ہے۔ جب وہ اس مرتبے سے ترقی کرے گا اور اخص الخواص کے مرتبہ کو حاصل کرے گا، تو اس کی خلوتِ متخیلہ ایک اعلےٰ شان کی مالک ہو گی، اور وہ اللہ کے علم کی بجائے ایمان باللہ کو دیکھنے والا بن جاتا ہے، اور خلافت کے منصب پر علم کے ذریعے قائم ہو کر علمِ مطلق تک پہنچتا ہے اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے۔ یہ

marfat.com

Marfat.com

شخص نایاب ہے، اور مکمل وکامل ہوکر فقیرِ بہرہ ور بن جاتا ہے اور صفات وذالات کی ذاتِ جامع کے سوا راہِ وصل میں کوئی شے حائل نہیں ہوتی۔ یہیں سے فقرا کا یہ قول درست معلوم ہوتا ہے کہ میری ذات "ہواللہ" ہے۔ اگرچہ اُسے ولایت خاصّہ، ولایتِ اخص اور ولایتِ خواص الخواص میں نیز اس کے مرتبے کی مناسبت سے فقر میں کاملیت حاصل ہوتی ہے، لیکن اس کی کاملیت اخص الخواص کے مرتبے میں طے شدہ ہے، اور نکات الاسرار میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اس کے بارے میں کوئی علم نہیں یعنی اس کے علم کے بارے میں سوائے ایک تصوری اور خیالی بات کے اور کچھ نہیں، اور محض دخل وتصرف، ایک خیال ہے اور وہ علم کے ساتھ معلوم ہے۔ لیکن یہ تحقیق شدہ بات ہے کہ وہ خلافت کے ظہور میں معلوم ہے لیکن اس کے غیر کی طرح اس وقت تک نہیں، جب تک وصل وشہود نہ ہو جائے اور نفسِ خلافت کے مرتبہ میں، جو حضور در حضوری کا مرتبہ ہے، اس کا علم بھی ظہور ہے اور ایمان محض ہے۔

کاغذ تنگ ہے اور معنی زیادہ۔ ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں کہ داناؤں کے لیئے یہی کافی ہے۔)

مکتوب: ۸۴

پُرخلوص حافظ عیسیٰ کے نام چند سوالات کے جواب میں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد میرے مشفق بھائی حافظ جیو کے نام جس پر تیرا لطف ہو۔ ان کے خامۂ مہربان کے لکھے ہوئے خطوط، جو حافظ جیو، نواب امیر خاں اور نواب صاحب عنایت اللہ خاں اور مشفقی عطا اللہ خاں کے نام تھے، پہنچ جانے

Marfat.com

نیز میاں اسمٰعیلؒ کا لکھا ہوا مکتوب بھی موصول ہو جائے گا۔ یہاں ہر طرف سے تسلی رکھیں۔ سابقہ سوالوں کے جوابات مفصل لکھے گئے، اُن کا مطالعہ فرمائیں۔ اثبات کی نفی میں حضورِ معنی ضروری ہے، اگر لطیفۂ قلبی کی توجہ کے وقت لطیفۂ روحی کی توجہ الٹ ہو جائے، تو بہتر ہے، اگر اتنی طاقت ہو تو مختلف مخصوص رنگوں کے لطائف کا مشاہدہ بابرکت ہوگا۔ ذکر کی لذت کی ضرورت ہے، اگر نفس کا تصور نہ بھی ہو، تو مضائقہ نہیں۔

اگر کوئی جانور اُونچے گھونسلے سے گر پڑے، تو دیکھنا چاہیے کہ اس کے اعضائے جسمانی درست ہیں، خواہ اس کے پر و بال نہ نکلے ہوں اور زندہ ہے، تو ذبح کر لینا چاہیے، تاکہ وہ مُردار نہ ہو جائے۔

تلاوت کے وقت اگر معانی کا علم نہ ہو، تو اتنی توجہ سے ضرور کام لے کہ اللہ سبحانہٗ متبرک الفاظ کے ذریعے کلام ازلی سے بول رہا ہے، اور سمجھے کہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں کلام سن رہا ہوں۔

فنافی الشیخ کے بارے میں یاد رکھنا چاہیے کہ مبتدی کسی معاملے میں بھی اپنی حد تک شیخ کی رضا کے خلاف کوشش نہ کرے، متوسط کی حالت یہ ہوتی ہے کہ شیخ کی محبت کا غلبہ اس کو اس حال پر پہنچا دیتا ہے، کہ جدھر نظر کرتا ہے، صورتِ شیخ نظر آتی ہے حتیٰ کہ خود کو شیخ کی صورت میں دیکھتا ہے، یہاں تک کہ شیخ رہ جاتا ہے۔ اور وہ خود محو ہو جاتا ہے اور پھر اس دید کا علم بھی پوشیدہ ہو جاتا ہے۔

جس وقت نمازی، نماز کے لیے کھڑا ہو گیا، تکبیرِ تحریمہ کہہ کر اللہ تعالےٰ کے کلام کی طرف متوجہ ہوا، تمام دنیاوی تعلقات سے فارغ ہو گیا، اب ان گزرے ہوئے اوقات کی نسبت جب اس کا تعلق غیر سے تھا، اس کے لیے معراج کا وقت ہے۔ معراج عالی اور بلند وقت کو کہتے ہیں۔

اگر بے علمی میں معاش میں کوئی فساد پیدا ہو جائے، اور ایسا مال، حلال مال

Marfat.com

میں مل جائے اور ان میں تمیز کرنا مشکل ہو جائے، تو سارے مال کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ اور ایسی ادائی بھی ثواب سے خالی نہیں۔

بعض دفعہ جب محنت کم ہوتی ہے، تو یہ استعداد کا نتیجہ ہوتا ہے لیکن اگر استعداد محنت میں پختگی نہ پیدا کرے، تو کسی وقت پختگی پیدا ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں امید پختہ ہے، خوف نہ کرے۔ استقلال سے کام کرے۔

اگر کسی شخص کی منکوحہ گناہ کی مرتکب ہو جائے، تو بہتر یہ ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دے۔ یہی اچھی بات ہے، سوائے اس کے کہ جب کلماتِ کفر کا ارتکاب کرے، تو اس وقت اسے چھوڑ دینا بہتر ہے۔

سوالات کے جواب جلدی جلدی لکھے گئے ہیں، ان کا اچھی طرح مطالعہ کریں۔

مکتوب: ۸۵

سالک کے قبض و بسط کے بیان میں

پاک ہے وہ ذات، جس نے سالکین کے لیے بسط کے بعد قبض اور قبض کے بعد بسط بنائی۔ اولاً اگر کسی کوتاہی یا واضح گناہ سے قبض ہو جائے، اور سالک کو اس کے سبب کا علم نہ ہو، تو دونوں صورتوں میں احتمال تقصیر کی وجہ سے استغفار واجب ہو جاتا ہے۔ اور وہ استغفار کرتا رہے، حتیٰ کہ رضائے ایزدی سے بسط ظاہر ہو جائے۔ اور ثانیاً اگر اس کے بعد پھر پہلے کی طرح قبض ہو جائے، جیسا کہ اس کا امکان ہے، تو وہ ظلال و محیط کی قید میں ہے۔ اور اس کے بعد قبض ممکن نہیں، گویا وہ اس قید سے رہا ہو گیا، اور جو اس قیدِ ظلال میں ہوتا ہے، اُسے قصرِ نسیاں میں گرا ہوا کہا جاتا ہے۔ اور جب یہ قید ختم ہو جاتی ہے، تو اس کا بشریت کی طرف اعادہ ممکن ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا تتمہ باقی رہتا ہے۔ اور جو قیدِ ظلال سے ترقی کر جاتا ہے اُسے قصرِ نیستی میں گرا

Marfat.com

ہوا کہا جاتا ہے۔ اور جو اس سے نکل کر اصل فنا تک جا پہنچے، اس کا بشریت کی طرف لوٹنا ممکن نہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ نہ اُسے لوٹایا جاتا ہے اور نہ وہ امن کے طریقے سے واپس ہوتا ہے۔ اور یہاں اس کی مراد بشریت سے ہے، وہ بشریت جو اصلی ہے۔

مکتوب: ۸۶

حقایق آگاہ میر محمدؒ کے نام

حمد و صلوٰۃ و تسلیمات کے بعد، صاحب دانش و آگاہی، میر محمدؒ کی خدمت میں سلامِ محبت کے بعد عرض ہے، کہ خاکسار کے عریضہ کے جواب میں آپ کا مکتوب شریف ملا۔ اور اس کے مطالعہ سے لکھی ہوئی باتوں سے اطلاع ملی۔ ان کا لبّ لباب یہ معلوم ہوا۔ کہ چونکہ اس فقیر نے اپنے کسی گزشتہ خط میں غیبت سے منع کیا تھا، کیونکہ یہ شریعت میں ممنوع ہے، تو اس سے یہ قیاس کر لیا گیا۔ کہ امر بالمعروف سے منع کیا گیا ہے اور اس کی تائید میں قرآن مجید کی وہ آیت لائی گئی، جو مومنوں کی صفت بیان کرتے ہوئے کہی گئی ہے۔ کہ "وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اور بدی سے روکتے ہیں"۔ یہ نہیں سمجھا گیا کہ میں نے منکر (بدی) سے منع کیا ہے۔ کیونکہ غیبت مسلمانوں کی جماعت کی طرف بدگمانی اور ان کے حالات کی ٹوہ لگانا ہے، اور یہ وہی بات ہے، جسے آپ نے خود بھی لکھا ہے۔ "اور جو بدی سے روکتے ہیں" اور اس بات کا خیال نہیں کیا کہ بدی سے روکنا دراصل نیکی کا حکم دینا ہے، اور اس مہربان کی عبارت جو مکتوب شریف میں درج تھی، اسی طرح یہاں نقل کرتا ہوں، تاکہ آپ معروف و منکر میں فرق معلوم کر سکیں اور وہ عبارت یہ ہے "اور وہ لوگ جو تمہارے ہاں پسندیدہ ہوتے ہیں، اُن میں سے اکثر دنیا کے طلب گار ہوتے ہیں۔ اور وہ اکثر دنیا کی مرادوں کے لیے اللہ کی عبادت

Marfat.com

کرتے ہیں، اور وہ اس غرض کے سوا انہیں ملنے کے لیے نہیں آتے۔ اکثر کا حال اسلام کو کمزور کر دیتا ہے۔ اور یہ منافقین کا حال ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کہا ہے، کہ "وہ ایمان نہیں رکھتے، لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم اسلام لائے ..." اور یہ نہ صرف غیبت کی طرف اشارہ کرتی ہے، بلکہ اس کی تصریح کرتی ہے۔

اور جاننا چاہیے کہ غیبت کیا ہے۔ یعنی کسی مومن بھائی کی غیر حاضری میں اس کے گناہوں کا ذکر کرنا، اور اگر معاصی نہ ہوں، تو غلط طور پر گناہوں سے متہم کرنا۔ اس لیے آپ کی یہ عبارت دو صورتوں سے خالی نہیں یا تو اس فقرے کے بارے آنے والے گناہ گار ہوتے ہیں یا گناہگار نہیں ہوتے۔ اگر وہ گناہ گار ہوتے ہیں، تو ان کی غیر حاضری میں اُن کی یاد گناہوں سے کرنا غیبت ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ شدید گناہ ہے، کیونکہ اس گروہ کا نام منافق ہے۔ اور بدگمانی غیبت سے بھی بڑی ہے "اے صاحب بصیرت لوگو، عبرت حاصل کرو"۔ اور اگر وہ لوگ گناہ گار نہ ہوں، تو یہ صریح جھوٹ ہے، بلکہ منافقوں سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے کفر کا خوف ہے۔

"یہ دیکھو کہ کیا کہا گیا ہے اور یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا ہے"

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے ایک دفعہ جب کہ ابھی پردے کے احکامات نازل نہیں ہوئے تھے، اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف رکھتی تھیں، دیکھا کہ ایک شخص جا رہا ہے۔ جب وہ نظروں سے غائب ہو گیا، تو بی بی عائشہ رضؓ نے فرمایا، "اے اللہ کے رسول، یہ آدمی کتنا لمبا تھا"۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "عائشہ رضؓ تو نے ایک مسلمان کی غیبت کی ہے، گویا تو نے مُردار کھایا ہے"۔ بی بی صاحبہ نے فرمایا، "یا حضرتؐ میں نے سچی بات کہی ہے کیونکہ میں نے صرف لمبے کو لمبا کہا ہے"۔ آنحضرتؐ نے فرمایا، "عائشہ رضؓ غیبت یہی تو ہے کہ کسی شخص کے عیب کو اس کی غیر حاضری میں حقارت سے بیان کیا جائے اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو تو یہ ایسا ہی جھوٹ

Marfat.com

ہوگا" مزید یہ کہ ایک دفعہ بعض صحابہ نے حضرت ابوہریرہؓ کی غیر حاضری میں انہیں سبز قدم (منحوس) کہا تھا۔ اس کے بعد جب وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، تو آنحضرت نے فرمایا کہ تمہارے منہ سے مردار کے گوشت کی بدبو آرہی ہے۔ صحابہ نے متعجب ہو کر پوچھا، "یا حضرت ہم نے تو مردار نہیں کھایا"۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تم نے کسی مومن کی غیبت کی ہوگی۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔

"میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اے ایمان لانے والو! ظن سے بچو! کیوں کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی ٹوہ نہ لگاؤ اور غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ پس اس سے کراہت کرو"۔

میرے عزیز امرار دہی کے ظہور کا جو مقام ہے، تو یہ تحریر کسی بھائی کی غیبت میں اس کے گناہوں کا ذکر ہے اور یہ نواہی میں شامل ہے اور حکم معروفات میں داخل ہے۔ پس اسے سمجھئے اور گمان سے بچیے۔ اور اس گمان سے بچئے جو تم نے میرے اور میری پسندیدہ جماعت کے بارے میں قائم کر رکھا ہے، اور وہ جھوٹ اور غیبت سے الگ نہیں ہو سکتی۔ تم شکر گزار بنو، کیونکہ ہمارے علم کے مطابق تم نے ایک عطا کردہ نعمت کو جھٹلایا اور نعمت پر شکر واجب ہے، اس لئے تم کوتاہی کرنے والوں میں شامل نہ ہو جاؤ، اور یاد رکھو، نبوت کی روشنائیں ہوتی ہیں۔

مکتوب: ۸۷

حضرت میر محمدؒ کے نام۔

اس ذاتِ پاک کے نام سے اس کی مدد چاہنے کے بعد۔ شاید میں نے جواب میں کوئی کوتاہی کی ہے، جس کی وضاحت آپ نے طلب کی ہے۔ اور میں کہتا ہوں،

Marfat.com

"اے ربّ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں" اور میں مزید کہتا ہوں، کہ سمجھ لو، کہ عبادت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک روح کے ذریعے اور دوسری بدن کے ذریعے۔ روح کے ذریعے کی عبادت زیادہ تر مرتبۂ ولایت پر واجب ہے، اور روح اور بدن کی ملی جلی عبادت انبیا اور ہمارے نبیؐ، سب پر صلوٰۃ و تسلیمات، پر واجب ہے، جیسا کہ مولانا رومؒ نے اپنی مثنوی میں کہا ہے ؎

لے بسا ناآوردہ استثناء بگفت جان شاں باجان استثناء است

ترجمہ: اکثر ایسا ہوا کہ استثنا کئے بغیر بات کی گئی۔ حالانکہ ان کی جان استثنا کے ساتھ پیوست ہوتی ہے۔

اولیا اللہ کا حال یہ ہے کہ ان میں سے بعض اکثر اوقات عالم سکر میں رہتے ہیں۔ کیا آپ کو علم نہیں، کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت سے سرفراز ہونے سے پہلے غارِ حرا میں چھ ماہ تک مقیم رہے، اور نزولِ احکام کے نہ ہونے کی وجہ سے اُن پر بدنی عبادت واجب نہ تھی۔ اور وہ اس زمانے میں باطنی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور جب انہیں علم ہو گیا، اور ان کا دل مضبوط ہو گیا، تو انہیں طریقۂ عبادت کا پتہ چل گیا۔ اس وقت تک ان کے دل میں طریقۂ انبیا مسلّم اور متحقق تھا۔ لیکن اسے زبان پر لانا موجبِ عتاب تھا، کیونکہ اس کے بارے میں احکام واضح نہیں تھے، اور یہ توقف خطا کے احتمال کی وجہ سے تھا۔ اور یہ لغزش کوئی بڑی لغزش نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ وہ معصوم عن الخطا تھے۔ اور توقف کی یہ حالت چالیس دن تک رہی۔ اس توقف کی دو قسمیں ہیں، سہلی جسے شفقت و کرم کی جہت سے بیان کیا جاتا ہے، تاکہ اس کے بعد وہ آداب میں کوئی کوتاہی نہ کر جائیں، اور دوسری یہ کہ وہ ان کی قدرت میں نہیں تھی، کیونکہ وہ ظہورِ نبوت کے چند گنتی کے دنوں میں لازم تھا۔ جیسا کہ معلوم ہوا کہ عدمِ ظہور اور ظہورِ نبوت کے درمیان ساٹھ دن کا عرصۂ جاطلت تھا تاکہ اس عرصہ میں وہ اس امر پر قدرت حاصل کر لیں۔

Marfat.com

اور یہ حُسنِ جلالی کے ظہُور کا تقاضا ہے، بالخصوص جن کو دعوت دی گئی ہو۔ اور آپؐ کے حُزن پر کوئی تعجب نہیں، کیونکہ آپؐ کا حُزن والم عدم اطلاع کی وجہ سے تھا۔ کہ دِل میں کیوں رکاوٹ پڑ گئی ہے، اور اس حُزن والم کی دو وجوہ تھیں۔ ایک یہ کہ لوگوں کو اتنا عرصہ دعوت نہ دی جا سکی۔ اس کا لازمی تقاضا حُزن تھا، کیونکہ یہ ایک امر مسلّمہ ہے کہ حُزن کسی نقصان پر ہوتا ہے، دوسرا یہ کہ آنحضرتؐ کی طرف توجہ نہ کی گئی تھی، اور نبوّت کا ابھی پوری طرح ظہُور نہیں ہو رہا تھا، جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے، اور آپ سلسلۂ نبوّت کو ختم کرنے والے اور آخری نبی تھے۔ اور اسی طرح سورۂ اسرٰی میں فرمایا گیا، "لوگ تم سے رُوح کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ، کہہ دیں کہ رُوح امرِ ربّی ہے، اور تمہیں تھوڑا سا علم دیا گیا ہے، اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے، وہ بھی واپس لے لیں، اور پھر تُو ہم پر کوئی زور نہیں ڈال سکے گا، سوائے اپنے ربّ کی رحمت کے۔ بے شک آپ پر اس کا فضل بہت زیادہ ہے" اور جیسا کہ تحریر کیا گیا، اس سوال کا جو تم نے "سِرّ استثناء" کے بارے میں کیا تھا، جواب لکھ دیا گیا ہے، جیسا کہ اس ضعیف نے اپنی استعداد کے مطابق ظاہر کر دیا ہے۔ اور میں نے جو کچھ لکھا ہے، وہ لوگوں کے حال کو ان پر واضح نہیں کرتا، اور قاصر رہتا ہے، ہم اللہ تعالےٰ سے اس کے بیان میں خطا کرنے سے پناہ مانگتے ہیں۔

اے اہلِ عقل، سمجھ لو کہ ساری کائنات ایک جُملۂ واحدہ ہے، جو اس کی دو حُسنین صفات یعنی صفتِ جمال اور صفتِ جلال کا مظہر ہے۔ اور اس کی ہر صفت، کا خاصّہ اس کا ظہُور ہے، اور صفتِ جمال، "میری رحمت، میرے غضب پر سبقت لے گئی" کے مطابق ہے، اور ہر وجود کا سبب اور ہر مظہر کا ثبوت، مظہر کے اندر ہوتا ہے، جو ظاہری اور باطنی طور پر اس کی ذات کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ اس سے

Marfat.com

قبل کہا گیا، وہ تقاضائے حسن کے مطابق وجود سے ظاہر اور باطن سے ظہور میں آتا ہے۔

اور صفتِ جلال کا ظہور ایک خیرِ محض ہے، جو مظہر کے اندر ظہورِ اطلاق کی حیثیت سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے بنانے سے قبل تھا، اور وہ ظہور کی حیثیت سے خیر تھا، اور وہ ظاہر جو کہ اس کے حقیقی فعل کی طرف منسوب ہے، اس کی تخلیق کے اندر خیرِ محض ہے، جیسا کہ باطنی ظہور کے وقت تھا، جبکہ اس ذاتِ پاک کے لیے مخلوق کا نفسِ مفید، شرِ محض تھا، اور اس میں صرف عذاب دیے جانے اور انعام و اکرام سے محروم رہنے والے ہی نہیں تھے، بلکہ ان پر زیادتی بھی کی گئی۔ نعمتوں کا سبب جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ "ہم نے ان کی جلدوں کو دوسری جلدوں سے بدل دیا تاکہ وہ عذاب چکھیں"۔ اور یہ صفتِ جلال کا تقاضا تھا، کہ ان کو نعمتوں سے محروم رکھا جائے، اور ان پر آناً فاناً عذاب نازل کیا جائے۔ اس طرح اس کے کمالاتِ حسن کے مطابق اس کے وجود اور آثارِ شر کا نام لیا گیا ہے۔[1]

---

[1] بے شک جنہوں نے حق کو چھپایا، اور توحید کے دلائل، قرآن کی آیات اور پیغمبر کے معجزات کے باوجود اس کی طرف مائل نہیں ہوئے، ہم جلد ہی ان کو ایسی آگ میں ڈالیں گے جو ان کی کھالوں کو پکا دے گی، یا جلا دے گی، اور ہم ان کی کھالوں کو بغیر اس کے کہ وہ پختہ ہوں یا جل جائیں، دوسری کھالوں میں تبدیل کر دیں گے، اور یہ تبدیلی ایک ساعت میں سو بار ہوگی۔ حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ یہ جلدیں گیارہ سو میں ہزار مرتبہ تبدیل ہوں گی۔ ان کی تحقیق ہے کہ جلدیں جب جل جایا کریں گی، تو پھر اصلی حالت میں آجایا کریں گی۔ یہ تبدیلی صفت میں ہوگی، ذات میں نہیں ہوگی، اور یہ عذاب کا مزا چکھایا جانے تک اور یہ عذاب دائمی ہوگا۔ بے شک خدا غالب ہے، اور کوئی اسے عذاب دینے سے منع نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

اور جب میں نے دونوں مذکورہ متصل ظہوروں کو دیکھا، اور ان پر غور کیا۔ تو میں نے معلوم کیا کہ ان کے قریب رہنے والے لوگوں پر واجب ہے، کہ وہ ہر وقت ظاہری ظہور کی طرف دیکھیں، اور کبھی اس باطنی حقیقت پر نظر نہ کریں جس کو شرک کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک اس طرح شرک کے ساتھ صدق ثابت ہو جاتا ہے۔ سوائے اس وقت کے جب کوئی شرعی ضرورت لاحق ہو جائے، یا انہیں ودا کا حکم دیا جائے، یا جب حدود اور اس طرح کی کوئی شے تحریر کے ساتھ واقع ہو جائے۔ اور اس وقت، عارفوں کے لیے واجب ہو جاتا ہے کہ وہ حدود کے اندر رہ کر اس کے حق میں دعا کریں۔ اور وہ مصیبت میں مبتلا ہونے کا خوف، طاری کرے۔

جب مجھے اس بات کا علم ہو گیا، تو میری زبان اور دل پر سکوت واجب ہو گیا، تاکہ اس کے گناہ میرے دل پر نہ پڑیں، یا دل میں مذکورہ ضرورت سے پہلے اس کی عیب چینی کرنے لگ جاؤں اور جب تمہیں اس بات کا پتہ لگ گیا، جو میں نے کہی، تو تم پر بھی ضرورت سے پہلے خاموشی واجب ہو گئی۔ کیونکہ ان میں سے اکثر فقرا کو میں نے بلا ضرورت غافل پایا ہے پس اس نے اولیاء کی اصطلاح میں مرتبۂ کل سے گرا دیا ہے، اور جب یہ لغزش طویل ہو جائے، تو پھر گزشتہ احوال پر توبہ لازم ہو جاتی ہے، اور مستقبل میں استغفار بغیر عمل کے زبان سے ترک کرنا ضروری ہے۔

اے دوست! ہم نے عربی زبان میں قدرت حاصل نہیں کی، اور اب ارادہ ہے کہ فارسی میں لکھیں، اور جب ہم نے قلم اٹھایا، تو لوحِ محفوظ سے عربی کے کلمات ٹپکے جس طرح کہ خشک زمین پر بارش کے قطرے گرتے ہیں، اور اس کے حسن و نعمت میں اضافہ کر دیتے ہیں اور اللہ تجھے جزائے خیر دے۔ کہ تو نے اس امّی سے پوچھا۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ میں ان علوم کے ظہور کا سبب بنا ہوں تاکہ ہدایت پانے

marfat.com

Marfat.com

والے نفع پاسکیں، اور سوال کرنے والے دوست، کو اس کی جزا عطا ہو

مکتوب : ۸۸

فیضِ عام و خاص کے بیان میں تحریر کیا گیا

پاک ہے وہ ذات، جو دونوں جہانوں پر دو طرح سے فیض کرتی ہے، ایک فیضِ عام اور دوسرا فیضِ خاص۔ فیضِ عام والے لوگ وہ ہیں، جو جلال و جمال کی مختلف خصوصیت کے ظہور سے وقتاً فوقتاً فیض یاب ہوتے ہیں، اور اس کے جمال سے انوار کے مظاہر ان کے وجود و ثبوت کے لیے ہیں۔ لیکن وہ اس قابل نہیں، کہ ان سے شریعت کے پردے اٹھا دیے جائیں، اور انہیں سمجھتے ہوئے حجاب عطا کیے جاتے رہیں، یہاں تک کہ وہ مقامِ قرب تک ان ظلمانی اور نورانی حجابات کو اٹھائے ہوئے پہنچ جائیں، جو حکمت بالغہ سے صفتِ جمال کے تقاضے کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان پڑے گئے تھے۔ شاید رعبِ جلال اور ذاتِ پاک کی اس پاکیزگی کی وجہ سے وہ کہیں مضمحل نہ ہو جائیں، جو ان پر پڑ رہی ہوتی ہے، جیسا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نور و ظلمت کے ستر ہزار پردوں میں سے ..... تا آخر" اور یہ فیضِ عام کے لوگ ہیں، جو بشری وجود میں موجود ہیں۔ ان کے عروج میں اللہ تعالیٰ کے جلال کی سطوت مانع ہے۔ یہ لوگ برگزیدہ ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں لباسِ بخشش عطا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیضِ خاص کے ظہور سے اللہ کے رنگِ اخلاق میں رنگے جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے خاص جمال کا ظہور ہے۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی، تو پھر انبیاء، اولیاء اور اہلِ جنت پر ایک نگاہ ڈالیں۔ اس لیے کہ انہیں دوسری مرتبہ زندگی دی گئی ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے فرشتے آسمانوں میں اس وقت تک داخل نہیں ہوتے۔ جب تک انہیں دوسری زندگی نہیں دی

Marfat.com

جاتی۔ اور بشری وجود اور اس کے کمالات سے وہ ہر طرح خالی ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں اس طرح کا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ اور وہ اللہ پاک کے اخلاق پیدا کر لیتے ہیں۔ پس اب یہ لوگ اس طرف نہیں لوٹ سکتے، جو ایک حدیث میں اس کلمہ کی صورت میں واقع ہے" یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے اخلاق پیدا کر لیے ہیں"۔

جب یہ ثابت ہو گیا، تو یہ بات بھی ثابت ہو گئی۔ سارا عالم انوارِ جمال کے فیض سے عالمِ وجود میں ہے، اور جلنے سے محفوظ ہے۔ دنگ جلانا۔ اللہ تعالےٰ کے جلال کے انوار کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے، اور اس کا ظہور حجاب کے اٹھنے کے بعد ہوتا ہے اور وہ لوگ جو مرتبۂ عام میں ہوتے ہیں، ان کا حجاب اٹھایا نہیں جاتا۔ جمال و جلال کے مشترکہ انوار کا اظہار ان کے اس مرتبہ میں تربیت کے لیے صفتِ جمال کے ساتھ کہا جاتا ہے، اور تربیتِ جمال اس وقت تک منقطع نہیں ہوتی جب تک وہ انوارِ جلال کے برداشت کرنے کے قابل رہتے ہیں، اور جب وہ برداشت کرنے کے قابل نہیں رہتے، تو پھر انہیں بخشے ہوئے وجود کے ساتھ زندگی نہیں دی جاتی۔ اور نہ ہی انہیں اللہ تعالےٰ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے" بے شک اللہ سبحانہٗ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے" یعنی ان لوگوں سے جو وجودِ دنیہ سے باہر نہیں آتے، اور اس کی صفات کے ساتھ اپنے آپ کو متصف نہیں کرتے۔ اور جب وہ متصف ہو جاتے ہیں، تو اللہ سبحانہٗ اُن کے حق میں فرماتے ہیں کہ" میں (ایسے بندے کا) کان ہوں، اس کی آنکھ ہوں، اس کا ہاتھ ہوں اور اس کا پاؤں ہوں۔ وہ میرے ساتھ سُنتا ہے، میرے ساتھ دیکھتا ہے، میرے ساتھ بولتا ہے اور میرے ساتھ چلتا ہے"۔ اس لیے وہ مردِ کامل ہوتا ہے۔ وہ دو مرتبوں پر فائز ہوتا ہے۔ ایک مرتبۂ مظہریت، جو کہ وجودِ بشریت کی جہت سے ہے، اور دوسرا مرتبۂ مظہریت، جو اس کے اخلاق میں رنگے جانے کی وجہ سے ہے۔

Marfat.com

مرتبۂ بشریت کی حیثیت سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ میں بھول جاتا ہوں جس طرح کہ تم بھول جاتے ہو چنانچہ جب میں بھول جاؤں، تو مجھے یاد کرا دیا کرو"۔ اور اللہ کی صفت سے متصف ہونے کی بہ دلالت آپ نے فرمایا: "میں احمدِ بلا میم ہوں۔ اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب اللہ میرے ساتھ ہوتا ہے، اور کوئی مقرب فرشتہ یا کوئی نبی مرسل وہاں نہیں ہوتا"۔

پاک ہے وہ ذات جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور انبیا اور اولیا میں سے کوئی اس ذاتِ مقدس تک نہیں پہنچ سکتا۔ سوائے بخشے ہوئے وجودوں کے اور اس کی صفات سے متصف شخص کے۔ پس ایسے شخص کے لیے کوئی حجاب نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ اس کی تجلّی سے جل جائے۔ ط۔ بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(ترجمہ) اس پر ختم کرتا ہوں کہ دانا دں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ اس فقیرِ درماندہ کی اتنی بساط کہاں کہ احادیث کی حقیقت کے بارے میں تحقیق کی جرأت کروں۔ لیکن سوال کا جواب دینے کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ اس لیے چند باتوں کا دروازہ کھولا۔ اگر کوئی شبہ باقی رہ گیا ہو تو دوبارہ لکھ بھیجیں تاکہ مجھے پتہ چل جائے۔

مکتوب: ۸۹

حضرت خواجہ بزرگؒ کے قول کی تحقیق میں۔

روحِ انسانی۔ اللہ سبحانہٗ کو غیر سمجھتی تھی، لیکن پہچانتی نہیں تھی۔ کیونکہ پہچان شہود سے پیدا ہوتی ہے اور وجود، شہود کے منافی ہے۔ [illegible] خواجہ (اللہ اُن کے راز کو پاک کرے) صاحب کی مراد بشریت اصلی ہے۔ لیکن عارضی بشریت بشر کے لیے لازمی ہے اور انبیائے کرام سے بھی بشریت الگ نہیں ہوتی ہے

Marfat.com

کہ علم مختصر طور پر، عقل کا نام ہے اور رُوح تخلیق سے پہلے اور جسم کے تعلق ہونے سے پہلے اللہ سبحانہٗ کو جانتی تھی. کہ وہ میرا خالق ہے، لیکن اللہ تعالےٰ کے اسما اور صفات کے ظہُور کے طریقے سے اپنی ذات و صفات کی حقیقت کی تفصیل کو نہیں جانتی تھی، مظہریت کی حقیقت، اور بشریتِ اصلی کی مظہریت، جو ایک وجودِ دانا ہے، ایک مسلّمہ بات ہے، اور یہ مختصراً کسی شے کے جاننے کو کہتے ہیں، اور جب اُسے اپنی مظہریت اور اللہ تعالےٰ کے اسما و صفات کی مظہریت کے بارے میں علم دیا گیا، اور اس نے اپنے ہر مرتبہ پر خواہ وہ اسم ہو، خواہ صفت، اسماء اور صفات کا مشاہدہ کر کے، اور اس کے ان آثار کو جو بشریت کی وجہ سے اس سے منسُوب تھے، اللہ تعالےٰ کے آثار کا مظہر پایا، تو بشریت کے وجود کو فنا پذیر پایا۔ اس کو پہچاننا کہتے ہیں. چنانچہ رُوح کو شہُود سے نسبت، جسم کے تعلق کے بعد عطا کی گئی. تعلق سے قبل کو جاننا کہتے ہیں، پہچاننا نہیں، کیونکہ اس کا انحصار شہُود پر ہے.

مکتُوب : ۹۰

خواجہ فیض اللہ صاحبؒ کی خدمت میں تحریر کیا گیا۔

سعادت شعار اس بات پر شُکر ادا کرتے ہیں، کہ ایک ہی صحبت میں جمعیّتِ خاطر حاصل ہو گئی، اور ترکِ دنیا منظورِ نظر بن گیا، اور اسے اللہ کا فضل سمجھتے ہیں. دنیا اور دنیا داروں کی صحبت مُبتدی اور متوسّط کے لیے زہرِ قاتل ہے، اور جو صاحبِ کمال مُنتہا پر پہنچا ہوا ہو - وہ دنیا داروں کی صحبت میں بھی اور مال و دولت کے جمع کرنے میں بھی اہلِ دنیا اور مالِ دنیا سے الگ تھلگ ہوتا ہے - ایسا صاحبِ کمال شخص اللہ کا نائب ہوتا ہے، جو غافلوں کو تربیت دیتا ہے، اور تربیت بلا صحبت حاصل نہیں ہوتی، حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ہمارے بعض بندے ایسے

Marfat.com

ہوتے ہیں کہ انہیں لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنا ہمارے ذکر سے غافل نہیں کرتا۔ اور دنیا سے دلی تعلق پیدا کرنے میں آنکھیں بند کر لینی چاہیں۔ گویا دنیا سے انسان دوسرے پر نظر نہیں ڈالنی چاہیئے، سوائے نیک گمان کے۔ اور اپنے بارے میں بھی کوشش کی جائے، نیک بختی ہے۔

رہا دوسرا اور تیسرا واقعہ کہ، آپ نے اپنے آپ کو ہماری صورت میں پایا۔ تو یہ عقیدے کے کمال کی دلیل ہے اور شیخ میں گم ہو جانے کو "فنا فی الشیخ" کہتے ہیں۔ یہ ذکر کا نتیجہ ہے کہ مرید، پیر میں فنا ہو جائے۔ اور رہا اپنے آپ کو کم دیکھنا۔ تو یہ دل کی نورانیت کی دلیل کا آفتاب ہے۔ چونکہ کام ابھی ترقی پر ہے، اس لیے آپ نسبتہً کم حصہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ بات مبارک ہے اور جتنا زیادہ حصہ ملے گا۔ اتنی ہی ترقی کی علامت ہے۔ کوشش کرتے جائیں کہ اپنے آپ کو گم کر دیں، تاکہ حق کی ہستی اور مرشد کی مرضی کے سوا کچھ بھی پسند نہ رہے۔ والسلام۔

مکتوب : ۹۱

مذکورہ بالا عزیز کے جواب میں لکھا گیا۔

تیسری بات کہ جب دل ذکر سے معمور ہو جاتا ہے، تو جو شخص جتنی دیر تک ناپختہ رہتا ہے، جوش میں رہتا ہے، جب پختہ ہو جاتا ہے، تو جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ القصہ اپنے آپ کو اس طرح پیش کریں کہ دل ان مقامات کی طرف متوجہ نہ ہو۔ یہ مقام کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، متعینہ مقامات کے سامنے اس کا مرتبہ ایسا ہے، جیسا دریا کے سامنے قطرے کا۔ والسلام۔

واقعہ اوّل کی تعبیر۔ اس شخص کے ۶ لطائف اس طرح ہیں۔ جیسے قلب اور روح اس واقعہ میں تجلیات بخشتے ہیں۔ کبھی ستارہ کی شکل میں کبھی چاند کی صورت میں اور

Marfat.com

کبھی آفتاب کی مانند: یہ تمام دل کی صفائی کی علامتیں ہیں، بہت اچھی بات ہے۔
دوسرا واقعہ، اس صفائیِ دل کا ثمرہ ہے، اور لوگوں کو پھول دینا اس بات کی بشارت ہے، کہ جو ثمرہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملا ہے، اُسے عوام میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اور تیسرے واقعہ کی تعبیر یہ ہے کہ یہ دونوں لطائف یعنی روح اور دل دو شمعوں کی طرح ہیں۔ اور ہماری صورت دیکھنا اس بات کی بشارت ہے کہ ہم تمہاری حفاظت کے لیے موجود ہیں تاکہ شیطان دخل نہ دے سکے۔ ان تمام بشارتوں کو سعادت مندی سمجھ کر مراقبہ کے کام پر کمربستہ ہو جاؤ: تاکہ انوارِ سفلی، انوارِ لطیفہ کی صورت میں ظاہر ہوں، اور یہ کیفیت ختم ہو جائے۔

مکتوب: ۹۲

خواجہ فیض اللہ کو تغیرِ واقعات کے ضمن میں تحریر کیا گیا۔

جو لوگ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، انہیں سولی پر چڑھایا جاتا ہے، اس سے مُراد طریقت میں مجاہدہ و ریاضت ہے، اور آپ جو خوف زدہ نہیں ہوتے، تو یہ بلندیِ استعداد ہے۔ کیونکہ آپ مجاہدہ کو راہِ محبت سے اختیار کرتے ہیں، اور وہ جو انوار کم ہو جاتے ہیں۔ اور آپ خدا کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں، تو یہ کلامِ حق کی تجلیات ہیں، اور وہ جو اپنی تمنا کو گھٹاتے ہیں، تو سالک کی انتہائے فنا یہ ہوتی ہے کہ سب کو گم کر دیتے ہیں، یہ سُکر و مستی کی ابتدا ہوتی ہے۔ روٹیوں کا آجانا حق تعالےٰ کا انعام ہے۔ جو آپ کو عطا ہوتا ہے، اور لوگوں میں تقسیم کرنا، اس امر کی خوش خبری ہے کہ اللہ کی نعمت کا ذکر عام کرو۔ جو کچھ آپ کو ملتا ہے، دوسروں کو دو۔ یہ تمام بشارت (خوش خبری) ہیں جو سالکوں کو ملا کرتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کر کے اس کے حضور متوجہ ہونا چاہیئے۔

marfat.com

Marfat.com

مکتوب : ۹۳

مذکورہ بالا سائل کے جواب میں لکھا گیا۔

میرے مشفق، سلام عرض ہے۔ ایک نورانی برتن ہے، جسے کھینچا نہیں جاتا۔ یہ تمام معاملہ جو تحریر کیا گیا ہے، اسی سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی اطلاع نہیں ملتی۔ اور دوسرا برتن جو سیاہ بھی ہے اور نورانی بھی، آپ نے اس کا بیان طلب کیا ہے۔ اور اس کے ٹوٹنے اور جڑنے تک پہنچے ہو۔ دوسرے ظرف کا بیان ظاہر ہے چاہیے کہ پہلے صرف نورانی برتن کے بارے میں اطلاع دیں، اگر آپ جانتے ہیں، تو تفصیل سے لکھیں، تاکہ دوسرے ظرف (برتن) کے بارے میں لکھا جائے اور آپ کو آگاہ کیا جائے۔

مکتوب : ۹۴

سائل کی درخواست پر شبہات کے جواب میں۔

مشفق عزیز! چونکہ آپ نے سوال کے مطابق جواب نہ لکھا اور اس برتن کے بارے میں کچھ نہ بتایا، جو بالکل نہیں ٹوٹتا، اور وہی پرانی کیفیت لکھ دی، اس لیے معذرت کر دی گئی، ورنہ ضرور جواب لکھتا۔

میرے عزیز! سب سے پہلے آپ کو شہودِ اول، شہودِ ثانی اور شہودِ ثالث کے بارے میں علم ہونا چاہیے۔ جاننا چاہیے کہ شہود غیب کے مقابلے میں ہے۔ مرتبۂ غیب اللہ تعالیٰ کی قدیمی، ازلی اور بے کیف ذات وصفات کا مرتبہ ہے۔ شہودِ اول، نورِ اول کا مرتبہ ہے، جو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ہے۔ اگرچہ یہ مرتبہ حادث ہے، لیکن یہ مخفی البداہت اور مخفی الکیف ہے۔ لہٰذا اس مرتبے کو یعنی شہودِ اول کو، غیب نسبی، قدیم نسبی اور مجہول الکیف بھی کہتے ہیں، اور شہودِ ثانی

Marfat.com

رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی شہُودِ اوّل کی عظیم رُوح ہے اور شہودِ ثالث ان کا جسم مُبارک ہے جو عرشِ اعظم کے اُوپر ہے۔ اور تمام اصُولِ مفصّل کا عنصرِ اوّل اور عنصرِ مجمل ہے اور اس جسمِ مبارک سے جو محض نُور ہے۔ تمام مراتبِ مجمل اور عناصرِ مفصّل نے ظہُور پایا ہے، پس جو سالک فنا کا رُخ کرتا ہے۔ احاطۂ عناصرِ جو مخلوقات کے اجسام کے مراتب کو احاطہ کرتا ہے، لطافتِ محض سے راہِ حق کے سالک وطالب کو اپنی ذات میں جذب کر لیتا ہے، اور سالک تمام داخلی اور خارجی مراتب اس سے حاصل کرتا ہے اور کسی طرف سے بھی اس کو نسبت نہیں دی جا سکتی۔ چونکہ طرفِ شہُود سے یہ تعلق قائم رہنے کے لیے نہیں ہے۔ اس لیے سالک کو اس شہُود سے آگے ترقّی کرنی چاہیے، اور اس سے وہ جو کچھ حاصل کرتا ہے، سابقہ علم کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے، اور طرفِ شہُود اس کو شامل کرنے والا اور جائے بازگشت ہوتا ہے۔ اسے جو کچھ ملتا ہے، یہیں سے ملتا ہے، اسی طرح ترقّی کے مدارج ہیں، جو اسے جا بجا ملتے ہیں۔ وہ پہلے سے بے اختیار ہو کر دوسرے میں جذب ہو کر ترقّی کرتا ہے اور آخر کار تمام مراتبِ شہُود تک پہنچ جاتا ہے، اور وہ شہُودِ اوّل ہے اور یہ شہُودِ اوّل کا مرتبہ ہے، جب کہ اس سے اُوپر کوئی شہُود نہیں۔ اور اصحابِ شہُود پر باقی رہتا ہے اور شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس شہُود سے ترقّی کر کے کوئی غیبِ حقیقی سے جا ملے۔

چونکہ کاغذ تنگ تھا، اس لیے اتنے پر ہی اکتفا کیا۔ کچھ باقی رہ گیا ہے، تو سمجھنا چاہیے کہ یہ شہُود جو ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ ولایتِ اولیا کے سایہ میں شامل ہیں اور اس ولایت کو بعض "ولایتِ خاصّہ" اور بعض "اولیا صغریٰ" کہتے ہیں۔ یہ شہُود اپنی اصل کا کچھ رنگ رکھتا ہے، لیکن اپنی اصل سے بہت دُور ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ کس کو اس سے باہر نکالا جاتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

مکتوب : ۹۵

سوال : مشفقِ عزیز! آپ نے جو تحریر کیا ہے، وہ سالکوں کے سلوک اور مجذوبوں کے جذب کے متعلق لکھا ہے، اور یہ سائل کے کام کی بات نہیں کہ وہ ظروف چھوڑات مخلوق ہے، نیا ہے، اور دوسری اطراف سے آنے جانے والا ہے۔ وہاں ہر مستحق کو اس کے استحقاق کے مطابق پوشاک پہناتے ہیں اور اس ظرف کو توڑ دیتے ہیں۔ اس معاملے پر غور کر کے مسائل کے جواب لکھیں۔

جواب : مشفقِ عزیز! میں نے جو کچھ لکھا تھا، اس میں سے کیا مرتبۂ جذب اور کیا مرتبۂ سلوک، کوئی شے خارج نہیں، چنانچہ اپنی تحقیق کے ضمن میں آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ ہر ایک کو پوشاک پہناتے ہیں اور اس ظرف کو توڑ دیتے ہیں، یہ جذب کشی ہے۔ تعجب ہے کہ میری تحقیق کو نظر انداز کیا ہے اور اپنی طرف سے بات کو مختلف معانی پہنا دیئے ہیں۔ یہ طریقہ خلافِ حدیث ہے۔ جیسا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آسانی والے بنو، نہ کہ تنگی والے" اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لباس کے متعلق تھوڑی سی بات کی جاتی ہے، تو یہ ایک امتحان ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے، کہ آزمانے والا محروم رہتا ہے۔ اس سلسلے میں تین اشخاص کی ایک کہانی بیان کی جاتی ہے کہ ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے دو کی نیت بزرگ کو آزمانے کی تھی، اس لئے وہ بے نصیب واپس آئے، تیسرا خوش اعتقاد تھا، وہ مقبول ہوا۔ جب کبھی میں نے سلوک، جذب، توبہ، اجتہاد، اور اصطفا کے مراتب کے بارے میں کوئی جامع اصول پیش کیا ہے، تو سمجھا نہیں گیا، میں کیا کروں۔ پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ سلوک کیا ہے اور جذبہ کیا؟ اور کس مقام میں ہوتا ہے اور توبہ کیا ہے اور قبولیت توبہ کیا؟ اس مقام کے حامل کون ہوتے ہیں؟ اصطفا کیا ہے؟ اور کس مقام کا کیا خاتمہ ہے؟ اگر آپ کچھ بھیجیں تو بہتر۔ ورنہ کچھ بھیجو کہ معلوم نہیں، اس وقت ان پانچوں

Marfat.com

مراتب کی تفصیل لکھ کر بھیج دوں گا۔

اور یہ جو آپ لکھتے ہیں کہ ایک برتن اسی قسم کا ہے۔ تو معلوم ہونا چاہیے، کہ سلوک و مراتب کی راہ میں قرب ایسے ہی دکھائی دیتا ہے۔ یہ سب مراتب کی تفصیلات ہیں، جنہیں کم فہمی کی وجہ سے سالک، مرتبۂ لطیفہ کو تفصیل صورت، مثلاً برتن میں دیکھتا ہے۔

مکتوب: ۹۶

میاں محمدؒ کاظم کو صدائے ہوّیت کے استفسار کے جواب میں لکھا گیا۔

"کسی انسان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے، سوائے اس کے کہ اُسے وحی کی جائے یا پردے کے پیچھے سے ....." اس آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا، کہ جو کچھ آواز کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے، وہ یا تو نورانی آواز ہو گی یا جسمانی آواز۔ تمام لباس حادث و فانی ہیں، بلکہ آواز و حرف کے مرتبے سے پرے ہے جو مقصد و مدعا ہے۔ اور کلام مطلق کا پہلا لباس بھی تقیّد و حدوث کے مرتبے میں ہے لیکن کلام کرنے والا یا تو قدیم ہے یا حادث، اگر قدیم ہے، تو وہ ذات و صفات کے اعتبار سے، ذات و صفات کی جامعیت سے وحدت و کثرت کے بغیر، زمان و مکان کے بغیر کئی لباسوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس ظہور کے بھی دو مرتبے ہیں۔ ظہورِ اطلاقی یا ظہورِ تقیّدی۔ اگر یہ ظہور اطلاقی ہے، تو یہ جامع حقیقی کی ذات کا حقیقی ظہور ہے بطلاقی طور پر اپنی پوشیدہ صفات کے کمالات کا ظہور ہے۔ جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ہے۔ کہ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ اس لیے میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ اگر یہ ظہور تقیّدی ہے، تو یہ کمالاتِ مخفی کا ظہور ہے۔ پہلے ظہورِ اطلاقی کی مظہریت کے لیے متکلم ازلی کا یہ بیان دو مرتبوں سے ہے۔ اگر متکلم

marfat.com

Marfat.com

حادث ہے، تو پھر اس کی تقسیم کی ضرورت نہیں. اس لیے کہ وہ ہر لحاظ سے حادث ہے، اور کمالاتِ مخفیہ کے ظہور میں داخل ہے، اور اسے پہلے مرتبہ سے موسوم کیا جاتا ہے. متکلم دو طرح کے ہیں. واجبی کلام کے ظہورِ نفس والے، اور ان کانوں کے لیے یہ بات غلط نہیں کہ وہ علمِ لدنی اور اصلی کی تعلیم سے ہے، اور ان کے اتباع میں بعض اولیا کو بھی یہ مقام حاصل ہے، اور یہ وہ لوگ ہیں، جو نچلی ولایتوں کے درجات سے ترقی کر کے مرتبۂ ولایتِ انبیا تک پہنچ جاتے ہیں، اور یہ کلامِ نفس کے ساتھ مرتبۂ ثانیۂ حادثیہ کہلاتا ہے، جو کہ شہودِ اوّل میں درج ہے، اور جسے نورِ محمدی سے موسوم کیا گیا ہے۔

عزیزِ من، اس بیان میں مَیں اصل آواز ہوں. اور جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں میں اُسی کی ذات سے موجود ہوں اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

مکتوب: ۹۷

ایک عزیز کے نام تحریر ہوا۔

شروع اس ذاتِ پاک کے نام سے. سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو میرا رب ہے جس کی تجلیات اور ذات و صفات سے اولیاء تربیت پاتے ہیں، اور جو پھر صفات کی تربیت سے لوگوں کی تربیت کرتے ہیں، اور ان کے اکثر معاملات تجلیاتِ ذاتی کی بدولت ہیں. اگرچہ وہ تجلیِ ذاتی سے بہت کم بہرہ یاب ہوتے ہیں، اور اس تجلی کو ان کے حق میں ترقی کہا جاتا ہے. اگر تجلیِ ذاتی اور تجلیِ صفاتی کے درمیان فرق کے بارے میں پوچھا جائے. تو میں کہوں گا کہ جب رب اپنی تجلی کرتا ہے. اور اپنے لباسِ صفات میں صورتِ معنوی کو جلوہ گر کرتا ہے. جو کہ صفت کے لیے مخصوص ہے. اور وہ شخص اس معنی محض کی خصوصیت تک پہنچ جاتا

Marfat.com

ہے اور پھر دُوسرے وقت دُوسرے معانی کے ساتھ، اس طرح، جیسا کہ اللہ چاہے۔ اور اِسے صفات کے اندر سَیر در سَیر کہا جاتا ہے۔ اور جب اس کی استعداد کے بعد اُسے یہ سیر حاصل ہو جاتی ہے، تو یہ دو طرح کی ہوتی ہے، ایک یہ کہ سیر کرنے والا ایک مقام پر کھڑا رہے اور حالتِ خوف میں رہے، اور یہ معانی بیان ہو چُکے ہیں، اور موت تک اس میں قید رہے، اور دوسرا یہ اُسے اپنی استعداد کے مطابق سیر حاصل ہو جائے، اور اس پر ذاتِ متجلّی تک پہنچنے کا ذوق و شوق غالب آجائے، اور اس کا باطن کثرت سے وحدت کی طرف آنے سے کراہت کرے۔ اور پھر یہ بھی دو طرح سے ہے۔ ان میں سے بعض مقامِ دنیا پر کھڑے رہتے ہیں، اور بعض اس کے بَین بَین رہتے ہیں۔ اِلّا ماشاءاللہ۔ اور بعض اس مرتبۂ فضیلت سے بلا توقف ترقی کر جاتے ہیں، اور یہ مراتب تجلّیات و صفات سے مرتبۂ اجمال تک ہوتے ہیں۔ اور یہ تجلّیِ ذات کا مرتبہ ہے، اور اس پر مقامِ اجمال کثرتِ معانی کے بغیر جامع واحدہ کی تجلّی کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ تجلّیات و صفات کی شان ہے۔

جب یہ بات سمجھ میں آگئی، تو یہ بھی سمجھ لیں، کہ واصلِ اوّل مقیّد ہے، اور یہ ولایتِ خاصّہ کے کمالات کے مرتبے میں ہے، جسے بعض کے ہاں ولایتِ اولیا اور بعض دوسروں کے ہاں ولایت صُغریٰ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ولایتِ مذکورہ کے لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اس ولایت کے لوگ صراطِ مستقیم کی شرط سے مشروط ہیں۔ اور جو کوئی اس مقام پر ہوتا ہے، وہ تجلیاتِ صفاتیہ والوں میں سے ہوتا ہے۔ اور اس مقام پر ان کی قید کا سبب اغراض سے عدم خلوص ہے، چاہے وہ مخفی ہو۔ اور یہ اہلِ فنا مقیّد ہیں۔ اور ان کے لیے فنا میں فنا داخل نہیں ہوتی وہ دونوں مرتبے جن کا میں نے ذکر کیا ہے، وہ کُرّہ ظلال کے فرق کے ساتھ مراتبِ ظلال کے لوگ ہیں، اور اس مرتبے کی قلت ہے، کیونکہ وہ سب تجلّیات سے

marfat.com

Marfat.com

مغلوب ہیں۔ مثلاً کیا تم جانتے ہو کہ تجلی کیا ہے؟ وہ کس چیز کی صفت کا ظہور ہے؟ یا کوئی ذات ہے، جو حجاب میں ہے چاہے وہ اہل تجلیات کے ہاں قلیل ہو یا کثیر۔ جب آپ نے یہ بات سمجھ لی، تو بس باقی بھی سمجھ لیں۔

مکتوب : ۹۸

ایک عزیز کے نام تحریر کیا گیا۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔ اور سب تعریف اُسی کے لیے ہے، جو دو مرتبوں میں "حامد اور محمود" ہے، ایک قدیم اور ازلی، اطلاق کے مرتبے پر، جو حدوثی تقیدی اور شہودی ہے، اور کسی واسطہ کے بغیر اوّل ہے، اور دوسرا حدوثی مظاہر کے واسطے سے۔

پاک ہے وہ ذات، جس نے خلقت سے بذریعہ نُور حجاب کیا، اور جو نُور کے ظہور کی شدّت سے پوشیدہ رہا۔ اور وہ ایسا ظاہر ہے، جس سے بڑھ کر کوئی ظاہر نہیں، اور وہ ایسا پوشیدہ ہے۔ کہ اُس سے بڑھ کر کوئی پوشیدہ نہیں۔ وہ ایسا اکیلا ہے جو پوشیدگی میں ظاہر ہے اور ظاہر میں پوشیدہ ہے۔ اللہ کا شکر ہے۔ کہ لطیفۂ شفقانہ کو معافی مل گئے اور سینہ کھل گیا۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

مکتوب : ۹۹

چند واقعات کی تعبیر کے بیان میں

ایک عزیز نے فرمایا ؎

خاک شو خاک، تا بر دید گُل — کہ بجز خاک نیست مظہر گُل

(ترجمہ) خاک ہو جا خاک، تاکہ پھول اُگیں، کیونکہ خاک کے بغیر گل کا مظہر اور کوئی نہیں۔

خاک کے چھڑکنے سے پھولوں کی افزائش ہوتی ہے، خوب بات ہے، اس

Marfat.com

سے مراد طفلِ نفس ہے۔ وہ جب موافقت پیدا کر لیتا ہے، اور سرکشی سے باز آ جاتا ہے، تو علم و معانی کی کثرت کا امیدوار ہو جاتا ہے۔

دُودھ سے مراد علم کا خزانہ ہے۔ جو شخص خواب میں یہ دیکھتا ہے کہ میں دُودھ پی رہا ہوں، تو حدیث میں آیا ہے کہ اسے کثرتِ علم کی بشارت ہو۔ حق تعالےٰ اس بشارت کو کہ مقدمہ فنا ہے، منتہیٔ ظہور میں لاتا ہے، وہ حدیث یہ ہے اے اللہ نُور کو میرے اُوپر، میرے نیچے، میرے سامنے اور میرے پیچھے پیدا کر دے یا مجھے نُور بنا دے، یہ نُورٌ علیٰ نُور کی بشارت ہے۔

سالکانِ طریقت کے حق میں یہاں دریا سے مُراد وحدت و معانی کا دریا ہے، اور ظاہر ہے کہ دریائے معانی حق تعالےٰ کے لاانتہا اسرار میں سے ہے۔ لہٰذا قرآن شریف میں رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا "کہہ! اے رب، میرے علم میں اضافہ کر"۔

کشتی اپنے پیر کا وسیلہ ہے۔ کہ اس وسیلہ در وسیلہ کا سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچتا ہے

اور آبِ حیاتِ دائمی سے مراد دریائے معانی کا پانی ہے، اور دل میں ظلمت کے گمان ہونے کے مطلب یہ ہے کہ انوارِ الٰہی کی ظلمت ایک پوشیدہ لطیفہ ہے کہ سالک آخر کار اس نُور تک جا پہنچتا ہے، اور آپ کو شروع ہی میں اس کا نظر آنا عالمِ مثال کی تمثیل میں استعدادِ قوی کی خوش خبری ہے۔

یہ واقعات اور ان کے جوابات جو لکھے جا رہے ہیں، ایک الگ کاغذ پر نقل کر کے رکھ لیں۔

شبِ برات کا دیکھنا، یہ مطلب رکھتا ہے، کہ حساب سے چھٹکارا دے دیا گیا ہے، سُورج کے کم دکھائی دینے سے مراد یہ ہے، کہ اس میں بعض نکُدہ اور

Marfat.com

بعض مُباح داخل ہوگئی ہَیں۔

گھوڑے سے مراد نسبتِ قلبی ہے، اور قبلہ رُو ہونے سے مطلب قوّتِ ایمانی ہے، اور دریائے نُور وحدت ہے، جو قریب سے قریب تر آرہا ہے تاکہ گھیرے۔ گھوڑے کے پانی پینے کا مطلب نفع بخش نظر نہیں آتا، یہ جذبِ غیبی ہے کہ اس میں اختیار نہیں۔

آپ کو جو خوف آتا ہے، وہ اس خاکی جسم کا تقاضا ہے، جس نے رُوح کے حکم کو قبُول نہیں کیا اور جو وحدت کے سمندر میں اپنے آپ کو سپُرد نہیں کرتا۔ اور جو دنیا میں تمہیں نُور کا احاطہ نظر آتا ہے، وہ تمہاری تسلّی کے لیے ہے۔

وہ نُور جس میں دھواں ملا ہے، یہ معنی رکھتا ہے کہ سائے کے مراتب ہیں اور حقیقت کا ظہُور سائے کے لباس میں ظاہر ہو رہا ہے اور صاف نُور کا معاملہ ابھی دُور کی بات ہے ؎

تو مباش اصلا، کمال انیست بس　　گم شدن گُم کن وصال انیست بس

(ترجمہ) کمال بس یہی ہے۔ کہ تو قطعاً کچھ نہ رہے، وصال بس یہی ہے کہ تو گُم ہو جائے اور اپنے آپ کو گُم کر دے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہدایت دے، اور اپنے فضل و کرم سے مراتبِ ظلال کی طرف اور اصل اصول کی طرف روز بروز ترقی دے۔

جوابِ واقعہ:۔ یہ سب لطائفِ روحی کے انوار ہَیں، جو ان تجلیات کے لباس میں نظر آتے ہیں۔ اور یہ اس امر کی علامت ہَیں، کہ لطائف، جسم کے غبار کے زنگ سے صاف ہو چکے ہَیں، جو اہرات سے بھرے ہوئے طبق سے مراد۔ قُربت کے مراتب کا درست ہونا ہے۔ اور عَلَم (پرچم) نشانِ پیر کی علامت ہے جو آگے آگے چلتا ہے اور مرید کا رہبر ہے، تاکہ وہ غلطی سے کسی اور طرف نہ چلا جائے۔

اور غرق ہونے والے آدمی کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اگر کوئی شریعت کے

Marfat.com

تابع اور سنّت کے پیرو کو اس حالت میں دیکھے، تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ مکمل طور پر فنا فی اللہ ہے اور اگر گاہے گاہے دیکھے، تو معاملہ وسط میں ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر وہ شخص بدعتی ہے۔ اور شرع کے خلاف چلتا ہے، تو یہ اس کی مکمل گمراہی اور کامل محرومیِ سنّت کی علامت ہے الغرض اگر ان واقعات سے پہلے اور بعد میں تضرع وزاری ہے، اور غیر حق کی خواہشات کی نفی ہے۔ تو یہ رحمانی ظہورات ہیں، اور اگر اس سے پہلے یا بعد میں دِل میں پراگندگی اور اندیشوں کی کثرت ہے، تو ایسے اَنوار سے دست کش ہو کر استغفار کرنا چاہیے کہ ان سے غیر رحمانی (شیطانی) باتوں کی خبر ملتی ہے۔" ان کو سنا دو، کہ میرا داؤ بڑا سخت ہے" اللہ تعالےٰ نے اسی دوسرے گروہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ پس اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ ظلمت و نور میں سے جو کچھ نظر آئے، اُسے شرع کے ترازو پر تولنا چاہیے۔ اور غافل لوگوں میں شمار نہیں ہونا چاہیے۔ اور یہ نورانی اور دوسرے واقعات اچھے ہیں، لیکن ہر واقعہ کے ظہور سے پہلے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سر جھکا دینا چاہیے۔ اور کسی واقعہ کا انتظار یا اس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ اگر یہ خود بخود ظہور فرمائیں، تو نور بخش ہیں۔

مکتوب : ۱۰۰

واقعات کے جواب میں۔

پہلا واقعہ کہ رحمتِ الٰہی کا پانی حق کا ذکر کرنے والے شخص کے دل اور جسم پر گراتے ہیں، اس امر کی علامت ہے کہ یہ آبِ رحمت، جو دائیں طرف سے آتا ہے اور زمین پر نہیں گرتا، بلکہ تمام کا تمام بدن میں چلا جاتا ہے۔

دُوسرے واقعہ کا جواب۔ یہ ایک نُورانی خِلعت ہے، جو میرے وسیلے سے تمہیں

Marfat.com

عطا ہوتی ہے۔ اور تمہارے سر پہ باندھتے ہیں۔ اور وہ نُورِ سفید لطیفۂ رُوحی کا نُور ہے کہ اس کے ظہُور سے شہُود کے سامنے محو ہو جاتا ہے، اور بدن پر دانوں کا گرنا جواہر کی طرح ہے کہ ان کی تاثیر سارے بدن میں ہوتی ہے۔

تیسرے واقعہ کا جواب یہ ہے۔ کہ کبر تزنفس ہے، جو اس شکل میں ظاہر ہو کر فریفتہ کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کی مدد تمہارے شامل حال ہے، حقیقت باپ کی صُورت میں ظاہر ہوئی ہے، اور تمہیں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنے کی تعلیم دیتی ہے تاکہ تم زینتِ نفس کے دھوکے میں نہ آجاؤ۔

چوتھے واقعہ کا جواب کہ پہاڑ پر چڑھ رہے ہو۔ عُروج و ترقّی کی خوش خبری ہے، اور راستے میں پتھر کا حائل ہونا ذکر کا چھُوٹ جانا ہے، اور ان چیزوں کے بعد دُوسری چیزوں کا ظہُور یعنی پہاڑ کو پھاڑنا اور نُور کا ظاہر ہونا رفعِ قبض اور نُور کے ظہُور کی علامت ہے، اور پتھر کا اڑنا عُروج کی روکاوٹوں کے دُور ہونے کی علامت ہے۔ اور اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

پانچویں واقعہ کا جواب بَین بَین ہونا چاہیے۔ نماز کی رعائیت کی وجہ سے، ہر اختیار مختارِ حقیقی کے پاس ہے، اس لیے اگر بے خُودی کے عالم میں رکُوع و سجُود کی خبر نہ رہے، تو اس نماز کی قضا دُوسری نماز کے وقت ادا کر لینی چاہیے۔

دُوسرا جواب یہ ہے، کہ آپ نے واقعہ میں فرمایا ہے کہ میں عاشق کو قتل کر رہا ہوں چھُری کا ظاہر ہونا اور اس کا قبُول ہونا، تمہارے مرتبہ عشق کی تصدیق کرتا ہے۔ ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر۔

تیسرے واقعہ کا جواب بہت خوب ہے۔ یہ شرع کی پیروی کی خبر ہے۔ اور نیکی کا حکم دینے کی کوشش کے قبُول ہونے کی علامت ہے اور نفس و شیطان کے علم سے حفاظت اور رسالت پناہؐ کی طرف آنے اور عقیدے کو یاد رکھنے کا نشان ہے۔

Marfat.com

اور ہیچ کے اندر سیر کرنا، تصرفِ اولیا کا نمونہ ہے۔

دوسرے واقعہ کا جواب اللہ کی جناب میں گریہ وزاری اور نیازمندی کی حقیقت، پانی کی طرح ہے، جو موتی بن بن کر آنکھوں سے ٹپکتا ہے اور چونکہ جو پانی زمین پر گرتا ہے، وہ ضائع اور برباد ہو جاتا ہے، اس لیے یہ عاشقوں کی آنکھ کا پانی جسم میں غرق ہو کر ہر عضو کو نورانی مدد پہنچاتا ہے اور سستی اور کاہلی کو باہر نکال پھینکتا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

ایک اور واقعہ کا جواب نورِ پر نور، لطیفۂ قلبی سے ظہور فرماتا ہے اور کشتی غیبی امداد ہے کہ اس سے دریا کی مسافت آسانی سے طے ہو جاتی ہے اور ہر طرف سے اللہ تعالےٰ کے حضور میں لاتے ہیں، اور جو کچھ حق کے خلاف ہوگا، اسے سینے میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ "نہ آنکھ چُندھیائی، نہ حد سے تجاوز کیا" کو شاملِ حال جانیں۔ اس واقعہ سے کثرتِ انوار اور غیبی واردات کی خبر ملتی ہے۔ ترقی کی امید رکھیں۔ ؎

ترمباش اصلا، کمال ایں است و بس — گم شدن گم کن وصال ایں است و بس۔

(ترجمہ) کمال بس یہی ہے کہ تو قطعاً کچھ نہ رہے، وصال بس یہی ہے کہ تو گم ہو جائے اور اپنے آپ کو گم کر دے اسی لیے چاہیے کہ ہر خلافِ شرع بات کو نقصان دہ سمجھیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ جو کچھ بھی نقش و کیفیت حاصل ہو، اللہ تعالےٰ کو اس سے پرے سمجھیں، اور اس کی نفی میں کوشش کریں اور جیسا کہ پہلے لکھا گیا تھا، فی الحال اخلاص و یقین و عشق کے اسی طریقہ پر قائم رہیں۔ چونکہ معاملہ سابقہ کی طرح پیروی شرع ہے اس لیے یہ بھی عروج و ترقی کی بشارت ہے۔ فی الحال اسی قدر سمجھ لینا چاہیے کہ جس واقعہ کی تاویل سمجھ میں نہ آتی ہو اور مشکل ہو، اُسے ضرور لکھ بھیجا کریں اور اپنا زیادہ تر وقت مراقبہ میں گزار لیں۔ جس واقعہ کی سمجھ نہ آئے اُسے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ واقعہ کا جواب نیک

Marfat.com

بشارت ہے۔ وہ ظلمت وغبار جو نفسِ سفلی کی وجہ سے دل پر جمع ہو گیا تھا، رحمت کے پانی نے اسے دھو ڈالا ہے اور دل کو صاف کر دیا ہے۔ تاکہ دل میں وسوسے پیدا نہ ہوں۔ اچھی بشارت ہے۔ مبارک ہو۔

واقعہ کا جواب اچھا ہے۔ دل جمعی سے اپنے کام میں مشغول رہیے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور بڑا فضل کرنے والا اور عظمت والا ہے۔ یہ نعمتیں آپ کی استعداد کی خوبی کو ظاہر کرتی ہیں۔ حضور پُرنور اس مقام پر دوسروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ کے لیے شروع میں اللہ کی تعریف بجالاتے ہیں اور اپنے آپ کو ہر طرح سے حضور کے سپرد کر دیتے ہیں۔ تمام دنیا حضور پرنور کے سامنے اس طرح گم ہو جاتی ہے جیسے ستارے آفتاب کے سامنے، اور حضور اپنے آپ کو اس طرح محو کر دیتے ہیں، کہ اپنی ہستی درمیان سے اٹھ جاتی ہے۔

دوسرے سوال کا جواب، کہ عاشقوں کا دل خواب میں بھی بیدار ہوتا ہے یہ ہے:۔ مسجد سے مراد اللہ تعالےٰ کا قرب ہے۔ اور آخر کار سالک کا قرب اپنی اصل سے ہو جاتا ہے، اور باپ سے ملاقات سے مراد اپنی اصل سے ملاپ ہے، اور باپ کی مہربانی سے مراد اس ملاپ کا حاصل ہے۔ اور جب کوئی شخص اپنی اصل سے مل جاتا ہے، تو اس وقت حجاب اٹھ جاتا ہے۔ اس مقام پر حجابات کا مقصد حضور محض ہے۔ بے حجاب اور محو ہو جانے سے مراد بالکل اصل رنگ میں رنگا جانا ہے۔

اور دو فقیر جو راہ میں دیکھے گئے، وہ دربان ہیں، جو بیگانوں کو روکتے ہیں جب وہ راستہ عبور ہو گیا، تو ان سے یگانگی پیدا ہو گئی۔ اور پاؤں کھینچ لینے سے یگانگی کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ان دو کو مہربان پایا اور اپنی خصوصیت بیان کی، کیونکہ انہوں نے ایک دوسرے سے نیکی کی بات کی اور کہا کہ ایک کی خاطر اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں، اور امید دلائی، تاکہ ہمت سے اس راہ کو طے کریں۔ یہ اللہ تعالےٰ

marfat.com

Marfat.com

کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے اُسے عطا کرتا ہے۔

اور واقعہ کا جواب جاننا چاہیے، کہ تلوار کو ڈاکوؤں اور کافروں کو ختم کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ چونکہ سلوک کے راستے میں شیطان ڈاکو ہوتا ہے۔ اور اس کو ختم کرنے کے لیے سالک کی ہمت بلند ہوتی ہے، جو نفس اور شیطان کے کسی فریب سے بھی ترقی سے نہیں رُکتا۔ اور ہمت کی تلوار سے نفس اور شیطان کے ہر فریب کو ختم کر دیتا ہے۔ چنانچہ ایک عزیز نے ڈاکوؤں سے جہاد کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں صاحبِ ہمت قرار دیا ہے۔ اور یہ خوش خبری ہے کہ اس واقعہ کے مالک کی فطرت میں ہمت رکھ دی گئی ہے تاکہ وہ حرص و ہوا کو کاٹ کر رکھ دے۔

اور وہ جو برہنہ تھا، اس سے مُراد اضطراری ہمت ہے۔ جب قُربت کے مرتبہ میں ترقی کی، تو اسے ہمتِ اختیاری دی گئی۔ اور غلاف سے مراد اس مقام پر سالک کے اختیار کا غلاف ہے تاکہ ہمت سے کام لے، اور غلط طور پر خروج نہ کرے ؎

رونقِ عہدِ شباب است اگر بُستاں را می رسہ مژدۂ گُل بُلبلِ خوش الحاں را
مَشو اے بُلبلِ ایمن تو خود از بادِ خزاں کہ نیاید فرح از رونقِ گُل، مُرداں را

(ترجمہ) اگر باغ میں عہدِ جوانی کی رونق ہے، تو سریلی بُلبل کے لیے پھُول کی خوش خبری ہے۔

اے بُلبل تو اپنے آپ کو خزاں سے محفوظ نہ سمجھ، کیونکہ مرجانے والوں کو پھُولوں کی رونق سے کوئی فرحت حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا "امت اِتراؤ، کیونکہ اللہ تعالےٰ اِترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا"

Marfat.com

مکتوب : ۱۰۱

سوال : فیض اللہ بیگ لاہوری کی طرف سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے. خداوند کریم کی مہربانی سے، اور حضرت کی برکت سے ہر طرح دل جمعی ہے. حضرت جی کے فضل و کرم سے اُمید ہے، کہ اس خاکسار کی ترقی کے لیے آپ اپنی ظاہری اور باطنی توجہ فرمائیں گے. آپ سے بات پوشیدہ نہ رہے، کہ

(۱) حالتِ مراقبہ میں کئی واقعات دیکھنے میں آتے ہیں. میں ایک روز مراقبہ میں تھا کہ سوتی کپڑا لایا گیا، اور میرے لیے کُرتہ سیا گیا. اس کی تعبیر لکھیں.

(۲) نیز اکثر مراقبہ کی حالت میں قبلہ گم ہو جاتا ہے، اس کی تعبیر کیا ہو گی ؟

(۳) ایک اور دن جب میں مراقبہ میں تھا، تو ایک مور میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا. وہ مور بے حد خوبصورت تھا. اس کے چند بچے بھی تھے. اتنے میں ایک جانور آیا اور اس کا ایک بچہ اٹھا کر لے گیا. مور ہوا میں اڑا اور جانور کے پنجے سے اپنا بچہ چھین کر لے آیا اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ مور کس طرح اتنی جلدی اڑا اور جانور کے پنجے سے اپنے بچے کو چھڑا لایا. ابھی میں اس واقعہ پر تعجب ہی کر رہا تھا. کہ کیا دیکھتا ہوں کہ چھ یا سات مور ہیں اور ان کے کئی بچے ہیں. اس کی تعبیر لکھیں.

(۴) ایک روز میں رسالت پناہؐ کی طرف توجہ کیے ہوئے تھا کہ میرے دل نے یہ آواز سُنی. کہ حضور تشریف لاتے ہیں. زیادہ دیر نہ گزری تھی. کہ سیام کی طرف سے کئی شعلے اٹھے. اس وقت مجھے ایک باغیچہ نظر آیا، جو نور سے معمور تھا. اسی اثنا میں رسالت پناہؐ میری طرف تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے ملاقات کی.

(۵) ایک اور دفعہ میں مراقبہ میں تھا، کہ مجھے ایک بہت بڑا علم دیا گیا. اس کا سرا آسمان تک پہنچتا تھا. میں ہر ایک کو کہتا پھرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے

marfat.com

Marfat.com

بہت بڑا جھنڈا دیا ہے۔ اس پر ایک شخص نے مجھے کہا کہ نوابوں کے پاس علم ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے تو یہ جھنڈا اللہ تعالےٰ نے دیا ہے اور نواب تو اپنا جھنڈا خود بنایا کرتے ہیں۔ براہِ کرم اس کی تعبیر فرمائیں!

جواب: فیض اللہ بیگؒ کو واقعات کی تعبیر میں لکھا گیا۔

فقیروں کے دوست مرزا فیض اللہ بیگؒ کی خدمت میں سلام۔ آپ کا خیریت کا خط، جس میں واقعات درج تھے، موصول ہوا۔ میرے مشفق یہ تمام واقعات تجلیاتِ الٰہی کا ظہور اور روحانی ترقیات کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دل میں تفرّع اور فقر کی حالت طاری ہو، اور خوشی و مسرت محسوس ہو۔

پہلے واقعہ کی تعبیر حق تعالےٰ کی طرف سے انعام و نوازش کی علامت ہے۔ کُرتہ کے لباس سے مُراد تقویٰ کا عطا کیا جانا ہے دُوسرے واقعہ کی تعبیر یہ ہے، کہ اپنے آپ کو گُم کرنا مقدمۂ فنا کی نایافت ہے، اور اس کی بشارت تقویٰ ہے۔

تیسرے واقعہ کی تعبیر یہ ہے: خوش نما اور دلکش موروں کا اکٹھا مختلف قسم کی تجلیات ہیں۔ جو حق تعالےٰ کی جامع صفات کے ظہور سے، ہر صفت میں اپنی خصوصیت کی وجہ سے جلوہ نما ہے۔ ان کے بچوں سے مراد تجلیات میں مزید نسبت اور ترقی ہے۔ کیونکہ بعض صفات جمادات کی طرح ہوتی ہیں کہ ان میں نشوونما نہیں ہو سکتی۔ اور وہ اسی مرتبہ پر انحصار رکھتی ہیں، جبکہ بعض نباتات کی طرح مزید ترقی کی مقتضی، اور مفصّل سیر کر پہنچانے والی ہوتی ہیں، اور بچے کو لے جانا، جو ترقی میں رکاوٹ ڈالنے کے مترادف ہے، شیطان کا کام ہے، لیکن چونکہ ان اہلِ تجلی کی استعداد میں ترقی کا تقاضا ہے، اس لیے وہ فعل، جو رکاوٹ کی وجہ ہے صاحبِ واقعہ سے ظاہر نہیں ہوتا۔ اس لیے شیطان کا منصوبہ کامیاب نہیں ہوتا۔

چوتھے واقعہ کی تعبیر یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا آغاز آنحضرت

marfat.com

Marfat.com

پر اعتقاد و خلوص کا کمال ہے؟

شاید کہ تیرے رب کی رحمت تیری سچائی کے مطابق تجھ پر چھا جائے، اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا سبب بن جائے۔

اور اسی طرح ظلمت کے مقام سے ترقی، تجلی کی نشان دہی کرتی ہے اور بزرگی کے مراتب کی طرف لے جاتی ہے۔ اور سیام کی طرف سے شعلوں کا اٹھنا، اس فقیر کی نا اہلی کے باوجود سلسلۂ نقشبندیہ کے انوار کی بدولت ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن کے اسرار کو پاک کرے اور علم کی نمود، ولایتِ محمدیؐ کے علم کے ماتحت ہونا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سلاطین و امرا کے جھنڈوں کو آنحضرتؐ کی ولایتِ نورانی کے علم سے کیا نسبت؟ یہ جوہرِ نفیس ہے، جبکہ وہ ایک حقیر سی ٹھیکری۔ الغرض ان تمام مشاہدات سے اپنے باطن کو خالی کر کے قوتِ متخیلہ کو حق تعالےٰ کی جنابِ بے کیف کی طرف متوجہ کرنا چاہیے، اور جو کچھ نظر آئے، اس پر اللہ کی حمد کرنی چاہیے اور اسی کی طرف مشغول ہونا چاہیئے اور قلب و نفس کی عدم تفریق کی وجہ سے جو فرحت و لذت حاصل ہوتی ہے، اسے باہر نکال دینا چاہیے، اور حضورِ حق میں زاری کرتے رہنا چاہیے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، اُسے دیتا ہے۔

مکتوب : ۱۰۲

فیض اللہ بیگؒ کے نام جس میں مبتدی اور منتہی کو تعلیم مراقبہ دی گئی اور عادات سے دُوئی کو دُور کرنا، کہ یہی حجاب ہے، سکھایا گیا۔

خواجہ فیض اللہ صاحبؒ کی طرف سے ایک گرامی نامہ ملا، جس میں چند عجیب واقعات کا ذکر سنا اور ان کی تاویل طلب کی گئی تھی۔ ان واقعات سے آپ کی استعداد معلوم ہوئی جس میں کئی کمالات پوشیدہ ہیں، حق تعالےٰ واقعات سے نظر آتا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ میں نے اپنی ناقص عقل کے مطابق ہر واقعہ کی تاویل و تحقیق لکھ بھیجی جو مطالعہ میں آچکی ہوگی۔ محض واقعات پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ بہت کوشش کرنی چاہیے تاکہ محبوب کا نظارہ آئینۂ عالم کے واسطے کے بغیر حاصل ہو سکے۔

دوسرے عزیزوں، بالخصوص چھوٹے بھائی کو، جو اس طریقہ میں شامل ہے سلام پہنچائیں، اور یارانِ محفل کو بھی سلام کہیں۔ مراقبہ کیا کریں۔ آنکھیں بند، پاؤں کھلے، مراقبہ کریں۔ مراقبہ کے دو درجے ہیں ایک درجہ مراقبۂ سالک اور دوسرا درجہ مراقبۂ منتہی۔ سالک کا مراقبہ اغیار کے دخل اور مزاحمت کو دور کرتا ہے اور منتہی کا مراقبہ سینہ و دل سے دخلِ اغیار کی تیرگی کو دور کرتا ہے۔ اس سے اغیار کی مزاحمت کے بغیر وہ مطلوبِ حقیقی کی حضوری حاصل کرتا ہے، حتیٰ کہ تمام ظاہری اور باطنی حواس مطلوبِ حقیقی کی حضوری و موجودگی پر متفق ہو جائیں ع شاہی بارگاہ میں سوائے جلال کے اور کچھ نہیں رہتا۔ چنانچہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے ؎

چنداں بروایں رہ کہ دوئی برخیزد — در ہست دوئی بر سر روئی برخیزد
تو ادنشنوی ویے اگر جہد کنی — جائے برسی کز تو توئی برخیزد

ترجمہ: اس راہ پر یہاں تک چلتا جا، کہ دوئی ختم ہو جائے۔ اگر دوئی ہوگی بھی، تو ہر طرح سے ختم ہو جائے گی اگرچہ تو وہ نہیں ہو سکتا، لیکن اگر تو کوشش کرے۔ تو ایسی جگہ ضرور پہنچ جائے گا کہ تو خود ختم ہو جائے۔

بہترین بات وہ ہے، جو مختصر اور مدلّل ہو۔

مکتوب: ۱۰۳

حضرت پیر بنوریؒ کی تحقیق کے مطابق نفسانی و شیطانی خطرات کے بیان میں۔

Marfat.com

پیر دستگیرؒ، اللہ ان کے راز کو پاک کرے، کی تحریر سے معلوم ہوا کہ خیال و اندیشہ یا تو نفس کا کام ہے یا شیطان کا کام۔ جب تک دِل غالب نہیں ہوتا، دل کا نُور، اندیشہ کے بعد تمیز نہیں کرتا کہ یہ اندیشہ باہر سے آیا ہے یا نفس سے پیدا ہوا ہے۔ اس کو مکروہ سمجھا جاتا ہے، اور اسے باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ جب تک دل غالب نہیں آتا۔ نفس اور شیطان اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ اگرچہ اندیشوں کی کثرت کی نسبت جمعیّتِ خاطر کم ہوتی ہے، لیکن جب دل کا نُور تمیز کر لیتا ہے کہ یہ اندیشہ شیطان کی طرف سے ہے، یا نفس کی طرف سے، اور اسے مکروہ سمجھتا ہے، تو اس کا سارا وبال ان دونوں پر پڑتا ہے اور اس شخص کی طرف منسوب نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عناصرِ اربعہ میں عدم اعتدال کی وجہ سے یہ دونوں دشمن دخل دیتے ہیں۔ اور اگرچہ عناصرِ اربعہ کا اعتدال پر رہنا کمال پر موقوف ہے، لیکن دل کا نُور اس کے آنے کے بعد اس کی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے، اس لیے اسے مکروہ سمجھنا چاہیے۔ اور دِل کے نُور کو اس سے کوئی تعلق نہیں رکھنے دینا چاہیے اور اس سے بیزار رہنا چاہیے۔

حضرت کی تحریر سے معلوم ہوا، کہ کمال سے پہلے اور بعد بھی اندیشہ آتا رہتا ہے، لیکن کمال کے بعد اور جب تک عناصرِ اربعہ میں اعتدال ہو، قدم آگے نہیں بڑھایا جا سکتا۔ اور ناقص مقبول نہیں ہو سکتا۔ اور جب دِل کے نُور سے تمیز ہو جاتی اور دُشمن کا خطرہ و اندیشہ معلوم ہو جاتا ہے، تو اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔ اگرچہ اس کا روکنا ممکن نہیں، لیکن اس کے تابع نہیں ہوگا۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو پھر اس خیال سے کہ میں کاملوں کی طرح کیوں نہیں، تاکہ اندیشہ ہرگز دل میں داخل نہ ہو، پریشان نہیں ہونا چاہیئے اور مجاہدہ کرتے رہنا چاہیے۔ جب تک کہ اللہ چاہے۔ تمام کام اپنے وقت کے پابند ہوتے ہیں"، چنانچہ اس خیال سے دل کو تسلی دے لینی چاہیے کہ اکثر

Marfat.com

لوگ اندیشوں سے مغلوب ہو کر خود اندیشہ بن جاتے ہیں، اور اسے پسند کرتے ہیں کہ دل کا وہ نور جو تمیز کر سکتا ہے، ابھی ان میں ظاہر نہ ہوا ہوتا۔ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ دل کے نور سے تمیز پیدا ہو گئی ہے اور دل اندیشہ کو اندیشہ ہی سمجھتا ہے۔ اپنا مقصود نہیں سمجھتا۔

مکتوب: ۱۰۴

اللہ تعالےٰ ایمان لانے والوں کا دوست ہے، وہ ان کو تاریکی سے نکال کر اپنی قدرت کے کمال سے نور کی طرف لے جاتا ہے۔ اور وہ اس کے کمالِ قدرت سے امید کرتے ہیں کہ وہ نور سے نور کی طرف عروج بخشے گا۔ اور اس کا حصول شیخ المشائخ عبدالقادر نقشبندیہ کے کمالِ توجہ کے طفیل ممکن ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس مدد اور تقویت کی جزائے خیر دے۔ اور سلام ہے ان کے ہم نشینوں اور نزدیکوں پر، اور اس میں یہ دعا بھی شامل ہے۔

مکتوب: ۱۰۵

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

حق تعالےٰ کے پاک نام سے، اس بے بضاعت کی طرف سے، اس جامعِ علوم پیر و مرشد کے نام، جو اللہ کی مشیت سے حکمتِ دینی کے رہبر و رہنما ہیں، سلام۔ دعا کرتا ہوں کہ اس پیاسے کا سرمایہ تنقید و دلیل کے مرتبے سے گزر کر اُن مظہرِ عجائب کی توجہ سے تحقیق تک پہنچ جائے، اور وہاں سے بسہولت آگے نکل جائے۔ اور یہ بات اللہ تعالےٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں، اور ان کے ہم نشینوں کو سلام اور اس میں یہ دعا بھی شامل ہے اور میں آپ سے قربت رکھنے والوں سے دعائے خیر

marfat.com

Marfat.com

کی اُمید رکھتا ہوں۔

فائدہ:۔ "وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ صاحبِ بصیرت لوگوں کے ضمیروں سے یہ بات پوشیدہ نہیں، کہ اہل ظاہر کی اصطلاح میں جو ولایتِ عامہ سے واقف ہیں، خدائے باطل کی نفی کرنے والی یہ آیت آفاقی ہے۔ کیونکہ کافروں نے سورج، چاند اور تاروں کو مستحقِ عبادت سمجھ کر ان کے لیے خدائی آداب اختیار کر رکھے ہیں۔ حالانکہ ان کے بے استطاعت ہونے کے بارے میں تھوڑا سا غور کرنے سے بھی پتہ چل جاتا ہے، اور اس کام کے لیے کوئی زیادہ مجاہدے کی ضرورت نہیں، اور ولایتِ خاص کے لوگوں کے نزدیک کثرت کا وجود، بلکہ کثرت کا ثبوت، خدائے باطل کے اعتراف میں شامل ہے، چنانچہ اس ولایت میں آیت کریمہ میں کثرت سے تعلق کی نفی کی جاتی ہے، یہاں تک کہ اُس صاحبِ ولایت کی ذات و صفات کو بھول جانا، اس علمِ نسیان کے نسیان سمیت ضروری ہے، بلکہ وہ کثرت کے مراتب میں عین وحدت کو پاتے ہیں، بلکہ کثرت کو عین وحدت سمجھتے ہیں۔

اور یہ حالت فیضِ عام کے ظہور کے غلبہ سے حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ ایسے شخص کی نظر میں کثرت، وحدت کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے اور غلامی کے دائرے سے نکل کر خدائے باطل کے حکم میں داخل ہو جاتی ہے اور جب سالک کی نظر میں کثرت، آدمی کی توفیق کے مطابق وحدت کا حکم اختیار کر لیتی ہے اور وحدت کا نور ہر شخص کثرت کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، تو اس پابندی سے تعلق توڑنا مجاہدات واقعی بلکہ خصوصی فضل سے تعلق رکھتا ہے، یہاں تک کہ اس طریقے سے عارف کا جوش و خروش اعتدال کی حد پر آجاتا ہے۔ اور غلامی کا وہ داغ جو قلتِ بصارت کی وجہ سے پوشیدہ ہوتا ہے، ظاہر ہو جاتا ہے، اور غلبہ

Marfat.com

کا وہ غُبار جو دل کی بصیرت پر پڑ گیا ہوتا ہے فضلِ اخص سے مٹ جاتا ہے. سمجھ لو کہ یہ وہ بندہ ہے جو اللہ تعالےٰ کا خالص بندہ ہے اور وہ عبد اور معبُود میں تمیز کر سکتا ہے اور وہ ولایتِ اخص سے اس طرح تعلق رکھتا ہے جیسا کہ کوئی دوسرا ولایتِ خاص سے تعلق رکھتا ہو۔ پھر وہ غیب پر ایمان لانے والا بن جاتا ہے، اور ترقی کر کے مرتبۂ شہادت و شُہُود و کثرت پر پہنچ جاتا ہے، اور کوئی پردہ نہیں رہتا۔ اور یہ تحقیق شُدہ بات ہے. لیکن چونکہ ابھی اس کا وصل توجہ سے وابستہ ہوتا ہے، خواہ یہ توجہ بے کیفی کی ہو، اس لیے اس کا تعلق توجہ کے ذریعے خدائے باطل کے تعلق کی حیثیت رکھتا ہے، اور جب ایسے شخص کی توجہ بے کیفی کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے، تو اس توجہ کو قطع کرنے کے لیے مجاہدے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب توجہ ختم ہو جائے، تو اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ وہ "عبدہٗ" رہ جاتا ہے اور اس کا تعلق ولایتِ خاص الخواص سے ہوتا ہے، اور یہ ولایتِ انبیا ہوتی ہے، ہمارے نبیؐ اور تمام نبیوں پر درود و سلام ہو۔ اس موقع پر یہ شخص حقیقی شرک کے تمام اثرات سے آزاد ہو جاتا ہے، اور وہ ایمان بالغیب والا مومن بن جاتا ہے، جیسا کہ کوئی اور مومن ایمان بالغیب والا ہوتا ہے اور وہ ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے، جن کے حق میں کہا گیا ہے کہ "علما انبیا کے وارث ہوتے ہیں"۔ پس اس فرق میں، جو ولایتِ اربعہ میں ہوتا ہے، جا ملتے ہیں۔ لیکن ابھی حقیقی صفات کا لباس، پاکیزہ ذات کے وصال پر موقوف ہوتا ہے. چنانچہ اس دوران میں اس کا تعلق پاکیزہ صفات سے ہوتا ہے، اور چونکہ وہ صفات، جو قائم نہیں ہوتیں، دو پہلو رکھتی ہیں۔ ایک پہلو ذات کی حیثیت سے وجُوب کا، اور دوسرا پہلو نفُوس کی حیثیت سے امکان کا۔ اس عارف کا تعلق ان نفُوس کے ساتھ غالبانہ ہوتا ہے۔ اور اس غلبہ کا سبب خواہشات کی باقی صفات کی خوشبُو ہے، اور خواہش اگرچہ

marfat.com

Marfat.com

تھوڑی ہو، لیکن پھر بھی اسے ایک خدائے باطل کا درجہ دیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے "کیا تم نے اس شخص کو دیکھا، جس نے اپنی خواہش کو خدا بنا لیا تھا اس لیے اس خواہش سے قطعِ تعلق کرنا اور اس ذاتِ جامع کی طرف ترقی کرنا، اخص الخواص سے وابستہ ہوتا ہے۔ اس میں مجاہدہ کو کوئی دخل نہیں۔ اور جب یہ مرتبہ مل جاتا ہے تو یہ محض اللہ کا فضل ہوتا ہے اور وہ خود اطاعت کے ذریعے کمالاتِ نبوت سے جا ملتا ہے۔ لیکن اس شخص کو بُت نہیں کہا جا سکتا۔ جب اس آخری مرتبہ کے بارے میں تحقیق کی جائے، تو معلوم ہوگا کہ یہ حق سبحانہٗ کے فضل و کرم سے نبیوں کے انوارِ نبوت میں سے ایک حصّہ ہے، جو ہمارے نبیؐ اور ہمارے نبیؐ کی پیروی میں دوسرے انبیاء کے درمیان فرق کو ظاہر کرتا ہے۔ ان تمام انبیاء پر سلام و درود۔ پس معلوم کیجئے، کہ تمام انبیاء اور اولیاء اس ذاتِ جامع سے ملنے والے ہیں۔ لیکن ہمارے نبیؐ کی نسبت حصولِ ذات کی طرف سے ہے، جس میں صفات کی طرف تھوڑا سا میلان ضروری ہے، اور یہ تھوڑا سا میلان تھوڑی سی خواہشات کی وجہ سے ہے، اور اگر یہ خواہشات اباحت و عزیمت کے مرتبے تک ہیں، تو اس کے کٹنے کی متقاضی ہیں، اور یہ شانِ عزیمت ہمارے نبی اکرمؐ کے ساتھ مخصوص ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔

"اے اللہ ہمیں حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیات سے ان کی تھوڑی سی متابعت کی برکت سے سہولت بخش"

مکتوب: ۱۰۶

میاں الہ دینؒ کے سوال کے جواب میں

اللہ تعالےٰ کی صفات کے فیض کا ظہور عام و خاص ہے، اور اس کے ظہورِ عام

Marfat.com

کا رُخ خاص طور پر مظہر کی طرف ہے، جس طرح انسان کی صفات مثلاً سُننا، دیکھنا، بات کرنا وغیرہ کو حق تعالےٰ کی صفات کا فیض کہتے ہیں۔ لیکن ہم اُنہیں صفاتِ حق نہیں کہتے، صفاتِ انسانی کہتے ہیں۔ اور ظہورِ خاص میں ان کا تعلق اللہ تعالےٰ سے جوڑتے ہیں۔ اسے انسانی صفت نہیں کہا جاسکتا، جیسا کہ کلامِ حق کی صفت میں، جو متعدد کتبِ آسمانی میں ظاہر ہوا ہے اور حرف و آواز کے لباس میں سامنے آیا ہے۔ ان سب کو ہم کلامِ حق کہتے ہیں۔ اور حقیقت اس طرح ہے کہ انسان کو جو صفات ملی ہیں، ان کے فیض سے ان کا ظہور انسان کی صفت کا فیض قرار دیا گیا ہے، جس طرح کہ انسان کا بات کرنا، اور دیکھنا، اور انسانی علم وغیرہ اور ان دوسری صفات کا یہی ایک پہلو ہے، جو کلام کی صفت کے خلاف ہے، کیونکہ یہ صفت دو طرح سے ظہور میں آتی ہے۔ ایک عام اور ایک خاص۔ عام صفت کے ظہور سے انسان میں کلام کی صفت پیدا ہوتی ہے، اور اس سے وہ کلام کرتا ہے صفت کا یہ ظہور اور کلام کرنا انسان سے منسوب ہے۔ بشر کے کلام کو، جو کلامِ حق کا مظہر ہے، ہم کلامِ حق نہیں کہتے۔ کیونکہ بات کرنا انسانی صفت ہے اور انسانی کوشش سے تعلق رکھتا ہے۔ حرف اور آواز انسان کی کوشش اور حصول سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور ظہورِ خاص کی بدولت اُن آسمانی کُتب سے، جو انبیا علیہ السلام پر نازل ہوئی ہیں، حق تعالےٰ کلام کرتا ہے، یہ کلام حرف و آواز کے لباس میں ہے، اور اس لباس میں جو کلام ہیں مدعا کی شکل میں ہے، نورانی حرف و آواز ہے۔ اس میں مخلوق کی کوشش کا کوئی حصہ نہیں، بلکہ حق تعالےٰ نے اپنے کلام کو کسی واسطہ کے بغیر حرف و آواز کے لباس میں ظاہر کرکے اسے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورہ یوسف میں فرمایا، ہم آپ کو بہترین قصہ سناتے ہیں"۔ اور اگرچہ شہودِ اوّل مخلوق کے واسطہ کے بغیر ہے، لیکن اس جامعہ شہودیہ

marfat.com

Marfat.com

کے مرتبے کو حق تعالےٰ نے ہرگز اپنی ذات وصفات نہیں فرمایا، بلکہ مخلوق فرمایا کہ ہماری مخلوق ہے اور جو کچھ ذات وصفات میں سے پہلی مخلوق موجود ہے، اُسے حق تعالےٰ کی ذات وصفات نہیں کہتے، بلکہ اسے ذات وصفات کا فیض کہتے ہیں۔ جیسا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا میرے نور سے ہے اور میں اللہ کے نور سے ہوں، یعنی اپنے آپ کو ذات اللہ نہیں کہا، بلکہ نور اللہ کہا۔ اور اس طرح عالم کو اپنا نور کہا، اس طرح میں دنیا کے ہر انسان کو حضرت کی ذات یا نور نہیں کہتا، بلکہ نور کا فیض کہتا ہوں۔ سوائے کلامِ مطلق کے کہ اس کو ظہورِ خاص کی صفت جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا، مخلوق حرف وآواز کے لباس کے باوجود ذات حق کا کلام کہتا ہوں۔ اور یہ نسبت صفتِ کلام کا محض خاصہ ہے، جو صفات کے فیض کی طرح، فیضِ عام سے مستفیض ہے اور فیضِ خاص سے دوسری صفت کے فیض سے ممتاز ہے۔ جو محض کلام نفس سے ظاہر ہے اور کسی بھی صفت کو اس معاملہ میں شرکت نہیں۔ اس بات کو میں زیادہ وضاحت سے کہتا ہوں کہ فیضِ عام سے ہر صفت، صفت کی ایجاد اور انسان کی صفات میں سے ہے اور اس صفت کے ذریعے انسان خود عالم کی بنیاد اور کلام کرنے والا ہے۔ اور انسان کی یہ صفت کلام کرنے کا باعث بنی، اور انسان کے کلام کی حیثیت میں کلام کرنا ایک اضافی بات ہے۔ اور حق تعالےٰ اپنے فیضِ خاص سے نفسِ مدعا کے لباس میں خود بخود کلام کرتا ہے جبکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مظہرِ خاص ہیں۔ اور نورانی حرف وآواز کے لباس میں حضرت جبرئیل مظہر ہیں۔ اس تکلم میں کلام کی صفت [redacted] ہے۔ کلام [redacted] اپنے نفس سے کلام کرتا ہے، پس [redacted] طرح حق تعالےٰ کی صفت کلام کی توحید کے ظہورِ اوّل کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔ خلاصہ انسانی حقائق ہے، اور اس مقامِ حقائق پر انسانِ کامل یعنی

Marfat.com

آنحضرتؐ کی حقیقتِ انسانیہ اور انسانوں کے حقائق شہودِ اوّل میں درج ہیں۔ اور شہودِ ثانی میں تمام انسانوں کے حقائق ہیں، جن میں سے ہر ایک انسان کے رُوح اور جسم پر حاوی ہے، اور اس نے خارج میں مفصّل ظہور کیا ہے، بالخصوص اس اثنا میں ہر ایک کو مقررہ اوقات پر رُوح اور جسم کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اس مقام پر روح اور جسم کی جامعیت پر وہی حقیقت ایک نشان پر موجود ہوتی ہے اور اس مقام پر روح اور جسم کے اسرار خصوصیت خاص سے مقررہ اوقات پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ابدالآباد تک رہتے ہیں۔ اسرار کے ظہور کا یہ معاملہ اس دوسری جامعیت کی بدولت واقع ہوتا ہے۔ اہلِ جنّت کے لیے جنّت میں اور اہلِ دوزخ کے لیے دوزخ میں۔

شہودِ ثانی کے بعد ہر وہ حقیقت جو اس شہود میں ہوتی ہے، اپنی خاصیت کے ساتھ ظہور میں آتی ہے اور آتی رہے گی۔ تاہم یہ تمام ظواہر، واجبی اعتبار سے ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن ہر حقیقت دوسری حقیقت سے جُداگانہ ہوتی ہے۔ تاہم اس فیض کے ذریعے جو رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصّہ ہے، یہ حکمت بالغہ سے فیض یاب ہیں اور کسی کو بھی اس سے گریز نہیں۔

مکتوب: ۱۰۷

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

آپ کا گرامی نامہ جس میں کئی معانی و اسرار مع چند سوالات درج تھے، وصول ہوا۔ اور اس کے مطالعہ سے شرحِ صدر حاصل ہوئی۔ لیکن چونکہ اس مکتوب میں بعض عبارات حضرت پیرِ دستگیرؒ کے طریقۂ احسنیہ کی اصطلاح کے مطابق نہیں، اس لیے ان کی تحقیق میں عرض خدمت ہے۔ کہ ان کی ثابت شدہ تحقیق کے مطابق عالم کو موہوم

Marfat.com

کہنا غلط ہے، کیونکہ عالم کی موجودگی صفتِ حقیقت کے اظہار کے لیے ہے نہ کہ صفت موہوم کے لیے۔ اور جو لوگ عالم کے عدم استقلال کے پیشِ نظر اسے موہوم کہتے ہیں۔ اور ہر لحظہ اسے تیزی سے موجود و موہوم دیکھ کر اس پر اس بات کا اطلاق کرتے ہیں، وہ یہ نہیں دیکھتے کہ موجود ہونے اور معدوم ہونے کے دونوں پہلوؤں میں سے ایک پہلو بھی موہوم نہیں، بلکہ وجود کے پہلو سے اپنے وقت پر حقیقی وجود ہے۔ اسی طرح عدم کا پہلو اپنے وقت پر حقیقت کا وجود ہے، اور وجودِ عالم سے مراد، وجود کا پہلو ہے نہ کہ معدوم کا پہلو ان دونوں میں بہت فرق ہے۔

چنانچہ اس لیے ہم وجود کے پہلو کو جو حقیقت کا عالم ہے، جانتے ہیں لیکن یہ غیر مستقل اور ہر لحظہ متبدل و متغیر ہے، ہم جانتے ہیں، کہ یہ تغیر و تبدل حقیقی ہے، وہمی نہیں اس لیے تغیر و تبدل وہمی نہیں۔ پس جس پر دو واقعات گزر سکتے ہیں، وہ وہم کیسے ہو سکتا ہے یہ عجیب تحقیق ہے۔ کہ جانتے ہیں کہ یہ شہود و غیب دوسرے مرتبے میں مطلق ہے، تاکہ اس شہود میں صفتِ حقیقی کا ظہور ہو۔ اس لیے شہود جو حقیقت کا مظہر ہے، کس طرح وہم ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ استقلال لازم نہیں، اس لئے اگر اسے وہم کہیں، تو ضروری نہیں کیونکہ اس کا تغیر و تبدل صاف صاف عدم استقلال کی نشان دہی کرتا ہے، اس لیے ہم عالم کو حقیقی کہتے ہیں۔ اور عین تغیر و تبدل میں جو نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ وہ بھی وہم نہیں ہوتے۔ نکات و خلاصہ کی کتابوں میں غور کریں، تاکہ اُن کی اصطلاحات سے واقف ہو جائیں، دوسرا یہ کہ آیت کریمہ "ملتِ ابراہیمؑ کی پیروی کرو" کو پیشِ نظر رکھو۔

میرے عزیز، آنحضرتؐ اگرچہ تمام مخلوقات میں سے افضل اور تمام انبیاء کے سردار ہیں، اور اصل میں ان کے شہودِ اوّل کی تخلیق سے علوم و معانی اُن کے

Marfat.com

حصّے میں دیئے گئے ہیں، لیکن ان کی اطلاع وقت مقررہ پر رکھی گئی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے خلافت کے طریقے سے علوم و معانی کے حساب سے، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہیں۔ شہودِ اوّل میں اپنے مرتبۂ مخصوصہ میں ظہور فرمایا ہے۔ اور جامعیت مذکور کو ملّتِ ابراہیمی سے منسوب فرمایا ہے اور دوسرے انبیا کو بعض کمالات و معانی کے حساب سے خلافِ ظلیّت رکھا ہے۔ اور ایک منفرد ملّتِ جامع پیدا کی ہے، اور اس جامعیّت و انفرادیت کے مطلب کی اطلاع اللہ تعالےٰ کے علمِ حقیقی پر موقوف تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا "ہم نے تجھے وہ علم دیا، جو تو نہیں جانتا تھا"، نیز یہ بھی فرمایا "اور ہم نے تجھے نادار پایا اور پھر مال دار کر دیا"۔ اور جب آپ کے ظہور کا وقت آیا اور آپ ظاہر ہوئے، اور بشریت کے تقاضے کے مطابق لباس کا تقاضا یہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی ملّت کو اختیار کرتے لیکن چونکہ ان کی جامعیّت کا سرچشمہ ملّتِ ابراہیمی تھا، اس لیے ان کی پیروی پر مامور ہوئے، تاکہ اس کے مطابق جامعیت کے تمام مرتبے وضع کریں اور مرتبۂ تفصیل پر جلوہ نمائی کریں اور "وَاتَّبِعْ" (پیروی کرو) کا لفظ معاملے کو آگے بڑھانے کے لیے ہے، تاکہ جامعیت کی تفصیل کے مرتبے کو حاصل کیا جا سکے۔ ورنہ حقیقت میں مقدمہ جامعیت کی تفصیل کے تحت ہے اور مقدمہ سے مقصود تفصیل ہے اور جب تم نے اسے سمجھ لیا تو یہ بھی سمجھ لو کہ حضرت ابراہیمؑ اور ہمارے نبی کریمؐ پر درود شریف ان کے مقدمے کی شان کی وجہ سے ہے۔ اور ہمارے نبیؐ پر ان کی شان اور جامعیت، جو کہ اصل مقدمہ ہے کی وجہ سے ہے اور مقدمہ سے مراد اس کا اجمالی ظہور ہے، اور نبوتِ ابراہیمی تو اپنا کام کر کے پہنچ گئی، لیکن ہمارے نبی کریمؐ [illegible] تک قائم رہے گی اور اسی طرح ان پر قیامت کے دن تک درود شریف رہے گا۔ اور امتِ مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ اپنے نبیؐ کے حق میں، اُن کی شان کی بلندی

marfat.com

Marfat.com

اوران کی دلیل کی جامعیت کی وجہ سے قیامت تک درُود شریف پڑھتے رہیں.

مکتوب: ۱۰۸

ایک عزیز کے نام لکھا گیا.

اللہ تھا، اور اس کے سوا کوئی نہ تھا۔ اللہ کی ذات ظاہری کمال کی صفات کی جامع ہے اور اس کی ہر صفت اس کے مخصوص حُسنِ ازل، جس میں مظاہر سے بے نیازی بھی شامل ہے، کے مظاہر کا تقاضا کرتی ہے، پس اس نے اللہ کی قُدرت کو غیب الغیب میں ظاہری وجُود کی جہت کی تخصیص سے دو فعلوں کی تصحیح کے ساتھ دیکھا۔ کسی نے بھی اس کی موجودیت کے اوقات کو جس طرح وُہ چاہتا تھا، نہیں جانا، جس طرح اس کی ہر صفت اپنے تقاضے سے پہلے علم سے متعلق ہے، اس طرح اس کے ساتھ علم کا تعلق ہے اور یہ مرتبۂ غیب الغیب ہے، یہ ایک مخفی خزانہ ہے اور یہ حقیقتِ عالم ہے، جو کہ اس حیثیت سے مقدّر ہے، اور مرتبۂ تقدیر میں وجودِ علمی کو تقدیر ہی کے نام سے معرُوف ہے، اور خارج میں اصلی اعتبار سے موجُود نہیں۔ جب اللہ تعالےٰ نے ارادہ کیا، کہ وہ موجود ہو، تو پھر اس نے غیب الغیب کے مرتبے سے تعلّق کا ارادہ کیا۔ صفتِ تخلیق اللہ تعالےٰ کی پیدا کردہ ہے۔ جو اوّلاً مجموعی اعتبار سے منظُورِ محض ہے اور یہ جامع ظہُور ہے، جس کی ترتیب میں اطلاقی طور پر تمام صفات شامل ہیں۔ اب یہاں وہ ایک ایسی [illegible] موجود ذات ہے، جو کسی شے میں نہیں، سوائے ایک شے کے اور اس مرتبہ کو دو ناموں یعنی معلُوم، اور مُراد سے موسُوم کرتے ہیں اور مقدُور تعلّقِ قدرت کی وجہ سے ہے۔ اور اس کے ساتھ ارادہ و علم ہے۔ اور مخلُوق وُہ وجود،

Marfat.com

تخلیق وایجاد کے تعلّق کی وجہ سے ہے۔ جب یہ پوچھا جائے، کہ عالم کی حقیقت کیا ہے، تو جواب میں کہا جائے گا، کہ یہ اللہ تعالےٰ کی ان صفات کے تقاضوں کا ظہور ہے، جو پوشیدہ تھیں۔ اور جو عین پوشیدگی میں دنیا کے خارج کے ابتدائی اوقاتِ مقدورہ میں ظہور کے لیے مطلوب و مراد و معلوم تھیں۔ اور نورِ محمدی کی تفصیل نکات میں مذکور ہے اور یہ طریقۂ احسنیہ کے بانی کی روشنی اور تحقیق سے حاصل کیا گیا ہے، کیونکہ ہمارے پیر و مرشد کے نزدیک اللہ تعالےٰ کی صفات، ذات واجبی کی طرح ظاہر ہیں۔ اور ظاہر کی ظاہریت تحصیلِ حاصل کو دہرانا ہے۔ بلکہ غیب الغیب میں ضمنی تقاضے خارجِ دنیا میں اس ثواب وعذاب سے بلاشبہ وتادیل، تعلق کے ظہور کا تقاضا کرتے ہیں، اور صوفیائے کرام، جو اہلِ ولایتِ خاصّہ ہیں، کے نزدیک صفات عین ذات ہیں، اور ذات اضافات سے خالی ہے، اور صفات علم واجبی کے مرتبہ کے سوا، ذات سے علیحدہ ہیں، اور ان کے نزدیک تجلّی دو طرح کا ہے، اجمالی اور تفصیلی۔ پہلے کو وحدت، اور دوسرے کو واحدیت کہا جاتا ہے۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ پہلا عکس اجمالی ہے اور دوسرا عکس تفصیلی ہے، اور دوسرے کو اعیانِ ثانیہ کا نام بھی دیتے ہیں، اور بعض دوسرے کو صورِ علمیہ کا نام بھی دیتے ہیں۔ اس مرتبۂ ثانیہ کو حقیقتِ عالم اور عالمِ انعکاس بھی کہتے ہیں۔ یہ دوسرا مرتبہ ظاہری وجود میں نور کا آئینہ ہے، اور اس تحقیق میں ثواب وعذاب مشکل ہے، سوائے دور از کار تاویلوں کے، جیسا کہ اہلِ سکر کی شان ہے، اور اسے علمی اعتبار سے حق اور عالم سے خارج قرار دیتے ہیں، اور انہیں اس سلسلے میں کوئی شبہات واقع نہیں ہوتے، جیسا کہ "تقابل الصفات فی نکات الاسرار" میں ذکر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک عالم کی حقیقت اللہ تعالےٰ کی ان صفات کا عکس ہے، جو عدم کے

Marfat.com

کے آئینے میں ہیں۔ اور عالم اس کے وجود کا فیض ہے، جو ان تمام سایوں اور عدم کے ساتھ اور وجود اور صفت کی حیثیت سے، وہم کے مرتبہ میں ہے، اور وہم کا یہ مرتبہ صانع کی ایک قسم کی صفت سے پیدا ہوا ہے، جسے دُور نہیں کیا جاسکتا، یہاں عذاب وثواب کا ترتیب پانا، تاویلات سے بیان کیا جاتا ہے چنانچہ ان نکات اور تحقیقات کے درمیان فرق کو معلوم کیجئے۔ اہل بصیرت کے نزدیک ان کی اصل ایک ہی ہے۔

مکتوب : ۱۰۹

حضرت صوفی بلندؒ کی طرف لکھا گیا۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے، حمد وثنا کے بعد محبِ صادق، طالبِ حق اور بلند ہمت کی خدمت میں سلام پہنچے۔ آپ کا شفقت نامہ ملا۔ جس میں حضرت کی عبارت کے بعض نکات کی شرح کے بارے میں استفسار کیا گیا ہے۔ ہم بے مایہ کو اتنی جرأت کہاں، کہ وہ کلام جو مرتبۂ خلافت سے تعلق رکھتا ہو، اسے بیان کریں۔ اور اپنے خیال سے اس حقیقت کے متعلق لکھیں۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ وہ بزرگ خلافت و نبوت تک پہنچنا آسان نہیں سمجھتے۔ لیکن جو کچھ بزرگوں سے سنا ہے اور جو کچھ مری ناقص سمجھ میں آیا ہے، اسے بیان کر دینا چاہیے۔ جان لیجیے کہ ولایتِ خاصہ میں علم کے ذریعے پہنچنا اور اس سے فیض یاب ہونا معلوم الکیف اور ولایتِ اخص میں علم کے ذریعے پہنچنا حضوری ہے۔ لیکن اس علم میں سے تھوڑا سا باقی رہتا ہے۔ اور اس کا حاصل مجہول الکیف ہوتا ہے۔ چنانچہ پہلی توجہ میں معلوم اور دوسری توجہ میں مقصود ہے، اور ولایتِ انبیا کے کمالات میں علمِ حضوری تک پہنچنا حصول کی بو نہ

Marfat.com

رکھتا ہے۔ لہٰذا اس مقام پر یافتِ مطلوب، ادراک کی یافت کے بغیر ہے۔ اس کے برخلاف مرتبۂ اخص، جو توجہِ خفی کے ذریعے بھی معلوم ہو جاتا ہے، جیسا کہ توجۂ خفی کی شان ہوتی ہے۔ پس یہ اصل سے ملنے والا اللہ کے علم کے ساتھ اللہ کے علم کے حضور میں حاضر ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ مرتبہ، توجۂ معدوم کا ہے عرفان بھی غیر موجود ہوتا ہے، کیونکہ عرفان علمِ حصولی سے تعلق رکھتا ہے اور اس مرتبہ پر یافت بلا ادراک بھی تحقیق شدہ ہے۔ اور چوں کہ علمِ ازلی کے ساتھ حاضر ہے، علم کا جاننا ضروری ہے۔ پس حق علم سے معلوم ہے اور اس کے سوا نہیں۔ یعنی نہ اہلِ ولایتِ خاصّہ کی طرح، کہ وہاں معلوم، حصول کے طریقے سے ہوتا ہے اور نہ ہی اہلِ ولایت اخص کی طرح کہ وہاں معلوم مجہول الکیف ہوتا ہے اور ولایتِ انبیا میں، یہ اگرچہ معلوم ہے، لیکن مجہول الکیف نہیں۔ بلکہ معدوم اور نمعدوم الکیف ہے۔ چنانچہ حضرتؒ نے یہ جو فرمایا ہے کہ معلوم ہیچ نہیں، نہ محصول تو مجہول کے معنی کو ظاہر کرتا ہے، اور مشیّتِ معلوم معدوم الکیف ہے اور یہ امامت کا مرتبہ ہے جو علم کے حضور میں حاضر ہے، اگرچہ وہ واصلِ اصل ہے، لیکن واصلِ صفات بھی ہے، اور ابھی وصولِ ذات میں صفات کا حصول ہے اور یہ جو فرمایا ہے "معلوم ہیچ نہیں، نہ محصول نہ مجہول۔ اور اللہ تعالےٰ کی، جیسے تعریف کی جاتی ہے، مجہول الکیف ہے لیکن معلوم بلا کیف ثابت ہوا ہے۔ اور انبیاءؑ کے کمالاتِ نبوّت میں سے اسے حصہ حاصل ہے، کیونکہ ذات، اپنی ذات کے ساتھ حاضر و علیم ہے اور علم اس کی قابلیتِ ذاتیہ ہے، اور ولایتِ انبیاءؑ کے مقام پر علم کے ساتھ حاضر ہے، اور علم کے ساتھ حاضر ہونا گویا، ایک زائد صفت، صفتِ علم، کے ساتھ حاضر ہونا ہے، اور یہ صفت زاید یہ عجیب معلوم ہوتی ہے اور ذات کا اپنی ذات کے ساتھ حاضر ہونا، قابلیتِ ذاتیہ کے علم کا محقق ہونا ہے اور یہ اس پر زائد نہیں

Marfat.com

اور جب ذاتی طور پر حاضر ہو اور تعلق معلوم ہو تو یہ علم ہے، چنانچہ "معلوم" کچھ نہیں جیسا کہ مرتبۂ ولایت میں ہوتا ہے کہ علم حاضر ہے اور بے کیفی کی معلومیت موجود۔ اور مرتبۂ نبوت میں کہ ذات خود حاضر ہے اور معلومیت غیر متحقق۔ معلومیت تین اقسام کی ہوتی ہے اور مرتبہ خلافت میں اس کا آنا متحقق ہے۔ کیا حق اور کیا غیر حق، کمالِ خلو مرجود ہوتا ہے۔ خلو غیر حق سے ظاہر ہوتا ہے، اور حق یعنی مرتبۂ خاصہ واخص سے جو کچھ ملتا تھا، اُسے حقیقی حق سے جا ملنا چاہیئے، اور عرفان کے مرتبے سے آگے نکل جانا اور اک کے ماحصل کو پا لینا، ولایت انبیا میں پسندیدہ ہے، اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ اور خلافت میں بہتر طریقے سے حاصل ہوتا ہے۔ اور جو کچھ میاں محمد شریف (اللہ انکے راز کو پاک کرے) نے فرمایا ہے، تو جاننا چاہیے کہ یہ معلومیت کی نفی حضرتِ ذات کے حصول میں علم کے ظہور کی بدولت ہے۔ نہ کہ وجودِ علم کی راہ سے، یعنی جو کچھ حضور و ظہورِ علمی میں معلوم ہوتا ہے اُس کا خود حضورِ ذات پر اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم صفتِ وجود علم کے قابل ہونی چاہیے۔

میرے عزیز، سوالات کے تتمہ کا جواب اس عبارت میں درج کر دیا گیا ہے، اسے غور و فکر سے سمجھ لو اور اسے اسی طرح یاد کر لو۔ اسی تھوڑے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

مکتوب: ۱۱۰

فضیلت پناہ شیخ خان محمدؒ وغیرہ کے جواب میں تحریر کیا گیا۔

اوّل و آخر سب تعریف اللہ کے لیے ہے، آپ کی ذات بابرکات ہمیشہ سیدھے راستہ پر رہے۔ سوالات اور روایات کے مطالعہ، نیز اللہ تعالےٰ کی کمالِ قدرت

Marfat.com

کے بیان میں مسودہ تصنیف، اور اس کے استثنا سمیت جو اس کی قدرت میں ہے، کا ملاحظہ کرنے سے پوری حقیقت واضح ہوگئی، اور ان دوستوں کی زبان سے بھی جو استفتاء لے کر آئے تھے۔ آپ کی خواہش وطلب معلوم ہوگئی۔ تاکہ اُسے پورا کیا جائے۔ اس فقیر کے خیال میں حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس شے کو قدرت کے تحت دینا، قادرِ مطلق کے کمال میں نقصان ہو، اسے قدرت کے تحت دینا غلطی ہے، چنانچہ اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات اور اس کے عدم ممتنع الوجود میں، جو باری تعالےٰ کا شریک ہو، اگر اس کے ماننے سے اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات کو نقصان نہ پہنچے، تو بعض حالات میں محض قبول، جیسا کہ ممکنات ہیں۔ اور بعض حالات میں سکوت جیسا کہ محال عقلی باتوں میں، اور اس کا علم اس علام الغیوب پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا اگر اس بات سے اہل مجلس کی تسلی ہو جائے، تو ٹھیک ہے ورنہ آپ خود دانا ہیں، کسی اور کی ضرورت نہیں۔

مکتوب: ۱۱۱

مذکورہ بالا بزرگ کے نام ہی تحریر کیا گیا۔

سب تعریف اللہ کے لیے، اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر۔ آپ کے نوازش نامہ کے موصول ہونے سے گمان وقیاس واضح ہوگیا۔ ہر مبتدی اور متوسط اپنے کمال سے جو کچھ حاصل کرتا ہے، اُسے ظاہر کر دیتا ہے۔ ولایتِ عالیہ کی انتہا تحصیل علم کے ذریعے اجتہاد کے درجے تک ہے۔ اس ولایت کے کمال کے لیے جمعیتِ باطن شرط نہیں ہے۔ اگر جمعیت مل گئی، تو اس مرتبہ کے مناسب ہے اور ولایتِ خاصہ کے سایہ کی انتہا، انوارِ روحانی کا سایہ ہے، اور روحانی کمالات کا ظہور اور اس کا آرام ظاہری، باطنی اور نوری تجلیات میں ہے۔ اس کا پالینا اس

Marfat.com

پر منحصر ہے۔ اگر تجلیات کے ظہور میں توقف ہو جائے، تو وہی وقت بے آرامی کا ہے اور وہ نُور کو بعید سمجھتا ہے اور اہلِ ولایتِ خاصّہ کے وصل کی انتہا انوارِ نفس کا ظاہر ہونا نیز مراتب ارواح کا پا لینا ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ شیوخؒ نے فرمایا کہ میں تیس سال تک خُدا کی جگہ رُوح کی پرستش کرتا رہا۔ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل میری دستگیری نہ کرتا، تو اس ہلاکت خیز مقام سے نجات پانا محال تھا۔ اور اُن کا کاروبار شہُود سے متعلق ہے۔ اور ان کے اکثر بلکہ تمام معارف بے شہُود اور بے آرام ہیں، اور ان کا کچھ حاصل نہیں، ان کا اکثر یہ کہنا ہے ؎

دمے بے حق زدن محض ایں گناہ است بخود مشغُول بُودن کفرِ راہ است

ترجمہ (حق کے بغیر ایک سانس بھی لینا محض گناہ ہے، اپنے آپ میں مشغول رہنا، راہ حق سے ہٹ جانے کے مترادف ہے۔)

شہُود کے مقام پر غیریت کا ثبوت دینا اُن کے نزدیک کُفر اور زندیقی ہے، اور اس مقام پر ان کی منزلِ مقصُود، اپنے مطلُوب سے مل جانا ہے۔ اور ان کا وصل، وصلِ تلبیس ہے، یعنی تلبیس کے بغیر، انہیں اپنے مراتب نہیں ملتے۔ اور اہلِ ولایت کی آخری منزل ملائے اعلیٰ ہے، جو انوارِ رُوحانی کے مراتب سے پرے ہے۔ اور اس کی معرفت محسُوساتِ خمسہ سے بہت آگے ہے، اور شریعت کی زبان سے بڑھ کر جو بات کی جائے، ہرگز پسندیدہ نہیں ہوتی، اور یہ اس حد تک ہے کہ اگرچہ اس مقام پر عرفان مطلُوب ہوتا ہے، لیکن ابھی اس کا مُعلّم بھی موجُود نہیں۔ اور اس مرتبے کے لوگ اہلِ جہالت ہوتے ہیں، کیونکہ وہ حقیقتِ مطلُوب سے ناواقف ہوتے ہیں اور اکثر کی زبان پر یہ ترانہ ہوتا ہے ؎

عنقا شکارِ کس نشود، دام باز چیں کانجا ہمیشہ باد، بدست است دامِ ما۔

ترجمہ عنقا کسی سے شکار نہیں ہوتا، اپنا جال اٹھا لیجئے۔ کیونکہ اس جال سے صرف

Marfat.com

ہواہی قالب میں آتی ہے ۔

اوران کا وصل، عُریاں وصل کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ ان کا باطن ظِلّی، کشفی، نُوری اور شہُودی حیثیتوں سے خالی ہوتا ہے۔ اوران کا مقصد ہمیشہ اپنے مطلُوب کو نہ پانا ہوتا ہے، اگر ایسے شخص کے باطن میں کشفِ شہُودی کی کوئی بُو آجائے، تو وہ حد درجے کا انکار واستغفار کرتا ہے اوراس مقام پر حدیث "جب میرے دل میں کشمکش برپا ہوتی ہے....." کا سہارا لیتا ہے۔

ولائیتِ انبیا کے اہلِ کمال کی آخری منزل سایوں سے پرے، اور جہالت سے پاک ہے۔ بلکہ عرفانِ ظلّی مفقُود ہے اور علم اصلی موجُود، اپنے آپ میں بے خود ہے۔ لیکن کسی تعریف کے بغیر۔ ایسا شخص عقل کے دائرے اور کشف ظلّی سے دُور ہوتا ہے۔ اوراشیائے خاصّہ کی حقیقت تک پہنچنے میں یگانۂ روزگار ہوتا ہے۔ اور ایسے عزیز کا وصل یاس سے ہوتا ہے اوراس وصلِ سعید میں نایافت کی حقیقت میسّر ہوتی ہے ؎

وصفِ تَرا چنانچہ تَرئی، چُوں کنم بیان کز ہر چہ در خیال من آید زیادہ ای

ترجمہ۔ تُو جیسا ہے میں اس کا وصف کس طرح بیان کروں۔ کیونکہ جو کچھ بھی میرے ذہن وتصور میں آتا ہے۔ تو اُس سے کہیں زیادہ ہے۔

اہلِ کمالاتِ نبوّت کی اہلیّت کے بارے میں کیا بیان کروں، اور جو کچھ بیان ہوگا، بہت کم آدمیوں کی سمجھ میں آئے گا۔ اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے متقی لوگوں کے لیے یہ مناسب نہیں۔ کہ وہ ان لوگوں کے لیے دعائے نجات یا استغفار کریں، جنہوں نے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا ہو، ان کی مثال مُردہ لوگوں یا نشہ بازوں کی ہے یا ان کی، جو دُوسروں کا مال جان بُوجھ کر یا ظُلم سے ہتھیاتے ہیں، جب تک وہ توبہ

marfat.com

Marfat.com

نہ کرلیں اور اصلاح نہ پالیں، بے شک اللہ تعالیٰ ۔ وہ امور کے بعد آسانیاں پیدا کرتا ہے "جس طرح کہ وہ ظلم کرتے تھے، اور آپ اُن پر بہنے والے تھے"

مکتوب : ۱۱۲

بحقائق آگاہ محمد نافعؒ کے تحقیق تسمیہ کے سوال کے جواب میں۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔

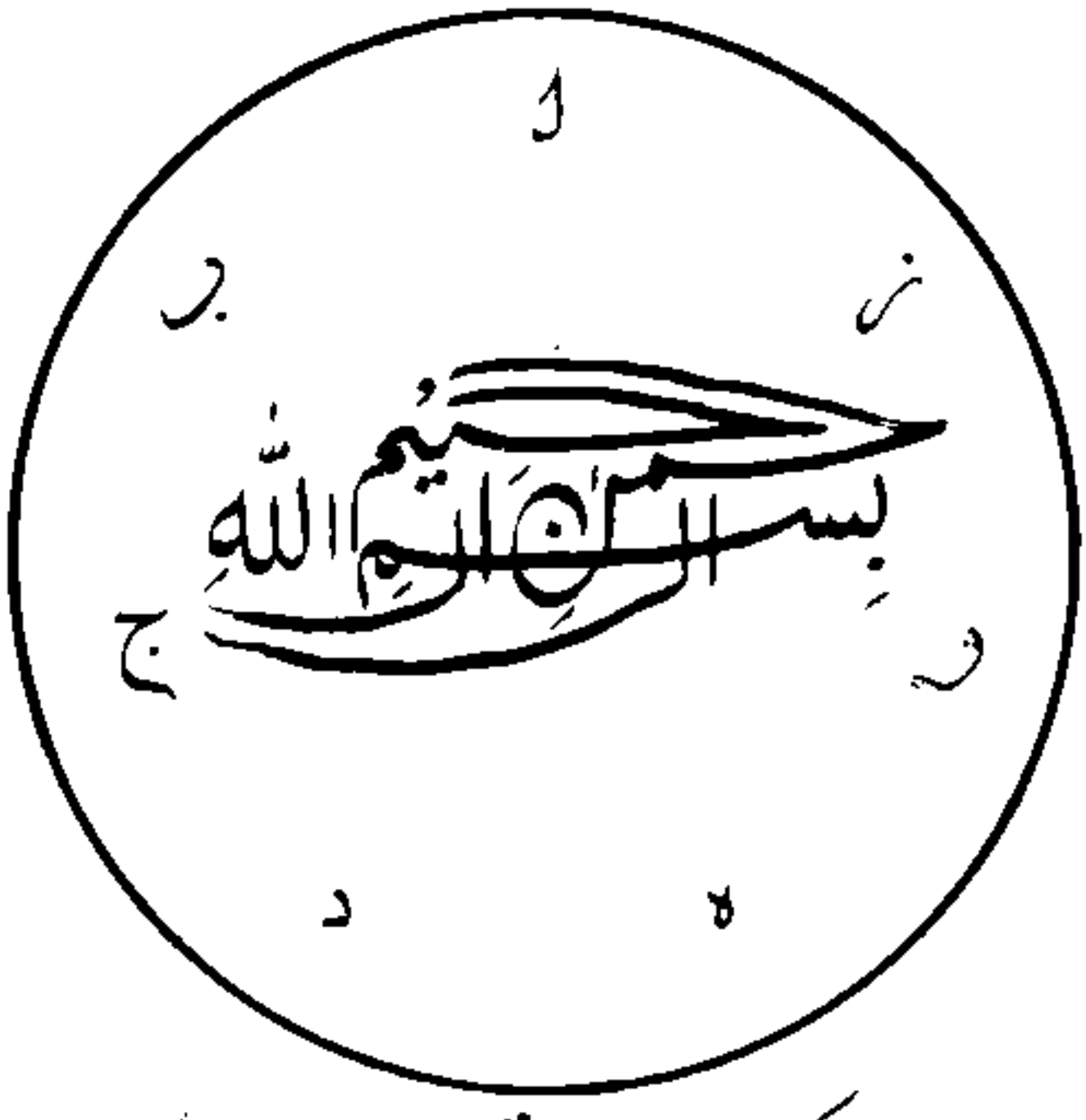

(ا) چشمۂ اوّل میں جو 'لام' کی طرف ہے، تین سو اسماء، جو زبور میں درج ہیں، ملاحظہ فرمائیں:۔

(ب) رحمٰن کے نام کے اسرار کتبِ انبیا میں ایک ہزار ہیں۔ اور ان کے علاوہ چار اور مذکور ہیں، جن میں ہمارے نبیؐ پر تسبیح کی گئی ہے۔

(ج) رحیم کے نام کے اسرار ایک ہزار ہیں جن کی تسبیح ملائکہ کرتے رہتے ہیں۔ اور ہر اسم کا تعلق ایک دوسرے کے خط سے معلوم ہوگا۔

Marfat.com

(۸) چشمۂ ثانی میں تین سو اسماء ہیں کہ اُن کا ذکر انجیل میں ہے اور اللہ کے نام میں چار اندیا کا ذکر ہے ہمارے نبی پر سلام و درود۔

(۵) لام ثانی میں تین سو اسماء ہیں، کہ اُن کا ذکر توریت میں موجود ہے۔

(۹) اور لام اوّل میں قرآن میں مذکور ۹۹ نام ہیں۔ اور یہ تمام اسماء پر محیط ہیں۔

(د) لام کے ساتھ میم کے اتصال سے اسم اعظم ملاحظہ ہو کہ الف میں تمام اسماء جمع ہیں۔

اور جان لینا چاہیے کہ اسم رحیم کے ایک ہزار اسرار بھی الف اور لام اوّل مندرج ہیں۔ کیونکہ اسم رحمٰن کے مراتب لام اور الف کے حقائق کے مظاہر ہیں، اور اسم رحیم کے مراتب، لام کے حقائق کا ظہور ہیں، اور حقیقت میں تمام اسماء کا رجوع الف ہے، کیونکہ یہ غالباً اسم اعظم کا مظہر ہے۔ اس مختصر کو ہمیشہ ملاحظہ کیا جانا چاہیے۔ اگرچہ ان سب کا ملاحظہ علم حضوری سے ہے۔ تاہم جس قدر میسر آ جائے، قرأتِ تسمیہ کا ملاحظہ غنیمت ہے۔ دوسرا یہ کہ ابیاتِ تسمیہ کے بارے میں سمجھنا چاہیے، کہ الف لام اور میم سے مراد ذات، صفات اور کمالات ہے۔ الف سے مرتبۂ ذات اور لام سے مرتبۂ صفات، اور میم سے مرتبۂ کمالات۔ اور اس کے ساتھ پہلے بیت یعنی "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" میں الف لام میم کے نقطۂ تدویر میں (گولائی) میں ذات کا بیان ہے، اور نقطہ، اور دائرہ، اور محیط کہ جو لکھا گیا ہے، اطاعتِ ذات کی مثال ہے، کیونکہ تسمیہ کو اس معنی میں الف لام میم کا نقطہ تدویر کہا گیا ہے، اور تدویر کا ذکر محیط کے ساتھ رمز ہے، کیونکہ ذات کا مرتبہ، صفات و کمالات کے تمام مراتب کا سردار ہے اور دونوں مراتب بے کیفی کے تابع ہیں۔ چنانچہ نقطہ سردار اور مقدم ہے۔ اس لحاظ سے کہ وہ دائرہ کے وجود اور اس کے محیط کی حقیقت ہے، اور چونکہ تسمیہ اللہ تعالےٰ کی ذات کا مظہرِ کامل ہے، اس لیے تسمیہ (یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کو کمالِ ذات کے مظہر کی حیثیت سے

Marfat.com

نقطہ قرار دیا گیا ہے۔ اور اِن تینوں حروفِ مقطعات کو اس کے ماتحت کیا گیا ہے۔ کہ سبعہ مثانی درمیان میں لایا گیا ہے اور دوسرے بیت میں بسم اللہ الرحمن الرحیم الف لام میم کے محیط کا نقطہ ہے۔ چونکہ اگر یہ ذات کی نسبت سے کمالات کو مرتبہ نقطہ حاصل ہے لیکن کمالات کی نسبت سے خود بمنزلۂ نقطہ ہے۔ اور چونکہ کمالات کو محض پوشیدہ رکھا گیا ہے اور ذات و صفات ظاہر، اس لیے نقطہ سے ذات کو اور محیط سے صفات کو یاد کیا گیا ہے اور محیط کا ارشاد کمالات کی طرف خطاب کرنا ہے اور تیسرے بیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں الف لام میم نے نقطہ کے دائرہ کا ارشاد کمالات کی طرف ہے۔ اور چونکہ کمالات صفات کے اندر درج ہیں، اور دائرہ بھی نقطہ اور محیط کے درمیان درج ہے، اس لیے کمالات کو دائرہ میں بیان فرمایا گیا اور چونکہ ذات، صفات اور کمالات میں بے کیفی کی نسبت ہے، تینوں ابیات میں الف لام میم لائے گئے ہیں، حالانکہ خصوصیت کے لحاظ سے ہر ایک حرف، میں "لاہو" اور "لاغیرہ" سے حضرت جیو قدس سرہٗ کی مراد یہی ابیات مفصل ہے۔

آن جناب نے اِن ابیات کے معنی خوب سمجھے ہیں اور اس مختصر کو اس تفصیل کے ساتھ جمع کر کے حاضر ہوتے ہیں۔ چونکہ تسمیہ کے گرد حرف اللہ اور دوسرے اسماء ہیں جن کا تسمیہ میں اشارہ کیا گیا ہے، تین ہزار اسما کا اندراج کیا گیا ہے۔ اس لیے ہر ایک حرف اور اسم پر سے خاص خط کھینچ دیا گیا ہے۔ شاید اس کے دیکھنے سے سمجھ میں نہ آئے۔ اس لیے اس بات کو تفصیل سے عبارت میں بیان کرتا ہوں۔

تسمیہ میں اللہ کا نام ہزار اسماء کا جامع ہے اور یہ جملہ انبیا یعنی حضرت سرور کائنات، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام

Marfat.com

پر سلام و درود) اس نام کی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ ۹۹ نام جو تمام کے تمام اسماء سے نکلتے ہیں الف لام میں درج ہیں۔ لیکن غالباً پہلے لام میں اور تین سو تسبیحی نام جن کی تعلیم حضرت موسےٰ کو دی گئی توریت میں مذکور ہیں۔ اور لام ثانی میں صفت کے کمالات ہیں۔ اور تین سو اسماء، جن کی تسبیح کا حکم حضرت داؤد کو دیا گیا زبور میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ چشمہ اوّل "ھ" کے کمالات حقیقت میں اسم اللہ میں ہیں، جو لام کی طرف ہیں اور تین سو نام، جن کی حضرت عیسیٰ تسبیح کیا کرتے تھے انجیل میں درج ہیں۔ اور حرف "ھ" کے چشمۂ ثانی میں جو طرفِ رحمٰن ہے۔ حروف درج ہیں۔ اور چشمۂ ثانی کے کمالات حقیقتِ حروف ہیں۔ اور اسم اعظم الف اور لام اوّل میں ہے، لیکن غالباً اسم اللہ کے الف میں ہزار نام درج ہیں، جو اسم اللہ کے بیان میں آئے ہیں۔ ایک ہزار اسماء جو چار مذکورہ انبیاء کو تسبیح کے لیے دیئے گئے، وہ اسم رحمٰن کے اسرار ہیں۔ اور اُن کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں اور ایک ہزار اسم جن کی تسبیح کی جاتی ہے، اسم رحیم کے کمالات ہیں۔ اور اسم رحمٰن کے مراتب لام اور الف کے حقائق کے مظاہر ہیں۔ اور اسم رحیم کے مراتب لام اور ہا کے حقائق کے ظہور ہیں۔ اور تمام اسماء جو تعداد میں لاانتہا اور ان گنت ہیں، اللہ کے الف سے رجوع کرتے ہیں، جو غالباً اسم اعظم کا مظہر ہے۔

چنانچہ اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ جو کوئی تسبیح پڑھتا ہے، بظاہر تمام اسماء کو پڑھ لیتا ہے۔ اندراج کرنے میں اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اضطراراً اور دوسرے جہلاً۔ ہم میں سے بعض عالم ہیں اور بعض جاہل۔ اور یہ فرقِ مراتب ہر ایک کے لیے ہے، خواہ تو جماعت کی تقلید کے لیے اضطراری طور پر بولا جاتا ہے، یا اختیاری طور پر۔ اور اسی طرح بزرگی کے بھی تعلیم مرشد کی وجہ سے یہ دو مرتبے ہیں،

marfat.com

Marfat.com

جیسا کہ پہلا تاویلی امکان ہے، اور یہ بھی تقلیدی ہے، اور ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے، یا حضوریِ تیری یا علمِ حضوری، اطلاق ہے ہے، اور یہ عارف ہے جو تسمیہ کا کلام حضورِ علم سے کرتا ہے، اور تسمیہ میں تمام اسمائے الٰہی حقیقی طور پر بغیر گنتی اور جز کے شامل ہیں۔

آپ کا بے انتظار کے بعد فقیر کو ملا جو کچھ میری ناقص فہم میں آیا اور جو کچھ میں نے حضرت پیر جیو سے سمجھا، اسے پیش کر دیا۔ اس نعمت عظیمہ کے لیے دور و نزدیک سے لوگ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے

مکتوب: ۱۱۳

ایک عزیز نے نام لکھا گیا۔

اگر سالک نے تمام لطائف کی سیر کر لی ہو، اور وہ ہو کی حالت کو پہنچ گیا ہو، اور اس کی نظر اوپر کی طرف چلی گئی ہو، تو پھر جب وہ چاہے گا کہ اسی طریقے سے دوبارہ نزول کر کے اس کی تفصیل معلوم کرے تاکہ اس طریقہ کی خصوصیت میں شامل ہو جائے تو وہ تبرک کے طور پر پانچ روز تک ہر ایک لطیفہ کی سیر کرے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کسی لفظ میں مبتلا ہو کر نہ رہ جائے اور اگر اسمِ ذات کی تکرار میں زبان اور دل کو اس بے کیفی کی طرف متوجہ رکھے جسے اس نے حاصل کیا ہو، تو یقین ہے کہ فنا ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب اسمِ ذات کی یادداشت پر پہنچ جائے، تو رفتہ رفتہ اس طرح عروج کرے گا کہ نظر اسم پر سیر کرتی رہے گی اور اس کا مسمّٰی محض بے لیف ہو گا۔ فکر اس پر نظر اسم پر ہو گا اور ہمّت کو پیش نظر رکھے گا۔ اور اسم کی یادداشت میں نظر اسم سے مسمّٰی پر ہو گی اور جب بے کیفی پر نظر مضبوط ہو جائے گی تو

Marfat.com

نظر طالب سے اُچٹ جائے گی، اور اس کا تعلق جسم کے پرے سے ہو جائے گا۔ اور جب یہ ہم سے پرے متوجہ ہو گی، تو پھر یہ نظر روحانی ہو گی۔ اور اگرچہ یہ مراتب بے کیف ہوں گے پھر بھی ایک طرح داخلِ وصل ہو گی۔ اور اس مرتبہ کو نفسِ ولایت خاصہ کے کاموں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ فضل خاص ہے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اسی مقام پر کئی سال گزر جاتے ہیں۔ اگر مرشد صاحب اصل ہو تو اس مرتبے سے کسی کو توجہ کے ذریعے اور اکثر کو تعلیم کے ذریعے باہر نکال لیتا ہے۔ سالک اس کی تعلیم سے آگاہ ہوتا ہے، اور صاف صاف دیکھتا ہے کہ میرا مرشد فی الواقع نقلی وصل تھا۔ اور جہاں تک ہمارے علم میں ہے، اگرچہ یہ مرتبہ معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل سایہ ہوتا ہے اور در سمجھ جاتا ہے کہ بغیر کسی اور میں اُلجھا ہوا ہوں، اور حق کے فیض سے مرشد کی توجہ خفی سے یا تعلیم جلی سے اس شہود معلوم کی نفی میں جو سرتاپا سایہ ہے، کوشش کرتا ہے۔ جو کچھ ملتا ہے، وہ دانش ہے اور حقیقت میں نفی کے تحت لا ہوتا ہے۔ اگرچہ نفی شہود حاصل ہوتی ہے، لیکن آخرکار ایک طرح بے کیفی کے لباس میں اس کی معلومات میں پوشیدہ ہو جاتا ہے، کیونکہ اس بے کیف نمائی کی وجہ سے وہ اس کا دامن نہیں چھوڑتا۔ جب تک یہ سالک سایہ کی مزاحمت میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کی نفی کرنے میں لگا ہوتا ہے، وہ نایافت کا طلب گار ہوتا ہے اور جب اکثر سایوں کی مزاحمت سے فارغ ہوتا ہے سوائے آخری سایہ کے، جو نورانیت کی توجہ کا مطلوب ہوتا ہے، تو اس کو صاحبِ نایافت کہتے ہیں۔ اور وہ صاحب ولایتِ اخص ہوتا ہے اور اس پر فضلِ اخص ہوتا ہے۔ پہلے مرتبہ میں متوسط، اور دوسرے میں منتہی اخص۔ یہ مقام برزخ کا ہے۔ جو ولایتِ الخاصیہ اور ولایت خاص الخواص کے درمیان ہے اس مقام پر مرتبہ نایافت میسر ہوتا ہے۔ لیکن یافت

Marfat.com

کی حقیقت غیر حاصل ہوتی ہے اور وہ صفات سلبیہ سے (۳) نے والا ہوتا ہے۔ اور سلب سے کام میں نقصان ہوتا ہے، اگرچہ اثبات سے مقصود حقیقی معلوم ہوتا ہے، لیکن ابھی خاص الخواص کا فضل میسر نہیں ہوتا، اس مرتبہ سے نکل کر اثباتِ حقیقی تک پہنچا دے۔ ولایتِ خاصہ میں [illegible] ہوتا ہے اور اس مقام میں حصول خفی، کیونکہ حضوری کا لباس پہن کر سالک اس طرح مستعد ہوتا ہے، کہ لباس کی حضوری کو بھی نفی میں شمار کرتا ہے، لیکن حضورِ حقیقی سے پوری طرح باخبر ہوتا ہے ع قلم این جا رسید سر بشکست (قلم یہاں تک پہنچا تھا کہ اُسکا سر ٹوٹ گیا۔)

دوسرا جواب

تجدد امثال کے جواب میں، کہ ثواب و عذاب کی خاطر ان کی توجیہات کی گئی ہیں لیکن ان توجیہات کے باوجود نفس مرنے کے بعد نفس یا ذات کی حیثیت سے کوئی خبر نہیں دیتا سوائے اس المتجدد کے، جو مرنے کے بعد متجدد الاوّل کے علاوہ ہو اور یہ بیان، بیان اللسانی پر مبنی ہے اور چونکہ تجدّدِ امثال کا مسئلہ مشکل اور نازک ہے، اور صاحبِ حصول کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا، خواہ متجدد کا مشاہدہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اس لیے مشاہدۂ تجدد اور علم کے باوجود اس کی کیفیت صحیح طور پر اہلِ حق اور اصل صاحبانِ علمِ حضوری کے سپرد کر دینی چاہیے۔ تجدید پر اعتقاد رکھنا چاہیے، اور عذاب و ثوابِ اُخروی کا قائل ہونا چاہیے۔ اور علم کیفیت جس کو خدا [illegible] و ثوابِ اُخروی کا پیدا کرنے والا سمجھنا چاہیے، اللہ تعالےٰ کے ہر دو گروہ یعنی کہ صوفیا اور علماء کے ظاہر دونوں کی بات درست۔ شما ہو۔

والسلام۔

Marfat.com

مکتوب: ۱۱۴

ایک عزیز کے نام لکھا گیا.

خدائے تعالےٰ کی حمد اور اس کے رسول پر درود و سلام کے بعد اور سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ آپ کا شفقت نامہ موصول ہوا. اور اس نے اللہ تعالےٰ کی عنایات سے اپنے اور یارانِ محفل کے بارے میں اطلاع دی. میرے عزیز، اس فقیر کی طرف سے اگرچہ دعا کا کارہ ہے اور اس کی وجہ سے فقرا کا نام باعث ننگ ہے، یہ سمجھ لینا چاہیے کہ تمام انبیا ذاتِ جامع صفات سے واصل ہیں سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متابعت کی وجہ سے. اسی طرح اللہ کے نام کا الف قابلِ اطاعت ہے. اور دوسرے تینوں حروف اس کے مطیع ہیں. چنانچہ قابلِ اطاعت کو الف کے حرف سے اطاعت حاصل ہوتی ہے. اور اطاعت کرنے والوں کو باقی حروف کے بارے میں اس لیے جان لینا چاہیے کہ اللہ اسم ذاتی ہے اور رحمٰن و رحیم اسم صفاتی ہیں، چنانچہ تمام انبیا کے وصول کے باوجود اور سب کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونے کے باوجود بعض کا وصولِ ذاتی غالب ہے. ان کو غالباً اسم ذات کے حرف سے حصہ حاصل ہے. اگرچہ انہیں اسم صفاتی کا کچھ حصہ بھی حاصل ہے، اور یہ نسبت زیادہ تر حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو حاصل ہے. لہٰذا وہ اسم ذات کے ہر حرف کے اسرار سے بہرہ یاب ہیں اور چونکہ ان کی نسبت دوسروں کو وصول صفاتی کا حصہ زیادہ حاصل ہے، اس لیے وہ اسم رحمٰن اور اسم رحیم سے زیادہ بہرہ ور ہیں. اور ان کی مبارک کتابوں میں ان دونوں متبرک ناموں کے اسرار کا ذکر زیادہ ہے، اسی طرح چونکہ اللہ کے نام کی حقیقت

marfat.com

Marfat.com

متبوع ہے اور دُوسرے حرُوف تابع ہیں۔ اور ذات متبوع ہے اور صفات تابع، اس لیے مجبوراً ذاتِ جامع صفات، کا وصول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حصّے میں آیا ہے، اور اُنکی نسبت سے چونکہ دُوسروں کو صفات سے جو تابع ذات ہیں حصّہ ملا ہے، اس لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے وہ صفات سے منسُوب ہوئے ہیں، اگرچہ انہیں وصولِ ذاتی بھی حاصل ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے تین ہزار ناموں کی تفصیل حق تعالےٰ کو ہی معلوم ہے۔ یا حضرت کو اللہ تعالےٰ کی تعلیم خاص کے ذریعے حاصل ہے۔

مکتُوب : ۱۱۵

جناب میر محمدؒ کے نام لکھا گیا۔

آپ کے نوازش نامہ سے یہ گنہ گار بے حد مستفید ہوا۔ اور اس کے مطالعہ نے حیران کر دیا، کہ اس قدر متقی انسان، صاحبِ فنا لوگوں کے متعلق بے موقع باتیں کرتا ہے۔ اور اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ ہم جیسے کم حوصلہ لوگوں کے لیے تو پُرحکمت ہونا چاہیئے تھا، کیونکہ غیبت آمیز بیان سے بہت صدمہ ہوا۔ لیکن جب آپ جیسا صاحب وعدہ شخص ستّر بار خُدا کے ساتھ باتیں کرتا ہو، تو سکوت کو ضرور سمجھ کر وعدہ پر قائم رہنا چاہیے۔ وعدہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک وعدہ الہامی، جو مخصوص ہوتا ہے اور دوسرا وعدہ لوحی جو عام ہوتا ہے۔ ہر وعدہ الہامی خاص ہوتا ہے جو عارفوں کے لیے مخصُوص ہے اور وہ پُورا ہو کر رہتا ہے۔ وعدہ لوحی عام ہوتا ہے، ہر ایک کے لیے، چنانچہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے بعض لوگ بعض کی غیبت کرتے ہیں۔ اور اُسکا ترک کرنا جس کا سب کو حکم ہے۔ لازم ہونا

Marfat.com

چاہیئے ۔ بزرگوں نے فرمایا ہے، زبان تو درکنار اگر دل کے اندر بھی اس کا خیال آئے ، تو وہ بھی ایک مسلمان کی غیبت ہوگا۔ پس قلم اور زبان کی تو بات ہی مشہور ہے ۔ بس اسی پر ختم کرتا ہوں، کہ عاقلوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

مکتوب : ۱۱۶

میر محمد جیوؒ کے نام لکھا گیا۔

معلوم ہونا چاہیے، کہ حضرت ایشاں کلاںؒ نے اپنے ایک مکتوب میں، جو قلب کی تحقیق کے بارے میں ہے ، اس کا بیان مختصر طور پر کیا ہے۔ میں اللہ تعالےٰ کی مدد سے اس کی تعبیر وضاحت سے بیان کرتا ہوں۔ انہوں نے اس طرح فرمایا ہے۔ کہ حضرت ایشاںؒ کا دل ایک مرتبہ ہے ، اور اس دل کے دائرے میں چار اور دل ہیں، دائرہ در دائرہ۔ چنانچہ پہلا دل چھ لطیفوں پر مشتمل ہے، یعنی لطیفۂ نفس اور لطیفۂ قلب تو یہیں ہی۔ لطیفۂ روح، لطیفۂ سرّی، لطیفۂ خفی ، اور لطیفۂ اخفیٰ بھی ہیں۔ ہر مذکورہ قلب میں مذکورہ لطائف موجود ہیں لیکن اس قلب میں جو پہلے قلب کے بعد ہے ، تنگی کی وجہ سے لطیفۂ نفس اور لطیفۂ اخفیٰ ظاہر نہیں ۔ اور تیسرے قلب میں لطیفۂ خفی بھی ظاہر نہیں اور چوتھے قلب میں لطیفۂ سرّی بھی ظاہر نہیں، اسی طرح پانچویں قلب میں لطیفۂ روحی بھی ظاہر نہیں ، اور یہ آخری قلب ۔ جسے پانچواں قلب کہا گیا ہے سوائے اس قلب کے، جس کی طرف تمام قلوب ہیں، کوئی اور دکھائی نہیں دیتا۔ اور جو کچھ تمام قلوب میں اسرار و روایات کی طرح کا ظاہر ہے ، اس پانچویں قلب میں عارف پر ظاہر ہوتا ہے ، اور اس مرتبہ کو باقی تمام مراتب کی انتہا سمجھا جاتا ہے ، اور اس کی مظہریت کے لائق اور کمال کی مناسبت کے اعتبار

marfat.com

Marfat.com

سے کسی اور شے کو پیدا نہیں کیا گیا، انہوں نے اسے نہایت عمدہ طریقہ سے بیان کیا ہے، تاہم حضرت پیر دستگیر بنوریؒ کی تحقیق کے مطابق اس بیان کی انتہا سے جو پانچویں لطیفہ قلب کے بارے میں ہے اور ولایتِ ملائے اعلےٰ تک جو نبوتِ انبیا کے تحت ہے، ولایت اخص کے نام سے موسوم ہے، اور ولایتِ کمالاتِ انبیا کے بیان کے بارے میں خاموش ہے۔ اللہ ہی اس راز کو جانتا ہے، اور اس کا بیان نہیں ہوگا۔

حضرت بنوریؒ (اللہ اُن کے راز کو پاک کرے) کی اصطلاح کے مطابق قلب چھ ہیں۔ پہلا قلب حقیقتِ انسانی ہے، اور باقی تمام قلوب کی اصل اس کے تحت ہے۔ اور دُوسرے پانچ قلوب، پہلے قلب کے سایہ میں ہیں، اس لئے ولایتِ عامہ کا تعلّق دیکھنے میں قلبِ اوّل سے ہے اور اس قلب اوّل کا ظرف مُضغہ ہے۔ اور ولایتِ خاصّہ کا سایہ اس قلبِ اوّل سے متعلّق ہے، اور نفسِ ولایتِ خاصّہ کے صاحبانِ کمال، قلبِ ثانی سے، جس کا ظرف قلبِ اوّل ہے، تعلق رکھتے ہیں اور نفسِ ولایتِ خاصّہ کے اہالیِ کمال میرے قلب سے تعلق رکھتے ہیں، اور ظاہرِ ولایتِ اخص کے صاحبانِ کمال اس چوتھے قلب تک، جس کے ایک طرف تیسرا قلب ہے، پہنچتے ہیں۔ اور وہاں سیر کرتے ہیں اور نفسِ ولایت، جو ولایتِ ملائے اعلےٰ کے نام سے مشہور ہیں، کے صاحبانِ کمال پانچویں قلب کے لوگ ہیں کہ اُن کے ایک طرف چوتھا قلب ہے۔ اور پانچویں قلب کے لوگ تمام چاروں نچلے مراتب کو طے کر کے اصل کی طرح صاحبِ مرتبہ ہو جاتے ہیں۔ اور چاروں نچلے قلوب کے مراتب حاصل کر لیتے ہیں۔ اور ظلّ تک پہنچ جاتے ہیں، اور پھر نچلے سایوں سے علاقہ پاکر وصل سے وصل تک اور یافت سے نایافت تک پہنچ جاتے ہیں، اور

Marfat.com

صاحبِ کمال ہوجاتے ہیں، گویا وہ اپنے نچلے مرتبوں سے سو مرتبہ اُوپر اُبھر آتے ہیں، اور حصُولِ کی یافت، سے اس میں کوئی لُو نہیں رہتی، لیکن نایافت کے باوجُود، توجہ کی لُو باقی رہتی ہے۔ کیونکہ علمِ حضُوری کے ظہُور کے بعد توجہ سے قطعِ مطلق ضرُوری ہے۔ اور ایسا شخص نفسِ ولایتِ اخص کا عالی منزلت صاحب ہوتا ہے اور یہ ولایت انبیاؑ کا خاصہ ہوتا ہے، اور علمِ حصولی اور علمِ حضُوری کے مرتبے میں برزخ کی طرح ہے۔

اسی لیے حضرت پیر دستگیر بنوری قُدس سرّہ نے اس مرتبے کے حق میں فرمایا ہے کہ پوشیدہ توجہ سے وہ رنگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے البتہ ایسے عالی ہمت کا کوئی ثانی نہیں ہوتا چنانچہ چھٹے قلب والے کا مرتبہ، کہ وہی حقیقت انسانی ہے، نچلے تمام پانچوں قلوب سے واصل ہوتا ہے اور کمالاتِ ولایت انبیا، اور کمالاتِ نبوّتِ انبیا کے صاحبان کا خاصہ ہوتا ہے (ہمارے نبیؐ اور تمام نبیوں پر سلام و درُود) اور چونکہ یہ دونوں مرتبے تمام نچلی ولایتوں میں شرف رکھتے ہیں، اس لیے ان دونوں مرتبوں کے صاحبان قلبِ وصلی پر ہوتے ہیں۔ اور یہ شرافتِ حقیقت، میں مرتبہ نایافت کو پہنچ کر، علم حصُولی سے گزر کر، علمِ حضُوری سے، حضُورِ علم اور حضُور در حضُور پہنچ جاتے ہیں اور تمام قلوبِ تحتانیہ کے مالک ہو کر تمام قلُوب کو آخری قلب کے رنگ میں رنگ دیتے ہیں، اور ان قلُوب میں علمِ حصُولی کی لُو تک نہیں چھوڑتے۔ سوائے علمِ حضُوری کی مظہریت کے، اور ان تمام چھ لطائف کے حقائق و معانی کے مالک، بن جاتے ہیں لیکن ان پانچوں قلُوب میں علم حصُولی کی بدولت ان مراتب کے حقائق کی اطلاع ہو جاتی ہے، اور اس آخری دل کے مالک کو تمام اُوپر اور نیچے کے حقائق کا علم ہو جاتا ہے۔ اور دونوں میں بڑا فرق ہے ع بہ بیں تفاوتِ رہ از کجا ست

marfat.com

Marfat.com

تابکجا (اور دیکھئے ان دونوں میں کہاں سے کہاں تک کتنا فرق ہے)، اور وہ جو لطائفِ خمسہ کی پوشیدگی کا قلب کے علاوہ مختلف مقامات میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی تحقیق یہی ہے

مکتوب : ۱۱۷

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

اے ہمارے ربّ، حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک وسیلہ فضیلت اور بلند درجہ عطا کر، اور انہیں وہ مقامِ محمود دے جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے، اور قیامت کے دن ہمیں ان کی شفاعت عطا فرما بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ مقامِ محمود اور "مقام نصیرا" کے دو مرتبے ہیں۔ ایک وہ مرتبہ جو آنحضرتؐ کو زندگی میں دنیا ہی میں عطا ہوا۔ اور اس مرتبے کے پھر دو حصے ہیں۔ کمالِ مرتبۂ نصیرا اور کمالِ مرتبۂ بصیرت، سرّی، آنحضرتؐ کو دائمی طور پر عطا کیے گئے۔ اور یہ بصیرت تمام انبیا میں عام اور آنحضرتؐ میں خاص ہے۔ دوسرا مرتبہ رویتِ بصری کا ہے، جو آپ کو معراج میں میسر ہوا۔ اور آنحضرتؐ کو اس مرتبے سے سرفراز کیا گیا۔ چنانچہ اسی کی دو شانیں، سرّی اور بصری ہیں یعنی بصیرت اور رؤیت۔ اس مقام پر آنحضرتؐ نے فرمایا "اللہ سے میرے تعلق کا ایسا وقت آتا ہے، جب کوئی مقرب فرشتہ، کوئی نبی اور کوئی مرسل وہاں نہیں ہوتا"۔ اور جو دائمی ہے، وہ مقامِ محمود ہے۔ جس کا آنحضرتؐ سے وعدہ کیا گیا ہے اور یہ دعا آنحضرتؐ کی وفات کے بعد کی ہے، اور مرتبۂ شفاعت میں ہے، جو امت کے حق میں آخرت میں بوقتِ حساب ہے۔ اسی وقت کسی شخص کو شفاعت کا اجرا

Marfat.com

نہیں ہوگی، تمام دوسرے انبیا اور اولیا خدا کے حضور "نفسی نفسی" کہہ رہے ہوں گے اور آنحضرتؐ "اُمتی اُمتی" پکار رہے ہوں گے۔ اللہ اللہ کیا بزرگ شان ہے۔ اور یہ جو بعض فقرا کہتے ہیں کہ عرش کے اُوپر دو مقام ہیں۔ تو یہ ایک کمزور بات ہے، جس جگہ آنحضرتؐ معراج کے وقت پہنچے ہوں گے۔ وہاں نیچے اور اُوپر کے مقام کی کہاں گنجائش ہو سکتی ہے۔ پس اے سمجھنے والو، بات کو سمجھو۔

مکتوب : ۱۱۸

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

اللہ تعالےٰ آپ کو سلامت رکھے۔ فقرا کے مراقبہ کی تحقیق کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ معلوم ہونا چاہیے کہ مراقبہ کی چار قسمیں ہیں۔ مراقبہ کی صورت ہے، ہمتی ہیں، حقیقت ہے، اور حقیقت الحقائق ہے۔ مراقبہ کی صورت یہ ہے کہ دل کا ذکر جاری کرنے کے لیے سر کو جھکا لیا جائے۔ مراقبہ کے معنی انتظار کرنے کے ہیں، اور اس کے دو مرتبے ہیں ایک ولایتِ خاصہ میں یعنی تجلیات کے وارد ہونے کا انتظار، دوسرا ولایت اخص میں یعنی نایافت کی حقیقت کا انتظار اور مراقبہ کی حقیقت علم حضوری ہیں اور حضورِ علم میں ہے کہ وہ ولایتِ انبیا میں ہے اور حقیقت الحقائق یہ ہے کہ حضور در حضور میں ہُوا جائے اور یہ نبوتِ انبیا کے کمالات میں سے ہے۔ ہمارے نبی اور تمام انبیا پر سلام و درود۔

معلوم ہونا چاہیے کہ انتظار کا مطلب توسط میں ہے، اور ظلال، حقیقت اور حقیقت الحقائق، انتہائے حقیقی میں ہیں۔ اور یہی اصل مرتبہ ہے۔ اس لیے جن عزیزوں نے مراقبہ کے مطلب کو صرف انتظار پر ٹھہرایا ہے، انہوں نے صرف ولایتِ خاصہ کے مراقبہ کا ذکر کیا ہے اور مراقبۂ ولایتِ انبیاء اور کمالاتِ

marfat.com

Marfat.com

نبوتِ انبیاء کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ کیونکہ اکثر ولایت خاصّہ سے ہی گزرے ہیں اور بہت کم نے اُوپر کی ولایتوں تک رسائی حاصل کی ہے اور "نادر معدوم ہوتا ہے" کے مصداق اُن کا بیان حذف کر دیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ہی صحیح علم رکھتا ہے۔

مکتوب: ۱۱۹

عالی قدر بیگم جیوؒ کی خدمت میں تحریر کیا گیا۔

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے، کہ عالی قدر مکرمہ حضرت بیگم جیوؒ کا نوازش نامہ مبارک وقت پر موصول ہوا اور اس سے ذات مبارک اور برخوردار عالی قدر خواجہ محمد یوسف جی اور چھوٹی بیگمات کی خیریت [illegible] اور اطمینان قلب حاصل ہوا۔ بالخصوص یادِ حق کے بیانِ شوق سے اطاعت گزاروں کی خیریت معلوم ہوئی۔

چاہیے کہ اللہ (جل جلالہٗ) کے نام کو دل پر نقش کیا جائے اور سر کو نیچا کر کے، زبان کو تالو سے چپکا کر، پوری طرح یقین کر کے اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جائیں۔ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد آفتاب کے ایک نیزہ بھر اوپر آ جانے تک اسی طرح متوجہ رہیں۔ اور تقویتِ ذکر کے لیے کلمہ طیبہ **لا الٰہ الا اللہ** کا ورد بھی نمازِ اشراق کے بعد کریں، اور یہ اس طرح ہو کہ آنکھیں بند کر کے، خیال کی نظر ناف پر ڈالیں۔ 'لا' کے لفظ کو ناف سے اُوپر کھینچ کر اپنے سانس کو بند کر کے اس کی مدد کو سینے کے راستے پیشانی تک لے جا کر 'الٰہ' اشارہ دائیں طرف خیال کریں اور لا الٰہ کا مطلب 'غیر حق' کی نفی میں تصور کر کے 'اِلَّا اللہ' کو دائیں بازو سے کھینچ

Marfat.com

کر دل پر جو بائیں پستان کے نیچے ہے، خیال میں ضرب لگائیں، اور مطلب یہ لیں کہ میرا مقصود اللہ ہے، اور سانس کو ناک سے گزار کر قلب کے اوپر اللہ کے نقش کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اس کے بعد پھر خیالی نظر ناف پر ڈال کر سانس کو روک کر 'لا الہ' کو اوپر کھینچیں۔ اس طرح نمازِ اشراق کے بعد مسلسل اکیس بار کر کے دعا پڑھیں اور زبانی وظیفہ جتنا ہو سکے، کریں۔ اگر شوق ہمت دے، تو اسی طرح پھر اکیس بار سانس کھینچ کر اور دل کو ہر شے سے خالی کر کے دعا کریں۔

مکتوب : ۱۲۰

صوفی بلند ساکن جلال آباد کو تحریر کیا گیا۔

مشفق و مہرباں جناب صوفی صاحب، سلام کے بعد عرض ہے کہ حضرت پیر دستگیر میاں محمد شریف جیو نے اللہ ان کے راز کو پاک کرے اس عبارت میں جو کچھ بیان فرمایا ہے، وہ صاف صاف ہے۔ اس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ اور عزیز نے اس کی جو شرح لکھی ہے۔ وہ بھی عارف کی نسبت سے اور عارف کی نظر سے ہے۔ اور ذات و صفات کی حقیقت کی نسبت سے بالکل خاموش ہے، جیسا کہ حضرت پیر دستگیر فرماتے ہیں۔ رباعی ؎

حق ہستیِ مطلق است با لذات و صفات — باوَی ز قیاس و جُملگی مفہومات
عینیت و غیریت، مفہوم الکیف — او پاک ترازِ تحقیق ایں اطلاقات

(ترجمہ) حق اپنی ذات و صفات کے ساتھ ہستیِ مطلق ہے۔ اُس کے بارے میں یہ قیاسات اور مفہومات، عینیت، غیریت اس کی ذات سے دُور ہیں۔ اور کیف کے مفہوم سے پرے ہیں۔ وہ ان تمام اطلاقات سے پاک ہے۔

چنانچہ اس رباعی کے مطابق حضرت میاں محمد شریف جیو نے نُور کو 'لاھُو' اور 'لاغیر' کی صفات سے نسبت دی ہے۔ اور یہ دُرست ہے، لیکن نُورِ ذاتی

Marfat.com

کے ظہور کو جو عینِ ذات فرمایا ہے وہ اُوپر درج شُدہ رباعی کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے مذکورہ بالا رباعی میں کیا "عین" اور کیا "غیر" کے اطلاق کو مفہوم الکیف بیان فرمایا ہے۔ حقیقتِ ذات اَور ہے، اور حقیقتِ ذات وصفات اور ہے، صفات مفہُوم الکیف سے آزاد ہیں کیا "عین" اور کیا "غیر" اور اس میں کوئی کلام نہیں۔

اور وہ جو لازمیہ اور متعدیہ کہا گیا ہے، وہ عارف کی نظر سے ہے۔ ذات وصفات کی حقیقت کی شان، اطلاقِ محض سے علیم وعالم حقیقی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہٗ نے فرمایا، "اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی شے نہیں تھی۔ یعنی وہ اطلاق محض سے علیم اور عالم تھا اور اب تک جیسا تھا اسی طرح بلاتغاوت اور بلاقید وہ علیم وعالم ہے۔ اور یہ بات عارف پر اصلی علمِ لدنی کے ظہُور کے بعد دو طرح سے ثابت ہوئی۔ ایک ذات وصفات کے حضُور در حضُور میں تعلقِ معلُوم سے خلُوصِ محض کی بدولت اور دوسری صفات مع کمالات اور اس کے مقتضیات کے بلا کیف تعلقِ معلُوم اور حضُوریِ علم اور علم حضُوری کے نقص سے، اور علمِ حضُوری کے ظہُور کی کیفیت سے جو علم حصُولی کے آئینہ میں عرفان کے لیے عرفان ہے۔

چنانچہ حضرت محمدؐ شریف جیوؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی ذاتِ پاک کا ظہُور عارف کی نظر میں دو قسم کا ہے۔ آثار یا احکام کی حیثیت سے حقیقت الذات وجود محض ہے اور وحدتِ حقیقی سے ظاہر و اظہر ہے۔ یہ عارف کی نظر میں ظہُور ہے۔ اور ظہُور سے ظاہر تک پہنچنا ہے پہلے ظاہری صفات سے مراتب کی ترتیب کے حساب سے، اور حقیقی واحد کے مرتبۂ اطلاق میں کوئی ترتیب نہیں۔ اور پھر یہ کہ ذات نُورِ محض ہے اور صفات بھی نُورِ محض ہیں۔ اور نُورِ اوّل کو جو ذات ہے، نُورِ ثانی کے ساتھ جو نفس صفات ہے۔ "لاہوؔ" اور "لاغیرہٗ" کی نسبت تحقیق شدہ

Marfat.com

ہے۔ اور نُورِ اوّل کو جو ذاتِ محض ہے اپنے ساتھ عین کی نسبت نہیں دی جا سکتی، کیونکہ وہ مقولۂ کیف سے ہے۔ چنانچہ ہر دو عین کی نفی، اور ذات کے ساتھ سوائے صفات کی نسبت کے، اُسی طرح لازم ہے۔ جس طرح وحدتِ ذات کے مرتبہ میں عین کی نسبت کیفیّت کے اعتبار سے ممنوع ہے والسّلام۔

سوال کی قُربت کے اعتبار سے جواب اسی خط کی پشت پر تحریر کر دیا گیا ہے، اس سے کچھ اور نہ سمجھیں۔

مکتُوب : ۱۲۱

بیاں محمّد نافعؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

اللہ تعالےٰ کے اسم نافع کی مظہریت کی وجہ سے آپ نافع المسلمین تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کے مطالعہ سے دلی طور پر اُس سے کہیں زیادہ نفع حاصل کریں، جو آپ نے اپنے بیان میں فرمایا ہے اور حقِ سبحانہ آپ کو حروفِ مقطعات کے اسرار سے واقف کرے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ الف، لام، میم اللہ تعالےٰ کی ذات، صفات اور کمالات کے حقائق کے اسرار ہیں۔ تسمیہ شریفہ ان حقائق کا مجموعہ اور ان کا بیان کرنے والا، بہت درست ہے۔ اور یہ معنی کہ آپ جیسے حقائق آگاہ نے تیسرے شعر کے معنی میں جس میں مصنف نے تسمیہ کو الف، لام، میم کے نقطہ کا دائرہ فرمایا، فی الاصل الف۔ لام میم سے تسمیہ میں زیادتی بیان کی ہے۔ اس میں پریشانی اور تردّد کی کوئی بات نہیں، کیونکہ کسی شے کے مجموعہ میں اور اس کے بیان کرنے

marfat.com

Marfat.com

والے کے درمیان کسی شے میں رمز کے طور پر زیادتی صریح ہے، اس لیے کہ رمز میں کسی شے کا ملانا، اور بیان کرنا سوائے اشارہ کرنے کے اور کچھ نہیں، اور تسمیہ میں صاف صاف زیادہ کرنے اور جزا دینے کے معنی درج ہیں۔ اور اس کے ساتھ مصنف علیہ الرحمۃ کا ذکر کرنا مطلوب ہے۔ ان تین اشعار کے ذکر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حروفِ مقطعات کے ہر حرف سے ذات، صفات اور کمالات کا الگ الگ مفہوم نکلتا ہے اور ہر حرف دوسرے حرف کی حقیقت کی زیادتی کی خبر دیتا ہے۔ اور تسمیہ شریفہ ہر حرف کی حقیقت پر زیادہ سے زیادہ حقیقی معانی کی اطلاع دیتا ہے جو "لاھُو" اور "لاغیرھُو" میں شامل اور بیان کرنے والے ہوتے ہیں مثلاً تسمیہ مرتبۂ ذاتیہ کی حیثیت سے صرف حقائق ذاتیہ کا نقطہ ہے، نیز حقائق دائرہ اور محیط دائرہ کا۔ اور دائرہ اور محیطِ دائرہ سے مراد مرتبۂ کمالات صفات ہے۔ یہ بے کیف اور بلا زیادتی پُل ہیں جیسا کہ اہل الکلام کہتے ہیں اور بے عینیت ہیں، جیسا کہ وہ اہل تصوف کہتے ہیں، جو کثرت میں وحدت کے قائل ہوتے ہیں اور یہی تسمیہ کمالاتِ صفات کی حیثیت سے تفصیلاتِ ذات کے ظہور کا دائرہ ہے۔ اور وہی تسمیہ مرتبۂ صفاتی کی حیثیت سے الف لام میم کے محیط کا نقطہ ہے۔ یعنی ان کمالات کا جن پر دائرۂ تحتانیہ مشتمل ہے اور میم اس کی رمز ہے۔ چونکہ میم حروفِ ثلاثہ میں شامل ہے، اس لئے حروفِ ثلاثہ کے ذکر میں مصنف مرحوم نے یہاں میم کا ذکر کیا ہے، اور وہی تسمیہ جو صفاتِ دائرہ کے کمالات کی حیثیت سے ہے۔ صفات کی تفصیل کا ظہور ہے۔

اس لیے تسمیہ شریفہ محض بے کیفی کی معیت میں الف لام میم کے حقائق پر، اور مراتب کے حقائق کے ظہور پر بے عینیت اور غیریت کے اطلاق کی بدولت

Marfat.com

مشتمل ہے۔ اور اس کے ساتھ تینوں بلند مراتب یعنی ذات، صفات اور کمالات کی تفصیل بھی ہے۔ اور یہاں حضرت مصنفؒ کے ابیاتِ ثلاثہ اور الف لام میم کے حروف کا ایک اور مطلب لکھا گیا ہے اور ابیاتِ ثلاثہ کا مطلب ایک الگ حاشیہ میں تفصیل سے بڑی تحقیق کے بعد لکھا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے مطالعہ سے آپ لطف اندوز ہوں۔ اور اس حاشیہ کو آپ کے نامۂ مبارک کی پشت پر اس لیے لکھا گیا ہے تاکہ سوال و جواب آمنے سامنے رہیں۔ والسلام۔

مکتوب: ۱۲۲

میاں محمد نافعؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

اللہ تعالےٰ کی نعمت کی وجہ سے سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔ اور درود اس کے رسول اور وسیلۂ کونین اور وسیلۂ متحیرین پر ہو۔

صاحبِ استعدادِ عالی، اور مظہرِ انعاماتِ الٰہی، اللہ تعالےٰ اسے نفعِ کثیر سے مالا مال کرے، فقیر حقیر عبدالنبیؒ کی طرف سے سلام کے بعد عرض ہے، آپ کا نوازش نامہ مع ایک الگ کاغذ کے جس میں بڑے اہم سوالات درج تھے، موصول ہوا۔ ہر لطیفہ کا سلوک واردات سے پُر تھا اور آپ کی استعداد کی خوبی کی خبر دیتا تھا۔ آپ اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائیں کہ ہر لطیفے کے استعمال سے پانچ دن کے اندر اس کے عجائبات آپ کو نظر آئے، اور انہوں نے آپ کو لذت بخشی۔ اور اسی طرح یادداشت کے تعلق سے اسم کو ترقی دے کر مسمّٰی کر دیا گیا، اور مسمّٰی کی لذت

Marfat.com

سے اسم کی یاد کی فرصت نہیں ملتی بجز تکلف کے۔

اے مشفق! یہ تمام سلوک جو تکرار سے لطائف اور جلوہ مسمّٰی کے لیے یادداشت ہے، جب جلوہ مسمّٰی حقیقت میں عطا کیا گیا، تو اسے پھر تکرار اور یادداشت میں لانا شرک انگیز ہے۔ اس حالت میں محض بے کیف ذاتِ حقیقی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے، جسے بے جہتی اور لامکانی کا نام دیا گیا ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے کہ "جس نے وصول کے بعد عبادت کا ارادہ کیا، اس نے اللہ تعالےٰ سے شرک کیا"۔ سبحان اللہ کیا لطیف بات کہی۔ جو پُرمعنی اور تمام مراتب کی حامل ہے اور جو مبتدی اور متوسط کے حسبِ حال ہے اور انہوں نے ہر وصولی و کامیابی کے نچلے مرتبے کو عبادت سمجھا۔ اور اوپر کے مرتبے کو نسبتہً یا حقیقتہً وصول سے تاکید کیا۔ وہ اس طرح کہ جب مسمّٰی کو جلوہ سے غلبہ کرے، تو ماتحت کو سلوک و مقدمات سے سمجھے، اور حتی الامکان اپنا چہرہ ہر وقت مسمّٰی کی طرف رکھے۔ اور بزرگی کے لیے کوشش کرے، تاکہ مسمّٰی کے شہود سے ترقی کرکے، غیبِ حقیقی کو کہ دراصل وہی مسمّٰی ہے، نفیِ توجہ اور بے توجہی سے حاصل کرے۔ اور عین بے توجہی میں نظر ڈالنی چاہیے، تاکہ، توجہِ خفی رخصت ہو جائے اور نایافت سے نایافت کی حقیقت مل جائے۔ اور بے توجہی کا پھل علم حضوری کی صورت میں مل جائے۔ اور اس حقیقی علم حضوری کو حضورِ علم سے زیادہ واجب سمجھتے ہیں۔ اگرچہ حضورِ علم کا مرتبہ علم حضوری سے بلند ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے ؎

علمِ حضوری کجا، و حضورِ علم کجا — بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

ترجمہ۔ کہاں علمِ حضوری اور کہاں حضورِ علم، دیکھئے ان دونوں میں کہاں سے کہاں تک فرق ہے۔

لیکن ابھی علمِ واجبی کا واسطہ جو وصول صفات میں داخل ہے، باقی ہے۔ اور زاہدیت

Marfat.com

بُوظاہر ہے اگرچہ یہ زاہدیت کی بُو علمائے ظاہر کی زاہدیت کی بُو سے بہت مختلف ہے، اور اس مرتبہ کے حاصل کرنے والے نفسِ ولایتِ انبیا کی پیروی کی بدولت بہرہ مند ہیں چنانچہ اگر وہ مہربانی کریں اور اخص الخواص کے فضل سے رہبری کریں تو سالک اسے بصیرت کی نظر سے بغیر توجہ کے حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ ذات، اپنی ذات میں علیم ہے، اور علیم اس کی ذاتی قابلیت ہے، اور ذات اپنی ذات میں بصیر ہے اور بصر اس کی قابلیت ذاتی ہے اور باقی تمام صفات کا بھی اسی طرح قیاس کر لیجئے۔

اس مقام پہ ایسا شخص مرتبۂ نبوتِ انبیا کی مقبولیت سے بہرہ مند ہوگا، اور اس کے بعد اگر وہ مشربِ محمدی پہ ہے، تو مرتبۂ نبوتِ محمدی سے بہرہ مند ہو کر کمالاتِ مرتبۂ نبوت سے بہرہ ور ہوگا اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ میں پھر یادداشتِ مستی کے مرتبہ کی تاکید ہوں۔ کہ جب مستی اور بے کیفی کی یادداشت کی لذت ظاہر ہوتی ہے، ارادے سے پچھلے مرتبے کی طرف رُخ نہیں کرنا چاہیے اور اگر بلا ارادہ ایسا ہو جائے، تو اسے اُوپر اٹھانا چاہیے اور مستی سے مل جانا چاہیے۔

میرے عزیز، وصل غیر کا تقاضا کرنا ہے، اور یہ وصل اپنے آپ سے چھٹکارا پانا ہے۔ اور وہ جو الگ کاغذ پر سوالات لکھے ہوئے تھے، میں نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناقص مقلدانہ عقل سے خاص تحقیق کر کے ہر سوال کے آگے اس کا جواب لکھ کر اس مکتوب کے ساتھ ملفوف کر دیا ہے اگر اتفاق سے کسی سوال کا جواب رہ گیا ہو، تو اس کی اطلاع دیں۔

مکتوب: ۱۲۳

میاں محمد اللہ دینؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

اچھی طرح سمجھ لیجئے، کہ صورتِ متخیلہ صرف خیال کی تراش خراش ہے جان

Marfat.com

لینا چاہیے کہ صورت، رنگ، شکل جو کچھ دانش و بینش میں آتا ہے، وہ سالک کے لیے دید و دانش کی لامِ نفی ہے۔ لیکن صورتِ متخیلہ سے خود صورت تراش سے قربت و معیت کی وجہ سے بے کیفی کی نسبت صاف صاف معلوم ہوتی ہے۔ احاطہ و معیت کا کیا مطلب، صورت تراش کی صورت سے ظاہر ہے۔ کہ کسی صورت کا تراشنا قربت، تعلق وغیرہ کے بغیر محال ہے، کیونکہ صورت تراش اگر صورت سے دور رہے گا، تو وہ کس طرح تصرف کر سکتا اور صورت بنا سکتا ہے اور معیت اور احاطہ بے کیفی کے بغیر پہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ صورت تراشے۔ اس کے باوجود کہ کمال کی قربت کی بدولت اس نے صورت کو تراش لیا، وہ خود تمام صورتوں میں اپنے جیسا کسی کو نہیں پاتا۔ "اس جیسا کوئی نہیں"۔ جب تراشنے والے کے لیے معیت و قربت کی حقیقت، تراش کی بدولت ثابت ہو گئی، تو یہ تحقیق ہو گیا۔ کہ ماسوائے حق کوئی شے حق سے مماثلت اور مجانست نہیں رکھتی۔ اس لیے صورت تراش کی، اس کی اپنی تراشی ہوئی صورتوں سے کوئی مماثلت نہیں۔ پس یہ ثابت ہوا کہ صورت اور صورت تراش کو ذہن سے دور کر کے محض بے کیفی سے حق تعالےٰ کی ذات و صفات کو پہچان کر بے توجہی سے اللہ سبحانہ کی ذات و صفات کے ذکر میں لگا رہنا چاہیے۔

اگر یہ عبارت آپ کی سمجھ میں آجائے۔ تو بہتر، ورنہ رُو برُو بات ہو گی۔

مکتوب: ۱۲۴

میاں گل محمدؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

Marfat.com

سب تعریف اس محمودِ حقیقی کے لیے ہے جس نے اس پریشان اور حرص سے معمور تعلقات میں اپنے ذکر و فکر سے اس سچے عاشق کو لذت و شوق عطا کیا، اور معطر خوابوں کے باغ اسرار سے بہرہ ور کیا، اور حمد پر حمد کا اضافہ کیا، اور جو سانس نہیں آتا اُسے واپس لایا جاتا ہے۔ اگر اچھے واقعات حالتِ بیداری میں بار آور ہوں، اور رائے کو آناً فاناً بُرے تعلقات کی قید سے باہر لے آئیں، اور اس شخص کے عیوب سے واقفیت رکھیں، تو یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر اسی خواب کو معذور رکھیں اور غیر ضروری امور سے دُور رہیں، تو یہ مصیبت پر تنبیہ ہے۔ اور اس نعمت کا شکر ادا کریں اور حالتِ بیداری میں اللہ کی اطاعت، اور اللہ کے حبیب کی پیروی میں کمرِ ہمت مضبوطی سے باندھیں، اور کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں۔ "اے اللہ مجھ سے محبت کرنے والے کو، اس ذات کی حرمت سے جو اوامر و نواہی کے ظہور کا وسیلہ ہے، وہ کچھ کرنے کی توفیق دے، جس کا تُو نے حکم دیا ہے"۔ ذکر میں لفظ کا تصور اس وقت کا ہے، جب تک ذکرِ قلب سے جاری نہیں ہوتا۔ جب ذکر جاری ہو جائے تو تصور کی بجائے ذکر کی پاسبانی زیادہ ضروری ہے اور ذکر کے ساتھ تعلق اس وقت تک ہوتا ہے، جب تک ذکر کیے جانے والے کا ظہور نہ ہو۔ جب ظہور ہو جائے، تو تصور اور ذکر، مذکور کے حضور میں مضمحل ہو جاتے ہیں، بلکہ اس جگہ تو ذکر بھی عین ترک بن جاتا ہے، اگرچہ یہ ترکِ طریقت ہے، لیکن طالب کو جو کچھ پیر سے حاصل ہو جائے، اسے اس کی نشو و نما میں کوشش کرنی چاہیے، اور وہ اس معاملے میں ہرگز پس و پیش نہ کرے، کیونکہ وہی پہلا دانہ جو مرید کے دل میں پیر کا بویا ہوا ہوتا ہے آہستہ آہستہ درخت بن جاتا ہے اور پھل لاتا ہے۔ اگر باغبان دانہ کی پرورش نہ کرے، تو درخت کس طرح بن سکتا ہے؟

اے سعادت شعار! آپ کے خواب، نُور بخش اور ترقی کے اُمید وار ہیں۔ اور

Marfat.com

ذکر جتنی بھی حالتِ استغراق پیدا کرے، اپنے آپ کو اس کے سپرد کرنا چاہیئے
؎ از دروں شو آشنا از بروں بیگانہ وش ایں چنیں زیبا روش کم بود اندر جہاں
(ترجمہ) اندر سے آشنائی پیدا کر، باہر سے بیگانہ رہو ایسا اچھا طریقہ دنیا میں بہت کم ہوتا ہے۔

خوف کے خطرے کو دور کرنے کے لیے آیت کریمہ "اِنَّ اَولیاء اللہ لا خوفٌ علیہم ولا ھُم یحزنُون"۔ "تحقیق، اللہ کے اولیا کو نہ خوف ہوتا ہے اور نہ وہ غم کرتے ہیں"۔ کا وِرد کرنے کے بعد وضو کے بعد کا چُلّو بھر پانی پی لیا کریں۔

مکتوب: ۱۲۵

میاں گُل محمدؒ کو لکھا گیا۔

اوّل و آخر سب تعریف اللہ ہی کے ہے۔ عقیدت مند اور سعادت کیش گُل محمدؒ کے خط نے خوشی بخشی۔ واقعات کی حقیقت نُور بخش ہے، اور واقعات کی درستی، ذکر اور اعمال صالح سے لذّت حاصل کرنا بیداری کا دروازہ ہے۔ امید ہے کہ واقعات کا نُور براہِ راست حالتِ بیداری میں ظاہر ہوگا، اور خودی و انانیت سے نکال کر، نیستی میں لے جائے گا۔ چونکہ یہ سب کچھ ذکر اور نفیِ ماسوا کا ثمرہ ہے، اس لیے لازم ہے کہ اس کی آمد و رفت اور نشست و برخاست کا سلسلہ جاری رکھیں کیونکہ ذکرِ عالی سے انفاس کی پاسداری مُسلّم ہو جاتی ہے۔ اور تمام تعلق ذکر سے قائم ہوتا ہے۔ ہمتِ بالغہ سے صبر کو طریقہ بنانا چاہیے اور اپنے تمام اوقات احکام بجا لانے میں غنیمت جاننے چاہیں۔ اور حواس کی سلامتی کے لیے فاتحہ پڑھتے رہنا چاہیے۔ اور وضو کے بعد بچے ہوئے پانی میں سے تھوڑا

Marfat.com

سا پی لینا چاہیے۔ اور گیلا ہاتھ سر پہ ملنا چاہیے۔ برادر عزیز شیخ اسفندیار کی خیریت کی اطلاع دیں اور فقیر زادہ، جماعتِ فقرا بالخصوص محمد فضل اور محمد عیسیٰ کی طرف سے سلام قبول فرمائیں۔

مکتوب: ۱۲۶

میاں گل محمد کو تحریر کیا گیا۔

مکتوبِ خلوص کے آنے سے جو پھول کی طرح تھا، طبیعت میں فرحت پیدا ہوئی۔ اور آپ کی خیریت کے لیے دعا کے ہاتھ بلند ہو گئے، جس کام میں حصولِ رضا کی آرزو ہو اس میں مشغول ہو جائیں۔ میرا بھائی گل محمد، محبتِ محمدی کی خوشبو سے ہمیشہ خوش دماغ رہے۔

مکتوب: ۱۲۷

ایک عزیز کے نام لکھا گیا۔

میرے مشفق! آپ نے یہ جو لکھا تھا، کہ بعض عزیز، جو اپنے آپ کو طریقۂ احسنیہ سے وابستہ کہلاتے ہیں، وہ اپنی اصطلاح میں عالمِ مثال کے دائروں کو ایک سو (۱۰۰) سے زیادہ شمار کرتے ہیں، افلاک کو بھی عالمِ مثال کہتے ہیں، اور پھر حق تعالیٰ کو جزئیاتِ مفصل کا عالم نہیں سمجھتے، تو اُن کی یہ بات طریقۂ احسنیہ کے اصول میں سے نہیں۔ وہ یہ بات اپنی طرف سے کہتے ہیں۔ طریقۂ احسنیہ کے بانی نے (خدا ان کے بلند راز کو پاک کرے) سورہ فاتحہ کی تفسیر میں رب العالمین کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے

Marfat.com

کہ عوالم قیاس سے باہر ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ شبِ معراج کو جب حضورؐ آسمانِ بالا پر گئے تو انہوں نے ایک قطار اونٹوں کی دیکھی، جو چلی جا رہی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ سے پوچھا، اے جبریلؑ یہ قطار کب سے رواں دواں ہے؟ حضرت جبریلؑ نے جواب دیا کہ جس روز سے میں پیدا ہوا ہوں میں اس قطار کو اسی طرح رواں دواں دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے رب العالمین کی درگاہ میں عرض کیا کہ خداوندمیں چاہتا ہوں کہ اونٹوں پر جو کچھ ہے، میں اس کی حقیقت سے واقف ہو جاؤں۔ حکم ہوا کہ ایک اونٹ کو بٹھایا جائے۔ جب بٹھایا گیا، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر اونٹ پر دو صندوق ہیں۔ اور جب اللہ تعالےٰ کے حکم سے ایک صندوق کو کھولا گیا، اور اس کے اندر دیکھا گیا، تو معلوم ہوا کہ ہمارے اس عالم کی طرح صندوق میں ایک اور عالم ہے اور اس عالم کے اندر ظہورِ سرورِ کائناتؐ ہے۔ اور ہر عالم کا حشر و نشر ہے۔ چنانچہ اس قول سے معلوم ہوا کہ عالموں کی تفصیل کا علم صرف حقِ سبحانہٗ کا خاصہ ہے، اور وہ بیان سے باہر ہے۔

مزید برآں طریقۂ احسنیہ کے صاحب نے "نکات الاسرار" میں اللہ تعالےٰ کو عالم جزو کل فرمایا ہے۔ اور انکار کرنے والے کو جو علم جزئیات نہیں رکھتا، ملحد اور بدعتی قرار دیا ہے، اور سمٰوات کی تخلیق پر آیاتِ ناطق موجود ہیں جیسا کہ "اس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، کو چھ دن میں پیدا کیا، کی آیت کریمہ میں فرمایا۔ اور اسے عالم خلق میں داخل کیا ہے، نہ کہ عالمِ مثال میں۔ پس سمجھ لینا چاہیے کہ ممکن ہے، اس بات کے کہنے والے نے طریقۂ احسنیہ سے کوئی سند لے لی ہو، لیکن جیسا کہ ہونا چاہیے، وہ اس سے واقف نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ احسنیہ ہو، لیکن یہ اصطلاح، جس کو وہ طریقۂ احسنیہ سے منسوب کرتا ہے، ناپختگی کی وجہ سے

Marfat.com

ہے۔

اور وحدتِ وجُودی اور وحدتِ شہُودی کے بارے میں، جو لوگ باتیں کرتے ہیں اور دونوں حالتوں کے بیک وقت قائل ہیں، تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ اگر وہ لوگ اس ایک واحد میں دونوں نسبتوں کو جمع کرنے سے منع کرتے ہیں، تو بات ٹھیک ہے، کیونکہ اوّل سے بے عُروج، نسبت ثانی کا ظہُور، ایک تحقیق شُدہ بات ہے، اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص وحدت الوجُود کی نسبت سے معلوم ہو گیا اس پر وحدت الشہُودی کی نسبت قائم نہیں کی جا سکتی اور اسی طرح اس کے برعکس، تو یہ ایک ناممکن قید ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وحدت الشہُود کی نسبت ہوتی ہے اور وحدت الوجُود کی نسبت نہیں ہوتی۔ اور اسی طرح اس کے برعکس، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص پر پہلے وحدت الوجُودی کی نسبت ظاہر ہوتی ہے، اور اس کے بعد اُسے عرُوج میسّر آتا ہے اور وہ وحدت الشہُودی کی نسبت سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص پہلے وحدت الشہُود کی نسبت پر فائز ہوتا ہے، وہ وحدت الوجُود کی نسبت پر نیچے نہیں اُترے گا۔ سوائے کسی استثناء کے اور استثناء کا درجہ معدُوم کا درجہ ہے۔ وہ اس لیے کہ توحیدِ وجُودی کی نسبت لطیفۂ قلبی سے اُٹھتی ہے، جو تمام لطائف سے مقدّم ہے اور توحیدِ شہُودی کی نسبت لطیفۂ روحی سے ظہُور فرماتی ہے، جس کا مقام لطیفۂ قلبی سے اُوپر ہوتا ہے۔ توحیدِ وجُودی، عنصری رنگ کی وجہ سے ہے۔ جو قلب ہے، اور وہ کثرت کا ملاحظہ کرنے کے بغیر وحدت کا رستہ نہیں پا سکتا۔ اس لیے وہ وجُودات کثیر کو وجُودِ واحد سمجھتا ہے۔ اس جگہ سالک پر حق کی تجلّی پڑتی ہے اور یہ تجلّی اسم رحیم کی ہوتی ہے، جو اپنی حکمت بالغہ سے اپنے آپ کو سالک کی استعداد کے پیشِ نظر کثرت میں ظاہر کرتی ہے۔ اور جب سالک اس مقام سے ترقی

marfat.com

Marfat.com

کر کے لطیفۂ روحی کے مقام پر پہنچ جاتا ہے، تو لطیفۂ رُوحی جو رنگِ عناصر سے ممیز ہوتا ہے، تعلقِ بدن کی عین حالت میں عناصر سے ممیز ہو کر اور عناصر کے غلبہ سے جو کثرت کی طرف کھینچتے ہیں، الگ ہو کر عناصر کے امتزاج کے بغیر اُسے وحدت کی طرف لے آئے گا اور کثرت کو نظر سے گزارے گا۔ اور صاحب وحدت الشہود بن جائے گا۔ اور کثرت کو چھوڑ کر وحدت الشہود میں ظہور فرمائے گا۔ اس مقام پر حق کی تجلّی بجا طور پر تجلّی ہو گی۔ اور یہ تجلّی، اسم رحمٰن کی تجلّی ہو گی۔ اس کے بعد سالک نے جس طرح لطیفۂ روحی میں کثرت کے تعلق سے چھٹکارا پایا تھا، اسی طرح وہ ترقی کر کے شہود کے مقام سے خلاصی پائے گا۔ کیونکہ صاحب شہود نے اگرچہ کثرت سے رہائی پائی ہوتی ہے لیکن اُسے آخر کی خبر نہیں ہوتی اس لئے ابھی اس نے کثرت سے جو شہود کے اندر ہوتی ہے ضعفِ استعداد اور قلتِ بصیرت سے رہائی نہیں پائی ہوتی۔ اور چونکہ دُوسرے لطائف کا بیان طوالت چاہتا ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ قلم کو ادھر سے کھینچ کر کسی اور طرف لے جاؤں کہ اس سے اعتراض پیدا ہو سکتا ہے۔

میرے مشفق! وہ جو لکھا گیا تھا۔ کہ اگرچہ توبہ چار قسم کی ہوتی ہے، لیکن مبتدی کے لیے جو طریقہ بھی ہو گا، اس سے توبۂ عام کی خبر نہیں ہو گی۔ تاہم توبۂ عام کے بھی درجے ہیں۔ جس کا مُرشد توبۂ حقیقی تک نہ پہنچا ہو، ایسے مُرشد کے مرید کی توبہ تین نچلے درجوں کی ہو گی اور یہ تینوں قسم کی توبہ نسبتی توبہ ہو گی۔ اور اب کوئی مُرشد حقیقی توبہ کے تینوں مراتب میں سے ایک بھی اپنے مرید کے لیے میں داخل نہیں کر سکے گا۔ اس لیے حقیقت میں وہ توبہ اعتبار کے درجے سے گری ہوئی ہو گی اور جس کا مُرشد توبۂ حقیقی کے مقام پر پہنچا ہوا ہو گا۔ اور اس قبولیت حاصل کر چکا ہو گا، بلکہ اپنی استعداد کے اعتبار سے کمالات کے مراتب

Marfat.com

سے بہرہ یاب ہوگا، وہ اپنے مریدوں کے سینوں میں حقیقی توبہ داخل کر سکے گا، اگر اللہ چاہے۔ اس لیے سلوک دراصل مذکورہ توبہ سے ہوگا، خواہ فی الحال وہ سلوک کی اسی صورت میں ظاہر ہو۔ پس اسے سمجھیے۔

اور وہ جو لکھا گیا تھا کہ جس طرح عذاب اپنی ذات کے لیے تیار ہوتا ہے، اسی طرح دوست کے لیے بھی تیار ہوتا ہے۔ تو میرے مشفق، یہ اس وقت ہوتا ہے جب میں حبیب کو ساری خلق کا عین کہوں۔ بلکہ ایک دوسرے کے سوا۔ لیکن اگر میں تمام عالم کے بارے میں کہوں جیسا کہ خلق کی مظہریت اور غیریت میں حق تعالےٰ کا ذکر ہوا اور جیسا کہ رسول اللہؐ کے بارے میں ذکر ہوا کہ عالم اُن کے کمالات کے ظہور کا مظہر ہے، ان کے کمالات کا کوئی ثانی نہیں اور عین کے قول پر عذاب کا وقوع ہوتا ہے۔ جب عینیت میں اُٹھ گئی، تو حبیب پر عذاب کا شبہ بھی اُٹھ گیا۔

اور وہ جو لکھا گیا تھا کہ ولایتِ خاصہ میں پرانے اولیا مثلاً حضرت جنیدؒ وغیرہ تھے، تو ان کے متعلق یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ انہیں علم حضوری اور علم اصلی کا حضور حاصل نہیں۔ میرے مشفق اصول بیان کرنا چاہیے نہ کہ نام۔ حضرت جنیدؒ کے بارے میں اصول یہ ہے کہ جو کوئی ولایتِ خاصہ میں، جو حضرت پیر دستگیر بنوریؒ کی وضع کردہ اصطلاح ہے، اور ولایتِ اخص اور خاص الخواص کے تحت ہے، وہ یقیناً علم حضوری اور حضورِ عالم ظلی میں ہے۔ حضرت جنیدؒ، ولایتِ ظلی سے یقیناً ترقی کر گئے ہونگے۔ کیونکہ انہیں ولایتِ خاصہ جو حضرت پیر قدس سرہ، کی وضع کردہ اصطلاح ہے، میں شمار کرنا چاہیے، اور اس سے کم میں نہیں۔ اور وہ جو کمالاتِ صفات کی تحقیق میں دوبارہ لکھا گیا تھا، تو پہلے یہ حضرت ایشانؒ اور حضرت پیر قدس سرہٗ کی تحقیق اور فرق کے پیش نظر لکھا تھا۔ اس پر غور کر کے بات کو سمجھیں اسے

Marfat.com

مختصر طور پر دوبارہ تحریر کرتا ہوں۔

جس وقت صورِ علمیہ اور اعیانِ ثابتہ، جو اُن صوفیائے کرام کی اصطلاحات ہیں، جو ولایتِ خاصہ کے رہنے والے ہیں، دوسرے مرتبہ میں، جو نورِ محمدی ہے۔ ہوتے ہیں، اور ازل کی معلومات کے کمالاتِ غیب، جو حضرت پیرؒ کی وضع کردہ اصطلاح ہے، کے پہلے مرتبہ میں ہوتے ہیں، تو اُن اعیانِ ثابتہ کا، جو صوفیائے کرام کی وضع کردہ اصطلاح ہے، کمالات و معلومات کی اس اصطلاح سے، جو حضرت پیر قدس سرہ نے وضع کی ہے، مقابلہ کرنا دانائی سے بعید ہے، وہ مرتبہ ظل (سایہ) ہے اور یہ مرتبہ اصل میں ہے اور ان دونوں میں اتنا بڑا فرق ہے، جتنا کہ زمین اور آسمان میں ہے۔ غیب کے پہلے مرتبہ میں صرف کونیہ (جو شے وجود میں آچکی ہو) اور امکانیہ (جس کے وجود میں آنے کا امکان ہو)، معدوم ہوتے ہیں اور دوسرے مرتبہ میں نورِ اوّل شامل ہے۔ فوقِ امکانیہ کی نسبت اور اپنے ماتحت کی نسبت، جو موجودات ہیں، وہ محض کونیہ ہیں۔ اس لیے حضرت پیر قدس سرہٗ کی تحقیق کے مطابق یہ ثابت ہے کہ کونیہ بے ثبوت اطلاق ہے۔ اور امکانیہ تقیّد (بندش ہے) اور صوفیہ کی تحقیق میں جو مرتبہ ثانیہ ہے، امکانیہ بندش ہے۔ اگرچہ شہادت کو غیب سمجھتے ہیں اور مقید کو مطلق جانتے ہیں اور یہ عقل کی کمزوری ہے، جیسا کہ اس مرتبہ خاصہ کی شان ہے۔ پس حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جب حقیقتِ عالم کو عدم محض فرمایا، تو اس معنی میں کوئی ثبوت نہیں اور حضراتِ صوفیہ نے جب حقیقت عالم کو اعیانِ ثانیہ اور صورِ علمیہ کا نام دیا، تو امکانیہ مقیدہ کا ثبوت کونیۃ المطلقہ کے تحت تحقیق کیا اور حضرت پیر قدس سرہٗ کے نزدیک عالم کونیہ کی حقیقت مطلق الثابتہ تحقیق ہوئی، اور قدرتِ ازلی ایسی ہے کہ اس میں عدم کا دخل یا شرکت نہیں، جیسا کہ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے عالم کی حیثیت

Marfat.com

میں عدم کو مع ارادت، شریک کرنا ثابت ہے۔ امکانیہ میں ثبوت کا کوئی نشان نہیں اس لیے مرتبۂ امکانیہ میں شہود ہے اور مرتبۂ ثانی میں ظہور ہے۔ اور صوفیائے کرام یہی خیال کرتے ہیں۔ اس تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ کونیۂ عالم کا غیب میں ہونا ایک امر ثابت ہے، جو علم اور قدرت سے ہے اور عدم اور اعیانِ ثانیہ کی شرکت کے بغیر ہے۔ صوفیہ کی تحقیق کے مطابق پہلا ظہور نورِ محمدی کے مرتبہ میں ہیں۔ اس سے تینوں مذاہب میں فرق ظاہر ہو گیا۔ اس لیے کہ صوفیہ کی تحقیق نورِ محمدی کے مندرجات میں ہے اور حضرتِ مجدد قدس سرہٗ کا بیان برزخ میں ہے تاکہ وہاں سے ترقی کی جا سکے۔ اور حضرت پیر قدس سرہٗ کی تحقیق اللہ تعالےٰ کی صفات کے کمالات کے مرتبۂ اصل سے ہے۔ میرے عزیز اس تمام وضاحت کے باوجود چوں کہ اس کا مطلب بہت بلند ہے، اس لیے متخیلہ کو چھوڑے بغیر اس کے سایہ تک بھی نہیں پہنچا جا سکتا یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔

مزید برآں بعض عزیزوں نے اللہ تعالےٰ کے کلام پر بھی بات کی ہے، اور اس سلسلے میں وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے فقیر سے پوچھا گیا تھا۔ میرے مشفق، حضرت پیر دستگیر بنوریؒ کی تحقیق کے مطابق سات حروف کی تحقیق اس طرح ہے۔ سات حرفوں یا سات درجوں میں مرتبۂ وجوب کے تین درجے مقرر ہیں نفسِ کلام، نورِ کلام اور اس کلام کا متکلم پر ظہور۔ یہ تینوں مراتب کلامِ ازلی ہیں۔ اور عدد و کثرت کے بغیر، حرف اور آواز کے بغیر، اور کیفیت کے بغیر ہیں۔ اور یہ کلام، ظہورِ ثانی سے مرتبۂ شہودِ اوّل میں بغرض مدعا و مطلب ہیں۔ اس جگہ حروف اور ان کی آوازیں بھی نہیں، تاہم ایک ناقابلِ فہم کیفیت ضرور موجود ہے۔ اس جگہ اطلاقی اور تقیدی ظہور ہے۔ نفسِ کلام کا ظہور جو ظاہر ہے، اطلاقاً ہے اور کلام کے مخفی کمالات کا ظہور بذاتِ خود پوشیدہ ہے۔ اور یہ ظاہری مرتبہ ایک ناقابلِ فہم کیفیت میں مقید

marfat.com

Marfat.com

ہے۔ اور یہ مرتبہ شہودِ اوّل کے سوا کسی اور کو معلوم نہیں، خواہ وہ حق تعالےٰ کا مقرّب فرشتہ ہی کیوں نہ ہو۔ جب حق تعالےٰ نے اپنے فضل سے یہ چاہا۔ کہ اس نفسِ مدعا کو نُور کے حرف وصوت کا لباس پہنائے تو اسے صرف سب سے بزرگ فرشتے حضرت جبرئیلؑ پر ظاہر کیا، جیسا کہ فرمایا گیا "بے شک جبرئیلؑ نے آواز سُنی"، جو اللہ تعالےٰ کے کلام اور ارادے پر دلالت کرتی تھی۔ اور یہ دونوں مرتبے یعنی نفسِ مدعا اور نُورانی حرف وآواز، مخلُوق کے واسطے کے بغیر مخلُوق ہیں، اور ان میں کسی مخلُوق کے دخل کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس نُورانی حرف وآواز کے مرتبے کو سوائے جبرائیلؑ کی سماعت کے کسی فرشتے یا کسی رُوح کے سننے کا یارا نہیں تھا، کیونکہ اس کا مرتبہ بہت بلند تھا، اور جب اس وحی کے پہنچانے کا حضرت جبرائیلؑ کو حکم ہوتا تھا، تو وہ اپنے جسم کے حرف وآواز کے لباس میں انبیا حضرات اور ہمارے نبیؐ پر، اور وہ مخصوص اوقات اور ضرُوری حالات میں امّت کی تعلیم کے لیے انسانی حرف وآواز میں خود بیان فرماتے تھے۔ اور ان ملکوتی اور جسمانی حرف وآواز میں پہلے حضرت جبرئیلؑ اور پھر حضراتِ انبیاء کا تصرّف ہوتا تھا۔

حضرت جیو قدس سرہٗ نے سات حرُوف کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ حضرت پیرؒ کی اصل عبارت دیکھے، تو وہ ان کی تصنیف "خلاصۃ المعارف" میں دیکھ لے۔

مکتُوب: ۱۲۸

میاں عبدالقادرؒ کے نام دنیا کے اندر رویتِ باری کے عدم وقُوع کے بارے میں لکھا گیا۔

Marfat.com

معلوم ہونا چاہیئے کہ جب تحقیقِ علم کا سالک علمِ حضوری کے مرتبے میں ہوتا ہے، تو وہ تین مرتبوں سے جبلّی طور پر ملا ہوتا ہے۔ اور جب وہ حضورِ علم میں پہنچ جاتا ہے، تو جانتا ہے، کہ یہ حضوری اللہ تعالےٰ کے علم سے ہے اور مجھے اللہ تعالےٰ کی مظہریتِ علم سے نوازا گیا ہے۔ اس وقت مظہریتِ علم بلکہ تمام صفات اس طرح غلبہ کرتی ہیں، کہ مظہریتِ بصری کے غلبہ سے یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ حق کو دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ وہ اس دید سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ نہیں دیکھتا۔ چنانچہ ایسے شخص نے علمِ حضوری کے مرتبے میں علمِ حضور کو اپنا علم جانا۔ جاہل لوگ حضورِ علم میں پہنچ کر سمجھتے ہیں کہ علم سے اللہ تعالےٰ کو دیکھ رہے ہیں۔ اور پرانی جہالت، جسے وہ علم سے جانتا ہے ختم ہو جاتی ہے، لیکن یہ جو کچھ مظہریّت کے غلبہ کی وجہ سے جانتا ہے، کہ وہ دیکھ رہا ہے، ابھی تک اس کی بصیرت پر جہالت چھائی ہوتی ہے چنانچہ علمِ حضوری میں علم پر جہالت ہوتی ہے اور جب وہ حضور کے حضور میں باریاب ہو گیا، تو اس نے جان لیا کہ ذات خود ہی علیم ہے اور ذات خود ہی بصیر ہے، اور اس خبر کا یقین ہو جاتا ہے کہ ذات خود ہی بصیر ہے۔ کسی اور کا حصّہ نہیں، اور ہمارے دیکھنے کی خصوصیّت جو اللہ تعالےٰ کے دیدار سے شرفیاب ہو گی۔ اُسے آخرت میں بہشت میں اُٹھا رکھا گیا ہے۔ اس میں بڑی حکمت پوشیدہ ہے۔ اس اثنا میں مظہریّت سے ترقّی کر کے صاف صاف، یقیں پر پہنچ کر سوائے یقین صاف کے، کہ وہ خود دیکھنے والا ہے، حق تعالےٰ کے بارے میں کامل یقیں کی خبر نہیں ہوتی۔ اور مظہریّت کے ظہور کو آنکھوں سے دیکھنے کی طاقت کو آخرت پر اٹھا رکھا جاتا ہے۔ اس وقت آنکھوں سے دیکھنے کا گمان، جو اسے تھا ختم ہو گیا اور وہ مرتبہ اخص الخواص پر فائز ہو گیا ہوتا ہے۔ یہ عارفِ محقق اگر اس وقت ذات میں جامع صفات کا غلبہ رکھے گا، تو مظہریت

Marfat.com

کو وصولِ ذاتی میں داخل و شامل پائے گا، اور خلوتِ خاص سے معزز ہوگا اور اس کے ساتھ جلوتِ خاص سے بھی، جو مظہریت ہے۔ اور مظہریت کے وقت خلوتِ خاص یقینی ہوگی۔ لیکن اس جہالت کے ختم ہونے سے، کہ جس سے دیکھنے کا گمان تھا، اس شخص کو، ہر وقت دو عیدیں حاصل ہوں گی۔ یعنی ایک یقینِ خاص کے مرتبے پر، اور دوسری مظاہر کے مرتبے پر، اور اخص الخواص حقیقی کے مرتبے کی دلیل یہ ہوگی کہ وہ جو رؤیت بصری کا گمان پیدا ہوگیا تھا، اور رؤیت کی حقیقت کا خیال کیا تھا، تو اس سے پردہ اُٹھ جاتا ہے اور یقیں پیدا ہو جاتا ہے کہ مومنوں کے حق میں اللہ تعالےٰ کا دیدار بہشت پر منحصر ہے، اور مظہریت کی خصوصیت کا ظہور یقیناً جنت میں ہوگا۔ اور اگر کوئی یہ جانے، کہ میں دیکھتا ہوں۔ تو اسے جان لینا چاہیئے کہ اُس کی دید میں ابھی شہودِ خفی کا تتمہ باقی ہے، جو نہیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ولایتِ اخص کی طرف توجہ باقی رہتی ہے، لیکن وہ اسے نہیں پاتا۔ اسی طرح حضورِ علم کے مرتبہ میں شہود کا تتمہ باقی رہتا ہے، وہ رویت کا قائل رہتا ہے اور عقل کی کمی کی وجہ سے اسے نہیں سمجھتا۔ اُس مستحاضہ عورت کی طرح، جو ایامِ طہر اور ایامِ حیض سے واقف نہیں۔ وہ استحاضہ کو کہ اُسے حیض سے کچھ نہ کچھ نسبت ضرور ہوتی ہے، نادانفیت کی وجہ سے حیض ہی سمجھتی ہے، اور جب اُسے علم ہو جاتا ہے اور ایامِ طہر اور ایامِ حیض میں واضح فرق پاتی ہے، تو پھر وہ استحاضہ کو استحاضہ ہی جانتی ہے اور حیض کو مخصوص ایام تک ہی محدود سمجھتی ہے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، اُسے دیتا ہے۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۲۹

فضیلت مآب شیخ محمد اکرمؒ کے نام لکھا گیا۔

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے ہمیں ہدایت دی تاکہ ہم ہدایت یافتہ ہوں۔ اور اگر اللہ کی ہدایت نہ ہوتی، تو ہم کچھ بھی نہیں تھے اور ہمارے رَبّ کی طرف سے حق کے ساتھ رسُول آئے۔

مُخلصِ دانا، صاحبِ تمیز، فضیلت مآب شیخ محمد اکرمؒ کو خداوند تعالےٰ شرع سے زائد باتوں سے خلاصی دے، اہلِ تحقیق نے حضرت پیر دستگیر بنوریؒ (اللہ ان کے راز کو پاک رکھے م) کے "رسالہ دربیانِ اصطلاح" پر اپنی تحقیق بیان کی ہے، اور اپنے خیالات کے مطابق اکثر قواعد پہ بحث کی ہے۔ چونکہ اکثر مقامات، حضرت پیر کی اصطلاح کے خلاف ہیں، اور اصطلاح کے خلاف بیان کیا گیا ہے، اور بعض جگہ تو بالکل غلط ہیں، ان کی تحقیق اور حق و باطل میں فرق کرنے کے لیے اللہ تعالےٰ اور انبیا علیہم السلام کی برکت سے اور حضرت پیرؒ کی دُعا سے اپنے فہم کے مطابق اہلِ دانش کے سامنے چند باتیں بیان کرتا ہوں۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ اپنوں اور بیگانوں کے لیے لازم ہے کہ سیدھے راستے سے اِدھر اُدھر نہ جائیں، اور نگاہِ عبرت سے ان چند باتوں پر نظر ڈال کر اصل حقیقت سے آگاہی حاصل کریں۔

میں شیطانِ مردُود سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ کسی ظاہری اور باطنی قوّتِ ادراک میں کل کی آرزُو باقی نہیں رہتی۔ اس تحقیق کے مقصد اور اس بیان سے یہ ظاہر ہے کہ ہمارے پیرؒ نے خلاصۃ المعارف، فصل سوئم، فصل دوئم اور قسم ثانی میں علمِ حضُوری کی حقیقت کے بیان میں فرمایا ہے کہ "جس وقت وجُود سوائے حق کی ذات و صفات سے خود سے اور غیرِ خود سے اٹھ گیا، تو محض خدائے تعالےٰ کے حضُور میں تحقیق اور یقینِ صادق سے اس نے بلا تردّد قرار حاصل کر لیا۔ لیکن وہ یقینِ

marfat.com

Marfat.com

جو صرف کشفی و باطنی نہ ہو، بلکہ اس میں ظاہری اور باطنی حواس نے عقلی قلبی اور علمی یافت سے ایک مقام حاصل کر لیا ہو،..." ظاہر ہے کہ یہاں ظاہری سے مراد خیالی، عقلی و جدانی اور قلبی ہے۔ نہ کہ ظاہری آنکھوں سے دید۔ مراد یہ ہے علمِ حضوری کے مرتبے کا ایقان و اطمینان، صرف تخلیص سِرّی سے حاصل نہیں ہوتا۔ تاکہ خلوت متخیلہ جمع نہ ہو جائے اور متخیلہ راز کی حیثیت اختیار نہ کر لے۔ چنانچہ کلام کا خلاصہ جان سے بھی زیادہ روشن ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح یقیں و ایمان میں سماعی تقلید برابر کی شریک ہوتی ہے اسی طرح اس یقیں و ایماں میں اللہ کی دین بھی برابر، بے شک و شبہ اور بلا تردد ضرور شامل ہوتی ہے..... الخ۔

جہاں تک غور کیا جائے کہ کچھ معلوم ہو جائے، مگر اس سے اپنے حصّے میں سوائے یقیں کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور یہ علم الیقیں ہے، مرتبۂ ولایت انبیا کے اہلِ کمالات کا۔ ان پر صلوٰۃ و تسلیم ـــــ لاقولہٗ

پس یہ علمِ حضوری ہوتا ہے۔ جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ ہمیں اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات کے اِدراک کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلا۔ اس لیے جان لیا کہ حقیقت میں یہ اس نفسِ علم کے مرتبۂ پاک میں حضوری ہے، جو اللہ تعالےٰ کی ذات کی صفات کلہ ہے۔ انتہیٰ۔

اے میرے عزیز! یہ وہ عین الیقیں ہے جو ولایتِ انبیاؑ کے مرتبہ کے اہلِ کمال کو حاصل ہے اور علم مطلق کی نفسِ صفت کے حضور سے تعلق رکھتا ہے ـــ انتہیٰ، فرماتے ہیں کہ حضور در حضور کے خالق کی دریافت ایسی ہے کہ جس وقت اس نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ علم ذات کے بغیر نہیں، کیونکہ حضوری ذات میں رکھی گئی ہے، نیز یہ کہ ذات اپنی ذات سے علیم ہے، نہ کہ غیر ذات کے وصف زائدہ سے۔ الیٰ قولہٗ

پس کمالات کی ذات خود بخود حاضر ہوتی ہے۔ وہ غیر ذات کی صفت نہیں، کہ

Marfat.com

اُسے ذات سے جانا جائے۔ یہ ہے حضُور در حضُور اور یہ ہے مرتبۂ ولایتِ انبیاء کے اہلِ کمالات کا حق الیقیں جو صرف حضُور ہے۔ انتہیٰ۔

اور ظاہر ہے، کہ جنہوں نے اس سلسلے میں مذکورہ تینوں مرتبوں سے کسی مرتبہ میں بھی دنیا میں رؤیت کا ثبوت اور آنکھوں سے دیکھنے کے بارے میں کوئی اشارہ یا کنایہ نہ کیا ہو، بلکہ اس کی ممانعت میں صاف اشارہ کیا ہو۔ اور پھر اسرار کے اس منبع اور پاک انوار کے مطلع سے کسی قسم کا کوئی اشارہ یا کنایہ بھی اس بارے میں نہ کیا ہو، بلکہ اس کی مطلق ممانعت کی ہو، اور جب پیر پیراں حضرت ایشاں قدس سرہ نے بھی اس معاملے میں سختی سے منع فرمایا ہو، تو پھر اس قسم کی باتوں کو کس سے منسوب کیا جائے؟ اور کس طرح کہی جائیں؟ پھر یہ بھی ہے، کہ اس قسم کے کشف و یقیں کا ظہور اور حصُول، کہ آنے والے کل کی کوئی آرزو نہ رہے، دو لحاظ سے خالی نہیں، یا تو مرتبۂ علمِ حضُوری کے لیے مطلقاً لازم ہے، یا حضُورِ علم کے لیے۔ اور اس میں ان دونوں مرتبوں کا ہر مالک شامل ہے۔ عبارت کا سیاق و سباق اس بات کا گواہ ہے۔ چنانچہ حضرات انبیاءؑ اس کشفِ بصری یا حجاباتِ خارجی کو دُور کرنے کی بدولت دنیا میں سب سے زیادہ لائق ہیں، اور اس پردے کے اُٹھ جانے، اور کل کی تمنا نہ رکھنے کی وجہ سے وہ زیادہ شایاں و مستحق ہیں، اور حالت یہ ہے کہ وہ یہ تمنا ہی لے کر چلے گئے۔ حضرت موسیٰؑ اسی آرزُو کی وجہ سے دنیا میں "لن ترانی" (تو نہیں دیکھ سکتا) کی ڈانٹ سے معتوب ہوئے، اور حضرت شعیبؑ تین بار آرزُوئے دیدار کرنے کی وجہ سے آنکھوں سے محرُوم ہو گئے۔ اور انہیں "رد پھر رد اور پھر رد" کے حکم کی تعمیل کرنی پڑی۔ اور پھر میں کہتا ہوں، یہ مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو اپنے نبی کی وراثتِ خاص میں ملا ہے اور وہ حضُور در حضُور ہے۔ درجہ علمِ حضُوری اور حضُورِ علم میں نہیں کیونکہ اُن میں مشترک ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ یہ عارفِ کامل اسے انہی دو میں بلکہ پہلے میں ثابت

marfat.com

Marfat.com

کرتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ علمِ حضوری کا حصولِ مرتبہ، حالِ کامل کے بغیر ہے۔ چنانچہ کل کی آرزو باقی نہیں رہتی اور یہ بھی ظاہر ہے، کشف بصری کے حصول کے بغیر کل کی آرزو باقی رہتی ہے چنانچہ اس لحاظ سے باقی کے دو مرتبوں سے بھی بے نیازی پیدا ہو گئی، اور یہ بات متضاد ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے پیرؒ نے (اللہ اُن کے راز کو پاک کرے) جس طرح سابقہ عبارات میں دنیا ہی میں خارجی حجابات کے اٹھنے کے بارے میں، سوائے ہمارے نبیؐ کے، اشاروں میں منع فرمایا ہے، اسی طرح انہوں نے دوسری عبادتوں میں بھی ممانعت کی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حالتِ مخصوص، معراج شریف کے موقعہ پر حاصل ہوئی ہے۔ انہوں نے خلاصۃ المعارف کی پہلی فصل، دوسرے باب اور دوسری قسم میں لکھا ہے۔ کہ خارجی حجابات کو دور کرنا کسی کے بس میں نہیں سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے، کہ انہوں نے جسم و روح کے ساتھ ایسا کیا ہے لیکن جسم و روح کے ساتھ جبکہ جسم بے بصر ہو، بعض دوسرے انبیاء اور امتِ محمدی کے بعض افراد کو بھی حجابات دور کرنے کا شرف حاصل ہے خواہ یہ شاذ و نادر ہی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "علماء وارثانِ انبیا ہیں" اور "میری امت کے علما ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء"

نیز انہوں نے باب ثانی کی دوسری فصل کے دوسرے قول میں فرمایا ہے کہ طویل راہِ سلوک کے بعد کئی اذکار و افکار، اور تصورات، صوری، نوری اور معنوی تجلیات کی مدت تک سیر کرنے کے بعد پیدا ہوتے ہیں ..... الی قولہ

چنانچہ اس جگہ سے اکثر لوگ باہر نہیں آتے سوائے چند ایک کے یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا کو اسی دنیا میں سر کی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس لیے جو کچھ منظور و محسوس ہے، وہ بے کیف نہیں، خواہ اسے بے کیف ہی کیوں نہ

Marfat.com

سمجھا جائے، انتہٰی.

اور باب ثانی کی چھٹی فصل میں لکھتے ہیں کہ چونکہ انتہائی دُوری کی حالت میں قدامت کو پانا، ظاہری اور باطنی طور پر صرف معراج سے مخصُوص ہے، اس لیے اولئے نماز کی حالت میں بھی آنحضرت کے کمال کی بدولت اس کمال کو پا لینا کوئی پوشیدہ بات نہیں. اور ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا کے اندر رُویت صرف آنحضرتؐ کا خاصّہ ہے اور اُن کے سوا کسی اور کو ہرگز جائز نہیں.

اور صفات کی مظہریّت کے ثبوت کے معنی یہ ہیں، کہ جب بھی علم کی صفت اپنے آپ کو یا اپنے بغیر دیکھتی ہے، تو اُس کے ساتھ علمِ حق تعالےٰ ظاہر ہوتا ہے. اور یہ اس کا ظہُور ہوتا ہے اور جس وقت مخلُوق کی نظر پہ نظر ڈالتا ہے، تو اللہ تعالےٰ کی نظر کو ظاہر و حاضر پاتا ہے. اور اپنی نگاہ کو اس کے ظہُور کے وسیلے سے مرتبۂ کمالات پر پاتا ہے، اور اسی طرح اور قیاس کر لیجئے.

قولہٗ ذاتیت ایک معیّن ذات ہے. اسے برداشت کرنا چاہیے، اگر یہ کہُوں کہ اس سے تعیّنِ ادراکی مراد ہے، تو وہ خُود علمِ حضُوری کے مرتبے سے پیچھے رہ گیا ہے، اس مقام پر یہ گنجائش کس طرح ہو سکتی ہے، کہ اُس سے پیچھے ہٹا جائے اور اگر "ہُوّیت" نا قابلِ فہم مراد رکھتی ہے تو یہ دُرست نہیں. کیونکہ ذات، صفات اور کمالات کے مرتبۂ جمع کو اس کی تمام خصوصیات سمیت بلا کیف جاننا لازم ہے. دُوسری عجیب بات اس قائل رُویت کی دانائی کی ہے، جسے اپنے آپ کو ذات وصفات وکمالات کا مظہرِ کامل سمجھ کر اور اللہ تعالےٰ کے علم کی مظہریت کی وجہ سے اپنے آپ کو علیم وبصیر قرار دے، اور کہے کہ جس طرح حق تعالےٰ جامع صفات ہونے کی وجہ سے بصیر ہے، اسی طرح میں بھی جامع بصر ہونے کی بدولت بصیر ہوں، اور اس نے یہ نہ سوچا، کہ حق تعالےٰ تو تمام عالمِ خلق اور عالمِ امر کا دیکھنے والا

marfat.com

Marfat.com

ہے، اور میں اپنے آپ میں ان اُمورِ عقیدہ میں سے کسی کا انکشاف نہیں کر پاتا، اس لیے وہ ذات، جو صرف بے کیف ہے اور غیب محض، اِس خاکی آنکھ سے کس طرح نظر آسکتی ہے۔ اور جب تک آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، کو مَیں اہلِ بہشت کی طرح نہیں دیکھ سکتا، میرا یہ سمجھنا درست نہیں، اور حق سے بعید ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس سے ترقی کر کے اپنے آپ سے کہتا ہے اگر میں عالمِ ملکوت کو بھی دیکھنے لگ جاؤں اور رہمنشینوں کی طرح مظہریّت کے رستے بدنی اور بصری لطافت مجھے بھی عطا فرمائی جائے، تو کیسا ہو۔ جیسا کہ دنیا میں بعض علما اور بعض صحابہ کے مطابق اللہ تعالےٰ کی رؤیت سے، ایک یا دو مرتبہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرّف ہو چکے ہیں۔ اس طرح ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں ہماری یہ دید محض وہم ہے اور یہ وہم اہلِ سنّت وجماعت کے خلاف اور گمراہی کا باعث ہے۔

ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ "سمجھے نہیں، لیکن سمجھے کہ سمجھ گئے"۔ ایسا شخص جہلِ مرکّب میں گرفتار رہتا ہے۔ اس قسم کے قائلین کو جہلِ مرکّب سے نکالنا اور صاحبِ بصیرت لوگوں کی طرح بنیا کرنا چاہیے۔ علمائے اہلِ سنّت کے متفقہ عربی منظوم اشعار میں انہی لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے ؎ ترجمہ

جس شخص نے یہ کہا کہ اُس نے دنیا میں اپنی آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کو دیکھا، وہ زندیق ہے۔ اس نے بغاوت کی اور سرکشی کی۔

(۲) اس نے اللہ کی کتابوں اور تمام رسُولوں کے برخلاف کہا، اور وہ شرعِ شریف سے بھٹک گیا، اور دُور ہو گیا۔

(۳) اور جس نے یہ کہا کہ میں نے اللہ تعالےٰ کو دیکھا، قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔

اور چونکہ یہ بات کہنے والا ایک سُنّی اور اہلِ جماعت میں سے ہے۔ اس کی بات

Marfat.com

سُکر و شہُود کی حالت میں گمان کرنی چاہیے اور غیبیت کے قائلوں کی طرح اسے معذُور سمجھنا چاہیے، کیونکہ شہُود کو بھی بے نسبتی اور بے کیفی بلکہ بے کیفِ حقیقی کا شہُود سمجھ لیا گیا ہے جیسا کہ ایک بزُرگ نے فرمایا کہ صاحبِ حال اختلافِ رؤیت کی وجہ سے معذُور اور مقلّدِ مغرور یا مقہُور ہے اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اہلِ صحو کہلاتا ہے اور دنیا کے تقلید کرنے والوں کو جنہیں علم نہیں رکھتے اور سنّت و واجب سے بے خبر ہیں، کھُلم کھُلا رؤیتِ بصر (سر کی آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کو دیکھنے) کی تعلیم دیتا ہے۔ اے ہمارے اللہ ہمیں سیدھے رستے کی ہدایت دے۔

ہاں اگر پوشیدہ بصارت کے قائل ہوں، تو بظاہر بعض دُوسرے اولیا کے موافق ہوں گے۔ اگرچہ پوشیدہ بصارت کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے بھی دلیل کی ضرُورت ہے، تاہم وہ اہلِ سُنّت وجماعت میں داخل رہتا ہے۔

قولہٗ:۔ حضُور در حضُور کے مرتبہ میں جو وصُولِ ذاتی ہے، شرک کے تین مراتب سمجھے جاتے ہیں،..... عبارت کے آخر تک۔

اس بیان میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، عجیب ہے۔ اس بات کو مانا گیا ہے کہ ولایات کے مرتبوں سے گزر کر، اور علمِ حضُوری اور حضُورِ علم سے ترقی کا بیان کر کے اپنے آپ کو حضُور در حضُور میں پہنچا ہوا سمجھ کر، اور مکمل مظہریّت کا قائل حتیٰ کہ آخری رؤیت تک دنیا ہی میں پہنچ کر اُس نے اپنے آپ کو آنحضرت کی مکمل پیروی سے منسُوب کر دیا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ جو کوئی یہاں پہنچا، وہ پیروی سے پہنچا۔ پس اس تحقیق سے ظاہر ہوا کہ انبیاء اور آنحضرتؐ تین قسم کی شرک کی نفی کے پیچھے رؤیتِ دائمی کے باوجُود، جیسا کہ اُس نے خیال کیا ہے، سالک کی منزل آخریں تک ہیں۔ ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ یہ عجیب قسم کی رؤیت ہے، جو تین شرکوں

Marfat.com

سے متحقق ہے۔

جب میں اس مقام پر پہنچا۔ تو اس فاسد عقیدہ کی وجہ سے میں نے قلم کو روک دیا، اور دُوسری عبارتوں کے بیان سے کہ اکثر و بیشتر ہمارے پیر کی اصطلاحات کے خلاف ہیں، خاموشی اختیار کر لی۔ اللہ تعالےٰ اُسے توفیق دے، اور ایسے غلط عقائد سے مُنہ موڑ کر اُسے سیدھے راستے پر ڈال دے۔ اے ہمارے رب اگر ہم سے کوئی بھول ہو جائے یا ہم غلطی کر جائیں، تو گرفت نہ فرما۔

مکتوب: ۱۳۰

حاجی خداداد کے نام تحریر کیا گیا۔

سیّد الطائفہ حضرت جنید قدس سرّہٗ نے حضرت ابوبکرؓ کے قول کو توحید میں بزرگ ترین کلمہ قرار دیا ہے۔

"پاک ہے وہ جس نے اپنی مخلوق کے لیے اپنی پہچان کا عجز کے سوا اور کوئی رستہ نہیں بتایا۔"

میرے عزیز! حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس قول میں معرفت کا بیان ہے، جو ادراک و کیفیت کے اعتبار سے ہے، نہ کہ معرفت کے اعتبار سے جو اس کے اسما و صفات سے کیفیت و درک کے اعتبار سے ہے، اور ایمان بالغیب بلا فرق متحقق ہے۔ کیونکہ اُن کی جناب میں کیفیت و درک معدُوم ہے۔ اور کلمۂ عجز جو بیان کیا گیا ہے، اُس میں کیفیت معدُوم تھی۔ عجز کس سے ہے؟ عجز اس نورِ محمدی میں ہے، جو مجہُول الکیفیت ہے۔ عجز اس کیفیت کو پا لینے کو کہتے ہیں، جو مجہول الکیفیت ہے۔ اور کسی عاقل کی عقل اس میں جتنا بھی غور کرے، اسے معلوم نہیں کر

Marfat.com

سکتی۔ سوائے اس مجہول الکیفیت کے جس کیفیت کا علم صرف اللہ تعالےٰ کے علم کا خاصہ ہے۔ چنانچہ یہ بات درست نکلی، کہ غیبِ حقیقی کی معرفت ممکن ہے۔ اور نورِ محمدیؐ کی معرفت اپنی کیفیت کے اعتبار سے مجہول الکیفیت ہے۔ اور اللہ سبحانہ کی ذات وصفات میں ہے، جو بے کیف اور غیبِ حقیقی ہے۔ چونکہ عجز کا کلمہ طلبِ کیفیت کا آئینہ دار ہے اس لیئے جس جگہ کیفیت معدوم، وہاں عجز کا اطلاق کس لیے، اور نورِ محمدیؐ میں عجز کا اطلاق اس معنی کی کیفیت کو نہ جاننے کے سبب ہے۔ چنانچہ اس تحقیق سے عجز کے سلسلے میں، جو تاویلات بیان کی گئی ہیں، ان کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے جس قول میں عجز کا کلمہ واقع ہوا ہے، اس کا علم آنحضرتؐ کے سپرد کرنا چاہیئے ؎

زدریائے شہادت، چوں نہنگِ لا برآرد ہُو
تیمّم فرض گردد نوح را درعینِ طوفانش

ترجمہ:۔ جب دریائے شہادت، 'لا' کے نہنگ 'ھُو' کو باہر نکالتا ہے۔ تو ایسی حالت میں عین طوفان کے عالم میں بھی نوح کے لیے تیمم فرض ہو جاتا ہے۔

اس تمثیل کے معنی یہ ہیں کہ دریائے شہادت سے مراد فنا کا مرتبہ ہے، نہنگ سے مراد سالک ہے، اور 'ہُو' سے مراد نشۂ فنا ہے، یعنی جب سالک فنا کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، تو وہ امور جن کی شرع نے ممانعت کر دی ہو، عذر کی وجہ سے ان کا ارتکاب جائز ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دریا کی موجودگی میں اگرچہ وضو کرنا فرض ہے، لیکن اس کے باوجود ضروری عذر کے بعد تیمم کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ مرض کے خوف سے وضو کا استعمال ممنوع ہو جاتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

مکتوب : ۱۳۱

میاں اللہ دینؒ کے خواب کی تعبیر میں لکھا گیا۔

شیر مُوذی ہے، نفس اس سے بھی مُوذی ہے نفس ایک بہت بڑے شیر کی صُورت میں ظاہر ہوا۔ اچھا ہوا، کہ مارا گیا۔ ورنہ اپنا مطیع کر لیتا۔ الغرض جب کسی مسلمان کو اس کا نفس خُفیہ فریب کاری سے مغلُوب کرنا چاہتا ہے، تو اگرچہ اس کے فریب مخفی ہوتے ہیں، تاہم غلبہ نہ پاکر اپنی تمام طاقت سے شیر کی صُورت میں ظاہر ہو کر اس نے مُسلمان کو ہلاک کرنا چاہا۔ حق تعالےٰ نے اس مُسلمان کو جس طرح اُس کے خُفیہ فریب سے محفُوظ رکھا تھا، اسی طرح اس کے کھُلے فریب سے بھی محفُوظ رکھا۔ بلکہ اُمید ہے کہ اُسے مطمئن کر دے گا اور نفس کے مر جانے سے مراد اس کا مطمئن ہو جانا ہے۔ نیک بشارت ہے۔ خواب دیکھنے والے کو اطمینانِ نفس کی امید رکھنی چاہیے۔

مسئلہ: بیعِ سلم کے جواز میں سات شرائط لازمی ہیں۔ ایک یہ کہ کپڑے کی جنس بیان کرے، دُوسری یہ کہ کپڑے کی صفت بیان کرے۔ تیسری یہ کہ کپڑا ردی ہو یا صحیح، چوتھی یہ کہ وہ گاڑھا ہو یا باریک، پانچویں یہ کہ کیا سینکڑوں کی تعداد میں ہو۔ چھٹی یہ کہ بیچنے والا خریدار کے گھر پہنچائے گا یا خریدار خود اٹھا کر لے جائے گا۔ اور ساتویں یہ کہ اُسی مجلس میں اس وقت بیچنے والے کو قیمت ادا کر دے، کیونکہ قرض میں سلم جائز نہیں (اشارہ۔ بیعِ سلم وہ ہے جس کی قیمت اس کی تیاری سے پہلے ادا کر دی جائے)

Marfat.com

مکتوب: ۱۳۲

حقائق و معارف آگاہ حاجی محمد امینؒ اور حاجی خداداد کو واقعات کے جواب میں تحریر کیا گیا۔

سلام فقیرانہ کے بعد عرض ہے، کہ اس خواب میں آپ نے جو آگ دیکھی، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ "جو آگ میرے دل میں بھڑکتی ہے، اس سے میں ہر روز ستر مرتبہ (اور ایک رات کے مطابق سو مرتبہ) اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتا ہوں" سمجھنا چاہیے، کہ خود آنحضرتؐ نے اپنی زندگی میں یہ فرمایا ہے اور یہ حالت آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں تھی۔ اور اس زمانے کے اکثر لوگ تو گناہِ کبیرہ میں اتنے مبتلا ہیں کہ آنحضرتؐ کے دل کی آگ اس حد تک بھڑکتی ہے کہ ظاہری آگ کی صورت اختیار کر کے روضۂ مبارک کی چھت تک جا پہنچتی ہے۔ اور یہ سب امت کا غم ہے۔ چنانچہ قیامت کے روز آنحضرتؐ "میری امت میری امت" پکاریں گے۔ چونکہ حاجی جیوؒ کے بعض اعمال خلقت کے فائدے کے لیے ہیں، اسلیے انھوں نے آنحضرتؐ کے غم کی آگ کو پانی کی طرح تھوڑا سا کم کر دیا ہے، حاجی جیوؒ کو چاہیے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو کر خلقِ خدا کے ظاہری و باطنی، اور دنیاوی و اُخروی منافع کے لیے مشغول رہیں، تاکہ اس سے آنحضرتؐ کی رضامندی حاصل ہو۔ اور اس طرح تھوڑا تھوڑا کر کے اُن کا غم غلط ہو۔ کیا خبر اس طرح اُن کا غبارِ خاطر دُور ہو جائے اور آنحضرت اُن پر رحمت کریں اور اس شخص کے حق میں ظاہری رحمت کا واسطہ بن جائیں۔

اور یہ جو حاجی خداداد کو برہنہ دیکھتا ہے، تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے تقویٰ کے درمیان کچھ فرق پڑ گیا ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے "ایمانِ عریاں کیفیت ہے اور تقویٰ اس کا لباس ہے"۔ اس کا علاج استغفار ہے اور استغفار تقویٰ کے نقصان کو پورا کر دیتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

اور یہ جو حاجی خداداد نے خواب میں دیکھا کہ اُن کے مُرشد، حاجی محمد امینؒ ان کی پیشانی پہ بوسہ دے رہے ہیں اور پُوچھ رہے ہیں کہ کیا تم حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دوست رکھتے ہو؟ تو یہ استفہام نہیں، بلکہ واقعی ہے کیونکہ پیشانی پر بوسہ دینا اس حقیقت کی خبر دیتا ہے اور حاجی خداداد سے یہ بھی پُوچھتے ہیں کہ کیا تمہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ دوست رکھتے ہیں؟ تو یہ بات بھی تحقیقی ہے نہ کہ استفہامی۔ اور اس کی دلیل وہی پیشانی پہ بوسہ دینا ہے۔ لیکن اس خواب سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ حضرت صدیقؓ کے کسی شخص کو دوست رکھنے سے، اس شخص کا مرتبہ پست ہے، جو حضرت صدیقؓ کو دوست رکھتا ہے، کیونکہ اُس شخص کے حضرت صدیقؓ کو دوست رکھنے سے یہ لازمی نہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی اسے دوست رکھیں۔ اس دوستی کا عدم قبول، اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اس شخص کو دوست رکھنا، دونوں کی باہمی دوستی کی علامت ہے۔ فقیر کے نزدیک ایسے خوابوں کی تعبیر یہی ہے اور اللہ ہی صحیح جانتا ہے۔

مکتوب: ۱۳۳

استدعائے توجہ کے جواب میں میاں اللہ دینؒ کے نام لکھا گیا۔

میرے عزیز کشُودِ مقصُود کا کیا مطلب ہے؟ سمجھ لینا چاہیے کہ کشُود یہ ہے کہ یہ یقین پیدا ہو کہ جو کچھ ہے، اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ اور جو کچھ بھی ہے اپنے وقت پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے: "اے اللہ مجھے دائمی ایمان عطا فرما، جو میرے دل کو یقین اور صدق کی بشارت دے یہاں تک کہ میں جان لوں، کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی، سوائے اس کے جو میرے مقدر

Marfat.com

ہیں ہے، اور اس رضا کے جو میری قسمت میں ہے "

اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ یہ قسمت پر رضامندی نہیں، بلکہ قسمت کے ساتھ جنگ ہے۔ قسمت پر راضی رہنا چاہیے، سابقہ قسمت پر عین رضا کے ساتھ، حال میں طلب کے ساتھ اور مستقبل میں ترقی کے ساتھ۔ جنگ قسمتِ قہریہ کے ظہور کے ساتھ ہے اور رضا لطیفہ کے ظہور کی قسمت سے ہے، پس اسے سمجھیے۔

میرے عزیز، جو کچھ میں نے کہا، آپ اسے نہیں سمجھے، اللہ کا شکر ادا کرو اس پر، جو اس نے دیا ہے، اور مزید کی اُمید رکھو، اور اپنی بلندی اور تمہاری بلندی کے نقصان کے مقابلے میں حضرت پیر قدس سرہٗ کے کمالات کے بارے میں جو کچھ کہا تھا۔ وہ میں نے ادب سکھایا تھا، اور اپنے آپ کو بزرگوں کے مقابلے ایک کمزور چیونٹی کی طرح سمجھنا چاہیے، اور اپنی استعداد کو کمزور جاننا چاہیے۔ چونکہ توجہ کا وقت نہیں تھا۔ اس لیے میں نے بات ختم کر دی۔

سوال تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ (اللہ تعالےٰ کے لیے اخلاق پیدا کرو۔) کے معنی طے شدہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی صفات کی مانند صفات پیدا کرو۔ اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس سے تو اللہ تعالےٰ سے بندہ کی مشابہت لازم ہو جاتی ہے، کیونکہ جب بندہ اللہ تعالےٰ کے سے اخلاق پیدا کرنے والا ہو جاتا ہے، تو وہ حق تعالےٰ کی شبیہ بن جائے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عقلی اور نقلی دلائل سے یہ ثابت ہے کہ اُس کی طرح کوئی نہیں اور وہ کسی کی طرح نہیں، اور کوئی شے اس سے مشابہ نہیں۔

مکتوب: ۱۳۴

فضیلت مآب شیخ عبدالہادیؒ طالب علم کو "تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ" کے بارے میں لکھا گیا۔

Marfat.com

میرے عزیز! اس عبارت کا مطلب ہر ولایت کے مرتبے کے لوگوں کے مناسبِ حال ہے۔ اور حضرت جیوؒ کی اصطلاح کے مطابق ولائتیں پانچ قسموں کی ہیں: (۱) ولایتِ عامہ (۲) ولایتِ خاصّہ (۳) ولایتِ اخص (۴) ولایتِ خاص الخواص اور (۵) ولایتِ اخص الخواص۔ صاحبانِ ولایتِ عامہ کے نزدیک، جو علمائے ظاہر ہیں، اور اپنے رسوخ سے مرتبۂ شریعت کے کمالات کو پہنچ جاتے ہیں، یہ مقام وہ ہے جہاں وہ ہر لحاظ سے "نقل" کے پیرو ہوتے ہیں عقل وہوا جو بشریت کا تقاضا ہے، ہر لحاظ سے نقل کے تابع ہے، ان میں نقل کی مخالفت کی ذرّہ برابر بھی بُو نہیں ہوتی، اور صاحبانِ ولایت خاصّہ کے نزدیک، جو اللہ تعالےٰ کی صفات کے جذبات میں ڈوبے ہوتے ہیں، یہ مقام وہ ہے جہاں نسب اور افعال سے جو ولایتِ عامہ میں منسوب تھا، حق تعالےٰ کی صفات کے جذبات کی تجلیات میں پہنچ کر سب کچھ مضمحل ہو جاتا ہے اور حقیقی فاعل سوائے اس واحدِ حقیقی کے اور کوئی نہیں، جس میں صفات کاملہ ہیں، اور جو اپنے افعال وصفات وذات کی مظہریت میں، حقیقی مظہرات کے سوا کسی اور طرح ظاہر نہیں ہوتا، یہاں تک کہ مظاہرِ مذکور نظر سے اُٹھ جاتے ہیں اور مظہرات کے عین منظورِ نظر بن جاتے ہیں بلکہ مذکورہ مظہرات واحدِ حقیقی کی ذات میں عین وحدت ذات بن جاتے ہیں، اور ان ولائیتوں کا انجام تعینات کا اضمحلال ہے۔ یہ تعینات دنیا کے ہوں یا دخُوبیت کے، ان اسرار میں کوئی قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اس مضمحل تشخّص سے وہ اخلاق پیدا ہوتے ہیں کہ ان میں اور اُن کے اندر والوں کے بارے میں کوئی قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اور جو تین مراتب باقی رہ گئے ہیں ان میں اہلِ عقل کے بیان کا کوئی دخل نہیں، اس لیے ان کا بیان کرنے سے گریز کرتا ہوں۔

Marfat.com

مکتوب : ۱۳۵

سعادت شعار نُورحسینؒ کے نام لکھا گیا۔

مشفقِ مہرباں، نُورالحسینؒ کو فقیر عبدالنبیؒ کی طرف سے سلام ہو۔ آپ نے آیت کریمہ" والذین فی قلوبھم مرضٌ فزادھم اللہ مرضاً (وہ ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں مرض ہے، اور اللہ نے ان کے اُس مرض کو بڑھا دیا) کے معنی پُوچھے تھے۔ میرے مشفق مرض دو قسم کا ہوتا ہے ایک مرضِ موت اور دوسرا مرضِ اوقاتی۔ مرضِ موت ان لوگوں کا خاصّہ ہے، جنہوں نے میثاق کے دن اوّل و آخر سجدہ نہ کیا، ان کے حق میں یہ مرض آخر کار کُفر کا متقاضی ہے۔ وہ روز بروز کُفر میں گرتے جاتے ہیں اور آخر کار کُفر کی حالت ہی میں مر جاتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے شروع میں تو سجدہ نہ کیا، لیکن آخر میں سجدہ کر دیا، ان کے مرضِ اوقاتی کا خاصّہ سلامتیِ ایمان ہے۔ وہ موت تک گناہوں میں مبتلا رہیں گے۔ گناہوں سے توبہ اُن کے نصیب میں نہیں، وہ وقتی طور پر عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ ایمان کی برکت کچھ مدّت کے بعد خواہ وہ قلیل ہو، یا کثیر، انہیں بہشت میں لے جائے گی۔ اور صالح مومن بھی مرضِ اوقاتی کے مریض ہیں۔ اگرچہ گناہوں کا امکان ہوگا، لیکن گناہوں سے توبہ کی توفیق پالیں گے اُمید رکھیں گے کہ بغیر عذاب کے جنّت میں جائیں۔ اور یہ تینوں گروہ سوائے انبیاءؑ کے امکانِ مرض رکھتے ہیں، لیکن تیسرا گروہ انشاءاللہ تعالےٰ کسی عذاب کے بغیر جنّت میں جائے گا۔ چونکہ حدیثِ قُدسی ہے " میں اپنے بندے کے گمان پر ہوں" انشاءاللہ تعالیٰ، ہر مومن کا اعتقاد تیسرے گروہ پر ہے اور وہ اس میں کوئی شک نہیں رکھتے۔ والسّلام

اور اس حدیثِ قُدسی کو دوبارہ لکھا گیا " میں اپنے بندے کے گمان پر ہوں۔ اگر اچھا ہے تو اچھا، اور اگر بُرا ہے تو بُرا"

Marfat.com

مکتوب: ۱۳۶

حاجی خداداد ؒ کے نام لکھا گیا۔

سب تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے عارفوں کے دلوں کو اپنی معرفت کے نُور سے منوّر کیا، اور اُن کے مراتب کے شایانِ شاں الہام کیا۔ جیسا کہ غوث اعظمؒ نے اللہ کی طرف سے ہونے والے الہام میں فرمایا " اے غوثِ اعظم، حال میری طرف سے ہوتا ہے۔ جسے بولنے والے کی زبان سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، جو اس پر ایمان لایا، اُسے کہا گیا، اور جس نے حال کو رَد کیا، اس نے کُفر کیا، اور جس نے اصُول کے بعد عبادت کا ارادہ کیا، اس نے اللہ کے ساتھ شرک عظیم کیا۔ میرے عزیز! فقیر کی سمجھ میں حال کے دو مرتبے ہیں۔ ایک وہ جس میں حقیقتِ لطیفہ کے کمالات کا ظہُور ہوتا ہے۔ اس کا قبُول واجب ہے، اور دوسرا صفتِ جلال کے کمالات کے ظہُور کا حال، جس کا انکار واجب ہے۔ حالِ لطیفہ کی علامت یہ ہے کہ صاحبِ حال ہر طرح سے شریعت کا پابند ہوتا ہے اور حال قہریہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بدعتی مومن کا حال جس کے ردّ اور قبُول میں سکُوت افضل ہے، اور دوسرا حال، کافر مُتکبّر کا ہے۔ اور یہ حال قابلِ رَدّ ہے اور اس کا ماننا کفر ہے، اور اس سے اللہ کی ضرُور پناہ مانگنی چاہیے۔

میرے عزیز! اللہ جلّ شانہ کی عبادت دو مرتبے کی ہے۔ پہلا مرتبہ مُبتدی اور متوسّط کا ہے کہ ابھی درمیان میں پردہ ہوتا ہے۔ اور اس کو عبادت کہتے ہیں متوسّط اگرچہ ایک لحاظ سے حضُوری رکھتا ہے، لیکن ابھی حقیقت میں غائب ہوتا ہے۔ اس غائب کے لیے ضرُوری ہے کہ وہ دِل یا زبان سے اللہ کی عبادت کرے تاکہ مرتبۂ عبُودیت کو پالے، صاحب عبُودیت کو پالے۔ صاحب عبُودیت اللہ کو کسی پردے

Marfat.com

کے بغیر موجود پاتا ہے اور اس کی ذات اور اس کی صفات کو جو اس ذات سے متعلق ہوتی ہیں، پوشیدہ بصیرت کے ذریعے مکمل خاموشی سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنے ربّ کی طرف دیکھتا ہے، تو اس کی ذات کو، صفاتِ کمال کے ساتھ کسی نقصان کے بغیر متصف پاتا ہے۔ اس مقام پر اپنے رَبّ کا یہ بندہ شرک و کفر سے متصف ہو سکتا ہے، جس کا ترک کرنا اس مرتبہ معبودیت پر لازم ہے۔ جیسا کہ ہمارے حضرت و مولانا نے ایک فارسی شعر میں کہا ہے۔ بیت

تذکّرِ غیرِ خواہش، غیرِ مطلق　　بذکرِ حُبِّ حق، شرک است الحق

ترجمہ:۔ کسی خواہش کے بغیر غیر مطلق کا ذکر کرنا اور پھر حُبِّ حق جتانا، یقیناً شرک ہے۔

مکتوب : ۱۳۷

حقائق آگاہ شیخ عبدالقادر جہانا آبادیؒ کے نام لکھا گیا۔

حقائق سے آگاہی رکھنے والے، اللہ کے الطاف کے مظہر اور محبت سے معمور نے اس فقیر سے صلوٰۃ و مراتب کے معانی دریافت فرمائے ہیں۔ شیخ صاحب! صلوٰۃ و مراتب کے معانی ایسے ہیں کہ حکمت سے تعلق رکھتے ہیں، اور حکمت سے ناواقف ہونا عبث ہوتا ہے۔ صلوٰۃ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اس کے معانی کو پالینا کامل لوگوں کا خاصہ ہے، ہم جو اہل کمال کے خوشہ چیں ہیں۔ اتنی طاقت کہاں رکھتے ہیں کہ اس کے بیان میں زبان کھولیں۔ لیکن اسی عقیدہ کے مطابق کہ "اس کی حکمت سے ہم آگاہ نہیں" ہمیں پورا یقین ہے۔ اور اس کا ظاہر علمائے ظاہر سے تعلق رکھتا ہے، لیکن چونکہ سوال کا جواب دیئے بغیر چھٹکارا نہیں۔ اس لیے ظاہر کے بارے میں تھوڑا سا عرض کرتا ہوں:۔

Marfat.com

معلوم ہونا چاہیے کہ چونکہ انسان رات کے وقت خواب میں مبتلا ہوتا ہے، اس لیے اللہ کے فضل نے دو رکعت سنت (موکدہ) اور دو رکعت فرض، فجر کی نماز میں مقرر فرمائے۔ تاکہ اس کے ادا کرنے میں سستی نہ کر جائے یا کوتاہی نہ ہو جائے۔ فجر کی نماز سے سورج کے سر پہ آنے تک اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے وقت کو معاش کے ضروری کام کے لیے خالی چھوڑ دیا اور جب معاش کے ضروری کاموں سے فراغت ہو گئی، تو اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے فجر کی دو رکعت کی نسبت ظہر اور عصر کے وقت دو رکعت کا اضافہ کر دیا، لیکن ظہر کے وقت کی وسعت کے پیش نظر چار فرض سے پہلے چار رکعت سنت (موکدہ) اور بعد میں دو رکعت سنت (موکدہ) مقرر فرما دیں اور چونکہ عصر کا وقت تنگ ہوتا ہے، اس لیے چار رکعت فرض کے سوا سنت (موکدہ) کی تکلیف نہ دی اور چونکہ مغرب کا وقت عصر کے وقت سے بھی تنگ ہوتا ہے، اس لیے مغرب میں فرض میں ایک رکعت کی تخفیف کر دی۔ اور وقت کی تنگی کے پیش نظر فرض کی ادائیگی پہلے قرار دی گئی۔ اور تنگی وقت کے پیش نظر دو رکعت سنت (موکدہ) کو بعد میں کر دیا۔ اور چونکہ عشا کا وقت کھانے پینے کا وقت ہے۔ اور سستی ضروری ہوتی ہے، اور اگرچہ عشاء کے وقت میں وسعت ہوتی ہے، پھر بھی فرض کو سنت پر مقدم قرار دیا گیا۔ چونکہ سستی کا وقت تھا۔ دو رکعت سنت (موکدہ) کا حکم دیا گیا۔ مزید برآں چونکہ روز و شب کی نمازوں کی رکعتوں کا طاق ہونا ضروری سمجھا گیا، اور مستحب ہے اس لیے مغرب کی نماز میں تین رکعتیں مقرر کی گئیں۔ اور رات کے باقی ماندہ حصہ کو نوافل کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ اور چونکہ قیام کرنا، نیاز و مناجات کے لیے ہے اس لیے قرأت کا حکم دیا گیا اور چونکہ رکوع و سجود میں سر کا جھکانا ہے، اس کے لیے مناسب تسبیح ہے۔ اور چونکہ قومہ اور جلسہ میں سر اوپر اٹھانا ہوتا ہے، اس لیے تکبیر کا تقاضا ہوتا ہے اور خاصہ حق سمجھ

Marfat.com

کر "اللہ اکبر" کہنا چاہیے، اور جب بندے نے حمد و ثنا ادا کر لی، اور حق تعالےٰ نے یہ حمد و ثنا سُن لی، تو ضروری ہو گیا کہ "سمع اللہ" کہنے کے لیے کہا جائے اور جب 'سمع اللہ' پر اعتقاد ہو گیا، تو اس کے ساتھ ہی "ربّنا لک الحمد" مقرر فرمایا۔ اور جب تمام مراتب و فرائض سے فارغ ہو گیا اور "نماز مومن کی معراج" کہی گئی ہے، تو مناسب ہوا کہ نماز کا اختتام تشہّد پر کیا جائے، تاکہ "الصلوٰۃ معراج المومن" سے آگاہی ہو جائے اور جب نماز کے تمام مراتب سے فارغ ہو گیا، تو آفات سے سلامتی کی خبر دی، اور تمام مؤمنین جماعت کو مبارک باد دی گئی۔ اور وہ السلام علیکم ہے، جو کہی جانی چاہیے اور سلام تم پر اور اُس پر جس نے آنحضرتؐ کی پیروی کی۔

مکتوب : ۱۳۸

اخلاص مندوں کے واقعات کے جواب میں تحریر کیا گیا۔

اے مشفق! ذکر کو پانی سے تشبیہ دینا اور اس کا بلندی سے نیچے آنا جسم کی آرائش کے لیے ہے۔ اور وہ جو روح کے ذکر کو راحت کہا گیا ہے، تو اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ رُوح سے مراد رُوح کا لطیفہ بدنی ہے، اور یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ ذکرِ قلبی کے مرتبہ میں محض تکرار ہوتی ہے، لیکن شہودِ وحدت کا مرتبہ ظاہر نہیں ہوتا، اور اگر ظاہر ہوتا بھی ہے، تو وحدتِ وجودی کی نسبت حاصل ہوتی ہے۔ اور وحدتِ وجود کے مرتبہ میں کثرت سے تعلق باقی رہتا ہے لہٰذا راحت توحیدِ شہودی پر موقوف رہتی ہے اور کثرت کا انتظار رہتا ہے۔ اور نظر محض وحدت پر لگی رہتی ہے اس لیے شہود میں راحت میسّر ہوتی ہے۔ لیکن اگرچہ راحت شہود میں ہے، لیکن اس

marfat.com

Marfat.com

راحت میں نفس اور خیال کی شرکت باقی رہتی ہے۔ اللہ سبحانہ کی توفیق سے اس سے بھی آگے نکل جانا چاہیے، اور عدمِ راحت سے مل جانا چاہیے۔ اللہ سبحانہٗ نے فرمایا ہے "خوشی مت مناؤ، اللہ خوشی منانے والوں کو پسند نہیں کرتا" دوسرا یہ کہ رُوح سے مراد حقیقتِ انسانی ہے، جو لطائفِ تختانیہ میں ہے اور اس سے انسانی حقیقت کے کمالات کا ظہور ہے۔ راحت خیال کی شرکت سے ہوتی ہے اور انسانی حقیقت کے اندر چھ لطائف طے کرنے کے بعد حقیقی راحت ہوتی ہے جس میں خیال کی شرکت نہیں ہوتی، اور چونکہ حقیقی بندگی کے مرتبے میں بندے کے لیے خوف اور ڈر لازم ہے۔ اس لیے "خوشی مت مناؤ" کا حکم دیا گیا، اور آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور دو مرتبوں سے ہے۔ ایک سالک کو محنت و ریاضت کا شوق دلاتا ہے، اور یہ مرتبہ اوسط ہے، لیکن یہ کسی کے اختیار میں نہیں، یہ محض خدائے تعالیٰ کا فضل ہے۔ دوسرا محض مہربانی اور نوازش کے لیے ہے۔ اور یہ مرتبہ کمال میں قطبیت و غوثیت کے صاحبان میں ہے، اور ان اہلِ مناصب کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ آنحضرتؐ کے ظہور کی تحقیق کریں۔ اور جب تک آنحضرتؐ کا ظہور نہ ہو، خدمات ادا کرنے کی قوت پیدا نہیں ہوتی۔ الغرض راحت کے مبادیات ظہور پاتے ہیں۔ لیکن انہیں محض آنحضرتؐ کی رضا کے حصول کے سپرد کرتے ہیں۔ اور ذکر میں مشغول رہنا چاہیے۔ اور مضطرب نہیں ہونا چاہیے۔ والسلام

مکتوب: ۱۳۹

میاں اللہ دیںؒ کے نام اس سوال کی تحقیق کے جواب میں لکھا گیا، کہ قلب جسے شیطان نے استعمال کیا ہے کس طرح اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لائق ہو سکتا ہے؟

Marfat.com

اللہ تعالےٰ نے ابلیس (میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) کے دعوے کے جواب میں فرمایا "میرے بندوں پر تمہیں کوئی غلبہ نہیں ہوگا، سوائے اُن گمراہوں کے، جو تیری پیروی کریں گے"، چنانچہ قرآن کی رُو سے ظاہر ہے کہ انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک مظہرِ جلال اور ایک مظہرِ جمال اور قلب بالخصوص جمال کا مظہر ہے اور جلال کے مظہر کو قلب میں کوئی دخل نہیں۔ سوائے کچھ وقت کے۔ اور وہ وقت بھی دو قسم کے ہیں۔ ابتدائی اور انتہائی۔ ابتدائی شرکت غیر معتبر ہے اور انتہائی شرکت معتبر اور اس کا خاتمہ اخیر میں بخیر ہوتا ہے۔ اور شرک کی دو قسمیں ہیں، جو جمال سے حصہ لیتی ہیں، اگرچہ ابتدائی گناہ کی نسبت زیرِ عذاب ہوں گی اور آخر میں ثمرۂ جمال پیدا ہوگا۔ مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مظاہرِ جمال کو درحقیقت انبیاءؑ کے ماتحت کیا ہے اور مظاہرِ جلال کو ابلیس مردود کے ماتحت۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے حُسنِ ظن سے اپنے آپ کو خاتمہ بالخیر ست مظہرِ جمال سمجھیں، اور مظہرِ جلال کے بارے میں حق سبحانہٗ سے استفادہ کی خواہش کریں۔ استفادہ کا یہ عمل بھی نیکیوں میں شمار ہوگا۔ اور اگر خدانخواستہ خاتمہ بالخیر نہ ہوا، تو عہدِ اسلام میں جو استفادہ کیا تھا، وہ اس عذاب میں تخفیف کا باعث بنے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اور اگر ساری عمر کُفر میں گزر گئی، اور استفادہ سے محرُوم رہا۔ تو پھر عذاب در عذاب میں مبتلا رہے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اُن کے اعمال سراب کی طرح ہیں، جس کو پیاسا اپنی زندگی تصور کرتا ہے"۔

مکتوب: ۱۴۰

نیک آثار ولی محمدؐ کے نام تحریر کیا گیا۔

برادرِ مشفق میاں ولی محمد کو فقیر عبدالنبیؒ کی طرف سے سلام۔ وہ نوازش نامہ جس

Marfat.com

میں جوابِ طلب مسائل کا بیان تھا، مِلا۔ خوشی ہوئی آپ نے اپنے باطن کی نسبت جو کچھ لکھا ہے، مطالعہ میں آیا۔ برادرِ مہرباں، حبیب اللہ تعالےٰ کے بارے میں بے کیفی کی تعلیم مل گئی، تو پھر رنگا رنگ کی تجلیات کے دیکھنے کو اس سے کیا نسبت؟ شاید ان کا ظہور پہلے ہو چکا ہو گا۔ بے کیفی کی نسبت الوان و تجلیات کی ممانعت کرتی ہے۔ البتہ جب تک بے کیفی کی نسبت احاطہ نہ کر لے، اگر تجلیات اور ان کے رنگا رنگ کے معائنے ہوں، تو ایسا ممکن ہے۔ ضروری ہے، کہ حق تعالےٰ کو تمام چھ[۶] اطراف سے پاک اور منزّہ سمجھا جائے اور علمِ حضوری اور حضورِ علم کی شان بہت بلند ہے۔ جب تک بے کیفی کی نسبت، پوری طرح جگہ نہیں پکڑتی، علمِ حضوری کہاں؟ اور علمِ حضوری کے بعد ہی حضورِ علم، مرتبۂ کمال رکھتا ہے۔ اور یہ ولایت انبیاءؑ میں تحقیق شدہ ہے۔

اور وہ جو اسما کی تفصیل لکھی گئی ہے، تو وہ بے کیفی کے بحرِ محیط کی نمودار ہی بے کیفی کے اندر ایسی قوت بخشتی ہے، جو دماغ کے خلل کو دور کرتی ہے۔ تمام مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ فاتحہ پڑھی جائے، اللہ پاک شفا بخشے گا۔ ذکرِ سلطان کی تعلیم کے بعد علم کی تعلیم کی جائے۔ علم سے مراد علمِ حضوری نہیں ہے۔ ابھی علم کا وقت کافی ہے، علم حصولی، مخلوق کا علم ہے اور علمِ حضوری اور حضورِ علم، جدید تعلیم پر موقوف ہے، اللہ سبحانہٗ کی ذات اپنی تمام صفات کے ساتھ مجہول الکیف ہے، اور نورِ محمدیؐ، مجہول الکیف ہے اور تمام مخلوقات معلوم الکیف ہیں۔ اور احدیت، واحدیت اور وحدت کا بیان بھی صحبتِ جدید پر موقوف ہے اور اللہ تعالےٰ کی ذات واجب الوجود ہے اور علوم، جائز الوجود ہیں۔ کہ ان کا موجود ہونا اللہ سبحانہٗ کے اختیار میں ہے اور موجودہ مخلوقات، ممکن الوجود ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ چاہے، تو انہیں عدم کر دے اور اگر چاہے، تو انہیں موجود رکھے۔ اور باری تعالےٰ کا شریک ہونا ممتنع الوجود ہے کیونکہ وہ ہر گز وجود میں نہیں آ سکتا۔ وہ ہمیشہ کے لیے معدوم ہے اور منتقی، غیب پر ایمان لانے والے لوگ

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بے کیفی پر مکمل یقیں رکھتے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ اللہ پاک کو چھوں اطراف سے پاک و منزہ سمجھ کر اس کی بے کیفی پر مکمل یقیں رکھیں۔ بے شک اللہ تعالےٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ والسلام۔

مکتوب : ۱۴۱

حقائق آگاہ میاں عبدالقادرؒ کے نام لکھا گیا۔

اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے، ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ نماز پنج گانہ کے اوقات کے بارے میں آں جناب نے جو سوال کیا تھا، موصول ہوا۔ میرے مشفق اس فقیر کے نزدیک چونکہ فجر کی نماز کا وقت انتہائی غفلت کا ہوتا ہے، اس لیے بطور احسان اور کمی، اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر دو رکعت نماز فرض کی کیونکہ اس سے کم نماز کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اور ظہر کے وقت کو وسیع کیا گیا ہے۔ اور یہ وقت طبیعت کی کشادگی کا ہے۔ اس لیے چار رکعت فرض کیے گئے۔ اور چونکہ عصر کے وقت میں بھی بہت فراخی اور کشادگی ہے اور طبیعت بھی خوش ہوتی ہے، اس لیے چار رکعت کا حکم دیا گیا، اور چونکہ مغرب کے وقت دن بھر کے کام کاج سے بے حد تھکن ہوئی ہوتی ہے۔ اس لیے بطورِ احسان ایک رکعت کی کمی کر دی گئی ہے اور چونکہ عشا کا وقت بھی کسل مندی کا وقت ہوتا ہے، لیکن چونکہ عشا کے وقت کے لیے کثرتِ کمال کے لحاظ سے ساری رات نماز عشا ادا کی جا سکتی ہے اس لیے اسے ظہر اور عصر سے مشابہت دی گئی اور اس میں چار رکعت کا حکم دیا گیا۔ یہ بطور احسان و کرم ہے۔ اور دن کی آخری نماز یعنی مغرب کی نماز کو حکمت بالغہ سے طاق کر دیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے کثرتِ وقت کے اعتبار سے

marfat.com

Marfat.com

احسان وکرم سے رات کو سنّت کی تعلیم دے کر وِتر کو بھی طاق ادا کرنے کا حکم دیا۔
اور اللہ ہی ٹھیک سمجھتا ہے۔

مکتوب : ۱۴۲ (الف) سوال

(سوال) فقیر صحبت اللہ دِیْن کی طرف سے لکھا گیا۔

حضرت موسےٰؑ نے ایک دفعہ راستے میں ایک گڈریے کو دیکھا کہ اللہ تعالےٰ سے اس طرح کلام کر رہا تھا کہ "اے میرے اللہ! اگر تو میرے پاس آئے، تو میں تجھے دُودھ دَوہ کر پلاؤں، اور تیرے جوتے سیُوں، اور اسی طرح اَور باتیں کر رہا تھا جو حق تعالےٰ کی شان میں کُفر سے مشابہ تھیں۔

جناب والا، حضرت موسیٰؑ نے جو امر و نہی کے حکم کے پابند تھے، اس کو اس بات سے منع فرمایا اور کہا کہ ایسی باتیں اللہ تعالےٰ کی شان میں مناسب نہیں۔ جب وہاں سے چلے گئے، اور اللہ تعالےٰ سے ہم کلام ہوئے، تو حق تعالےٰ نے ان پر غُصّہ فرمایا کہ تو جوڑنے کے لیے آیا ہے نہ کہ توڑنے کے لیے۔

جنابِ من، حضرت موسیٰؑ نے اللہ کی مخلُوق کو امر کی دعوت دی تھی۔ وہ عالم غیب نہیں تھے، کہ مَعتُوب ہوئے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ کمالِ محبت سے یہ الفاظ کہہ رہا تھا، اور یہ اللہ تعالےٰ کا خاصّہ ہے کہ انہیں یہ کلمات پسند آئے۔ اس سے دعوت و احتساب کے کام میں تعطل پیدا ہو جاتا ہے، جیسا کہ بزُرگوں نے فرمایا ہے خواہ کوئی ہوا میں اُڑے، اور پانی اور آسمان میں چلے، لیکن اگر اس میں رتی بھر کوئی بات خلاف شرع پائی جائے، تو اسے جھُوٹا اور مُفتری سمجھنا چاہیئے۔ اس لیے حضرت موسیٰؑ نے اُسے ایسے کلمات کُفر سے منع کیا تھا، نہ کہ حُکمِ جواز سے، کہ وہ

Marfat.com

اس طرح مورَدِ عتاب ہوئے، یقین ہے، کہ حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا، اس کا کیا سبب ہے، اس کے بارے میں ارشاد کیا جائے، زیادہ آداب۔

مکتوب : ۱۴۲ (ب) جواب

(جواب) میاں اللہ دینؒ کے خط کے جواب میں، حضرت موسیٰؑ پر عتاب کی حقیقت میں تحریر کیا گیا۔

ہر عقل مند پر اس کی عقل کے مطابق توحید واجب ہے۔ اللہ تعالےٰ کی توحید کی حد تک عقل بمنزلۂ نبی ہے، لیکن اللہ تعالےٰ کے اوصاف اور معرفتِ مفصّل کی حد تک عقل کا قیاس کافی نہیں۔ آنحضرتؐ نے اللہ تعالےٰ کی صفات کے تفصیلی امور اور دوسرے واجب احکام کی تعلیم دی ہے چنانچہ جب تک اس گڈریے کو صفات اور احکام کی تفصیلی دعوت نہیں پہنچی تھی، اس وقت تک وہ بے شک و شبہ اللہ تعالےٰ کی توحید پر قائم تھا اس لیے وہ معذور تھا کیونکہ اس پر توحید کا غلبہ تھا، اور احکامِ حق اس پر لازم نہیں تھے۔ نیز اس کی بے ادبانہ باتوں پر بھی کوئی الزام وارد نہیں ہوتا تھا۔ اس لیے یہ عتاب حضرت موسےٰؑ پر تھا، اور عتاب کے بھی دو درجے ہوتے ہیں ایک عتابِ لطیفہ اور دوسرا عتابِ قہریہ یہ عتاب ایک طرح سے لطف آمیز عتاب تھا۔ جیسا کہ کسی نادان بچے کو جب کوئی شخص کھیل سے منع کرتا ہے، تو بچے کا باپ اس شخص کو کہتا ہے، کہ نرمی سے کہو، کیونکہ اس بچے کا کھیل نادانی کی وجہ سے ہے، اس لیے معذور ہے۔ نقاشِ عام پر رکھنی چاہیے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے اس گڈریے کو ڈھونڈا، تو اُسے نرم کرنے والا پایا حضرت موسیٰؑ کے وعظ سے اس کا کام مکمّل ہو گیا اور اُسے مفصّل علم حاصل ہو گیا۔ پس اس

marfat.com

Marfat.com

بات کو سمجھ لیجئے۔

مکتوب: ۱۴۳

(سوال)

قبلۂ من۔ خدا میرا ایمان سلامت رکھے۔ یہ بندۂ گنہ گار، کمال کے نقصان کے اندیشے سے دوبارہ عرض گزار ہے کہ اعلیٰ نصیحت وارشاد، معرفت کے حصول کا سبب بنا۔ اور حقیقت تک پہنچنا ادنےٰ ہوتا ہے، تو پھر اعلیٰ کے ہوتے ہوئے عتاب کیسا تھا؟ اگرچہ وہ عتاب لطف آمیز ہی تھا۔ پہلی بات تو قابلِ انعام اور قابلِ ترقی تھی۔ نہ کہ لائقِ عتاب۔ عتاب کو عتاب ہی کہتے ہیں۔ نہ کہ انعام۔

(زیادہ آداب)

(جواب)

میاں اللہ دیؒ کے نام اس کے خط کے جواب میں

چونکہ معجزے کا اظہار احکامِ شریعت کی قبولیت کے لئے لازمی ہے۔ اور ادھر صورت یہ تھی کہ اس معجزہ کا اظہار جو احکام قبول کرنے کا سبب ہوتا ہے، گڈریے پر ابھی تک نہیں ہوا تھا اور اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ گڈریا اس حالت کی وجہ سے جو اس پر طاری تھی، مضطرب ہو جائیگا اور حضرت موسیٰؑ کی طرف سے بدگمان ہو کر بے اعتقاد ہو جائے گا۔ اور اظہارِ معجزہ کے بغیر انکار کر دے گا، لہٰذا عتاب ہوا کہ پہلے اس گڈریے کو معجزہ دکھاؤ اور اس کے بعد تعلیم دو، تاکہ حضرت موسیٰؑ کے معجزے کو دیکھنے کے بعد اس کے دل میں بات اتر جائے۔

دوسری بات یہ کہ عتاب گڈریے کے لیے تحقیقِ ہدایت کا باعث ہوا ہے حضرت موسیٰؑ اس عتاب کے سبب اس کی تلاش میں گئے اور گڈریے کی حقیقت اور اس کے

Marfat.com

ہدایت یافتہ ہونے پر مطلع ہوئے، اور جس شخص کو اس کی باتوں کی وجہ سے حالتِ الحاد میں چھوڑا تھا، اس کی حالتِ اسلام سے باخبر ہو گئے۔

مکتوب: ۱۴۴

خانصاحب میر نعمت خاںؒ کے نام لکھا گیا۔

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ آپ کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا خط موصول ہوا اور اس کے مطالعہ نے خوشی بخشی۔ خط میں یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ میں مسمّیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہوں میرے مشفق، بے کیفی کی حقیقت سمجھ لینی چاہیے۔ شروع شروع میں بے کیفی ایک صورت میں ذکر کرنے والے کے پیشِ نظر رہتی ہے۔ ذکر کرنے والے کو چاہیے کہ دل میں جو صورت بنے، اُسے سینے کے اندر سے دُور کرے، اور اس بات کی کوشش کرے کہ دل خیالات سے خالی ہو جائے، سوائے حقِ حقیقی کے جو تصور سے پاک و منزّہ ہے۔ اور حقیقی بے کیفی پر ایمان کے سوا آں جناب کے دل میں اور کچھ نہ رہے، اور حقیقی بے کیفی کے سمندر کے علم میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ قوتِ تخیّل میں خلا خیال سے میسّر آتا ہے۔ اگرچہ یہ ایمان مدتوں کے بعد نصیب ہوتا ہے، کیونکہ یہ صرف اللہ کا فضل ہے۔ اور بندہ اس کوشش کا مظہر ہوتا ہے۔ مزید برآں آپ نے جو دوسرے خط میں تحریر فرمایا تھا کہ مسلمانوں کی جماعت کو فتح نصیب ہوئی، تو اللہ کا شکر ادا کریں، کہ حق تعالےٰ نے کافروں کی جماعت کو مغلوب کر دیا۔ اللہ تعالےٰ ہر معاملے میں آپ کا حامی و ناصر ہو

Marfat.com

مکتوب : ۱۴۵

میاں رستم خاںؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

مشفقِ مہربان، خاں صاحب میاں رستم خاںؒ کی خدمت میں سلام فقیرانہ عرض ہو۔ آپ کے شفقت نامہ سے اس واردات کا پتہ چلا، جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے آپ پر ظاہر کی۔ اس کے مطالعہ سے دلی خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ پیر دستگیرؒ کے طفیل ان کی وفات کے مدّتِ مدید کے بعد آں حضرت آپ پر ظاہر ہوئے۔ خدا کا شکر بجا لانا چاہیے، کہ اس نُور کے نہ دیکھ سکنے کی وجہ سے جو نُورِ بے کیف کا آغاز ہے، اس نے آپ کو بینائی بخشی ہے۔ لیکن آپ کو آگاہ رہنا چاہیے اور سمجھ لینا چاہیئے کہ جو نُور گھر میں اور زیرِ آسمان ظاہر ہوتا ہے، کوئی نہ کوئی کیفیت رکھتا ہے خواہ سالک اُسے بے کیف ہی کیوں نہ جانے، کیونکہ زمان و مکان میں جو کچھ ہے، باکیف ہے، بے کیف نہیں، تاہم مجہُول الکیف ہے۔ سالک مجہُول الکیفی کی وجہ سے کیف کے معلُوم نہ ہونے کی وجہ سے اسے بے کیف جانتا ہے۔ سالک کو چاہیے کہ شرعی عقیدے کے مطابق اسے پرکھے اور جان لے کہ جو کچھ زمان و مکان میں سما سکتا ہے، وہ ایک نُور ہے، جو مخلُوق ہے، جسے سالک کی تسلّی کے لیے دنیا میں ابتدائے رویت کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ اور یہ ابتدا، جس پر بے شمار حجابات پڑے ہیں، نُورِ محمدیؐ ہے اور وہ مجہُول الکیف ہے، اور سالک غلطی سے اُسے نُورِ حق سمجھتا ہے۔ یہ عقیدہ شریعت کو یاد نہ رکھنے کی وجہ سے ہے۔ اور وہ غلطی کھا کر اسے رُویت حق سمجھ لیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رُویت دنیا میں صرف آنحضرتؐ کا حصّہ ہے، جو انہیں ایک بار معراج شریف میں ملا۔ اور دُوسرے انبیا کو بھی خصوصیت

Marfat.com

حاصل ہے اور وہ بھی صرف ایک ایک بار۔ چنانچہ اس نُور کو اوّل، نُورِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یا بدرجۂ ثانی ان کے نُور کا ظہُور یا بدرجۂ ثالث نُورِ حق کی ابتدا سمجھنا چاہیے۔ اور رؤیت حق کی امید آخرت میں رکھنی چاہیے۔ چنانچہ ایک عزیز نے عربی کے اشعار میں بیان کیا ہے ؎

(۱) جس شخص نے یہ کہا کہ اس نے حق تعالےٰ کو اس دنیا میں اپنی آنکھ سے دیکھا، وہ زندیق ہے۔ اس نے بغاوت کی اور سرکشی کی۔

(۲) اس نے اللہ کی کتابوں اور اس کے رسُولوں کی مخالفت کی۔ وہ شریعت کے رستے سے بھٹک گیا، اور دُور سے دُور تر ہو گیا۔

اور حاجی فیروز (قدّس سرہ) کا قول، اصولِ دین کے خلاف ہے، اگر اس نے رؤیتِ ذات سمجھی اور رؤیت بصری و ایمانی خیال کی، نہ کہ رویتِ بصری، تو ٹھیک ہے، اور نُور کا یہ ظہُور جو آپ پر ظاہر ہوا ہے، میاں فیروز کے قول سے الگ اور دُوسرے مرتبہ پر ہے اسے رؤیت کی ابتدا سمجھا جانا چاہیے۔ اور اس نُور کے پردے میں حق سبحانہ کو حقیقی بے کیفی سے دیکھنا چاہیے، اور مکان و زماں سے پاک و صاف سمجھنا چاہیے۔ ع بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است۔ (ترجمہ) میں بات کو اسی پر ختم کرتا ہوں، کہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

مکتُوب : ۱۴۶

محمد یارؒ ساکن غلزئی کے نام لکھا گیا۔

سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور سلام ہے برگزیدہ لوگوں پر۔ دوستِ صادق، صاحبِ اقبال، مُجیب الدعوات جناب خانصاحب کے مکتوب کے ملنے سے فقیر اپنے حال پر متنبہ ہوا، اس نے اپنا حال اس التجا سے الگ نہ پایا، کہ اے ہمارے اللہ میری اور میرے

marfat.com

Marfat.com

بھائی کی التجا کو قبول فرما۔ اس خط کے مطالعہ سے چند سوالات کی وضاحت ہوئی۔ لکھا تھا کہ بعض عزیزوں نے کہا ہے کہ پہلے "گردش" ہے اور پھر "درزش" اس کے کیا معنی ہیں؟

اے دوست، گردش کے معنی سلوک ہیں۔ اور درزش کے معنی جذبہ کی وصولی ہیں۔ یہ معانی اس مذہب کے مطابق ہیں، جو سلوک کو جذبہ پر مقدم رکھتا ہے، دوسرے معنی یہ ہیں کہ گردش کے معنی ریاضت ہیں اور درزش کے معنی اختیار، یعنی دل کا ذکر ریاضت کے بعد مرشد یا زبان کی طرف سے، اور یہ معانی اس شخص کے طریقے کے مطابق ہیں، جس کے نزدیک ریاضت، سلوک پر مقدم ہے۔ تیسرے معنی یہ ہیں کہ گردش کا مطلب وہ جذبہ ہے، جو سلوک کے بلندی میں پایا جاتا ہے اور درزش کے معنی ہیں، جذبہ کا سلوک پر غالب آنا اور امتزاجِ سلوک سے خالص ہو جانا، اور یہ معانی حضرات نقشبندیہ کے مطابق ہیں، جو جذبہ کو سلوک پر مقدم رکھتے ہیں، اور یہ اس طریقہ کی برکتِ کامل کی وجہ سے ہے۔ اور اس کی کئی نشانیاں ہیں، جن کے طولِ بیان کو میں نے مختصر کر دیا ہے۔ چوتھے یہ کہ گردش کے معنی ہیں وصل (جوڑنا) اور درزش کے معنی ہیں فصل (توڑنا) اس معنی حضرت خواجہ نقشبند نے ایک طویل بیان فرمایا ہے، جس کا یہ کاغذ کا پرچہ متحمل نہیں ہو سکتا۔ پانچویں معنی یہ ہیں کہ گردش بمعنی توبہ اور درزش بمعنی انتخاب ہے۔ یہ معنی طریقہ نقشبندیہ میں طریقۂ احسنیہ افضلیہ میں مستعمل ہیں اور حضرت دستگیر آدمؑ سے مخصوص ہیں کیونکہ ان کے مخصوص طریقے میں آغاز توبہ سے ہوتا ہے، اور اس کی انتہا قبولیت پر ہوتی ہے۔ اس توبہ کو دوسری قسم کی توبہ نہیں سمجھنا چاہیئے دوسری طرف کی توبہ سایہ ہے، اور ان کی توبہ سایوں سے غلامی اور فراغت پانے کے بعد ہے۔ اور دونوں میں بہت، بڑا فرق ہے۔ ع۔ اور اسی پر بات ختم کرتا ہوں۔ کہ داناؤں کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔

آپ نے یہ جو لکھا ہے کہ سواری اور نشست کی حالت میں یاد کرنے اور یاد رکھنے کی نسبت پاتا ہوں، اور پھر آپ نے لکھا ہے کہ اگر حکم ہو تو نفی و اثبات اور تہ کرنے کی بات

Marfat.com

عجیب ہے۔ جو لوگ ہر وقت خود بخود یادداشت رکھتے ہیں، ہمارے طریقے میں جہر و نفی واثبات کے طریقے سے آگے گزر چکے ہیں۔ اور ترقی کر گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ان دونوں نسبتوں نے غلبہ حاصل نہیں کیا، اس صورت میں نفی واثبات کی گئی ہو گی۔ اگر دل جہر کی طرف رغبت کرتا ہے، تو تنہائی کے وقت میں درمیانے طریقہ سے سنت کے مطابق کیا جائے اور جب تک دلی نسبت غلبہ کرے، کر لیا جایا کرے۔ اور رہ جو ایک جبہ (یا ٹوپی) کے متعلق تحریر تھا، فقیر اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا۔ لہذا اسے چھوڑ دیا ہے۔ اور رہ جو ایک رسالہ کے متعلق لکھا تھا، تو مختصر یہ ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے، "دنیا کے اندر اس طرح رہو جس طرح کوئی مسافر پل پر اور اپنے آپ کو اصحاب القبور میں شمار کرو" اس بات کا خیال رکھیں۔ تمام رسالہ مختصر ہے۔

اور رہ جو حاجیوں کے طریقے کے مطابق اپنے آپ کو "بدبخت" اور "روسیاہ" کہتے ہیں اور "نہ مومن ہوں نہ مسلمان" کہتے ہیں، تو ایسے الفاظ اہلِ ایمان کو زبان و قلم پر نہیں لانے چاہییں، خواہ ایمان عام سا ہو، انہیں چاہیے کہ خود کو مسلمان سمجھیں اور گناہ کی وجہ سے گنہگار سمجھیں، نہ کہ کافر، ہم اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتے ہیں، کفر اور شرک سے۔ اگر کسی عزیز نے ایسا کہا ہے تو شاید وہ مغلوب الحال ہو اور ایسی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔ الغرض اگر سواری یا غیر سواری کی حالت میں نسبت میسر ہو، تو اسے غنیمت جانئے، اور دلی عجز و انکسار اس کے ساتھ رکھیں۔ کیونکہ عجز و تضرع کے بغیر ذکر کو غفلت میں شمار کیا گیا ہے۔ تاہم تضرع اس قدر نہیں ہونا چاہیے کہ اپنے آپ کو بدبخت اور سیاہ سمجھیں، کیونکہ یہ نقاب اس کے حق میں کفر ہو گا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا "ان کے چہرے سیاہ ہوں گے"۔ زیادہ دعا۔

marfat.com

Marfat.com

مکتوب : ۱۴۷

میاں اللہ دینؒ کے مکتوب کے جواب میں کہ بعض مقبروں پر بدعت ہوتی ہے، کی تحقیق کے بارے میں لکھا گیا۔

یہ کام کاج کسی کے اختیار میں نہیں۔ خود مقبروں کے صاحبان اس حالت پر غم ناک ہیں۔ اس کے دور ہونے کی ہر چند دعا کرتے ہیں قبول نہیں ہوتی۔ مجبوراً معاملہ قضا کے سپرد کر کے غم ناک ہوتے ہیں۔ اس بارے میں دعا کے قبول ہونے میں بے بس ہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حق تعالےٰ اگرچہ ہر ذرہ کے قریب ہے، اور بزرگ، اللہ تعالےٰ کی طرف سے اطلاع و الہام کی وجہ سے واقف ہوتے ہیں، پھر بھی قضائے الٰہی سے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ مخدوم عالم بہاء الدینؒ کو غالب۔ جاننا بے شبہ نادانی ہے۔ جب ایسے معاملات کو خلافِ شرع دیکھا جائے، تو انہیں قضا کے سپرد کر دینا چاہیے۔ یہ مصلحت کا موقعہ نہیں، بلکہ دم مارنا قضا کا انکار کرنا ہے اور یہ محض کفر ہے۔ مقبروں سے لذت حاصل کرنا اور شے ہے۔ یہ مرتبۂ ثانی اور مرتبۂ لطیفہ ہے اور پہلا قہر کا مرتبہ ہے ؎ بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔ (دونوں راہوں میں دیکھئے کتنا بڑا فرق ہے)

مکتوب : ۱۴۸

اسماء تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کی تحقیق کے بارے میں سعادت شعار ہدایت اللہؒ کے نام لکھا گیا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ تسمیہ کی آیت میں جو تین ناموں یعنی اللہ، رحمٰن اور رحیم سے مرکب ہے، حق سبحانہٗ کے تین ہزار نام شامل ہیں جنہیں تمام انبیاء اور فرشتوں کو اللہ نے اپنی تسبیح کے لیے فرمایا، تاکہ اس تسبیح کے ذریعے ہر ہنر اپنی خصوصی تسبیح کے ذریعے

Marfat.com

اللہ پاک کو یاد کرے۔ ایک ہزار نام جن کی تسبیح فرشتے کرتے ہیں اسمِ رحیم کے اندر ودیعت کیے گئے ہیں، اور ایک ہزار نام جن کی تمام انبیاؑ تسبیح کرتے ہیں، اسم رحمٰن میں شامل ہیں، تاہم ان انبیا میں چار انبیا یعنی حضرت عیسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت موسیٰؑ اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں، اور ہزار نام جن کے ذریعے یہ چاروں نبی اللہ تعالےٰ کو یاد کرتے ہیں، "اللہ" کے نام میں مضمر ہیں، لیکن تفصیل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو جن تین سو ناموں کی تعلیم انجیل میں دی گئی ہے، وہ لفظ اللہ کے حرف "ھ" کی پہلی چشم میں پوشیدہ ہیں، اور جن تین سو ناموں کی تعلیم حضرت داؤد کو زبور میں دی گئی ہے، وہ اللہ کے آخری حرف "ھ" کی دوسری چشم میں مضمر ہیں۔ اور وہ تین سو نام جن کی تعلیم حضرت موسیٰؑ کو توریت میں دی گئی، وہ اللہ کے دوسرے حرف "لام" میں پوشیدہ ہیں، اور ننانوے نام جن کی تعلیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں دی گئی، وہ اللہ کی پہلی لام میں ودیعت کیے گئے ہیں، باقی ماندہ ایک اسم اعظم جس کا ظہور "اللہ" کے پہلے حرف 'الف' میں ہے، دوسرے تمام اسماء میں پھیلا ہوا ہے۔ پس جو کوئی تسمیہ کو حضورِ دل سے پڑھے گا، وہ گویا تین ہزار اسمائے مبارکہ کو پڑھے گا، اور کل کے ثواب کا امیدوار ہوگا۔

مکتوب : ۱۴۹

میر جمال اللہ مفتیٔ جالندھرؒ کے نام "نور العین" کی روایات معلوم کرنے، اور بعض دوسرے مسائل کی تحقیق کے لیے لکھا گیا۔

پہلا مسئلہ :۔ اگر کسی نے "احسنت" (شاباش) اس نیت سے کہا کہ تو نے حتی الوسع قرآنِ مجید کے الفاظ کو درست طریقے سے ادا کیا، تو ٹھیک ہے، اور اگر نیت یہ کی

Marfat.com

کہ تو نے قرآن مجید کو "نیک" کر دیا، تو اس میں کفر کا اندیشہ ہے۔

دوسرا مسئلہ:۔ غسل میں نیت شرط نہیں ہے جیسا کہ کتب حقیقت میں درج ہے، لیکن پانی پاک ہونا چاہیے۔ اگر پاک اور پلید کے معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی، تو شخص گنہ گار ہوگا۔ تاہم اس کا سجدہ درست ہوگا، مگر مکروہ۔

تیسرا مسئلہ:۔ صحیح بات یہ ہے کہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے جیسا کہ حق تعالےٰ نے روح قبض کرنے والے فرشتوں کی تعریف میں کہا ہے "والنّازعات غرقاً" (قسم ہے ان فرشتوں کی، جو ڈوب کر (روح) نکالتے ہیں۔)

چوتھا مسئلہ:۔ اگر نکاح کرنے والا، اور نکاح میں آنے والی اُن رسوم سے جو کفار کا خاصہ ہیں، راضی نہیں، تو پھر نکاح درست ہے، اگر وہ راضی ہوں، تو پھر یہ دیکھنا چاہیے، کہ وہ رسم کفار کی خصوصیت ہے، اور ناکح و منکوحہ دونوں راضی ہیں، تو نکاح میں خرابی کا اندیشہ ہے۔ اور اگر وہ رسم کفار کی خصوصیت نہیں، تو اس رسم سے گنہ گار تو ہوگا، لیکن نکاح کے جائز ہونے کا احتمال ہے۔

پانچواں مسئلہ:۔ اگر کوئی عورت یا مرد زبان سے کلمۂ کفر کہہ دے، اور اس کا علم نہ ہو، اگر علم ہوتا، تو زبان سے نہ کہتا۔ ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک وہ معذور ہے، لیکن جب اطلاع ہو جائے، تو توبہ ضروری ہے۔ لیکن نکاح نہیں ٹوٹتا۔

چھٹا مسئلہ:۔ شہادت کے بغیر نفس بخش نکاح کو فاسد کر دیتا ہے، اگرچہ بعض علماء نے اس کے جواز کو نقل کیا ہے، تاہم جمہور علما کے نزدیک یہ بات درست نہیں۔

ساتواں مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص قرأت کے آداب دوسرے شخص سے بہتر ادا کرتا ہے، لیکن دوسرا اگرچہ آداب قرأت تو ٹھیک ٹھیک ادا نہیں کرتا، لیکن الفاظ کو صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے، اور معنی میں ایسی تبدیلی نہیں ہوتی، جس سے نماز فاسد ہو جائے، تو نماز اعلیٰ ہے۔ اس لئے ایسی نمازیں کوئی خوف نہیں اور اگر حروف میں غلطی کرتا ہے، لیکن

Marfat.com

معنی میں ایسی تبدیلی نہیں ہوتا، کہ نماز فاسد ہو جائے تو اس کے اقتدا کا ترک کرنا بہتر ہے۔ پس ایسا شخص ادنیٰ ہے اور اس کی امامت ترک کرنی چاہیے۔

مکتوب : ۱۵۰

میاں محمد افضلؒ کے نام بعض سوالات کے جوابات برقوئے حدیث طلب کرنے پر تحریر کیا گیا۔

عام حالات میں تصرّف کرنا، اور خرقِ عادت واقعات پیش کرنا مثلاً مُردے کو زندہ کرنا، علمائے باطنی کا حصّہ ہے، جو ظاہری اور باطنی علوم کے ایسے ہیں۔ اور وہ ایسے نہیں کہ ظاہری علوم سے جاہل رہ کر فرقِ عادات، واقعات پیش کریں، اور سنت، کی پوری طرح حفاظت نہ کریں، کیونکہ یہ مرتبہ استدراج کا ہے۔ اور ایسی بات، کو بنی اسرائیل کے انبیاؑ سے تشبیہ دینا غلط ہے۔

"نوم العالِم عبادت" (عالم کی نیند عبادت ہے) کی حدیث علمائے ظاہر و باطن کے حق میں ہے، کیونکہ علماء کا دینی کتب کا مطالعہ کرتے رہنے کے بعد سو جانا بھی ان کی عبادت ہے، اور علمائے باطن اس حدیث، کی پیروی میں کہ "میری آنکھیں تو سوتی ہیں، لیکن میرا دل نہیں سوتا" بظاہر وہ سوتے ہیں۔ لیکن باطن میں اُن کا دل جاگتا ہے، اگرچہ دونوں مقبول ہوتے ہیں۔ لیکن اُن میں اور ان میں بہت فرق ہے اور یہ بات، کسی ذہین و فطین شخص پر پوشیدہ نہیں۔

اور حدیث میں عالم کے علم کی توہین سے منع کیا گیا ہے نہ کہ عالم کے بعض عمل کی توہین سے اور ایمانِ شہودی، ایمان ترغیبی پر اضافہ ہے ایمانِ ترغیبی واجب ہے، اور اگر ایمان شہودی بھی ہو، تو سبحان اللہ، کیا کہنے، لیکن ایمانِ شہودی واجب نہیں، لیکن ایمانِ ترغیبی کے بعد اس کے حصول کے لیے تگ و دو کرنا درجات رکھتا ہے۔

Marfat.com

قدریہ اور جبریہ کے درمیان اختیار کے معنی یہ ہیں، کہ بندہ اللہ سبحانہٗ کے سامنے بے اختیار ہے، لیکن اپنے ابنائے جنس اور وحوش و طیور کے مقابلے میں مختار ہے۔ یہاں اختیار کے معنی ابنائے جنس میں تمیز کامل کے ہیں۔

(سوال) یہ اختیار یعنی تمیزِ کامل چونکہ تقدیر میں کمی اور زیادتی نہیں کر سکتی، تو پھر حکم دینے اور منع کرنے کے کیا معنی ہیں؟

(جواب) حق تعالےٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے اس کمزور مختار کو امر و نہی کا مظہر دو وجہ سے بنایا ہے کہ وہ صاحب تمیز اور صاحب بے تمیزی بھی ہے اور آیت، کریمہ "ذات باری سے نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتا ہے، بلکہ لوگوں سے ان کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا" کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے، اور اس سے بڑھ کر سوال کرنا بے عقلی کی بات ہے۔

اور کنوئیں اور اوندھ کے بارے میں سمجھنا چاہیے کہ اصل میں اوندھ پاک، پانی پاک، اور اس کی پاکیزگی تحقیق شدہ ہے۔ جب تک اس کی پلیدی کا یقین نہ ہو جائے، اسے پلید کہنا بدگمانی ہے، اور کسی شے کے حق میں جو حقیقت میں پاک ہو، ایسی بدگمانی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اے ایمان والو، بہت زیادہ ظن کرنے سے پرہیز کرو"۔ اس لیے پورے یقین کے بغیر پلید کہنا منع ہے۔ گویا مسلمانوں کو اس طرح بدگمانی میں ڈالنا پسندیدہ نہیں اور ہم اس بات سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

مکتوب: ۱۵۱

سعادت شعار، ہدایت اللہ خادمؒ کے نام "کہ نماز اشراق کس طرح پڑھی جائے"

تحریر کیا گیا

Marfat.com

اشراق کی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ آیت الکرسی پڑھیں، اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ قُل پڑھیں۔ نماز استخارہ میں پہلی رکعت میں الم تر کیف، اور دوسری رکعت میں "لایلاف" تیسری رکعت میں "والضحیٰ" اور چوتھی رکعت میں "الم نشرح"۔ چاروں رکعتیں ایک نیت کے ساتھ ادا کریں۔ اور مغرب کی نماز میں فرض اور سُنّت کے بعد نفل اوابین پڑھیں۔ کم از کم دو رکعت، اور اکثر چھ رکعت، اور ہر رکعت میں تین بار سورۂ اخلاص پڑھیں، اور دو دو رکعت کی نیت کریں، اور تہجد کی نماز آدھی رات کے بعد اور صبحِ صادق سے پہلے خدا جتنی توفیق دے پڑھے، اور دو دو رکعت کی نیت کریں۔ کم سے کم چار رکعت، ورنہ بارہ رکعت۔ اگر سُورہ یٰسین یاد ہو۔ تو اس کو پڑھیں۔ اور اگر یاد نہ ہو تو ہر رکعت میں سُورہ اخلاص تین بار پڑھیں۔ اس کے بعد اگر توفیق ہو، تو صبح صادق تک مراقبہ کریں۔ اور جب نمازِ فجر ادا کرلیں تو دعا کے بعد ذکر، تسبیح و مراقبہ میں سُورج کے نکلنے تک مشغول رہیں۔ والدعا۔

مکتوب : ۱۵۲

آیت "یلج مَلکوت السّمٰوٰت" کے معنی اور حضرت مولویؒ کے ایک شعر کی تحقیق کے بارے میں لکھا گیا۔

(سوال) ۔ ایک عزیز نے سوال کیا ہے کہ آیت وہ (فرشتے) زمین و آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتے، جب تک انہیں دوسری مرتبہ زندگی نہیں دی جاتی۔ اور حضرت مولاناؒ رومؒ نے بھی مثنوی شریف میں فرمایا ہے ؎

یک صد و ہفتاد قالب دیدہ ام ہم چو سبزہ بارہا روئیدہ ام

(ترجمہ) میں نے ایک سو ستر جسم دیکھے ہیں۔ اور سبزہ کی طرح کئی بار اُگا ہوں۔

Marfat.com

ان دونوں باتوں سے تناسخ کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے، اور حقیقت یہ ہے، کہ تناسخ کا عقیدہ کفر ہے۔ ان کے معنی، جو شرع کے مطابق ہو بیان فرمایئے اور بیان فرما کر اجر لیجئے۔

جواب : متشابہ عبارات میں، کہنے والے کے مقصد پر نظر رکھنی چاہیے، اور پھر بات سمجھنی چاہیے۔ چنانچہ حدیث کی عبارت اور آئمت انتساب میں لفظ قدم اور رجل (پاؤں) اللہ تعالےٰ کے بارے میں استعمال ہوئے ہیں، حالانکہ حق تعالےٰ جسم وجوہر سے پاک ہے۔ اور یہی الفاظ اللہ تعالےٰ کی ذات کے جسم پر وارد ہوتے ہیں، جب میں کسی بات کو مجسم کرتا ہوں، تو کہتا ہوں کہ "ان الفاظ کو جسم دے کر اس طرح حق تعالےٰ پر اطلاق کرنا جائز ہے"، تو یہ سراسر کفر ہے۔ اور جب اس آیت وحدیث کے جس میں یہ الفاظ آئے ہیں، معنی بیان کرتا ہوں، تو اُسے یا تو تسلیم کرتا ہوں، یا اس کی تاویل کرتا ہوں اور چونکہ اللہ تعالےٰ جسم وجوہر سے پاک ہے، اس لیے اس کے ایسے معنی کرتا جن سے جسمیّت ظاہر ہوتی ہے، کفر سمجھتا ہوں۔ اسی طرح مذکورہ بالا اقوال، جو بزرگانِ دین اور صاحبانِ اسلام نے کہے ہیں، الحاد اور بدعت میں سے ہیں۔ اور مُلحد کا قول تناسخ کی حقیقت کو ثابت کرتا ہے۔ اللہ پاک انہیں ذلیل وخوار کرے۔ اکابرِ دین کی بات کو شریعت کے عقاید کے مطابق تسلیم وتاویل کرنا چاہیے، تاکہ اس سے جسمیّت کی بُو نہ آئے۔

سوال : خاموشی سے تسلیم کرنا اس بزرگ کی مراد کے مطابق مان لینا ہے۔ اگر اس کی تاویل کریں، تو بیان فرمایئے، کس طرح کریں؟

جواب : جب یہ معلوم ہو گیا کہ اس لفظ کے لغوی معنی تناسخ کو ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ بات شرعاً منع ہے، تو ظاہری معنی کو ترک کر دینا چاہیے، اور سمجھنا چاہیے کہ سلوک کے راستے میں ایک حال سے دوسرے حال میں اور ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ پہلی حالت یا مرتبہ میں سالک فنا ہو جاتا ہے اور دوسرے

Marfat.com

مرتبے میں دم باقی رہتا ہے۔ اس دوسرے مرتبہ میں بھی کچھ دیر قیام کرتا ہے اور اگلے مرتبہ میں قیام کرتا ہے۔ اور پھر وہاں سے بھی ترقی کر جاتا ہے اور پھر فنا ہو جاتا ہے، اور اگلے مرتبے پر باقی رہتا ہے۔ اور اس کا معاملہ کسی اور طرح سے تحقیق پاتا ہے۔ اس مقام میں بھی کچھ دیر سکونت کرتا ہے، فوائد حاصل کر کے پھر ترقی کر کے آگے بڑھ جاتا ہے اور یہ حالت سالک کی استعداد کے مطابق ہوتی ہے۔ بعض سالک جن میں استعداد کامل ہوتی ہے ایک ہی جست میں مقامِ فنا حاصل کر کے اُس وصل سے بہرہ یاب ہو جاتے ہیں جسے کوئی فنا نہیں، اور وہ ہمیشہ کے لیے وصلِ حقیقی سے لطف اندوز ہو جاتے ہیں۔ اور بعض سالک قوتِ استعداد میں کمی کے باعث ایک مرتبے سے دُوسرے مرتبے میں ترقی کرتے ہیں، اور اس عرصے میں استعداد پیدا کرتے ہوئے مرتبہ بمرتبہ فنا اور بقا کے درجات حاصل کرتے ہیں۔ اس استعداد کے مالک بعض بلندی ہوتے ہیں اور بعض اوسط درجے کے۔ کہ اُن کے سامنے ابھی کام باقی ہوتا ہے۔ اس کام کے دوران فنا و بقا کے مرحلوں میں محظوظ و مسرور ہوتے ہیں۔ جب آپ نے یہ تفصیل سمجھ لی تو جان لینا چاہیے کہ بزرگوں کے نزدیک یہ سالک کے اوصاف کی تبدیلی ہے، ایک مرتبے سے دوسرے مرتبے تک۔ اگرچہ وہ شخص ایک ہی ہوتا ہے، جو فنا و بقا کے مراحل طے کرتا جاتا ہے۔ یہی بات درست ہے۔ اور مُلحد و بدعتی کا یہ خیال کہ ایک جسم دُوسرے جسم میں واقع ہوتا ہے غلط ہے اور یہ کُفر ہے۔

مکتوب: ۱۵۳

ایک عزیز کے نام، صاحبِ استدراج کفار کی صحبت سے منع کرنے کے لیے لکھا گیا۔

Marfat.com

آپ کے عقیدت سے معمور مکتوب نے دل کو خوشی پہنچائی، اور اس میں لکھی ہوئی حقیقت کی وضاحت ہوئی۔ اے عزیز آپ کا فقرا کی طرف رجوع کرنا صرف فائدہ اٹھانے کے لیے ہے، اس لیے ایسی چیز جس کی خوبی و نقصان سے آپ ناواقف ہوں، کے بارے میں میرا فرض ہے کہ آپ کو آگاہ کر دوں مخلص وہ ہوتا ہے جو راہ کے نیک و بد سے واقف کرے ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است　　وگر خاموش بنشینم، گناہ است

(ترجمہ) اگر میں دیکھوں کہ ایک اندھا ہے اور اس کے آگے کنواں ہے، تو ایسی حالت میں اگر میں خاموش بیٹھا رہوں، تو گناہ ہے۔

مجھے قسم ہے ربِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی، کہ جس دن میں نے سنا کہ شیخ صاحب دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک منکر کے پاس اعتقاد اور اس کے کشف کی وجہ سے جاتے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں، کہ محض بیٹھنے سے جو کچھ ہمارا مطلب ہے، وہ اس منکرِ دین کی صحبت سے حاصل ہو جاتا ہے، اس دن سے مجھے یہ خوف لاحق ہو گیا ہے کہ مبادا اس معتقدِ رین کے دین و ایمان میں اس منکرِ دین کی صحبت سے خلل پیدا ہو۔ اور آخرت کی خرابی کا باعث ہو اور میں چاہتا تھا کہ اس بات سے آگاہ کر دوں، لہٰذا میں نے اس موقع پر اس صحبت کے نقصان سے آگاہ کیا۔

عزیزِ من۔ کافر کی کرامت (استدراج) پر اعتقاد نہیں رکھنا چاہیئے۔ ابلیسِ لعین بھی جو قطعی طور پر مردود ہے، ایسا استدراج رکھتا ہے جس طرح آدمی کی رگوں میں ہوا گشت کرتی ہے، وہ ایک لحظہ میں زمین کی پاتال سے آسمان کی ثریا تک سیر کر آتا ہے، اور کافر دجال حضرت امام مہدیؑ کے زمانے میں ظاہر ہوگا، اور مختلف خرقِ عادت واقعات سے مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کرے گا۔ اور لوگ بے دین ہو جائیں گے حتیٰ کہ حضرت امام مہدیؑ کو اس کے مقابلے میں جنگ لڑنی پڑے گی حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے، تو دن کافر اُن کی قہر آمیز نظر سے پگھل جائے گا اور چالیس سال تک تمام دنیا سے ہر قسم کی تاریکی

marfat.com

Marfat.com

چھٹ جائے گی. اور اس قسم کے شعبدوں کے باوجود کافر قہرِ الٰہی میں گرفتار رہیں گے اس وقت کے کفار بھی ابلیس کے شعبدے کا اثر رکھتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ دینِ محمدیؐ کے انکار کی تاریکی ان میں ظاہر ہے۔ ان پر کیوں کچھ اعتبار کیا جائے؟ سوائے ان ناقص لوگوں کے، جو دین اور کفر میں فرق نہیں جانتے اور اولیا کی کرامت اور کافروں کے استدراج کو برابر سمجھتے ہیں، کوئی اور کیوں کرے؟ اس قسم کا کلمہ گو بھی کافر ہے۔ چونکہ میں آپ کو دین کے عقائد سے آراستہ دیکھتا ہوں، اس لیے محض اس خاطر کہ دین میں اخلاص رکھنے والا غلطی میں مبتلا نہ ہو، میں نے آگاہ کر دیا ہے یہ نہ سمجھیے کہ اس نصیحت میں کوئی اور مطلب پوشیدہ ہے۔ ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ میں نے تو صرف عقائدِ دین سے واقف کیا ہے۔ کیا آپ نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا کہ حق تعالےٰ نے کفار کی دوستی سے منع کیا ہے "اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ۔" چونکہ اللہ تعالےٰ نے کفار کو اپنا دشمن کہا ہے، اس لیے خدا کے دشمن کے ساتھ دوستی، خدا کے ساتھ دشمنی ہے، اور خدا کے ساتھ دشمنی صاف صاف کفر ہے۔ چنانچہ کافر کی دوستی کفر تک لے جاتی ہے۔

ہاں اگر کافر سے ملاقات اس غرض سے ہو کہ اسے نصیحت کے ذریعے کفر سے ایمان کی طرف لایا جائے۔ تو ایسی ملاقات منع نہیں۔ لیکن کافر کو خدا دوست سمجھنا، صریح کفر ہے۔ فقیر کو آپ سے دل و جان سے اخلاص ہے۔ اسی لیے از خود آپ کو آگاہ کرتا ہوں۔ کسی اور قسم کا خیال دل میں نہ لائیں۔ فقیر کو اپنا خیر خواہ سمجھیں، اور دعاؤں میں یاد رکھیں۔

مکتوب: ۱۵۴

میاں یار علیؒ کے نام، "عارف کامل و واصل" کی تحقیق کے بارے میں تحریر کیا گیا۔

Marfat.com

پاک ہے وہ ذات، جو پوشیدگی میں ظاہر ہوئی، اور ظاہر میں پوشیدہ ہوئی۔ علم ہونا چاہیے کہ ذاتِ جامع کمالات، کی حقیقت کا عالم نچلے مراتب یا دنیاوی مراتب سے گزر کر حقائقِ اشیاء کے مرتبہ تک، جو محض غیب الغیب اور مراتب خفیہ ہیں، پہنچ کر ذاتِ جامع کو خواہ، یہ غیب در غیب کے مرتبے ہوں اور خواہ بے حجاب ظاہر کے مراتب ہوں، پالیتا ہے۔ اور دونوں مرتبوں کو ذاتِ جامع کی حقیقت کا ظہور سمجھتا ہے۔ اس طرح یہ عالمِ کامل، سایہ سے نکل کر حقیقتِ ذات کی اصل تک پہنچ کر ظلیت کا کوئی اثر نہیں رکھتا۔ اور تمام سایوں کو حقیقتِ ذات میں موجود اور قائم پاتا ہے۔ اس وقت یہ عالمِ کامل، بے حجابی کے حجاب اور سایوں سے گزر کر حقیقتِ ذات کا عالم ہو جاتا ہے۔ اور یہ سیر کے اطلاق کو، جو ایک مقام سے دوسرے مقام تک ہوتی ہے، اس کے حضور میں مناسب نہیں سمجھتا، اور سوائے ظہور کے اطلاق کے، جو انتقالی سیر کی وجہ سے ہوتا ہے، زبان پر یا دل میں نہیں لاتا۔ پس پاک ہے وہ جس نے ان کے بطون سے ظاہر کیا، اور سایوں کے مراتب کا "عارفِ واصل" ظلیت کی قید میں ہوتا ہے اور ترقی کا طالب۔

چونکہ وہ حقیقتِ ذات تک نہیں پہنچا ہوتا، اس لیے اس کی ترقی کا معاملہ اسما وصفات سے متعلق ہوتا ہے۔ وہ ایک اسم کے سایہ سے دوسرے اسم کے سایہ تک اور ایک صفت سے دوسری صفت تک ترقی کرتا ہے۔ چنانچہ اس عارف کے حق میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اطلاقِ سیر اور ایک سایہ سے دوسرے سایہ تک منتقل ہوتا ہے۔ پس پاک ہے وہ جس نے اپنے ظہور کے اندر چھپایا۔ یہ ملحوظ شدہ ہے، کیونکہ اس پر حجاب ظاہر اور حقیقت سایہ کے لباس میں پوشیدہ ہے۔ اب بات کو کہاں تک طول دوں کہ حقیقتِ ذات کی کوئی انتہا نہیں، اب مسائل کے جواب کی طرف توجہ کرتا ہوں، اور بات کو مختصر کرتا ہوں۔

مسائل کو سمجھنا چاہیے کہ عالمِ کامل کو جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، سیر دینا اسے

Marfat.com

بلندی سے پستی کی طرف لانا ہے اور حقیقتِ ذات کے مرتبے سے، اسم وصفت کی سیر کے مرتبے پر لانا ہے۔ البتہ اگر عارفِ واصل کو ظلال کے واسطے سے اسم کی سیر کرنے والا کہا جائے، تو اس کی گنجائش ہے۔ کیونکہ اسے اسم کے سایہ سے کسی اور سایہ تک ترقی لازمی ہے۔ چنانچہ محققِ اوّل کو عالمِ کامل کا نام دیا جائے گا، کیونکہ وہ حقیقت تک پہنچ کر ضروری علم کی حقیقت کا مظہر ہو گیا اور عرفان میں سے کچھ باقی نہ رہا۔ محققِ ثانی کو عارف کا نام دیا گیا، کیونکہ وہ سایوں سے گزر کر علم کی حقیقت سے واقف نہ ہوا۔ اگرچہ اس نے معرفتِ ظلّی پیدا کر لی۔ تاہم اس بات کا امیدوار ہے، کہ حق تعالےٰ کی ہدایت اس کی رہبری کر کے اور تمام سایوں سے خالی کر کے حقیقت تک پہنچا دے گی، اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا۔ یہ اس کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑا فضل کرنے والا اور عظیم ہے۔

برادرِ مشفق، یار علی کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ وہ بھی اس عریضہ کا مطالعہ فرمائیں۔ شاید وہ بھی محظوظ ہوں۔

مکتوب : ۱۵۵

نواب عبدالصمد خاں کے نام، جو رخصت ہوتے ہوئے علم کی تاکید میں لکھا گیا۔

فقیر عبدالنبی، نواب صاحب کی خدمتِ عالی میں سلام کے بعد عرض کرتا ہے۔ فقیر آپ سے رخصت ہو کر خانصاحب جانی خاں کی رفاقت میں منزل پر پہنچا، تو ایک بڑی جماعت آدابِ خدمت بجا لائی۔ خدائے تعالےٰ اس سے زیادہ توفیق بخشے۔ آنجناب سے توقع ہے کہ آخری باطنی نسبت کو حتی الوسع پرورش دیں، تاکہ اللہ تعالےٰ کے شہود و حضور کا ظہور ہو اور فنا و بقا کے لیے وہ صورتِ متخیلہ، جس کی مثال میں نے رخصت ہوتے وقت آپ کو دی تھی، نظر میں لا کر یقیں جانیں کہ ہر بندے

marfat.com

Marfat.com

کے لیے ہر نمود ہی ذاتی وصفاتی فنا ہے اور بقا اللہ تعالےٰ کے فیض سے اسی طرح جیسا کہ دیکھا، پیدا ہوتی ہے۔ پھر ایک لیاقت بن جاتی ہے اور اللہ جل شانہٗ کے آداب، جیسا کہ دیکھا، پیدا ہوتے ہیں اور پھر راسخ ہو جاتے ہیں اور ایسے آداب جو ایک بندۂ فانی کے لائق ہیں، ظاہر ہوتے ہیں، عوام کی توحید کہنے کی ہے، نہ کہ دیکھنے کی۔ عوام کثرت کی دید کرتے ہیں اور وحدت کہتے ہیں۔ اور خواص کثرت کہتے ہیں اور وحدت کو دیکھتے ہیں۔ زیادہ دعا۔ اور دونوں جہانوں کی برکتیں چند کلمات سے یاد کر لیا کریں۔

مکتوب : ۱۵۶

میاں صوفی بلندؒ ساکن جلال آباد کے نام لکھا گیا۔

ہم اللہ تعالےٰ ہی سے مدد مانگتے ہیں، بزرگ صوفیا کی اصطلاح میں وحدتِ وجودی، کثرت میں وحدت ہے، اور اس طریقہ کے اکابرین کے نزدیک وحدتِ وجودی کثرت میں ہے صوفیا کی وحدتِ وجودی کثرت سے ہٹ کر بلکہ کثرت میں نظر ڈال کر وحدتِ وجودی سے ہٹ کر ہے۔ اور اس طریقہ کے اکابر کی وحدتِ وجودی، کثرت کی نظر کے ساتھ ان کی وحدتِ وجودی کے مخالف نہیں، صوفیا کثرت کے محجوب ہوتے ہیں۔ اور یہ اکابر حقائق کی حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

عزیزِ من۔ وحدتِ وجودی کے قائل صوفیا کا شہود کے غلبہ کی وجہ سے کثرت میں اور شہود کے غلبہ کا کثرتِ شہود کو دیکھنے میں مانع ہونے کا مطلب کیا ہے؟ یعنی شہود اور غیب دوسرے مرتبے میں ہیں۔ جب صاحبِ شہود کی نظر دوسرے مرتبے پر ہوتی ہے، تو غیب کے مرتبے سے محجوب ہو جاتا ہے۔ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور ان کی اصطلاح میں صفاتِ واجبی کے کمالات، جنہیں حقائقِ اشیا کہتے ہیں، تقدیر اور ارادہ

Marfat.com

کے مرتبۂ نبوت میں محض غم میں ہوتے ہیں۔ اور دنیا کے اندر مرتبہ غیب میں یقیناً وجودِ غیبی کے سوا کچھ نہیں اور وجودِ غیبی ثابت و متحقق ہو کر قیدِ امکانی کے ظہور کا تقاضا کرتا ہے اور عدمیت سے پاک ہوتا ہے۔ اور چونکہ صوفیا کا مرتبۂ شہود پر پہنچ جانا ایک تحقیق شدہ بات ہے، اور وہ کمالات جو ان کے نزدیک شہود کی علمی صورتیں اور اعیان ثابتہ ہیں، کمالاتِ غیبی کا شہود مرتبۂ شہود میں کرانے سے نورِ محمدیؐ کی وجہ سے شہودِ اوّل کہتے ہیں۔ دنیا کے اندر مقید ہے اور مرتبہ امکانی کے ظہور کا مقتضی ہے، جو اس کے تحت ہے۔ اس لیے صوفیا کا یہ مرتبۂ شہودی، علمی صورتوں کے نام سے موسوم ہے، کیونکہ دنیا اس مرتبہ غیبی کا نام نہیں، بلکہ وہ دنیائے شہودی ہے۔ اور اس طریقہ کے اکابر جب شہودِ غیب کے غلبہ سے باہر آتے ہیں، تو وہ غیب کو دیکھتے ہیں اور وہ غیب اور کثرت کو دیکھنے پر قادر ہوتے ہیں۔ اور شہود سے مجبور صوفیائے بزرگ اشیاء کو مظہرِ حق جانتے ہیں اور مظہر کو عین مُظہر (ظاہر کرنے والا) سمجھتے ہیں، کیونکہ وہ صاحبِ شہود ہیں، اور چونکہ مرتبۂ شہود، اگرچہ ان کے ماتحت نہایت ہی لطیف ہے، لیکن حقیقت میں ایک کیفیتِ مجہول میں مقید ہے۔ لاچار اپنے مراتب کے اعتبار سے عینیت رکھتا ہے۔ چنانچہ صوفیاء کا اس مقام پر عینیت کا اطلاق کرنا ثابت شدہ امر ہے۔ ایک لحاظ سے صادق مگر وصول میں ناقص، جو ترقی کا مقتضی ہے۔ اور اس طریقے کے اکابر اشیا کو بھی نورِ محمدی کے طفیل مظہرِ حق سمجھتے ہیں، لیکن اشیا کو عینِ حق سمجھتے ہیں، چنانچہ ان کے نزدیک عذاب غیر پر ہے اور صوفیا کے نزدیک چونکہ وہ عینیت کے قائل ہیں لہٰذا سمجھ لیجیے کہ عذاب کس پر آیا — اور اللہ ان باتوں سے بہت بلند ہے۔

اور ولایتِ خاصہ میں علمِ حضوری ظلی ہے، اور علمِ حصولی سے معتبر ہے۔ کیونکہ علمِ حضوری میں خیال، شہودِ اقرا کے علم کا مظہر ہوتا ہے، اور شہودِ اوّل کا علم غیبِ مطلق کے مرتبہ کا سایہ ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ سایہ کو اصل جانتے ہیں، اور حصول کو حضور سمجھتے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

انابت (توبہ کرنا) کے کئی مرتبے ہیں۔ انابتِ عام، انابتِ خاص، انابتِ اخص اور انابتِ خاص الخواص۔ انابتِ عام، ولایتِ عام میں ثابت ہے، کیونکہ استدلال کے ذریعے حق کی طرف رُخ ہوتا ہے۔ انابتِ خاص، ولایتِ خاص میں ہوتی ہے۔ کیونکہ استدلال سے آگے بڑھ کر تحقیق کے ذریعے پہنچتے ہیں۔ اور وجدانی کشف کے طریقے سے انابت شہودِ حق کے واسطے سے شہود اور یافت تک پہنچتی ہے۔ اور انابتِ اخص، ولایتِ اخص میں ثابت ہے۔ کیونکہ یہ مرتبہ "یافتِ شہودی" سے ترقی پاکر "نایافت" تک پہنچتا ہے۔ اور اصلِ شہودی سے فضل تک آکر اس کی انابت محض نایافت تک ثابت ہوتی ہے، لیکن چونکہ اس شخص پر ابھی توجۂ حق باقی ہے، اگرچہ وہ مجہول الکیف ہے (توجہ حق کی وجہ سے مجہول الکیف ہے) اس لیے انابتِ حق سے تعلق رکھتی ہے اور انابتِ خاص الخواص، ولایت انبیا میں ثابت شدہ ہے، کیونکہ اس مرتبے کے لوگ استدلال، شہود اور مجہول الکیف کے مرتبۂ توجہ سے گزر کر اور تمام مشکلات کو طے کرکے غیبِ حقیقی سے غیبِ محض کی طرف منہ کرکے، آگے بڑھ آئے ہیں۔ چونکہ سابقہ انابتوں کے مالکوں نے حق کی طرف رُخ نہیں کیا ہوتا، ان کی انابتوں کو حساب میں شمار نہیں کیا جاتا، اور انابتِ اصل کو انابت گنا جاتا ہے اس انابت کا مالک، وصل حقیقی تک پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔

عزیزمن! اس طریقے کی تخصیص کی وجہ یہ نہیں کہ وہ تمام لطایف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بلکہ اس طریقہ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ لطایف کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ شریف کی بدولت طے کر لینے، اور صاحبِ استعداد کی پیروی، ابتدائی یقیں، اور تعلقِ خفی کے توسط اور بے توجہی محض سے گزر کر، چونکہ شہود کی ولایتِ عامہ کے مرتبے سے بہرہ یاب نہیں ہوتے۔ وہ ولایتِ خاصہ سے بہرہ یاب ہوتے ہیں، اس لیے ولایتِ خاصہ سے محروم ہوئے ہیں اگرچہ وہ واصلِ شہود ہیں، لیکن نسبت کی نفی کرنے والے ہیں تاہم

Marfat.com

چونکہ شہود بھی کثرت میں شامل ہے، لہٰذا حقیقت ہیں فنا نسبی ہیں، اور حقیقتِ احص سے ممتاز ہوتے ہیں، کیونکہ وہاں حقیقی فنا ہے پس اسے سمجھ لو، اور کوتہ دستوں میں شامل نہ ہو۔

مکتوب: ۱۵۷

عنایت اللہ خاں وزیر کے نام لکھا گیا۔

پاک ہے، پاک ہے، اللہ پاک ہے۔ پاک ہے وہ جس نے اپنی ذات میں اپنے سوا سب کو حیرت میں ڈال دیا۔

پاک ہے، وہ جس نے اپنے نُور سے خلقت سے اپنے آپ کو چھپا لیا۔ اور اپنے نُور کے ظہُور کی شدّت سے دنیا سے اپنے آپ کو مخفی کر لیا۔ وہ ایسا ظاہر ہے، کہ اس سے زیادہ کوئی ظاہر نہیں، اور وہ اتنا خفیہ ہے، کہ اس سے زیادہ کوئی خفیہ نہیں۔ پاک ہے، جو پوشیدگی سے ظاہر ہوا، اور جو اپنے ظہُور میں چھپ گیا۔ اس جیسا کوئی نہیں۔

نواب عالی جناب کی خدمت میں سلام کے بعد عرض ہے۔ کہ میرے عریضہ کے جواب میں آپ کا نوازش نامہ خانصاحب اغر خاں کی معرفت ملا جس میں عجیب معانی اور عجیب درخواست مرقوم تھی۔ اس کے مطالعہ سے شہُود کے مختلف معانی سامنے آئے۔

میرے مہربان! اُس بڑھاپے کے زمانے میں جس کی تعریف میں لکھا گیا ہے۔ کہ بڑھاپا میرا نُور ہے، جسے آگ نہیں جلا سکتی۔ اگر ایک آن اور ایک لحظہ کے لیے عدالت کے نُور اور سندِ صداقت سے سچے دل سے درماندہ لوگوں کی حاجت روائی کی جائے، تو امید ہے، گزشتہ تمام کوتاہیوں کی تلافی ہو جائے گی۔ نہ یہ کہ سال ہا سال تک نیک نیتی سے اس کام میں لگے رہیں۔ سندِ امارت دراصل حضرات انبیاءؑ کی سند ہے کہ پورے عُروج کے بعد منصب نبوّت کی اس سند پر اُترے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہوسناک اپنی مادّی تیزگی کی

Marfat.com

وجہ سے عدالت کے فیض کے انوار سے محرُوم و مہجُور ہو گئے۔ اور ایسا معلُوم ہوتا ہے کہ اب یہ مسند، گمراہوں اور ہوسناکوں کی مسند ہے۔ لہٰذا اس غلطی کی وجہ سے ظُلمات کے ہجوم کی وجہ سے اہلِ دین کا گروہ اس سے بریّت چاہتا ہے۔ لیکن اس میں معاملہ ایسا نہیں، بلکہ اگر وہ ہمت کریں، تو اللہ جلّ شانہٗ حضراتِ معصُوم کی پیروی کی بدولت اس مسند کے تعلّق سے اور اللہ تعالےٰ کے احکام پہنچانے سے وہ اس مرتبہ کے حق دار ہو گے۔ اور اس سلسلے میں ادائے حقُوق کی طرف توجّہ کر کے" جہاں تک ہو سکے، عدالت کر" کے آداب کو پُورا کریں گے۔

مکتُوب: ۱۵۸

حافظ محمد عیسیٰؒ کو جہانا آباد میں تحریر کیا گیا۔

"اپنی نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیانی نماز کی"۔ اس آیت کریمہ کا راز پانچوں نمازوں کی حفاظت کی تاکید میں ہے۔ کیونکہ یہ پانچ نمازیں پانچ لطائف ہیں۔ چونکہ ان پانچ لطائف میں ایک پوشیدہ لطیفہ ہے، جو تمام لطائف کا سردار ہے۔ اور اس میں تمام لطائف کا وسط واقع ہے، اس لیے وسطی نماز کے اہتمام کی تاکید کی گئی ہے۔ وسطی نماز کے جُملہ میں نہایت بلاغت ہے۔ چونکہ یہ ظاہر ہے، کہ ان لطائف کے بغیر جسم کی ظاہری نماز ناقص ہو گی۔ اس لیے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "حضورِ دل کے بغیر کوئی نماز نہیں" چنانچہ اس معنی میں لطائف کے صاحبِ سلوک، ظاہری اہلِ علم سے افضل اور زیادہ قوی ہیں۔ اے بھائیو! اسرار کی حفاظت تمہارے ذمے ہے، کیونکہ اللہ تمام پیغمبروں سے واقف ہے۔

Marfat.com

مکتوب: ۱۵۹

میاں محمد اشرفؒ کے نام ایک واقعہ کے جواب میں۔

میرے بھائی! یہ وہ کتاب ہے، جس میں کوئی شک نہیں۔ یعنی وہ کتاب جس سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرا نام محمد صالح پڑھا، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مبارک اور متبرک ہے۔ اور یہ نام تمہارے نام کے ثبوت میں اس سے پہلے دیا گیا، اور کسی طرح بھی اس اسم اشرف میں کوئی شک وشبہ نہیں، کیونکہ یہ آب الکعب کے زمانے میں اسم بامسمّٰی تھا، اور تمہارے لیے محمود کے معنی میں تھا اور شہود کے نام سے موسوم تھا۔ اس لیے کہ تو وہ بلند مرتبہ ہے، جس کو حضورؐ نے محمد صالح کے نام سے موسوم کیا۔ اللہ تبارک تعالےٰ ان دونوں ناموں کو مکمل، برکت عطا کرے۔ جب مخلوقات میں سے کوئی اشرف ہوتا ہے، تو اسے اشرفیتِ خاصہ بلکہ اشرف المخلوقات کے نام سے ادب کے طور پر پکارا جاتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اباحت کے اعتبار سے تم اشرف، اور عزیمت کے لحاظ سے صالح ہو، اور اس کے ساتھ وہ عملِ رخصت کا جواز بھی ہے، جو اعتبار عزیمت پر دلالت کرتا ہے۔ پس پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ تمہارا نام صالح ہے، جس کے شروع میں برکت کے خیال سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ لایا گیا ہے۔ بس اس پر بات ختم ہو گئی۔ درود ہے، اس ذات پر جس نے تجھے یہ نام دیا۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل پر درود اور سلامتی ہو۔

مکتوب: ۱۶۰

میاں شیخ عبدالغنیؒ کے نام لکھا گیا۔

marfat.com

Marfat.com

دانائے فقر، فضیلت مآب شیخ صاحب میاں عبدالغنی جیؒو کو فقیر کی طرف سے سلام۔ حبب تعلق کی مضبوطی کو یاد رکھا جائے، تو قربت لازم ہے۔ اور رہنے سہنے کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے اور بیگانے اور بیگانے میں فرق رہتا ہے کیونکہ سب کو اللہ جل شانہ کے ساتھ ایک نسبت رہتی ہے۔ جب اُسے منظور ہو، تو بیگانگت آپ کے ساتھ ثابت ہو جاتی ہے۔ مراتب داری کے بغیر کمالاتِ صفاتیہ کا ظہور اس حد تک نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ دیکھنا ہی خالی ہو جائے۔ فقیرزادوں اور جماعتِ فقرا کی طرف سے سلام عرض ہے۔

مکتوب : ۱۶۱

"علم ایک نقطہ ہے اور جاہلوں کی کثرت ہے" کی تحقیق میں ایک عزیز کے نام تحریر کیا گیا۔

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے، اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر۔

آپ نے "العلم نقطۃ وکثرۃ الجاہلون" (علم ایک نقطہ ہے اور جاہلوں کی کثرت ہے) کے بارے میں پوچھا تھا۔ میرے مشفق! اس عبارت کے معانی کی تحقیق اسکے پوچھنے والے پر ظاہر ہے، لیکن جو کچھ اس عاجز کے ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ اہلِ حقیقت کی تحقیق کے مطابق علم کے درجے جو اسے عطا ہوئے ہیں، مختصر طور پر پانچ ہیں۔ ان پانچ درجوں میں سے سب سے پہلا درجہ، نبوت کا درجہ ہے۔ اس درجے کے حامل حضرات کو اخص الخواص کہتے ہیں۔ اس سے نیچے ولایتِ الٰہی نبوت ہے۔ جس سے بہرہ ور حضرات خاص الخواص کہلاتے ہیں۔ اور اس کے نیچے ولایتِ ملائکہ مقربین ہے کہ وہاں کے لوگ اخص کہلاتے ہیں۔ اور اس ولایت کے نیچے ولایتِ اولیا ہے اس میں جو لوگ داخل ہیں

Marfat.com

ولی خاص ، کہتے ہیں، اوراس ولایت کے نیچے ولایتِ مومنینِ عالم ہے، جو ولایتِ عامہ کے نام سے مشہور ہے. چنانچہ اس قول کے معنی ہر درجے کے لیے الگ الگ ہیں، اور تفصیل بھی الگ الگ ہے۔

ص۴۱۰ اہالیِ ولایتِ عامہ کے طریقے پر، اس ولایت کی ابتدا شرع کے مطابق اللہ پر ایمان لانا ہے۔ اوراس کی انتہا اجتہاد اور قیاس کا مرتبہ ہے۔ مذکورہ بالا قول کا مطلب یہ ہے کہ مجتہدینِ عظام کو جو علم عطا کیا گیا ہے، وہ ان سے نچلے درجے کے تمام علوم پر کسی حاجت کے بغیر حاوی اور محیط ہے۔ اوراس کی تفصیل اس نقطہ کی طرح ہے، جو تمام حروف کے مرتبوں پر محیط ہے۔ اور وہ تمام بزرگ اس مرتبۂ اجمال پر ہیں۔ اور اس نقطہ ہی سے تبدیلی کی گئی ہے، تمام تفصیل کے مراتب اس میں مختصر طور پر آگئے ہیں۔ جب اپنے تابعین کی استعداد کو علمِ تفصیلی کی حیثیت سے اس علم تک پہنچنے کو قاصر پایا، تو پھر انہوں نے علوم مندرجہ کی تفصیل بیان کی۔ اور اصطلاح میں انہیں اہالیِ ولایتِ خاصّہ کہا جاتا ہے۔ اس ولایت کی ابتدا ذکرِ قلبی سے لذّت حاصل کرنے کے بعد اور اس کی انتہا توحیدِ شہودی کے مرتبہ تک ہے۔ یہی معنی ہیں اس کے کہ حق تعالےٰ کے عارف کا علم و معرفت اللہ تعالےٰ کے حضور میں اس کے شہود کا محض نقطہ ہے، اور حروف و الفاظ کا اس پر کوئی لباس نہیں۔ اور چونکہ اس مرتبہ پر پہنچنا اس ولایت کے منتہی لوگوں کی خصوصیت ہے اور متوسط اور مبتدی درجے کے لوگوں کو عدم استعداد کی وجہ سے وہاں تک پہنچنا دشوار ہے۔ چنانچہ مجبوراً حقیقتِ شہود کو مراتبِ مندرجہ کے ظہور کے مطابق تجلیات اور مختلف رنگوں میں مختصر طور پر ظاہر کیا گیا اور درماندہ لوگوں کو لطف و کرم سے تجلیات کی حیثیت سے لباس میں آشکارا کیا گیا ہے، اور ان کے ساتھ ان کے تعلق کو جائز رکھا گیا۔ اور اہالیِ ولایت اَخص کے معنی یہ ہیں کہ عارف کے حقیقی علم و عرفان کے علم کے بعد چالیس مرتبے ہیں چنانچہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ نے رب العزت کی درگاہ میں سوال

marfat.com

Marfat.com

کیا کہ اے اللہ، علم کا علم کیا ہے؛ جواب دیا گیا، 'علم سے جہالت' چونکہ ہر ایک کو اتنی علمی استعداد نہیں دی گئی، اس نے مجبوراً دُور رہ جانے والوں کے لیے یافت و شہود کا مرتبہ جس میں علم کی حقیقت مُضمر ہے، واضح نہیں کیا گیا، اور ان سے نچلے اولیا کو یہ سعادت بخشی گئی ہے۔ اور ولایتِ خاص الخواص کے اہالیاں کے طریقے کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ وہ اصلی علم جس سے عارف کو حصّہ ملا ہوا ہوتا ہے، علم سے جہالت ہے۔ لیکن اس جہالت کا حصُول، عارف کی اس توجہ کے پُوری طرح مٹ جانے کے بعد ہے، جو حق کے بغیر حق ہے۔ اور توجہ کا مٹ جانا محض نایافت کی طرف توجہ کرنا ہے۔ نہ کہ معدُوم کی طرف۔ یعنی مجہُول الکیف ہونے کے اعتبار سے وہ پوشیدہ مراتب میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں توجہ، اور توجہ کرنے والا، جس کی طرف توجہ کی جائے کے رنگِ لاثانی میں نظر آتا ہے۔

غیب النفسی اور غَیب النّبی کے درمیان عدم امتیاز کی وجہ سے ظاہر ہونا، بلکہ توجہ کا مٹ جانا، حقیقتِ نایافت کے ظہُور پر موقوف ہے۔ اور یہ عارف کی توجہ کے بغیر صفاتِ واجبی کی مظہریت سے حصّہ پانا ہے۔ اور چونکہ یہ نسبت، مرتبہ کے بعد ہے، اس لیے اس درجے کے نچلے لوگوں کو نایافت سے نوازا گیا ہے اور اُن میں سکُون جائز رکھا گیا ہے۔ اس لیے بے توجہی کا مرتبہ ایک نقطہ کی طرح ہے اور توجہ کا مرتبہ کثرت سے ظاہر ہے۔ اور مرتبۂ نبوّتِ انبیاء کے بارے میں بات کرنے کی طاقت کس میں ہے تاہم ان مراتب کے اہالی کی تعلیم کے مطابق اس قول کی تحقیق یُوں معلُوم ہوتی ہے کہ بندے کے حق میں کمالِ عرفان اس وقت ثابت ہوتا ہے جب بے توجہی کی وجہ سے ایمان باللہ سے محض حاضر ہونا ہو، جبکہ نہ مظہریت ہو نہ مطالعہ مظہریت۔ پس اس سب سے زیادہ برحق مرتبے کے نیچے ہر نچلا مرتبہ کثرت کا مرتبہ ہے۔ وحدتِ ایمانی کے اس بلند مرتبہ تک نچلے مرتبے کے لوگوں کے نہ پہنچ سکنے کی وجہ سے اسے کثرتِ علمی سے ظاہر

Marfat.com

کیا گیا ہے اور یہ بندوں پر اللہ کا لُطف ہے۔ اور ہر مرتبہ کے اہل کو کثرت کے ضمن میں ایمان کی وحدتِ حقیقی سے بہرہ ور کیا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، اُسے دیتا ہے، اور وہ بڑا فضل والا ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہو گیا، کہ وہ جہل جو کثرت کا سبب ہے، جہلِ نسبی ہے۔ اور یہ ناپسندیدہ نہیں، بلکہ پسندیدہ ہے اور الجاہلون کی کثرت میں کثرت کا فعل، حقیقی فاعل کی طرف نہیں، بلکہ مجازی کی طرف ہے۔ یعنی سبب کی سند، سبب کی طرف ہے۔ وہ عدم استعداد کی وجہ سے اس میں زیادتی کرنے کا سبب بنا۔

مکتوب : ۱۶۲

"اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی" کی تحقیق کے جواب میں حافظ محمد عیسےٰ کے نام تحریر کیا گیا۔

آپ کا مکتوب، چند سوالات پر مشتمل تھا۔ اس کے مطالعہ سے خوشی ہوئی۔ لکھا گیا تھا کہ عالمِ ارواح سے "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں ؟) کا خطاب کیا گیا۔ اس کے جواب میں انہوں نے "قَالُوْا بَلٰی" (بے شک آپ ہیں) کہا۔ اس وقت جب اَرواح لباسِ عنصری میں ملبوس ہوئیں، اس حد تک کہ اپنی معروف زبان (لغت) یعنی عربی وغیرہ نہیں سمجھ سکتی تھیں، رُوح کے گھوڑے اور جسم کو، چیونٹیوں کی طرح باہر نکال کر، اور عقل و تمیز دے کر اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں) کے الفاظ سے خطاب کیا اور انسانوں کے قول کے مطابق "ہاں"، کہہ کر ایک عہد باندھ لیا۔ اور عہد باندھنے کے بعد حضرت آدمؑ کی پشت میں واپس چلی گئیں۔ ایسے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ اس کے بعد جب ہر انسان اللہ تعالےٰ کی مرضی اور ترتیب سے حضرت آدمؑ کی پشت سے پیدا ہوا اور مختلف وسیلوں سے پیدا ہو رہا ہے، تو "جب کچھ بھی نہ تھا" کا ظہور ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور چونکہ انسان اپنی زبان کی طاقت، اور سمجھ نہیں رکھتے، اس لیے دُوسری زبانوں سے بے خبر ہو گئے۔ اور اس میں باریک رمز ہے، جسے اللہ سبحانہٗ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور جب رُوح کو جسم سے فائدہ اٹھا کر اِدراک، صفات اور معانی کی قوت عطا کریں گے تو منکر نکیر کا جذب اور اکثر دوسرے علوم ان پر آسان ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے۔

واضح ہو، کہ اللہ سبحانہٗ کی ذات کا مرتبہ چونکہ اپنی ذاتی قابلیات کی بنا پر ازل ہی سے ثابت ہے، اس لیے صُوفی محققین کے نزدیک دراصل تجرّد کا اطلاق، جس کا مطلب، صفات سے قطع نظر کرنا ہے، جائز نہیں۔ البتہ سمجھنے اور خیال کرنے میں ذات وصفات، کے ظہُور کے بیان کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس لیے مجبوراً حیثیت مفہومہ کے اعتبار سے ہر مرتبہ کو تجرّد سے بیان کیا جاتا ہے۔

مزید برآں، کیا ہماری ذات اور کیا ہماری صفات، دراصل یہ سب کچھ اللہ سبحانہٗ کی جامع کمالات ذات کا فیض ہے، جو ہماری ذات میں صفاتِ کمال پائی جاتی ہیں۔ پس ظاہری صفات میں سے جو فیض ظاہر ہوتا ہے، وہ بھی اس کی ذات کی بدولت ہے پس اسے سمجھئے۔

مکتُوب : ۱۶۳

ایک عزیز کے نام منع شدہ اُمور کے بارے میں لکھا گیا۔

شروع اللہ کے نام سے، سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ اس کے رسُول پر اور آلِ رسُول پر صلوٰت وسلام۔ اے زمانے کے سادہ لوح لوگو۔ زمانے کے بے لطیف فقرا سے تم یہ توقع کرتے ہو کہ تحفوں کے عوض میں وہ اپنے آپ کو اس قسم کے ممنوعہ

Marfat.com

اُمور ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہیں، تمہارے ساتھ شریک کرلیں۔ اور اس بے فائدہ مصیبت پر راضی ہو جائیں۔ کتنی عجیب بات ہے، وہ نہیں جانتے کہ اس گروہ کی برکت ان ممنوعہ اُمور کے ترک کرنے میں ہے، اگر وہ اپنے باطن کو رتی بھر بھی اس قسم کے کاموں میں مشغول کریں گے، تو ان کی اصلی جمعیتِ خاطر، اور حقیقی قُرب ان سے چھن جائے گا۔ اور پھر کرامت کی بجائے ان سے استدراج (کافر کی کرامت) ظاہر ہوگا۔

میرے عزیز! یہ گروہ تمہاری خیر خواہی کے لیے ہے، اور اگر خیر خواہ نہ بھی ہوں، کم از کم ان کی طرف سے تمہارے حق میں بدخواہی ہرگز نہیں ہوگی، خواہ اُمیں تمہارے خیال میں تمہیں آرام و زینت ہی حاصل ہو۔ پس اس گروہ سے اس قسم کا تعلق نہ چاہو، بلکہ انجام بخیر مانگو۔ تاکہ ان ناگوار اُمور کی وجہ سے تمہارے ایمان، ظُلمت آلودہ نہ ہو جائیں، اور چونکہ بھیجی ہوئی شے کا لانا، معروف شرائط سے مشروط ہوتا ہے، "اور جب شرط ختم ہوگئی، تو مشروط خود بخود ختم ہوگیا۔"

اس لیے بھیجی ہوئی اشیا قبول نہیں کی جاتیں، اور معذرت کر دی جاتی ہے۔

مکتوب: ۱۶۴

میاں اللہ دینؒ کے نام لکھا گیا۔

نایافت کے معاملے میں سالک کو دلوارہ کی طرح ہونا چاہیے۔ کہ سراسر پریشانی اور سرگردانی ہے۔ کیونکہ حضرت ایشانؒ نے فرمایا ہے۔ ؎

عجب این نیست کہ سرگشتہ شود طالبِ دوست عجب این است کہ من واصلِ سرگردانم

(ترجمہ) تعجب اس بات میں نہیں کہ دوست کو چاہنے والا سرگشتہ ہو جائے، تعجب

Marfat.com

تو یہ ہے کہ میں وصل میں بھی سرگرداں ہوں۔

شاید آپ نے نایافت کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ ورنہ نایافت کے اندر وصل حقیقی ہے۔ پہاڑ سے ٹکر مارنا، شیطان کے وسوسوں میں سے ہے اس لیے حق تعالےٰ کی دریافت ہے، بے کیفی کی ہر قسم کی یافت نایافت سے پیدا کردہ۔ ادریس

مکتوب : ۱۶۵

عزیزوں کے نام لکھا گیا۔

اے اللہ! تو جاننے والا ہے۔ سب تعریف تیرے لیے ہے۔ تیرے بیک بندوں پر سلام ہو۔

تو اپنے فضلِ خاص سے کسی بہانہ کے بغیر اپنے اولیا کو اپنی تجلیات کے انوار سے ابتدا اور وسط میں نوازتا ہے، ان کی صلاحیت کو بارِ امانت اٹھانے کے قابل بنانے کے لیے پالتا ہے۔ اور اس کے بعد فضلِ اخص سے تجلیات کی طرف توجہ کی قید سے نجات دے کر شہود کے مراتب پر، جو پوشیدہ وصل میں شامل ہیں، سرفراز کرکے نایافت عطا کرتا ہے۔ اور پھر وہاں سے لطیف طریقے سے کسی بہانہ کے بغیر اخص الخواص میں داخل کرکے نایافت کی حقیقت سے سرفراز کرتا ہے۔ سبحان اللہ! تیرا یہ اقتدارِ کمال بعض کو مرتبہ ولایت کی مناسبت کے اعتبار سے زیادہ تر خلوت کی رغبت دیتا ہے۔ وہ ان کے کاروبار کو تنہائی کے مکان میں جاری و ساری فرماتا ہے اور بعض کو اس مقام سے نکالتا کرکے جلوت میں لاتا ہے اور ارشادِ عام (وعظ، کے مرتبے سے کہ انبیاء کا خاصہ ہے، ان کی تکمیل پر وحی کی وجہ سے فیض یاب کرتا ہے۔ پہلے گروہ کے حق میں جلوت کو حرام قرار بنایا اور دوسرے گروہ کے حق میں خلوت کو عین نقصان قرار دیا۔ لیکن ان کی وہ خلوت

Marfat.com

کی وجہ سے انہیں مرتبہ خلوت میں ہی ترقی بخش دی،

میں دعا کرتا ہوں کہ اس عاجز کو اس بہت بڑے گروہ کا کچھ حصّہ عطا فرما دے اور آہستہ آہستہ دونوں طرح کے بلند مراتب پر فائز کر دے ع از کریماں کار ہا دشوار نیست (کرم کرنے والوں کے لیے ایسے کام مشکل نہیں)

اے خلوت و جلوت کے بلند مرتبہ لوگو، اس گروہ کے غریب مشتاق کا سلام قبول کرو۔ اور علمی مراتب کی زیادتی کے لیے دعا کرو۔ حصولِ ملاقات تک چند مشفقانہ الفاظ کے ذریعے اس تعلق کو استوار کرو۔

فائدہ:۔ اللہ تعالےٰ کے کلام کی تحقیق کے بارے میں یہ بات سمجھ لو۔ کہ قرآن شریف کے کلام کے سات مرتبے ہیں۔ تین مرتبے "وجوبی" ہیں۔ اور چار مرتبے امکانی ہیں۔ تین وجوبی مرتبے یہ ہیں:۔ وجودِ کلام، نورِ کلام، اور کلام کرنیوالے پر ظہورِ کلام اور چار امکانی مرتبے یہ ہیں:۔ پہلا نفسِ مدعا، جو حرف و آواز ہے، اگرچہ وہ پرانی ہیں، کیونکہ اس کا حصّہ حضرت جبرائیلؑ کو عطا ہوا ہے اور جیسا کہ یہ طے شدہ بات ہے کہ "جبرئیل نے آواز کو سنا ... الخ" دوسرا یہ کہ اگرچہ مخلوق ہے، لیکن کسی مخلوق کو اس میں تصرف کی گنجائش نہیں تیسرا یہ کہ اس کے حرف و الفاظ جسم رکھتے ہیں، جیسا کہ حضرت جبرئیلؑ کا بیان، اور آنحضرت فرشتے کے کلام کے سوا کوئی اور اطلاع نہیں رکھتے تھے۔ اور چوتھا۔ اس کے جسمانی حروف و آواز جیسا کہ نبی کریمؐ صحابہ کرام کو فیض عام کے واسطے بیان کرتے تھے۔

مکتوب: ۱۶۶

حاجی صوفی عبدالکریمؒ کے نام تحریر کیا گیا۔

شروع شروع میں لطائف کا ذکر حاوی ہوتا تھا۔ کیونکہ ذکر اسم ذات تھا۔ جب مسمّٰی حقیقی جو بالتحقیق اللہ ہے، زور مارتا ہے تو مسمّٰی حقیقی کے

Marfat.com

حضور میں بے کیفی سے سرفراز ہو جاتا ہے اور چونکہ بزرگوں کی اصطلاح میں پہلے مرتبے کے ذکر کو "اسمی" کہتے ہیں، اس لئے جب مسمّٰی کے حضور میں یہ زور مارتا ہے، اسے علم حضوری کہتے ہیں۔ یہ کمالاتِ صفات کا ظہور ہے۔ اور جب ذاتِ حقیقی اپنی صفات کے مرتبہ کا ظہور کرتی ہے، تو اس مرتبہ کو حضورِ علمی کہتے ہیں۔ اگرچہ حضورِ صفات بھی بے کیفی سے ہے لیکن ذاتِ حقیقی کے مرتبے میں علمِ حضوری اور حضورِ علم کے بغیر حضور در حضور ہے۔ اس مرتبہ میں جیسا کہ علمِ حضوری کے مرتبے میں ذکر ہو چکا ہے، علمِ حضوری کے حضور میں حضور اور حضورِ علم جذب ہو جاتا ہے اور ایمانِ حقیقی کے حضور در حضور میں ذاتِ حقیقی سے بے کیفی میں پکا یقین ہو جاتا ہے۔ اور اس جگہ حقیقی بے کیفی سے متحقق ہوتا ہے۔ حضور در حضور کا یہ مرتبہ، سرِ حقیقت، حقیِ حقیقت اور اخفیِ حقیقت سے تعلق رکھتا ہے، اگرچہ پچھلے تین مرتبے بھی تینوں لطائف سے تعلق رکھتے ہیں، یہ مرتبہ سردار کا ہے۔ اور وہ مرتبے تابع اور مطیع کے ہیں۔ کہاں یہ اور کہاں وہ۔ مقصود تو متبوع سے ہے اور وسط کے وہ مرتبے آہستہ آہستہ ترقی پر ہیں۔

اللہ کا شکر ادا کرو۔ کہ اس نے تمہیں یہ نعمت عطا فرمائی۔ دوسرے لوگوں کو تو یہ چیز مدتوں کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرو۔ اور فاتحہ خیر پڑھو تاکہ حق تعالےٰ اس مرتبے کو قائم رکھے۔

مکتوب: ۱۶۷

صوفی عبدالکریمؒ کے جواب میں لکھا گیا۔

اولیا کی دو جماعتیں ہیں۔ ان میں سے ایک جماعت حق تعالےٰ سے دعا کرنے کو جائز نہیں سمجھتی، کیوں کہ اس جماعت کے نزدیک جو ہے، تقدیر میں پہلے ہی مقرر کیا جا

Marfat.com

چُکا ہے، اس لیے وہ دعا مانگنا بے ادبی سمجھتی ہے۔ دُوسری جماعت یہ سمجھتی ہے۔ کہ تمام چیزیں پہلے ہی مقدر ہو چکی ہیں لیکن ان کا مقدر ہونا دو طرح کا ہے۔ ایک تقدیرِ مُبرم پر مقدر جس کا بدلنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اس لیے مُبرم کے سلسلے میں دعا کرنا وقت ضائع کرنا ہے دوسری تقدیر معلق، اور یہ وہ ہے کہ اُس کا بدل جانا دُعا پر موقوف ہے۔ چونکہ وہ دُعا پر معلق ہے دُعا سے بدل جاتی ہے، اور یہ بالکل معلوم نہیں، کہ تقدیرِ مُبرم کونسی ہے اور تقدیرِ معلق کونسی! اس لیے بندگی کا شیوہ یہی ہے، کہ چونکہ حق تعالےٰ نے تقدیرِ مُبرم کو دُعا سے معلق نہیں کیا اور تقدیر معلق کو دُعا پر موقوف فرمایا ہے، اس لیے بندے کو چاہیے کہ تقدیرِ معلق کے لیے دُعا کرے، کیونکہ حق تعالےٰ نے جس شے کو دُعا پر معلق فرمایا ہے، وہ ہو جائے۔ دُعا نہ کرنا حق تعالےٰ کی مخالفت کرنا ہے، اور ایسا کرنا ممنُوع ہے ہمارے بزرگوں کا تعلق دوسری جماعت سے ہے، جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ مخالفت نہیں کرتی، بلکہ "دُعا پر معلق" کی نیت سے دُعا کرتی ہے۔ پہلی جماعت جو دعا نہیں کرتی شاید سب کو تقدیرِ مُبرم کے تحت ہی سمجھتی ہے، یا نہیں سمجھتی، حق تعالےٰ ہی ٹھیک سمجھتا ہے۔ اور اللہ جلّ شانہٗ کے حضُور میں "دعا پر معلق" اُمُور کے سلسلے میں دعا کرنا عین ادب ہے۔ اور کونہ دستوں میں نہیں ہونا چاہیے۔

تمت بالخیر

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالنبیؒ کے وصال پر پہلا مرثیہ مع تاریخ وصال

(۱) افسوس! ہماری ظاہر بیں نگاہوں سے اولیاء کے چراغ کا نُور اوجھل ہوگیا۔
(۲) وہ سالکوں کے لئے شام افروز چاند اور صبحِ ہدایت کے آفتاب کی روشنی تھا۔
(۳) وہ ایسی محفل کی شمع تھا، جس کی شان میں آیا ہے کہ "وہ اس دارِ فانی سے رخصت ہوکر مرتے نہیں"
(۴) اُس نے حریمِ خداوندی کا احرام باندھ کر دارِ بقا کا سفر اختیار کر لیا ہے۔
(۵) وہ اہل اللہ کا بادشاہ اور صوفیاء کی پناہ گاہ تھا، وہ نیک لوگوں کا پیشوا اور پاک لوگوں کا سرتاج تھا۔
(۶) وہ قدر و منزلت کا قبلہ اور مرکزِ اعتبار تھا۔ وہ عزّت کی شان اور عظمت و بزرگی کی جان تھا۔
(۷) وہ صاحبِ عرفاں، صدق کا نُور، دین کا رہنما۔ حق الیقین کا مالک اور ہدایت کا ماہ کامل تھا۔
(۸) وہ ہدایت کا منبع اور رہنمائی کے سُمندر کا ماخذ تھا۔
(۹) وہ شخص، پیر و مرشد حضرت عبدالنبیؒ تھا، جو اہلِ توحید و سلوک کے لئے مایۂ افتخار تھا۔
(۱۰) وہ آسماں کے مرتبہ والا ایسا برگزیدہ اِنسان تھا کہ مہر و ماہ بھی نُور حاصل کرنے کے لیے اُس کی خاک سے التجا کرتے تھے۔
(۱۱) اے اللہ! اپنے فضل و کرم سے اُس کی پاک رُوح پر ہمیشہ اپنی رحمت نازل فرماتا رہ!
(۱۲) اُس کے مرقد سے دوستوں کے باغ میں ابرِ فیض سے پھُول کھلاتا رہ!
(۱۳) افسوس! اُس کے دل افروز فیض کے سُورج کو گہن لگنے سے روشن صبح، شام کی طرح تیرہ و تار ہوگئی۔

Marfat.com

(۱۴) دنیا دیکھنے میں تاریک ہوگئی۔ شمع کے بغیر اہلِ خانہ کے لئے اندھیرا چھا گیا۔
(۱۵) قضا کے شرربار قلم کے دھوئیں نے دِل کو جلا دیا اور اُسے زخم زخم کر دیا۔
(۱۶) موت کی آگ سے دل کباب ہوگیا۔ اس نے جہاں کو اِنتہائی بلندی سے اِنتہائی پستی میں پھینک دیا۔
(۱۷) آنکھوں سے خون کے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا، جس نے رستے کے ہر پُل کو توڑ پھوڑ دیا۔
(۱۸) اِس جگر سوز اور ہولناک واقعہ کو دیکھکر آسماں حیرت زدہ ہوگیا۔
(۱۹) اُس عالی جناب کی تاریخِ وفات کے لئے جب دل نے سوچ بچار کی،
(۲۰) تو حُسنِ طلب کے آخر کی بدولت اُسے معلوم ہوا کہ آفتابِ ہدایت گہن میں آگیا۔

○

دوسرا مرثیہ مع تاریخِ وصال

(۱) وہ باصفا، علمِ لدنی (خداداد علم) کا مالک تھا۔ وہ عرفان کا سمندر اور خدا کے نُور کا مظہر تھا۔
(۲) اُس کے وجُود سے دُنیا نے فیض پایا ہے اور آخرت بھی چمک اُٹھے گی۔
(۳) اُس نے لفظ اور معنی دونوں کی تحقیق کی۔ وہ نُکتہ داں، دستگیر اور ہمارا پیر و مُرشد تھا۔
(۴) اے اہلِ ذہانت، اگر آپ ایک حرف بھی سمجھیں، تو ہر مصرع کے شروع میں اس کا نام آئے گا۔
(۵) میں اس عالی جناب کی پھر تعریف کرتا ہوں۔ وہ عالمِ ناسُوت (دنیا) اور عالمِ ملکُوت (عالمِ ارواح) کا ہُما (ایک مبارک پرندہ) تھا۔
(۶) اُس قُطبِ عالم اور غوثِ اعظم رہنما نے دو سانسوں میں عالمِ جبرُوت (اللہ کے مرتبۂ صفات)

Marfat.com

اور عالمِ لاہُوت (اللہ کے مرتبۂ اسماء) کے مقامات کو طے کر لیا۔

⑥ اُس نے امامت کے اندر خلافت کا مرتبہ پایا اور انبیاء کے مقامِ نبوّت و ولایت سے بھی حصّہ لیا۔

⑧ وہ اَولیاء اللہ کا سرتاج۔ نبوّتِ احمدی کے کمالات سے بہرہ ور ہوا۔

⑨ وہ صِدق و خلوص میں ابوبکرؓ، عدل و انصاف میں فاروقؓ، شرم و حیا میں عثمانؓ اور علم و فضل میں علی کرّمؓ اللہ وجہہ کی مثال تھا۔

⑩ وہ اجتہاد میں ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ تھا اور فہمِ شریعت میں مالکؒ اور حنبلؒ تھا۔

⑪ وہ حقیقت اور طریقت میں خاص الخاص تھا۔ وہ معرفت کے میدان میں خصُوصی رہنما تھا۔

⑫ اُس کی بدولت دِل۔ رُوح اور سر روشن تھے۔ وہ چودھویں کا چاند 'خفی' میں بھی 'خفی' تھا۔

⑬ جب وہ مہرِ عالم تاب اِس جہانِ فانی سے جہانِ باقی کو چلا گیا۔

⑭ تو دنیا میں اندھیرا چھا گیا اور ساتوں زمینیں اور نَو کے نَو آسمان تیرہ و تار ہو گئے۔

⑮ جب میں نے عقل سے بڑے صدق و خلوص سے اس کی تاریخِ وصال پوچھی۔

⑯ تو ہاتف نے کہا کہ 'بخشش' 'جُود' (سخاوت) 'کرم'۔ حلم (بُردباری) اور حیا سے سرِ پا ہو گئے۔

⑰ نُور اُس کے روضہ کے گرداگرد قربان ہو گیا۔ خُدا کرے کہ ہدایت کا نُور اس کی دستگیری کرے۔

Marfat.com

تشریح تاریخ ہائے وصال

پہلے مرثیہ میں حضرت شیخ عبدالنبیؒ کی تاریخِ وصال بحروف ابجد نکالی گئی ہے۔ چونکہ اکثر حضرات کو حروفِ ابجد کے اعداد سے آگاہی نہیں اور انہیں اس بات کا علم نہیں کہ عربی اور فارسی (اور ان کے تتبّع میں اُردو) کے ہر حرف کے عدد مقرر ہیں، اس لئے بطورِ تعارف حروفِ ابجد کے اعداد بھی بیان کئے جاتے ہیں، تاکہ تاریخ کے سمجھنے میں سہولت رہے اور پوری طرح محظوظ ہُوا جا سکے۔

حُروفِ ابجد اور اُن کے اعداد :

ابجد	ہوّز	حُطّی	کَلَمَن	سَعفَصَ
ا ب ج د	ہ و ز	ح ط ی	ک ل م ن	س ع ف ص
۱ ۲ ۳ ۴	۵ ۶ ۷	۸ ۹ ۱۰	۲۰ ۳۰ ۴۰ ۵۰	۶۰ ۷۰ ۸۰ ۹۰

قُرِشَت	ثَخّذ	ضَظّغ
ق ر ش ت	ث خ ذ	ض ظ غ
۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰	۵۰۰ ۶۰۰ ۷۰۰	۹۰۰ ۸۰۰ ۱۰۰۰

پہلی تاریخِ وصال منظوم فارسی:

یہ تاریخ مرثیہ کے آخری شعر

یافتہ از غایتِ حُسن طلب　　منکشف گردید مہرِ ابتدا

(آفتابِ ہدایت کو گہن لگ گیا)

میں پوشیدہ ہے۔ "غایتِ حُسنِ طلب" کا مطلب اس ترکیب کے آخری حرف 'ب' کے عدد کو دوسرے مصرعہ "منکسف گردید مہرِ ابتدا" کے اعداد میں جمع کرنا ہے، جس سے تاریخِ وصال نکلتی ہے، جو نہایت موزوں اور بامعنی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

تشریح :

منکسف	گردید	مہرِ	ابتدا
م ن ک س ف	گ ر د ی د	م ہ ر	ا ہ ت د ا + ب
۴۰ ۵۰ ۲۰ ۶۰ ۸۰	۲۰ ۰۰ ۲ ۴ ۱۰ ۴	۴۰ ۵ ۲۰۰	۱ ۵۱ ۴۰۰ ۱۴ + ۲
(۲۵۰) +	(۲۳۸) +	(۲۴۵) +	(۴۱۱) + ۲ = ۱۱۴۶ھ

دوسری تاریخ وصال نثر میں :

دوسری تاریخِ وصال نظم کی بجائے نثر میں "خلیفۂ عالی برحق" کی بامعنی ترکیب میں کہی گئی ہے۔ اس کی تشریح حسب ذیل ہے :-

خلیفہ	عالی	برحق
خ ل ی ف ہ	ع ا ل ی	ب ر ح ق
۶۰۰ ۳۰ ۱۰ ۸۰ ۵	۷۰ ۱ ۳۰ ۱۰	۲ ۲۰۰ ۸ ۱۰۰
(۷۲۵) +	(۱۱۱) +	(۳۱۰) = ۱۱۴۶ھ

تیسری تاریخِ وصال فارسی نظم میں :

دوسرے مرثیہ میں تاریخِ وصال نہایت عمدہ اور مرموز پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ اس مرثیہ میں تاریخِ وصال مرثیے کے آخری سے پہلے شعر ؎

گفت ہاتف بے سروپا می شدند بخشش وجُود وکرم. حلم وحیا

میں پوشیدہ ہے۔ اس میں رمز یہ ہے، کہ 'بخشش'، 'جُود'، 'کرم'، 'حلم' اور 'حیا' کے الفاظ کو اگر "بے سروپا" کر دیا جائے۔ یعنی ان الفاظ کے پہلے اور آخری حرف کو کاٹ دیا جائے، تو باقی ماندہ حروف کے اعداد کے مجموعہ سے تاریخِ وصال نکل آئے گی۔ تشریح حسب ذیل ہے :-

Marfat.com

بخشش	جُود	کرم	حلم	حیا
ب خ ش ش	ج و د	ک ر م	ح ل م	ح ی ا
۶۰۰ ۳۰۰	۶	۲۰۰	۳۰	۱۰

۹۰۰ + ۶ + ۲۰۰ + ۳۰ + ۱۰ = ۱۱۴۶ھ

اس میں فن تاریخ کے علاوہ شعری خوبی یہ ہے کہ حضرتؒ کی وفات سے بخشش، جُود، کَرم، حلم اور حیا کے سر اور پیر کٹ گئے، گویا حضرتؒ کے اُٹھنے سے یہ صفات بھی دنیا سے اُٹھ گئیں، اور لوگ ان کی برکتوں سے محروم ہو گئے۔

تشریح از

مشتاق احمد بھٹی، ایم اے

○

marfat.com

Marfat.com

صحت نامۂ اغلاط

مکتوبات شریفہ کی کتابت جیساکہ مسودے سے واضح ہے، ۱۱۹۷ھ میں مکمل ہوئی۔ دوسو سال کے اس عرصے میں فارسی رسم الخط میں خاصی تبدیلیاں واقع ہوگئی ہیں، جن کی وجہ سے ایک عام فارسی دان کو بعض جگہ قرینے اور قیاس سے کام لینا پڑتا ہے، جبکہ بعض جگہ کتابت کی غلطیاں بھی موجود ہیں۔ ان وجوہ سے مکتوبات کی املا کی درستی کی خاطر اغلاط کا صحت نامہ ضروری ہوگیا۔

فارسی زبان نے اپنا موجودہ رسم الخط عربی زبان سے لیا ہے، جس طرح فارسی کی پیروی میں اردو نے بھی اضافوں کے بعد یہی رسم الخط اختیار کرلیا ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اہلِ ایران کی تہذیب و ثقافت ہر لحاظ سے اسلام کے ڈھانچے میں ڈھل گئی تھی۔ اہلِ ایران کا اصل رسم الخط دوسری تمام آریائی زبانوں کی طرح بائیں سے دائیں تھا، جبکہ تمام سامی زبانوں کا رسم الخط جیساکہ عربی زبان ہے، دائیں سے بائیں ہے۔ رسم الخط کی اس تبدیلی سے عربی حروف بھی اختیار کرنے پڑے۔ اور جو آوازیں عربی رسم الخط میں نہیں تھیں، ان کو بھی ادا کرنے کے لئے ان آوازوں کے قریب المخرج حروف اختیار کرنے پڑے، جنہیں قرینے سے سیاق و سباق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قاری خود سمجھ جاتا تھا۔ بعد میں مرورِ زمانہ سے اس الجھن کو دور کرنے، اور امتیاز پیدا کرنے کے لئے ایسے حروف پر کچھ علامتوں کا اضافہ کرکے نئے حروف وضع کرلئے گئے۔ مثلاً "پ" کی آواز کو ظاہر کرنے کے لئے "ب" کے نیچے اور "چ" کی آواز کے لئے ج کے اندر دو نقطے بڑھا دیئے گئے۔ اور "گ" کی آواز کے لئے "ک" کے اوپر ایک

Marfat.com

کشش کا اضافہ کر دیا گیا۔

اس قدیم قلمی نسخے میں بھی پُرانا اندازِ تحریر اختیار کیا گیا ہے۔ اس میں "گ" کو ہر جگہ "ک" ہی لکھا گیا ہے، خواہ اس طرح فارسی کے دوسرے بامعنی الفاظ سے التباس ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً 'گردن' کو 'کردن'، 'گشت' کو 'کشت'، 'گاہ' کو 'کاہ' لکھا گیا ہے۔ اَب "گ" فارسی زبان کا ایک ایسا حرف ہے، جس کا استعمال عام ہے۔ اس کے کئی مصادر اور الفاظ میں "گ" کی آواز شامل ہے، جیسے گفتن، شگفتن، گردیدن، گماشتن وغیرہ۔

اس طرح کاتب نے الف ممدودہ کو بعض جگہ استعمال کیا ہے، لیکن اکثر و بیشتر استعمال نہیں کیا، مثلاً آدم کو ادم، آرام کو ارام اور آن کو ان لکھا ہے۔

اس قسم کے اندازِ تحریر سے مسوّدے کا ہر صفحہ غلطیوں سے بھرا پڑا ہے۔ چنانچہ اگر ان تمام اغلاط کی جامع فہرست تیار کی جاتی تو اچھا خاصا ایک ضخیم رسالہ تیار ہو جاتا۔ اِسلیئے اس طرح کی اصولی غلطیوں کو قاری کی عقل و فہم پر چھوڑ کر کتابت کی اُن غلطیوں کی تصحیح کے لئے فارسی مکتُوبات کے آخر میں جدول کی صورت میں صحت نامہ شامل کر دیا گیا ہے۔ جنکی موجودگی میں ایک عام فارسی داں کو مشکل پیش آسکتی تھی۔ مکتوبات کے نفسِ مضمون کی پاکیزگی کے پیشِ نظر یہ احتیاط ضروری سمجھی گئی کہ مکتُوبات کی املا حتی الوسع اغلاط اور مغالطوں سے پاک ہو۔ اس قلمی عبارت میں اس لئے درستی نہیں کی گئی، کیونکہ اس طرح پُرانے آثار کی تقدیس و حُرمت کے زائل ہونے کا اندیشہ تھا۔

---

marfat.com

Marfat.com

جدول

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱	۲۷	۳	اولا	اوّلاً
۲	۲۷	۷	مدفق	مدقّق
۳	۳۳	۱	الا	اِلاّ
۴	۳۳	۶	اجالا	اجمالاً
۵	۳۳	۷	ذاتا	ذاتاً
۶	۳۴	۵	ستہ	سِتّہ
۷	۳۴	۱۴	تکلم معاش	تکلّم و معاش
۸	۳۶	۵	قلب سوید	قلب مرید
۹	۳۶	۹	جست	جہت
۱۰	۳۷	۵	نخشوع	بخشوع
۱۱	۳۷	۹	مسازد	بسازد
۱۲	۳۸	۱	ننمجی	بہ نہجی
۱۳	۳۸	۱۱	سیہ	سیر
۱۴	۴۰	۱	اصلاح	اعطاح
۱۵	۴۰	۵	داست	داشت
۱۶	۴۰	۶	اصولایت	اہل ولایت

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۷	۴۳	۱۳	اجمالا و تفصیلا	اجمالاً و تفصیلاً
۱۸	۴۴	۳	مُسرا	مُبرّا
۱۹	۴۷	۱	رضو	رضُوا
۲۰	۴۸	۱۱	مظفہ	مضغہ
۲۱	۴۹	۶	تجوز	تجویز
۲۲	۴۹	۹	مبلس	مُتلبّس
۲۳	۵۱	۹	عبدالرسید	عبدالرشید
۲۴	۵۶	۷	اولا اجمالا	اولاً اجمالاً
۲۵	۵۷	۲/۱	اُیں مرتبہ شہودہ اولیہ راشہود اول نامند"۔	مکرّر لکھا گیا ہے۔
۲۶	۵۸	۴	مقتبات	مقتفیات
۲۷	۵۸	۱۱	اولا	اولاً
۲۸	۵۸	۱۵	ثانیا	ثانیاً
۲۹	۶۰	۱۴	اکاہ	آں گاہ
۳۰	۶۳	۹	نبض	بہ نصّ
۳۱	۶۴	۸	دات	ذات
۳۲	۶۵	۳	صلبی	سلبی
۳۳	۶۷	۳	ملاذمت	ملازمت
۳۴	۶۹	۳	ادراک	(مکرّر)
۳۵	۷۱	۹	حقتقی	حقیقتی

marfat.com

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۳۶	۷۲	۶	مثلا	مثلاً
۳۷	۷۲	۱۱	ہود	ہنُود
۳۸	۷۲	۱۱	شرشار	سرشار
۳۹	۷۳	۷	مجبول	مجبور
۴۰	۷۳	۱۳	قطیّہ	قطعیّہ
۴۱	۷۳	۱۴	مکالہ	مکالمہ
۴۲	۷۴	۱	ہود	ہنُود
۴۳	۷۴	۱۲	نعہم اللہ	نعنہم اللہ
۴۴	۷۵	۱۴	کسیفہ	کثیفہ
۴۵	۷۸	۱۴	بایات	بہ آیات
۴۶	۸۱	۷	شرشار	سرشار
۴۷	۸۲	۱۱	شاہد فہمید	نشاید فہمید
۴۸	۸۶	۱۴	علیہم	علیم
۴۹	۹۴	۹	بکلشی	بکُلِّ شئے
۵۰	۹۴	۱۳	منطہ تفصیل	منصّۂ تفصیل
۵۱	۹۵	۱۳	حثّبات	حیثیّات
۵۲	۹۷	۱۱	وچوب	وجُوب
۵۳	۹۸	۱۳	سنموع	مسمُوع
۵۴	۱۰۴	۶	قراں	قرآن
۵۵	۱۰۶	۷	قراں	قرآن

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۵۶	۱۱۱	۹	قرانی	قُرآنی
۵۷	۱۱۱	۱۳	قرانی	قرآنی
۵۸	۱۱۲	۱۰	حضرت پر	حضرت پیر
۵۹	۱۱۴	۱۰	صوت	صَوت
۶۰	۱۱۵	۴	مسلہ اختیار	مسئلہ اختیار
۶۱	۱۱۸	۱۳	متحقق	مُتحقّق
۶۲	۱۱۹	۶	خبیث	خبیث
۶۳	۱۲۰	۱۴	جمع	سمع
۶۴	۱۲۴	۱۰	حبو	جیُو
۶۵	۱۲۷	۱۱	ذاتاً وصفاتاً	ذاتاً وصفاتاً
۶۶	۱۲۹	۱۱	غیران	غیرآں
۶۷	۱۳۱	۵	ایں طن	ایں ظن
۶۸	۱۴۰	۹	کردن اولیاء	گردنِ اولیا
۶۹	۱۴۳	۳	ازنفاع	اِرتفاع
۷۰	۱۴۳	۷	جمیع اسما	جمیع الاسماء
۷۱	۱۴۴	۸	ازطنیت	ازظلیت
۷۲	۱۴۶	۱	سلہ	سئلہ
۷۳	۱۴۷	۲	قراں	قُرآن
۷۴	۱۴۷	۶	کزیر	گریز
۷۵	۱۴۸	۴	علماء طواہر	علماء ظواہر

marfat.com

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۷۶	۱۴۹	۱۰	اصحلال	اضمحلال
۷۷	۱۴۹	۱۵	اصحلال	اضمحلال
۷۸	۱۵۱	۱۱	مرعوبات	مرغوبات
۷۹	۱۵۱	۱۳	مطہریرا	مظہریرا
۸۰	۱۵۲	۸	بوجہ ابکینی	بوجہ ابلیسی
۸۱	۱۵۸	۱۰	علماء ظہوا	علماء ظواہر
۸۲	۱۶۰	۵	سلہ	مسئلہ
۸۳	۱۶۳	۴	از تقی اثبات	از نفی واثبات
۸۴	۱۶۳	۸	شماں	شاں
۸۵	۱۶۴	۱۳	مجملا یا مفصلا	مجملاً یا مفصلاً
۸۶	۱۷۰	۱	روج	رُوح
۸۷	۱۷۰	۱۳	خارح	خارج
۸۸	۱۷۱	۱۲	ستین	سَبعین
۸۹	۱۷۲	۲	معمور	مامُور
۹۰	۱۷۴	۵	حقبقت	حقیقت
۹۱	۱۷۴	۷	مجی	مُجتبیٰ
۹۲	۱۷۵	۵	صحبت باطنی	صحتِ باطنی
۹۳	۱۷۵	۷	اہلِ عنا	اہل فنا
۹۴	۱۷۶	۵	حجوم	ہجوم
۹۵	۱۸۴	۶	ذکر تبرسیت	ذکر تربیت

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۹۶	۱۸۷	۴	شرح	سُرخ
۹۷	۱۸۷	۵	شرح	سُرخ
۹۸	۱۹۰	۷	باعلے	باعلیٰ / باعلے
۹۹	۱۹۰	۸	بادنی	بادنیٰ / بادنے
۱۰۰	۱۹۱	۵	مجبول	مجہول
۱۰۱	۱۹۲	۱۱	کبری	کُبریٰ
۱۰۲	۱۹۳	۱۰	درسخص	درشخص
۱۰۳	۱۹۵	۱۴	سخص باقی	شخصِ باقی
۱۰۴	۱۹۷	۱۵	احنافی	اضافی
۱۰۵	۱۹۸	۱۰	صفات ومسبہ	صفاتِ ذمیمہ
۱۰۶	۱۹۹	۳	اولا	اوّلاً
۱۰۷	۱۹۹	۹	منطلق	منطبق
۱۰۸	۱۹۹	۱۵	ہیچ	ہیچ
۱۰۹	۲۰۳	۲/۱	ترقی ازمرتبہ معلومات	تکرر ہے
۱۱۰	۲۰۳	۶	مصعات	مصفّات
۱۱۱	۲۱۰	۷	سخصی	شخصی
۱۱۲	۲۱۱	۱	شک وسبہ	شک وشُبہ
۱۱۳	۲۱۳	۹	مرتبہ قدوس خداوندی	مرتبۂ قُدوّسِ خداوندی
۱۱۴	۲۱۳	۱۱	تصحیح نعلین	تصحیح فعلین
۱۱۵	۲۱۴	۳	تربت	تربیّت

marfat.com

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۱۶	۲۱۵	۷	معقول	غیر معقول
۱۱۷	۲۱۸	۴	رو معنی	ذو معنی
۱۱۸	۲۲۰	۵	قرابت	قِرأت
۱۱۹	۲۲۰	۵	چلول	ملُول
۱۲۰	۲۲۴	۲	حضرت قراں	حضرتِ قُرآن
۱۲۱	۲۲۴	۴	معنا و لفظا	معناً و لفظاً
۱۲۲	۲۲۴	۵	معنا	معناً
۱۲۳	۲۲۴	۷	الہاماً	اِلہاماً
۱۲۴	۲۲۴	۱۰	معنا	معناً
۱۲۵	۲۲۴	۱۴	معنا و لفظا	معناً و لفظاً
۱۲۶	۲۲۵	۱	نجا نجما	نجاً نجماً
۱۲۷	۲۲۷	۵	سراپردہ الاجلال	سراپردہ ہائے جلال
۱۲۸	۲۲۷	۱۴	نروپی	نروبی
۱۲۹	۲۲۸	۱	شاختہ	ساختہ
۱۳۰	۲۳۰	۱۰	ہواست	پیوست
۱۳۱	۲۳۱	۱۱	نورایہ	نُورانیہ
۱۳۲	۲۳۲	۱	صنفوج	منفوخ
۱۳۳	۲۳۴	۸	ممدو قدس	مجدو قدس
۱۳۴	۲۳۷	۱۱	محرز	محترز
۱۳۵	۲۳۹	۱۵	حدت	عدّت

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۳۶	۲۴۰	۹	اجمالاً و تفصیلاً	اجمالاً و تفصیلاً
۱۳۷	۲۴۲	۳	سکیک	ملکیّن
۱۳۸	۲۴۷	۶	درشتہ باسند	داشتہ باشند
۱۳۹	۲۴۷	۱۴	سلہ	سئلہ
۱۴۰	۲۵۲	۴	اعمالِ ضاہرہ	اعمالِ ظاہرہ
۱۴۱	۲۵۵	۶	سرکت	شرکت
۱۴۲	۲۶۰	۲	جزیہ	جذبہ
۱۴۳	۲۶۱	۴	مرات	مرأت
۱۴۴	۲۶۲	۸	یوماً یغوماً فیوماً	یوماً فیوماً
۱۴۵	۲۶۴	۲	شیخ عبدالنبی	شیخ عبدالغنی
۱۴۶	۲۶۴	۱۴	صجو	صحو
۱۴۷	۲۶۶	۱	زنِ مسلسل	ظنِ مسلسل
۱۴۸	۲۶۸	۱	بہتراز ظہور کمال ثانی	مکرر لکھا گیا ہے۔
۱۴۹	۲۶۹	۲	طیبت	ظلیّت
۱۵۰	۲۶۹	۱۲	مرات	مرأت
۱۵۱	۲۷۲	۵	سخصی	شخصی
۱۵۲	۲۷۴	۹	سخصی	شخصی
۱۵۳	۲۸۱	۹	جرہ	جُرأت
۱۵۴	۲۸۴	۵	انور سفولہ	انوار سفیہہ
۱۵۵	۲۸۵	۷	اولا	اولاً

marfat.com

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۵۶	۲۸۶	۱۴	مجزویان	مجذوبان
۱۵۷	۲۸۷	۸	التحن	المتحن
۱۵۸	۲۹۱	۵	کل	گُل
۱۵۹	۲۹۱	۱۴	قراں	قرآن
۱۶۰	۲۹۱	۱۵	پرخود	پیرخود
۱۶۱	۲۹۲	۱۲	طلال	ظلال
۱۶۲	۲۹۴	۱۱	پراں	پرآں
۱۶۳	۲۹۷	۱	بوست	پیوست
۱۶۴	۳۰۰	۳	سفضی	مقتضی
۱۶۵	۳۰۱	۶	تخضیفی	تحقیقی
۱۶۶	۳۰۱	۷	سرات	مرأت
۱۶۷	۳۰۱	۱۴	الا	اِلّا
۱۶۸	۳۰۳	۱	الامور مرہونۃ باوقاتہا	الامور مرہونۃ باوقاتہا
۱۶۹	۳۰۸	۷	.....اللہ یانوراللہ.....	.....اللہ بل نوراللہ.....
۱۷۰	۳۰۹	۱۵	تحقیقی	حقیقتی
۱۷۱	۳۱۰	۶	تحقیق حقین ایشاں	تحقیق حقیقی ایشاں
۱۷۲	۳۱۶	۶	مجہوالکیت	مجہول الکیف
۱۷۳	۳۱۸	۱	تتمہ رسولہ	تتمۂ اُسولہ
۱۷۴	۳۱۹	۱۱	تبترلات	تنزّلات
۱۷۵	۳۲۰	۳	تبتہ لات	تنزّلات

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۷۶	۳۲۰	۵	غرموجود	غیرموجُود
۱۷۷	۳۲۲	۷	الف لام	الف لام زائد ہے
۱۷۸	۳۳۴	۱۰	جرات	جُرأت
۱۷۹	۳۳۶	۵	افتاب مک نیزہ	آفتابِ یک نیزہ
۱۸۰	۳۴۰	۴	حقیقی بر حقیقی	حقیقتی بر حقیقتی
۱۸۱	۳۴۶	۵	تتمہ	تتمّہ
۱۸۲	۳۴۷	۶	شرع	شرح
۱۸۳	۳۴۹	۴	انضاغ	انصباغ
۱۸۴	۳۴۹	۷	انصاح	انصباغ
۱۸۵	۳۴۹	۱۴	بصعف	بضُعف
۱۸۶	۳۵۱	۱۱	محصر	مختصر
۱۸۷	۳۵۷	۶	شیخ محمد اکبر	شیخ محمد اکرم
۱۸۸	۳۵۹	۶	وفالق	وقائق
۱۸۹	۳۶۰	۱۰	معاتب	معتُوب
۱۹۰	۳۶۰	۱۲	ماتیاں	ماُتیّاں
۱۹۱	۳۶۹	۷	سخصی	شخصی
۱۹۲	۳۶۹	۱۰	سخص	شخص
۱۹۳	۳۷۶	۱۳	بانتفار	بانتظار
۱۹۴	۳۸۲	۱۲	معاتب	معتُوب
۱۹۵	۳۸۳	۹	بدرطفل	پدرِ طفل

marfat.com

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۹۶	۳۸۴	۹	اولا	اوّلاً
۱۹۷	۳۸۴	۱۳	بیغکیفی	بےکیفی
۱۹۸	۳۸۶	۱	معدسہ	مُقدّسہ
۱۹۹	۳۸۷	۵	پیوست	پیوست
۲۰۰	۳۸۸	۱۱	جہر	جہر
۲۰۱	۳۹۰	۷	اتہ تسمیہ	آیتِ تسمیہ
۲۰۲	۳۹۲	۶	نکل کردہ	نقل کردہ
۲۰۳	۳۹۲	۷	سخصی	شخصی
۲۰۴		۶	مفسد غار	مفسدِ نماز
۲۰۵	۳۹۴	۶	اتہ الکرسی	آیت الکُرسی
۲۰۶	۳۹۴	۹	نیت	نیّت
۲۰۷	۳۹۴	۱۱	نیت	نیّت
۲۰۸	۴۰۳	۷	وحول	دخول
۲۰۹	۴۰۴	۱۵	در ولایت اُخص	مکرر لکھا گیا
۲۱۰	۴۰۷	۶	بریں مکام	بریں مقام
۲۱۱	۴۱۰	۳	عملی	علمی
۲۱۲	۴۱۰	۸	اصطلاع	اصلاح
۲۱۳	۴۱۱	۴	جبلی	جیلانی
۲۱۴	۴۱۲	۲	تحت	تحت
۲۱۵	۴۱۳	۶	نعتہ مورخہ	نُعت معرُوفہ

Marfat.com

سلسلہ نمبر	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۲۱۶	۴۱۷	۵	قراں	قُرآن
۲۱۷	۴۲۰	۱	امرِ معلق	امرِ معلّق
۲۱۸	۴۲۱	۲	نضارت کل	نضارتِ گُل
۲۱۹	۴۲۱	۶	از ثریا	از ثریا بر فگندہ بر ثری

مرتبہ

مُشتاق احمد بھٹی ایم۔اے

marfat.com

Marfat.com

شجرۂ سلسلۂ نقشبندیہ احسنیہ

شمار نمبر	اسمائے گرامی	تاریخ وصال معہ دن		مقام مزار شریف	عمر مبارک جتنے سال
		مطابق ہجری	مطابق عیسوی		
۱	فخر الانبیاء رسالت مآب سرور کائنات	دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	پیر ۸ جون ۶۳۲ء	مسجد نبوی مدینہ منورہ	
۲	حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	سہ شنبہ ۲۲ جمادی الاخر ۱۳ھ	منگل ۱۶ اگست ۶۳۴ء	مسجد نبوی مدینہ منورہ	
۳	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	سہ شنبہ ۱۰ رجب المرجب ۳۳ھ	منگل ۴ فروری ۶۵۴ء	مدائن عراق	
۴	حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم	سہ شنبہ ۲۴ جمادی الاول ۱۰۱ھ	منگل ۱۲ دسمبر ۷۱۹ء	جنت البقیع مدینہ منورہ	۷۰
۵	حضرت خواجہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	جمعہ ۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ	جمعہ ۶ ستمبر ۷۶۵ء	جنت البقیع مدینہ منورہ	۶۸
۶	سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز	چہار شنبہ ۱۵ شعبان المعظم ۲۶۱ھ	بدھ ۲۵ مئی ۸۷۵ء	بسطام ایران	۱۲۵
۷	حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز	شنبہ ۱۵ رمضان المبارک ۴۲۵ھ	ہفتہ ۳ اگست ۱۰۳۴ء	خرقان ایران	۷۳
۸	حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ العزیز	سہ شنبہ ۲۲ صفر ۴۵۰ھ	منگل ۲۱ اپریل ۱۰۵۹ء	طوس ایران	۰۰
۹	حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی طوسی قدس سرہ العزیز	جمعہ ۴ ربیع الاول ۵۱۱ھ	جمعہ ۶ جولائی ۱۱۱۷ء	طوس مشہد ایران	۰۰
۱۰	حضرت یعقوب یوسف ہمدانی قدس سرہ العزیز	شنبہ ۲۰ رجب المرجب ۵۳۶ھ	ہفتہ یکم مارچ ۱۱۴۱ء	سرخس ایران	۹۶
۱۱	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز	جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	جمعہ ۱۰ اگست ۱۱۷۹ء	غجدوان بخارا	۰۰
۱۲	حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری قدس سرہ العزیز	سہ شنبہ یکم شعبان ۶۱۷ھ	منگل ۱۰ ستمبر ۱۲۲۰ء	ریوگر بخارا	۰۰

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال معہ دن		مقام مزار شریف	عمر مبارک ہجری سال
		مطابق ہجری	مطابق عیسوی		
۱۳	حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ العزیز	دوشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ	پیر ۳۰ مئی ۱۳۱۷ء	فغنہ روس	۰۰
۱۴	حضرت خواجہ عزیزان شاہ علی راتینی قدس سرہٗ العزیز	سہ شنبہ ۲۷ رمضان المبارک ۷۲۱ھ	منگل ۲۰ اکتوبر ۱۳۲۱ء	خوارزم روس	۱۳۰
۱۵	حضرت خواجہ محمد باباسماسی قدس سرہٗ العزیز	چہارشنبہ ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ	بدھ ۲ جولائی ۱۳۵۴ء	سماس۔ بخارا روس	۰۰
۱۶	حضرت خواجہ شمس الدین سید میر کلال قدس سرہٗ العزیز	پنجشنبہ ۱۳ جمادی الآخر ۷۷۲ھ	جمعرات ۲ جنوری ۱۳۷۱ء	سوخار۔ بخارا روس	۰۰
۱۷	شیخ الشائخ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز	دوشنبہ ۲ ربیع الاول ۷۹۱ھ	پیر یکم مارچ ۱۳۸۹ء	بخارا روس	۸۳ سال ۲ ماہ
۱۸	حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ العزیز	شنبہ ۵ صفر المظفر ۸۵۱ھ	ہفتہ ۲۲ اپریل ۱۴۴۷ء	قصبہ بلغنور ماوراء النہر۔ روس	۰۰
۱۹	حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز	شنبہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ	ہفتہ ۲۰ فروری ۱۴۹۰ء	سمرقند روس	۸۸ سال ۷ ماہ
۲۰	حضرت مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ العزیز	چہارشنبہ یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ	بدھ ۳ نومبر ۱۵۲۹ء	وخش ایران	۰۰
۲۱	حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ العزیز	پنجشنبہ ۱۸ محرم الحرام ۹۷۰ھ	جمعرات ۱۷ ستمبر ۱۵۶۲ء	موضع الغراز خراسان	۰۰
۲۲	حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ العزیز	چہارشنبہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۰۰۸ھ	بدھ ۲۶ فروری ۱۶۰۰ء	موضع امکنگ نزد بخارا۔ روس	۹۰
۲۳	کامل اکمل حضرت سید رضی الدین محمد باقی المعروف بہ خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز	یک شنبہ ۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ	اتوار ۲۰ نومبر ۱۶۰۳ء	دہلی بھارت	۴۱
۲۴	امام ربانی مجدد الف ثانی غوث صمدانی حضرت شیخ احمد فاروقی المعروف بہ سرہندی قدس سرہٗ العزیز	سہ شنبہ ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ	منگل ۳۰ نومبر ۱۶۲۴ء	سرہند شریف بھارت	۶۲ سال ۴ ماہ ۱۴ دن
۲۵	قطب الاقطاب، سید آدم بنوری قدس سرہٗ العزیز	جمعہ ۱۳ شوال ۱۰۵۳ھ	جمعہ ۱۹ جنوری ۱۶۴۴ء	جنت البقیع مدینہ منورہ	۶۳
۲۶	غوث زمان حضرت محمد شریف متقی شاہ آبادی قدس سرہٗ العزیز	۱۰۸۳ھ	۱۶۷۲ء	موضع شاہ آباد انبالہ۔ بھارت	۶۲
۲۷	سلطان العارفین حضرت حاجی عبداللہ سلطانپوری قدس سرہٗ العزیز	۱۱۱۹ھ	۱۷۵۷ء	سلیمپورہ، دہلی بھارت	۱۲۰

marfat.com

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال معہ دن		مقام مزار شریف	ولادت با سعادت
		مطابق ہجری	مطابق عیسوی		
۲۸	قطب عالم حضرت حاجی سید محمد طاہر عالمپوری قدس سرہ العزیز	دوشنبہ ۱۷ جمادی الاوّل ۱۱۱۹ھ	منگل ۱۵ اگست ۱۷۰۷ء	عالمپور ضلع جونپور یوپی بھارت	۱۰۱۹
۲۹	تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی قدس سرہ العزیز	چہارشنبہ ۲۲ ربیع الاوّل ۱۱۴۶ھ	بدھ ۲۲ اگست ۱۷۳۳ء	شاہجہانپور ضلع جونپور یوپی بھارت	۱۰۴۰ھ

خلفائے تاج العارفین قطب الاقطاب
حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی قدس سرہ العزیز

(۱) فضیلت مآب حضرت شیخ علی احمد سہارنپوری قدس سرہ العزیز۔
(۲) اشرف الاخوان حضرت میاں محمد اشرف قدس سرہ العزیز۔
(۳) حضرت حافظ محمد مکمل قدس سرہ العزیز۔
(۴) حضرت میاں محمد قاسم قدس سرہ العزیز۔
(۵) فضیلت مآب حضرت شیخ عبدالہادی قدس سرہ العزیز
(۶) حضرت میاں محمد شہ یار قدس سرہ العزیز
(۷) حضرت مولانا جان محمد جالندھری قدس سرہ العزیز
(۸) حضرت شیخ عاشق محمد جالندھری قدس سرہ العزیز
(۹) حضرت حافظ سید حسین قدس سرہ العزیز

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

حضرت تاج العارفین شیخ عبدالنبی شامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے بارے میں تاثرات

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قطب الاقطاب حضرت تاج العارفین شیخ عبدالنبی شامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب۔ آپ حضرت اقدس سلطان الاولیاء قطب الاقطاب قبلہ حضور مجدد الف ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرہندی کی دعا و برکت سے لالہ بوہڑہ مل بہل کھتری کے ہاں جو کہ اولاد سے بالکل محروم تھے۔ مورخہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۰۲۸ ہجری کو بمقام شام چوراسی ضلع ہوشیار پور بھارت میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کی پیدائش کے وقت سارا گھر نورانی روشنی سے بھر گیا۔ آپؒ نے سارا دن دودھ نہیں پیا۔ روزے کی افطاری کے وقت دودھ پیا۔ آپؒ کا ہندوانہ نام لالہ بھوپت رائے رکھا گیا۔ آپؒ نے سات سال کی عمر میں گلستان، بوستان ختم کر لی تھی۔ ایک دن سبق پڑھنے کے دوران یہ شعر پڑھا ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید
محال است سعدی کہ راہِ صفا — تواں رفت جز در پئے مصطفٰے

تو آپؒ نے اپنے اُستاد سے جو مسلمان تھے، دریافت کیا کہ مجھے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ بتائیں، لیکن استاد نے اس جذبہ کو کوئی وقعت نہ دی۔ جب آپ کا جذبہ انتہاء کو پہنچا تو حضرت بابا شیخ عبدالنبیؒ حضرت بابا شیخ عبدالوہاب صاحب قادریؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے، انہوں نے آپؒ کو مسلمان کر کے آپؒ کا

Marfat.com

اسلامی نام عبدالنّبی رکھا اور اُن سے باطنی فیض حاصل کیا اور آپؒ کو اسلامی تعلیم دینی شروع کر دی جو کہ تمام ہندوؤں کے لئے ایک چیلنج تھا۔ جس کی بنا پر ہندو آپؒ کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔ آپؒ کی شادی سری گوبند پور ضلع امرتسر میں لالہ رامن مل کے ہاں ہوئی تھی۔ آپؒ کا ایک بچہ تھا۔ جب آپؒ اپنی بیوی اور بچے کو لے کر دریائے بیاس کے کنارے پر پہنچے تو ہندو آپؒ کے قتل کرنے کے لئے آموجود ہوئے۔ آپؒ نے اپنا مصلّا دریا پر بچھا کر اپنے بیٹے اور بیوی کو اس پر بٹھا کر آیت الکرسی پڑھنی شروع کر دی اور دونوں میاں بیوی بچہ کو لے کر دریا کے پار ہو گئے۔ ہندو منہ دیکھتے رہ گئے اور آپؒ کی یہ کرامت دیکھ کر بہت سے ہندو سکھ مسلمان ہو گئے۔ آپؒ نے حضرت بابا شیخ عبدالوہابؒ صاحب کی صحبت میں کافی عرصہ گزارا۔ اِن کے بعد آپؒ نے شیخ حاجی عبداللہ سلطانپوریؒ کا دامن تھاما جو غوثِ زماں حضرت محمّد شریف متقیؒ کے خلیفہ تھے اور قطبُ الاقطاب حضرت سید آدم بنوریؒ سے فیض یافتہ تھے۔ جب حضرت عبداللہ سلطان پوریؒ صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کی عدم موجودگی میں آپ حضرت قطب عالم سیّد حاجی محمد طاہر عالم پوریؒ سے علوم باطنی کا فیض حاصل کیا اور آپ کو تاج العارفین و قطبُ الاقطاب کا درجہ سرکار سے عطا ہوا۔ آپؒ سے بے شمار کشف و کرامات سرزد ہوئی ہیں۔ اگر وہ تحریر کی جائیں تو کتاب ضخیم ہو جائے گی۔

حضرت سیّد حاجی محمد طاہر عالم پوریؒ سیّد خاندان سے تھے۔ انھوں نے کابل سے دین حق کے لئے ہجرت کر کے ہندوستان میں سکونت اختیار کر کے حجام کا پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ تاکہ اُن کی روحانیت ظاہر نہ ہو۔ بہت بڑے کامل اولیاء اللہ ہو گزرے ہیں۔ آپ نے ۱۱۸ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ آپؒ کا مزار اقدس عالم پور ضلع ہوشیارپور میں مرجع خلائق ہے۔ آپ نے اپنا جبّہ مبارک اور دستار مبارک اور ایک بوتل پانی کی اپنے خادم لودیر کو دیکر کہا کہ عبدالنّبیؒ کو یہ امانت دیدیں۔ اس میں دونوں جہانوں کی روحانیت

marfat.com

Marfat.com

کی طاقت منتقل کر دی گئی ہے۔ آپؒ خلیفہ اول تھے اور آپؒ نے پیدل حج شریف کیا۔ آپؒ کی شہرت ہندوستان سے لے کر مکہ معظمہ تک پھیل گئی تھی۔ بے شمار مخلوق آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ آپ حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ کے ہم عصر بزرگ تھے۔ آپ نے اپنی بیاض "اسرار طریقت" میں ارشاد فرمایا کہ شیخ عبدالنبی شامیؒ طریقہ نقشبندیہ کے ایک نومسلم کامل بزرگ شام چوراسی میں رہتے ہیں۔ حضرت تاج العارفین شامی صاحب نے تصوّف پر بھی کئی کتابیں لکھی ہیں۔ آپؒ نے اپنے مکتوبات میں بہت کچھ اسرار ارشاد فرمائے ہیں، جو سالکانِ طریقت و حقیقت کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ چند ایک مکتوب ناظرین کی خدمت میں پیش ہیں :-

مکتوب نمبر ۱۱۲ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تحقیق تسمیہ جو کہ اللہ تبارک و تعالےٰ کی ذات کا مظہر کامل ہے۔ ال ل ہ (اللہ) ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح پر ہے، جو نہایت غور طلب ہے۔ اس میں معرفت کا خزینہ پوشیدہ ہے۔

ا۔ چشمہ اوّل میں جو لام کی طرف ہے۔ تین سو اسماء جو زبور میں درج ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ب۔ رحمٰن کے نام کے اسرار ایک ہزار ہیں جو کتب انبیائیں درج ہیں اور اُن کے علاوہ چار اور مذکور ہیں۔ جن میں ہمارے نبیؐ پر تسبیح کی گئی ہے۔

ج۔ رحیم کے نام کے اسرار ایک ہزار ہیں۔ جن کی تسبیح ملائکہ کرتے ہیں اور ہر اسم کا تعلق ایک دوسرے کے خط سے معلوم ہوتا ہے۔

د۔ چشمہ ثانی میں تین سو اسماء ہیں کہ اُن کا ذکر انجیل میں ہے اور اللہ کے نام میں چار انبیا کا ذکر ہے، جو ہمارے نبیؐ پر سلام اور درود ہے۔

ہ۔ لام ثانی میں تین سو اسماء ہیں کہ ان کا ذکر توریت میں موجود ہے۔

و۔ اور لام اوّل میں قرآن پاک میں مذکور ۹۹ نام ہیں اور یہ تمام اسماء پر محیط ہیں۔

ذ۔ لام کے ساتھ میم کے اتصال سے اسم اعظم ملاحظہ ہو کہ الف میں تمام اسماء جمع ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

اَور جان لینا چاہیئے کہ اِسم رحیم کے ایک ہزار اسرار بھی ۔ الف اور لام اوّل مندرج کے ہیں، کیونکہ اِسم رحمٰن کے مراتب لام اور الف کے حقائق کے مظاہر ہیں اور اِسم رحیم کے مراتب لام کے حقائق کا ظہور ہیں۔

مکتوب ۱۲، بعض لوگوں نے منفی صفات کو بھی مثبت صفات کی مانند کیا ہے اور موجود سمجھا ہے۔ غور سے دیکھنا چاہیئے کہ منفی صفات کا اطلاق کرنا صفت کی نفی کرتا ہے تاکہ صفت کا اثبات کرنا مثلاً (لم یلد) صفت توحید کی نفی ہے۔

مکتوب ۱۷، الف ۔ لام ۔ میم سے وجود کے تین مرتبے مراد ہیں، یعنی الف سے ذات لام سے صفات میم سے اللہ تعالیٰ کی ذات کمالات۔

مکتوب ۲۱، انبیاء کا پہلا قدم اولیاء کی انتہا ہے۔

مکتوب ۲۲، اپنے دل میں اللہ کو یاد کر گڑگڑا کر اور چھپ کر صبح و شام بغیر اُسکے آواز بلند نہ ہو۔

مکتوب ۲۶، اللہ کی تسبیح کرنے والوں میں جمادات اور حیوانات میں انسان بھی اس لازمی تسبیح میں ان کے ساتھ شریک ہے۔ کیونکہ وہ اِن تینوں مراتب میں برابر کا شریک ہے۔

مکتوب ۴۵: اولیاء اللہ کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جسے چاہیں، ایک پل میں کعبہ مقصود سے واقفیت کرا دیں اور اصل منزل مقصود تک پہنچا دیں۔ وجود کا اطلاق دو درجے رکھتا ہے۔ واجب الوجود اور ممکن الوجود جس کا وجود و عدم اپنی ذات سے نہ ہو۔

حضور باباجیؒ کے مکتوبات کی اگر تشریح کی جائے تو ایک ایک مکتوب کی بہت بڑی بڑی ضخیم کتابیں مرتب ہو سکتی ہیں۔ اگر حضور کے کشف و کرامات کا تذکرہ کیا جائے تو بے شمار ہیں، جو احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ یہ حقیر پر تقصیر الشیخ حکیم میاں عبدالغفور عرشی قادری عفی عنہٗ بن الشیخ حکیم میاں اللہ دتہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حال مقیم نواں کوٹ،

Marfat.com

ملتان روڈ، لاہور، جوکہ قصبہ نندا چور میں سکونت پذیر تھا۔ چونکہ حضور پُرنور بابا جی صاحب تاج العارفین حضرت عبدالنبی رحمۃ اللہ علیہ کی نگری شام چوراسی سے تقریباً سات میل شمال میں واقع تھا۔ حضور بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحانی تجلیات کی روشنی سے اب تک فیض یاب ہو رہا ہے۔ حضُور باباجیؒ کے مکتوب ۱۱۲ اور مکتوب ۲۶ کے بارے میں عرض کرتا ہے کہ اللہ اسم ذات ہے اور تمام اسماء کا مسمّیٰ ہے اور یہی اسم اعظم ہے۔ حضُور باباجیؒ نے لام اوّل کی تشریح میں فرمایا ہے کہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں، جوکہ تمام اسماء پر محیط ہیں۔ ان تمام اسماء کو ذاتی اسماء اور صفاتی اسماء اور افعالی اسماء کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ پس تم ذاتی اسماء کی تجلّی اور صفاتی، اسماء کی تجلی اور افعالی اسماء کی تجلی کا مظہر اُتم حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات پاک ہے۔ جس کے نُور کی تجلّی تمام کائنات پر حاوی ہے، چونکہ وہ ذات واجب الوجود ہے۔ غیر اس کا نابود ہے یعنی ذات من حیث الاسماء والصفات عندالوجود یہ عین عالم ہے۔ بایں معنی کہ وہی ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ بطور تنزل ہر تعین میں متعین ہوئی بس فرق صرف اطلاق وتقید کا ہے۔ یعنی مرتبہ اطلاق میں واجب اور معبود ہے اور درجہ تعین میں ممکن اور عابد ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بجز ذات پاک کے اور کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ وہی ذات پاک ذرّہ سے لے کر آفتاب تک اور کل کائنات میں جلوہ گر ہے۔ اُس کا کوئی غیر نہیں ہے۔ وہ واجب الوجُود تشبیہ اور تنزلیہ سے مبرّا اور منزہ ہے اور کوئی چیز اس سے باہر نہیں اور وہی معبود لائق پرستش ہے۔ جو واجب الوجُود ہے (تعین میں ممکن اور عابد ہے۔) جب ممکن کی واجب کے ساتھ مفادیت ہوتی ہے تو اس کا اثر باقی نہیں رہتا، چنانچہ مقام فنا کی صورت میں صفات عین صفات حق میں محو ہو جاتی ہے۔ الحاصل یہ کہ عالم کو ہر آن میں فنا اور بقا ہوتی ہے۔ جلالی اسماء فنا کرتے ہیں۔ جسے عارفین حق کے سوا عام لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ گویا حق تعالیٰ فاعل اور بندہ اس کا اوزار

Marfat.com

ہوتا ہے۔ اگر تم واصل حق ہونے کا عزم صمیم رکھتے ہو تو نبی معظم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیروی اور تابعداری کرو اور سُنت پر عمل کرو۔ بعدازاں وحدت الوجُود کا مراقبہ کرو اور بالکل کلمہ طیبہ کے معنی میں نماز قائم کرو۔ جس کے متعلق حضور باباجیؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مراقبہ انتظار کو کہتے ہیں۔ اپنے وجُود میں ذات باری کی تجلّیات کا اس قدر انتظار کرو کہ وہ قلب پر وارد ہو جائیں اور تمام تعینات ممکن الوجود غائب ہو جائیں، اور نظر اس سے بالاتر ہو جائے اور جز ذات پاک کے کوئی چیز موجود نہ رہے۔ سب ذات ہی ذات میں گم ہو جائے۔ لیکن اس بات کو ذہن نشین کر لیا جائے کہ ؎

ہر کہ حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

صوفیا اکرام فرماتے ہیں کہ نقشبندیہ سلسلہ کے علاوہ ہندوستان میں جو تصوّف کے سلسلے رائج تھے۔ وہ ایران اور عراق سے یہاں آئے تھے۔ سلسلۂ قادریہ، سہروردیہ چشتیہ پر وحدت الوجُود کا رنگ غالب تھا اور ہمہ اوست کے قائل تھے۔ ان کا فکر مختصراً یہ تھا کہ تمام افراد کائنات تجلیات حق ہیں اور اس کثرت اعتباری کا وجود اس وحدت حقیقی سے ہے۔ جب ہندوؤں نے نظریہ وحدت الوجُود میں اپنے فلسفہ کی آمیزش شروع کر دی تو اس سے صوفیاء کے تمام طبقے متاثر ہوئے۔ جس سے ان صوفیائے خام کی مدد سے انہوں نے باقاعدہ تحریک کی شکل دے دی۔ جس کا تعلق بھگتی تحریک سے تھا۔ ان کے افکار کا مرکزی نقطۂ نظر (وحدت الادیان) تھا۔ جس میں فلسفہ ہندو مت کی آمیزش تھی اور پرچار کا پہلو مضمر تھا۔ اس نظریہ کا پرچار کفر و اسلام کے فرق کو مٹانے کے لئے وجود میں آیا۔ بڑے بڑے خام صوفی اس نقطۂ نظر کے علمبردار بن گئے اور اُن کو فروغ دیا۔ پھر متضاد عمل مشاہدہ میں آئے، جو قرآن اور سُنّت کی مطابقت نہیں کرتے تھے۔ جب غیر شرعی صوفیا خام جن کا نقطۂ نظر (وحدت الادیان)

ہوا اور وہ کعبہ و بُت خانہ اور مسجد و مندر کا فرق مٹانے کے درپے ہوں تو ایسے

marfat.com

Marfat.com

نازک وقت میں حضور قطبُ الاقطاب غوثِ زماں حضرت مجدّد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ (وحدت الشہود) یعنی ہمہ از اوست کی تبلیغ فرما کر ہندو دانہ نقطۂ نظر کا قلع قمع کر دیا۔ حالانکہ آپؒ پر اور آپؒ کے والد ماجدؒ پر وحدت الوجُود کا رنگ شدت سے غالب تھا۔ وہ اپنے اندر عظیم رُوحانی قوت پاتے تھے۔ یہ غلبہ اس حد تک تھا۔ جس حد تک کہ اسلام مانع نہیں ہے اور حد شریعتِ محمّدی کے باہر نہیں ہے۔ چونکہ حقائق توحید کا اِنکشاف موحد کی نیاز مندی سے ہوتا ہے۔ سچا موحد وہ ہے۔ جس کا آخر اوّل کی طرف عود کر آئے اور ایسا ہو جائے، جیسا کہ پہلے تھا۔ توحید کا علم پا لینے والا موجُودات کی یاد دِل سے محو کر دیتا ہے اور خدائے واحد کے ساتھ منفرد رہ جاتا ہے۔ وحدت الوجود کی غلط تعبیر سے اکبر بادشاہ کے عہد میں بدا عتدالیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت امام مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کو اس طرح سمجھایا، جو نقشہ ذیل میں درج ہے:۔

وحدت الوجُود (ہوالکل)	وحدت الشہُود (ہوالباری)
نظریہ = ہمہ اوست	نظر = ہمہ از اوست
ارتقا = خود بخود ہونا	ارتقا = پیدا کیا جانا
رجحان تصوّف = سکون کی طرف مائل۔ میں اور وہ جدا نہیں وہ دریا تو میں قطرہ ہوں۔ وصل	رجحان تصوّف = جوش کی طرف مائل، اُس کے ساتھ میں اور میرے ساتھ وہ عشق
حقیقت = حق۔حق۔حق	حقیقت حُسن ازل محبوب کُل
اعتقاد = میں کون۔ انا الحق	اعتقاد = میں کون (انا عبد)
عارف	عاشق

حضرت باباجی صاحبؒ نے اپنی زندگی کے آخری چالیس سال شام چوراسی میں بسر کئے۔ آپ کے ۹ صاحبزادگان میں سے چھ صاحبزادے حیات تھے۔ مگر آپؒ نے کسی

Marfat.com

کو بھی خلافت عطا نہیں کی بلکہ آپ نے اپنے ایک مرید شہریار کو جنہیں احمد شاہ ابدالی نے لاہور سے بدر کر دیا تھا اور انہوں نے موضع ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ خلافت عطا کی اور اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ آپ کے پانچ بیٹوں کی اولاد بھی پاکستان میں موجود ہے، جو حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۸ سال کی عمر میں ۲۲ ربیع الاول ۱۱۴۶ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا روضہ پاک پچاس کنال کے رقبہ میں شام چوراسی ضلع ہوشیار پور (بھارت) میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کا عرس شریف ۹-۱۰-۱۱ ستمبر کو موضع شام چوراسی ضلع ہوشیار پور میں ہر سال نہایت دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں ہندو سکھ اور مسلمان اور سب قومیں عقیدت مندی کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔ اللہ پاک تا ابدالاباد آپؒ کا فیض روحانی جاری و ساری رکھے اور آپؒ پر آپؒ کے روضۂ پاک پر انوارِ رحمت کی شعاعیں ہر وقت جلوہ فگن ہوں اور عوام الناس کے قلوب اِس شمع رُوحانی سے روشن ہوں۔ آمین ثم آمین۔ حضور باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مفصل معلومات حاصل کرنے کے لئے عالی جناب صاحبزادہ الحاج محمد سلیم شامی نقشبندی مکان نمبر ۳۶، گورو سٹریٹ رام نگر چوبرجی، لاہور سے رجوع فرمائیں۔ چونکہ حضور پُر نور جناب باباجی صاحب تاج العارفین حضرت عبدالنبی شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاص فیض و نظرِ کرم سے آپ کو نوازا ہے اور خاندانی نظام اور رُوحانی فیض کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آپ کو مامور فرمایا ہے تاکہ ہر خاص و عام اِن سے فیض حاصل کر سکیں۔

اسی مختصر سی تشریح پر اکتفا کرتا ہوں۔ اگر مفصل تحریر کروں تو حضور باباجیؒ کے اشارہ کی تشریح میں ہزاروں صفحات درکار ہونگے۔ پھر بھی پوری نہ ہوگی۔

وما علینا الا البلاغ۔

حقیر الشیخ حکیم میاں عبدالغفور عرشی قادری عفی عنہٗ

Marfat.com

حضرت عبدالنبیؒ شامی ٹرسٹ

حضرت عبدالنبیؒ شامی ٹرسٹ کا قیام ۲۰ مارچ ۱۹۸۴ء کو عمل میں آیا۔
ٹرسٹ کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں :۔

(۱) حضرت عبدالنبیؒ شامی کی زندگی، تعلیمات اور مشن کی ترویج،

بذریعہ

ا۔ تعمیر مسجد و آستانہ
ب۔ حضرت کے مکاتیب اور دیگر کتابوں کی اشاعت۔
ج۔ حضرت عبدالنبیؒ شامی کی حیات بابرکات کے تعارف کے لیے سیمیناروں وغیرہ کا انعقاد۔

(۲) صاحبزادگان حضرت عبدالنبیؒ شامی کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا۔ یعنی

ا۔ مستحق طلباء کو وظائف دینا۔
ب۔ ہسپتال قائم کرنا۔
ج۔ یا کوئی ایسا کام کرنا، جو ان مقاصد کی تکمیل میں مدد دے، جن کے لیے ٹرسٹ قائم کیا گیا ہے۔

(۳) طریقِ کار

ٹرسٹ کا انتظام ایک چار رکنی بورڈ کے سپرد ہے۔

Marfat.com

بورڈ کے ارکان مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ صاحبزادہ شیخ اکرام الحق ۲۔ صاحبزادہ شیخ نثار الحق
۳۔ صاحبزادہ شیخ وحید الزماں شامی ۴۔ صاحبزادہ شیخ محمد سلیم شامی

دفتر ——— ٹرسٹ کا دفتر، ۱۸۶ شادمان II لاہور میں قائم کیا گیا ہے۔

ٹرسٹ کی اوّلین کاوش کا نتیجہ "مجموعۃ الاسرار" کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ صاحبزادہ محمد سلیم شامی اور صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں، جن کی کوششوں سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ صاحبزادہ محمد سلیم شامی نے یہ کتاب اپنے ذاتی خرچ سے چھپوائی ہے اور اس کی ساری آمدنی ٹرسٹ کے لیے وقف کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیں۔

④ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اُس نے ہمیں توفیق بخشی کہ ہم "مجموعۃ الاسرار" شائع کر سکیں اور اس طرح اس مشن کی تکمیل میں حصّہ لے سکیں، جس کی ابتدا حضرت مجدد الف ثانی رح سے ہوئی اور جن کی انتہا دُنیا میں بقول اقبال "نیابت اللہ" کا قیام ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری یہ ناچیز کاوش قبول فرمائیں اور ہمیں ہمّت اور استقامت بخشیں کہ اپنی کوشش جاری رکھ سکیں۔

⑤ میں شامی ٹرسٹ کی طرف سے ایک بار پھر اُن سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کی کوششوں نے "مجموعۃ الاسرار" کی اشاعت کو ممکن بنایا۔ وما توفیقی الّا باللہ۔

مخلص : صاحبزادہ نثار الحق، بانی ٹرسٹ

marfat.com

Marfat.com

Marfat.com